وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ اِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

وبہ نستعین

الحمد للہ کہ لشکر شیطانی کی سرکوبی کے

لیے زبردست رئیس مغریب نفسانی کی نبض شناسی کے لیے حکیم نفیس وحشت

ضلالت زائل کرنیکے لیے بیمثل انیس صحبت ہدایت حاصل کرنیکے عنظیر جلیس یعنے

تلبیس ابلیس

مع ترجمہ اردو

تخجیس تدلیس

تصنیف حامی دین مبین ناصر شرع متین سردار فوج اسلام و مسلمین سالار

لشکر ایمان و مومنین مولانا عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی بہ ترجمۂ وزیر سرگروہ

مرسلین سرقافلہ مسلین مولانا امیر علی صاحب لکھنوی

۱۳۲۳ھ

قیمت ۸؍ — رجسٹری شدہ — (تعداد جلد ۱۰۵۰)

مصنف تلبیس ابلیس کے مختصر حالات از کتاب طبقات ابن رجب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کا نام عبدالرحمن ہے اور لقب جمال الدین اور کنیت ابو الفرج اور ابن جوزی کے نام سے مشہور ہیں۔ جوزی کی نسبت میں اختلاف ہے
ین کا قول ہے کہ آپکے دادا جعفر بصرے کے ایک فرضہ کی طرف منسوب تھے جس کا نام جوزہ تھا اور فرضۃ النہر نہر کے دہانے کو کہتے ہیں جہاں سے
لیا جاتا ہے اور فرضۃ البحر اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں کشتیاں بندھتی ہیں یہ اکثر لوگوں کا قول ہے اور منذری کہتے ہیں کہ یہ ایک مقام کی طرف
بت ہے جسکو فرضۃ الجوز کہتے ہیں اور شیخ عبدالصمد بن ابو الجیش کہتے ہیں کہ یہ بصرے کے ایک محلے کی طرف نسبت ہے جسکا نام محلۃ الجوزہ ہے۔ بعض کا قول
ہے کہ یہ نہیں بلکہ شہر واسط میں اُنکے گھر میں جوز یعنی اخروٹ کا ایک درخت تھا جسکے سوا وہاں اور کوئی اسکا درخت نہیں تھا اور آپکے سن پیدائش میں
اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ۵۰۸ھ ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۵۰۹ھ اور بعض کا قول ہے کہ ۵۱۰ھ اور خود اُن کی ایک تحریر ملی تھی جس میں لکھا ہوا تھا
مجھو اپنی پیدائش کا وقت ٹھیک معلوم نہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ والد صاحب کا ۵۱۴ھ میں انتقال ہوا تھا اور والدہ کہتی تھیں کہ اُس وقت تمہاری عمر
تقریباً تین برس کی تھی۔ اِس بنا پر آپ کا سن پیدائش ۵۱۰ھ یا ۵۱۲ھ ہوگا اور آپ بغداد میں درب حبیب میں پیدا ہوئے تھے آپکے والد بچپن میں انتقال
کر گئے تو آپ کی والدہ اور پھوپی نے آپ کی پرورش کی۔ اور آپکے ہاں تانبے کی تجارت ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ کی بعض پرانی سندوں میں ابن
الصفار لکھا ہوا ہے اور جب آپ بڑے ہوگئے تو آپ کی پھوپی ابو الفضل بن ناصر کے یہاں لے گئیں تو آپنے اُنکی طرف توجہ کی اور اُن کو حدیث
سنی۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کی ابتدائی تعلیم ۵۱۶ھ میں ہوئی تھی۔ اور قرآن شریف یاد کیا اور ائمۂ قرآن کی ایک جماعت نے آپسے پڑھا۔ اور آپنے
جوان ہونے کے بعد شہر واسط میں علی بن باقلانی سے قرآن شریف روایات کے ساتھ پڑھا اور خود بہت کچھ حاصل کیا اور طالب علمی کی طرف توجہ
کی اور آپنے اپنے مشائخ میں ستاسی اشخاص کو ذکر کیا ہے حالانکہ ان کے سوا اور بھی ایک جماعت سے علم حاصل کیا ہے۔ لیکن بڑے بڑے مشائخ پر
اکتفا کیا ہے جیسے ابن الحصین۔ قاضی ابو بکر انصاری۔ ابو بکر مزرفی۔ ابو القاسم حریری۔ علی بن عبدالواحد دینوری۔ ابو السعادات متوکلی۔ ابو غالب
بن بنا اور اُن کے بھائی یحییٰ۔ ابو عبداللہ بارع۔ ابو الحسن علی بن احمد موحد ابو غالب ماوردی۔ ابو الحسن بن زاغونی۔ ابو منصور بن خیرون ابو
القاسم سمرقندی عبدالوہاب انماطی۔ عبدالملک کروخی۔ ابو القاسم عبداللہ بن محمد اصبہانی خطیب اصبہان۔ ابو سعید زوزی۔ ابو سعد
بغدادی یحییٰ بن طراح اسمٰعیل بن ابو صالح موذن۔ ابو القاسم بن علی بن علی علوی ہجری واعظ۔ ابو منصور قزاز۔ عبدالجبار بن ابراہیم بن
عبدالوہاب بن مندہ۔ اور ۵۶۸ھ میں آپ کو اجازت دی گئی کہ آپ باب بدر میں سلطان کی موجودگی میں وعظ کے لیے بیٹھیں اور سلطان نے آپکی
خدمت کی۔ شیخ کہتے ہیں کہ چاشت کے وقت سے لیکر عصر کے بعد تک لوگ اپنے لیے جگہ کا انتظام کرتے رہے اور وہاں پر چند چبوترے تھے
جو کرایہ پر لیے گئے چنانچہ ایک آدمی کی جگہ دو تین قیراط کو ملتی تھی۔ پھر آپ باب بدر میں عرفہ کے روز وعظ کے لیے تشریف لے گئے تو لوگ چاشت ہی
کے وقت سے حاضر ہونے لگے اور گرمی سخت تھی اور لوگ روزے سے تھے کہتے ہیں اُس روز ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ ایک شخص نے آپکے سر پر سایہ تانا جس کو
دو آدمی ظہر سے عصر تک پکڑے رہے اور لوگوں نے انکو پانچ قیراط دیئے۔ اور بہت سے پنکھے دوگنی قیمت کو خریدے گئے اور اُس روز ایک شخص چلایا کہ اے
شیخ میں ابھی میرے سو دینار چوری گئے تو سلطان نے اُسکو سو دینار دیئے۔ پھر شیخ کہتے ہیں کہ اسی سال میں نے عاشورا کے روز جامع مسجد منصور میں وعظ
کی مجلس قائم کی اور اتنے لوگ حاضر ہوئے جن کا اندازہ ایک لاکھ تھا اور ایسا ہی واقعہ ۵۶۹ھ میں بھی ہوا شیخ کہتے ہیں مجھسے اہل حربیہ نے چاہا کہ میں اُن کے
محلات کو وعظ کی مجلس قائم کی تو میں نے اُنسے ۹ ربیع الاول جمعرات کا وعدہ کیا یعنی ۵۶۹ھ میں اور بغداد وغیرہ کے لوگوں کی وہاں اسقدر کثرت ہوئی
جتنی شعبان کی کثرت سے کہیں زیادہ تھی تو میں باب بصرہ سے جا کر مغرب کے بعد حربیہ میں داخل ہوا تو وہاں کے لوگ بہت سی مشعلیں لیکر مجھسے ملنے
آئے اور بڑی جماعت میرے ساتھ ہولی تو جب میں باب بصرہ سے نکلا تو میں نے حربیہ والوں کو دیکھا کہ اتنی مشعلیں لیکر آرہے ہیں جن کا شمار ممکن نہیں

حدیث اور فنون حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات ہیں جنسے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا اور جسمیں آپکو کمال مہارت تھی اور وعظ اور فنون
ظ میں آپ کی ایسی تصنیفات ہیں کہ ان جیسی کوئی تصنیف نہیں ہوئی۔ اور عمدہ تصنیف آپ کی وہ ہے جس میں سلف کے حالات جمع کیے ہیں
ے وہ مناقب جو آپنے تصنیف کیے ہیں کیونکہ آپ معتبر تھے۔ لوگوں کی تصنیفات سے آپکو بہت واقفیت تھی ترتیب اور تفصیل اچھی کرتے
ے جمع کرنے اور لکھنے پر قادر تھے اور ان فنون میں آپ کو اور مصنفین سے اچھی تمیز تھی کیونکہ بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے اس فن میں تصنیف کی ہے
ن انکو سچ جھوٹ میں تمیز نہیں ہے اور شیخ ابو الفرج کو اس فن میں ایسی تمیز تھی جو اوروں کو نہیں تھی اور ابو نعیم کو تمیز اور واقفیت تھی
ابن حلیہ میں بہت سی موضوع حدیثیں ذکر کرتے ہیں اور یہ مجموعے جو لوگ متقدمین کے حالات میں جمع کرتے ہیں ان میں اور لوگوں کی تصنیفات
ے ابو الفرج کی تصنیفات بہتر ہیں اور ابو بکر بیہقی کی تصنیفات میں بھی بہت تنقیح ہے۔ ابو الفرج کی تصنیفات کے قریب قریب ہیں کیونکہ ان
نوں صاحبوں کو فقہ اور حدیث میں واقفیت تھی اور بیہقی حدیث میں بڑھے ہوئے تھے اور ابو الفرج علوم و فنون کی کثرت میں بڑھے ہوئے
ے۔ **ابن قطیعی** اپنی تاریخ میں کہتے ہیں کہ ابن جوزی نے مجھکو اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک کتاب دی اور کہا کہ یہ میری تصنیفات کی فہرست ہے
میرا خیال ہے کہ ابن قطیعی نے انہیں اور کچھ بھی بڑھایا ہے ابو الفرج کہتے ہیں کہ میری پہلی تصنیف اُس وقت ہوئی ہے جب میری عمر قریب تیرہ
س کے تھی۔ قرآن اور علوم قرآن کے متعلق تصنیفات۔ کتاب المغنی فی علم التفسیر ۸۱ جزو۔ کتاب زاد المسیر فی علم التفسیر چار جلد۔ کتاب تیسیر
رآن فی تفسیر القرآن ایک جلد۔ کتاب تذکرة الاریب فی تفسیر الغریب ایک جلد۔ غریب الغریب ایک جزو۔ کتاب نزہتہ النواظر فی الوجوہ النظائر
جلد۔ الوجوہ النواضر فی الوجوہ النظائر ایک جلد مختصر کتاب نزہتہ العیون۔ کتاب الاشارہ الی القراۃ المختارہ چار جزو۔ کتاب تذکرۃ المنتبہ فی
ون المشتبہ ایک جزو کتاب فنون الافنان فی عیون علوم القرآن ایک جلد۔ کتاب ورد الاغصان فی فنون الافنان ایک جزو۔ کتاب عمدة الراسخ فی معرفة
منسوخ و الناسخ ۵ جزو۔ المصفا بالف اہل الرسوخ من علم الناسخ و المنسوخ ایک جزو۔ اصول دین میں تصنیفات۔ کتاب منتقد المعتقد ایک جزو
ب منہاج الوصول الی علم الاصول ۵ جزو۔ کتاب بیان غلطة القائل بقدم افعال العباد ایک جزو غوامض الالٰہیات ایک جزو۔ مسلک العقل ایک جزو
نہاج اہل الاصابہ۔ السر المصون ایک جلد۔ دفع شبہ التشبیہ چار جزو۔ الرد علی المتعصب العنید۔ علم حدیث اور زہدیات میں تصنیفات۔ کتاب جامع المسانید باخصر الاسانید
الی ارتق ۳۴ جزو کتاب نفی النقل ۵ جزو کتاب المجتبی ایک جلد کتاب النزہتہ جزو کتاب عیون الحکایات ایک جلد کتاب ملتقط الحکایات ۱۳ جزو۔ کتاب ارشاد المریدین
حکایات السلف الصالحین ایک جلد کتاب ضة الناقل ایک جزو۔ کتاب غرر الاثر ۳۰ جزو۔ کتاب التحقیق فی احادیث التعلیق دو جلد۔ کتاب المدبح سات جزو۔ کتاب
موضوعات من الاحادیث المرفوعات دو جلد۔ کتاب العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ دو جلد۔ کتاب الکشف لمشکل الصحیحین چار جلد۔ کتاب الضعفاء و المتروکین ایک جلد کتاب اعلام العالم
بعد رسوخہ بحقائق ناسخ الحدیث و منسوخہ ایک جلد کتاب اخبار اہل الرسوخ فی الفقہ و التحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث ایک جزو۔ کتاب السہم المصیب دو جزو۔ آفات الذخائر ۳ جزو
الفوائد من الشیوخ ۳۰ جزو۔ مناقب اصحاب الحدیث ایک جلد۔ موت الخضر ایک جلد۔ مختصر موت الخضر ایک جزو۔ المشیخہ ایک جزو۔ المسلسلات ایک جزو۔ المحتسب فی النسب ایک جلد
تحفة الکلیات تین جزو۔ تنویر مدلہم السدف ایک جزو۔ الالقاب ایک جزو۔ یہاں تک ابن قطیعی کا بڑھایا ہوا ہے۔ کتاب فضائل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلد
فضائل عمر بن عبد العزیز ایک جلد فضائل سعید بن المسیب ایک جلد۔ فضائل الحسن البصری ایک جلد۔ مناقب الفضیل بن عیاض چار جزو۔ مناقب بشر الحافی سات جزو
مناقب ابراہیم بن ادہم چھ جزو۔ مناقب سفیان الثوری ایک جلد۔ مناقب احمد بن حنبل ایک جلد۔ مناقب معروف الکرخی دو جزو۔ مناقب رابعہ عدویہ ایک جزو
تیسیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن۔ ایک جلد۔ صفوة الصفوہ پانچ جلد۔ منہاج القاصدین چار جلد۔ المختار من خبار الاخیار ایک جلد القاطع لمحال اللجاج
القاطع لمحال المحلاح ایک جزو۔ عجالة المنتظر بشرح حال الخضر ایک جزو۔ کتاب النساء و ما یتعلق بآداب ہن ایک جلد کتاب بیان علة الحدیث المنقول فی ان ابا ابراہیم
رسول۔ کتاب الجوہر کتاب المقلق + تواریخ کے متعلق تصنیفات۔ تلقیح فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ و السیر ایک جلد کتاب المنتظم فی تاریخ الملوک و الامم
دس جلد کتاب شذور العقود فی تاریخ العہود ایک جلد کتاب طرائف الطرائف فی تاریخ السوالف ایک جزو۔ مناقب بغداد ایک جزو۔ فقہ میں تصنیفات۔ الانصاف
مسائل الخلاف۔ کتاب جنة النظر و جنة النظر۔ یہ درمیانی تعلیق ہے۔ کتاب معتصر المختصر فی مسائل النظر۔ یہ اُس سے چھوٹی تعلیق ہے۔ کتاب عمل الدلائل فی مشتہر المسائل
چھوٹی تعلیق ہے۔ کتاب المذہب فی المذہب۔ بسلوک الذہب ایک جلد۔ کتاب البلغہ ایک جزو کتاب العبادات الخمس ۵ جزو۔ کتاب اسباب الہدایہ لارباب البدایہ ایک جلد
کتاب کشف الظلمہ عن الضیا فی رد الدعویٰ۔ کتاب درء اللوم و الضیم فی صوم یوم الغیم ایک جزو۔ علوم وعظ میں تصنیفات۔ کتاب الیواقیت فی الخطب۔ ایک جلد
المنتخب فی النوب ایک جلد۔ منتخب المنتخب ایک جلد۔ وعظ میں تصنیفات۔ ابن قادسی کہتے ہیں کہ وعظ میں آپ کی تصنیفات سے زیادہ ہیں۔ منتخل المنتخل ایک جلد
الریاض ایک جلد۔ اللؤلؤ ایک جلد۔ کنز المذکر ایک جلد کتاب الارج ایک جلد۔ کتاب اللطف ایک جلد۔ کتاب اللطائف ایک جلد۔ کنوز الرموز ایک جلد۔ کتاب النفیس ایک جلد

اور سب ملا کر ایک ہزار شعلوں کا اندازہ کیا گیا - اور میں نے دیکھا کہ میدان روشنی سے جگمگا رہا ہے اور محلے کے لوگ اور عورتیں اور بچے
دیکھنے کے لیے نکلے اور میدان میں اس قدر بھیڑ تھی جیسے سہ شنبہ کے روز بازار میں بھیڑ ہوتی ہے - تو میں حسرت میں داخل ہوا اور سڑک آدمیوں
سے بھر رہی تھی اور چاشت ہی کے وقت سے جگہیں کرایہ پر لے لی گئیں اور اگر کہا جائے کہ جو لوگ مجلس وعظ کی غرض سے آئے اور لوگوں کے ساتھ
حربیہ اور باب بصرہ کے درمیان میں چلے تین لاکھ تھے تو یہ بات بعید نہ ہوگی - حاصل یہ کہ آپ کی وعظ کی مجلسوں کی نظیر نہ تو دیکھی گئی اور نہ
سُنی گئی - اور اُنسے بڑا نفع پہنچتا تھا. غافل نصیحت حاصل کرتے تھے جاہل علم کی باتیں سیکھتے تھے. گنہگار توبہ کرتے تھے مشرک مسلمان ہوتے
تھے. اور آپنے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ آپنے ایک مرتبہ وعظ کہا تو قریب دو سو آدمیوں کے اُسی مجلس میں تائب ہوئے اور اُن میں سے ایک سو
بیس آدمیوں کی پیروں کے نام کی چوٹیاں کاٹی گئیں - اور کتاب القصاص والمذکرین کے آخر میں کہا ہے کہ میں ہمیشہ لوگوں کو وعظ سناتا رہا اور
اُن کو توبہ اور تقوے کی ترغیب دلاتا رہا - یہاں تک کہ میں نے اس کتاب میں لاکھ آدمیوں سے زیادہ کی فہرست جمع کر لی اور دس ہزار سے
زیادہ بچوں کی پیروں کے نام کی چوٹیاں کاٹیں - اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے - آپکے پوتے **ابو مظفر** کہتے ہیں کہ کم سے کم آپکے
وعظ میں دس ہزار آدمی حاضر ہوتے تھے اور بسا اوقات آپکے پاس ایک ایک لاکھ آدمی حاضر ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے دلوں
میں آپ کی قبولیت اور ہیبت پڑی ہوئی تھی اور آپ کو دنیا سے رغبت نہیں تھی - اور کم تعلق تھا - اور میں نے آپ کو آخر عمر میں سنا منبر پر
فرما رہے تھے کہ میں نے اپنی ان دونوں انگلیوں سے ایک ہزار جلدیں لکھی ہیں - اور میرے ہاتھ پر ایک لاکھ آدمیوں نے توبہ کی ہے اور بیس ہزار یہودی
اور نصاریٰ مسلمان ہوئے اور ہفتے وار قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے اور مکان سے صرف جامع مسجد کو جمعہ اور وعظ کے لیے نکلا کرتے تھے
اور کبھی کسی سے مذاق نہیں کیا اور نہ کسی بچے کے ساتھ کھیلے اور نہ کبھی کوئی مشتبہ چیز کھائی اور اسیطرح تمام عمر گزار دی **ابن قطیعی** کہتے ہیں کہ
لوگوں نے آپکے کلام سے بہت فائدہ اُٹھایا. بعض مرتبہ ایک ایک مجلس میں سو سو اور اس سے زیادہ آدمی گناہ سے توبہ کرتے تھے - اور
سال میں دو ایک روز جامع مسجد منصور میں بیٹھا کرتے تھے تو اشتہارات تقسیم ہوتے تھے اور ایک ایک لاکھ آدمی جمع ہوتے تھے .
حافظ ابن دبیثی نے آپ کا یوں ذکر کیا ہے کہ ہمارے شیخ امام جمال الدین ابن جوزی رحمہ اللہ کی بہت سی تصانیف مختلف فنون میں
ہیں جیسے تفسیر - فقہ - حدیث - وعظ - دقائق - تواریخ وغیرہ اور حدیث اور علوم حدیث کی معرفت اور صحیح ضعیف حدیث کی واقفیت آپ پر
ختم ہوگئی - اور اس فن میں آپ کی بہت ہی تصنیفات ہیں جیسے مسانید اور ابواب اور اسماء رجال اور اُن احادیث کی معرفت جیسے احکام
اور فقہ میں استدلال کیا جاتا ہے اور اُن احادیث کی معرفت جو قابل استدلال نہیں ہیں جیسے ضعیف اور موضوع حدیثیں اور جیسے انقطاع
اور اتصال کا بیان - اور وعظ میں آپ کی تقریر شستہ ہوتی تھی اور اشارات عمدہ اور معانی باریک اور استعارات نفیس اور آپ کا کلام
پاکیزہ ہوتا تھا اور انداز کلام شایستہ اور زبان میٹھی تھی اور بیان اعلیٰ اور آپ کی عمر اور علم میں برکت دی گئی - آپنے بہت سی حدیثیں
روایت کیں اور چالیس برس سے زیادہ علم حاصل کیا اور اپنی تصنیفات کو متعدد مرتبہ بیان کیا. **موفق عبد اللطیف** کہتے ہیں
ابن جوزی رح خوش آواز نیک خصلت نرم آواز موزون الافعال خوش خلق تھے آپ کی مجلس میں ایک لاکھ یا زیادہ آدمی حاضر ہوتے - ا
کوئی وقت ضائع نہیں کرتے تھے - ایک روز میں چار جزو تصنیف کر لیتے تھے اور ہر سال آپ کی تصنیف میں پچاس سے ساٹھ تک جلد
بڑھتی تھیں - اور آپ کو ہر علم میں مہارت تھی - لیکن آپ تفسیر میں مشاہیر سے تھے اور حدیث میں حفاظ حدیث سے اور تواریخ میں متوسطوں
اور آپکے پاس فقہ کا کافی حصہ تھا - اور قافیہ بندی میں تو آپ کو نہایت کمال تھا اپنا کلام بیان کرتے تھے تو پاکیزہ غیر کا نقل کر
تھے تو شایستہ **ابن نجار** آپ کی چند تصنیفات کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ جس نے آپ کی تالیفات میں غور کیا - اُسکو آپ کا حفظ
اور علمی مرتبہ معلوم ہے اور آپ باوجود اِن فضائل اور وسیع علوم کے وظائف اور عبادات کے بھی پابند تھے اور آپ کو ذوق صحیح کا
اور شیرینی مناجات کا بہرہ بھی تھا اور آپنے اِسکی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ وعظ اور معارف میں آپ کا کلام نقل مح
اور ذوق سے خالی نہیں ہے بلکہ پر ذوق ہے اور **ابن قادسی** نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ شیخ رات کو نماز پڑھا کرتے تھے اور د
روزہ رکھا کرتے تھے اور کام بھی کرتے تھے اور رات کی ظلمت میں بزرگوں سے ملتے تھے اور ذکر الٰہی سے تھکتے نہیں تھے اور اللہ تعالیٰ کو تین
خواب میں دیکھا **امام ابو العباس ابن تیمیہ** رح اجوبہ مصریہ میں لکھتے ہیں کہ شیخ الفرج مفتی اور بڑے صاحب تصنیف تھے
تھے اور آپکی بہت سے فنون میں تصنیفات ہیں یہاں تک کہ میں نے شمار کیا تو ہزار سے زیادہ پایا اور اُسکے بعد اور بھی دیکھیں جو پہلے نہیں دیکھی تھ

فہرست تجنیس تدلیس ترجمہ تلبیس ابلیس مشتمل بر جمیع ابواب و بیانات و ضروری فصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زین القصص یک جلد ۔ موافق المرافق یک جلد ۔ الشاہد والمشہود یک جلد ۔ واسطات العقود من شاہد ومشہود یک جلد ۔ المہلب دو جزو ۔ المدہش یکجلد ۔ صبا
محادثۃ العقل یکجز ۔ لقط الجمال یک جزو ۔ معانی المعانی چند جزو ۔ فتوح الفتوح یکجلد ۔ التعازی الملوکیہ یکجز ۔ المقعد المقیم یکجزو ۔ کتاب ایقاظ الوسنان والرفق
الحیوان النبات دو جزو ۔ نکت المجالس البدریہ دو جزو ۔ نزہتہ الادیب دو جزو ۔ منتہی المنتہی یکجلد ۔ تبصرۃ المبتدی ۲۰ جزو ۔ کتاب الیاقوتہ دو جزو ۔ کتاب تحفہ
یک جلد ۔ مختلف فنون میں تصنیفات ۔ ذم الہوی یکجلد ۔ صید الخاطر ۶۵ جزو ۔ کتاب احکام الاشعار باحکام الاشعار ۲۰ جزو ۔ کتاب القصاص والمذکرین ۔ کتاب
اللسان یک جلد ۔ کتاب الاذکیا یکجلد ۔ کتاب الحمقے یکجلد ۔ **تلبیس ابلیس** دو جلد ۔ لقط المنافع فی الطب دو جلد ۔ الشیب والخضاب یکجلد ۔ اعمار الاعیان
الثبات عند الممات دو جزو ۔ تنویر الغبش فی فضل السود والحبش یکجلد ۔ الحث علی حفظ العلم وذکر کبار الحفاظ یکجز ۔ اشراف الموالی دو جزو ۔ کتاب اعلام الاحیار بانما
کتاب تحریم المحل المکروہ یک جزو ۔ کتاب المصباح المضی لردعوۃ الامام المستضی یکجلد ۔ کتاب عطف العلماء علی الامراء والامراء علی العلماء یکجز ۔ کتاب النصر علی مصر
المجید الفندی یکجلد ۔ الفجر النوری یکجلد ۔ مناقب الستر الرفیع یکجز ۔ ما قلتہ من الاشعار یکجز ۔ المقامات یکجلد ۔ من سائل یکجز ۔ الطب الروحانی یکجز ۔ یہ وہ کتا
ہیں جنہیں ابن قطیعی نے خود انکے خط سے نقل کیا ہو اور انکو سنایا ہو اور انہیں پڑھایا ہے اور باوجود اسکے اس فہرست کے علاوہ اور بہت سی تصنیف
ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ انکے بعد کی تصنیف ہیں جنمیں سے بعض کی فہرست یہ ہو ۔ کتاب بیان الخطاء والصواب من احادیث الشہاب ۔
کتاب الباز الاشہب المنقض علی من خالف المذہب یہ ایک تعلیق ہے فقہ میں ۔ کتاب الوفا بفضائل المصطفے دو جلد ۔ کتاب النور فی فضل
الایام والشہور یک جلد ۔ تقریب الطریق الابعد فی فضل مقبرۃ احمد ۔ کتاب مناقب الامام الشافعی ۔ کتاب العزلہ ۔ کتاب الریاضۃ ۔ کتاب منہ
الاصابہ فی محبۃ الصحابہ ۔ فنون الالباب الظرفا والمتحابین ۔ تقویم اللسان ۔ مناقب ابی بکر یک جلد ۔ مناقب علی یک جلد ۔ فضائل ایوب
درۃ الاکلیل فی التاریخ چار جلد ۔ اس کتاب کو آپکے پوتے نے ذکر کیا ہو ۔ الامثال یکجلد ۔ المنفعۃ فی المذاہب الاربعہ دو جلد ۔ المختار من الاشعار
۱۰ جلد ۔ درس القوارير دو جلد ۔ المرتحل فی الوعظ یکجلد ۔ کبیر نسیم الریاض یکجلد ۔ ذخیرۃ الواعظ چند جزو ۔ الزجر المخوف ۔ الانس والمحبہ
المطرب للسطرب ۔ الزید الدیسے فی الوعظ الناصری دو جزو ۔ المفاخر فی ایام الامام الناصر یکجلد ۔ المجد الصلاحی یکجلد ۔ لغۃ الفقہ دو جزو ۔ اور
ہو کہ آپ کی ایک کتاب ہے عقد الخناصر فی ذم الخلیفۃ الناصر ۔ اور ایک کتاب شیخ عبد القادر کی گرفت میں ۔ غریب الحدیث یک جلد ۔ تلخیص
دو جزو ۔ الفصول الوعظیہ حروف کی ترتیب پر ۔ سلوۃ الاحزان دس جلد ۔ الشوق فی الوعظ ۔ المجالس الیوسفیہ فی الوعظ ۔ یہ کتاب آپنے اپنے
یوسف کے لیے لکھی ہو ۔ الوعظ المتبری یکجز ۔ قیام اللیل تین جزو ۔ المحادثہ یکجز ۔ المناجات یکجز ۔ جواہر الزواہر فی الوعظ چار جزو ۔ کنز المذکر ۔ النجاۃ بالہجرۃ
دو جزو ۔ المرتقی لمن اتقی ۔ اور اسکے علاوہ آپکی اور بھی تصنیفات ہیں اور میں نے سنا ہو کہ صحاح جوہری پر آپکا حاشیہ ہو اور آپنے اسپر گرفت کی ہو اور فنون ابن عقیل
کجہا اور پر دس جلد ونمیں مختصر کیا ہو ۔ ذہبی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ کسی عالم نے ایسی تصنیفات کیں جیسی آپنے کیں ۔ آپکے پوتے ابو مظفر کہتے
ہیں کہ میرے دادا ۔ ۷ رمضان کو ہفتے کے روز یعنی ۵۹۷ھ میں والدہ سلطان کی قبر کے نیچے جو معروف کرخی کے متصل ہو وعظ کے لیے بیٹھے اور میں موجود تہا تو آپ
چند شعر پڑھے جنپر مجلس ختم ہو گئی ۔ پھر آپ منبر سے اترے اور پانچ روز تک بیمار رہے اور جمعرات کو مغرب عشاء کے درمیان میں اپنے گھر میں انتقال
والد بھی تھے ۔ اپنے انکی موت ... بار بار کہہ رہے تھے کہ میں کیا کتابوں پر عمل کرونگا ۔ کتابیں تو میرے لیے ختم ہو گئیں اور آپکے غسل کے لیے
شیخ ناصر الدین بن سکینہ اور ضیاء الدین بن خبیرت لیے وقت تشریف لائے اور بغداد کے لوگ جمع ہوئے اور دوکانیں بند ہو گئیں اور محلوں کے لوگ
اور ہم نے جنازے کو رسیوں سے باندہکر انکے سپرد کیا اور وہ جنازے کو اسی قبہ کے نیچے لے گئے جہاں آپ وعظ کے لیے بیٹھے تھے اور اتفاق ایسا ہوا
آپ کی نماز آپکے بیٹے ابو القاسم علی نے پڑھائی کیونکہ مشاہیر ان تک پہنچ نہ سکے ۔ پھر جنازے کو جامع مسجد منصور کو لے گئے اور لوگوں نے آپ کی
پڑھی اور لوگوں کی سخت کشمکش تھی گویا میلے کا دن تہا امام احمد بن حنبل کے پاس قبر پر جنازہ نماز جمعہ کے وقت تک نہیں پہنچا اور موسم گرم
تہا ۔ اور ساتھیوں میں سے بہت لوگوں نے روزہ توڑ ڈالا اور خندق ظاہریہ میں پانی میں جا گرے اور قبر تک تھوڑا ہی سا کفن پہنچا اور جنازہ قبر میں سو وقت اتارا گیا
کہ یہ کہتا تہا اللہ اکبر اور لوگوں کو آپ کی مفارقت کا سخت صدمہ ہوا اور بہت روئے اور لوگ آپ کی قبر کے پاس سارے رمضان رہے ۔ قرآن کے ختم کرتے تھے اور قندیلیں
مشعلیں اور جھتے کے جھتے ہوتے تھے اور احمد بن سلیمان حربی نے اسی رات کو آپکو یاقوت کے منبر پر دیکہا جسمیں جواہرات جڑے ہوئے تھے اور فرشتے آپکے سامنے بیٹھے
تھے اور اللہ تعالیٰ آپکا کلام سن رہا تہا ۔ یہ تمام مضامین تواریخ کی مستند کتاب طبقات ابن رجب سے عربی سے اردو میں نقل کیے گئے ہیں لیکن نہایت اختصار کے
ساتھ وہاں پر آپکے حالات پندرہ صفحوں میں لکھے ہیں جن میں بڑے بڑے علمی معارک کا بیان ہے جن حضرات کو شوق ہو وہاں دیکھیں ۔ واللہ اعلم بالصواب

ابو محمد عبد الحق ۔ اعظم گڈھی عفی عنہ آخر ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۳ھ

صاف معلوم ہوتا ہو کہ حنفی تھا نہ مالکی ... ہے آیندہ ہوگا لیکن کون کہہ سکتا ہو کہ اس جبہ حضرت شیخ قابل تسلیم نہ رہے یا آپکے فضائل جاری ہیں ...

بسم الله الرحمن الرحيم

وما توفيقي الا بالله قال الشيخ الامام العالم جمال الدين ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد بن علي الجوزي الحنبلي الواعظ البغدادي رح الحمد لله الذي سلم ميزان العدل الى اكف اولي الالباب وارسل الرسل مبشرين ومنذرين بالثواب والعقاب وانزل عليهم الكتب مبينة للخطاء والصواب وجعل الشرائع كاملة لا نقص فيها ولا عاب احمده حمد من يعلم انه مسبب الاسباب واشهد بوحدانيته شهادة مخلص في نيته غير مرتاب وان محمدا عبده ورسوله وقد سدل الكفر على وجه الايمان الحجاب فنسخ الظلام بنور الهدى وكشف النقاب وبين للناس ما نزل اليهم واوضح مشكلات الكتاب و جعلهم على المحجة البيضاء لا سرب فيها ولا سراب وصلى الله عليه وعلى جميع الال وكل الاصحاب وعلى

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم شیخ امام عالم ربانی جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد بن علی معروف بابن الجوزی الحنبلی واعظ بغدادی نے فرمایا حمد وثناء علی شایان حضرت باری تعالیٰ ہے جس نے ترازوی عدل عقلا کے ہاتھوں میں سپرد فرمائی اور انبیاء برگزیدہ بھیجکر مطیعین کو ثواب کی خوشخبری سنائی اور منکرین کو عذاب آلہی سے ڈرایا۔ اور ان پر سچی کتابیں نازل فرماکر ٹیڑھی جہنمی راہوں سے راہ راست کی تمیز صاف صاف بتلائی۔ اور ہر قسم کی عملی شریعت بغیر نقص وعیب کے کمال کو پہنچائی میں ایسے شخص کی طرح اُس کی حمد کرتا ہوں جس کو یقین ہے۔ کہ وہی مسبب الاسباب ہے۔ اور اس کی وحدانیت کی گواہی ایسے مخلص کیطرح ادا کرتا ہوں جس کی نیت میں نہ کچھ شک ہے۔ نہ ارتیاب ہے اور یہ گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں خاتم النبیین احمد مجتبیٰ بکمال عبودیت ازلی مقبول ہیں جن کو رب عزوجل نے ایسے وقت مبعوث فرمایا۔ جب ایمان کے چہرہ پر کفر نے اپنا پردہ لٹکایا۔ تو اس سراج المنیر آفتاب رسالت نے نور ہدایت سے تاریکی کو مٹایا۔ اور امر حق کے چہرے سے باطل کا پردہ اوٹھایا۔ اور بندوں کے لئے جو پیغام اترا۔ اُس کو صاف صاف بیان کیا۔ اور قرآن مجید کے مشکلات کو واضح کردیا۔ آخر ان کو ایسے صاف ہموار روشن رستہ پر چھوڑا ہے جسمیں نہ اونچا خالی ہے۔ نہ دھوکا ہے صلی اللہ علیہ وعلی جمیع الآل وکل الاصحاب وعلی

تمت

قطعہ تاریخ چکیدہ کلک گوہر سلک اخطل دوران مولوی یوسف حسین صاحب سلمہ

اے خدا شیطان سے [illegible] تو ہم کو بچا — تو نگہباں ہو ہمارا سال و مہ صبح و مسا

ابتدا ہر کام کی [illegible] نام سے تیرے [illegible] — تیری رحمت ہے محیط اتقیا و اشقیا

بے نہایت خوبیاں ہیں تیری رب العالمیں — عام رحمت تیری یاں اور خاص ہے روز جزا

فیصلے کے دن کا مالک تجھ سوا کوئی نہیں — کانپتے ہوں گے جہاں سب اولیا و انبیا

خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم سب کریں — تجھ سوا کوئی نہیں ہے لائق حمد و ثنا

دینی [illegible] دنیوی — خاص تیری ہی مدد کے ہیں طلبگار اے خدا

تو ہمیں [illegible] ہر کام میں ہر حال میں — دین میں دنیا میں ہر دم سیدھے رستے پر چلا

راہ ان لوگوں کی جن پہ تیرا ہر دم فضل ہے — صالح و اہل شہادت اہل صدق انبیا

اس رہ کج سے بچا [illegible] ہیں اہل غضب — جان کر جو ضد سے ہوتے ہیں رہ حق سے جدا

نیز یا رب ہم کو رکھ محفوظ از راہ ضلال — یا الٰہی کیجیو مقبول یہ میری دعا

حضرت میر معظم سید اہل شرف — پیرو راہ سلف مستوجب مدح و ثنا

خیر خواہ اہل سنت قامع اہل بدع — ناصر دین محمد محو توحید خدا

جن کے مطبع میں ہمیشہ سے بفضل کردگار — طبع ہوتی ہیں کتابیں علم سنت کی سدا

ان دنوں اک اور طرز نو کی ان کے ہاں کتاب — چھپ کے نکلی ہے با آب و تاب با زیب و صفا

نام ہے تلبیس ابلیس ابن جوزی کی لکھی — ہیں محرر جس میں شیطاں کے سبھی مکر و دغا

آگہی کے واسطے [illegible] ایک جلد میں — تا نہ ہو شیطان کا راہ خدا میں سامنا

ہوشیاری [illegible] عبادت اہل حال — برخلاف دین احمد ہو نہ اُن کا راستا

لیکن اس کا فائدہ اہل عرب سے خاص تھا — اہل ہند اکثر نہ تھے اُس سے بخوبی آشنا

اس لیے اسکو مترجم کر کے چھاپا ہے یہاں — تاکہ خاص و عام کا اُس سے برآوے مدعا

[illegible] یہ کتاب — یہ فضیلت کم نہیں کیا ہم کریں مدح و ثنا

[illegible] ذی الحجہ میں — اس کے چھپنے کا ہوا احمد تخیل انقضا

اب ابھی [illegible] طبع از ذی سال — [illegible] از ابتدا تا انتہا

[illegible] — [illegible] تلبیس ابلیس مترجم لکھدیا

[illegible] — [illegible] تیار تلبیس [illegible]

[illegible] — چھپ گئی یا ترجمہ تلبیس ابلیس [illegible]

الضلال حتى عبد والاصنام واختلفوا فى العقائد والافعال اختلافا وخالفوا فيه الرسل والعقول
اتباعا لاهوائهم وميلا الى عاداتهم وتقليدا لكبرائهم فصدق عليهم ابليس ظنه فاتبعوه الا
فريقا من المؤمنين **فصل** واعلم ان الانبياء جاءوا بالبيان الكافى وقابلوا الامراض بالدواء الشافى و
توافقوا على منهاج لم يختلف فاقبل الشيطان ابليس يخلط بالبيان شبها وبالدواء سما وبالسبيل
الواضح جوادا مضلة ومازال يلعب بالعقول الى ان القى فرق الجاهلية فى مذاهب سخيفة وبدع
قبيحة فاصبحوا يعبدون الاصنام فى البيت الحرام ويحرمون البحيرة والسائبة والوصيلة والحام و
يرون وأد البنات ويمنعونهن الميراث الى غير ذلك من الضلال التى سوّله لهم ابليس فبعث الله
نبينا محمدا صلى الله عليه وسلم فرفع المقابح وشرع المصالح فسار اصحابه معه وبعده الى ضوء نوره
سالمين من العدو وغروره فلما انسلخ نهار وجوههم اقبلت اغباش الظلمات فعادت الاهواء تنشئ
بدعا وتضيق سبيلا مازال متسعا ففرق الاكثرون دينهم وكانوا شيعا ونهض ابليس يلبس و

ترجمہ کے بیابانون مین بھٹکنے لگے یہانتک نوبت پہنچی کہ بُت پوجنے لگے اور طرح طرح کے عقیدے وافعال ایسے نکالے کہ وہ رسول کے
ارشاد سے اور عقل کی ہدایت سے مخالف تھے یہ سب اس لیئے کہ اُنہوں نے اپنی جی کا کہنا مانا۔ اور اپنی رسوم و عادات کے پابند ہوئے اور اپنے
باپ دادون کی تقلید کی پس[1] ابلیس نے اُن پر اپنا گمان سچا کر لیا کہ ان فرقون نے اُس کی پیروی کر لی سوائے ایک فریق مُومنین کے **فصل** واضح ہو
کہ انبیاء علیہم السلام کافی بیان لائے اور ہر مرض کی شافی دوا بتلائی اور سب پیغمبرون کا اتفاق ایک ہی راہ مستقیم (توحید) پر ہے اس مین کچھ اختلاف
نہین ہے پھر شیطان ابلیس نے آکر بیان کافی کے ساتھ اپنا شُبہ ملایا اور دوائے شافی کے ساتھ اپنا زہر ملایا اور واضح راہ کی دونون طرف گمراہ کرنے والی
پگڈنڈیان ملائین اور اسی طرح وہ برابر اُن کی عقلوں سے کھیلتا رہا یہانتک کہ اُس نے اسلام سے پہلے زمانہ جہالت والی لوگوں کو حماقت کے مختلف
مذاہب مین اور قبیح بدعتوں مین پراگندہ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ بیت الحرام (کعبہ) مین بُت پرستی کرنے لگے اور بحیرہ[2] و سائبہ و حام و وصیلہ کو حرام ٹھہرایا اور
بیٹیون کو زندہ درگور کرنا بہتر جانتے اور لڑکیون اور اُن کی مانند کمزور وارثون کو میراث نہ دیتے اسی طرح کی بہت گمراہیان ابلیس نے اُن کی نظر مین
رچائی تھین یہانتک کہ اللہ تعالٰے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ نے قبیح بد باتین دور فرمائین اور نیک مصلحت کی باتون کی شرع مقرر فرمائی چنانچہ
آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ اور آپ کے بعد اس شرع نورانی کی روشنی مین دشمن شیطان اور اُس کے فریب سے بچکر راہ چلتے رہے جب اُن کے
نورانی چہرے جن دن کی طرح روشنی تھی فوت ہوئے تو پھر گھٹا ٹوپ اندھیریان سامنے آئین۔ اور نفس پرستی دوبارہ بدعتون کی بنیاد
جمانے لگی۔ اور جو کشادہ راہ شریعت چلی آتی تھی اُس مین کوتاہی کا جال بنانے لگی چنانچہ بہتیرے لوگ دین حق سے پھوٹ کر جُدا جُدا فرقے
ہو گئے حالانکہ پہلے متفق جماعت تھے۔ اور ابلیس نے اُن کو مکاری مین پھانسا۔ اور

[1] کما قال اللہ تعالٰے لقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المؤمنین ۱۲ منہ
[2] بحیرہ وغیرہ کا ذکر قرآن شریف مین سورہ انعام مین ہے۔ بحیرہ اونٹ کان پھاڑ کر بتون کے نام پر چھوڑتے اور سائبہ سانڈ ہے۔ اور حام چند بار جفتی کے بعد سواری و بار برداری سے آزاد ہونا۔ اور وصیلہ چند پیٹ جننے کے بعد بُت کے نام پر آزاد ہوتی اور اُن کی صورتین اقسام جانورون مین مختلف تھین اور تفصیل اردو تفسیر مواہب الرحمان مین دیکھو۔

التابعين لهم باحسان الى يوم الحشر والحساب وسلم تسليما كثيرا اما بعد فان اعظم النعم على
الانسان العقل لانه الالة فى معرفة الاله سبحانه والسبب الذى يتوسل به الى تصديق الرسل الا
انه لما لم ينهض بكل المراد من العبد والرب بعثت الرسل وانزلت الكتب فمثال الشرع الشمس ومثال
العقل العين فاذا فتحت وكانت سليمة رات الشمس ولما ثبت عند العقل اقوال الانبياء الصادقة
بدلائل المعجزات الخارقة سلم اليهم واعتمد فيما خفى عليهم ولما انعم الله سبحانه على هذا العالم الانسى
بالعقل افتتح بنبوة ابيهم ادم عليه السلام فكان يعلمهم عن وحى الله عزوجل فكانوا على
الصواب الى ان انفرد قابيل بهواه فقتل اخاه ثم تشعبت الاهواء بالناس فشردتهم فى بيداء

ترجمہ التابعين لهم باحسان الى يوم الحشر والحساب وسلم تسليما كثيرا **اما بعد** واضح ہو کہ انسان پر عقل بڑی نعمت ہے کیونکہ اسی ذریعہ سے اللہ تعالی کی معرفت
حاصل ہوتی ہے اور اسی وسیلہ سے رسولوں کی تصدیق نصیب ہوتی ہے لیکن جو تعلق بندے اور اُسکے رب کے درمیان ہے جب عقل سے اسکا کام پورا نہو سکا تو رسول
بھیجے گئے اور کتابیں اتاری گئیں تو عقل کی مثال آنکھ ہے اور شرع کی مثال آفتاب ہے پس آنکھ کھولنے پر جب ہی آفتاب دیکھے گی کہ درست ہو ورنہ نہیں اور جب عقل
کے نزدیک انبیا کے دلائل معجزات سے یہ ثابت ہوا کہ جو کچھ انبیا فرماتے ہیں یہ اقوال سچ ہیں تو عقل نے اُن کا کہنا بسر و چشم قبول کیا اور پوشیدہ امور میں
اُن کے کہنے پر اعتماد کیا **ف** جب انبیا علیہم السلام نے فرمایا کہ ہمکو تمہارے رب عزوجل نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ اگر ہمپر ایمان لاؤ تو تمہارے لیے جنت ہے
اور اگر اپنے جی کی پیری کرو تو تمہارے لیے عذاب جہنم ہے عقل نے دیکھا کہ یہ چیزیں نظر نہیں آتی ہیں تو اُسنے دلیل چاہی کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ آپ لوگ اللہ کے بھیجے ہوئے
ہیں انبیاؑ نے جناب باری تعالی میں عرض کیا تو اللہ تعالی نے اُنکے ہاتھوں سے دنیا میں وہ چیزیں پیدا کیں جو یہاں کسی ترکیب سے نہیں پیدا ہو سکتی ہیں تو عقل نے جانا
کہ بیشک اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے ہیں تو انکا سب کہنا سچ ہے **ف** واضح ہو کہ مصنف نے رسالہ ذکیا میں کہا کہ عقل کا لفظ چار معنی پر بولا جاتا ہے **اوّل** وہ چیز
جس سے انسان و حیوان میں فرق ہے جس سے فکر و تدبیر کر کے باریک صنعتیں نکالتا ہے امام احمد و حارث محاسبی نے جو کہا کہ وہ پیدائشی قوت ہے تو اس سے یہی معنی مراد
ہیں **دوم** جایز و محال سمجھنے والی قوت طبعی کا علم (**سوم**) تجربہ سے جو ملکہ حاصل ہو (**چہارم**) پیدائشی قوت کا کمال حتے کہ فانی خواہشیں چھوڑ کر اور آخرت
مانگے **مترجم** کہتا ہے کہ عقل کی دو قسمیں ہیں ایک عقل جسمانی جو مجموعہ حواس ظاہری و باطنی کا نام ہے اور حیوانات میں یہ سب حواس نہیں ہیں بلکہ تھوڑی تھوڑی
ہیں کیونکہ انسانسے زیادہ قوی ہیں اور تجربہ و سن بلوغ سے یہ عقل قوی ہو جاتی ہے اور اسی عقل سے انسان دنیائی زندگی کے سامان پیدا کرتا ہے اور
جسقدر بدن قوی ہو اُسیقدر یہ عقل تیز ہوتی ہے اور بدن کی موت کے ساتھ مر جاتی ہے **قسم دوم** عقل روحانی وہ روح کے حواس ہیں اور جب قلب پر مہر ہو
تو نہیں کھلتی ہیں بلکہ ایمان ہی سے کھلتے ہیں بدلیل قولہ تعالی ما کان لنفس ان تؤمن الا باذن اللہ الآیہ یعنی کسی جی کو ایمان حاصل کرنے کی قدرت نہیں مگر جب اللہ تعالی کا
ارادہ ہو اور وہ شرک کی پلیدی عقلوں پر ڈالتا ہے (الخ) ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الآیۃ یعنی ملت ابراہیمی سے وہی منہ موڑتا ہے جو بے عقل ہے معلوم ہوا کہ کافر بے عقل
ہوتے ہیں یعنی یہ عقل نہیں رکھتے اگرچہ قسم اول میں کتنے ہوشیار ہوں اور اسکے واسطے آیات کثیرہ دلیل ہیں فافہم واللہ تعالی اعلم ۱۲ جب اللہ نے اس عالم انسانی پر عقل کا انعام کیا تو پہلے پہل
انکے باپ آدمؑ کی پیغمبری سے شروع کیا پس آدمؑ انکو اللہ تعالی کی وحی سے تعلیم فرمایا کرتے تھے سب انسان ٹھیک راہ پر جمع تھے یہانتک کہ قابیل نے اپنی خواہش نفس کی
پیروی میں جدا ہو کر اپنے بھائی (ہابیل) کو قتل کیا - (تب سے اختلاف شروع ہوا) پھر تو لوگ مختلف خواہشوں کی پیری میں جدا جدا شاخیں ہو کر مختلف گمراہیوں

والمبتدعين الباب الثالث في التحذير من فتن ابليس ومكائده الباب الرابع في معنى التلبيس و
الغرور الباب الخامس في ذكر تلبيسه في العقائد والديانات الباب السادس في ذكر تلبيسه على العلماء
في فنون العلم الباب السابع في ذكر تلبيسه على الولاة والسلاطين الباب الثامن في ذكر
تلبيسه على العباد في فنون العبادات الباب التاسع في ذكر تلبيسه على الزهاد في زهدهم
الباب العاشر في ذكر تلبيسه على الصوفية الباب الحادي عشر في ذكر تلبيسه على
المتدينين بما يشبه الكرامات الباب الثاني عشر في ذكر تلبيسه على العوام الباب
الثالث عشر في ذكر تلبيسه على الكل بتطويل الامل الباب الاول في الامر
بلزوم السنة والجماعة عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه خطب بالجابية فقال
قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال من اراد منكم بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة فان
الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد وعن جابر بن سمرة قال خطب عمر بن الخطاب الناس بالجابية

ترجمہ - باب سوم ابلیس کے فتنہ ومکرون سے ڈرانے کا بیان - باب چہارم ابلیس کے مکر گانٹھنے اور دھوکا دینے کے کیا
معنی ہین باب پنجم عقیدون مین اور دینی اعمال مین ابلیس کے مکر کا بیان باب ششم عالمون کو فنون علم مین دھوکا دینے کا بیان
باب ہفتم سلاطین و والیان ملک پر ابلیس کی تلبیس کا بیان باب ہشتم عابدون پر فنون عبادات مین اُس کی تلبیس کا بیان باب نہم
زاہدون پر اُن کے زہد مین ابلیس کی تلبیس کا بیان باب دہم صوفیون پر شیطانی تلبیس کا بیان باب یازدہم بدعت اختیار کرنے
والون پر ایسی دولت سے تلبیس کرنا جو کرامت کے مشابہ ہے باب دوازدہم عوام پر اُس کی تلبیس کا بیان باب سیزدہم
دور دراز امیدون کے ذریعے سے سب لوگون پر اُس کی تلبیس کا بیان + باب اول سنت وجماعت کو لازم پکڑنے کی تاکید کا
بیان - ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ مین لوگون کو خطبہ سُنانے مین فرمایا کہ جس طرح مین تم
مین کھڑا ہون - اسی طرح ہم مین کھڑے ہوکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سُنایا - پس فرمایا کہ تم مین سے جس کو بہتر وسط جنت مرغوب
ہو - اُس کو چاہیئے کہ طریقہ جماعت کو لازم پکڑے رہے - کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہی - اور وہ دو سے دور تر ہے **ف** بعض نسخون مین
یہ حدیث متعدد عبارات سے مذکور ہے - شاید مصنف رح نے اشارہ کیا کہ یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے بعض نے خطبہ جابیہ مین اور بعض نے
بدون ذکر جابیہ کے بھی روایت کی - یہ حدیث طویل ہے - طبرانی رح نے معجم صغیر مین مسند کیا کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جابیہ مین
عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو خطبہ سُنایا - پس فرمایا کہ جیسے مین تم مین کھڑا ہون اسی طرح ہم مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر
فرمایا - کہ تم لوگ بزرگی مانو میرے اصحاب کی - پھر جو اصحاب کے بعد ہون گے پھر جو اُن کے بعد ہون گے پھر جھوٹ پھیل جائے گا
یہانتک کہ آدمی گواہی دے گا حالانکہ وہ موقع پر حاضر و گواہ نہین کیا گیا تھا اور قسم کھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہین چاہی گئی +

اختیار الخ یعنی ان لوگون نے وہ عمل اختیار کیا جو شرع مین گناہ ہے مگر اُن کو ظاہر مین نفع حاصل ہوا تو شیطان نے تلبیس کی کہ اس سے تم کو کرامت حاصل ہوگی ۱۲

ان یزخرف ویخرق ویؤلف وانما یلتبس لیلص فی لیل الجھل فلو قد طلع علیہ صبح العلم افتضح فرایت ان احذر من مکائدہ وادل علی مصائدہ فان فی تعریف الشر تحذیرا من الوقوع فیہ ففی الصحیحین من حدیث حذیفۃ قال کان الناس یسألون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر وکنت اسالہ عن الشر مخافۃ ان یدرکنی وعن ابن عباس قال واللہ ما اظن علی ظہر الارض الیوم احدا احب الی الشیطان ھلاکا منی فقیل وکیف فقال واللہ انہ لیحدث البدعۃ فی مشرق او مغرب فیحملھا الرجل الی فاذا انتھت الی قمعتھا بالسنۃ فترد علیہ کما اخرجھا

فصل وقد وضعت ھذا الکتاب محذرا من فتنہ ومخوفا من محنہ وکاشفا عن مستورہ وفاضحا لہ فی خفی غرورہ واللہ المعین بجودہ کل صادق فی مقصودہ وقد قسمتہ ثلثۃ عشر بابا تتکشف بمجموعھا تلبیسہ وتتبین للفطن تفہیمھا تدلیسہ ممن انتھض بعزمہ للعمل بھا صح منہ ابلیسہ واللہ الموفق فیما قصدت ومنہ الصواب فیما اردت ذکر تراجم الابواب **الباب الاول** فی الامر بلزوم السنۃ والجماعۃ **الباب الثانی** فی ذم البدع

ترجمہ بدکاری اُن پر رچانا اور اُن کو پھوٹ میں ڈالنا شروع کیا۔ اور جان رکھو کہ ابلیس کی چوری جبھی بن پڑتی ہے کہ نادانی و جہالت کی اندھیری رات ہو۔ اور اگر اُس پر صبح علم کی روشنی پڑ جائے تو وہ فضیحت ہو جائے گا **لہذا** مجھے مناسب معلوم ہوا کہ ابلیس کی مکاریوں سے ڈرادوں اور اُس کے شکاری جال کے موقعے بتادوں کیونکہ بدی کی شناخت بتلانا اس میں مبتلا ہونے سے بچانا ہی چنانچہ صحیحین میں حدیث حذیفہ رضہ سے وارد ہے۔ کہ لوگ تو رسول اللہ صلعم سے نیکیاں دریافت کیا کرتے اور میں آپ سے برائیاں پوچھتا تاکہ ایسا نہ ہو میں اُس میں مبتلا ہوجاؤں **ابن عباس** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ میں نہیں جانتا کہ آج روئے زمین پر کوئی دوسرا ہے جس کا مرنا شیطان کو میرے مرنے سے زیادہ پسند ہو عرض کیا گیا کہ یہ کیوں ہی تو فرمایا کہ شیطان کہیں مشرق یا مغرب میں کوئی بدعت نکالتا ہے جس کو مرد مسلمان (حکم پوچھنے) میرے پاس لاتا ہے پس وہ مجھ تک یہ بدعت لے کر پہنچا ہی تھا کہ میں اُس کو بدعت کے پیچھے رسول اللہ صلعم کی راہ لگا دیتا ہوں پس شیطان کی نکالی ہوئی بدعت جیسی کی تون اُس پر پھینک ماری جاتی ہے **فصل** میں نے اس کتاب کا موضوع یہ رکھا کہ وہ ابلیس کے فتنوں سے ہوشیار کرنے والی اور اُس کی قبیح بیہودگیوں سے ڈرانے والی اور اُس کی چھپی چالوں کو کھولنے والی اور اُس کے خفیہ دہوکے ظاہر کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ہر سچے کی مراد پوری کرنے والا ہے۔ اور میں نے اس کتاب کو تیرہ باب پر منقسم کیا ان سب کے مجموعہ سے شیطان کی تلبیس کھل جائیگی اور سمجھدار کو اُس کی تدلیس سمجھنا آسان ہوگا اور جس بندہ صالح نے اُس پر عمل کرنے کا عزم مصمم کیا تو اُس سے شیطان ہار کر چیخ اٹھیگا اللہ تعالیٰ ہی مجھے میرے مقصود کی توفیق دینے والا اور میری مراد میں ٹھیک بات کا الہام فرمانے والا ہی

مضامین ابواب کا مجمل بیان

باب اول سنت[1] وجماعت کو لازم پکڑنے کی تاکید کا بیان **باب دوم** بدعت وبدعتیوں کی مذمت کا بیان +

[1] سنت وہ طریقہ ہر جس پر رسول اللہ صلعم فرماتے تھے اور وہ یقینی طور سے متواتر اصحابہ سے حاصل ہوا اور جماعت اسی پر متفق تھی پھر خوارج نے پہلے پھوٹ ڈالی پھر فتنہ پھیلا ۱۲

يمينه وشماله ثم قال هذه السبل ليس منها سبيل الا عليه شيطان يدعو اليه ثم
قرأ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ وعن معاذ بن جبل ان نبی الله
صلی الله علیه وسلم قال ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذ الشاة
القاصية والناحية فاياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامة والمسجد وعن
ابی ذر عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم انه قال اثنان خير من واحد وثلثة خير من
اثنين واربعة خير من ثلاثة فعليكم بالجماعة فان الله عز وجل لن يجمع امتی الا علی
هدی وعن ابن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ليأتين علی امتی ما اتی
علی بنی اسرائيل حذو النعل بالنعل حتی ان كان منهم من اتی امه علانية لكان فی امتی من
يصنع ذلك وان بنی اسرائيل تفرقت علی ثنتين وسبعين ملة وتفترق امتی علی ثلث و
سبعين ملة كلهم فی النار الا واحدة قالوا من هی يا رسول الله قال ما انا علیه واصحابی قال
الترمذی هذا حديث غير مفسر ولا يعرف مثل هذا الا من هذا الوجه وروی ابو داؤد

ترجمہ - پھر فرمایا کہ یہ کج راہین ہین ان مین سے کوئی راہ خالی نہین جس پر ایک شیطان نہ ہو جو اپنی راہ کی طرف بلاتا ہے پھر آپ
نے یہ آیت پڑہی وَاَنَّ ہٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ **ترجمہ** بیشک یہی میری راہ ہے سیدہی تم اسی
کی پیروی کرو اور دیگر راہون پر نہ چلنا کہ وہ تم کو میرے راہ سے جدا کر کے بچلا دین ہ **ف** رواه الدارمی وهو فی بعض الصحاح
ایضاً **معاذ** بن جبل نے کہا۔ کہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیطان آدمیون کا بھیڑیا ہے (یعنی جسکو جماعت کی راہ سے
جدا پاتا ہے ہلاک کر دیتا ہے) جیسے بکریون کا بھیڑیا۔ جس بکری کو گلہ سے دور اور بھٹکی پاتا ہے۔ پکڑ لیتا ہے۔ پس خبردار
تم پھوٹ کر مختلف رستہ چلنے سے بچنا۔ اور تم پر واجب ہے۔ کہ جماعت و عامہ مؤمنین و مسجد کو لازم پکڑو **ف** رواه احمد
ابوذر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سے دو بہتر ہین اور دو سے تین بہتر ہین اور تین سے چار بہتر ہین
پس تم پر واجب ہے۔ کہ جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ یہ نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو سوائے ہدایت کے جمع کرے
(یعنی ہدایت ہی پر متفق کریگا) **ف** رواه احمد **عن** ابن عمرو رضی اللہ عنہ یعنی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ جو فتنہ بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) پر آیا وہی قدم بقدم میری امت پر آئیگا۔ حتی کہ اگر ان مین ایسا شخص ہوا ہے
جس نے علانیہ اپنی ماں سے بدکاری کی۔ تو اس امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو یہ حرکت کرے اور بنی اسرائیل پھوٹ کر بہتر فرقون ہو گئے تھے اور
میری امت تہتر فرقے مین متفرق ہوگی یہ سب فی النار ہین۔ سوا ایک فرقہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ ناجی فرقہ کون سے
پر ہوگا فرمایا جس صفت پر مین اور میرے اصحاب ہین۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے کہا۔ کہ یہ حدیث غریب ہے تفسیر کیساتھ فقط اسی اسناد
ملی ہے **ف** یعنی بدون تفسیر فقط تہتر فرقونکی پھوٹ تک متعدد اسانید صحیحہ سے ثابت ہے اور شک نہین کہ جو فرقہ اس طریقہ پر ہے جس پر آپ مع اصحاب تھے وہ جنتی ہے +

فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قام فی مثل مقامی هذا فقال من احب منکم ان ینال بحبوحة الجنة فلیلزم الجماعة فان الشیطان مع الواحد وهو من الاثنین ابعد قال الترمذی هذا حسن صحیح **وعن** عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اراد بحبوحة الجنة فلیلزم الجماعة فان الشیطان مع الواحد وهو من الاثنین ابعد **وعن** ابن عمر بن الخطاب ان النبی صلی الله علیه وسلم قال من سره ان یسکن بحبوحة الجنة فلیلزم الجماعة فان الشیطان مع الواحد وهو من الاثنین ابعد **وعن** عرفجة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ید الله علی الجماعة والشیطان مع من یخالف الجماعة **وعن** اسامة بن شریك قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ید الله علی الجماعة فاذا شذ الشاذ منهم اختطفته الشیاطین کما یختطف الذئب الشاة من الغنم **وعن** عبد الله قال خط رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم خطا بیده ثم قال هذا سبیل الله مستقیما ثم خط عن

ترجمہ پس جس کو یہ پسند ہو۔ کہ وہ وسط جنت میں گھر پاوے۔ تو چاہیئے کہ جماعت کو لازم پکڑے۔ کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہے اور وہ دو سے دور تر ہے خبردار رہو۔ کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ کیونکہ ان دونوں کا تیسرا شیطان ہوگا خبردار رہو۔ کہ جس شخص کو اس کی برائی ناگوار گزرے۔ اور اس کی نیکی اس کو خوش کرے۔ تو وہ مومن ہے۔ اور طحاوی نے اس کو مختصر روایت کیا۔ طبرانی رح نے دوسرے مقام پر کہا۔ کہ اس حدیث کو عبد اللہ بن الزبیر رض اور ربعی بن خراش ثقہ تابعی وغیرہم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ امام ترمذی نے بطریق عبد اللہ بن عمر رض کے حضرت عمر رض سے پورا خطبہ جابیہ روایت کیا اور اسمیں یہ لفظ زیادہ ہیں (لوگو تم پر فرض ہی کہ جماعت کیساتھ ہو اور خبردار رہو فرقہ بہت بچو) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بطریق زید بن وہب تابعی کے حضرت عمر سے بدون قصہ جابیہ کے روایت کیا۔ **عرفجہ** رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جماعت پر اللہ تعالے کا ہاتھ ہے۔ اور جو کوئی جماعت سے مخالف ہو شیطان اوسی کے ساتھ ہے۔ **اسامہ** بن شریک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جماعت پر اللہ تعالے کا ہاتھ ہے پس جب ان میں سے کوئی پھوٹ کے الگ ہوا۔ تو اسی کو شیاطین اچک لیتے ہیں جیسے بھیڑیا گلہ سے الگ بھٹکی ہوئی بکری کو اچک لے جاتا ہے **ف** رواہ احمد معناہ فی الترمذی عن ابن عمر و ابن عباس قولہ جماعت پر اللہ تعالی کا ہاتھ ہے۔ یعنی اللہ کی حفاظت و رحمت ہے جیسے ہندوستان میں محاورہ معروف مشہور ہے کہ فلان مفلس کے سر پر ہاتھ رکھو کہ اس کا بیڑا پار ہو جاوے (مترجم) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک خط[1] سیدھا کھینچا پھر فرمایا کہ یہ اللہ تعالے کی راہ مستقیم ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں خطوط کھینچے

[1] صورت یہ ہے سیدھا خط

وعن الاوزاعی قال اصبر نفسك على السنة وقف حيث وقف القوم وقل بما قالوا وكف عما كفوا عنه واسلك سبيل سلفك الصالحين فانه يسعك ما وسعهم **وعن** الاوزاعی قال رأيت رب العزة فی المنام فقال لی يا عبد الرحمٰن انت الذی تامر بالمعروف وتنهى عن المنكر فقلت بفضلك يا رب وقلت يا رب امتنی على الاسلام فقال وعلى السنة **وعن** سفيان يقول لا يستقيم قول الا بعمل ولا يستقيم قول وعمل الا بنية ولا يستقيم قول وعمل ونية الا بموافقة السنة **وعن** يوسف بن اسباط قال قال سفيان يا يوسف اذا بلغك عن رجل بالمشرق انه صاحب سنة فابعث اليه بالسلام واذا بلغك عن آخر بالمغرب انه صاحب سنة فابعث اليه بالسلام فقد قل اهل السنة والجماعة **و**قال ايوب انی لاخبر بموت الرجل من اهل السنة

ترجمہ **اوزاعی** (امام عبد الرحمن بن عمرو کبار اولیائے محدثین سے ہیں) رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ طریقہ سنت پر اپنے جی کو تھامے رہ اور جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم ٹھیر گئے۔ تو بھی وہاں ٹھیر جا اور جہاں اُنہوں نے کلام کیا وہاں تو کلام کر اور جس چیز سے وُہ رک رہے تو بھی رُک رہ اور اپنے دین کے سلف صالحین (صحابہؓ) کی راہ چل کیونکہ جہاں اُنکی سمائی ہوئی تیری بھی سمائی ہوگی **ف** یعنی تو بھی جنت عالیہ میں اُن کے ساتھ پہنچ جائیگا (م) امام **اوزاعی** رحؒ نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے رب العزۃ جل جلالہ کو خواب میں دیکھا مجھسے فرمایا کہ ای عبد الرحمن تو ہی میری راہ میں نیک باتوں کا تقید کرتا اور بُری باتوں سے منع کرتا ہی تو میں نے عرض کیا کہ ای رب یہ تیرے ہی فضل سی مجھے نصیب ہوا ہے اور میں نے التجا کی کہ ای رب مجھے اسلام پر موت دیجیو فرمایا بلکہ اسلام اور سنت پر **ف** یعنی اسلام و سنت پر تو موت کی آرزو کر کیونکہ میں تجھے اپنے پسندیدہ دین اسلام پر اپنے حبیب رسول اللہ کے طریقہ سنت پر وفات دونگا (م) **سفیان الثوری** (امام جلیل القدر مشہور) فرماتے تھے کہ کوئی قول ٹھیک نہیں ہوتا جبتک اُسکے ساتھ عمل نہو پھر کوئی قول و عمل ٹھیک نہیں ہوتا جب تک نیت صحیح نہو اور کوئی قول و عمل و نیت ٹھیک نہیں ہوتی جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سنت سے مطابق نہو **ف** صحابہؓ کے بعد حدیث شریف سی طریقہ رسالت معلوم ہوتا ہے اور یہ متقی ظاہر و باطن کی موافقت سے ہوگا۔ حتی کہ اگر خالی ظاہری اعمال میں موافق ہوا در باطنی خوف و عظمت الٰہی و شوق آخرت و دائمی یاد سے غافل ہو تو گویا بے نیت ہے اور ایسے لوگ ہمیشہ سی بہت کم ہیں۔ (م) **یوسف** بن اسباط نے کہا۔ کہ مجھ سی سُفیان ثوری نے فرمایا کہ اے یُوسف۔ اگر تجھے خبر ملے کہ فلان شخص حد مشرق میں سُنت کے طریقہ پر مُستقیم ہے تو اُس کو سلام بھیج اور اگر تجھے خبر ملے کہ ایک شخص دیگر سرحد مغرب میں طریقہ سنت پر مُستقیم ہے تو اُس کو سلام بھیج کہ اہل سُنت والجماعت بہت کم رہ گئے ہیں **ف** ظاہر کے سُنت و جماعت تو ابتدا سے برابر کثرت اور سب سے بڑا گروہ رہتے آئے۔ جس سے یہ متواتر ثابت ہوا۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ تھا۔ اور وُہ ظاہر و باطن میں کامل تھے۔ اور اللہ تعالٰے نے اُن کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا خلیفہ کیا تھا کہ تابعین کو راہ نبوت و طریقہ سُنت سکھلاوین۔ پھر تابعین کے بعد بالکل آخرت کی خالص نیت والے بہت کم رہے (م) **ایوب سختیانی** (امام مشہور) نے کہا کہ میں طریقہ نبوت پر عمل کرنے والوں میں سے جب کسی کے مرنے کی خبر سُنتا ہوں +

فی سننه من حدیث معاویة بن ابی سفیان انه قام فقال الا ان من قبلکم من اهل الکتب افترقوا علی ثنتین وسبعین ملة وان هذه الملة ستفترق علی ثلثة وسبعین ملة ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة وهی الجماعة وعن عبد الله قال الاقتصاد فی السنة خیر من الاجتهاد فی البدعة وعن ابی بن کعب قال علیکم بالسبیل والسنة فانه لیس من عبد علی سبیل وسنة ذکر الرحمن ففاضت عیناه من خشیة الله فتمسه النار وان اقتصادا فی سبیل وسنة خیر من اجتهاد فی خلاف سبیل وسنة وعن ابن عباس قال النظر الی رجل من اهل السنة یدعو الی السنة وینهی عن البدعة عبادة وعن ابی العالیة قال علیکم بالامر الاول الذی کانوا علیه قبل ان یفترقوا قال عاصم فحدثت به الحسن فقال قد نصحک والله وصدقک

ابی سنن مین معاویہ بن ابی سفیان کی حدیث روایت کی کہ انہون نے کھڑے ہوکر فرمایا خبردار ہو جاو کہ اہل کتاب جو تم سے پہلے تھے وہ بہتر ملتون مین متفرق ہوئے اور یہ امت عنقریب تہتر فرقون مین متفرق ہو جائیگی انمین سے بہتر فی النار ہین اور ایک فرقہ جنت مین ہے ف واضح ہو کہ فی النار ہونا دو صورتون کو شامل ہے ایک یہ کہ آدمی ایمان کے لگاؤ سے بالکل خارج نہوا اگرچہ دین رسالت سے خارج ہوگیا جیسے معتزلہ اور شیعہ وغیرہ مین تو نتیجہ یہ کہ اول فی النار ہونگے پھر انکے لیئے وہان سے نکالے جانے کی امید ہے اور دوم یہ کہ دین توحید ہی سے خارج ہوگیا جیسے بعضے روافض جو حضرت علیؓ مین الوہیت کہتے ہین اور جیسے اباحیہ فقیر اور بعضے مرجیہ جو نفاق اقراری کو ایمان کہتے ہین حالانکہ دلمین کچھ نہین ہے تو یہ کفار ہین ہمیشہ جہنم مین رہینگے م۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنت کے طریقہ پر اوسط چال سے عبادت کرنا۔ بدعت کے طریقہ پر بہت کوشش کی عبادت سے بہتر ہے ف اس بدعت سے یہ غرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس طریقہ سے عمل نہین کرتے تھے اگرچہ وہ جائز ہو جیسے بیس رکعات تراویح سے یہ افضل ہے کہ تہجد کے وقت آٹھ رکعات مین قرآن شریف جس قدر حفظ ہو پڑھے۔ اور اگر کسی نے ناجائز طریقہ سے عبادت نکالی تو وہ مردود ہے اور اسکا حکم مکروہ و حرام و کفر تک پونچتا ہے جیسے مقبرہ مین آواز سے قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور چلہ کشی اسطرح کہ نماز سے عاجز ہو احرام ہے اور بغداد کو قبلہ بناکر اُدہر منہ کرکے ایک پاؤن پر کھڑے ہوکر صلوة غوثیہ پڑھنا کفر ہے م۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ راہ حق و طریقہ رسالت کو لازم پکڑنا تمپر واجب ہے کیونکہ جس بندہ نے طریقہ حق تعالی و سنت رسول اللہ پر قائم ہوکر اللہ تعالی الرحمن الرحیم کو یاد کیا پس اُس کی خوف سے اس بندہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے تو یہ نہوگا کہ اُسکو آگ چھو جاوے اور راہ الہی و سنت رسالت پناہی پر اعتدال کی عبادت کرنا بہت بہتر ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ برخلاف سبیل و سنت کے جد و جہد کرے ف اگر ایک شخص رات دن نمازین پڑھے اور وہ طریقہ سنت پر نہو تو اس سے وہ ولی اللہ بہت بہتر ہے جو ظاہر و باطن مین طریقہ سنت کے موافق فرائض و معمولی سنتیں ادا کرتا ہو م۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ جو کوئی طریقہ سنت پر ہو کہ بدعت سے منع کرتا اور طریقہ رسالت کی وصیت کرتا ہو تو ایسے شخص کو دیکھنا عبادت ہے ف کیونکہ یہ ولی ہے اسکے دیکھنے سے اللہ تعالی یاد آویگا۔ اور اللہ تعالی کی یاد اچھی عبادت ہے م۔ ابو العالیہ تابعی نے فرمایا کہ تمپر واجب ہے کہ وہ پہلا طریقہ اختیار کرو جسپر اہل ایمان پھوٹ پڑنے سے پہلے متفق تھے ف یہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا پورا زمانہ تھا اور اکثر وقت حضرت عثمانؓ کی خلافت سے تھا م۔ عاصمؒ نے کہا کہ مین نے ابو العالیہ کا یہ قول حسن بصری سے بیان کیا تو کہا۔ کہ ہان واللہ ابو العالیہ نے سچ کہا اور تمکو خیر خواہی کی نصیحت فرمائی

واتبع سنتہ ولزم طریقتہ فان طرق الخیرات کلھا مفتوحۃ علیہ **وعن** الجنید ابن محمد قال الطریق الی اللہ عزوجل مسدود علی خلق اللہ تعالیٰ الا علی المقتفین الآثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین لسنتہ کما قال اللہ عزوجل لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

الباب الثانی فی ذم البدع والمبتدعین

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا مالیس فیہ فھو رد **ومن** طریق اٰخر عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا مالیس فیہ فھو رد **وعن** عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من فعل امرا لیس علیہ امرنا فھو رد اخرجاہ فی الصحیحین **وعن** عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من رغب عن سنتی فلیس منی انفرد باخراجہ البخاری

ترجمہ کی اور آپ کا طریقہ لازم پکڑا۔ تو نیکیون کی سب راہین اسپر کھلی ہیں **ف** پورا قول یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف ہر نفس کا رستہ ہے۔ ولیکن راہین سب خلق پر بند ہین الخ **شیخ جنید** رحمہ اللہ تعالےٰ سے دوسری روایت اس طرح ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف تقرب حاصل کرنے کی راہ سب خلق پر مسدود ہے۔ سوائے اُن مومنون کے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے۔ اور آپ کے طریقہ سُنت کے تابع ہین چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (یعنی) بے شک تمہارے واسطے نیک طریقہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی مین ہے۔ ھ۔ **باب دوم** - ہر قسم کی بدعت و بدعتیون کی مذمت کے بیان میں **ام المومنین** عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے ہمارے امر (دین) مین ایسی چیز نکالی جو اس (دین) میں نہین ہے۔ تو وہ رد ہے +

ف یعنی ایسی نکالنے والے بدعتی پر اُلٹی پھینک ماری گئی اللہ تعالےٰ ایسی بدعت سے بغض رکھتا ہے تو بجائے رضائے الٰہی کے وہ مردود کیا گیا یہ حدیث دوسری اسناد صحیح سے بھی حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے **ام المومنین** عائشہ رضہ نے کہا۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس کسی نے ایسا کام کیا جسپر ہمارا حکم نہین ہے تو وہ مردود ہے (صحیحین) **عبد اللہ بن عمرو** نے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس کسی نے میری طریق سنت سے بے رغبتی کی تو وہ مجھ سے نہین ہے (صحیح بخاری)

وكانى انقد بعض اعضائى وعن ايوب ان من سعادة العرب والعجم ان يوفقهما الله تعالى بعالم من اهل السنة وعن ابن شوذب قال ان من نعمة الله على الشاب اذا انسك ان يواخى صاحب سنة يحمله عليها وعن يوسف بن اسباط يقول كان ابى قدريا واخوالى روافض فانقذنى الله تعالى بسفين وعن معتمر بن سليمان يقول دخلت على ابى وانا منكسر فقال لى مالك قلت مات صديق لى قال مات على السنة قلت نعم قال لا تحزن عليه وعن سفيان الثورى قال استوصوا باهل السنة خيرا فانهم غرباء وعن ابى بكر بن عياش السنة فى الاسلام اعز من الاسلام فى سائر الاديان وعن الشافعى يقول اذا رايت رجلا من اصحاب الحديث فكانى رايت رجلا من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم وعن الجنيد يقول الطرق كلها مسدودة على الخلق الا من اقتفى اثر الرسول

ترجمہ تو اُسکا جاتا رہنا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میرے بدن کا کوئی جزو جاتا رہا **ایوب** رح یہ بھی فرماتے تھے کہ عرب اور عجم دونوں کی نیکبختی کے آثار مین سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنمین اہل السنہ کا عالم عطا فرماوے **ف** یعنی ایسا عالم اُنکا پیشوا کرے جو طریقۂ رسالت کا عامل ہو سنت پر مستقیم ہو اُس زمانہ مین لوگ عالم کی تعظیم و اقتدا کرتے تھے اب تو ربانی عالم کے دشمن ہو جاتے ہین اور شیطانی مکار جاہل طالب دنیا کی پیروی کرتے ہین اور یہی حدیث شریف مین صحیح آیا ہے (م) **عبد اللہ** بن شوذب (امام عابد) رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نوجوان جب طاعت الٰہی پر متوجہ ہو تو اُسپہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت یہ ہے کہ اُس کا بھائی چارہ ایسے مرد صالح سے کر دے جو طریق سنت پر مستقیم ہو تاکہ وہ صاحب اس نوجوان کو بھی طریق سنت پر اُبھار لے جاوے **یوسف** بن اسباط نے کہا کہ میرا باپ قدری معتزلی تھا اور میرے ننہیال کے لوگ رافضی تھے پھر اللہ کا شکر ہے کہ اُسنے امام سفیان الثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے مجھے ان دونوں گمراہ فرقون سے نکال کر نجات دی **ف** حضرت ابن شوذب رح کی قول کی یہ مثال ہے (م) معتمر بن سلیمان التیمی نے کہا کہ مین اپنے باپ (حضرت سلیمان التیمی امام جلیل زاہد کبیر الشان تابعی) کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اُسوقت مین شکستہ خاطر تھا مجھسے فرمایا کہ تیرا کیا حال ہے مین نے عرض کیا کہ میرا ایک دوست انتقال کر گیا۔ مجھسے پوچھا کہ کیا وہ طریق سنت پر مرا ہے مین نے کہا کہ جی ہان۔ فرمایا کہ پھر تو کچھ غم نکر **ف** یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مین گیا۔ **امام سفیان الثوری** رحمہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے علماء شاگردون سے) فرمایا کہ اہل سنۃ کے حق مین بھلائی کر نیکی وصیت قبول کرو کہ یہ پردیسی بیچارے بہت کم ہین **امام ابو بکر بن عیاش** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جسطرح شرک و باطل دینون کی بہ نسبت اسلام نادر عزیز ہے اسی طرح اسلام مین بدعتی فرقون کی بہ نسبت فریق سنت نادر عزیز بلکہ بہت نادر عزیز ہے **امام شافعی** رح فرماتے تھے کہ جب میں کسی شخص کو جو حدیث و سنت والا ہو دیکھتا ہون تو ایسا ہی گویا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے کسیکو دیکھ لیا **ف** کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی رائے و قیاس کو بالکل دخل نہین دیتے تھے۔ بلکہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی یا کیا ہو یا دیکھکر منع نکیا اسی حد پر رہتے تھے اور اُن سے ہی تابعین و اہل حدیث نے یہی طریقہ لیا اور اپنے نفس کو طریق سنت کے تابع کیا اور یہی ایمان ہے کیونکہ حدیث صحیح مین حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم مین سے کوئی ایمان والا نہو گا جبتک نہو کہ اُسکا جی جو کچھ مین لایا ہون اسکے تابع ہو جاوے (م) شیخ الطریقہ شیخ جنید رح فرماتے تھے کہ راہین سب خلق پر بند ہین سوائے اُس شخص کے جسنے رسول اللہ کے نشان قدم کی پیروی کی پس جسنے سنت رسول اللہ کی پیروی

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا فرطکم علی الحوض ولیختلجنّ
رجال دونی فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک اخرجاه فی الصحیحین
وعن عبد الله بن محیریز قال یذهب الدین سنة سنة کما یذهب الحبل قوة قوة وعن معمر قال کان ابن طاوس جالسا
عنده ابنه فجاء رجل من المعتزلة فتکلم فی شیٔ فادخل ابن طاؤس اصبعیه فی اذنیه وقال یا بنی
ادخل اصبعیک فی اذنیک حتی لا تسمع من قوله شیئا فان هذا القلب ضعیف ثم قال ای بنی اسدد فما
زال یقول اسدد حتی قام الرجل وعن عیسی بن محل الضبی قال کان رجل معنا یختلف الی ابراهیم قال
فبلغ ابراهیم انه قد دخل فی الارجاء فقال له ابراهیم اذا قمت من عندنا فلا تعد وعن محمد بن داود
الحداد قال قلت لسفیان بن عیینة ان هذا یتکلم فی القدر یعنی ابراهیم بن ابی یحیی

ترجمہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین حوض کوثر پر تمہارا میر منزل ہونگا اور ضرور کچھ لوگ آوینگے وہ مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی روک لی جاوینگے
تو مین کہونگا کہ ای رب یہ تو میرے اصحاب ہین تو مجھسے کہا جائیگا کہ تجھے نہین معلوم ہی کہ اُنہون نے تیرے بعد کیا نیا طریقہ نکالا تھا یہ حدیث صحیحین مین ہے **ف** مترجم
کہتا ہی کہ اس حدیث کے اکثر طرق مین یہ مضمون ہے کہ جب وہ لوگ دوری سے گرفتار کر لیے جاوینگے تو آپ فرماوینگے کہ ای رب یہ لوگ تو کچھ دیر میری صحبت مین رہے تھے ارشاد
ہوگا کہ تجھے یہ معلوم نہین ہی کہ تیرے بعد انہون نے کیا برا طریقہ اختیار کیا یہ لوگ برابر الٹے پاؤن مرتد ہوتے گئے۔ علمائے امت سب متفق ہین کہ یہ وہی قومین ہین جو
آپ کی وفات کے بعد مرتد ہوگئین اور ابوبکرؓ نے صحابہ مہاجرین وانصار سے مشورہ کیا جمیع صحابہ نے ان قومونکی کثرت دیکھکر یہی رائے دی کہ انکو انکے حال پر چھوڑ دیجیے
ہم لوگ کیونکر انسے مقابلہ کر سکتے ہین ابوبکرؓ نے نہ مانا اور کہا کہ اگر کوئی میرا ساتھ نہ دے تو بھی مین تنہا لڑونگا یہانتک کہ یہ لوگ اسلام مین پھر آوین یا مین مارا جاوَن تاکہ خدا
باری تعالیٰ عالم رہو کہ مین نے تیری راہ مین جہاد سے دریغ نہین کیا آخر صحابہ آپکے حکم ماننے پر مجبور ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپکے لشکر ونکو ایسی فتح ونصرت دی کہ تھوڑے
ہی دنونمین سب مسلمان ہوئے اور بہت سے مرتد مارے گئے اسوقت صحابہؓ نے آپکی خلافت کو اسلام پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم جانا اور بہت شکر گزار ہوئے ۱۲ عبداللہ بن محیریز
نے کہا کہ دین ایک ایک سنت کرکے جاتا رہیگا جیسے رسی ایک ایک بل ٹوٹ کر جاتی رہتی ہی **ف** حدیث مین ہے کہ جو بدعت نکلی اُسکی شامت سے ایک سنت اُٹھالی
جاتی ہی معمرؒ کہتے ہین کہ طاوس تابعی کبیر بیٹھے تھے اور اُنکے پاس اُنکا بیٹا بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص فرقہ معتزلہ مین سے آیا اور ایک شرعی باتمین بد اعتقادی
کی گفتگو کرنے لگا طاوسؒ نے اپنے دونون کانونمین اپنی انگلیان ڈالین اور بیٹے سے کہا کہ اے فرزند تو بھی اپنی دونون انگلیان اپنے کانون مین دیلے
تاکہ تو اسکی گفتگو کچھ نہ سنے اسلیئے کہ یہ دل ضعیف ہی پھر کہا کہ اے فرزند خوب زور سے کان بند کرلے پھر برابر یہی کہتے رہے کہ ای فرزند خوب زور سے بند کیے رہنا
یہانتک کہ وہ معتزلی گمراہ اُٹھکر چلا گیا عیسیٰ بن محل الضبیؒ نے کہا کہ ایک شخص ہمارے ساتھ ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی کی خدمت مین جایا کرتا تھا پھر ابراہیم
کو خبر ملی کہ وہ شخص مرجیہ کے گروہ مین شامل ہوا ہے تو ابراہیمؒ نے اوس سے فرمایا کہ اب جو تو ہمارے پاس سے جاتا تو پھر ہمارے یہان نہ آنا **ف** مرجیہ گمراہ بدعتی فرقہ تھا
جسنے اپنی رائے سے دین نکالا تھا کہ قرآن شریف مین جہنم کے عذاب کی آئتین فقط دھمکانیکے لیئے ہین اور جسنے خالی زبان سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیا تو وہ
جنتی ہی چاہے ولمین اعتقاد نہو اور چاہے نماز وغیرہ نہ پڑھے اور اُسکے گناہ کچھ نہین لکھے جاوینگے بلکہ نیکیان لکھی جائینگی اور اسی قسم کے باطل اعتقادات نکالے ہین محمد
بن داؤد الحداد کہتے ہین کہ مینے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ذکر کیا کہ یہ شخص جس کا نام ابراہیم بن ابی یحییٰ ہے •

وعن عبد الرحمن بن عمرو السلمي وحجر بن حجر قالا اتينا العرباض بن سارية وهو ممن نزل فيه ولا على الذين اذا ما اتوك لتحملهم قلت لا اجد ما احملكم عليه فسلمنا وقلنا اتيناك زائرين وعائدين ومقتبسين فقال عرباض صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الصبح ذات يوم ثم اقبل علينا فوعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقال قائل يا رسول الله كان هذه موعظة مودع فماذا تعهد الينا فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة قال الترمذي هذا حديث حسن صحيح

ترجمہ عبد الرحمن بن عمرو السلمی اور حجر بن حجر الکلاعی نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی یہ عرباض بن ساریہ اُن صحابہ میں سے ہیں جنکے حق میں اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملهم قلت الآیۃ یعنی اُن محتاج مومنون پر بھی جہاد میں ساتھ نہ جانے میں کچھ حرج نہیں کہ جو تیری خدمت میں اس امید پر آئے تھے کہ تو اُن کو سواریاں عطا فرمائے تو نے اُن سے کہا کہ میرے پاس ایسی چیز نہیں ہے کہ تمہاری سواری کا انتظام کروں تو وہ اس غم سے آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے لوٹے کہ اُن کے پاس ایسی مالیت نہیں کہ جسکو راہ الٰہی میں خرچ کرتے (ھ) (یعنی یہ صحابی اللہ تعالیٰ کی گواہی سے سچے مومنین میں سے تھے) پس ہمنے عرباض رضی اللہ عنہ کو سلام کرکے کہا کہ ہم لوگ آپکی خدمت میں اس نیت سے آئے ہیں کہ آپ کے دیدار سے مشرف ہوں اور آپ سے فیوض علمی حاصل کرکے لیجاویں پس عرباض رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر ایسی نصیحت بلیغ فرمانے لگے جسکو سنکر آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل خوف الٰہی سے لرزنے لگے (پھر صحابہ میں سے) کسی کہنے والے نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ نصیحت گویا الوداعی (رخصتی) نصیحت ہے پس آپ ہماری پرداخت کیواسطے ہمپر کیا عہد رکھتے ہیں (یعنی ہمکو وصیت فرما دیجیے) فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا تقوی رکھنا اور اپنے امام کا حکم سننا اور فرمانبرداری کرنا اگرچہ تمہارا امام کوئی حبشی غلام ہو کیونکہ میرے بعد جو کوئی تم میں سے جیتا رہیگا وہ بکثرت اختلاف اور پھوٹ دیکھے گا۔ پس تم پر واجب ہے کہ میرے طریقہ اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کا طریقہ لازم پکڑنا اُسکو ہاتھوں سے مضبوط پکڑنا بلکہ اُسکو دانتوں سے سخت پکڑے رہنا اور خبردار خبردار تم نئی نکالی ہوئی باتوں سے بہت بچنا کیونکہ ہر نئی نکالی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (اور ہر گمراہی جہنم میں ہے) امام ترمذی نے اس حدیث کی روایت کے بعد کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے **ف** خلفائے راشدین بالاتفاق حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری خلافت میرے بعد تیس برس تک ہے پھر سلطنت کی خلافت ہوگی اس مدت میں چھ مہینے باقی رہے تھے کہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی پھر حضرت امام حسن رض نے چھ مہینے خلافت کرکے خلافت نبوت پوری کی ٹھیک ۳۰ کے بعد شروع سال میں خلافت چھوڑ کر اہل شام سے صلح کرلی پس ان خلفاء راشدین کی سنت بھی طریقہ نبوت میں شامل ہے کیونکہ یہ نبوت کی خلافت تھی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سب جہان کو پہنچانے کیلئے اور اسلام کا طریقہ طاعت و بغاوت پورا ظاہر کرنیکے لیئے یہ کبار اصحاب آپ کی جگہ خلیفہ تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رض کو سب لوگ خلیفہ رسول اللہ کہا کرتے تھے جان رکھو کہ اہل معرفت کے نزدیک مومن کا ہر کام دین ہے لیکن عوام کے سمجھانیکے لیے علماء نے کہا کہ دین میں جو کوئی نئی بات نکالے وہ بدعت نکالنیوالا بدعتی ہے اُسپر قیامت تک اس بدعت پر عمل کرنیوالوں کا عذاب بھی لکھا جاویگا

بما سمع ومن صافحه فقد نقض الاسلام عروة عروة وعن سعيد الكريزي قال مرض سليمان التيمي فبكى في مرضه
بكاء شديدا فقيل له ما يبكيك الجزع من الموت قال لا ولكن مررت على قدري فسلمت عليه فاخاف ان
يحاسبني ربي عليه وعن فضيل بن عياض يقول من جلس الى صاحب بدعة فاحذروه وعن فضيل بن
عياض يقول ايضا من احب صاحب بدعة احبط الله عمله واخرج نور الاسلام من قلبه وعنه
ايضا يقول اذا رأيت مبتدعا في طريق فخذ طريقا آخر ولا يرتفع لصاحب البدعة الى الله
عز وجل عمل ومن اعان صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام وسمعت فضيلا
رجلا قال للفضيل من زوج كريمته من فاسق فقد قطع رحمها فقال له الفضيل من زوج كريمته من مبتدع فقد قطع رحمها و
من جلس مع صاحب بدعة لم يعط الحكمة واذا علم الله عز وجل من رجل انه مبغض لصاحب بدعة
رجوت ان يغفر له قال المصنف قلت وقد روي بعض هذا الكلام مرفوعا عن عائشة رضي الله عنها قالت قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام وعن محمد بن النضر الحارثي
قال من اصغى بسمعه الى صاحب بدعة نزعت منه العصمة ووكل الى نفسه وعن الليث بن

ترجمہ اور جس نے بدعتی سے مصافحہ کیا تو اُسنے اسلام کی رسّی توڑی سعید الکریزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضرت سلیمان التیمی رح
بیمار ہوئے۔ تو حالت مرض میں بہت کثرت سے رونا شروع کیا آخر آپ سے عرض کیا گیا کہ یا حضرت آپ کیوں روتے ہیں کیا موت سے اس قدر
گھبراہٹ ہے فرمایا کہ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ایک روز میرا گذر ایک بدعتی کی طرف ہوا تھا جو تقدیر سے منکر اور مخلوق کو قادر رکھتا تھا میں نے اُس بدعتی کو
سلام کر لیا تھا۔ تو اب مجھے سخت خوف ہے کہ میرا پروردگار کہیں مجھ سے اسکا حساب نہ کرے فضیل بن عیاض (زاہد عالم معروف) فرماتے
تھے کہ جو کوئی کسی بدعتی کے پاس بیٹھا ہو تم اوس سے بچتے رہنا فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی
نے کسی بدعتی سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ اُس کے نیک اعمال میٹ دیتا ہے۔ اور اسلام کا نور اُس کے دل سے نکال دیتا ہے
ف اس مقام سے خیال کرو کہ خود بدعتی کا کیا حال ہوگا ام فضیل رح یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب تو بدعتی کو رستہ میں دیکھے تو
اپنے واسطے دوسرا رستہ اختیار کرے اور بدعتی کا کوئی عمل بھی اللہ تعالیٰ کی جناب میں بلند نہیں کیا جاتا ہے اور جس کسی نے بدعتی
کی اعانت کی تو خوب یاد رکھو کہ اُس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی اور میں نے سنا کہ ایک نے فضیل سے کہا کہ جس نے اپنی دختر کسی فاسق (یا بدعتی)
سے بیاہی تو اُس نے قرابت پدری کا ناطا اُس سے قطع کر دیا اُس پر فضیل نے اُسے جواب دیا کہ جس شخص نے اپنی لڑکی کو بدعتی سے بیاہ دیا تو اُس نے قرابت پدری کا ناطا اُس سے قطع کر دیا اور جو
تو اُسکو حکمت (یعنی معرفت) نہیں دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ جس بندہ کو جانتا ہے کہ وہ بدعتی سے بغض رکھتا ہے تو میں امیدوار
ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُسکو بخشدے مصنف رح نے فرمایا کہ اس میں سے تھوڑا کلام حدیث میں روایت کیا گیا ہے جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے بدعتی کی توقیر کی تو اُسنے اسلام کی بنیاد ڈھانے میں مدد کی محمد بن النضر الحارثی
نے فرمایا کہ جس شخص نے بدعتی کی بات سننے کو کان لگائے تو اُس سے حفاظت الٰہی نکال لیجاتی ہے اور وہ اپنے نفس کے سپرد کر کے چھوڑا جاتا ہے لیث بن

فقال سفیان عرفوا الناس امرہ وسلوا ربکم العافیة وعن صالح قال دخل رجل علی ابن سیرین وانا
شاھد ففتح بابا من ابواب القدر فتکلم فیه فقال ابن سیرین اِمّا اَنْ تقوم واِمّا اَنْ نقوم وعن
مقسم قال کان ابن لی جالسا وعندہ ابنه فجاء رجل من المعتزلة فتکلم فی شئ فادخل طاؤس اصبعه فی
اذنیه فقال یا بنی ادخل اصبعك فی اذنیك حتی لا تسمع من قوله شیئا فان ھذا القلب ضعیف ثم قال
ای بنی شدد فما زال یقول اشدد حتی قام الاخر وعن ابی مطیع قال رجل من اھل الاھواء لایوب اکلمك کلمة قال
ولا نصف کلمة وعن ایوب السختیانی قال ما ازداد صاحب بدعة اجتھادا الا ازداد من الله عز وجل
وعن سفیان الثوری یقول البدعة احب الی ابلیس من المعصیة فان المعصیة تتاب منھا والبدعة
لا یُتاب منھا وعن مؤمل بن اسمعیل قال مات عبد العزیز بن ابی رواد وکنت فی جنازته حتی وضع عند
باب الصفا فصف الناس وجاء الثوری فقال الناس جاء الثوری فجاء حتی فرق الصفوف والناس ینظرون الیه فجاوز
الجنازة ولم یصل علیه لانه کان یُرمی بالارجاء وعن الثوری یقول من سمع من مبتدع لم ینفعه الله

ترجمہ تقدیر کے معاملہ مین کلام کرتا ہی تو ابن عیینہ رح نے مجھسے فرمایا کہ لوگون کو اسکے حال سے ہوشیار کردو اور اپنے رب عز وجل سے عافیت مانگو ف تاکہ
اس شخص کے دھوکے و فتنہ سے محفوظ رہو واضح ہو کہ شافعی رح ابراہیم بن ابی یحیی کی تعریف کی ہی شاید اسلیے قدریہ مذہب جو خوارج و معتزلہ کا اعتقاد ہی کہ بندہ اپنے
افعال پیدا کرتا ہی اور جیسا کرے ویسا ہو جاتا ہے یہ قبیح عقیدہ نہین نکالا تھا بلکہ تقدیر کے معاملہ مین مباحثہ کیا تھا لیکن بالاتفاق محققین محدثین کے نزدیک انکی روایت ضعیف ہے
ام صالح نے کہا کہ مین ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی تابعی جلیل کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور تقدیر کے دروازون مین سے ایک دروازہ گفتگو کر نیکے لیے کھولا تو
ابن سیرین نے اس سے فرمایا کہ یا تو اٹھ جا یا مین ہی اٹھ جاؤن ف ایک نسخہ مین اس مقام پر طاؤس رح کی روایت مذکور ہے جو اوپر گزری ام ابن ابی مطیع سے روایت
ہی کہ ایک بدعتی نے کہا کہ آپسے ایک کلمہ کہون فرمایا کہ نہین بلکہ آدھا کلمہ بھی مت کہہ ایوب سختیانی تابعی جلیل نے فرمایا کہ بدعتی جسقدر رجد و جہد زیادہ
کرتا ہی اُسی قدر اللہ تعالی سے زیادہ دور ہوتا جاتا ہی ف یہ نہایت عمدہ نکتہ معرفت ہی اس لیے کہ جب تقدیر اللہ تعالی کی علم و حکمت ہی جسکا ایک قطرہ بھی تمام
مخلوقات آسمان و زمین کو نہین ملا تو جسقدر زیادہ غور کریگا اسیقدر زیادہ شیطان کی گمراہی مین پڑیگا اسیطرح جو مشرک مانند بت پرست یا نصرانی وغیرہ کے جسقدر زیادہ
کلمہ شرک کا ورد کریگا اسی قدر گناہ کی زیادہ کثرت اور اللہ تعالی سے دوری ہوگی ام سفیان الثوری رح نے فرمایا کہ ابلیس کو گناہ کی نسبت بدعت زیادہ پسند
ہی اسلیے کہ گناہ سے توبہ کیجاتی ہی یعنی گناہگار خود اسکو گناہ جانتا ہی تو اس سے توبہ کرنے پر آمادہ رہتا ہی اور بدعت ایسی گمراہی ہی کہ اس سے توبہ نہین کیجاتی ف
کیونکہ بدعتی مانند معتزلی و نیچری و رافضہ کے اپنے آپکو حق پر جانتا ہی ام مؤمل بن اسمعیل رح نے کہا کہ عبد العزیز بن ابی رواد نے انتقال کیا مین انکے جنازہ مین شریک تھا
انکا جنازہ باب الصفا پر لاکر رکھا گیا وہان لوگون نے نماز کیلیے صفین جمائین اتنے مین سفیان ثوری نمودار ہوے لوگون نے کہا وہ سفیان ثوری آئے ہین یہین سفیان ثوری آئے دیکھا لیکن
سے آگے بڑھ چلے گئے یعنی نماز نہین پڑہی اور لوگ دیکھتے رہگئے اسلیے کہ یہ شخص مرجیہ سمجھا جاتا تھا ف مترجم کہتا ہی کہ عبد العزیز بن رواد سے مرجیہ کا عقیدہ ثبوت نہ پہنچا
شاید انہین مرجیہ کے دوسرے معنی یہ ہون کہ اعمال کو ایمان کا رکن نہین کہتے تھے واللہ اعلم اور مصنف کا مطلب یہ کہ سفیان الثوری نے لوگونکو دکھلا کر نماز نہ پڑہی
تاکہ لوگ بدعت کی تہمت سے بھی دور رہین ام سفیان ثوری رح فرماتے تھے کہ جس شخص نے بدعتی سے علم سنا تو اسے اللہ تعالی اسکو نفع نہ دیگا

عن فعل لم يكن فانتدع ولاغلب في المبتدعات انها تصادم الشريعة بالمخالفة او يوجب التعاطي عليها
بزيادة او نقصان فان ابتدع شئ لايخالف الشريعة ولا يوجب التعاطي عليها فقد كان جمهور
السلف يكرهونه وكانوا ينفرون من كل مبتدع وان كان جائزا حفظا للاصل وهو الاتباع
وقد قال زيد بن ثابت لابي بكر وعمر رضي الله عنهما حين قالا له اجمع القران كيف تفعلان شيئا لم يفعله رسول
الله صلى الله عليه وسلم وعن عبد الله بن ابي سلمة ان سعد بن مالك سمع رجلا يقول
لبيك ذا المعارج فقال ماكنا نقول هذا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن
ابي البختري قال اخبر رجل عبد الله بن مسعود ان قوما يجلسون في المسجد بعد المغرب فيهم رجل
يقول كبروا الله كذا وكذا سبحوا الله كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا قال عبد الله فاذا رأيتهم
فعلوا ذلك فأتني واخبرني بمجلسهم فاتاهم فجلس فلما سمع مايقولون قام وكان
رجلا حديدا فقال انا عبد الله بن مسعود والله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلما و
لقد فضلتم اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم علما فقال عمرو بن عتبة نستغفر الله فقال عليكم بالطريق

ترجمہ جو نیا نکل آیا۔ اور پہلے نہین تھا۔ اور اکثر بدعات کا یہ حال ہے کہ وہ شریعت کی مخالفت سے شریعت کو درہم برہم کرتی
ہیں۔ یا جب بدعت پر عملدرآمد عام ہو تو شریعت مین کمی بیشی ہو جاتی ہے اور اگر کوئی ایسی بدعت نکالی جاوے جو شریعت سے مخالف نہین ہے
اور نہ اوسپر عملدرآمد سے نقص یا زیادتی لازم آتی ہے تو ایسی بدعت سے بھی عموماً بزرگان سلف کراہت کرتے اور عموماً ہر قسم کی بدعتی
سے نفرت کیا کرتے تھے اگرچہ وہ جائز ہو تاکہ اصل جو کہ اتباع سلف ہی محفوظ رہی **تم دیکھو** کہ جب حضرت ابوبکر رضی نے اپنی خلافت
مین اور عمر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو قرآن شریف کو جمع کر تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ دونون صاحب
کیونکر ایسا کام کرنے پر آمادہ ہوئے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا ہے اور عبداللہ بن ابی سلمہ رح نے کہا
کہ سعد بن مالک (ابن ابی وقاص) نے ایک حاجی سے سُنا کہ وہ تلبیہ مین یہ لفظ کہتا ہے **لبیک ذا المعارج** تو فرمایا۔ کہ
ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یہ لفظ نہین کہتے تھے **ف** یعنی اُس کو منع نہ کیا لیکن بتلا دیا۔ کہ
یہ بدعت ہے **ابو البختری** رح نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ یہان مسجد مین مغرب کے بعد ایک قوم
حلقہ کرکے بیٹھتی ہے اُنمین ایک شخص کہتا جاتا ہے کہ اتنی مرتبہ اللہ تع کی تکبیر کہو۔ اور اتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھو اور اتنی مرتبہ
اللہ تعالیٰ کی حمد کرو (یہ لوگ اس کے کہنے کے موافق کرتے جاتے ہین) عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ سنکر کہا کہ جب تو اُن کو ایسا کرتے
دیکھا تو میری پاس آکے مجھے خبر کردینا کہ اب وہ لوگ بیٹھے ہین (اوسنے وقت پر خبر دی) تو عبداللہ بن مسعود رضی اُن کی مجلس مین جاکر نزدیک
بیٹھ گئے جب اُنکا ذکر کرنا بطور بلند کو بالا سُن لیا تو کھڑے ہو گئے اور ابن مسعود رض سخت آدمی تھے پھر فرمایا کہ مین عبداللہ بن مسعود قسم ہے اُس پاک معبود کی
جسکے سوا کوئی معبود نہین ہے کہ تم لوگون نے بیجا ظلم سے ایک بدعت نکالی ہے اور تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی (اپنے نزدیک) علم مین بڑھ گئے ہو پھر عمر بن عتبہ

الهوى بدعة

سعد يقول لو رأيت صاحب هوى يمشي على الماء ما قبلته فقال الشافعي اما انه قصر لو رايته يمشي على الهواء ما قبلته وعن بشر بن الحارث انه يقول جاء موت هذا الذي يقال له المريسي وانا في السوق فلولا انه كان موضع شهرة لكان موضع شكر وسجود الحمد لله الذي اماته هكذا قولوا قال المصنف وقد روى بعض هذا الكلام مرفوعًا عن عائشة رض قالت قال رسول الله صلعم من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام قال المصنف حدثت عن محمد بن سهل البخاري قال كنا عند الغزالي فجعل يذكر اهل البدع فقال له رجل لو حدثتنا كان احب الينا فغضب وقال كلامي في اهل البدع احب الي من عبادة ستين سنة فصل قال المصنف فان قال قائل قد مدحت السنة وذممت البدعة فما السنة وما البدعة فانا نرى كل مبتدع في زعمنا يزعم انه من اهل السنة فالجواب ان السنة في اللغة الطريق ولا ريب في ان اهل النقل والاثر المتبعين آثار رسول الله صلى الله عليه وسلم وآثار صحابه هم اهل السنة لانهم على تلك الطريق التي لم يحدث فيها حادث وانما وقعت الحوادث والبدع بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه والبدعة عبارة

ترجمہ سعد رحمہ اللہ تعالی (امام معروف) فرماتے تھے کہ اگر مین دین کے خودرے کو دیکھون کہ پانی پر چلتا ہی تو بھی اسکو قبول نکرون امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے جب امام لیث کا یہ کلام حکمت سُنا تو فرمایا کہ امام لیث رحمہ نے پھر کم کہا اور مین تو اگر بدعتی کو دیکھون کہ ہوا پر اُڑتا پھرتا ہے تو بھی اُس کو قبول نہ کرون بشر بن الحارث (امام شیخ معروف جنکو بشر حافی کہتے ہین) فرماتے تھے کہ مین نے مریسی بدعتی پیشوا کے مرنے کی خبر بیچ بازار مین سنی اگر وہ مقام شہرت نہوتا تو یہ موقعہ تھا کہ مین شکر کرکے اللہ تعالی کے لیے سجدہ کرتا کہ الحمد للہ الذی اماتہ یعنی اللہ تعالی کا شکر ہے کہ جس نے اس مفسد بدعتی کو موت دی اور تم لوگ یون ہی کہا کرو ف بعض نسخے مین حدیث ام المومنین عائشہ رض اس مقام پر ہے۔ م مصنف رح نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ محمد بن سہل البخاری نے کہا۔ کہ ہم لوگ امام غزالی کے پاس تھے اُنھون نے بدعتیون کی مذمت شروع کی تو ایک نے عرض کیا کہ اگر آپ یہ ذکر چھوڑ کر ہم کو حدیث سُناتے تو ہم کو زیادہ پسند تھا۔ امام غزالی یہ سنکر بہت غصہ ہو گئے اور فرمایا۔ کہ بدعتیون کی تردید مین میرا کلام کرنا مجھے ساٹھ برس کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے **فصل** مصنف رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اگر یہان کوئی ہم سے پوچھے کہ آپ نے طریق سنت کی تعریف فرمائی اور بدعت کی مذمت بیان کی تو ہم کو تبلائیے کہ سنت کیا ہے اور بدعت کیا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ ہر بدعتی اپنے آپ کو اہل سُنت مین سے جانتا ہے **جواب** اُس کا یہ ہے کہ سنت کے معنی راہ کے ہین اور کچھ شک نہین کہ جو لوگ اہل حدیث و آثار ہین کہ بذریعہ ثقات اولیاء کی روایات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے اصحاب و خلفاء راشدین رض کے نشان قدم کی پیروی کرتے ہین۔ یہی لوگ اہل السنۃ ہین کیونکہ یہی اُس راہ و طریقہ پر ہین جس مین کوئی نئی نکالی ہوئی بات شامل نہین ہونے پائی اسلیئے کہ بدعتین اور نئی باتین تو بعد رسول صلعم کے اور آپکے اصحاب کے طریقہ کے بعد نکلی ہین اور بدعت اُس فعل بد کو کہتے ہین

كانوا يصلون في رمضان وحدانا وكان الرجل يصلي فيصلي بصلاته الجماعة فجمعهم عمر رضي الله عنه
على ابي بن كعب فلما خرج فراهم قال نعمت البدعة هذه وكذلك قال الحسن القصص
بدعة ونعمت البدعة كم من اخ مستفاد ودعوة مستجابة **وقال المصنف**
قلت وانما جمعهم عمر على ابيّ لان صلوة الجماعة مشروعة وانما قال الحسن في القصص نعمت
البدعة لان الوعظ مشروع ومتى اسند المحدث الى اصل مشروع لم يذم فاما اذا كانت البدعة
كالمتمم فقد اعتقد نقص الشريعة وان كانت مضادة فهي اعظم فقد بان بما ذكرنا ان
اهل السنة هم المتبعون وان اهل البدعة هم المظهرون شيئا لم يكن قبل لا مستند له
ولهذا استتروا ببدعهم ولم يكتم اهل السنة مذهبهم وكلمتهم ظاهرة ومذهبهم
مشهور والعاقبة لهم **وعن المغيرة بن شعبة** قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا يزال من امتي قوم ظاهرين على الناس حتى ياتيهم امر الله وهم ظاهرون

ترجمہ تنہا ایک ایک اپنی اپنی نماز پڑھا کرتے تھے اور کہین ایک نمازی کے پیچھے کچھ لوگ اقتدار کرکے اُسکی امامت سے نماز پڑھتے
تھے پس حضرت خلیفہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سب کو ایک امام اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اقتدا مین جمع کر دیا۔ پھر ایک رات نکلے
تو اُن کو دیکھکر فرمایا کہ یہ اچھی بدعت ہے حسن بصری رحمہ نے اسی طرح مجلس وعظ کی نسبت فرمایا کہ یہ بدعت ہی ولیکن اچھی بدعت ہی کہ اس مجلس
مین بہت سے دینی دوست مل جاتے ہین اور اکثر دعائین مقبول حاصل ہوجاتی ہین **مصنف** رحمہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو اُبی
بن کعب رضہ کے پیچھے جماعت مین اس لیے جمع کر دیا کہ شرع مین جماعت سے نماز ثابت ہے اور حسن بصری رحمہ نے وعظ کو اس لیے بدعت حسنہ فرمایا کہ
وعظ خود مشروع ہی اور کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جزئی بات کسی شرعی اصل پر مبنی ہو وہ مذموم نہین ہوتی ہی۔ اور اگر کوئی بدعت ایسے طریقہ سے نکالی جاوے
کہ گویا وہ کسی امر خیر کو پورا کرنیوالی سمجھی جاوے تو شریعت کے ناقص ہونیکا اعتقاد ہوا یہ بدتر اعتقاد ہی پھر اگر وہ کسی شرعی اصل سے مخالف
ہو تو نہایت بدتر ہوگئی **ف** مترجم کہتا ہی کہ اصل اسمین حدیث صحیح ہی کہ جو ایسی بات نکالے جو ہمارے اس دین مین نہیں تو بدعت مردود ہی اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مین خود اسی حدیث مین مذکور ہی کہ مسجد مین بعض لوگ تو ایک شخص کی امامت سے تراویح پڑھتے تھے اور
کچھ لوگ تنہا فرد فرد پڑھتے تھے تو حضرت عمر رضہ نے فقط یہ کیا کہ جو فرد فرد تھے اونکو بھی ایک ہی امام کے پیچھے جمع کر دیا ولیکن تنہا پڑھنے سے
منع نہین فرمایا چنانچہ اسی حدیث مین ہی کہ عشرہ اخیرہ مین حضرت ابی بن کعب نے خود آنا چھوڑ دیا تھا۔ اور اُس زمانہ مین صحابہ رضہ کے
واسطے جماعت ہی دالکے لئے شرعی اصل موجود تھی کہ خود آنحضرت صلعم نے چند روز انکو جماعت سے پڑھائی تھی بلکہ حضرت ابو بکر رضہ و عمر رضہ و عثمان رضہ و علی رضہ خلافت نبوت پر تھے اور
رسول اللہ صلعم نے انکے طریقہ کو بھی سنت قرار دیا تو ہمارے لئے یہی اصل کافی ہی ہمکو اسمین بحث کرنیکی ضرورت نہی ہی بلکہ جماعت انکے طریقہ کے علاوہ ہو وہ بحث مین آویگی اور حضرت عمر رضہ نے
اسکو بدعت فقط اسوجہ سے فرمایا کہ زمانہ رسول اللہ صلعم مین عموماً سب رمضان مین ایسا نہین ہوتا تھا فافہم مصنف رحمہ نے کہا کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا سے واضح ہوگیا کہ اہل سنت وہی لوگ ہین جو
آثار رسول صلعم و خلفاء راشدین کی اتباع کرتے ہین (جو طبقہ صحابہ و تابعین و مابعد مین متواتر ظاہر چلے آئے ہین) اور اہل بدعت وہ لوگ ہین جو جماعت کا متواتر طریقہ چھوڑ
کر ایسی چیز ظاہر کرتے رہتے ہین۔ جو پہلے زمانہ مین نہ تھی۔ اور نہ وہ کسی اصل شرعی پر مبنی ہے۔ اسی وجہ سے بدعتی لوگون کو دیکھوگے کہ اپنی بدعت کو

[illegible] الحمد للہ رب العالمین۔

فالزموه ولئن اخذ تم يمينا وشما لا لتضلن ضلالا بعيدا وعن ابن عبدان قال كنا
عند ابراهيم النخعي فجاء رجل فقال يا ابا عمران ادع الله لي ان يشفيني فرأيت انه
كرهه كراهة شديدة حتى عرفنا كراهية ذلك في وجهه وذكر ابراهيم السنة
فرغب فيها وذكر ما احدث الناس فكرهه وقال فيه وعن ذي النون يقول و
جاءه اصحاب الحديث فسالوه عن الخطرات والوساوس فقال انا لا اتكلم في
شئ من هذا فان هذا محدث سلوني عن شئ من الصلوٰة او الحديث قال ورأى
ذو النون ابنه على خف احمر فقال انزع هذا يا بني فانه شهرة ما لبسه رسول
الله صلى الله عليه وسلم انما لبس النبي صلى الله عليه وسلم خفين اسودين
ساذجين **فصل** قال المصنف قد بينا ان القوم كانوا يحترزون من كل
بدعة وان لم يكن لها بأس لئلا يحدثوا ما لم يكن وقد جرت محدثات
لا تصادم الشريعة ولا تتعاطى عليها فلم يروا بفعلها بأسًا كما روي ان الناس

ترجمہ۔ اسی کو لازم پکڑو۔ اور اگر تم لوگ ادہر اودہر پڑے پھرے تو دور کی گمراہی مین پڑ جاؤ گے **ف** مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث کو امام ارمی نے اس سے زیادہ طویل روایت کیا اُسمین یہ بھی ہے کہ ابن مسعودؓ نے ایسے کلمات کہے کہ ہنوز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے پینے کے برتن سلامت موجود ہین کہ تمنے یہ بدعت نکالی اور فرمایا کہ اگر تم لوگ اتنی دیر تک ہر ایک اپنے لئے استغفار کرتا تو اس سے بہت بہتر ہوتا راوی نے بیان کیا کہ واللہ ہمنے بعد اسکے دیکھا کہ اس جماعت والون مین سے اکثر خارجیونکے ساتھ ہو گئے تھے۔ م **ابن عبدان**[1] سے روایت ہے کہ ہم لوگ ابراہیم نخعیؒ کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص نے آکر کہا کہ ای ابو عمران آپ میرے لئے دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفا عطا کرے تو ہمنے دیکھا کہ ابراہیم نخعیؒ کو اس کلمہ سے سخت کراہت پیدا ہوئی تھی کہ ہم نے انکے چہرہ پر اسکے آثار دیکھے اور ابراہیم نخعیؒ نے طریقہ سنت کا ذکر فرما کر اسی کی رغبت دلائی اور لوگون نے جو بدعت نکالی ہے اسکو ذکر کرکے اوس سے کراہت ظاہر کی اور اسکی مذمت فرمائی **ذی النون** مصری (اولیائے معروفین سے ہین) کے پاس محدثین علماء مین سے لوگ آئے اور ذو النون سے نفسانی خطرے اور شیطانی وساوس کو دریافت کیا (یعنی اسکی کیا حقیقت ہے) تو شیخ ذو النونؒ نے فرمایا کہ مین اس معاملہ مین کچھ گفتگو نہین کرتا ہون کیونکہ ایسی گفتگو نئی نکالی ہوئی بدعت ہے تم مجھ سے کچھ نماز سے یا حدیث سے پوچھو **ذو النون**ؒ نے اپنے بیٹے کو سرخ موزہ پہنے دیکھکر فرمایا کہ ای فرزند یہ شہرت کی چیز ہے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین پہنا بلکہ آپنے سادے سیاہ موزے پہنے ہین **فصل** مصنف رحنے کہا کہ ہم نے یہ بات بیان کردی کہ پیشوایان سلف وخلف ہر بدعت سے احتراز کرتے تھے اگرچہ وہ ایسی بدعت نکالی گئی ہو کہ اُسمین بظاہر کچھ مضایقہ نہین ہے اس سے اُن کی غرض یہ تھی کہ شریعت مین ایسی بات ہی پیدا نہ ہونے پائے جس کا وجود پہلے نہین تھا۔ تاہم ایسی چند باتین جاری ہو گئین جن سے شریعت کو صدمہ نہین پہونچا اور نہ اُن کی عملدرآمد عام سے کچھ تغیر ہے تو انپر عمل کرنے مین کچھ مضایقہ نہین دیکھتے تھے **چنانچہ** روایت ہے کہ ماہ رمضان کی راتون مین کچھ لوگ

[1] قولہ ابن عبدان مترجم کو نہین معلوم ہوا کہ یہ کس بزرگ کا نام ہے۔ ۱۲

ان بنی اسرائیل تفرقت احدی وسبعین فرقۃ فہلکت سبعون فرقۃ وخلصت فرقۃ واحدۃ وان امتی ستفترق علی اثنین و
سبعین فرقۃ تہلک احدی وسبعون وتخلص فرقۃ واحدۃ قالوا یا رسول اللہ ما تلک الفرقۃ قال الجماعۃ قال المصنف فاقبل وہل ہذہ الفرقۃ معروفۃ

ترجمہ کہ بنی اسرائیل باہمی اختلاف سے پھوٹ کر اکہتر فرقے ہو گئے جنمین سی ستر فرقے ہلاکت (جہنم) مین پڑے اور ایک فرقہ عذاب سے چھوٹا اور تھوڑے
دنون بعد میری امت کے بہتر فرقے ہو جاوینگے جنمین سی اکہتر ہلاکت مین پڑینگے اور فقط ایک فرقہ نجات پاویگا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ فریق
کیا ہو گا فرمایا کہ وہ جماعت ہوگا **ف** یعنی اسی طریقہ پر جمع رہینگے جسپر آج اصحاب مجتمع ہین اور واضح ہو کہ محققین علمائے بیان کیا کہ ایمان
توحید آدمی کی نجات کا اصل اصول ہے چنانچہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ جب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت غمناک اور متحیر ہو گئے
حتی کہ حضرت خلیفہ رسول اللہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اوٹھا لیا اور ہم یہ پوچھنے
نپائے کہ اس امر کی نجات کیونکر ہے تو حضرت صدیق نے کہا کہ مین پوچھ چکا ہون عثمان نے کہا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون آپ کو اللہ تعالے
نے ایسے کمال سے سرفراز کیا ہے آپ ہم کو آگاہ کیجیے تو حضرت صدیق رض نے بیان کیا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا
تھا تو فرمایا کہ نجات کا مدار اس کلمہ پر ہے جو مینے اپنے چچا ابوطالب پر پیش کیا تھا۔ اور ابوطالب نے اس کے قبول سے انکار کیا
ہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل نجات اعتقاد توحید ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جب یہ اعتقاد دل مین سچا ہوگا
یعنی نفس کا دھوکا نہ ہوگا۔ تو پہچان یہ کہ آدمی اپنے جی کی بندگی چھوڑ کر اللہ تعالے کی بندگی کریگا اور نماز و روزہ و زکوۃ و حج
وغیرہ پر عامل ہوگا۔ بعض محققین نے کہا کہ یہ اعمال بمقابلہ ایمان توحید کے ایسے ہین جیسے ذرہ برابر دنیا مین سے ایک آدمی کا گھر
بمقابلہ عرش اعظم کے حقیر ہے **تو معلوم ہوا** کہ جو کوئی اس اعتقاد توحید پر ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ
عنہم کو تعلیم فرمایا تھا۔ اور اپنے آپ کو دین حق کے لیئے وقف کرے اسلام سچا یہ ہے کہ اللہ تعالی رب العالمین کے واسطے گردن جھکاوے
جو کچھ رسول اللہ صلعم نے بتلایا او سپر یقین لاوے اور جس طریق پر آپ چلتے تھے اوسی طریق سنت کو راہ حق جانے تو یہ نجات کی راہ ہے اور
اگر اس اعتقاد مین خارجی یا رافضی یا معتزلی کیطرح مخالفت کی تو نجات کی راہ سے بھٹک گیا۔ اور شرک کی بدبو اس مین آنے لگی تو
جہنم مین آگ سے ظاہر و باطن جلیگا بشرطیکہ اس ضلالت مین یہانتک نہ پہنچا ہو کہ دین حق سے خارج ہی ہو گیا ہو تو پھر کافرون و مشرکون کیساتھ
ہمیشہ جہنم کی بستی مین رہیگا۔ اور دیکھو اگر کلمۂ توحید و طریق سنت پر سچا اعتقاد ہو لیکن وہ بدکاری کی شامت مین پھنسا۔ اور ظاہر مین اپنے
حصہ مین نفس کی پیروی کی اور بیباک ہوا۔ کہ آخرت مین حرارت آفتاب سے پسینا ابلنے اور ہولناک تکلیفون سے بھی کفارہ نہ ہوا
بلکہ جہنم مین ڈالا گیا۔ تو اس کا عذاب گمراہ فرقہ کی طرح نہ ہوگا۔ جیسے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ اہل توحید مین سے جو جہنم مین گیا۔ تو اوپر کے طبقہ مین رہیگا اور وہان پہونچتے ہی مردے کے مثل ہو جائیگا اور اس کے دل
کو آگ نہ جلاوے گی۔ یہ پوری روایت جامع صغیر وغیرہ مین ہے اس بیان سے حدیث مذکور کے معنی حل ہو گئے۔ کہ گمراہ
فرقے فی النار ہونگے اور جس فرقہ سنت و جماعت کو نجات ہے وہی نجات کے واسطے ہے و للہ تعالی الحمد والمنۃ۔
مصنف رح کہتے ہین کہ اگر پوچھا جاوے۔ کہ بھلا اس امت کی یہ گمراہ فرقے جنکی خبر حدیث مین دیگئی ہے تمہاری پہچان مین بھی آ گئے ہین +

اخرجاہ فی الصحیحین وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ
من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرہم من خذلہم حتی یاتی امر اللہ قال المصنف انفرد باخراجہ
مسلم وقد روی ہذا المعنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم معٰویۃ وجابر بن عبد اللہ وقرۃ
وعن الترمذی قال قال محمد بن اسماعیل قال علی المدینی ہم اصحاب الحدیث فصل
فی بیان انقسام اہل البدع عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تفرقت الیہود
علی احدی وسبعین فرقۃ او اثنین وسبعین والنصاری مثل ذلک وتفرق امتی علی
ثلث وسبعین فرقۃ قال الترمذی ہذا حدیث صحیح قال المصنف وقد ذکرنا ہذا
الحدیث فی الذی قبلہ وفیہ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ
قال ما انا علیہ واصحابی وعن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

ترجمہ یہ حدیث صحیحین میں ہی ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی۔ کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک
گروہ حق پر ظاہر ہونگے اُن کو کچھ مضر نہوگا اگر کوئی اُن کی مدد نہ کرے (وہ برابر بنصرت الٰہی غالب رہینگے) یہانتک کہ امر الٰہی آجاوے
(رواہ مسلم فقط) واضح ہو کہ اس معنی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جابر بن عبد اللہ ومعاویہ وقرہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہی امام ترمذی
نے امام بخاری رح سے نقل کیا کہ حضرت علی بن المدینی رح فرماتے تھے کہ حدیث شریف میں جس قوم کا ذکر ہی یہ اہل حدیث ہین **ف** مترجم کہتا ہے
کہ علی بن المدینی رح کے زمانہ مین مامون بن الرشید خلیفہ بدعتی کی وجہ سی معتزلہ فرقہ نے بہت زور باندھا اور صدہا عالم اس فتنہ مین مقتول
ہوا۔ لیکن آخر کو اہل حدیث ہی غالب ہوگئے اور اللہ تعالے نے بعد اس امتحان کے اُنھین کو احترام وعزت عطا کی اور واضح ہو کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے طریقۂ نبوت پر آخرت کو چاہنے والے امتی پانچ سو برس تک اپنی امت سی فرمائے ہین جیسا کہ صحیح الاسناد حدیث سنن
ابی داؤد مین مصرح ہے اور یہی واقع ہوا پھر آپکے معجزہ بیانی کے مطابق دشمنون کے دلون سے اس امت کی ہیبت جاتی رہی اور
تداعی الامم کا واقعہ پیش آیا اور روم ارض وابق مین اُترے اور خراسان کی طرف ترکون کی ہاتھون بلایا پیش آئے ولیکن اہل
السنتہ جو اُسوقت شام ومصر مین اور کچھ ہندوستان مین منحصر تھے اُسوقت بھی غالب رہے چنانچہ کتب تواریخ مین صاف ان معجزات کے
مطابق ظہور ہوا ہے **فصل** اہل بدعت کے اقسام کے بیان مین ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ یہودی تو اکہتر فرقون مین متفرق ہوئے تھے یا بہتر فرقون مین اور اسی قدر فرقون مین نصارے متفرق ہوئے
اور میری امت تہتر فرقون مین متفرق ہوگی۔ امام ترمذی نے (بعد روایت کے) کہا کہ یہ حدیث صحیح ہی **مصنف** رح
نے کہا کہ ہم نے اس حدیث کو سابق مین ذکر کیا ہی اُس روایت میں اسقدر زائد ہی کہ یہ سب فرقے فی النار ہین سوائے ایک فرقہ
کے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس نجات پانیوالے فرقہ کی کیا ملت ہوگی فرمایا کہ وہ فرقہ اسی بات پر ہوگا
جس پر آج مین اور میرے اصحاب ہین انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

والتغلبیۃ قالوا ان اللہ لم یقض ولم یقدر والحارثیۃ قالوا ماندری ما الایمان والخلق کلہم معذورون والخلفیۃ زعموا ان من ترک الجہاد من ذکر وانثی کفر والکوزیۃ قالوا لیس لاحد ان یمس احدا لانہ لا نعرف الطاہر من النجس ولا ان یواکلہ حتی یتوب والکنزیۃ قالوا لا یسع احدا ان یعطی مالہ احدا لانہ ربما لم یکن مستحقا بل یکنزہ فی الارض

ترجمہ - سوم تغلبیہ جس گمراہ فرقہ کا اعتقاد یہ تھا۔ کہ خدا نے نہ کچھ جاری کیا اور نہ کچھ تقدیر مین مقدر کیا **ف** مترجم کہتا ہی۔ کہ خارجی فرقہ حضرت امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کو جن مین مہاجرین و انصار و اہل بدر و بیعۃ الرضوان وغیرہ بکثرت شامل تھے سب کو کافر کہتا تھا۔ تو اس فرقہ سے کہا گیا۔ کہ ابھی آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پائے چالیس برس نہین گذرے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح سے حضرت عثمان و حضرت علی اور یہ اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کے اکابر مقرب صحابہ مین سے ہین یہ سب زمانہ متواتر جاتا ہے۔ کیا تم انکار کر سکتے ہو۔ خارجیون نے کہا کہ بیشک یہ تو سب ہی جانتے ہین اور جو بات آفتاب کی طرح روشن ہو ہم اُس سے کیونکر انکار کرین گے تو کہا گیا کہ پھر جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین صحابہ رضی اللہ عنہم کو مومنین صادقین اور مومنون حقا اور مفلحون فرمایا ہے تو یہ اصحاب کبار سب سے پہلے اس صفت مین داخل ہو گئے۔ خارجی فرقہ نے کہا کہ ہان اُس وقت بے شک داخل ہو گئے تھے پھر بعد اس کے ابوبکر و عمر تو بیشک اوسی طریقہ پر رہے لیکن عثمان و علی نے ہماری راے مین وہ طریقہ بدلا تو اِس صفت سے خارج ہو گئے اور رسول اللہ صلعم نے اُسوقت کے مطابق ان لوگون کو جنتی کہا تھا۔ پھر جب وہ حال نہ رہا۔ تو سب باتین جاتی رہین۔ تب خارجی فرقہ کو جواب دیا گیا کہ یہ تم نے بڑی غلطی کھائی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب اُن لوگون کا جنتی ہونا مقدر کیا تھا۔ تو قضائے مقدر پوری ہوگی اب اسمین تغیر کیونکر ممکن ہے۔ خارجی نے کہا۔ کہ ہم اپنے نزدیک ضرور جانتے ہین۔ کہ یہ لوگ کافر ہو گئے۔ اور ہم یہ نہین مانینگے کہ خدا نے کچھ مقدر کیا ہے۔ بلکہ تقدیر کچھ چیز نہین ہے ولیکن جو کوئی جیسا کرے ویسا ہوتا جاویگا۔ اور تقدیر ہماری سمجھ مین نہین آتی۔ مترجم کہتا ہے۔ کہ دیکھو اس بدبخت فرقہ نے متواتر اعتقاد کو چھوڑ کر کفر اختیار کرنا منظور کر لیا۔ اور وہ عداوت جو اکابر اصحاب رضی اللہ عنہم سے اُسکے جی مین بیٹھ گئی تھی وہ نہ چھوڑی۔ یہی حال روافض وغیرہ کا ہے نعوذ باللہ من الضلال شاخ چہارم حارثیہ کا یہ قول ہے۔ کہ ہم نہین جان سکتے کہ ایمان کیا چیز ہے۔ اور مخلوق بیچارے سب معذور ہین اُن کو معاف ہے جبکہ ایمان پہچاننا محال ہے **پنجم** خلفیہ نے یہ قول نکالا کہ جس کسی نے جہاد چھوڑا وہ کافر ہے چاہے مرد ہو یا عورت ہو **ششم** کوزیہ نے نکالا۔ کہ کسی کو کسی کا چھونا روا نہین ہے۔ کیونکہ ہم کو پاک و نجس کی شناخت واقعی نہین ہو سکتی ہے اور جب تک ہمارے سامنے کوئی نہا کر توبہ نکرے تب تک اُسکے ساتھ کھانا نہین چاہئیے ہے **ف** دیکھو اس پاکیزگی کے مکر سے کس طرح شیطان نے اس احمق فرقہ کو دھوکا دیا جس سے لوگون مین بے انتہا پھوٹ و جدائی پڑ جاوے حالانکہ شرع مین باہم میل جول و اتفاق کی بہت تاکید رکھی گئی ہو **ہفتم** کنزیہ کا یہ قول ہے کہ کسی کو کچھ مال دینا حلال نہین ہے۔ کیونکہ شاید شخص اس مال کے پانے کا مستحق نہ ہو۔ تو غیر مستحق کو دینا ظلم ہو گا۔ تو اس گناہ سے کفر ہو جائیگا) بلکہ واجب یہ ہے کہ مال کو خزانہ کر کے زمین مین دفن کر دے

فالجواب انا نعرف الافتراق واصول الفرق وان کل طائفۃ من الفرق انقسمت الی فرق وان لم نحط باسماء تلک الفرق ومذاھبھا وقد ظھر لنا من اصول الفرق الحروریۃ والقدریۃ والجھمیۃ والمرجیۃ والرافضۃ والجبریۃ وقد قال بعض اھل العلم ان اصل الفرق الست وقد انقسمت کل فرقۃ منھا اثنتی عشرۃ فرقۃ فصارت اثنین وسبعین فرقۃ وانقسمت الحروریۃ اثنتی عشرۃ فرقۃ فاولھم الازرقیۃ قالوا لا نعلم احدا مؤمنا وکفروا اھل القبلۃ الا من دان بقولھم والاباضیۃ قالوا من اخذ بقولنا فھو مؤمن ومن اعرض عنہ فھو منافق

ترجمہ تو جواب یہ ہے کہ اتنی بات تو ہم نے قطعی پہچان لی کہ پھوٹ پڑ گئی (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم حسب اتفاق وجماعت تھے۔ اُس جماعت سے پہلے پہل خارجیون کے ٹکڑے پھوٹ کے علیحدہ ہوگئے۔ پھر معتزلہ و روافض وغیرہ کے ٹکڑیون نے جماعت کو چھوڑ کر اپنی ٹکڑی علیحدہ کر لی تو یہ معجزہ تو ہم نے صاف دیکھ لیا کہ جماعت سے پھوٹ ہوئی) اور ہم کو ان پھوٹے ہوئے فرقون کی اصلین بھی پہچان پڑتی ہین۔ بلکہ یہ بھی پہچان لیا گیا۔ کہ خود ہر فرقہ جو جماعت اعظم سے پھوٹ کر جدا ہوا تھا خود اُس کے پھٹ سے ٹکڑے ہوگئے۔ اگرچہ ہم کو ان سب فرقون کے نام اور گمراہی کے مذہب الگ الگ تفصیل کے ساتھ معلوم نہون۔ اور دیکھو۔ کہ بدعتی فرقون کی اصلون مین سے مفصلۂ ذیل ہم کو ظاہر مین معلوم ہوگئے ہین حَرُوْرِیہ وقَدَرِیہ وجَہمِیہ و مُرجِیّہ و رافِضہ وجَبرِیّہ (یہ چھ ظاہر ہین) اور بعضے اہل علم نے کہا۔ کہ بدعت ضلالت کی جڑ یہی چھ فرقے ہین اور ہر فرقہ کی بارہ شاخین ہین۔ تو کل بہتر شاخین ہوئین۔ جو جماعت سے پھوٹ کے فرقہ فرقہ ہوگئے **ف** مترجم کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالے اجل شانہ کی عجب قدرت و تمام رحمت اس دین اسلام پر یہ ہے۔ کہ ان گمراہ فرقون کی باوجودیکہ اس کثرت سے شاخین ہوگئین اور فریق جماعت فقط ایک فریق ہے۔ لیکن ہر زمانہ اور ہر صدی مین ابتدا سے اس وقت تک فریق جماعت بکثرت زائد رہتا چلا آیا ہے حتے کہ جب فریق جماعت دس کروڑ مانا جاوے تو اس وقت مین یہ بہتر گمراہ فرقے ایک کروڑ بھی ہرگز نہ ہوئے بلکہ آدہا کروڑ بھی نہ تھے۔ بلکہ شاید دس لاکھ ہون تاکہ اللہ تعالے کا دین حق ہمیشہ بندگان حق اہل توحید سے متواتر چلا جاوے۔ کیونکہ جب تک فریق جماعت اس قدر زائد نہ ہو تب تک قطعی متواتر نہین رہ سکتا تھا۔ بلکہ دو تین صدی کے بعد ان بدعتیون کے بہت سے فرقے کالعدم ہوگئے مترجم **مصنف** نے فرمایا کہ فرقہ حروریہ کی بارہ شاخین ہین (ہر ایک خارجی فرقہ کا عجب مختلف گمراہ اعتقاد ہے) چنانچہ شاخ اول ازرقیہ ہے اسکا بانی نافع ازرق خارجی تھا) یہ فرقہ زعم رکھتا کہ ہمکو تو کوئی آدمی مؤمن نہین دکھائی دیتا سوا اس شخص کی جو اس فرقہ کے قول پر ہو اور انہون نے اہل قبلہ کو کافر قرار دیا **ف** مترجم کہتا ہے کہ اُس زمانہ مین ایک جماعت صحابہؓ و بکثرت اکابر تابعین موجود تھے پھر اس ظالم گمراہ فرقہ کا قول دیکھو شاخ دوم ناصبیہ جسکا قول یہ تھا کہ جو کوئی ہماری کہنی پر ہو وہ تو مؤمن ہے اور جو ہم سے منہ پھیرے وہ منافق ہے (نہ مؤمن ہے نہ کافر ہے)

والوهمية قالوا ليس لافعال الخلق وكلامهم ذات ولا للحسنة ولا السيئة ذات والربوبية قالوا كل كتاب نزل من الله تعالى فالعمل به حق ناسخا كان او منسوخا والمتبرية زعموا ان من عصى ثم تاب لم تقبل توبته والناكثية زعموا ان من نكث بيعة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا اثم عليه والقاسطية فضلوا طلب الدنيا على الزهد فيها والنظامية تبعوا ابراهيم النظام فى قوله من زعم ان الله شئ فهو كافر وانقسمت الجهمية اثنتى عشرة فرقة المعطلة زعموا ان كل ما يقع عليه وهم الانسان فهو مخلوق و ان من ادعى ان الله يرى فهو كافر والمرسية قالوا اكثر صفات الله مخلوقة والواردية جعلوا البارى سبحانه و تعالى فى كل مكان والملتزقة قالوا لا يدخل النار من عرف ربه ومن دخلها لم يخرج منها ابدا

ترجمہ اور (۷) وہمیہ کہتے ہین کہ مخلوق کے افعال کی ذات نہین ہے اور نہ نیکی وبدی کی ذات ہے اور (۸) ربوبیہ (راوندیہ) کہتے ہین۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتابین اُتری ہین تو اُس پر عمل کرنا فرض ہے خواہ کوئی اُسکو ناسخ کہے یا منسوخ کہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ اس نفس پرست فرقہ کا مطلب ہے کہ اگر آدم ؑ کے وقت مین بھائی بہن کا نکاح دو بطن مختلف سے جائز تھا تو اب بھی یہ لوگ اُس پر عمل کرینگے اسی طرح حضرت یعقوب کے وقت مین دو بہنون کا نکاح اور ما بعد شراب خواری وغیرہ سب عمل مین لادینگے اور (۹) متبریہ کہتے ہین کہ جس نے گناہ کر کے توبہ کی تو اُس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور (۱۰) ناکثیہ فرقہ کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت توڑ دی تو اُس پر گناہ نہین ہے اور (۱۱) قاسطیہ کہتے ہین کہ دنیا مین زاہد ہونے سے یہ افضل ہے کہ دنیا تلاش کرنے مین کوشش کرے اور (۱۲) نظامیہ جس نے ابراہیم نظام کی پیروی مین یہ کہا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو شے کہے تو وہ کافر ہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ یہ بھی فرقہ اعتقاد معتزلہ پر گمراہ ہے اور یہ ایک بات اُس گمراہی پر اور زیادہ بڑھائی ہے اسی طرح ان سب فرقون مین باہم مخالفت ہے اور سب خلاف طریقۂ رسالت ہین۔م۔ اور جہمیہ فرقہ میں بھی بارہ شاخین ہین (۱) معطلہ جو کہتے ہین کہ جس چیز پر انسان کا وہم پڑے وہ مخلوق ہے اور جو کوئی دعوے کرے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے تو وہ کافر ہے (۲) مرسیہ (مریسیہ) فرقہ گمراہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اکثر صفات مخلوق ہین اور (۳) واردیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے **ف** تعجب ہے کہ اسی گمراہ فرقہ کا یہ اعتقاد اکثر عوام اہل السنۃ مین پھیل گیا اور یہ لوگ بھی کہنے لگے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے شاید اسکا سبب یہ ہوا کہ محکمۂ عدالت وقضاء مین قسم لینے کا یہ طریقہ تھا کہ خدا کو حاضر ناظر جانکر قسم کہاؤ یا گواہی دو تو عوام اپنی بےعلمی سے یہ سمجھے کہ خدا حاضر موجود ہے حالانکہ قاضی کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ عالم وناظر ہے اور یہی عربی محاورہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تجکو دیکھتا اور علیم وخبیر ہے یہ یاد کر کے سچی قسم کھائی گا عوام نے اپنی سمجھ سے حاضر کے یہ معنی لگائے جیسے آپسمین بولا کرتے ہین لہذا علما پر فرض ہے کہ وعظ مین اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و اعتقاد حق کو اول بیان کیا کرین تا کہ آیندہ انکی نصیحت سچے ایمان والون کو مفید ہو واللہ سبحانہ تعالیٰ ہو الموفق اور (۴) ملتزقہ کہتا ہے کہ جسنے اللہ کو پہچانا وہ جہنم مین نہ جائے گا اور جو کوئی جہنم مین گیا وہ کبھی وہانسے نہین نکالا جائیگا **ف** مترجم کہتا ہے کہ اس فرقہ جاہل کی نفس نے اُن کو یہ یقین دلایا کہ تم لوگ اللہ کی پہچاننے والے ہو اور اس جاہل نے

حتی یظہر اہل الحق والشمراخیۃ قالوا لا باس بمس النساء الاجانب لانہن ریاحین والاخنسیۃ قالوا لا یلحق المیت بعد موتہ خیر ولا شر والمحکمیۃ قالوا من حاکم الی مخلوق فہو کافر والمعتزلۃ من الحروریۃ قالوا اشتبہ علینا امر علیؓ و معٰویۃ فنحن نتبرأ من الفریقین والمیمونیۃ قالوا لا امام الا برضی اہل محلتنا وانقسمت القدریۃ اثنتی عشرۃ فرقۃ الاحمریۃ وہی التی زعمت ان فی شرط العدل من اللہ ان یملک عبادہ امورہم و یحول بینہم و بین معاصیہم والثنویۃ وہی التی زعمت ان الخیر من اللہ والشر من ابلیس والمعتزلۃ الذین قالوا بخلق القرآن وجحدوا الرؤیۃ والکیسانیۃ وہم الذین قالوا لا ندری ہذہ الافعال من اللہ او من العباد ولا نعلم ایثاب العباد بعد الموت ام یعاقبون والشیطانیۃ قالوا ان اللہ لم یخلق الشیطان والشریکیۃ قالوا ان السیئات کلہا مقدرۃ الا الکفر

ترجمہ پھر جب قطعی یقینی دلیل سے کوئی شخص سب سے زیادہ مستحق معلوم ہو۔ تو اوس کو دے (پھر جو کوئی اسی طرح دوسرے درجہ کا مستحق ہو اُس کو دے وعلی ہذا القیاس) یعنی اس مکر سے کبھی زکوٰۃ دینا نہ پڑے **ہشتم** شمراخیہ (تسفی رح نے شماخیہ نام لکھا ہے) اس خبیث فرقہ کا یہ قول ہے کہ اجنبی عورتوں کو چھونے و مساس کرنے میں کچھ ڈر نہیں ہے اسلیئے کہ عورتیں تو ریاحین بنائی گئی ہیں **ف** ریاحین کی خوشبو سونگھنا اور چھونا روا ہوتا ہی۔ اور **نہم** اخنسیہ کا یہ قول ہے۔ کہ مرنے کے بعد میت کو کچھ بھلائی یا بُرائی لاحق نہیں ہوتی ہے **ف** یعنی عذاب و ثواب سے انکار کرتے ہیں **دہم** محکمیہ کہتے ہیں کہ جو کوئی کسی مخلوق کیطرف فیصلہ چاہنے جاوے تو وہ کافر **ف** اسی وجہ سے جب حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ و اہل شام میں ثالثی فیصلہ قرار پایا تو اس خارجی فرقے نے امیر المومنین کے لشکر سے جدا ہو کر دونوں فریق کو کافر کہنا شروع کیا **یازدہم** معتزلہ یعنی حروریہ میں سی معتزلہ وہ فرقہ ہے جو کہتے ہیں کہ علی بن ابیطالب و معاویہ کا معاملہ ہمپر مشتبہ ہوا یعنی حکم صاف نہیں کھلتا ہے اسلیئے ہم دونوں فریق سی بیزاری و تبرا کرتے ہیں **دوازدہم** میمونیہ فرقہ کہتا ہی کہ کوئی امام نہیں ہوسکتا جب تک ہمارے اہل محلہ راضی نہوں **ف** اہل محلہ سے اپنی ملت والے مراد لیتا ہی واللہ اعلم اور فرقہ **قدریہ** بھی بارہ ٹکڑوں میں منقسم ہوا (۱) احمریہ جسکا قول یہ ہی کہ (اللہ تعالیٰ پر عدل جاری کرنا فرض ہی اور) اللہ تعالیٰ کے عدل میں شرط یہ ہی کہ اپنے بندوں کو اُنکے کاموں کا مختار کرے اور اُنکے گناہوں کے درمیان مانع حائل ہو کر رکے اور (۲) فرقہ ثنویہ کہتا ہے کہ بھلائی تو اللہ تعالیٰ کیطرف سے پیدا ہوتی ہے اور برائی ابلیس پیدا کرتا ہے اور (۳) معتزلہ کہتا ہے کہ قرآن پیدا کیا ہوا ہے اور آخرت میں خدا کا دیدار محال ہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ سب بدعتی گمراہ فرقے اللہ تعالیٰ کے دیدار کو محال کہتے ہیں اسمیں خوارج و روافض وغیرہ سب یکساں ہیں۔ م۔ اور (۴) کیسانیہ جو کہتے ہیں کہ ہمکو نہیں معلوم ہوتا کہ یہ افعال آیا اللہ کیطرف سے پیدا ہوتے ہیں یا بندوں سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ بھی ہم نہیں جانتے کہ بندے بعد موت کے ثواب پاوینگے یا عذاب پاوینگے اور (۵) شیطانیہ جسکا یہ قول ہی کہ خدا نے شیطان کو نہیں پیدا کیا ہی اور (۶) شریکیہ جو کہتے ہو۔ کہ سب بُرائیاں مقدور ہیں سوا کفر کے

والساكتية قالوا الطاعات ليست من الايمان والبهشية قالوا الايمان العلم ومن لا يعلم الحق من الباطل والحلال من الحرام فهو كافر والعملية قالوا الايمان العمل والمستثنية نفوا الاستثناء في الايمان والمشبهة يقولون لله بصر كبصري ويد كيدي والحشوية جعلوا حكم الاحاديث كلها واحدًا فعندهم ان تارك النفل كتارك الفرض والظاهرية الذين لا يقولون بالقياس والبدعية اول من ابتدع الاحداث في هذه الامة وانقسمت الرافضة اثنتي عشرة فرقة العلوية قالوا ان الرسالة كانت الى علي وان جبرئيل اخطأ والامرية قالوا ان عليا شريك محمد في امره والشيعية قالوا ان عليا وصي رسول الله ووليه من بعده وان الامة كفرت بمبايعة غيره والاسحاقية

ترجمہ اور (۴) ساکتیہ کہتا ہے کہ نیک اعمال و طاعات کچھ ایمان سے نہیں ہیں اور (۵) بھسیہ کہتا ہے کہ ایمان علم ہے اور جس نے حق کو باطل سے تمیز کرنا اور حلال کو حرام سے تمیز کرنا نجانا وہ کافر ہے اور (۶) عملیہ کہتا ہے کہ ایمان فقط عمل ہی اور (۷) مستثنیہ نے ایمان مین استثنا سے انکار کیا اور (۸) مشبہہ کہتا ہے کہ خدا کی آنکھ میری آنکھ جیسی ہے۔ اور میرے ہاتھ کی طرح ہاتھ ہی **ف** اور عرش پر اسیطرح مستوی ہی۔ جیسے ہم لوگ تخت پر بیٹھتے ہین (۹) حشویہ نے سب احادیث کا ایک حکم ٹھرایا چنانچہ اُن کے نزدیک فرض ترک کرنے کا حکم ویسا ہی ہی جیسے نفل ترک کرنے کا **ف**۔ مترجم کہتا ہے کہ حشویہ نام اسلیئے ہوا کہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن مجید مین الم اور طس اور حم وغیرہ حروف مقطعات حرف زائد حروف بے معنی ہین اور جو آیتین عذاب کا خوف دلانے والی ہین وہ فقط دھمکی ہے نعوذ باللہ من کفرہم۔ (۱۰) ظاہریہ وہ فرقہ ہے جو شرعی مسائل مین قیاس سے حکم اجتہادی نکالنے سے انکار کرتے ہین اور (۱۱) بدعیہ جس نے اول اول اس امت مین بدعت کا احداث شروع کیا **ف** دوازدہم مذکور نہین ہے اور بعض نے کہا کہ اُس کا یہ اعتقاد ہے کہ جب ہم نے ایمان کا اقرار کیا تو جو کچھ نیکی کرین وہ مقبول ہے اور جو برائیان مانند زنا اور چوری وغیرہ کے عمل مین لاوین وہ بخشی جاتی ہین چاہے توبہ کرے یا نہ کرے واللہ اعلم۔ فرقہ **رافضہ** کی بھی بارہ شاخین ہی (۱) علویہ کہتا ہے کہ رسول بنانے کا پیغام اصل مین جبریل علیہ السلام کے ہاتھ حضرت علی کیطرف بھیجا گیا تھا اور جبرئیل نے غلطی کرکے وہ دوسری جگہ پہونچا دیا **ف** جیسے یہود کہتے تھے کہ جبرئیل ع نے ہماری عداوت سے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسمعیل مین وحی اُتاری ہے یہ لوگ کافر ہین (۲) امریہ۔ یہ فرقہ کہتا ہے کہ کار نبوت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ شریک ہین **ف** یہ بھی ظاہر کفر ہے (۳) شیعیہ فرقہ کہتا ہے کہ علی رض وصی رسول اللہ اور آپ کے بعد خلیفہ تھے اور امت نے دوسری کی بیعت کرکے کفر کیا **ف** مترجم کہتا ہے کہ امام ذہبی وغیرہ نے لکھا ہے کہ قدیم شیعیہ فرقہ کا قول فقط یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہین اور جس نے ان سے لڑائی کی اُس نے گناہ کمایا پھر اس فرقہ میں سے بعضے بڑھکر کہنے لگے بلکہ علی رض سب سے افضل ہین لیکن اللہ تعالی نے ابوبکر و عمر و عثمان کو پہلے خلیفہ اسلیئے کر دیا تاکہ خلافت کا خاتمہ علی رض پر ہو۔ اور آپ کی اولاد مین قیامت تک باقی رہے جیسے نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوئی اور جو قول مصنف رح نے بیان کیا یہ رافضیہ فرقہ کا جو آنہ مین پیدا ہوا ہے (۴) اسحاقیہ

والزنادقة قالوا ليس لاحد ان يثبت لنفسه ربا لان الاثبات لا يكون الا بعد ادراك الحواس وما يدرك فليس باله وما لا يدرك لا يثبت والحرقية زعموا ان الكافر تحرقه النار مرة واحدة ثم يبقى محترقا ابدا لا يجد حر النار والمخلوقية زعموا ان القرآن مخلوق والفانية زعمت ان الجنة والنار تفنيان ومنهم من قال لم تخلقا والعبرية جحدوا الرسل وقالوا انما هم حكماء والواقفة قالوا لا نقول القرآن مخلوق ولا غير مخلوق والقبرية ينكرون عذاب القبر والشفاعة واللفظية قالوا لفظنا بالقرآن مخلوق وانقسمت المرجية اثنتي عشرة فرقة التاركية قالوا ليس لله على خلقه فريضة سوى الايمان به فمن آمن به وعرفه فليفعل ما شاء والسائبية قالوا ان الله تعالى سيب خلقه ليعملوا ما شاءوا والمرجية قالوا لا يسمى الطائع طائعا ولا العاصي عاصيا لانا لا ندري ما له عند الله

ترجمہ اور (۵) زنادقہ کہتے ہین کہ کسی کے واسطے یہ ممکن نہین ہے کہ اپنی ذات کی واسطے کوئی رب (پروردگار) ثابت کرے اسلیئے کہ ثابت کرنا جبھی ہوسکتا ہی کہ جو اسے ادراک کرلے حالانکہ یہ ادراک نہین ممکن ہی تو یہ حواس کے ادراک کرنیکا آلہ نہین ہوسکتے ہین تو پھر جو چیز ادراک ہی نہین ہوسکتی ہے تو ثابت بھی نہین ہوسکتی ہے **ف** مترجم کہتا ہے۔ کہ یہ دلیل محض غلط اور بالکل خبط ہی اور سرے سے یہی غلط ہے کہ رب کو ثابت کرے اسلیئے کہ پہچاننا اور ہے اور ثابت کرنا اور ہے اسیواسطے مصنف رح نے ان احمقونکی دلیل بھی نقل کردی تاکہ لوگ سمجھ لین کہ یہ فرقہ کیسا کم وقوف ہی اور (۶) حرقیہ فرقہ کا قول یہ ہی کہ کافرکو (جب جہنم مین ڈالاجائیگا) آگ ایکبار جلاکر کوئلہ کردیگی پھر وہ ہمیشہ کوئلہ پڑا رہیگا۔ اُسکو آگ کی جلن محسوس نہوگی اور (۷) مخلوقیہ کہتا ہے کہ یہ قرآن مخلوق ہی (۸) فانیہ فرقہ کا قول یہ ہی کہ جنت و دوزخ دونون فنا ہونیوالی ہیں اور اُن مین سے بعضی یہ کہتے ہین کہ ہنوز وہ دونون پیدا ہی نہین ہوئی ہین اور (۹) عبریہ نے پیغمبرون سے انکار کیا یعنی وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے بھیجے ہوئے نہین ہین بلکہ وہ لوگ صرف عقلا تھے **ف** یہ قول محض کفر ہے اور یہی اس زمانہ مین نیچریہ فرقہ کا قول ہے جو سرسید احمد خان کی کتاب مین جو تفسیر کے نام سے لکھی ہے صاف مذکور ہی اور (۱۰) واقفیہ کہتی ہین کہ ہم توقف کرتے ہین نہ یہ کہتے ہین کہ قرآن مخلوق ہی اور نہ یہ کہ نہین مخلوق ہے اور (۱۱) قبریہ کہتا ہے کہ قبر مین عذاب (ثواب) نہین ہی اور نہ آخرت مین شفاعت ہے اور (۱۲) لفظیہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن کے ساتھ ہمارا تلفظ کرنا مخلوق ہے اور اسیطرح مرجیہ فرقے کی بھی بارہ قسمین ہین (۱) تارکیہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مخلوق پر کوئی عمل فرض نہین ہے سوائے ایمانکے پس جب بندہ اُسپر ایمان لایا اور اُسکو پہچانا تو پھر جو چاہے وہ کرے اور (۲) سائبیہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کرکے چھوڑ دیا ہے کہ جو چاہین وہ کرین **ف** مترجم کہتا ہے کہ ہان پھر جو کچھ کرینگے اُسکا عوض آخرت مین پاوینگے لیکن اس گمراہ فرقے نے اس سے انکار کیا۔ اور (۳) مرجیہ کہتا ہے کہ ہم کسی بدکار کو عاصی و نافرمان نہین کہہ سکتے اور نہ کسی نیکوکار کو طائع و فرمانبردار کہہ سکین کیونکہ ہم کو یہ نہین معلوم کہ اُسکے لیئے عند اللہ کیا ہے **ف** اس فرقہ کا یہ مطلب نہین کہ ہم انجام نہین جانتے ہین اس لیئے کہ انجام کو کوئی نہین جانتا و لیکن جو حالت بالفعل موجود ہے یہ ظاہر ہے تو یہ فرقہ اس سے بھی منکر ہے گویا کہتا ہے کہ اس بدکار کی بدکاری شاید پسندیدہ ہو اور یہ قبیح گمراہی ہے ✦

الفروعیة

نقاد یا بالحیل والمفروغیة قالت کل الاشیاء قد خلقت والآن لا یخلق شئ والنجاریة زعموا ان الله تعالی
یعذب الناس علی فعله لا علی فعلهم والمبائنیة قالوا علیك بما یخطر بقلبك فافعل ما توسمت منه الخیر والکسبیة
قالوا لا یکسب لعبد ثواباً ولا عقاباً والسابقة قالوا من شاء فلیعمل ومن شاء لم یعمل فان السعید لا تضره ذنوبه و
الشقی لا ینفعه بره والحبیة قالوا من شرب کاس محبة الله تعالی سقطت عنه عبادة الارکان والخوفیة قالوا من احب
الله لم یسعه ان یخافه لان الحبیب لا یخاف حبیبه والبکریة قالوا من ازداد علماً سقط عنه بقدر ذلك من العبادة و
الحسنیة قالوا الدنیا بین العباد سواء لا تفاضل بینهم فیما ورثهم ابوهم آدم والمعیة قالوا منا الفعل ولنا
الاستطاعة **الباب الثالث فی التحذیر من فتن ابلیس ومکایده قال المصنف**
اعلم ان الآدمی لما خلق فترکب فیه الهوی والشهوة لیجتلب بذلك ما ینفعه
ووضع فیه الغضب لیدفع به ما یؤذیه واعطی العقل کالمؤدب یامره بالعدل
فیما یجتلب ویجتنب وخلق الشیطان محرضاً له علی الاسراف فی اجتلابه واجتنابه

الکسبیة · الفکریة

کہ وہ رسی سے باندھ کر جدھر چاہیں ہانکے جاتے ہیں (۳) مفروغیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ کل چیزین پیدا ہو چکین اب کچھ پیدا نہین ہوتا ہے
(۴) نجاریہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون کو اُن کے نیک و بد افعال پر عذاب نہین کرتا بلکہ اپنے فعل پر عذاب کرتا
ہی (۵) مبائنیہ فرقہ کہتا ہے کہ تجھپر لازم فقط وہ ہی جو تیرے دلمین آئے پس جو جی لی خطرت تجھے بہتری نظر آوے اُسپر عملکر (۶)
کسبیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ بندہ کچھ ثواب یا عذاب نہین کماتا ہی (۷) سابقہ وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ جس کا جی چاہے نیک کام کرے اور
جس کا جی چاہے نہ کرے اِسلیئے کہ جو نیکبخت ہی اُسکو گناہ ہونسے کچھ ضرر نہین ہوگا اور جو بدبخت ہے اسکو نیکیونسے کچھ فائدہ نہ ہوگا (۸) حبیہ فرقہ کہتا ہی کہ جسنے شراب محبت الہی
کا پیالہ پیا اُس سے ارکان عبادت ساقط ہو جاتے ہین (۹) خوفیہ فرقہ کہتا ہی۔ کہ جس نے اللہ تعالی سے محبت کی تو اوسکو روا
نہین کہ اللہ تعالی سے خوف کرے اس لیئے کہ محب اپنے محبوب سے خوف نہین کر سکتا (۱۰) بکریہ فرقہ کہتا ہے کہ جس قدر علم معرفت
بڑہے اوسیقدر عبادت اُس کے ذمہ سے ساقط ہوتی جاتی ہی (۱۱) حسنیہ فرقہ کہتا ہی۔ کہ دنیا سب لوگونمین برابر مشترک ہے
کسیکو دوسرے پر زیادتی نہین ہی کیونکہ وہ اُن کے باپ آدم علیہ السلام کی میراث ہی (۱۲) معیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ یہ افعال ہم سے
صادر ہوتے ہین اور ہم کو ان کی استطاعت و قدرت حاصل ہے **باب سوم** ابلیس کی مکاری چالون اور فتنون
سے بچنے کی تاکید کا بیان ✚ **مصنف** نے کہا کہ انسان مین خواہش نفسانی و شہوات مرکب ہین جنکی وجہ سے وہ ایسی چیزین
تلاش کرتا ہی جنکو اپنے جی مین آرام و نفع پہنچانیوالی جانتا ہی۔ اور انسان مین غضب (غصہ) بھی رکھا گیا ہے جس سے وہ ایذا
دینے والی چیزین دفع کرتا ہی۔ اور اُسکو عقل بھی عطا ہوئی ہی جو اُس کو طفیل نفس کے واسطے گویا ادب دینے والی معلم ہی کہ اُس کو
سکھاتی رہتی ہی۔ کہ جو چیزین حاصل کرے یا جن کو دفع کرے سب اعتدال کے ساتھ ہون اور شیطان اوسکا دشمن پیدا کیا گیا
ہے۔ جو گمراہ کو ابھارتا رہتا ہے۔ کہ حاصل کرنے اور دفع کرنے مین حد سے بڑھ چلے ✚

قالوا النبوة متصلة الى يوم القيامة وكل من يعلم علم اهل البيت فهو نبي والناؤوسية قالوا علي افضل الامة لمن فضل غيره عليه فقد كفر والامامية قالوا لا يمكن ان تكون الدنيا بغير امام من ولد الحسين وان الامام يعلمه جبرئيل فاذا مات بدل مكانه مثله والزيدية قالوا ولد الحسين كلهم ائمة في الصلوات فمتى وجد منهم احد لم يجز الصلوة خلف غيرهم برهم وفاجرهم والعباسية زعموا ان العباس كان اولى بالخلافة من غيره والمتناسخة قالوا الارواح تتناسخ فمن كان محسنا خرجت روحه فدخلت في خلق تسعد بعيشه وان كان مسيئا دخلت روحه في خلق تشقى بعيشه والرجعية زعموا ان عليا واصحابه يرجعون الى الدنيا وينتقمون من اعدائهم واللاعنة يلعنون عثمان وطلحة والزبير ومعوية وابا موسى وعائشة وغيرهم والمتربصة تشبهوا بزي النساك ونصبوا في كل عصر رجلا ينسبون اليه الامر ويزعمون انه مهدي هذه الامة فاذا مات نصبوا اخره وانقسمت الجبرية اثنتي عشرة فرقة فمنهم المضطرية قالوا لا فعل للادمي بل الله يفعل الكل والافعالية قالوا لنا افعال ولكن لا استطاعة لنا فيها وانما نحن كالبهائم

ترجمہ فرقہ کہتا ہے کہ نبوت تاقیامت ہوتی چلی جاوے گی اور جو کوئی اہل بیت کا علم جانے وہی نبی ہوتا رہے گا (۵) ناؤوسیہ فرقہ کہتا ہے کہ حضرت علیؓ سب امت سے افضل ہیں پس جو کوئی کسی دوسرے صحابی کو آپ پر فضیلت دے وہ کافر ہوگا (۶) امامیہ فرقہ کہتا ہے کہ دنیا کبھی ایک امام سے خالی نہ ہوگی اور وہ امام اولاد حسین رضی اللہ عنہ سے ہوگا اور اسکو جبرئیل علیہ السلام تعلیم کرتے رہیں گے جب وہ مرے گا تو بجائے اُسکے دوسرا اُسکی مثل قائم ہوگا **ف** اس زمانے میں جس فرقے نے امامیہ اپنا نام رکھا ہے وہ تو ناؤوسیہ و رافضیہ وغیرہ کا مجموعہ مرکب ہے (۷) زیدیہ فرقہ کہتا ہے کہ نماز کے امام کل اولاد حسین ہیں تو جب تک اُن میں سے کوئی ہو تو کسی غیر کے پیچھے نماز نہیں جائز ہے خواہ وہ پرہیزگار ہو یا اُسکے افعال خلاف شرع ہوں (۸) عباسیہ فرقہ کا زعم یہ ہے کہ سب سے زیادہ مقدار خلافت عباس بن عبدالمطلب تھے (۹) متناسخہ فرقہ کا یہ قول ہے کہ روحیں ایک بدن سے نکلکر دوسرے بدن میں جاتی ہیں چنانچہ اگر وہ شخص نکوکار تھا تو اُسکی روح نکلکر ایسے بدن میں پڑتی ہے جو دنیا میں عیش سے رہنے والا ہے اور اگر بدکار تھا تو ایسے بدن میں پڑتی ہے جو دنیا میں کوفت و تکلیف سے زندگی بسر کریگا۔ (۱۰) رجعیہ فرقہ کا زعم یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور آپکے اصحاب دنیا میں دوبارہ لوٹ آوینگے اور یہاں اپنے دشمنوں سے اپنا بدلا لینگے (۱۱) لاعنہ فرقہ وہ ہے جو حضرت عثمان و طلحہ و زبیر و معاویہ و ابو موسیٰ اشعری وام المؤمنین عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتے ہیں (۱۲) متربصہ ایک فرقہ ہے کہ عابد فقیروں کا سا لباس پہنتے ہیں اور ہر وقت میں ایک شخص کو مقرر کرکے رکھتے ہیں۔ کہ یہی اس عصر میں صاحب الامر ہے اور یہی اس امت کا مہدی ہے پھر جب وہ مرا تو دوسرے کو اسی طرح مقرر کر لیتے ہیں۔ اور جبریہ فرقہ بھی بارہ قسموں میں منقسم ہوا ہے از انجملہ (۱) مضطریہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ آدمی کچھ بھی نہیں کرسکتا بلکہ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کام کرتا ہے (۲) افعالیہ فرقہ کہتا ہے کہ ہمارے افعال تو ہم سے صادر ہوتے ہیں ولیکن ہم کو اُسکے کرنے یا نہ کرنے میں استطاعت خود نہیں ہے بلکہ ہم لوگ بمنزلہ جانوروں کے ہیں۔ + + + + + +

الجبرية

ین الاصول فقال خلقتنی من نار وخلقته من طین ثم اردف ذلك بالاعراض على المالك الحكيم فقال
ارأيتك هذا الذى كرمت على والمعنى خبرنى لم كرمته غور هذا الاعتراض ان الذى فعلته ليس بحكمة
ثم اتبع ذلك بالكبر فقال انا خير منه ثم امتنع من السجود فاهان نفسه التى اراد تعظيمها باللعنة والعقاب
فمتى سوّل للانسان امرا فينبغى ان يحذر منه اشد الحذر وليقل له حين امره اياه بالسوء انما تريد بما
تامر به نصحى ببلوغ شهوتى وكيف ينصح صواب النصح للغير من لم ينصح نفسه ثم كيف اثق بنصحة عدو فانصرف فما لى
لقولك منفذ فلا يبقى الا انه يستعين بالنفس لانه يحث على هواها فليستحضر العقل ان ثبت التفكر فى عواقب
الذنب لعل مدد توفيق يبعث جند عزيمة فينهزم عسكر الهوى والنفس وعن عياض بن حمار قال قال رسول
الله صلى الله عليه واله وسلم يا ايها الناس ان الله عز وجل امرنى ان اعلمكم ما جهلتم مما علمنى فى
يومى هذا ان كل مال نحلته عبدى فهو له حلال وانى خلقت عبادى حنفاء كلهم فاتتهم
الشياطين فاجتالتهم عن دينهم وامرتهم ان يشركوا بى ما لم انزل به سلطانا

ترجمہ کے عناصر مین فضیلت دینے لگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگاہ فرمایا خلقتنی من نار وخلقته من طین یعنی ابلیس نے
کہا کہ تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور اُسکو تو نے گوندہی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر اس نافرمانی کے بعد مالک حکیم عز وجل کی جناب مین
اعتراض لایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ارأيتك هذا الذى كرمت على الآية یعنی مجھے آگاہ کر دے کہ آخر تو نے اسکو کیون مجھپر
فضیلت دی اس اعتراض کی تہ مین اُسکی یہ جہالت ہے کہ تو نے جو اسکو مجھپر فضیلت دی تو یہ کچھ حکمت نہین ہے پھر اسکے بعد تکبر کرنے لگا کہ
انا خير منه یعنی مین اس سے بہتر ہون پھر سجدہ بجالانے سے باز رہا اس سے کچھ نہ ہوا سوائے اسکے کہ شیطان نے خود اپنے نفس کو دائمی
لعنت و عذاب سے خوار کیا۔ حالانکہ اپنے نزدیک وہ اپنے نفس کی بزرگی کرنا چاہتا تھا۔ پھر جب شیطان کسی انسان پر کوئی بات
رچاوے۔ تو انسان کو سخت پرہیز کے ساتھ شیطان دشمن سے ڈرنا چاہیئے۔ اور جب وہ بری بات کہے تو اُس کو جواب دے کہ اے
شیطان جو کچھ تو مجھ سے کہتا ہے اسمین میری خیر خواہی بس یہی ہے کہ جو کچھ میری خواہش ہے وہ مجھے حاصل ہو جاوے لیکن جس نے اپنی ذات
کی خیر خواہی نہ کی وہ دوسرے کی سچی خیر خواہی کیونکر کریگا۔ اس کے علاوہ مین خالص دشمن کی خیر خواہی پر کیونکر بھروسا کرون لہذا تو
اپنی راہ لے کیونکہ میرے نزدیک تیری بات کارگر ہونے والی نہین ہے۔ اب شیطانکو کوئی حیلہ باقی نہ رہیگا سوائے اسکے کہ وہ انسان کی نفس
امارہ سے مدد لے کیونکہ وہ آدمی کے جی کو اُسکی چہیتی چیز پر اُبھاریگا۔ تو اُسوقت عقل کو بلانا چاہیئے تاکہ وہ ثابت قدم ہوکر گناہ کی انجام
کار مین فکر کرے امید ہے کہ توفیق اپنا مددی لشکر عزم بھیجدے کہ اُسکی مردانہ ہمت سے لشکر شیطانی و نفسانی بھاگ کھڑے ہون گے
عیاض بن حمار رضہ نے کہا کہ رسول صلعم نے فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ تم کو وہ باتین بتاؤن جو تم نہین جانتے اور اللہ نے مجھکو آج ہی
بتائین ہین وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مال مین نے اپنے بندہ کو بخشدیا وہ اُسکو حلال ہے اور مین نے اپنے تمام بندونکو ایک سچے دین پر پیدا کیا پھر شیاطین اُنکے پاس آئے اور اُنکو اُنکے دین سے پھیر دیا
اور اُنکو حکم دیا کہ میرے ساتھ اُن چیزون کو شریک کرین جنکی بابت مین مینے کوئی برہان نہین نازل کی

قالوا يجب على العاقل ان ياخذ حذره من هذا العدو الذي قد بان عداوته من زمن آدم وقد بذل نفسه و
عمره في افساد احوال بني آدم وقد امر الله تعالى عزوجل بالحذر منه فقال لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ انه
لكم عدو مبين انما يامركم بالسوء والفحشاء وان تقولوا على الله ما لا تعلمون وقال الشيطن يعدكم
الفقر ويامركم بالفحشاء وقال يريد الشيطن ان يضلهم ضلالا بعيدا وقال انما يريد الشيطن
ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل انتم منتهون
وقال انه عدو مضل مبين وقال ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا انما يدعو حزبه ليكونوا من اصحب السعير وقال
ولا يغرنكم بالله الغرور وفي القرآن من هذا كثير **فصل** وينبغي ان يعلم ان ابليس الذي
شغله التلبيس ول من استتبه الامر عليه فاعرض عن النص الصحيح على السجود واخذ يفاضل

ترجمہ حکما ربانیہ رحمہم اللہ تعالی نے کہا کہ عاقل پر لازم ہے کہ ایسے دشمن سے ہر وقت بچا رہے جسکی عداوت انسان کے ساتھ زمانہ
آدم علیہ السلام سے صاف ظاہر ہو چکی ہے جس نے اپنے آپ کو تمام عمر اسی واسطے وقف کر دیا ہے۔ کہ ہر حال میں اولاد آدم ع کی
بربادی میں اپنی پوری کوشش صرف کریگا۔ اور اللہ عزوجل نے انسان کو (اگرچہ قوت نہیں دی کہ شیاطین کو دیکھیں تو اسکے عوض میں
آگہی دیدی اور) اس دشمن سے بچے رہنے کی تاکید فرمائی بقولہ تعالی لاتتبعوا خطوت الشیطان انہ لکم عدو
مبین الآیۃ (سیقول ربع اول) یعنی اے اہل ایمان تم لوگ شیطان کے قدموں کی نشان پہ چلو وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ تمکو
بری باتوں و بدکرداریوں ہی کی تاکید کرتا رہتا ہے اور نیز اس امر کی کہ تم لوگ اللہ تعالی کی شان میں وہ بات کہو جسکا علم تم کو نہیں ہے
وبقولہ تعالی الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء یعنی شیطان تمکو محتاج ہو جانے سے ڈراتا ہے اور قبیح بدکاریوں کی تاکید
کرتا رہتا ہے **ف** مترجم کہتا ہو کہ بمعزہ آنکھوں دیکھا ہے کہ راہ خیر میں خرچ کرتے وقت یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ بال بچوں کا ساتھ ہے اور
یہی شخص بال بچوں کے ختنہ وغیرہ میں فحش قبائح میں اسراف کیساتھ خرچ کرتا ہے یہ بالکل شیطان کی اتباع ہے (م)، وبقولہ تعالی
ویرید الشیطان ان یضلہم ضلالا بعیدا یعنی شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان کو دور کی گمراہی میں بھٹکا دے وبقولہ تعالی
انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر۔ الآیۃ یعنی شیطان تو یہی چاہتا ہے
کہ شراب و قمار بازی سے تم لوگوں میں باہمی عداوت اور بغض ڈالدے اور تمکو یاد الہی و نماز سے روک رکھے اب تو تم ان کاموں سے باز رہو گے
ہ۔ وبقولہ تعالی انہ عدو مضل مبین یعنی شیطان کھلا ہوا گمراہ کرنیوالا دشمن ہے۔ وبقولہ تعالی ان الشیطان لکم
عدو فاتخذوہ عدوا الآیۃ یعنی شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسکو دشمن بنائے رہو وہ اپنے گروہ کو اسلیئے بلاتا ہے تا کہ وہ
لوگ بھی جہنم میں رہنے والے ہو جاویں ہ۔ وبقولہ تعالی ولا یغرنکم باللہ الغرور یعنی شیطان تمکو اللہ تعالی کیساتھ دھوکہ میں نہ ڈالے **ف**
بچے رہو اور قرآن المجید میں اس قسم کی آیات بکثرت وارد ہیں **فصل** جان لینا چاہیئے کہ ابلیس جسکا یہی کام ہے کہ اپنی ہمجنس مخلوقات کو تلبیس و شبہہ میں
ڈالتا رہے سب سے پہلا وہ خود شبہ میں پڑا ہے اور امر الہی بی مشتبہ ہو کر صریح حکم سجدے سے جو بالکل صحیح تھا منہ موڑ کر قیاس دوڑانے لگا اور خلقت

وعن ابن مسعود قال ان الشيطان اطاف باهل مجلس ذكر ليفتنهم فلم يستطع ان يفرق بينهم
فاتى حلقة يذكرون الدنيا فاغوى بينهم حتى اقتتلوا فقام اهل الذكر فحجزوا بينهم فتفرقوا وعن قتادة
قال ان لابليس شيطانا يقال له قبقب الجمه اربعين سنة فاذا دخل الغلام فى هذا الطريق قال
له دونك انما كنت الجمه لمثل هذا اجلب عليه وافتنه وعن ثابت البنانى قال بلغنا ان ابليس ظهر ليحيى بن
زكريا عليه السلام فراى عليه معاليق من كل شئ فقال يحيى يا ابليس ما هذه المعاليق التى ارى عليك
قال هذه الشهوات التى اصيب بهن ابن ادم قال فهل لى فيها من شئ قال ربما شبعت فثقلتك عن
الصلوٰة وثقلناك عن الذكر قال هل غير ذلك قال لا والله قال لله على ان لا املأ بطنى من الطعام
ابدا قال ابليس ولله على ان لا انصح مسلما ابدا وعن الحارث بن قيس قال اذا اتاك الشيطان و
انت تصلى فقال انك ترائى فزدها طولا وعن ابن عامر سمع عبيد بن رفاعة يبلغ به النبى صلى الله عليه وسلم قال كان راهب فى
بنى اسرائيل فاخذ الشيطان جارية فخنقها والقى فى قلوب اهلها ان دواءها عند الراهب فاتى بها ان يقبلها فلم يزالوا به حتى
قبلها وكانت عنده فاتاه الشيطان فقال الان تفتضح ياتيك اهلها فاقتلها فان اتوك فقل ماتت فقتلها ودفنها

ترجمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ شیطان کا گذر ایک جماعت پر ہوا جو یاد خدا کر رہی تھی اُس نے اُن کو فتنے
مین ڈالنا چاہا مگر تفرقہ پردازی نہ کر سکا پھر ایک لوگون مین آیا جو دنیا کی باتین کر رہے تھے اُن کو بہکایا یہانتک کہ کشت و خون ہونے لگا
خدا کا ذکر کرنیوالے لوگ انمین بیچ بچاؤ کرنے کے لیے اوٹھے اس طور پر اُن مین تفرقہ پڑگیا قتادہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہے
کہ ابلیس کے پاس ایک شیطان ہے جسکو قبقب کہتے ہین اُس کے منہ پر چالیس برس سے لگام چڑہا رکہی ہے جب لڑکا اس رستے مین آتا ہی تو اُس شیطان سے
کہتا ہی کہ اس لڑکے کو پکڑلے اسی کے لیے مین نے تیرے منہ پر لگام چڑہائی تھی اس پر غلبہ کر اور اُس کو فتنہ مین ڈال ثابت بنانی کہتے ہین
یہ حدیث ہمکو پہنچی کہ ابلیس حضرت یحییٰ پر ظاہر ہوا اُنہون نے دیکھا کہ اسپر ہر قسم کے لٹکن ہین پوچھا کہ ای ابلیس یہ لٹکن کیسے ہین جو تجھے نظر
آتے ہین کہنے لگا کہ یہ دنیا کی شہوتین ہین جنمین مین فرزند آدم کو مبتلا کرتا ہون حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ کیا انمین میرے واسطے بھی کچھ ہے
بولا کہ جب آپ شکم سیر ہوتے ہین تو نماز کا پڑہنا آپ پر گران کر دیتا ہون اور ذکر الٰہی آپ پر بار ہو جاتا ہی حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ اسکے سوا اور
بھی کچھ ہی کہا بخدا اور کچھ نہین حضرت یحییٰ نے کہا خدا کی قسم اب مین کبھی ہرگز پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤنگا ابلیس بولا خدا کی قسم مین اب کبھی کسی مسلمان کی
خیرخواہی نہین کرونگا حارث بن قیس سی روایت ہی کہ جب نماز پڑھنے کی حالت مین تیرے پاس شیطان آوے اور کہے کہ تو ریا کر رہا ہے تو نماز
کو خوب طویل کردے ابن عامر نے عبید بن رفاعہ سی سُنا وہ رسول اللہ صلعم تک سند پہنچا کر روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک راہب
تھا اسکی زمانے مین شیطان نے اگر ایک لڑکی کا گلا دبایا اور اُس لڑکی کے گھر والون کے دلمین ڈالدیا کہ اسکی دوا راہب کے پاس ہے وہ لوگ اس لڑکی کو لیکر
راہب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اسکو اپنے پاس رکھو الغرض وہ لڑکی راہب کے پاس رہنے لگی پھر اُس کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ اب تو رسوا ہو جائیگا
لڑکی کے گھر والے آکر تجھکو مار ڈالینگے تو اُس لڑکی کو مار ڈال جب وے لوگ تیرے پاس آئین تو کہدینا کہ مرگئی راہب نے اسکو قتل کیا اور دفنا دیا ۔

ليحجزوا
الجمه پرورش میکند

وان الله تعالی نظر الی اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقایا من اهل الکتب **وعنه** ان النبی صلی الله علیه وسلم خطب ذات یوم فقال فی خطبته ان ربی عز وجل امرنی ان اعلمکم ما جهلتم مما علمنی فی یومی هذا کل ما نحلته عبادی حلال وانی خلقت عبادی حنفاء کلهم وانهم اتتهم الشیاطین فاضلتهم عن دینهم وحرمت علیهم ما احللت لهم وامرتهم ان یشرکوا بی ما لم انزل به سلطانا ثم ان الله نظر الی اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقایا من اهل الکتب **وعن** جابر قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ان ابلیس یضع عرشه علی الماء ثم یبعث سرایاه فادناهم منه منزلة اعظمهم فتنة یجیئ احدهم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما فعلت شیئا قال ویجیئ احدهم فیقول ما ترکته حتی فرقت بینه وبین اهله قال فیدنیه منه او قال فیلتزمه ویقول نعم انت **وعنه** قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ابلیس قد یئس ان یعبده المصلون ولکن فی التحریش بینهم **قال المصنف** انفرد باخراج الحدیث والذی قبله مسلم وفی لفظ حدیثه قد یئس ان یعبده المصلون فی جزیرة العرب **وعن** انس بن مالک عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الشیطن واضع خطمه علی قلب ابن ادم فان ذکر الله خنس وان نسی الله التقم قلبه

بینه

ترجمہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اہل زمین کو عرب سے لیکر عجم تک دیکھا تو سوائے چند بقایائے اہل کتاب کے سب پر غصہ فرمایا **عیاض** بن حمار کہتے ہین کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا۔ اور اُس خطبہ مین فرمایا کہ میرے پروردگار عز وجل نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ تمکو وہ باتین تعلیم کرون جو تم نہین جانتے اور مجھکو آج ہی اللہ تعالے نے تعلیم فرمائی ہین وہ یہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو کچھ اپنے بندونکو بخشدیا وہ حلال ہی اور مینے اپنے بندونکو ایک دین برحق پر پیدا کیا پھر اُنکے پاس شیاطین آئے اور اُن کو اُنکے دین سے گمراہ کردیا اور جو چیز مینے اُن پر حلال کی تھی شیاطین نے حرام کردی اور اُن کو حکم دیا کہ میرے ساتھ اُس چیز کو شریک کرین جسکے لیے مینے کوئی حجت نازل نہین کی پھر خدا تعالی نے اہل زمین کو دیکھا اور بجز چند باقیماندہ اہل کتاب کے سب اہل عرب و عجم پر غصہ فرمایا **جابر** رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس لعین اپنا تخت پانی پر رکھتا ہی پھر اپنی لشکرون کو بھیجتا ہی اُن لشکرون مین سے شیطان کی نزدیک زیادہ مقرب وہ ہوتا ہی جو بڑی سی بڑا فتنہ برپا کرتا ہی۔ پھر اسمین سے ایک آتا ہے۔ اور بیان کرتا ہی کہ مینے ایسا کیا اور ویسا کیا شیطان جواب دیتا ہی کہ تو نے تو کچھ بھی نہین کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن مین سے ایک آکر کہتا ہی کہ مینے فلان شخص اور اُسکی اہل مین تفرقہ ڈالدیا یہ سنکر شیطان اُسکو اپنے قریب بٹھاتا ہی یا یہ فرمایا کہ بغل مین لے لیتا ہی اور کہتا ہی کہ ہان بیشک تو اچھا ہی اور تو نے بڑا کام کیا **جابر** رضی نے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے ناامید ہوگیا ہی کہ نمازی لوگ اوسکی پرستش کرین لیکن اُن کے درمیان لڑائی جھگڑا ڈالنے مین اُنپر قابو پائے گا **مصنف** رح نے کہا کہ یہ اخیر کی دونو حدیثین فقط مسلم نے روایت کی ہین اور اُن کی روایت مین اسطرح ہی کہ شیطانکو اس سے ناامیدی ہوگئی کہ جزیرۂ عرب مین نمازی لوگ اُسکی عبادت کرین **انس** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اپنی سونڈ کو فرزند آدم کے دل پر رکھے ہوے ہے اگر وہ خدا تعالے کا ذکر کرتا ہی تو سونڈ پیچھے ہٹا لیتا ہے اور اگر خدا کو بھول جاتا ہی تو اُسکے دل کو

قال وهب بن منبه فتلطف له الشيطان فلم يزل يرغبه في الخير ويعظم عليه خروج الجارية من بيتها نهارا ويخوفه ان يراها احد فيعلقها فلو مشيت بطعامها حتى تضعه على باب بيتها كان اعظم لاجرك فلم يزل به حتى مشى اليها بطعامها فوضعه في بيتها قال فلبث بذلك زمانا فجاءه ابليس فرغبه في الخير وحضه عليه وقال له لو كنت تكلمها وتحدثها فتأنس بحديثك فانها قد استوحشت وحشة شديدة قال فلم يزل به حتى حدثها زمانا يطلع اليها من فوق صومعته قال ثم اتاه ابليس بعد ذلك فقال لو كنت تنزل اليها فتقعد على باب صومعتك وتحدثها وتقعد على باب بيتها فتحدثك كان آنس لها فلم يزل به حتى انزله فاجلسه على باب صومعته يحدثها وتخرج الجارية حتى تقعد على باب بيتها قال فلبثا زمانا يتحدثان ثم جاءه ابليس فرغبه في الخير والثواب فيما يصنع لها وقال لو خرجت من باب صومعتك فجلست قريبا من باب بيتها فحدثتها كان آنس لها فلم يزل به حتى فعل قال فلبثا بذلك زمانا حتى جاءه ابليس فرغبه في الخير وفيما له من حسن الثواب فيما يصنع بها وقال لو دنوت من باب بيتها فحدثتها ولم تخرج من بيتها ففعل فكان ينزل من صومعته فيقعد على باب بيتها فيحدثها فلبثا بذلك زمانا ثم جاءه ابليس فقال له لو دخلت البيت معها فحدثتها ولم تتركها تبرز وجهها لاحد كان احسن لك قال فلم يزل به حتى دخل البيت فجعل يحدثها نهاره كله فاذا امسى صعد الى صومعته قال ثم اتاه

ترجمہ راوی نے کہا کہ پھر شیطان نے عابد کو نرمایا۔ اور اُس کو خیر کی ترغیب دیتا رہا۔ اور لڑکی کا دن مین عبادتخانہ تک آنا اُس پر گران ظاہر کرتا رہا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ لڑکی دن مین کھانا لینے کے لئے گھر سے نکلے اور کوئی شخص اسکو دیکھکر اُس کی عصمت مین رخنہ انداز ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اُسکا کھانا لے کر اُس کے دروازے پر رکھ آیا کرے اسمین اجر عظیم ملیگا۔ غرضکہ عابد کہانا لے کر اُس کے گھر تک جانے لگا۔ بعد ایک مدت کے پھر شیطان اُس کے پاس آیا اور اُس کو خیر کی ترغیب دی اور اس بات پر اُبھارا کہ اگر تو اس لڑکی سے بات چیت کیا کرے تو تیرے کلام سے یہ مانوس ہو کیونکہ اُس کو سخت وحشت ہوتی ہے شیطان نے اُس کا پیچھا نہ چھوڑا حتی کہ راہب اُس سے بات چیت کرنے لگا اپنے عبادتخانہ سے اُتر کر اُس کے پاس آنے لگا۔ پھر شیطان اُس کے پاس آیا۔ اور اُس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تو عبادتخانہ کے در پر اور وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے اور دونون باہم باتین کرو تاکہ اوسکو انس ہو آخرکار شیطان نے اُسکو صومعہ سے اُتار کر دروازے پر لا بٹھایا۔ لڑکی بھی گھر سے دروازے پر آئی عابد باتین کرنے لگا ایک زمانے تک یہ حال رہا پھر شیطان نے عابد کو کار خیر کی رغبت دی اور کہا بہتر ہے کہ تو خود لڑکی کے گھر کے قریب جا کر بیٹھے اور ہمکلامی کرے اسمین زیادہ دلداری ہے عابد نے ایسا ہی کیا شیطان نے پھر تحصیل ثواب کی رغبت دی اور کہا کہ اگر لڑکی کے دروازے سے قریب ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ اُس کو دروازے تک آنیکی بھی تکلیف نہ اُٹھانی پڑی عابد نے یہی کیا اپنے صومعے سے لڑکی کے دروازے پر آ کر بیٹھتا تھا۔ اور باتین کرتا تھا۔ ایک عرصے تک یہ کیفیت رہی شیطان نے پھر عابد کو اُبھارا کہ اگر عین گھر کے اندر جا کر باتیں کیا کرے تو بہتر ہے تاکہ لڑکی باہر نہ آوے اور کوئی اُسکا چہرہ نہ دیکھ پائے۔ غرض عابد نے یہ شیوہ اختیار کیا۔ کہ لڑکی کے گھر کے اندر جا کر دن بھر اُس سے باتین کیا کرتا اور رات کو اپنے صومعے مین چلا آتا۔ اسکے بعد پھر

فاتی الشیطان اهلها فوسوس الیهم فالقی فی قلوبهم انه احبلها ثم قتلها و دفنها فاتاه اهلها فسألوه فقال ماتت
فاخذوه فاتاه الشیطان فقال انا الذی اخذتها وانا الذی القیت فی قلوب اهلها وانا الذی
اوقعتك فی هذا فاطعنی تنجو اسجد لی سجدتین فسجد له سجدتین فهو الذی قال الله عزوجل کمثل الشیطان
اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّی بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وقال المصنف وقد رُوِیَ
لنا هذا الحدیث علی صفة اخری عن وهب بن منبه ان عابدا کان فی بنی اسرائیل وکان من اعبد اهل
زمانه وکان فی زمانه ثلاثة اخوة لهم اخت وکانت بکرا لیست لهم اخت غیرها فخرج البعث علی ثلاثتهم فلم یدروا
عند من یخلّفون اختهم ولا من یأمنون علیها ولا عند من یضعونها قال فاجمع رأیهم علی ان یخلفوها عند عابد
بنی اسرائیل وکان ثقة فی انفسهم فاتوه فسألوه ان یخلّفوها عنده فتکون فی کنفه وجواره الی ان یقفلوا من غزاتهم
فابی ذلك علیهم وتعوذ بالله منهم ومن اختهم قال فلم یزالوا به حتی اطاعهم فقال انزلوها فی بیت حذاء صومعتی فانزلوها
فی ذلك البیت ثم انطلقوا وترکوها فمکثت فی جوار ذلك العابد زمانا ینزل الیها بالطعام من صومعته فیضعه عند باب
الصومعة ثم یغلق بابه ویصعد فی صومعته ثم یأمرها فتخرج من بیتها فتاخذ ما وضع لها من الطعام

ترجمہ :- بعد شیطان لڑکی کے گھروالون کے پاس آیا۔ اور اُن کے دلون مین وسوسہ ڈالا کہ راہب نے اُس کو پیٹ رکھوایا اور فضیحت
کے خوف سے اُسے قتل کر ڈالا۔ لڑکی کے گھروالے آئے اور پوچھا۔ راہب نے کہا۔ لڑکی مرگئی لوگون نے راہب کو پکڑا شیطان راہب کے پاس آیا اور
کہا کہ دیکھ مین نے ہی اُس لڑکی کا گلا دبایا تھا اور مین نے ہی اُس کے گھروالون کے دلون مین یہ بات ڈالی تھی اور مین نے ہی تجھ کو اس بلا مین
پھنسایا ہے اب میرا کہا مان تو نجات ہوگی مجھکو دو سجدے کرلے راہب نے شیطان کو دو بار سجدہ کیا اسی کا ذکر اللہ تعالی نے فرمایا ہے +
کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر۔ الآیہ یعنی شیطان کی مثال ہے کہ آدمی سے کہتا ہے کافر ہوجا پھر جب وہ کافر ہوگیا تو کہتا ہے
مین تجھ سے الگ ہون ۔ مین اللہ رب العلمین سے ڈرتا ہون **مصنف** رح نے کہا ۔ ہم کو اس حدیث کی روایت ایک اور طرز پر بھی پہنچی
ہے **وہب** بن منبہ کہتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا۔ کہ اُس کے زمانہ مین کوئی عابد اُس کا مقابل نہ تھا اُس کے وقت
مین تین بھائی تھے ۔ اُن کی ایک بہن تھی جو باکرہ تھی اُس کے سوائے وہ اور بہن نہ رکھتے تھے اتفاقاً اُن تینون بھائیون کو کہین لڑائی پر جانا
پڑا اُن کو کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جس کے پاس اپنی بہن کو چھوڑ جائین اور اُس پر بھروسہ کرین لہذا سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ اُس کو عابد
کے سپرد کرجائین وہ عابد اُن کے خیال کے موافق تمام بنی اسرائیل مین ثقہ و پرہیزگار تھا اُس کے پاس آئے اور اپنی بہن کو حوالہ کرنیکی
درخواست کی کہ جبتک ہم لڑائی سے واپس آئین ہماری بہن آپکے سایۂ عاطفت مین رہے ۔ راہب نے انکار کیا اور اُن سے اور اُن
کی بہن سے خدا کی پناہ مانگی اُنھون نے نہ مانا حتی کہ راہب نے منظور کرلیا ۔ اور کہا کہ اپنی بہن کو میرے عبادتخانہ کے سامنے کسی گھر مین
اُنھون نے ایک مکان مین اُس کو لا اُتارا اور چلے گئے وہ لڑکی عابد کے قرب مین ایک مدت تک رہی عابد اُس کے لیے کھانا لے کر
چلتا تھا اور اپنی عبادتخانہ کی دروازے پر رکھکر کواڑ بند کرلیتا تھا اور اندر واپس چلا جاتا تھا اور لڑکی کو آواز دیتا تھا وہ اپنی گھر سے آکر کھانا لے جاتی تھی +

اخبرکم

احفرها خلف باب البیت الذی کانت فیه عن یمین من دخله فانطلقوا فادخلوا البیت فانکم ستجدونهما هنالك جمیعا کما اخبرتکم قال واتی الاوسط فی منامه فقال له مثل ذلك ثم اتی الی اصغرهم فقال له مثل ذلك فلما استیقظ القوم استیقظوا متعجبین بما رای کل واحد منهم فاقبل بعضهم علی بعض یقول کل واحد منهم لقد رایت عجبا فاخبر بعضهم بعضا بما رای قال کبیرهم هذا احلم لیس بشئ فامضوا بنا ودعوا هذا قال اصغرهم لا امضی حتی اتی ذلك المکان فانظر فیه قال فانطلقوا جمیعا حتی اتوا البیت الذی کانت فیه اختهم ففتحوا الباب وبحثوا الموضع الذی وصف لهم فی منامهم فوجدوا اختهم وابنها مذبوحین فی الحفیرة کما قیل لهم فسألوا عنها العابد فصدق قول ابلیس فیما صنع بهما فاستعدوا علیه ملکهم فانزل من صومعته وقدم لیصلب فلما اوقفوه علی الخشبة اتاه الشیطن فقال قد علمت انی انا صاحبك الذی فتنتك فی المرأة حتی احبلتها وذبحتها فان انت اطعتنی الیوم وکفرت بالله الذی خلقك خلصتك مما انت فیه قال وکفر العابد بالله فلما کفر العابد بالله خلی الشیطن بینه وبین اصحابه فصلبوه قال ففیه نزلت هذه الایة کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منك الی قوله جزؤا الظلمین وعن وهب ان راهبا تخلی فی صومعته فی زمن المسیح واراده ابلیس

ترجمہ جس گھر مین وہ تھی اُسکے اندر داخل ہونے مین وہ گڑہا دہنی جانب پڑتا ہے۔ تم چلو اور اُس گھر مین جاؤ تمکو وہان دونون مان بیٹی ایک جگہ ملین گے جیساکہ مین تم سے بیان کرتا ہون۔ راوی نے کہا کہ پھر شیطان منجھلے بھائی کی خواب مین آیا اوس سے بھی ایسا ہی کہا پھر چھوٹے کے پاس گیا اُس سے بھی یہی گفتگو کی جب صبح ہوئی تو سب لوگ بیدار ہوئے اور یہ تینون اپنے اپنے خواب سے تعجب مین تھے ہر ایک آپسمین ایک دوسرے سے بیان کرنے لگا۔ کہ مینے رات عجیب خواب دیکھا سب نے باہم جو کچھ دیکھا تھا۔ بیان کیا بڑے بھائی نے کہا یہ خواب فقط خیال ہے اور کچھ نہین یہ ذکر چھوڑو۔ اور اپنا کام کرو چھوٹا کہنے لگا کہ مین تو جبتک اُس مقام کو دیکھ نہ لونگا باز نہ آؤنگا تینون بھائی چلے اور جس گھر مین اُنکی بہن رہتی تھی آئے دروازہ کھولا اور جو جگہ اُن کو خواب مین بتائی تھی تلاش کی اور جیسا اُنسے کہا گیا تھا اپنی بہن اور اُسکی بچے کو ایک گڑھے مین ذبح کیا ہوا پایا۔ اُنہون نے عابد سے کل کیفیت دریافت کی عابد نے شیطان کے قول کی اپنی فعل کے بارے مین تصدیق کی اُنہون نے اپنے بادشاہ سے جاکر نالش کی عابد صومعے سے نکالا گیا اور اُسکو دار پر کھینچنے کے لیے لیچلے جبکہ اُس کو دار پر کھڑا کیا گیا شیطان اُسکے پاس آیا اور کہا کہ تمنے مجھے پہچانا مین ہی تمہارا وہ ساتھی ہون جسنے تمکو عورت کے فتنے مین ڈالدیا۔ یہانتک کہ تمنے اسکو حاملہ کردیا اور ذبح کر ڈالا اب اگر تم میرا کہنا مانو اور جس خدا نے تمکو پیدا کیا ہے اُسکی نافرمانی کرو تو مین تمکو اس بلا سے نجات دون راوی نے کہا کہ عابد خدا سے کافر ہوگیا پھر جب عابد نے کفر باللہ کیا شیطان اُس کو اُس کے ساتھیون کے قبضہ مین چھوڑکر چلا گیا۔ اُنہون نے اُس کو دار پر کھینچا اسی بارے مین یہ آیت نازل ہوئی کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر الآیۃ یعنی شیطان کی مثال ہی کہ انسان سی کہتا ہی کفر کر جب وہ کافر ہوگیا تو کہنے لگا مین تجھسے الگ ہون مین اللہ رب العالمین سی خوف کرتا ہون اس شیطان اور اوس کافر دونون کا انجام یہی ہی کہ دوزخ مین ہمیشہ رہین گے اور ظلم کرنیوالون کی یہی سزا ہی **وہب** سے روایت ہی کہ حضرت عیسیٰ کے زمانے مین ایک راہب اپنے صومعے

ابلیس بعد ذلک فلم یزل یزینہا لہ حتی ضرب العابد علی فخذھا وقبلہا فلم یزل بہ ابلیس یحسنہا فی عینہ ویسول لہ حتی وقع علیہا فاحبلہا فولدت غلاما فجاءہ ابلیس فقال لہ ارأیت ان جاءہ اخوۃ ھذہ الجاریۃ وقد ولدت منک غلاما کیف تصنع لا آمن علیک ان تفتضح او یفضحوک فاعمد الی ابنہا فاذبحہ وادفنہ فانہا ستکتم ذلک علیک مخافۃ اخوتہا ان یطلعوا علی ما صنعت بہا ففعل فقال لہ اتراھا تکتم اخوتہا ما صنعت بہا ففعل فقال خذھا فاذبحہا وادفنہا مع ابنہا قال فلم یزل بہ حتی ذبحہا والقہا فی الحفیرۃ مع ابنہا واطبق علیہا صخرۃ عظیمۃ وسوی علیہا وصعد الی صومعتہ یتعبد فیہا فمکث بذلک ما شاء اللہ ان یمکث حتی قفل اخوتہا من الغزو فجاءوہ فسألوہ عن اختہم فنعاھا لہم وترحم علیہا وبکاھا وقال وکانت خیر امرأۃ وھذا قبرھا فانظروا الیہ فاتی اخوتہا القبر فبکوا اختہم وترحموا علیہا واقاموا علی قبرھا ایاما ثم انصرفوا الی اھالیہم قال فلما جنہم اللیل واخذوا مضاجعہم اتاھم الشیطان فی النوم فی صورۃ رجل مسافر فبدأ باکبرھم فسألہ عن اختہم فاخبرہ بقول العابد وبموتہا وترحمہ علیہا وکیفیۃ اراھم موضع قبرھا فکذبہ الشیطان وقال لم یصدقکم امر اختکم انہ قد احبل اختکم وولدت منہ غلاما فذبحہ وذبحہا معہ خوفا منکم والقاھما فی حفیرۃ

ترجمہ شیطان اُس کے پاس آیا۔ اور لڑکی کی خوبصورتی اُس پہ ظاہر کرتا رہا یہانتک کہ عابد نے لڑکی کے زانو پر اپنا ہاتھ مارا اور اوسکے رخسارہ کا بوسہ لیا۔ پھر روز بروز شیطان لڑکی کو اُس کی نظرون مین آرایش دیتا رہا۔ اور اُس کے دل پر غلبہ کرتا رہا حتی کہ وہ اُس سے ملوث ہوگیا۔ اور لڑکی حاملہ ہوکر ایک لڑکا جنی پھر شیطان عابد کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ اب یہ بتاؤ اگر اس لڑکی کے بھائی آگئے اور اس بچہ کو دیکھا تو تم کیا کروگے۔ مین ڈرتا ہون کہ تم ذلیل ہوجاؤ۔ یا وہ تمہین رسوا کرین تم اس بچے کو لو اور ذبح کرکے زمین مین گاڑ دو۔ یہ لڑکی اس معاملہ کو ضرور اپنے بھائیون سے چھپائیگی اِس خوف سے کہ کہین وہ نجان لین کہ تمنے اُسکے ساتھ کیا حرکت کی عابد نے ایسا ہی کیا پھر شیطان نے اُس سے کہا کہ کیا تم یقین کرتے ہو کہ یہ لڑکی تمہاری ناشائستہ حرکت کو اپنے بھائیون سے پوشیدہ رکھے گی ہرگز نہین تم اسکو بھی پکڑو اور ذبح کرکے بچے کیساتھ دفن کردو غرض عابد نے لڑکی کو بھی ذبح کیا۔ اور بچے سمیت گڑھے مین ڈالکر اُسپر ایک بڑا بھاری پتھر رکھدیا اور زمین کو برابر کرکے اپنی عبادتخانہ مین جاکر عبادت کرنے لگا۔ ایک مدت گزرنے کے بعد عورت کے بھائی لڑائی سے واپس آئے اور عابد کی پاس جاکر اپنی بہن کا حال پوچھا عابد نے اُنکو اُس کے مرنیکی خبر دی اور افسوس ظاہر کرکے رونے لگا اور کہا کہ وہ بڑی نیک بی بی تھی دیکھو اوسکی قبر یہ ہے بھائی قبر پر آئے اور اُس کے لیے دعائے خیر کی اور روئے اور چند روز اوسکی قبر پر رہکر اپنے لوگون مین آئے راوی نے کہا جب رات ہوئی اور وہ اپنے بستر و نپر سوئے شیطان اُنکو خواب مین ایک مسافر آدمی کی صورت بنکر نظر آیا پہلے بڑے بھائی کی پاس گیا اور اُسکی بہن کا حال پوچھا اوسنے عابد کا اُسکے مرنیکی خبر دینا اور اُسپر افسوس کرنا اور مقام قبر دکھانا بیان کیا شیطان نے کہا سب جھوٹ ہے تم نے کیونکر اپنی بہن کا معاملہ سچ مان لیا عابد نے تمہاری بہن سے فعل بد کیا وہ حاملہ ہوکر ایک بچہ جنی عابد نے تمہارے ڈر کے مارے اُس بچے کو اُسکی ماں سمیت ذبح کیا۔ اور ایک گڑھا کھودکر دونو

اذکرنی حین تغضب فانی وحی فی قلبک وعینی فی عینک واجری منک مجری الدم واذکرنی حین تلقی الزحف فانی اتی ابن ادم حین یلقی الزحف فاذکره ولده وزوجته واھله حتی یولی وایاک ان تجالس امرأة لیست بذات محرم فانی رسولھا الیک ورسولک الیھا **وعن** سعید بن المسیب قال ما بعث اللہ نبیا الا لم ییأس ابلیس ان یھلکه بالنساء **وعن** فضیل بن عیاض قال حدثنی بعض اشیاخنا ان ابلیس جاء الی موسی وھو یناجی ربه عزوجل فقال له الملک ویلک ما ترجو منه وھو علی ھذہ الحالة یناجی ربه قال ارجو منه ما رجوت من ابیه ادم وھو فی الجنة **وعن** عبد الرحمن بن زیاد بن انعم قال بینما موسی جالس فی بعض مجالسه اذ اقبل ابلیس وعلیه برنس له یتلون فیه الوانا فلما دنا منه خلع البرنس فوضعه ثم اتاه فقال له السلام علیک یا موسی قال له موسی من انت قال انا ابلیس قال انت فلا حیاک اللہ ما جاء بک قال جئتک لاسلم علیک لمنزلتک من اللہ ومکانک منه قال فما ذا الذی رایت علیک قال به اختطف قلوب بنی ادم قال فما الذی اذا صنعه الانسان استحوذت علیه قال اذا اعجبته نفسه واستکثر عمله ونسی ذنوبه واحذرک ثلاثا لا تخل بامرأة لا تحل لک فانه ما خلا رجل بامرأة لا تحل له الا کنت

ترجمہ - ایک تو غصے کے وقت مجھکو یاد کرو۔ کیونکہ میرا وسوسہ تمہاری دلمین ہے اور میری آنکھہ تمہاری آنکھہ مین ہے اور مین تمہاری رگ و پوست مین خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہون دوسرے جہاد و غزا کی حالت مین میرا خیال کیا کرو کیونکہ مین فرزند آدم کے پاس اُسوقت جاتا ہون جب وہ کفار سے مقابلہ کرتا ہے اور اُسکے بال بچے بی بی گھر والی یاد دلاتا ہون یہانتک کہ جہاد سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے تیسرے غیر محرم عورت کے پاس بیٹھنے سے بچتے رہو کیونکہ مین تمہارے پاس اُسکا قاصد ہون اور اسکے پاس تمہارا پیامبر ہون **سعید** بن مسیب سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہین فرمایا۔ مگر یہ کہ شیطان اس بات سے نا امید نہین ہوا کہ اُسکو عورتون کے ذریعہ سے ہلاک کردے **فضیل** بن عیاض کہتے ہین ہمکو اپنی بعض مشائخ سے یہ حدیث پہونچی کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اُسوقت حضرت موسی اللہ تعالےٰ سے باتین کرتے تھے شیطان سے فرشتے نے کہا وائے ہو تجھپر اس حالت مین کہ حضرت موسیٰ اپنے پروردگار سے باتین کر رہے ہین تو اُن سے کیا خواہش رکھتا ہے جواب دیا کہ مین انسے وہی امید رکھتا ہون جو اُنکے باپ آدم سے بہشت مین چاہا تھا **عبد الرحمن** بن زیاد بن انعم سے روایت ہے کہ ایک وقت حضرت موسیٰ کسی مجلس مین بیٹھے تھے اتنے مین ابلیس اُنکے پاس آیا اور اُسکے سر پر کلہ دار ٹوپی تھی جسمین طرح طرح کے رنگ تھے جب حضرت موسیٰ سے قریب ہوا تو ٹوپی اُتار ڈالی اور سامنے رکھہ لی پھر آکر سلام علیک کیا حضرت موسیٰ نے کہا تو کون ہے بولا مین ابلیس ہون موسیٰ بولے خدا تجھے زندہ نہ رکھے تو کیون آیا کہنے لگا مین آپکو سلام کرنے کے لیئے آیا تھا کیونکہ آپکا مرتبہ اور آپکی منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہے حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو مینے تیرے سر پر دیکھی تھی۔ کہا کہ اُس سے اولاد آدم کے دلونکو لبھا لیتا ہون پوچھا کہ بھلا یہ تو بتا کہ وہ کونسا کام ہے جسکے مرتکب ہونے سے تو انسان پر غالب آجاتا ہے جواب دیا کہ جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرتا ہے اور اپنی گناہون کو بھول جاتا ہے اے موسی مین تمکو تین باتون سے ڈراتا ہون ایک تو غیر محرم عورت کیساتھ تنہائی مین نہ بیٹھنا کیونکہ جب کوئی شخص غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت مین ہوتا ہے تو اُس کے ساتھ مین بذات خود ہوتا ہون ٭

وحی ای وسوستی

یتلونان

اعجبت استکثر

فلم يقدر ثم اتاه بكل دامة فلم ينفذ عليه واتاه متشبها بالمسيح فقال ان كنت المسيح فما لى اليك حاجة ابليس قد
امرتنا بالعبادة ووعدتنا القيمة انطلق لشانك فلا حاجة لى فيك فانطلق اللعين عنه وتركه **وعن** سالم بن
عبد الله عن ابيه قال لما ركب نوح فى السفينة راى فيها شيخا لم يعرفه فقال له نوح ما ادخلك قال دخلت لا
قلوب اصحابك فتكون قلوبهم معى وابدانهم معك قال نوح اخرج يا عدو الله فقال ابليس خمس
اهلك بهن الناس وساحدثك منهن ثلاث ولا احدثك باثنتين فاوحى الى نوح قل له انه لا
حاجة لى الى الثلاث ومره يحدثك بالاثنتين قال بهما اهلك الناس وهما لا يكذبن الحسد وبالحسد لعنت
وجعلت شيطانا رجيما والحرص ابيح لادم الجنة كلها فاصبت حاجتى منه بالحرص **قال** ولقى ابليس موسى عليه
السلام فقال يموسى انت الذى اصطفاك الله برسالته وكلمك تكليما وانا من خلق الله اذنبت وانا اريد ان اتوب فاشفع
لى الى ربى عز وجل ان يتوب على فدعا موسى ربه فقيل يموسى قد قضيت حاجتك فلقى موسى ابليس فقال قد امرت

فقال

ان تسجد لقبر ادم ويتاب عليك فاستكبر وغضب وقال لم اسجد له حيا اسجد له ميتا ثم قال
ابليس يا موسى ان ذلك على حقا بما شفعت الى ربك فاذكرنى عند ثلاث لا اهلك فيهن

ترجمہ تو کچھ قابو نہ چلا اور اُس کے پاس ہر ڈھب سے آیا لیکن کسی طرح اُسپر قابو نہیں چلا یہانتک کہ اُس کے پاس حضرت عیسٰی کی شبیہ بنکر آیا راہب نے کہا کہ اگر تو عیسٰی
ہے تو مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں کیا تو نے ہم کو عبادت کرنے کا حکم نہیں کیا اور قیامت کا وعدہ نہیں دیا چل اور اپنا کام کر مجھے تجھسے کچھ کام
نہیں ابلیس لعین چلا گیا اور اُسے چھوڑ دیا **سالم** بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی مین سوار ہوے تو اُس
مین ایک انجان بڈھے کو دیکھا۔ حضرت نوح نے اُس سے کہا تو یہان کیون آیا اُسنے جواب دیا کہ مین تمہارے یارونکے دلوپر
قابو کرنیکو آیا ہون تاکہ اُن کے دل میرے ساتھ ہون اور جسم تمہارے ساتھ حضرت نوح نے کہا کہ ای خدا کے دشمن نکلجا۔ ابلیس بولا کہ پانچ
چیزین ہین جنسے مین لوگونکو ہلاک کرتا ہون اُن مین سے تین تمہین بتاؤنگا۔ اور دو تمسے نہ کہونگا۔ حضرت نوح کو وحی ہوئی کہ اُس سے کہو تین کی
مجھے حاجت نہین وہ دو بیان کر ابلیس نے کہا اُنہین دو سے مین آدمیونکو ہلاک کرتا ہون اور اُن کو کوئی جھوٹ نہین کہہ سکتا ایک حسد کہ
اُسی کی وجہ سے مین ملعون ہوا اور شیطان مردود کہلایا دوسری حرص کہ حضرت آدم کے لیے تمام جنت مباح کر دی گئی مینے حرص کی بدولت
اُن سے اپنا کام نکال لیا **راوی** نے کہا کہ ابلیس حضرت موسٰی علیہ السلام سے ملا اور کہنے لگا اے موسے اللہ تعالی نے تم کو اپنی رسالت کیلیئے
برگزیدہ فرمایا ہے اور تم سے ہمکلام ہوا ہے مین بھی خدا کی مخلوق مین شامل ہون اور مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا اب مین توبہ کرنا چاہتا ہون آپ
میری پروردگار عز وجل کے پاس میری سفارش کیجیے کہ میری توبہ قبول کرے حضرت موسی نے اللہ سے دعا کی حکم ہوا کہ ای موسٰی ہم تمہاری حاجت
برلائے پھر حضرت موسے شیطان سے ملے اور کہا کہ مجھے ارشاد ہوا ہے کہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے تو تیری توبہ قبول ہو شیطان نے
انکار کیا اور غصے مین آکر کہنے لگا کہ جیتے آدم کو اُنکی زندگی مین سجدہ نہ کیا تو اب مرے پر کیا سجدہ کرونگا۔ پھر شیطان نے کہا کہ ای موسٰی تم نے
جو اپنے پروردگار کے پاس میری سفارش کی ہے اسلیئے تمہارا مجھپر ایک حق ہے تم مجکو تین حالتو مین یاد کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم کو اُن تین

قال فيقول له القائل لم ازل بفلان حتى طلق امرأته قال يوشك ان يتزوج ويقول اخر لم ازل بفلان حتى عق قال يوشك ان يبر قال ويقول القائل لم ازل بفلان حتى شرب قال انت قال ويقول لم ازل بفلان حتى زنى قال فيقول انت قال ويقول لم ازل بفلان حتى قتل فيقول انت انت **وعن الحسن** قال كانت شجرة تعبد من دون الله فجاء اليها رجل فقال لاقطعن هذه الشجرة فجاء ليقطعها غضبا لله فصور له الشيطان فى صورة انسان فقال ما تريد قال اريد ان اقطع هذه الشجرة التى تعبد من دون الله قال اذا انت لم تعبدها فما يضرك من عبدها قال لاقطعنها فقال له الشيطان هل لك فيما هو خير لك لا تقطعها ولك ديناران كل يوم اذا اصبحت عند وسادتك قال فمن ضمن لى بذلك قال انا لك فرجع واصبح فوجد دينارين عند راسه ثم اصبح بعد ذلك فلم يجد شيئا فقام غضبا ليقطعها فتمثل له الشيطان فى صورته فقال ما تريد قال اريد قطع هذه الشجرة التى تعبد من دون الله قال كذبت ما لك الى ذلك من سبيل فذهب ليقطعها فضرب به الارض وخنقه حتى كاد يقتله قال تدرى من انا انا الشيطان جئت اول مرة غضبا لله فلم يكن لى عليك سبيل فخدعتك بالدينارين فتركتها فلما جئت غضبا للدينارين سلطت عليك **وعن مجاهد** قال لابليس خمسة من ولده قد جعل كل واحد منهم على شىء من امره

ترجمہ راوی نے کہا کہ ایک اُن مین سے آکر بیان کرتا ہی کہ مین نے فلان مسلمان سے اُس کی بی بی کو طلاق ہی دلوا کر چھوڑا - ابلیس کہتا ہے - عجب نہین کہ دوسری شادی کرلے ایک اَور بیان کرتا ہے کہ مین نے فلان مسلمان سے اُس کے مان باپ کی نافرمانی ہی کرا کر چھوڑی شیطان کہتا ہے عجب نہین کہ وہ پھر اُن کی خدمت کرے گا ایک اَور بیان کرتا ہے کہ مین نے فلان کو شراب پلا کر چھوڑی شیطان کہتا ہے تو نے بڑا کام کیا - ایک اَور بیان کرتا ہی کہ مین نے فلان مسلمان کو زنا کرا کے چھوڑا شیطان کہتا ہے تو نے ہی بڑا کام کیا ایک اَور کہتا ہی کہ مین نے فلان سے قتل ہی کرا کر چھوڑا شیطان کہتا ہی تو نے بہت ہی بڑا کام کیا **حسن** کہتے ہین کہ ایک درخت تھا جسکی لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے اُس درخت کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ مین اس درخت کو ضرور کاٹ ڈالون گا یہ کہکر خدا کے خوف سے اُس نے درخت کے کاٹنے کا قصد کیا اتنے مین شیطان ایک انسان کی صورت اختیار کر کے اُس کے سامنے آیا اور کہا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے اُس شخص نے جواب دیا کہ اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہون جسکو لوگ خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہین شیطان نے کہا کہ جب تم اس درخت کی پرستش نہین کرتے تو دوسرون کی عبادت کرنے سے تمہارا کیا نقصان ہے اُس نے جواب دیا کہ مین اسکو ضرور کاٹونگا شیطان نے کہا کیا تم ایسی چیز چاہتے ہو جو تمہارے لیے بہتر ہو اس درخت کو مت کاٹو تم کو ہر روز علی الصباح دو دینار تکیہ کے نیچے سے ملا کرین گے اُس نے کہا کہ تمہاری بات کا ضامن کون ہے شیطان بولا مین خود ذمہ وار ہون وہ شخص واپس لوٹ آیا اگلے روز صبح کو دو دینار اپنے سرہانے پائے پھر جو دوسرے دن صبح کو اُٹھا تو اُسے کچھ نہ ملا غصے مین آکر درخت کو کاٹنے کے لیے اُٹھا شیطان اُس کے پاس آدمی کی صورت مین آیا تو کہا تو کیا چاہتا ہے اُس نے کہا اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہون جسکی خدا کو چھوڑ کر عبادت کی جاتی ہے شیطان نے کہا تو جھوٹا ہے تو خدا کے خوف سے اس کو نہین کاٹتا وہ شخص درخت کو کاٹنے لگا شیطان نے اُس کو زمین پر دے مارا اور اُس کا گلا گھونٹ دیا قریب تھا کہ اُس کا دم نکل جاوے پھر اُس سے کہا تو مجھے جانتا ہے کہ مین کون ہون مجھکو شیطان کہتے ہین پہلی بار تو خدا کے واسطے غصہ مین بھرا ہوا آیا تھا تو مین تجھپر قابو نہ پا سکا - اس لیئے تجھ کو فریب دیا کہ دو دینار ملا کرین گے تو نے اُس کو چھوڑ دیا اب جب کہ تو دینارون کے لیئے غصہ کر کے آیا تو مین تجھ پر غالب ہوا **مجاہد** نے کہا کہ ابلیس کی اولاد مین سے پانچ ہین جن مین سے ہر ایک کو ایک کام پر جس کا اُس نے حکم کیا ہے مقرر کر رکھا ہے +

قال فيقول
وعن الحسن
قال كانت

فلم

دينارا

دينارين
اقطع

صاحبه دون اصحابی حتی افتنه بها ولا تعاهد الله عهدا الا وفیت به فانه ما عاهد الله احد عهدا الا کنت صاحبه
دون اصحابی حتی احول بینه وبین الوفاء به ولا تخرجن صدقة الا امضیتها فانه ما اخرج رجل صدقة فلم
یمضها الا کنت صاحبه دون اصحابی حتی احول بینه وبین الوفاء بها ثم ولی وهو یقول یا ویلاه ثلاثا علم
موسی ما یحذر به بنی آدم وعن حسن بن صالح قال سمعت ان الشیطان قال للمرأة انت نصف
جندی وانت سهمی الذی ارمی به فلا اخطی وانت موضع سری وانت رسولی فی حاجتی وعن عقیل بن معقل
بن اخی وهب بن منبه قال سمعت وهبا یقول قال راهب للشیطان وبدا له ای اخلاق بنی آدم
اعون لك علیهم قال الحدة ان العبد اذا کان حدیدا قلبناه کما یقلب الصبیان الکرة وعن ثابت قال لما
بعث النبی صلی الله علیه وسلم جعل ابلیس یرسل شیاطینه الی اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فیجیئوا
بصحفهم لیس فیها شیء فقال ما لکم لا تصیبون منهم شیئا فقالوا ما صحبنا قوما قط مثل هؤلاء قال رویدا بهم
عسی ان تفتح لهم الدنیا هنالك تصیبون حاجتکم منهم وعن ابی موسی الاشعری قال اذا
اصبح ابلیس بث جنوده فیقول من اضل مسلما البسته التاج

ترجمہ میرے ساتھی نہین ہوتے یہانتک کہ اُس عورت کے ساتھ اُس کو فتنے مین ڈالدیتا ہون دوسرا اللہ تعالیٰ سے جو عہد کرو اُسکو پورا کیا کرو کیونکہ جب
کوئی اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہی تو اُس کا ہمراہی اپنے ساتھیونکو چھوڑکر مین خود ہوتا ہون یہانتک کہ اُس شخص اور وفاء عہد کے درمیان
حائل ہو جاتا ہون تیسری جو صدقہ نکالا کرو اُسے جاری کر دیا کرو کیونکہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہی اور اُسے جاری نہین کرتا تو مین اُس صدقہ اور اوسکے پورا کرنے
کے بیچ مین حائل ہو جاتا ہون اور یہ کام بذات خود کرتا ہون اپنے ساتھ والونسے نہین لیتا یہ کہکر شیطان چلدیا اور تین بار کہا ہای افسوس
موسیٰ نے وہ باتین جان لین جن سے بنی آدم کو ڈرائیگا حسن بن صالح کہتے ہین مینے سنا ہی کہ شیطان عورت سے کہتا ہی تو میرا آدھا
لشکر ہی اور تو میرے لیے ایسا تیر ہے کہ جسکو مارتا ہون نشانہ خطا نہین کرتا۔ اور تو میری بھید کی جگہ ہے اور تو میری حاجت برلانے
مین قاصد کا کام دیتی ہے عقیل بن معقل بن اخی وہب بن منبہ نے کہا مینے وہب سے سنا کہ ایک راہب پر شیطان ظاہر ہوا اُس نے
اُس سے پوچھا کہ اولاد آدم کی کونسی ایسی خصلت ہی جو اُن کی بار مین تیری بہت معاون ہوتی ہے شیطان نے جواب دیا کہ تیزی غضب
جب انسان تندمزاج ہوتا ہے تو ہم شیاطین اُس کو اسطرح اُلٹتے پلٹتے ہین جیسی لڑکے گیند کو لڑھکاتے پھرتے ہین ثابت سے
روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تو ابلیس لعین نے اپنے شیاطین کو اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس بھیجنا شروع کیا وہ
نامراد لوٹے اور اپنی کارروائی کے دفتر اُسی طرح سادہ لیگئے کچھ اُن مین نہین لکھا تھا شیطان نے اُن سے کہا تمکو کیا ہوگیا اس قوم
پر کچھ بھی حملہ نکرسکے اُنہون نے جوابدیا کہ ہمنے ایسے لوگ آجتک نہین دیکھے ابلیس نے کہا خیر اسوقت انکو جانے دو اور درگذر کرو عنقریب
دنیاوی فتوحات انکو حاصل ہونگی اُس وقت تم انسے خاطرخواہ اپنا مطلب نکال لوگے ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہی کہ جب صبح
ہوتی ہی ابلیس اپنی لشکرونکو منتشر کر دیتا ہی پھر کہتا ہی کہ جو تم مین سی کسی مسلمان کو گمراہ کریگا مین اُس کو تاج پہناؤن گا +

حسین

الرجل

لبسيط عروة بن

ذكر الاعلام بان مع كل انسان شيطانا وعن ابن قسيط انه حدثه عروة بن الزبير ان عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم حدثته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من عندي ليلا قالت فغرت عليه قالت فجاء فرأى ما اصنع فقال مالك يا عائشة أغرت فقلت وما لي لا يغار مثلي على مثلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أوَ اخذك شيطانك قلت يا رسول الله او معي شيطان قال نعم قلت ومع كل انسان شيطان قال نعم قلت ومعك يا رسول الله قال نعم ولكن ربي عز وجل اعانني عليه حتى اسلم قال المصنف انفرد باخراجه مسلم ويجيئ في لفظ آخر اعانني عليه فاسلم قال ابو سليمان الخطابي عامة الرواة يقولون فاسلم على مذهب الفعل الماضي يريدون ان الشيطان قد اسلم الا سفيان بن عيينة فانه يقول فأسلمُ اي اسلم من شره وكان يقول ان الشيطان لا يسلم قال المصنف قلت قول ابن عيينة حسن وهو يظهر اثر المجاهدة لمخالفة الشيطان الا ان حديث ابن مسعود كانه يرد قول ابن عيينة وهو ما اخبرنا به عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منكم من احد الا وقد وكل به قرينه من الجن وقرينه من الملائكة قالوا واياك يا رسول الله قال واياي ولكن الله عز وجل اعانني عليه فلا يأمرني الا بحق وعن سالم عن ابيه عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترجمہ (بیان اسکا کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے) ابن قسیط کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس سے اٹھکر باہر تشریف لیگئے حضرت عائشہ کہتی ہیں مجکو رشک ہوا پھر آپ پھر آئے تو مجکو سوچ میں پایا فرمایا اے عائشہ تجکو کیا ہوا کیا تجھے رشک ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا مجھ ایسی عورت کو آپ ایسے کے بارے میں کیونکر رشک نہو آپ نے فرمایا اے عائشہ کیا تجھپر تیرا شیطان غالب آیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے ساتھ شیطان ہے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور کیا ہر آدمی کے ساتھ شیطان ہے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور آپکے ساتھ یا رسول اللہ فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی ہے مگر میرے پروردگار عز وجل نے مجکو اسپر غالب کر دیا حتی کہ وہ مسلمان ہو گیا مصنف نے کہا یہ حدیث فقط مسلم میں ہے اور دوسرے لفظ میں یون آئی ہے کہ خدا تعالی نے مجکو اسپر غالب کر دیا اسلیے میں اسکے شر سے بچا رہتا ہوں ابو سلیمان خطابی نے کہا عامہ رواۃ لفظ فَاَسْلَمَ کو بصیغہ ماضی غائب کہتے ہیں یعنی وہ شیطان مسلمان ہو گیا مگر سفیان بن عیینہ فَاَسْلَمُ بصیغہ مضارع متکلم کہتے ہیں یعنی میں اسکے شر سے بچا رہتا ہوں سفیان کا قول ہے کہ شیطان مسلمان نہیں ہوتا مصنف نے کہا میں کہتا ہوں کہ ابن عیینہ کا قول حسن ہے اور اس سے ریاضت و محنت کشی کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ شیطان اس کے مخالف ہے لیکن بظاہر عبد اللہ بن مسعود کی حدیث ابن عیینہ کے قول کو رد کرتی ہے چنانچہ عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی فرد بشر نہیں۔ مگر اس کے ساتھ ایک ہمراہی جن اور ایک ہمراہی فرشتہ موکل ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اور آپ کے ساتھ یا رسول اللہ۔ فرمایا میرے ساتھ بھی۔ مگر اللہ عز وجل نے اس پر مجھے غالب کر دیا۔ اس لیے مجکو حق بات کے سوا نہیں بتاتا سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وانا اقول

ثم سماهم فذكر ثبر والاعور ومسوط وداسم وزلنبور فاما ثبر فهو صاحب المصيبات الذي يامر بالثبور وشق الجيوب ولطم الخدود ودعوى الجاهلية واما الاعور فهو صاحب الزنى الذي يامر به ويزينه واما مسوط فهو صاحب الكذب الذي يسمع فيلقى الرجل فيخبره بالخبر فيذهب الرجل الى القوم فيقول لهم قد رأيت رجلا اعرف وجهه ولا ادري ما اسمه حدثني بكذا وكذا واما داسم فهو الذي يدخل مع الرجل الى اهله يريه العيب فيهم ويغضبه عليهم واما زلنبور فهو صاحب السوق الذي يركز رايته في السوق وعن مخلد بن حسين قال ما ندب الله تعالى العباد الى شئ الا اعترض فيه ابليس بامرين ما يبالي بايهما ظفر اما غلوا فيه واما تقصيرا عنه وعن عبد الله بن عمرو يقول ان ابليس موثق في الارض السفلى فاذا تحرك فان كل شر في الارض بين اثنين فصاعدا من تحركه قال المصنف قلت وفتن الشيطان ومكائده كثيرة وستأتي في غضون هذا الكتاب ما يليق بكل موضع ان شاء الله تعالى ولكثرة فتن الشيطان وتشبثها بالقلوب عزت السلامة فان من يدعوا الى ما يحث عليه الطبع فهو كمن ادى لسفينة منحدرة فيا سرعة انحدارها ولما ركب الهوى في هاروت وماروت لم يستمسكا فاذا رأت الملائكة مؤمنا قد مات على الايمان تعجبت من سلامته وعن عبد العزيز بن رفيع قال اذا عرج بروح العبد المؤمن الى السماء قالت الملائكة سبحان الذي نجا هذا العبد من الشيطان ويحه كيف نجا

ترجمہ اور اُن کے نام یہ ہیں ثبر اعور مسوط داسم زلنبور ثبر کے اختیار میں تو مصیبتوں کا کاروبار ہے جس میں لوگ ہائے واویلا کرتے ہیں اور گریبان پھاڑتے ہیں اور منہ پر طمانچے مارتے ہیں اور ایام جاہلیت کی سی نوحہ و دہائی کرتے ہیں اور اعور زنا کا حاکم ہے لوگوں کو زنا کا حکم کرتا ہے اور اسی کو اچھا کر کے دکھاتا ہے اور مسوط اُس کذب پر مامور ہے جسے لوگ کان لگا کر سنتے ہیں ایک انسان سے ملتا ہے جھوٹی خبر اسکو دیتا ہے وہ شخص لوگوں کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ایک انسان کو دیکھا جس کی صورت پہچانتا ہوں مگر نام نہیں جانتا مجھ سے اس نے ایسا ایسا کہا تھا اور داسم کا کام یہ ہے کہ آدمی کے ساتھ اسکے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کے عیب اسکو دکھاتا ہے اور اسکو اُن پر غضبناک کرتا ہے اور زلنبور کا ٹھکانا بازار میں ہے اپنا جھنڈا گاڑتا ہے **مخلد** بن حسین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو کسی شے کی طرف نہیں بلاتا مگر یہ کہ شیطان اُس میں دخل دیکر دو میں سے ایک کام کر گزرتا ہے یا تو وہ اُس شے میں افراط کرتے ہیں یا اس سے کوتاہی کرتے ہیں **عبد اللہ بن عمرو** کہتے ہیں کہ شیطان سب سے نیچے والی زمین میں جکڑا ہوا ہے پھر جب وہ جنبش کرتا ہے تو زمین پر سب شر و فساد جو کہ دو یا زیادہ شخصوں میں پیدا ہوتا ہے وہ اُس کی حرکت سے ہوتا ہے مصنفؒ نے کہا میں کہتا ہوں کہ شیطان کے مکر اور فتنے بہت ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں اپنے اپنے موقع پر بیان ہونگے اور چونکہ شیطان کے فتنے بکثرت ہیں اور دلوں کو گھیرے ہوئے ہیں اس لیے انسان کو اُسکے مکائد سے بچنا مشکل ہے کیونکہ جو شخص آدمی کو اُسکی مرغوب الطبع چیز پر اُبھارتا ہے تو وہ ایسا ہے جیسے کشتی کے لئے دریا کا بہاؤ ہوتا ہے دیکھو کس تیزی سے کشتی رواں ہوتی ہے۔ اور جبکہ ہاروت ماروت میں خواہش نفسانی کا مادہ پیدا کر دیا گیا۔ تو وہ ضبط نہ کر سکے لہذا جب فرشتے کسی مسلمان کو ایمان پر مرتا ہوا دیکھتے ہیں تو اُسکی سلامت بچنے سے تعجب کرتے ہیں **عبد العزیز بن رفیع** کہتے ہیں کہ جب بندہ مومن کی روح آسمان پر لے جاتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں سبحان اللہ اس بندہ کو خدا نے شیطان سے نجات دی تعجب ہے کہ یہ بیچارہ کیونکر بچ گیا۔

عند التلاوة فقال تعالى وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ وعند السحر فقال سبحانه وتعالى قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الٰى اخر السورة فاذا امر بالتحرز من شره فى هذين الامرين فكيف فى غيرهما وعن ابى التياح قال قلت لعبد الرحمن بن حبيش ادركت النبى صلى الله عليه وسلم قال نعم قلت كيف صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة كادته الشيطين فقال ان الشيطين تحدرت تلك الليلة على رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاودية والشعاب وفيهم شيطان بيده شعلة نار يريد ان يحرق بها وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فهبط اليه جبريل فقال يا محمد قل ما اقول قال قل اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر كل طارق الا طارقا يطرق بخير يا رحمن قال فطفيت نارهم وهزمهم الله تبارك وتعالى وعن عائشة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ان الشيطان ياتى احدكم فيقول من خلقك فيقول الله تبارك وتعالى فيقول فمن خلق الله فاذا وجد احدكم ذلك فليقل امنت بالله و رسله فان ذلك يذهب عنه وعن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان للشيطان لمة بابن آدم

قل اعوذ برب الناس

فيهبط اليه

التامه

ترجمہ پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا وَاِذَا قرأت القران فاستعذ بالله الخ یعنی جب تم قرآن شریف پڑھا کرو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو دوسرے جادو کیے جانے کے وقت چنانچہ ارشاد فرمایا قل اعوذ برب الفلق الخ جبکہ ان دو موقعوں میں شیطان کے شر سے بچنے کا حکم فرمایا تو دوسرے موقعوں کا تو کیا ذکر ہے ابو التیاح کہتے ہیں میں نے عبد الرحمن بن حبیش سے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے وہ بولے ہاں میں نے کہا بھلا یہ تو بتاؤ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے شیاطین نے مکر گانٹھا تھا۔ تو آپ نے کیا کیا تھا اُنہوں نے جواب دیا کہ شیاطین جنگل کی نالیوں سے اور پہاڑوں کی گھاٹیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اور اُن میں سے ایک شیطان اپنے ہاتھ میں آگ کا شعلہ لیے ہوئے تھا چاہتا تھا کہ آپ کے چہرۂ مبارک کو جلا دے اتنے میں آپ کے پاس حضرت جبریل آئے اور کہا یا رسول اللہ کہیئے فرمایا کیا کہوں۔ کہا یہ دُعا پڑھیے۔ اعوذ بکلمات الله التامات من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر كل طارق الا طارقا يطرق بخير يا رحمن راوی کہتا ہے کہ آپ نے اس دعا کے پڑھنے سے شیاطین کی آگ بجھ گئی اور خدا نے اُن کو شکست دی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کو کس نے پیدا کیا۔ وہ کہتا ہے خدا نے پھر پوچھتا ہے۔ کہ خدا کو کس نے بنایا۔ بس جب تم میں سے کسی کے دل میں یہ خیال آئے تو یوں کہنا چاہیے آمنت بالله و رسله اُس کے کہنے سے یہ خیال جاتا رہیگا عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند آدم کو شیطان بھی چھوتا ہے۔

ما من احد الا وقد وكل به قرينه من الجن قالوا وانت يا رسول الله قال وانا الا ان الله اعانني عليه فاسلم فليس يامرني الا بخير قال المصنف انفرد باخراجه مسلم وسالم هو ابن ابى الجعد واسم ابى الجعد رافع وظاهره اسلام الشيطان ويحتمل القول الاخر بيان ان الشيطن يجري من ابن ادم مجرى الدم عن صفية بنت حيي قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم معتكفا فاتيته ازوره ليلا فحدثته ثم قمت فانقلبت فقام معي ليقلبني وكان منزلها في دار اسامة بن زيد فمر رجلان من الانصار فلما رايا النبي صلى الله عليه وسلم اسرعا فقال النبي صلى الله عليه وسلم على رسلكما انها صفية بنت حيي فقالا سبحان الله يا رسول الله قال ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم واني خشيت ان يقذف في قلوبكما شرا او قال شيئا اخرجاه في الصحيحين قال ابو سليمان الخطابي وفي هذا الحديث من العلم استحباب ان يتحرز الانسان من كل امر من المكروه مما تجري به الظنون ويخطر بالقلوب وان يطلب السلامة من الناس باظهار البراءة من الريب قال ويحكى في هذا عن الشافعي انه قال خاف النبي صلى الله عليه وسلم ان يقع في قلوبهما شيء من امره فيكفرا وانما قال لهما شفقة عليهما لا على نفسه ذكر التعوذ من الشيطان قال المصنف قد امر الله عز وجل بالتعوذ من الشيطان

نقلني

ترجمہ ۔ کہ ہر ایک آدمی کے ساتھ اُسکا قرین موکل ہے ۔ لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ آپکے ساتھ فرمایا میرے ساتھ بھی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھکو اُس پر غالب کر دیا ہے لہذا وہ مسلمان ہو گیا تو اب مجھے نیک کام کے سوا نہیں بتاتا ۔ مصنف نے کہا یہ حدیث فقط مسلم نے روایت کی ہے اور سالم راوی حدیث ابو الجعد کے بیٹے ہیں اور ابو الجعد کا نام رافع ہے حدیث کے ظاہر لفظ سے شیطان کا مسلمان ہو جانا پایا جاتا ہے اور احتمال دوسرے قول کا بھی ہے بیان اس بات کا کہ شیطان آدمی میں خون کی طرح دوڑتا ہے حضرت ام المؤمنین صفیہ بنت حیی نے کہا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے میں رات کو آپکی زیارت کے لیے گئی اور آپ سے باتین کر کے واپس آنے لگی آپ میرے ساتھ مجھکو پہنچانے کو اُٹھے اپنے مولی حضرت صفیہ کا مکان اسامہ بن زید کے احاطہ میں تھا اتنے میں دو آدمی انصار کے نمودار ہوئے اُنھون نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیزی کے ساتھ آگے بڑھے آپنے اُن سے فرمایا ٹھیرو ٹھیرو یہ میرے ساتھ صفیہ ہے ۔ وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں ۔ ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تمہارے دلون میں خیال فاسد یا فرمایا کوئی بات نہ ڈال دے یہ حدیث صحیحین میں ہے ۔ ابو سلیمان خطابی نے کہا کہ اس حدیث میں تحقیق بات یہ ہے کہ انسان کو ہر ایسے امر مکروہ سے بچنا مستحب ہے جس سے بدگمانیان پیدا ہون اور دلون میں خطرے گذرین اور چاہیے کہ عیب سے اپنی برأت ظاہر کر کے لوگون کی طعن سے بچنے کی کوشش کرے اسی بارے میں شافعی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا خوف ہوا کہ کہیں اُن دونون انصاریون کے دلمیں کوئی خیال ناقص آوے جسکی وجہ سے وہ کافر ہو جائیں اور یہ آپکا فرمانا اُن کی بہتری کے لیے تھا کچھ اپنی نفع کے واسطے نہیں ۔

شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان مصنف کہتے ہیں کہ اللہ عز وجل نے ایک تو تلاوت قرآن مجید کے وقت شیطان سے

قال المصنف قلت واعلم ان مثل ابلیس مع المتقی والمخلط کمثل رجل جالس لیس بین یدیه طعام فمر به کلب فقال له اخسأ فذهب فمر باخر بین یدیه طعام ولحم وکلما اخسأه لم یبرح فالاول مثل المتقی یمر الشیطان فیکفیه فی طرده الذکر والثانی مثل المخلط لا یفارقه الشیطان لمکان تخلیطه **الباب الرابع فی معنی التلبیس والغرور** قال المصنف التلبیس اظهار الباطل فی صورة الحق والغرور نوع جهل یوجب اعتقاد الفاسد صحیحا والردی جیدا وسببه وجود شبهة اوجبت ذلک وانما یدخل ابلیس علی الناس بقدر ما یمکنه ویزید تمکنه منهم ویقل علی مقدار یقظتهم وغفلتهم وجهلهم وعلمهم **واعلم** ان القلب کالحصن وعلی ذلک الحصن سور وللسور ابواب وفیه ثلم وساکنه العقل والملائکة یترددون الی ذلک الحصن والی جانبه ربض فیه الهوی والشیاطین تختلف الی ذلک الربض من غیر مانع والحرب قائم بین اهل الحصن واهل الربض والشیاطین لاتزال تدور حول الحصن تطلب غفلة الحارس او السور ومن بعض الثلم فینبغی للحارس ان یعرف جمیع ابواب الحصن الذی قد وکل بحفظه وجمیع الثلم وان لا یفتر عن الحراسة لحظة فان العدو ما یفتر قال رجل للحسن البصری اینام ابلیس قال لو نام لوجدنا راحة

ترجمہ مصنف نے کہا میں کہتا ہوں کہ جاننا چاہیے ابلیس کی مثال متقی اور دنیادار کے ساتھ ایسی ہے جیسے ایک آدمی بیٹھا ہوا اور اُس کے سامنے کھانا نہو اُس پر کتے کا گذر ہوا اور اُس نے اُس کو دھتکارا تو وہ جھٹ چلدیا پھر وہ دوسرے شخص پر گذرا اور اُس کے آگے کھانا اور گوشت ہی جب وہ اُس کو ڈانٹتا ہے تو وہ بھاگتا نہیں۔ پہلی مثال متقی کی ہے کہ اُس کے پاس شیطان آتا ہے تو اُس کے دور کرنے کے لیے فقط ذکر خدا کافی ہے اور دوسری مثال دنیادار کی ہے کہ اُس سے شیطان جدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر ایک سے ملا جلا رہتا ہے +

چوتھا باب تلبیس اور غرور کے معنوں میں **مصنف** نے کہا کہ تلبیس کے معنی باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کرنا ہے اور غرور ایک قسم کی نادانی ہے جس کی وجہ سے فاسد عقیدہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور ناقص چیز اچھی نظر آتی ہے اور اس نادانی کا سبب فقط کسی ایسے شبہہ کا وجود ہے جس سے یہ بات پیدا ہوئی اور ابلیس اپنے حتی المقدور لوگوں کے پاس آتا ہے اور اُن پر قابو پانا چاہتا ہے اور اُس کا غالب ہونا آدمیوں کی عقل و دانش اور جہل و علم کے موافق کم و بیش ہوتا ہے اور جاننا چاہیے کہ انسان کا دل مثل قلعے کے ہے اور اُس قلعے کی ایک چاردیواری ہے اور اُس چاردیواری میں دروازے ہیں اور روزن ہیں اُس میں عقل رہتی ہے اور فرشتے اُس قلعے میں آتے جاتے رہتے ہیں اور قلعے کے ایک طرف ... ہے اُس میں خواہشات اور شیاطین آتے جاتے ہیں جن کو کوئی نہیں روکتا قلعے والوں اور رمنہ والوں میں لڑائی ہوتی ہے اور شیاطین قلعے کے گرداگرد گھومتے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاسبان غافل ہو جاوے یا کسی روزن سے آہٹ جائے تو قلعے میں گھس پڑیں۔ پس پاسبانوں کو چاہیے کہ اُن کو قلعے کے جن جن دروازوں کے لیے مقرر کیا ہے اُن کی خبرگیری رکھیں اور تمام روزنوں کا خیال رکھیں اور پاسبانی سے ایک لحظہ بیخبر نہوں کیونکہ دشمن موقعہ کا منتظر ہے۔ اور بیخبر نہیں **کسی شخص** نے حسن بصری سے پوچھا کیا حضرت کیا کبھی شیطان سوتا بھی ہے **جواب** دیا کہ شیطان کو نیند آتی تو ہم لوگوں کو بہت راحت ملتی +

وللملك لمة فاما لمة الشيطان فايعاد بالشر وتكذيب بالحق واما لمة الملك فايعاد بالخير وتصديق
بالحق فمن وجد من ذلك شيئا فليعلم انه من الله فليحمد الله ومن وجد الاخرى فليتعوذ من الشيطان ثم
قرأ الشيطان يعدكم الفقر ويأمركم بالفحشاء **قال المصنف** وقد رواه جرير عن عطاء فوقفه على ابن مسعود
وعن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعوذ الحسن والحسين فيقول اعيذكما بكلمات
الله التامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة ثم يقول هكذا كان ابي ابراهيم عليه السلام يعوذ
اسمعيل واسحق اخرجاه في الصحيحين **قال** ابوبكر الانباري الهامة واحد الهوام ويقال هي كل نسمة تهم
بالسوء واللامة الملمة وانما قال لامة لتوافق لفظ هامة فيكون ذلك اخف على اللسان **وعن** ثابت قال
قال مطرف نظرت فاذا ابن آدم ملقى بين يدي الله عز وجل وبين ابليس فان شاء ان يعصمه عصمه وان تركه ذهب به ابليس
فقد حكى عن بعض السلف انه قال لتلميذه ما تصنع بالشيطان اذا سول لك الخطايا قال اجاهده
قال فان عاد قال اجاهده قال فان عاد قال اجاهده قال هذا يطول ارأيت لو مررت بغنم فنبحك كلبها ومنعك العبور
ما تصنع قال اكابده واردّه بجهدي قال هذا يطول عليك ولكن استغث بصاحب الغنم يكفه عنك

ترجمہ اور فرشتہ بھی مس کرتا ہے جب شیطان چھوتا ہے تو وہ برائی میں پڑجاتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور جب فرشتہ مس کرتا ہے تو
نیکی کیطرف جھکتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے جب تمہارے دل میں خیال نیک آئے تو سمجھ لو خدا کی طرف سے ہے اور اللہ تعالے
کا شکر کرو اور جب بُری بات جی میں آئے تو شیطان سے پناہ مانگو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی **الشیطان یعدکم الفقر و**
یامرکم بالفحشاء یعنے شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے اور بُری باتیں بتاتا ہے **مصنف** رح نے کہا کہ اس حدیث
کو جریر نے عطا سے اور عطا نے ابن مسعودؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے **ابن عباس** رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کیلئے تعوذ فرماتے تھے اور اسطرح کہتے تھے **اعیذکما بکلمات اللہ التامۃ من کل**
شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ پھر فرماتے تھے کہ اسیطرح میرے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی اسمعیل و اسحاق کے لیئے
پناہ مانگا کرتے تھے یہ حدیث صحیحین میں ہے **ابوبکر انباری** نے کہا ہامہ واحد ہے ہوام اور ہامہ اُس مخلوق کو کہتے ہیں جو بدی کا قصد
کرے اور لامہ یعنی ملمہ یعنی رنج دینے والی اور حدیث میں لامۃ فقط ھامۃ کی مناسبت کیلئے کہا ہے تاکہ زبان پر خفیف ہو **ثابت** سے روایت ہے کہ مطرف نے
کہا کہ میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ فرزند آدم اللہ عزوجل اور ابلیس کے درمیان میں پڑا ہے اگر خدا چاہتا ہے کہ اس کو محفوظ رکھے تو بچا لیتا ہے اور اگر چھوڑ دیتا ہے
تو شیطان اُسکو لیجاتا ہے بعض سلف سے حکایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب شیطان گناہ کو تیری نظر میں آراستہ کریگا تو تو کیا کریگا اُس نے جواب
دیا کہ میں اُس کو محنت سے دفع کرونگا اُن بزرگ نے کہا کہ اگر پھر دوبارہ ایسا کرے تو تو کیا کریگا شاگرد نے کہا کہ اُسکو مشقت میں ڈالونگا بزرگ نے فرمایا کہ یہ بات بہت
بڑی ہے یہ بتا کہ اگر تو کسی بکریوں کے گلے پر گذرے تو گلے کا کتا تجھ پر حملہ کرے اور تجھ کو چلنے سے باز رکھے تو تو کیا کریگا اس نے کہا میں کتوں کو مارونگا
اور بقدر امکان ہٹاؤنگا بزرگ نے کہا یہ تیرے لیے بڑا کام ہے تم کو چاہیئے کہ گلے کے مالک کو پکارو وہ تم کو کتے کے شر سے بچائے گا

وعن الاعمش قال حدثنا رجل كان يكلم الجن قالوا ليس علينا اشد ممن يتبع السنة واما اصحاب الاهواء فانا نلعب بهم لعبا

الباب الخامس في ذكر تلبيسه في العقائد والديانات ذكر تلبيسه على السوفسطائية

قال المصنف هولاء قوم ينسبون الى رجل يقال له سوفسطا زعموا ان الاشياء لا حقيقة لها فان ما نشاهده يجوز ان يكون على ما نشاهده ويجوز ان يكون على غير ما نشاهده وقد اورد العلماء عليهم بان قالوا اقالتكم هذه لا حقيقة امرلا فان قلتم لا حقيقة لها وجوزتم عليها البطلان فكيف يجوز ان تدعوا الى ما لا حقيقة له فانكم تقرون بهذا القول انه لا يحل قبول قولكم وان قلتم لها حقيقة فقد تركتم مذهبكم قال المصنف وقد ذكر مذهب هؤلاء ابو محمد الحسن بن موسى النوبختي في كتاب الآراء والديانات وقال رأيت كثيرا من المتكلمين قد غلطوا في امر هؤلاء غلطا بينا لانهم ناظروهم وجادلوهم وراموا بالحجج والمناظرة والرد عليهم وهم لم يثبتوا حقيقة الامر والمشاهدة فكيف تكلم من يقول لا ادري اتكلمني ام لا وكيف تناظر من يزعم انه لا يدري اموجود هو ام معدوم وكيف يخاطب من يدعي ان المخاطبة بمنزلة السكوت في الابانة وان الصحيح بمنزلة الفاسد قال ثم انه انما يناظر من يقر بضرورة و يعترف بامر فيجعل ما يقربه سببا الى التصحيح ما يجحده فاما من لا يقر بذلك فمجادلته مطروحة

ترجمہ۔ اعمش نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جو جنوں سے باتیں کرتا تھا کہ شیاطین باہم گفتگو کرتے تھے کہ جو لوگ سنت نبوی کے تابع ہیں وہ ہمارے لیئے نہایت ہی سخت ہیں لیکن جو خواہش نفسانی کے بندے ہیں اُن کے ساتھ تو ہم کھیلتے ہیں +

پانچوان باب شیطان کا عقائد و دیانات مین تلبیس کرنا (سوفسطائیہ کے لیے شیطان کی تلبیس کا بیان) **مصنف** نے کہا۔ سوفسطائیہ ایک قوم ہے جو ایک شخص کی طرف منسوب ہیں جسکو سوفسطا کہتے ہیں اس قوم کا خیال ہی کہ اشیاء کی کوئی حقیقت نہین کیونکہ جو چیز ہم دور دیکھتے ہین ممکن ہی کہ جیسی ہم دیکھتے ہین ویسی ہی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ اُسکے خلاف ہو علماء نے اُن پر اعتراض کیا ہے اور پوچھا ہی کہ تمہارے اِس قول کی کوئی حقیقت ہی یا نہین اگر تم کہو کہ کچھ حقیقت نہین اور اس کے بطلان کو جائز رکھو تو ایسا دعوے جسکی کوئی حقیقت نہین کیونکر جائز ہو سکتا ہی اس لیئے کہ تم اس قول سے اقرار کرتے ہو کہ تمہاری بات قابل تسلیم نہین۔ اور اگر تم یہ کہو کہ اس قول کی حقیقت ہے تو تم نے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا **مصنف**ؒ نے کہا کہ ان لوگون کے مذہب کا تذکرہ **ابو محمد**ؒ حسن بن موسے نوبختی نے کتاب الآراء والدیانات مین کیا ہی اور کہا ہی کہ مین نے اکثر علماء متکلمین کو دیکھا کہ اس جماعت کی بارہ مین اُنہون نے صریح غلطی کی کیونکہ اُنہون نے اس قوم سے بحث و مباحثہ کیا اور دلائل اور مناظرہ سے اُنکی تردید کی حالانکہ یہ لوگ حقیقت امر اور مشاہدہ ہی کو ثابت نہین کرتے پھر ایسے شخص سے کیونکر کلام کرے جو کہتا ہی کہ مجھے نہین معلوم۔ تم مجھ سے کلام کرتے ہو یا نہین اور ایسا آدمی کس طرح مناظرہ کرتا ہے جو اتنا نہین جانتا کہ خود وہ موجود ہے یا معدوم اور ایسا انسان کیسے خطاب کرتا ہی جو خطاب کو بمنزلہ سکوت سمجھنے کا دعوی کرتا ہی اور صحیح کو مثل فاسد کے خیال کرتا ہی نوبختی نے کہا پھر مناظرہ وہی شخص کرتا ہے جو ایک ضرورت کا مقر ہو اور ایک امر کا معترف ہو اور جسکا وہ مقر ہوا اسکو ایسی چیز کی صحت کا سبب قرار دے جس سے وہ منکر ہو لیکن جو شخص اُسکا معترف نہوا سکا مجادلہ ہمارے ساقط

السوفسطائية — نستبعده — ظ الأمر

مستتر

وهذا الحصن مستنير بالذكر مشرق بالايمان فيه مراٰة صيقلة يترا فيها صور كلما يمرّ به فاقل ما يقعد الشياطين
فى لو بضو اكثار الدخان لتسود حيطان الحصن وتصدأ المراٰة وشمال الفكر يرد الدخان وصيقل الذكر يجلو المراٰة
وللعدو حملات فتارة يحمل فيدخل الحصن فيكرّ عليه الحارس فيخرج وربما دخل فغاب وربما اقام بغفلة الحارس
وربما ركدت الريح الطاردة الدخان فتسود حيطان الحصن وتصدأ المراٰة فيمر الشيطن ولا يدرى به وربما خرج الحارس
بغفلته واسر واستخدم واقيم يستنبط الحيل فى موافقة الهوى ومساعدته وربما صار كالفقيه فى الشر قال
بعض السلف رايت الشيطان فقال لى قد كنت القى الناس فاعلمهم فصرت القاهم واتعلم منهم وربما هجم الشيطان على
الذكى الفطن ومعه عروس الهوى قد جلاها فيتشاغل الفطن بالنظر اليها فيستاسره و
اقوى العدو والذى يوثق به الاسر الجهل واوسطه فى القوة الهوى واضعفه
الغفلة وما دام درع الايمان على المؤمنين فان نيل العدو
لا يقع فى مقتل وعن الحسن بن صالح يقول ان الشيطان ليفتح للعبد
تسعة وتسعين بابا من الخير يريد به بابا من الشر

ترجمہ۔ پھر وہ قلعہ ذکر خدا سے روشن اور ایمان سے پر نور ہے۔ اُس مین ایک جلا کیا ہوا آئینہ ہے جس
مین صورتین نظر آتی ہین جب شیاطین رمنہ مین بیٹھتے ہین تو پہلے دہوان کثرت سے کرتے ہین جس سے قلعے کی دیوارین سیاہ ہو جاتی
ہین۔ اور آئینہ زنگ آلود ہو جاتا ہے یہ دھوان فکر کی ہوا سے زائل ہوتا ہی اور آئینہ پر ذکر آہی صیقل کا کام کرتا ہی دشمن کا حملہ
کئی طرح سے ہوتا ہے کبھی تو قلعے کے اندر آنے لگتا ہے تو پاسبان اُسپر حملہ کرتا ہے اور کبھی داخل ہو کر چھپ رہتا ہے اور
کبھی پاسبان کی غفلت سے قلعے مین قیام کرتا ہی۔ بسا اوقات دھوئین کو اڑا دینے والی ہوا ٹھیر جاتی ہے تو قلعے کی دیوارین سیاہ
رہتی ہین۔ اور آئینہ مین زنگ ہوتا ہے۔ تو شیطان جلد آتا ہی۔ اور اُس کو کوئی نہین جانتا۔ اور اکثر اوقات پاسبان اپنی غفلت کی
وجہ سے باہر چلا جاتا ہی۔ تو قید کر لیا جاتا ہی۔ اور اُس سے شیاطین خدمت لیتے ہین اور وہ ہوے نفسانی کی موافقت کر کے خوشدلی
سے لشکر شیاطین مین رہ جاتا ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شر و فساد کا گرو گھنٹال بن جاتا ہے ایک بزرگ کہتے ہین مین نے
شیطان کو دیکھا۔ اُس نے مجھسے کہا۔ کہ ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ مین لوگون سے ملتا تھا۔ تو اُن کو تعلیم دیتا تھا اب یہ حالت ہے کہ اُن سے
ملتا ہون اور خود تعلیم لیتا ہون اور اکثر اوقات شیطان ہوشمند اور عاقل آدمی پر ہجوم کرتا ہی اور خواہش نفسانی کو ایک دولہن کی
صورت مین اُس کی نظرون مین جلوہ گر کرتا ہی وہ شخص اُس کو دیکھکر شیطان کی قید مین پھنس جاتا ہے اور زیادہ قوی دشمن جسکی
زنجیر مین آدمی جکڑ جاتا ہے جہل و نادانی ہے اُس سے کم خواہش نفسانی ہی اُس کے بعد ایک دشمن ضعیف غفلت ہے جبتک ایمان
کی زرہ مومنون پر رہتی ہے اوس وقت تک دشمن کا تیر کارگر نہین ہوتا۔ حسن بن صالح کہتے ہین کہ شیطان آدمی کے
لیئے ننانوے دروازے نیکی کے کھولدیتا ہے جس سے ایک دروازہ برائی کا مقصود ہوتا ہے +

من قرأه يشك فيما قد كان حتى يتوهم انه لم يكن وفيما لم يكن حتى يظن انه قد كان فقال له
النظام فشك انت فى موت ابنك واعمل على انه لم يمت وان كان قد مات وشك ايضا انه قرأ
الكتاب وان كان لم يقرأه وحكى **ابو القاسم** البلخى ان رجلا من السوفسطائية كان يختلف الى بعض
المتكلمين فاتاه مرة فناظره فامر المتكلم باخذ دابته فلما خرج لم يرها فرجع اليه وقال سرقت دابتى
فقال ويحك لعلك لم تأت راكبا قال بلى قال فكر فقال هذا امر اتيقنه فجعل يقول له تذكر فقال
ويحك ما هو موضع تذكر انا لا اشك انى جئت راكبا قال فكيف تدعى انه لا حقيقة لشئ فان حال اليقظان
كحال النائم فوجم السوفسطائى ورجع عن مذهبه **فصل** قال ابو محمد النوبختى وقد زعمت فرقة من المتجاهلين
انه ليس للاشياء حقيقة واحدة فى نفسها بل حقيقتها عند كل قوم على حسب ما يعتقد فيه فان العسل
يجده صاحب المرة الصفراء مرا ويجده غيره حلوا قالوا فكذلك العالم قديم
عند من اعتقد قدمه محدث عند من اعتقد حدوثه واللون جسم عند من
يعتقده جسما وعرضا عند من اعتقده عرضا قالوا فلو توهمنا عدام المعتقدين
وقف الامر على وجود من يعتقد قال وهولاء من جنس السوفسطائية فيقال لهم اقولكم

ترجمہ جو اسکو پڑھتا ہی اُس کو ہو چکی ہوئی چیز وںمین شک پڑتا ہے یہانتک کہ اُس کو وہم ہو جاتا ہی۔ کہ نہین ہوئین اور جو باتین نہین
ہوئین اُن مین شبہہ ہوتا ہی حتی کہ خیال کر لیتا ہے کہ ہو چکین نظام کہتے ہین بیٹے صالح سے کہا کہ پھر اب تم بھی اپنے بیٹے کے مرنے
مین شک کرو اور اسپر عمل کرو کہ وہ نہین مرا گو کہ مر چکا اور شبہہ مین پڑ جاؤ کہ اُس نے کتاب الشکوک پڑھ لی اگرچہ نہین پڑھی +
ابو القاسم بلخی حکایت کرتے ہین کہ ایک سوفسطائی شخص کسی متکلم کے پاس آیا جایا کرتا تھا ایک بار اُن کے پاس آیا اور ان سے
مناظرہ کیا اُن عالم نے کسی سے کہدیا کہ اس شخص کی سواری کہین لیجاؤ۔ جب وہ سوفسطائی باہر آیا تو اپنی سواری کو نہ پایا عالم کے پاس آ
گیا اور کہنے لگا کہ میری سواری چوری گئی عالم نے جوابدیا کہ یہ کیا کہتے ہو شاید تم سواری پر نہ آئی ہو گے اُسنے کہا کیون نہین عالم نے کہا سوچ لو
وہ کہنے لگا مین اس امر کا یقین کرتا ہون عالم نے بار بار کہنا شروع کیا کہ یاد کر لو وہ کہنے لگا آپ کیا فرماتے ہین یہ کچھ یاد کرنیکی بات نہین مجکو
کامل یقین ہی کہ مین سوار ہو کر آیا ہون عالم نے کہا پھر تم کیونکر دعوے کرتے ہو کہ شیا کی کوئی حقیقت نہین کیونکہ حالت بیداری اور حالت خواب
یکسان ہے سوفسطائی لاجواب ہوا اور اپنی مذہب سے رجوع کیا **فصل** ابو محمد نوبختی نے کہا کہ ایک نادانون کا جرگہ خیال کرتا ہی کہ اشیا کی حقیقت
خاص ایک نہین بلکہ ہر شی کی حقیقت ہر قوم کے نزدیک اُن کی اعتقاد کے موافق ہی مثلاً شہد صفراوی مزاج والے کو تلخ معلوم ہوتا ہی اور دوسرے کو
شیرین اسیطرح عالم کو بھی جو لوگ قدیم مانتے ہین اُنکے نزدیک قدیم ہی جو حادث جانتے ہین اُنکے نزدیک حادث ہی اور رنگ کو جو لوگ جسم فرض کرتے
ہین اُنکے نزدیک جسم ہی اور جو عارض سمجھتے ہین اُنکے نزدیک عارض ہی پھر وہ کہتے ہین کہ اب ہم اگر اعتقاد رکھنے والونکو بھی معدوم خیال کرین۔
تو یہ اعتقاد رکھنے والے کے وجود پر موقوف ہوگا نوبختی نے کہا یہ لوگ بھی سوفسطائیہ کی قسم سی ہین ان کے جواب مین کہا جاتا ہی کہ کیا یہ تمہارا قول

وقال المصنف قلت وقد رد هذا الكلام ابو الوفا ابن عقيل فقال ان اقواما قالوا كيف نتكلم مع هؤلاء وغاية
ما يمكن المجادل ان يقرب المعقول الى المحسوس ويستشهد بالشاهد فيستدل به على الغائب وهؤلاء لا
يقولون بالمحسوسات فبم يكلمون قال وهذا كلام ضيق العطن ولا ينبغي ان يؤيس من معالجة هؤلاء فان ما اعتراهم ليس باكثر
من الوسواس فلا ينبغي ان يضيق عطنا عن معالجتهم فانهم قوم اخرجتهم عوارض انحراف مزاج وما مثلنا و
مثلهم الا كمثل رجل رزق ولدا احول فلا يزال يرى القمر بصورة قمرين حتى انه لم يشك في ان في السماء قمرين
فقال له ابوه انما القمر واحد وانما السوء في عينك غط عينك الحولاء وانظر فلما فعل قال ارى قمرا واحدا لاني
غطيت احدى عيني فغاب احدهما فجاء من هذا القول شبهة ثانية فقال له ابوه ان كان ذلك كما ذكرت
فغط الصحيحة ففعل فرأى قمرين فعلم صحة ما قاله ابوه **وعن** محمد بن عيسى النظام قال
مات ابن لصالح بن عبد القدوس فمضى اليه ابو الهذيل ومعه النظام وهو غلام
حدث كالمتوجع له فرآه منحرفا فقال له ابو الهذيل لا اعرف لجزعك وجها اذ كان
الناس عندك كالزرع فقال صالح يا ابا الهذيل انما اجزع عليه لانه لم يقرأ
كتاب الشكوك فقال له ابو الهذيل وما كتاب الشكوك قال هو كتاب وضعته

ترجمہ مصنف نے کہا میں کہتا ہوں کہ اس کلام کو ابوالوفا ابن عقیل نے رد کیا۔ اور کہا ہے ایک جماعت کا قول ہے کہ ہم سوفسطائیون
سے کیا کلام کریں کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ مباحثہ کرنے والا معقول کو محسوس سے ملائے اور شاہد کو پیش کر کے اوسکی وجہ سے غائب
دلیل لاوے حالانکہ یہ لوگ سرے سے محسوسات ہی کے قائل نہیں ابوالوفا کہتے ہیں اور یہ کلام تنگ حوصلگی ہے نہ چاہیئے کہ ان لوگوں کے معالجہ سے مایوس ہو کر فارغ ہو جائیں
کیونکہ اُن کو جو کچھ خبط ہوا ہے وہ فقط وسواس سے زیادہ نہیں لہذا ایسا زیبا نہیں کہ اُن کے تعرض سے حوصلہ تنگ کیا جاوے کیونکہ یہ
وہ لوگ ہیں جنکو برگشتگی مزاج کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ ہماری اور اُن کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو خدا نے بھینگا بیٹا بخشا وہ ہمیشہ
ایک چاند کو دو چاند دیکھتا ہے حتے کہ اُس کو اس امر میں کوئی شک وشبہہ نہیں رہتا کہ آسمان پہ دو چاند ہیں اُس سے اُس کا باپ کہتا ہے
کہ چاند ایک ہی ہے یہ صرف قصور تیری آنکھ کا ہے اپنی عیب دار آنکھ بند کر کے دیکھ جب وہ لڑکا اسطرح کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں ایک چاند
اسوجہ سے دیکھتا ہوں کہ ایک آنکھ بند کیے ہوں دوسرا چاند غائب ہو گیا اب اس قول سے ایک اور شبہہ پیدا ہو گیا پھر اسکو باپ نے کہا
کہ اگر تیرے قول کے مطابق اسوجہ سے ایک چاند جاتا رہا۔ تو اچھی آنکھ بند کر کے نظر کر جب اُس نے ایسا کیا تو دو چاند دکھائی دیے اب
اُس نے باپ کی بات کو درست جانا محمد بن عیسی نظام نے کہا۔ کہ صالح بن عبدالقدوس کا ایک بیٹا مر گیا اُس کے پاس ابو الہذیل کا گذر ہوا میں
بھی اُنکے ہمراہ تھا اور اس زمانے میں لڑکا تھا صالح نے دردناک آواز سے گفتگو کی اس کی حالت متغیر دیکھکر ابو الہذیل نے کہا کہ مجھے تمہارے
رنج وغم کی کوئی وجہ نہیں کھلتی کیونکہ تمہارے نزدیک آدمی ایسے ہیں جیسے کھیتی صالح نے جواب دیا کہ اے ابو الہذیل میں بیٹے کا غم محض اسلئے کرتا
ہوں کہ اُس نے کتاب الشکوک کو نہ پڑھا ابو الہذیل نے پوچھا کتاب الشکوک کیا ہے کہنے لگا۔ ایک کتاب ہے جو میں نے تصنیف کی ہے

وما احسن ما قال بعض العرب ان البعرة تدل على البعير فهيكل علوى بهذه اللطافة ومركز سفلى بهذه الكثافة اما يدلان على اللطيف الخبير ثم لو تامل الانسان في نفسه لكفت دليلا وشفت غليلا فان في هذا الجسد من الحكم ما لا يسع ذكره في كتاب ومن تامل تحديد الاسنان لتقطع وتعريض الاضراس لتطحن واللسان يقلب الممضوغ وتسلط الكبد على الطحن للطعام لينضجه ثم ينفذ الى كل جارحة قدر ما يحتاج اليه من الغذاء وهذه الاصابع التي قد هيئت فيها العقد لتنطوي وتنفتح فيمكن العمل ولم تجوف لكثرة عملها اذ لو جوفت لصدمها الشيء القوي فكسرها وجعل بعضها اطول من بعض لتستوي اذا ضمت واخفى ما في البدن ما به قوامه وهو النفس التي اذا ذهبت فسد والعقل الذي يرشد الى المصالح وكل شيء من هذه الاشياء ينادي افي الله شك وانما يخبط الجاحد لانه طلبه من حيث الحس ومن الناس من جحده لانه ما اثبت وجوده من حيث الجملة لم يدركه من حيث التفصيل فجحد اصل الوجود ولو اعمل هذا فكره لعلم ان لنا شيئا لا تدرك الا جملة كالنفس والعقل ولم يمنع احد من اثبات وجودهما وهل الغاية الا اثبات الخالق جملة وكيف يقال هو وما هو ولا كيفية ولا ماهية ومن

ترجمہ کسی عرب نے کیا خوب کہا ہی البعرة تدل على البعير فهيكل علوى بهذه اللطافة ومركز سفلى بهذه الكثافة اما يدلان على اللطيف الخبير یعنی اونٹ کی مینگنی اونٹ پر دلالت کرتی ہے۔ پھر پیکر علوی اس لطافت سے اور مرکز سفلی اس کثافت سے کیا لطیف و خبیر پر دلالت نہیں کرتے پھر اگر انسان اپنی نفس مین تامل کرے تو اُس کے واسطے ایک کافی و شافی دلیل موجود ہے کیونکہ اس جسم انسانی مین وہ حکمتین ہین جن کے بیان کی کتاب مین گنجایش نہین جو شخص غور کریگا کہ دانت اس لیئے تیز ہین تاکہ ٹکڑے کرین ڈاڑہین اسلیئے چوڑی ہین کہ پیس ڈالین اور زبان لقمہ کو اولٹتی پلٹتی ہے اور جگر طعام پر مسلط ہے اُسے پکاتا ہے پھر ہر خارجی حصہ کو بقدر ضرورت غذا پہونچاتا ہے اور ان انگلیونمین اسلیئے گرہین لگائین تاکہ کھلین اور بند ہوجائین اور کام کرسکین پھر انگلیون کو ہڈی سے خالی نرا گوشت ہی نہ رکھا کیونکہ اگر پولی ہوتین تو مضبوط چیز سے اُنہین صدمہ پہونچتا اور ٹوٹ جاتین پھر کوئی انگلی بڑی کوئی چھوٹی بنائی جب سب ملجاتی ہین تو برابر ہو جاتی ہین اور بدن انسانی مین اُس چیز کو پوشیدہ کیا جس سے بدن قائم ہے۔ وہ نفس ہے جس کے نکلجانے سے بدن فاسد ہو جاتا ہے۔ اور عقل ہے جو مصلحتون کی ہدایت کرتی ہے ان چیزون مین سے ہر ایک باواز بلند پکار کر کہتی ہے کہ افی اللہ شک کیا خدا کی ہستی مین کوئی شبہہ ہے منکرین فقط اسوجہ سے بیراہ ہوگئے کہ اُنہون نے خدا کو حس ظاہری کے ذریعے سے طلب کیا بعض لوگون نے اسلیئے خدا کا انکار کیا کہ جسکا وجود اجمالی طور پر ثابت کیا گیا اُنہون نے تفصیلی حیثیت سے اُسکا ادراک نکیا لہذا اصل وجود ہی سے منکر ہوگئے اور اگر یہ لوگ اپنے غور و فکر کو کام مین لاتے تو جان لیتے کہ خود ہم مین ایسی چیزین ہین جنکا ادراک ہم اجمالی طور پر کرتے ہین جیسے نفس اور عقل حالانکہ کوئی انکا وجود ثابت کرنے سے باز نہین رہا اور زیادہ سے زیادہ اتنا ہی کہ خالق کا وجود مجمل طور پر ثابت کیا جاتا ہے اور یہ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ وہ کیسا ہے اور کیا ہے جب کہ نہ اُس کی کوئی کیفیت ہے نہ ماہیت

فیقولون هو صحیح عندنا باطل عند خصمنا قلنا دعواکم صحۃ قولکم مردودۃ واقرارکم بان مذہبکم عند خصمکم باطل شاھد علیکم ومن شہد علی قولہ بالبطلان من وجہ فقد کفی خصمہ بتبیین فساد مذہبہ ومما یقال لہم اتثبتون للمشاھدۃ حقیقۃ فان قالوا لا لحقوا بالاولین وان قالوا حقیقتنا علی حسب الاعتقاد فقد نفوا عنہا الحقیقۃ فی نفسہا وصار الکلام معہم کالکلام مع الاولین **فصل** قال النوبختی ومن ھؤلاء من قال ان العالم فی ذوب وسیلان قالوا ولا یمکن الانسان ان یتفکر فی الشیٔ الواحد مرتین لتغیر الاشیاء دائما فیقال لہم کیف علمتم ھذا وقد انکرتم ثبوت ما یوجب العلم وربما کان احدکم الذی نجیبہ الان غیر الذی کلمنا **ذکر تلبیسہ علی الدھریۃ قال المصنف** قد اوھم ابلیس خلقا کثیرا انہ لا الہ ولا صانع وان ھذہ الاشیاء کانت بلا مکون وھؤلاء لما لم یدرکوا الصانع بالحس ولم یستعملوا فی معرفتہ العقل جحدوہ وھل یشک ذو عقل فی وجود صانع فان الانسان لو مر بقاع لیس فیہا بنیان ثم عاد فرای حائطا مبنیا علم انہ لا بد لہ من بان بناہ فہذا المہاد الموضوع وھذا السقف المرفوع وھذہ الابنیۃ العجیبۃ والقوانین الجاریۃ علی وجہ الحکمۃ اما تدل علی صانع

ترجمہ تو وہ کہیں گے کہ ہاں ہمارے نزدیک صحیح ہے اور ہمارے مخالف کے نزدیک باطل ہی ہم جواب دیںگے کہ تمہارے قول کا صحیح ہونا مردود ہے اور تمہارا یہ اقرار کرنا کہ تمہارا مذہب تمہارے مخالف کے نزدیک باطل ہے تم پہ حجت ہے اور جو کسی وجہ سے اپنے قول کے باطل ہونے پر حجت لائے تو اُس کا مخالف اسکے فساد مذہب کے ظاہر کرنے میں کافی و غالب ہوجائیگا اور ایک دوسرا جواب اس قوم کا یہ ہے کہ اُن سے پوچھا جاوے تم مشاہدہ کے لیئے کوئی حقیقت ثابت کرتے ہو یا نہیں اگر وہ کہیں کہ نہیں تو اسکا جواب اول الذکر جماعت میں مذکور ہو چکا اور اگر کہیں کہ مشاہدہ کی حقیقت اعتقاد پر موقوف ہے تو انہوں نے آپ ہی نفس حقیقت کی نفی کر دی اب اُن کے ساتھ وہی کلام ہوگا جو پہلے فرقہ کیساتھ تھا **فصل** نوبختی نے کہا اس قوم میں سے بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ عالم پگھلتا رہتا ہے اور بہتا رہتا ہے اُن کا قول ہے کہ انسان ایک شیٔ کو دوبارہ ذہن میں نہیں لا سکتا کیونکہ اشیاء ہمیشہ متغیر ہوتی رہتی ہیں اُن کو جواب دیا جاتا ہے کہ تم کو یہ علم کہاں سے آگیا حالانکہ تم خود اُسی چیز کا انکار کرتے ہو جسکی وجہ سے یہ علم آیا۔ دوسرے جب ہم تم میں سے کسیکو جواب دینگے تو وہ شخص اب وہ نہ ہوگا جس سے ہم نے کلام کیا تھا (**شیطان کی تلبیس کا ذکر دہریہ پر**) **مصنف**رح نے کہا ابلیس نے بہت سی مخلوق کو وہم میں ڈال دیا ہے کہ نعوذ باللہ کوئی معبود اور صانع نہیں اور یہ اشیاء بغیر کسی موجود کنندہ کے وجود میں آگئیں ان لوگوں نے جبکہ صانع کو حس کے ذریعہ سے نہ پایا۔ اور اسکی معرفت کے لیے عقل کو کام میں نہ لائے تو اُس کی ہستی کا انکار کر بیٹھے کیا بھلا کوئی عاقل آدمی صانع کے وجود میں شک لا سکتا ہے اگر انسان کا گذر کسی میدان میں ہوتا ہے جہاں کوئی عمارت نہو پھر کبھی دوبارہ وہاں دیوار کھڑی دیکھے تو یقینا جانیگا۔ کہ اس دیوار کا کوئی بنانیوالا ہی پھر کیا یہ فرش زمین اور یہ آسمان بلند اور یہ عجیب بنیادیں اور حکمت کی موافق جاری قوانین صانع مطلق پر دلالت نہیں کرتے

وجواب هذا ان نقول اجتماع الطبائع دليل على وجودها لا على فعلها ثم قد ثبت ان الطبائع لا تفعل الا باجتماعها وامتزاجها وذلك يخالف طبيعتها فدل على انها مقهورة وقد سلموا انها ليست بحية ولا عالمة ولا قادرة ومعلوم ان الفعل المتسق المنتظم لا يكون الا من عالم حكيم فكيف يفعل من ليس بعالم عالما ومن ليس بقادر قادرا فان قالوا فلو كان الفاعل حكيما لم يقع في بنائه خلل ولا وجدت هذه الحيوانات المضرة فعلم انه بالطبع قلنا ينقلب هذا عليكم بما صدر منه من الامور المنتظمة المحكمة التي لا يجوز ان يصدر مثلها من طبع فاما الخلل المشار اليه فيمكن ان يكون للابتلاء والردع والعقوبة او في طيه منافع لا نعلمها ثم اين فعل الطبيعة من شمس تطلع في نيسان على انواع من الحبوب فترطب الحصرم والخلالة وتنشف البرة وتيبسها ولو فعلت طبعا ليبست الكل او رطبته فلم يبق الا ان الفاعل المختار استعملها بالمشية في تيبيس هذه للادخار ونضج هذه للتناول والعجب ان التي وصلت اليها اليبس في انه لا تلقى جرمها والتي رطبتها تلقى جرمها ثم انها تبيض ورد الخشخاش وتحمر الشقائق وتحمض الرمان وتحلي العنب

والماء واحد وقد اشار عز وجل الى هذا بقوله سبحانه يسقى بماء واحد ونفضل بعضها على بعض في الاكل

ترجمہ جواب اسکا یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں طبائع کا اجتماع تو اسکی دلیل ہے کہ طبائع موجود ہیں نہ یہ کہ وہ خود فاعل ہیں۔ پھر یہ بھی ثابت ہوا کہ طبائع بغیر اجتماع اور باہمی آمیزش کے فعل نہیں کرتیں اور یہ امر خود طبائع کی طبیعت کے خلاف ہے جس سے ثابت ہوا کہ طبائع مجبور و مقہور ہیں اور یہ امر مسلم ہے کہ طبائع میں حیات اور علم اور قدرت نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایک با انتظام اور باقاعدہ فعل کسی عالم و دانا ہی سے سرزد ہوگا پھر جب کوئی چیز خود عالم نہیں وہ دوسرے عالم کا فاعل کب ہو سکتی ہے اور جس میں خود قدرت نہیں وہ ایک قادر کا فاعل کیا ہوگی اگر منکرین کہیں کہ فاعل اگر حکیم و دانا ہوتا تو اسکی عمارت میں خلل نہ پایا جاتا اور یہ موذی حیوانات موجود نہ ہوتے معلوم ہوا کہ سب کچھ طبیعت سے ہے ہم جواب دینگے کہ یہ اعتراض تمہیں پر لوٹتا ہے کہ اس سے جو امور با انتظام اور استوار صادر ہوئے طبیعت سے ایسے امور صادر نہیں ہو سکتے اور خلل جو تم کہتے ہو تو ممکن ہے کہ امتحان اور تنبیہ اور سزا کی غرض سے ہو یا اس خلل میں ایسے منافع پوشیدہ ہوں جنہیں ہم نہیں جانتے پھر ہم پوچھتے ہیں کہ ماہ نیسان میں آفتاب کی طبیعت کا اثر کہاں چلا جاتا ہے کہ انواع و اقسام کے غلوں اور میووں پر طلوع ہوتا ہے پھر غورہ انگور وغیرہ کو تر کرتا ہے اور گیہوں کا عرق کھینچکر اسکو خشک کر دیتا ہے اگر آفتاب کا فعل طبعاً ہوتا۔ تو سب کو خشک کر دیتا۔ یا تر کر ڈالتا۔ اب فاعل مختار کے سوا کوئی نہ رہا جس نے اپنی مرضی کے موافق آفتاب سے کام لیا کہ ایک کو ذخیرہ کیلئے خشک کر دیا اور دوسرے کو کھانیکے لیئے تر رکھا۔ اور لطف یہ ہے کہ جسکو حرارت آفتاب نے خشکی پہونچائی ہے وہ غلاف میں ہوتا ہے اور اسکے جسم سے حرارت ملحق نہیں ہوتی اور جسکے جسم سے ملی ہوتی ہے اُس کو تر رکھا یعنی گیہوں کو خشک کر دیا اور انگور کو تری پہنچائی پھر وہی حرارت خشخاش کی پھول کو سفید کرتی ہے اور گل لالہ کو سرخ بناتی ہے اور انار کو کھٹ مٹھا رکھتی ہے اور انگور کو ترشی پہونچاتی ہے حالانکہ پانی ایک ہی ہے اور اسی کیطرف اللہ اشارہ فرماتا ہے یسقی بماء واحد و نفضل بعضہا علے بعض فی الاکل یعنی میوہ جات ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں اور ہم کہا میں بعض کو بعض پر فوقیت دیتے ہیں

الطبائع الاربع

باطنة

ومن الادلة القطعية على وجوده ان العالم حادث بدليل انه لا يخلو من الحوادث وكل ما لا ينفك من الحوادث حادث ولابد لحدوث هذا الحادث من سبب وهو الخالق سبحانه وللملحدين اعتراض يتطاولون به على قولنا لابد للصنعة من صانع فيقولون انما تعلقتم فى هذا بالشاهد واليه تقاضيتم فنقول كما انه لابد للصنعة من صانع فلابد للصورة الواضعة من الصانع من مادة تقع الصورة فيها كالخشب لصورة الباب والحديد لصورة الفاس قالوا فدليلكم الذى تثبتون به الصانع يوجب قدم العالم والجواب انه لا حاجة بنا الى مادة بل نقول ان الصانع اخترع الاشياء اختراعًا فانا نعلم ان الصور فى الاشكال المتجددة فى الجسم كصورة الدولاب ليس لها مادة وقد اخترعها ولابد لها من مصور فقد اريناكم صورة وهى شئ جاءت لا من شئ ولا يمكنكم ان ترونا صنعة جاءت لا من صانع ذكر تلبيسهم على الطبائعيين قال المص لما راى ابليس قلة موافقته على جحد الصانع لكون العقول شاهدة بانه لابد للمصنوع من صانع حسن لاقوام ان هذه المخلوقات فعل الطبيعة وقال ما من شئ يخلوق الا من اجتماع الطبائع الاربع فيه فدل على انها الفاعله

ترجمہ اللہ تعالی کے وجود کی قطعی دلائل مین سے ایک یہ ہے کہ عالم حادث ہے کیونکہ وہ حوادث سے خالی نہین اور جو چیز کہ حوادث سے بچی نہو وہ حادث ہو اب اس حادث کے حدوث کا کوئی سبب ہونا ضرور ہے وہی سبب خالق سبحانہ وتعالی ہی **ملحدین** زبان درازی سے ہمارے اس قول پر اعتراض کرتے ہین کہ صنعت کے لیے کوئی صانع ضرور ہوتا ہے وہ کہتے ہین کہ تمہارا اس بارے مین اس دلیل پر دار مدار ہے اور اسی دلیل سے تم فیصلہ کرتے ہو ہم کہین گے کہ جسطرح صنعت کے لیے صانع کا ہونا ضرور ہے اسی طرح اُس صورت کیلیئے جو صانع نے بنائی ایک مادہ کا ہونا لازمی ہے جسمین وہ صورت واقع ہو جیسے لکڑی دروازے کی صورت کے لیے اور لوہا کلھاڑی کی صورت کے واسطے ملحدین کہتے ہین کہ اب جس دلیل سے تمنے صانع کا وجود ثابت کیا تھا اُسی دلیل سے عالم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے **جواب** یہ ہے کہ ہمکو مادہ کی کوئی حاجت نہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ صانع نے اشیاء کی ایجاد واختراع کی ہے کیونکہ ہم جانتے ہین کہ جسم مین صورتین اور اشکال متجددہ جیسے دولاب کی صورت اُس مین کوئی مادہ نہین حالانکہ صانع نے اس صورت کو اختراع کیا ہے اور اُس کے لیے مصور کا ہونا ضرور ہے اب ہم نے تم کو ایک ایسی صورت دکھا دی جسکا وجود عدم محض سے ہوا۔ اور تم ہم کو کوئی ایسی صنعت نہین دکھا سکتے جو بغیر کسی صانع کے ظہور مین آئی ہو۔

شیطان کی تلبیس کا ذکر طبائعیین پر **مصنف** رح نے کہا کہ جب شیطان نے دیکھا۔ کہ صانع کا انکار کرنے مین اُسکی بات کم مانی جاتی ہے کیونکہ عقلین اس بات کی شاہد ہین کہ مصنوع کے لیے صانع کا ہونا لازم ہے تو چند اقوام کی نگاہون مین اس عقیدہ کو زینت دی کہ یہ تمام مخلوقات صرف طبیعت کا فعل ہے اور سمجھایا کہ دنیا مین جو اشیا ہین وہ سب چارون طبیعتون کے جتماع سے پیدا ہوتی ہین جس سے معلوم ہوا کہ وہ طبیعتین ہی فاعل ہین

مختلفة فیما یتعلق بالنور والظلمة ومذاهب سخیفة فمنها انه فرض علیهم سائی ان لا یدّخروا الاقوت یوم
وقال بعضهم علی الانسان صوم سُبع العمر وترك الکذب والبخل والسحر وعبادة الاوثان والزنا والسرقة
وان لا یؤذی ذا روح فی مذاهب طریقة اخترعوها بواقعاتهم الباردة وذکر یحیی بن بشر النهاوندی
ان قوما منهم یقال لهم الدیصانیة زعموا ان طینة العالم کانت طینة خشنة وکان تحال جسم الباری
الذی هو النار زمانا فتاذی بها فلما طال ذلك علیه قصد تنحیتها عنه فتوصل فیها واختلط بها فترکب من بینهما
هذا العالم النوری والظلمی فما کان من جهة الصلاح فمن النور وما کان من جهة الفسا فمن الظلمة وهؤلاء
یقتلون الناس ویخیفونهم ویزعمون انهم یخلصون بذلك النور من الظلمة فی مذاهب سخیفة والذی
حملهم علی هذا انهم راؤا فی العالم شرا واختلافا فقالوا لا یکون من اصل واحد شیئان متضادان کما لا
یکون فی النار التسخین والتبرید وقد رد العلماء علیهم فی قولهم ان الصانع اثنان فقالوا لو کانا اثنین لم یخل ان یکونا قادرین
او عاجزین او احدهما قادر والاخر عاجز لا یجوز ان یکونا عاجزین لان العجز یمنع ثبوت الالهیة ولا یجوز ان یکون احدهما
عاجزا فبقی ان یقال هما قادران فیتصور ان احدهما یرید تحریك هذا الجسم فی حالة واحدة یرید الاخر

ترجمہ نور اور ظلمت کے متعلق مختلف بیان کیے ہیں۔ اور پوچ عقاید ذکر کیے ہیں اُنمین سے ایک یہ ہی کہ اُنپر محنت و مشقت فرض
ہے اور ایک دِن کی خوراک سے زیادہ ذخیرہ نہ جمع کرین بعض کہتے ہین کہ انسان پر عمر کے ساتوین حصے کی مدت کے روزے رکھنا اور جھوٹ
اور بخل اور جادو اور بت پرستی اور زنا اور چوری چھوڑ دینا فرض ہے اور کسی ذی رُوح کو ایذا نہ دینا چاہیئے اس بارے مین اُنکی مذاہب مین
جو اُنہون نے اپنے خیالات ناقصہ سے ایجاد کر لیے ہین یحییٰ ابن بشر نہاوندی نے ذکر کیا کہ اُنمین سے ایک قوم ہے جنکو دیصانیہ کہتی
ہین اُنکا خیال ہی کہ عالم کی طینت سخت و درشت تھی تو وہ طینت ایک زمانہ تک جسم باری تعالیٰ مین جسکو نار کہتے ہین حلول کیے رہی باری تعالےٰ
نے اس سے تکلیف پائی جب اُسکو ایک زمانہ گذرا تو اُس نے اپنے جسم سے اُس طینت کو جدا کرنا چاہا وہ جسم طینت مین ملگیا اور گڈمڈ ہوگیا
اسی جسم اور طینت سے یہ عالم مرکب ہوا جو کہ نوری اور ظلمی ہے اب جو کچھ صلاح کی قسم سے ہوتا ہے وہ نور کیطرف سے ہے اور جو
فساد کی قسم سے ہو وہ ظلمت کی جانب سے ہی جن لوگون کا یہ عقیدہ ہی وہ آدمیونکو قتل کرتے اور آزار پہونچاتے مین اور اپنے
باطل مذہب کے رو سے خیال کرتے ہین کہ اس حرکت سے نور کو ظلمت سے جُدا کرتے ہین اُن کو اس عقیدہ پر جس نے مجبور کیا وہ یہ ہے کہ اُنہون
عالم مین شر اور اختلاف دیکھا۔ لہٰذا سمجھ گئے کہ ایک اصل سے دو متضاد چیزین ظاہر نہین ہو سکتین جسطرح آگ مین گرمی اور
سردی نہین جمع ہو سکتین۔ علما نے اُنکے اس قول کو کہ صانعِ عالم دو ہین یون رد کیا ہے کہ اگر خدا دو ہوتے تو ضرور
ہے کہ دونون یا قادر ہوتے یا عاجز یا ایک قادر ہوتا اور دوسرا عاجز۔ اب یہ تو ممکن نہین کہ دونون عاجز ہون کیونکہ عجز کے ساتھ الٰہیت
کا ثبوت نہین ہو سکتا اور یہ بھی جائز نہین کہ دونون مین سے ایک عاجز ہو لہٰذا ایک صورت باقی رہگئی کہ دونون قادر ہون اب خیال مین آتا ہی
کہ دونون مین سے ایک قادر کسی جسم کو ایک حالت مین حرکت دینا چاہتا ہی اور دوسرا

النور

ذکر تلبیسہ علی الثنویۃ قال المصنف وهم قوم قالوا صانع العالم اثنان ففاعل الخير نور وفاعل الشر ظلمة وهما قديمان لم يزالا ولن يزالا قويين حساسين دراكين سميعين بصيرين وهما مختلفان في النفس والصورة متضادان في الفعل والتدبير فجوهر النور فاضل حسن صاف نقي طيب الريح حسن المنظر ونفسه نفس خيرة كريمة حكيمة نفاعة منها الخير واللذة والسرور والصلاح وليس فيها شيء من الضرر ولا من الشر وجوهر الظلمة على ضد ذلك من الكدر والنقص ونتن الريح وقبح المنظر ونفسها نفس شريرة بخيلة سفيهة منتنة ضارة منها الشر والفساد كذا حكاه ابو محمد النوبختي عنهم قال وزعم بعضهم ان النور لم يزل فوق الظلمة وقال بعضهم بل كل واحد الى جانب الآخر وقال اكثرهم النور لم يزل مرتفعا في ناحية الشمال والظلمة منحطة في ناحية الجنوب ولم يزل كل واحد منهما مباينا لصاحبه قال النوبختي وزعموا ان كل واحد منهما له اجناس خمسة اربعة منها ابدان وخامس هو الروح وابدان النور الاربعة النار والنور والريح والماء وروحه النسيم ولم يزل يتحرك في هذه الابدان وابدان الظلمة اربعة الحريق والظلمة والسموم والضباب وروحها الدخان وسموا ابدان النور ملائكة وسموا ابدان الظلمة شياطين وعفاريت وبعضهم يقول الظلمة تتوالد شياطين والنور يتوالد ملائكة وان النور لا يقدر على الشر ولا يجوز منه والظلمة لا تقدر على الخير ولا يجوز منها وذكر لهم مذاهب

ترجمہ شیطان کی تلبیس کا ذکر ثنویہ پر۔ **مصنف** نے کہا ثنویہ وہ قوم ہے جن کا مقولہ ہے کہ صانع عالم دو ہیں ایک فاعل خیر جو نور ہے دوسرا فاعل شر جو ظلمت ہے اور یہ دونوں قدیم ہیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے دونوں قوی حساس سمیع بصیر ہیں اور دونوں کے نفس اور صورت مختلف ہیں فعل اور تدبیر میں باہم برعکس ہیں جو جوہر نور ہے وہ صاحب فضل و حسن و صاف ہے خوشبو اور خوبصورت ہے اور نفس اس کا خیر و برکت والی اور جود و کرم والی اور دانا اور نفع رسان ہے اسی سے خیر اور لذت اور سرور اور بہتری ظاہر ہوتی ہے اس میں کسی قسم کی ضرر رسانی اور برائی نہیں اور جو جوہر ظلمت ہے وہ اُسکے برخلاف ہے اس میں کدورت اور نقص اور گندگی اور بدنمائی ہے اور اس کی ذات مفسد و کثیف ہے اور نادان اور زیاں دہ ہے اُسی سے جھگڑا اور فساد نکلتا ہے ثنویہ کی کتابوں میں ان کا یہ عقیدہ ابو محمد نوبختی نے اسیطرح نقل کیا ہے **نوبختی** نے کہا بعض ثنویہ کا خیال ہے کہ نور ہمیشہ ظلمت کے اوپر رہتا ہے بعض کا گمان ہے کہ ایک دوسرے کی جانب ہے اور اکثر کہتے ہیں کہ نور ہمیشہ جانب شمال بلند ہوتا رہا اور ظلمت جانب جنوب گرتی رہی اور دونوں ہمیشہ ایک دوسرے سے علیحدہ رہے **نوبختی** رح نے کہا ثنویہ کا مقولہ ہے کہ یہ دونوں خدا پانچ پانچ جنس پر منقسم ہیں جن میں سے چار جسم ہیں اور پانچویں روح نور کے چاروں جسم یہ ہیں نار۔ نور۔ ہوا۔ پانی اور روح روشنی ہے جو ان میں ہمیشہ متحرک رہتی ہے ظلمت کے چار جسم ہیں سوزش تاریکی غبار اور روح دھواں ہے انہوں نے نور کے اجسام کا نام ملائکہ ہے اور ظلمت کے اجسام کا نام شیاطین اور عفاریت رکھا ہے بعض کہتے ہیں کہ ظلمت سے شیاطین پیدا ہوتے ہیں اور نور سے ملائکہ توالد پاتے ہیں اور نور کو شر پر قدرت نہیں۔ اور نہ شر اوس سے ممکن ہے۔ ظلمت خیر پر قادر نہیں۔ اور نہ خیر اس سے ممکن ہے **نوبختی** رح نے اُنکے مذاہب

اکبرات

علی اکثر مما هو بذراع او اقل مما هو بذراع فان قالوا لا یمکن فهو تعجیز ولان ما لا یمکن ان یکون اکثر منه و لا اصغر
وجوده علی ما هو علیه واجب لا ممکن والواجب یستغنی عن علة وقد ستر وا مذهبهم بان قالوا الله عز وجل
صانع العالم وهذا یجوز عندهم لا حقیقة لان الفاعل مرید لما یفعله وعندهم ان العالم ظهر ضرورة
من الله تعالیٰ فعله ومن مذاهبهم ان العالم باق ابدا کما لا بدایة لوجوده فلا نهایة قالوا لانه معلول علة قدیمة
وان المعلول مع العلة ومتی کان العالم ممکن الوجود لم یکن قدیما ولا معلولا وقد قال جالینوس لو کانت
الشمس مثلا تقبل الانعدام ظهر فیها ذبول فی هذه المدة الطویلة فیقال له قد یفسد الشیٔ بغتة

مثالات

بالذبول ثم من این لهم انها لا تذبل فانها عندهم بمقدار الارض مائة وسبعین مرة ونحو ذلك فلو نقص
منها مقدار جبال لم یبن ذلك للحس ثم نحن نعلم ان الذهب والیاقوت یقبلان الفساد وقد یبقیان
سنین ولا یحس نقصانهما وانما الایجاد والاعدام بارادة القادر والقادر لا یتغیر فی نفسه ولا تحدث له
صفة وانما یتغیر الفعل بارادة قدیمة **فصل** وقد حکی ابو محمد الحسن بن موسی النوبختی فی کتاب الآراء
والدیانات ان سقراط کان یزعم ان اصول الاشیاء ثلثة علة فاعلة والعنصر والصورة قال الله عز وجل هو العقل العنصر

ترجمہ بلندی سے ایک آدھ ہاتھ کم زیادہ کردے۔ اگر وہ کہیں کہ یہ بات ممکن نہیں۔ تو یہ ایک تو خدا کو عاجز بنانا ہے دوسرے جس چیز
کا بڑھنا گھٹنا ممکن نہ ہو۔ اُس کا اپنی اصلی حالت پر موجود رہنا واجب ہے نہ ممکن اور جو چیز واجب ہوتی ہے۔ وہ علت سے مستغنی ہے
اس قوم نے جو یوں کہا کہ خدا تعالیٰ عالم کا صانع ہے تو در اصل اپنا مذہب چھپایا ہے عالم کا مصنوع ہونا اُنکے خیال میں جائز ہے
حقیقت میں نہیں کیونکہ فاعل اپنے فعل میں ارادہ کرنیوالا ہوتا ہے اور اُنکے نزدیک عالم کا ظہور ضروری ہے خدا کے فعل سے نہیں ہے
اس فرقہ کے مذاہب میں سے یہ بھی ہے کہ عالم ہمیشہ رہیگا۔ جسطرح اس کی ابتدا نہیں اُسیطرح انتہا بھی نہیں ہے کیونکہ عالم علت قدیمہ
کا معلول ہی اور معلول اپنی علت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اور جب عالم ممکن الوجود ہوا تو نہ قدیم ہوگا۔ اور نہ معلول ہوگا جالینوس نے
کہا ہے کہ مثلاً فرض کرو۔ اگر آفتاب قابل انعدام ہوتا تو اس قدر مدت دراز میں اوس پر پژمردگی ظاہر ہوتی اس کے جواب میں کہا
جاتا ہے کہ بہت سی چیزوں میں پژمردگی نہیں آتی بلکہ یکایک فاسد ہو جاتی ہیں علاوہ ازیں تمنے کیونکر جان لیا کہ آفتاب میں
پژمردگی اور کمی نہیں آئی۔ کیونکہ آفتاب فلاسفہ کے نزدیک زمین سے ایکسو ستّر حصے یا اُس سے کم و بیش بڑا ہے۔ پھر اگر اوس میں سے
پہاڑوں کے برابر کم بھی ہو جائے۔ تو وہ حس سے معلوم نہ ہوگا۔ پھر ہم جانتے ہیں کہ یاقوت اور سونا فاسد ہو جاتے ہیں حالانکہ
برسوں تک باقی رہتے ہیں اور انکا نقصان محسوس نہیں ہوتا۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ ایجاد اور اعدام اوسی قادر کے ارادہ سے ہے۔ جو کہ اپنی
ذات میں تغیر سے پاک ہے۔ اور اُس کی کوئی صفت حادث نہیں فقط اُس کا فعل متغیر ہوتا ہے جو ارادۂ قدیمہ کے متعلق ہے
فصل۔ ابو محمد حسن بن موسی نوبختی نے کتاب الآراء والدیانات میں نقل کیا ہے کہ سقراط کا خیال ہے
کہ اشیاء کے اصول تین ہیں۔ علت فاعلی۔ اور عنصر۔ اور صورت۔ وہ کہتا ہے۔ اللہ عز وجل تو عقل ہے۔ اور عنصر

فیها تسکینه ومن المحال وجود ما یریدانه فان تم مراد احدهما ثبت عجز الآخر وردوا علیهم فی قولهم ان النور یفعل
الخیر والظلمة تفعل الشر بانه لو هرب مظلوم فاستتر بالظلمة فهذا خیر قد صدر من شر ولا ینبغی مد النفس
الکلام مع هؤلاء فان مذاهبهم خرافات لا اصل لها **ذکر تلبیسه علی الفلاسفة وتابعیهم** قال المصنف
انما تمکن ابلیس من التلبیس علی الفلاسفة من جهة انهم انفردوا بآرائهم وعقولهم وتکلموا بمقتضی ظنونهم
من غیر التفات الی الانبیاء فمنهم من قال بقول الدهریة وانه لا صانع للعالم حکاه النوبختی وغیره عنهم وحکی یحیی بن
بشر النهاوندی ان ارسطاطالیس واصحابه زعموا ان الارض کوکب فی جوف هذا الفلک وان فی کل کوکب عوالم کما
فی هذه الارض وانهارا واشجارا کما فی هذه الارض وانکروا الصانع واکثرهم اثبت علة قدیمة للعالم ثم قال بقدم العالم وانه لم یزل
موجودا مع الله تعالی ومعلولا له ومساوقا غیر متاخر عنه بالزمان مساوقة المعلول للعلة والنور للشمس بالذات والرتبة
لا بالزمان فیقال لهم لم انکرتم ان یکون العالم حادثا بارادة قدیمة اقتضت وجوده فی الوقت الذی وجد فیه فان قالوا
فهذا یوجب ان یکون بین وجود الباری وبین المخلوقات زمان قلنا الزمان مخلوق ولیس قبل الزمان زمان ثم یقال
لهم هل کان الحق قادرا علی ان یجعل سمک الفلک

اس کے سکون کا خواہان ہے یہ دونون جس امر کا ارادہ کرتے ہین اُس کا ظہور مین آنا محال ہے کیونکہ اگر ایک کی مراد پوری ہوگی تو دوسرے کا عجز ثابت ہوگا۔ ثنویہ کے
اس مقولہ کو کہ فاعل خیر نور ہے اور فاعل شر ظلمت ہے۔ علماء نے یون رد کیا ہے کہ اگر کوئی مظلوم بھاگ کر ظلمت سے پناہ لے تو یہ خیر
ہے جو شر سے صادر ہوئی اس قوم کیساتھ کلام کرنے مین نفس کو راغب نہ کرنا چاہیے کیونکہ انکی مذاہب محض خرافات ہین جنکی کوئی اصل نہین ہے
(**شیطان کی تلبیس کا ذکر فلاسفہ اور اُن کے تابعین پر**) مصنفؒ نے کہا کہ شیطان نے فلاسفہ کو دھوکا
دینے پر اس جہت سے قابو پایا کہ یہ لوگ فقط اپنی رایون اور عقلون کے ہو رہے اور اپنے خیالات کی مطابق گفتگو کی انبیا علیہم السلام
کی طرف متوجہ نہین ہوئے ان مین سے بعض وہ ہین جو دہریہ فرقے کے ہم مشرب ہین اور کہتے ہین کہ عالم کا کوئی صانع نہین ہے فلاسفہ
کا یہ مقولہ نوبختی وغیرہ نے اُن کی کتابون سے نقل کیا یحییٰ بن بشر نہاوندی نے ذکر کیا کہ ارسطاطالیس اور اُسکے اصحاب
کا خیال ہے کہ زمین ایک ستارہ ہے جو کہ اس آسمان کے جوف مین ہے اور ہر ایک ستارے مین اس زمین کی طرح کے عالم ہین اور دریا اور درخت
ہین جیسے کہ زمین مین ہین اور یہ گروہ صانع کو نہین مانتا اور انہین سے اکثر وہ ہین جو عالم کے لیے علت قدیمہ ثابت کرتے ہین پھر عالم کو قدیم کہتے ہین
اور قائل ہین کہ عالم ہمیشہ خدا تعالی کے ساتھ موجود اور اُسکا معلول رہا اُس کے وجود سے پیچھے نہین ہٹا اُسکے ساتھ ساتھ ایسا رہا
جیسے کہ معلول علت کے ساتھ رہتا ہے اور نور شمس کیساتھ لازم ہے۔ اور یہ لزوم بالزمان نہین بلکہ بالذات اور بالرتبہ ہے اس گروہ کو جواب مین
کہا جاتا ہے کہ تم قدیم ارادہ کی جہت سے عالم کے حادث ہونے کا انکار کیون کرتے ہو کیونکہ ارادہ قدیمہ اس عالم کے اسیوقت موجود ہونے کو چاہتا تھا۔
جسوقت یہ عالم پایا گیا۔ پھر اگر وہ کہین کہ اس سے لازم آتا ہے کہ وجود باری اور وجود مخلوقات مین ایک زمانہ ہو تو ہم جواب دینگے کہ زمانہ خود
مخلوق ہے اور زمانہ سے پہلے کوئی زمانہ نہین۔ پھر اس قوم سے کہا جاتا ہے کہ تم یہ بتاؤ۔ کہ آیا خدا مین یہ قدرت ہے کہ آسمان کے دل کو موجودہ

قال المصنف هذا الذی ذکرہ یحیی بن بشر نقلته من نسخة بالنظامیة قد کتبت منذ مائتین وعشرین سنة ولولا انه قد قیل ونقل وفی ذکرہ بیان ما قد فعل ابلیس فی تلبیسه لکان الاولی الاضراب عن ذکرہ تعظیما لله عز وجل ان یذکر بمثل هذا ولکن قد بینا وجها لفائدة فی ذکرہ **فصل** وقد ذهب اکثر الفلاسفة الی ان الله تعالی لا یعلم شیئا وانما یعلم نفسه وقد ثبت ان المخلوق یعلم نفسه ویعلم خالقه فقد زاد مرتبة المخلوق علی رتبة الخالق **قال المصنف** وهذا اظهر فضیحة من ان یتکلم علیه فانظر الی ما زینه ابلیس لهؤلاء الحمقی مع ادعائهم کمال العقل وقد خالفهم ابو علی بن سینا فی هذا فقال بل یعلم نفسه ویعلم الاشیاء الکلیة ولا یعلم الجزئیات وتلقف هذا المذهب منهم المعتزلة فکانهم استکثروا المعلومات والحمد لله الذی جعلنا ممن ینفی عن الله سبحانه وتعالی الجهل والنقص ونؤمن بقوله أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وقوله وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وذهبوا الی ان علم الله وقدرته هو ذاته وقد زعموا انهم بذلك یتنزهون عن ان یثبتوا قدیمین وجوابهم ان یقال انه قدیم واحد موصوف بصفات الکمال **فصل قال المصنف** وقد انکرت الفلاسفة بعث الاجساد ورد الارواح الی الابدان ووجود جنة و

مار زینه لهؤلاء

ترجمہ۔ مصنفرحمہ اللہ نے کہا یہانتک جو کچھ ذکر ہوا۔ وہ یحیی بن بشر نے بیان کیا ہے جسکو مینے نظامیہ مین ایک نسخہ سے نقل کیا جو آغاز سنہ ۲۲۰ھ مین لکھا گیا تھا۔ اور اگر اسکے نقل کرنے سے ابلیس کے تلبیس کا بیان مقصود نہوتا تو اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے سبب سے اس بیان سے روگردانی بہتر ہوتی ایسی ناشائستہ عقائد کا ذکر کرنا زیبا نہین لیکن ہمنے اُسکے ذکر کرنے مین فائدہ کی صورت بیان کردی +

فصل اکثر فلاسفہ اس طرف گئے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو کچھ علم نہین فقط اپنی ذات کا علم ہے حالانکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہو کہ مخلوق کو اپنی ذات کا علم ہے۔ اور اپنے خالق کا بھی علم ہے۔ تو گویا انہون نے مخلوق کا رتبہ خالق کے مرتبہ سے بڑھا دیا **مصنف**رحمہ اللہ نے کہا اتنی ہی بات سے اس عقیدہ کی سخت رسوائی ظاہر ہو گئی زیادہ کلام کرنیکی ضرورت نہین غور کا مقام ہے کہ ان احمقون کو ابلیس نے کیسا فریب دیا۔ باوجودیکہ یہ لوگ کمال عقل کا دعوی کرتے ہین اس عقیدہ مین شیخ بو علی سینا اُن کے خلاف ہی وہ کہتا ہے کہ یہ بات نہین بلکہ خدا کو اپنے نفس کا علم ہے اور اشیاء کلیہ کا بھی علم ہے لیکن جزئیات کا علم نہین اس مذہب کو معتزلہ نے بھی ان لوگون سے لیا ہے گویا اُنہون نے معلومات زیادہ بہم پہونچائی الحمدللہ کہ خدا تعالی نے ہمکو اُس جماعت مین داخل کیا جو ذات باری تعالیٰ سے جہل اور نقص کو دور کرتی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر ایمان لائے أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ یعنی کیا اللہ تعالیٰ کو مخلوق کا علم نہین وقولہ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی اللہ تعالےٰ کو بحر و بر کی ہر چیز کا علم ہے کوئی پتا درخت سے نہین گرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور معتزلہ اس طرف گئے ہین کہ اللہ تعالےٰ کا علم اور اُسکی قدرت خود اُس کی ذات ہی ہے یہ عقیدہ اسلیے رکھا تاکہ دو قدیم ثابت نہ کرنا پڑین **جواب** اس قوم کا یہ ہے کہ قدیم فقط ایک ذات ہی جو صفات کمالیہ سے موصوف ہے

فصل۔ مصنفرحمہ اللہ نے کہا۔ کہ مرنے کے بعد اوٹھنے سے اور روحون کے بدنون مین لوٹائے جانے سے اور بہشت

هو الموضوع الاول للكون والفساد والصورة جوهر لا جسم **وقال اخر** منهم الله عز وجل هو العلة الفاعلية والعنصر المنفعل **وقال اخر** منهم العقل رتّب الاشياء هذا الترتيب **وقال اخر** منهم بل الطبيعة فعلته **وحكى** يحيى بن بشر بن عمير النهاوندى ان قوما من الفلاسفة قالوا لما شاهدنا العالم مجتمعا ومتفرقا ومتحركا وساكنا علمنا انه محدث ولا بد من محدث ثم راينا ان الانسان يقع فى الماء ولا يحسن السباحة فيستغيث بذلك الصانع المدبر فلا يغيثه او فى النار فعلمنا ان ذلك الصانع معدوم **قال** واختلف هؤلاء فى عدم هذا الصانع على ثلث فرق **فرقة** زعمت انه لما اكمل العالم استحسنه فخشى ان يزيد فيه او ينقص منه فيفسد فاهلك نفسه وخلا منه العالم وبقيت الاحكام تجرى بين حيوانات ومطبوعاته على ما اتفق **وقالت الفرقة الثانية** بل ظهر فى ذات البارى تولول فلم يزل يجذب قوته ونوره حتى صار القوة والنور فى ذلك التولول وهو العالم وساء نور البارى وكان الباقى منه لبس وزعموا انه سيجذب النور من العالم اليه حتى يعود كما كان ولضعفه عن مخلوقاته اهمل امرهم فشاع الجور **وقالت الفرقة الثالثة** بل البارى لما اتقن العالم تفرقت اجزاؤه فيه وكل قوة فى العالم فهى من جوهر اللاهوتية

فلا يغيثه — سنور

ترجمہ کون وفساد کا موضوع اول ہے اور صورت جسم نہیں بلکہ جوہر ہے۔ اسی فرقہ مین سے دوسرے کا قول ہے کہ اللہ تعالے علت فاعلی ہے اور عنصر منفعل ہے تیسرا کہتا ہے کہ عقل نے اشیا کو اسی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا ہی چوتھے کا مقولہ ہے کہ عقل نے ترتیب نہین دی بلکہ طبیعت کا فعل ہے **یحیے** بن بشر بن عمیر نہاوندی نے نقل کیا کہ فلاسفہ مین سے ایک قوم کا قول ہے کہ جب ہم نے عالم کو مجتمع اور متفرق اور متحرک اور ساکن دیکھا تو جان لیا کہ وہ حادث ہے۔ اور حادث کے لیئے کسی محدث کا ہونا ضروری ہے۔ جب ہمنے دیکھا کہ آدمی پانی مین غرق ہوتا ہے اور اچھی طرح تیرنا نہین جانتا۔ لہذا اُس صانع ومدبر سے فریاد کرتا ہے مگر وہ اُس کی فریاد رسی نہین کرتا اسی طرح کوئی آگ مین گر پڑتا ہے۔ تو ہمنے معلوم کرلیا کہ صانع معدوم ہے **یحیے** نے کہا کہ عدم صانع کے بارے مین یہ لوگ تین فرقے ہین ایک فرقہ کا تو یہ خیال ہے کہ جب صانع نے عالم کو کامل اور تمام کردیا۔ تو اُسکو اچھا معلوم ہوا۔ اسلئے وہ ڈرا کہ کہین اُسمین زیادتی کمی نہ آجائے جس سے وہ فاسد ہوجائے اس خوف سے اُسنے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا اور عالم اُس سے خالی ہو گیا۔ اور تمام احکام حیوانات اور عالم کے مطبوعات مین حسب اتفاق باقی رہ گئے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ایسا نہین بلکہ باری تعالے کی ذات مین ایک شور وغوغا ظاہر ہوا۔ اس لیئے اُسکی قوت منجذب ہوتی رہی۔ اور نور کھنچتا رہا حتی کہ وہ نور اور قوت اُس شور وغوغا مین آگئے اُسی شور کو عالم کہتے ہین اور باری تعالے کا نور بگڑ گیا۔ اور اُسمین سے ایک سنور رہ گیا۔ وہان لوگون کا گمان ہے کہ عالم مین سے نور جاذب ہو کر اُسیکی طرف جائیگا یہہ وہ جیسا تھا ویسا ہی ہو جائیگا اور چونکہ وہ اپنی مخلوقات کی پرداخت سے کمزور رہا اسلیئے اُنکا کاروبار مہمل چھوڑ دیا اسلیئے جور وظلم شائع ہوگیا تیسرا فرقہ گمان کرتا ہی کہ یون نہین بلکہ باری تعالے نے جب عالم کو استوار کیا تو اُسکی اجزا عالم مین متفرق ہوگئے۔ اور عالم مین جو قوت ہے وہ جوہر لاہوتی سے ہے +

قال ابيت قالوا اربعون سنة قال ابيت قال ثم ينزل الله تعالى ماء من السماء فينبتون كما تنبت البقل قال وليس من الانسان شئ الا يبلى الا عظما واحدا وهو عجب الذنب ومنه تركب الخلق يوم القيامة اخرجه البخاري ومسلم **فصل وقال المصنف** وقد لبس ابليس على اقوام من اهل ملتنا فدخل عليهم من باب قوة ذكائهم وفطنتهم وآرائهم ان الصواب اتباع الفلاسفة لكونهم حكماء صدرت منهم افعال واقوال دلت على نهاية الذكاء وكمال الفطنة كما ينقل من حكمة سقراط وبقراط وافلاطون وارسطاطاليس وجالينوس وهؤلاء قد كانت لهم علوم هندسية ومنطقية وطبيعية واستخرجوا بفطنهم امورا خفية الا انهم لما تكلموا في الالهيات خلطوا ولذلك اختلفوا فيها ولم يختلفوا في الحساب والهندسة **قال المصنف** وقد ذكرنا جنس تخليطهم في معتقداتهم وسبب تخليطهم ان قوى البشر لا تدرك تلك العلوم الا جملة والرجوع فيها الى الشرائع وقد حكى لهؤلاء المتاخرين في الامثال ان اولئك الحكماء كانوا ينكرون الصانع ويدفعون الشرائع ويعتقدونها نواميس وحيلا فصدقوا ما حكي لهم عنهم فرفضوا شعار الدين واهملوا الصلوات والتبسوا المحظورات واستهانوا بحدود الشرع وخلعوا ربقة الاسلام واليهود والنصارى اعذر منهم لكون اولئك متمسكين بشرائع دلت عليها معجزات والمبتدعة في الدين اعذر منهم لانهم يدعون النظر في الادلة وهؤلاء لا مستند لكفرهم الا علمهم بان الفلاسفة كانوا حكماء اتراهم ما علموا ان الانبياء حكماء

ترجمہ کہا مجھے خیال نہین سوال کیا گیا چالیس برس کی مدت ہوگی جوابدیا کہ مجھے دھیان نہین آپنے فرمایا کہ پھر اللہ تعالی آسمان پانی برسائیگا توتم اسطرح اگوگے جیسے سبزہ اُگتا ہے۔ اور فرمایا کہ انسانکی ہرشئے بوسیدہ ہوجاتی ہے مگر صرف ایک ہڈی باقی رہتی ہے اور وہ ہڈی دم گزہی کی ہے اُسی سے قیامت کے دن خلقت مرکب ہوگی یہ حدیث بخاری ومسلم مین ہے **فصل مصنف** نے کہا کہ ابلیس نے دو مذہب والون مین چند قومونپر تلبیس کی تو اُنپر اُنکی ذکاوت اور ذہن اور عقلون کی راہ سے داخل ہوا اُنکو سمجھایا کہ فلاسفہ ہی کی پیروی صواب ہے کیونکہ ان لوگونسے ایسے ایسے افعال اور اقوال صادر ہوے جو نہایت ذکا اور کمال عقل پر دلالت کرتے ہین یہ لوگ ہمیشہ سقراط و بقراط و افلاطون و ارسطاطالیس و جالینوس کی حکمت مین پڑے رہتے ہین حالانکہ ان حکما پر فقط علوم ہندسہ و منطق و طبعیات کا مدار ہے اور اُنہون نے اپنی عقل سے پوشیدہ امور نکالے ہین لیکن جب اُنہون نے آلہیات مین گفتگو کی تو گڈمڈ کردیا۔ اور اسیوجہ سے اسمین اختلاف پڑا اور حساب و ہندسہ مین خلاف نہوا **مصنف** نے کہا کہ ہمنے اُنکی تخلیط کا بیان اُنکے عقائد مین کیا ہے اور اُنکی تخلیط کا سبب یہ ہے کہ بشری قوتین علوم آلہیہ کو فقط اجمالی طور سے ادراک کرسکتی ہین اور اس ادراک کیلئے شرائع کیجانب رجوع کرنا پڑتا ہے اور ان متاخرین کیلئے امثال مین بیان کیا گیا کہ حکما متقدمین صانع کے منکر تھے اور شرائع کو دور کردیتے تھے بلکہ اُنکو ایلہ فریبی اور دہوکا دہی سمجھتے تھے پس متاخرین نے اُنکی خیالات کی تصدیق کی اُنہون نے شعار دین کو چھوڑ دیا نماز کو مہمل اور بیکار سمجھا ممنوعات کے مرتکب ہوے اور حدود شریعت کو ناچیز جانا اور اسلام کی پابندی دور کردی ان لوگونکی بہ نسبت یہود و نصاری اپنے عقائد مین معذور ہین کیونکہ وہ اپنی شرائع کی پابند ہین جنپر معجزات دلالت کرتے ہین اور اہل بدعت بھی معذور ہین کیونکہ وہ ادلہ شرعیہ مین غور و فکر کرتے ہین اور ان لوگونکے کفریات کی کچھ بھی سند نہین بجز اسکے

ونار جسمانيتين وزعموا ان تلك الامثلة ضربت لعوام الناس ليفهم الثواب والعقاب الروحانيين و
زعموا ان النفس تبقى بعد الموت بقاء سرمديا اما في لذة لا توصف وهي للانفس الكاملة او الم لا يوصف وهي النفس
المتلوثة وقد تتفاوت درجات الالم على مقادير الناس وقد ينجي عن بعضها الالم ويزول فيقال لهم نحن لا
ننكر وجود النفس بعد الموت ولذلك سمي عودها اعادة ولا ان لها نعيما وشقاء ولكن ما المانع من حشر الاجساد
ولم ننكر اللذات الجسمانية في الجنة والنار وقد جاء الشرع بذلك فنحن نؤمن بالجمع بين السعادتين والشقاوتين
الروحانية والجسمانية واما اقامتكم الحقائق في مقام الامثال فتحكم بلا دليل فان قالوا انها لابد ان يحلل
ويوكل ويستحيل قلنا القدرة لا يقف بين يديها شئ على ان الانسان انسان بنفسه فلو وضع بدن
من تراب غير التراب الذي خلق منه لم يخرج عن كونه هو هو كما انه تتبدل اجزاؤه من الصغر الى الكبر وبالهزال
والسمن فان قالوا لم يكن البدن بدنا حتى ترقى من حالة الى حالة الى ان صار لحما وعرقا قلنا قدرة الله سبحانه
لا تقف على المفهوم المشاهد ثم قال قد اخبرنا نبينا عليه السلام ان الاجساد تنبت
في القبور قبل البعث عن ابي هريرة رضه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين
النفختين اربعون قالوا يا ابا هريرة اربعون يوما قال ابيت قال اربعون شهرا

ترجمہ اور کہتے ہین کہ یہ فقط مثالین ہین جو عوام الناس کے لئے بیان کیگئی ہین تاکہ عذاب و ثواب رُوحانی سمجھ مین آجائے۔ اور خیال کیا ہے
کہ نفس بعد موت کے ہمیشہ کیلئے زندہ رہتا ہے یا تو ایسی لذت مین ہوتا ہی جو بیان مین نہین آسکتی وہ کامل نفوس ہوتے ہین یا ایسی تکلیف مین ہوتا
ہے جسکا بیان نہین ہوسکتا ہے یہ وہ نفوس ہین جو گناہون مین آلودہ ہوتے ہین اور اس تکلیف کے درجے لوگون کے اندازونکی موافق کم
و بیش ہوا کرتے ہین اور کبھی بعض نفوس سے یہ تکلیف مٹ بھی جاتی اور دور بھی ہوجاتی ہی اس قوم کو جواب مین کہا جاتا ہے کہ موت کی بعد وجود نفس کے ہم
منکر نہین اور اسیواسطے نفس کے عود کو اعادہ کہتے ہین اور نہ اس سے انکار کرتے ہین۔ کہ نفس کے لیے راحت اور رنج ہی مگر یہ بتاؤ حشر اجساد
کو کونسی چیز مانع ہے اور ہم بہشت اور دوزخ مین لذات جسمانی کا کیون کر انکار کرین جبکہ شریعت نے ہمکو اسکی تعلیم دی لہذا ہم سعادت و
شقاوت روحانی و جسمانی دونون پر ایمان لاتے ہین اور لیکن تم جو حقائق کو مقام امثال مین قائم کرتے ہو یہ بلا دلیل زبردستی ہے پھر اگر وہ کہین کہ
ابدان کا بعد ریزہ ریزہ اور معدوم ہونے کی پایا جانا محال ہے تو ہم جواب دینگے کہ قدرت کے سامنے کوئی بات بعید نہین علاوہ اسکی انسان اپنی ذات
مین انسان ہی۔ اب اگر اس خاک کے سوا جس سے وہ پیدا ہوا ہے دوسری خاک کا بدن اوسکے لیے بنا دیا جا تو انسان انسانیت سے خارج
نہین ہوگا چنانچہ اسکی اجزا خوردی سے بزرگی کیطرف اور لاغری سے فربہی جانب بدلتے رہتے ہین اور اگر وہ کہین کہ بدن وہ بدن نہین جبکہ ایک حالت سے دوسری
حالت مین ترقی کر گیا حتی کہ رگ و پوست بنگیا۔ تو ہم جواب دینگے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت مفہوم مشاہد پر موقوف نہین **مصنف**ؒ نے کہا کہ ہمکو ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے خبر دی کہ اجساد قبل از بعث قبرون سے اُگینگے **ابوہریرہ** سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا دونون نفخون کے درمیان
چالیس کا زمانہ ہوگا لوگون نے کہا ای ابوہریرہ کیا چالیس دنکا زمانہ ہوگا جواب دیا کہ مجھ کو یاد نہین۔ پوچھا کیا چالیس مہینے ہون گے +

فی باب الزهد ترهبوا فنسأل الله ثباتا علی ملتنا وسلامة من عدونا انه ولی الاجابة ذکر تلبیسه علی اصحاب الهیاکل وهم قوم یقولون ان لکل روحانی من الروحانیات العلویة هیکلا ای جرما من الاجرام السماویة هو هیکله ونسبته الی الروحانی المختص به نسبة ابداننا الی ارواحنا فیکون هو مدبره والمتصرف فیه فمن جملة الهیاکل العلویة السیارات والثوابت قالوا ولا سبیل لنا الی الروحانی بعینه فنتقرب الی هیکله بکل عبادة وقربان وقال آخرون منهم لکل هیکل سماوی شخص من الاشخاص السفلیة علی صورته وجوهره فنعمل هؤلاء الصور ونحتوا الاصنام وبنوا لها بیوتا وقد ذکر یحیی بن بشر النهاوندی ان قوما قالوا الکواکب السبعة وهی زحل والمشتری والمریخ والشمس والزهرة وعطارد والقمر هی المدبرات لهذا العالم وهن یصدرن عن امر الملأ الاعلی ونصبوا لها الاصنام علی صورتها وقربوا لکل واحد منها ما یشتهیه من الحیوانات فجعلوا لزحل صنما عظیما من الآنك اعمی یتقرب الیه بثور مسن یؤتی به الی البیت تحته محفورا وفوقه درابزین من حدید علی تلك الحفرة فیضرب الثور حتی یدخل البیت ویمشی علی ذلك الدرابزین من الحدید فتغوص یداه ورجلاه هناك ثم توقد تحته النار حتی یحترق ویقول المتقربون

مقدس انت ایها الاله الاعمی المطبوع علی الشر الذی لا یفعل خیرا قربنا لك ما تشتهی

فتقبل منا واکفنا شرك وشر ارواحك الخبیثة

آنك — الاسرب ١٢ — یعنی سیسہ ١٢

ترجمہ تو راہب بن جاتے ہین پس ہم اللہ تعالی سے التجا کرتے ہین کہ ہمکو ہمارے مذہب پر قائم رکھے اور ہمارے دشمن سے ہمین بچائے

ہیکل پرستون پر ابلیس کی تلبیس کا بیان ۔ ہیکل پرست وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ علوی روحانیات مین سے ہر ایک روحانی کے لیئے ایک ہیکل ہی یعنی اجرام فلکی مین سے ایک جرم اُسکی صورت ہی اور ایک روحانی کیطرف جو اُسکے ساتھ مختص ہی منسوب ہے جسطرح ہمارے روحونکی نسبت ہمارے ابدان کی جانب ہی وہی روحانی اُسکا مدبر ہے اور وہی اُسمین تصرف کرتا ہی منجملہ ہیاکل علویہ کے ثوابت اور سیارے ہین اس گروہ کا قول ہی کہ ہماری رسائی خاص رُوحانی تک نہین ہو سکتی اس لیئے ہم اوسکے ہیکل کی پرستش کرتے ہین اور اسپر چڑھاوے چڑھاتے ہین اس قوم کا دوسرا فریق کہتا ہے کہ ہر ہیکل آسمانی کے لیئے اُسی کی صورت اور جوہر کا ایک شخص اشخاص سفلی مین سے ہے لہذا اس فریق نے صورتین بنائی ہین اور بت تراشے ہین اور اُن کے لیئے مکان تیار کیئے ہین یحیی بن بشر نہاوندی نے ذکر کیا ایک قوم کا قول ہی کہ سات ستارے زحل اور مشتری اور مریخ اور شمس اور زہرہ اور عطارد اور قمر اس عالم کے مدبر ہین اور ملاء اعلی کے حکم سے صدور پاتے ہین اس قوم نے ان ستارون کی صورتون پر بت نصب کیے ہین اور انمین سے ہر ایک کیلیے ایک حیوان جو اُس سے مشابہ ہی چڑھاوا مقرر کیا ہی زحل کیواسطے ایک بت کور چشم سیسے کا بنایا ہی اسپر ایک بڈھا بیل چڑھایا جاتا ہی اس بیل کو ایک گڑھے پاس لاتے ہین جو نیچے کھودا ہوتا ہی اُسکا گڑھے کے اوپر لوہے کی درازین ہوتی ہین بیل کو مارتے ہین یہانتک کہ وہ اُس گڑھے مین داخل ہوتا ہی اور اُن درازون پر چلتا ہی جس سے اُسکے ہاتھ پاؤن جکڑ جاتے ہین پھر اُسکے تلے آگ روشن کیجاتی ہے حتی کہ بیل جلکر رہ جاتا ہی نیاز چڑھانے والے کہتے ہین کہ اے معبود نابینا تو پاک ہی تیری طبیعت مین وہ شر ہی کہ کبھی نیکی نہین کرتا ہمنے تجھپر وہ چیز چڑھائی جو تجھسے مشابہ ہی ہمسے اُسکو قبول کر اور اپنی شر اور اپنی ارواح خبیثہ کی برائی سے

وزیادة وما قد حکی لهؤلاء عن الفلاسفة من جحد الصانع محال فان اکثر القوم یثبتون الصانع ولا ینکرون النبوات وانما اهملوا النظر فیها وسلم منهم قلیل فاتبعوا الدهریة الذین ظهر فساد فهمهم بمرات وقد رأینا من المتفلسفة من امتنا جماعة لم یکسبهم التفلسف الا التحیر فلا هم یعملون بمقتضاه ولا بمقتضی الاسلام بل فیهم من یصوم ویصلی ثم یاخذ فی الاعتراض علی الخالق وعلی النبوات ویتکلم فی انکار بعث الاجساد ولا یکاد فیهم یری احد الا وقد ضربه الفقر فاضربه فهو عامة زمانه فی تسخط علی الاقدار والاعتراض علی المقدر حتی قال لی بعضهم انا لا اخاصم الا من فوق الفلک وکان یقول اشعارا کثیرة فی هذا المعنی فمنها قوله فی صفة الدنیا اتراها صنعة من صانع ام تراها رمیة من غیر رام ومنه قوله واحیرتا من وجود ما یقوم لنا منا اختیار ولا علم فنقتبس کاننا فی عناء ما یخلصنا منه ذکاء ولا لین ولا شرس ونحن فی ظلمات ما لها قمر یضیء فیها ولا شمس ولا قبس مواهین حیاری قد تکنفنا جهل لحمهنا فی وجهه عبس فالفعل فیه بلا ریب کلا عمل والقول فیه کلام کله هوس

فصل ولما کان الفلاسفة قریبا من زمان شریعتنا والرهبنة کذلک مال بعض اهل ملتنا الی التمسک بهذا وبعضهم مال الی التمسک بهذا فتری کثیرا من الحمقی اذا نظروا فی باب الاعتقاد تفلسفوا واذا نظروا فی

ترجمہ اور حکما سے زیادہ بھی ہین اوران لوگونکو جو حکما سے انکار صانع کی خبر ملی ہے تو محض دروغ اور محال ہی کیونکہ انمین سی صانع کو ثابت کرتے ہین اور نبوتون کے منکر نہین الاآنکہ اُسمین غور کرنا بیکار جانا۔ ان مین سے معدودے چند بچے کہ دہریہ کے تابع ہوگئے جنکی فہمون کا فساد کئی مرتبہ ظاہر کیا جاچکا کہ ہم نے اپنی اُمت کے تفلسف پیشیون مین سے اکثر کو دیکھا کہ اُنکو اس تفلسف سی بجز سرگردانی کے کچھ حاصل نہین ہوا۔ اب نہ وُہ مقتضائے فلسفہ ہی سمجھتے ہین اور نہ مقتضائے اسلام جانتے ہین بلکہ بہت سی اُنمین ایسے ہین جو روزہ رکھتے ہین نماز پڑھتے ہین اور پھر خالق اور نبوتو نپر اعتراض کرنا شروع کردیتے ہین اور حشر اجساد کے انکار مین بحث کرتے ہین اور جسکو دیکھئے فقر وفاقہ کی مصیبت مین گرفتار ہے وہ عام طور پر قضا وقدر سے ناراض ہے حتی کہ مجھسے بعض متفلسفہ نے کہا کہ ہم تو اُوسی سے مخاصمہ کرتے ہین جو آسمان پہ ہے اوراس بارے مین بہت سے اشعار پڑہتا تھا چنانچہ اُنمین سے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہی۔ جو دنیا کی صفت مین ہی۔ کیا تم دنیا کو کسی صانع کی صنعت خیال کرتے ہو یا تم اُسکو ایسا تیر سمجھتے ہو جسکا کوئی پھینکنے والا نہین۔ ان ہی مین سے چند شعرونکا ترجمہ یہ ہے افسوس دنیا مین ہمارے لیئے بھلائی کو نہ اختیار پیش کرتا ہے نہ علم سے حاصل ہوتی ہے پھر تحصیل علم سے کیا فائدہ ہی۔ ہم زمانے کے ہاتھون سے ایسی مصیبت مین گرفتار ہین جس سے نہ عقل ہی نجات دے سکتی ہے اور نہ نرمی اور نہ تندخوئی۔ ہم ایسی تاریکیون مین پڑے ہین جنمین نہ کوئی چاند چمکتا ہے نہ آفتاب روشن ہی اور نہ کوئی چنگاری سلگتی ہی ہم سراسیمہ وحیران ہین جہل نے ہم کو گھیر رکھا ہی جو کہ ہمپر ترشروئی کرتا ہے۔ بیشک زمانے مین عمل کرنا محض بیکار ہی اور کسی قسم کی گفتگو کرنا بالکل ہوس ہی **فصل** چونکہ ہماری زمانہ سے فلاسفہ اور رہبان دونون کا زمانہ قریب ہی لہذا ہمارے اہل ملت مین سی بعض نے تو اُنکا دامن پکڑ لیا۔ اور بعض نے اُنکی اطاعت کی اسی لئے تم اکثر احمقونکو دیکھتے ہو کہ جب وہ اعتقاد کے باب مین غور کرتے ہین تو تفلسف مین پڑجاتے ہین اور جب زہد کی بارے مین فکر کرتے ہین

ثم طائفة يقدمونها بين يديها ويأتون حولها ايتها الالهة الماجنة اتيناك قربانا بياضا كبياضك ومجانة
كمجانتك وظرفا كظرفك فتقبليها ثم يأتون بالحطب فيجعلونه حول العجوز ويضرمون فيه النار الى ان تحترق
فيأخذون رمادها في وجه الصنم **ويقربون لعطارد** شابا اشقر حاسبا كاتبا متأدبا يأتون به بحيلة وكذا يفعلون بالكل
يخدعونهم ويلحونهم ويسقونهم ادوية تزيل العقل وتخرس الالسنة فيقدمون هذا الشاب الى الصنم ثم يطوفون ويقولون
ايها الرب الظريف جئناك بشخص ظريف وبطبعك اهديناه فتقبل منا ثم ينشرون الشاب نصفين ويربعونه على
اربع خشبات ويضرمون في كل خشبة النار حتى يحترق ويحترق الربع معها ويلقون رماده في وجهه
ويقربون للقمر رجلا ادم كبير الوجه يقولون يا بريد الالهة وخفيف الاجرام العلوية **ذكر تلبيس ابليس**
على عباد الاصنام قال المصنف كل محنة لبس بها ابليس على الناس فسبيلها الميل الى الحس والاعراض عن مقتضى العقل
ولما كان الحس يانس بالمثل دعا ابليس خلقا كثيرا الى عبادة الصور وابطل عند هؤلاء عمل العقل بمرة فمنهم من
حسن له ان الالهة وجدها ومنهم من وجد فيهم قليلا فطنة يعلم انه لا يوافقه على هذا فزين
ان عبادة هذه تقرب الى الخالق

ترجمہ اسطرح کہ اُس ادھیڑ عورت کو زہرہ کے روبرو کرکے اُسکے گرد پکارتے ہین۔ کہ اے بیباک معبود ہم تیرے لیئے وہ قربانی کرتے
ہین جسکی سفیدی تیری سفیدی کے مشابہ ہے جسکی بیباکی تیری بیباکی سے ملتی ہوئی ہے جسکی نظربازی تیری نظربازی کی مانند ہے
ہماری قربانی قبول کر۔ پھر لکڑیان لاتے ہین اور اُس عورت کے گرد انبار لگاکر آگ سلگاتے ہین حتی کہ عورت جلکر خاک ہوجاتی ہے۔ اور اُس
کی راکھ لیکر اس بُت کے مونہہ پر ملتے ہین **عطارد** پر ایک جوان آدمی خوشخرام لکھا پڑھا حساب دان آداب سے واقف چڑھاتے ہین اُسکو کسی حیلہ
سے پھانس لاتے ہین اور ہر ایک کو جس قدر مذکور ہوے اسی طرح مکر و فریب مین پھانستے اور لالچ دیتے اور ایسی دوائین کھلاتے ہین
جس سے عقل زائل اور زبان بند ہوجاتی ہے اُس جوان کو عطارد کے روبرو کرکے کہتے ہین کہ (اے ظریف معبود ہم تیرے پاس ایک
شخص ظریف لائے ہین۔ اور ہم نے تیری طبیعت کو پہچان لیا۔ اب ہم سے اس نیاز کو قبول کرے) پھر اس جوان کو چیر کر دو ٹکڑے پھر چار ٹکڑے
کر ڈالتے ہین اور بت مذکور کے گرد چار لکڑیو نپر ٹھلایا جاتا ہے یعنی ہر ٹکڑا ایک لکڑی پر ہوتا ہے) پھر ہر لکڑی مین آگ لگاتے ہین وہ جلنے
لگتی ہی اُس کیساتھ چوتھائی ٹکڑا بھی جل جاتا ہے اُسکی راکھ لیکر بت کے منہ پر ملتے ہین اور **قمر** کے لیئے ایک مرد گندم گون بڑے چہرہ والا
چڑہاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ اے معبودوں کے ہرکارے اور بالائی اجرام کے ہلکے **بت پرستوں پر تلبیس ابلیس کا بیان** مصنف نے
کہا کہ ہر امتحان جس سے ابلیس نے لوگوں پر شبہہ ڈالا۔ تو اُسکا سبب یہ کہ خواہش جو اسکی طرف جھکی۔ اور عقل جس امر کو مقتضی ہو اس سے منہ پھیر
لیا اور حواس کا میلان اپنے مثل کیطرف ہوا کرتا ہی۔ لہذا ابلیس نے بکثرت مخلوق کو صورتوں کی پوجا کرنے کی طرف بلایا۔ اور ان لوگون مین عقل
کا عمل ایکبارگی مٹا دیا۔ پس انہین سے بعضوں کو تو یہ سمجھایا۔ کہ یہی مورت خود تمہاری معبود ہی۔ اور وہ احمق مان گئے اور بعضوں مین کچھ تھوڑی سی
دانائی تھی جس سے وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ مجھسے اس بات پر موافقت نہ کرینگے تو ان کیلیے یہ رچایا کہ اگر اس مورتکی بندگی کرو تو تم کو خالق

ويقربون للمشتري صبيا طفلا وذلك انهم يشترون جارية فيطأها السدنة للاصنام السبعة فتحمل
وتترك حتى تضع ويأتون بها وبالصبي على يدها ابن ثمانية ايام فيحسونه بالمسال والابر وهي تبكي على يديه ويقولون
ايها الرب الخير الذي لا يعرف الشر قد قربنا لك من لا يعرف الشر يجانسك في الطبيعة فتقبل قربانا وارزقنا خيرك
وخير ارواحك الخيرة ويقربون للمريخ رجلا اشقر احمر ابيض الراس من الشقرة يأتون به فيدخلونه في حوض عظيم ويشدونه
فيه الى اوتاد في قعر الحوض ويملئون الحوض زيتا حتى يبقى الرجل فيه قائما الى حلقه ويخلطون بالزيت الادوية المقوية للعصب المعفنة
للحم حتى اذا دار عليه الحول بعد ان يغذى بالاغذية المعفنة للحم والجلد فيصير على راسه فيسلخوا عصبه من جلده ولفوه
تحت راسه فاتوا به الى صنمهم الذي هو على صورة المريخ فقالوا ايها الاله الشرير ذو الفتن والجرائم قربنا اليك ما تشتهيه
لتقبل قرباننا وتكفنا شرك وشرار ارواحك الجبلية الشريرة ويزعمون ان الراس تبقى فيه الحيوة سبعة ايام ويكلمهم
يعلمهم ما يصيبهم تلك السنة من خير وشر ويقربون للشمس تلك المرأة التي قتلوا ولدها للمشتري
ويطوفون بصورة الشمس ويقولون مسبحة ومهللة ايتها الالهة النورانية قربنا لك ما تشتهيه فتقبلي
قرباننا وارزقينا من خيرك واعيذينا من شرك ويقربون للزهرة عجوزا

ترجمہ مشتری پر ایک شیر خوار لڑکا چڑھاتے ہین اُسکا طریق یہ ہے کہ ایک لونڈی خریدتے ہین اُس سے ساتون بتون کے مجاور وطی کرتے ہین وہ حاملہ ہوجاتی ہے وضع حمل تک اُسکو نہین چھیڑتے بعد اُسکے لاتے ہین آٹھ روز کا بچہ اُس کی گود مین ہوتا ہے اُس بچے کے جسم مین سوئیان اور کانٹے چبھوتے ہین وہ لونڈی ندامت کے مارے روتی ہے یہ نیاز چڑھا کر کہتے ہین کہ ای معبود خیر جو کہ شر سے ناواقف ہی ہمنے تجھپر ایسے شخص کو چڑھایا ہی جو شر کو مطلق نہین جانتا طبیعت مین تیرا ہمجنس ہے ہماری نیاز قبول کر اور اپنی ارواح نیک کی خیر ہمکو نصیب کر مریخ پر ایک آدمی بھوری رنگ کا سفید داغون والا جس کا سر بھورے پن کی وجہ سے سفید ہوتا ہی چڑھاتے ہین اُس آدمی کو لاتے ہین اور ایک بڑے حوض مین داخل کرتے ہین اور حوض کی تہ مین میخین گاڑکر اُس کو باندھ دیتے ہین پھر حوض کو روغن زیتون سے بھر دیتے ہین وہ شخص اُس مین گلے تک ڈوبا ہوا کھڑا رہتا ہے اور زیتون مین ایسی دوائین ملاتے ہین جو اعصاب کو قوت پہنچائین اور جسم پر گوشت بڑھاوین جب ایک سال گذر جاتا ہے اور فربہی بخش غذاؤن سے موٹا تازہ ہوتا ہے تو اُس کی چربی کھال سے جدا کرتے ہین اور اُس کے سر کے نیچے لپیٹتے ہین پھر اُس بُت کے پاس لاتے ہین جو مریخ کی صورت پر ہے اور کہتے ہین اے معبود شریر صاحب فتنہ وفساد ہمنے تجھپر وہ نیاز چڑھائی جو تیرے مشابہ ہی ہماری نیاز قبول کر اور ہم کو اپنے اور اپنی ارواح شریرہ وخبیثہ کی شر سے محفوظ رکھہ اُن کا خیال ہے کہ اُس کے سر مین سات دن تک حیات باقی رہتی ہے وہ اُنسے گفتگو کرتا ہی اور اُس سال جو خیر و شر اُنکو پہونچنے والا ہی وہ جانتا ہے شمس پر اُس عورت کو چڑھاتے ہین جس کے بچے کو مشتری کے لیئے مار ڈالا تھا شمس کی صورت کا طواف کراتے ہین اور کہتے ہین اے نورانی معبود تو قابل مدح وثنا ہے ہم نے تجھ پر وہ چڑھاوا چڑھایا ہے جو تیری مشابہ ہے ہماری نظر قبول کر اور ہم کو اپنی خیر نصیب کر اور اپنی بُرائی سے پناہ دے۔ زہرہ پر ایک بیباک ادھیڑ بڑھیا عورت چڑھاتے ہین

قالوا ما عظّم اولونا هؤلاء الا وهم يرجون شفاعتهم عند الله فعبدوهم وعظموهم واشتدّ كفرهم فبعث
الله اليهم ادريس فدعاهم فكذبوه فرفعه الله مكانا عليا ولم يزل امرهم يشتد فيما قال الكلبي من
ابی صالح عن ابن عباس حتى ادرك نوح فبعثه الله نبيا وهو يومئذ ابن اربعمائة وثمانون سنة
فدعاهم الى الله عزوجل في نبوته عشرين ومائة سنة فعصوه وكذبوه فامره الله عزوجل ان
يصنع الفلك ففرغ منها وركبها وهو ابن ستمائة سنة وغرق من غرق ومكث بعد ذلك ثلث
مائة وخمسين سنة وكان بين ادم ونوح الفا سنة ومائتا سنة فاهبط الماء هذه
الاصنام من ارض الى الارض حتى قذفها الى ارض جدة فلما انصب الماء بقيت على
الشط فسفت الريح عليها حتى وارتها قال الكلبي وكان عمرو بن لحي كاهنا وكان
يكنى ابا ثمامة له رئى من الجن فقال له عجل المسير والظعن من تهامة والبشر بالخير و
السلامة ايت صف جدة تجد فيها اصناما معدة فاوردها تهامة ولا تهب سادتها ثم ادع العرب الى
عبادتها فاتى نهر جدة فاستثارها ثم حملها حتى وردبها تهامة

ن
لحی

ترجمہ تو کہنے لگے کہ ہم سے اگلے لوگ جو ہمارے بزرگ تھے بیفائدہ انکی تعظیم نہین کرتے تھے بلکہ اس لیے تعظیم کرتے تھے کہ اللہ تعالی کے
نزدیک انکی شفاعت (سفارش) کے امیدوار تھے۔ پس یہ لوگ ان مورتون کو پوجنے لگے اور انکی شان بزرگ قرار دی اور کفر شدید ہوا
پس اللہ تع نے انکی طرف ادریس علیہ السلام کو رسول کرکے بھیجا۔ ادریس نے انکو توحید کیطرف بلایا تو انہون نے ادریس کو جھٹلایا اور اللہ تعالے
نے ادریس کو مقام بلند مین اوٹھا لیا۔ اور کلبی کی روایت ابی صالح عن ابن عباس مین ہے کہ بت پرستون کا معاملہ سخت ہوتا گیا۔ یہانتک کہ نوح
کے ادراک کا زمانہ آیا اور وہ چار سو اسی (۴۸۰) برس کے تھے کہ اللہ تع نے انکو پیغمبری عطا کی پس نوح نے انکو ایکسو بیس برس تک اپنی نبوت کے
زمانہ مین اللہ تعالی کیجانب بلایا۔ انہون نے نہ مانا۔ اور نوح علیہ السلام کو جھوٹا ٹھیرایا پس اللہ نے نوح کو حکم دیا کہ کشتی بنا دے پھر جب نوح کشتی
بنا کر فارغ ہوئے اور اسپر سوار ہو چکے تو چھ سو برس کے تھے اور طوفان مین جو غرق ہونیوالے تھے غرق ہوئے اور نوح علیہ السلام اسکے بعد
تین سو پچاس برس تک زندہ رہے اور آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک دو ہزار دو سو برس کا فرق تھا۔ اور پانی طوفان ان بتون کو ایک جگہ
سے دوسری جگہ اور ایک زمین سے دوسری زمین تک اوچھالتا پھرا یہان تک کہ پانی کے تھپیڑون نے انکو جدہ مین لا کر ڈالا جب پانی خشک ہوا
تو یہ مورتین کنارے ساحل پر پڑی رہین اور ہوا کے جھونکون سے ریگ بیابان اڑ کر اسقدر اونپر پڑی کہ یہ ریگ کے نیچے دب گئین کلبی نے کہا کہ عمرو
بن لحی ایک کاہن تھا اسکی کنیت ابو ثمامہ تھی اور ایک جن اسکا موکل تھا اوسنے کاہنون کے لہجہ مین اوس سے کہا کہ عجل المسیر والظعن من تهامة
بالسعد والسلامة ایت صف جدة تجد فیها اصناما معدة فاوردها تهامة ولا تهب سادتها ثم ادع العرب
الی عبادتها یعنی تہامہ سے کوچ کر کس کے جلد اپنی آنکو سعد و سلامتی مین پہنچا۔ پھر جدہ کے کنارے جا وہان تجھکو رکھی ہوئی مورتین ملینگی انکو تہامہ مین لے آ اور
یہان کے سردارون سے خوف نہ کھا پھر عرب کو انکی عبادت کیلیے بلا۔ عمرو بن لحی نے جا کر نہر جدہ سے نشان ڈھونڈ کر انکو نکالا پھر لاد کر تہامہ مین لایا

فقالوا ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى ذكر بداية تلبيسه على عباد الاصنام وعن هشام بن محمد بن السائب
الكلبي قال اخبرني ابي قال اول ما عبدت الاصنام ان آدم عليه السلام لما مات جعله بنو شيث بن آدم في مغارة
في الجبل الذي اهبط عليه آدم بارض الهند ويقال للجبل نود وهو اخصب جبل في الارض قال هشام فاخبرني
ابي عن ابي صالح عن ابن عباس قال وكان بنو شيث يأتون جسد آدم في المغارة فيعظمونه ويترحمون عليه
فقال رجل من بني قابيل يا بني قابيل ان لبني شيث دوّارا يدورون حوله ليعظمونه وليس لكم شيء
فنحت لهم صنما وكان اول من عملها قال هشام واخبرني ابي قال كان ود وسواع ويغوث ويعوق و
نسر قوما صالحين فماتوا في شهر فجزع عليهم ذوو اقاربهم فقال رجل من بني قابيل يا قوم هل لكم ان اعمل لكم خمسة اصنام
على صورهم غير اني لا اقدر ان اجعل فيها ارواحا قالوا نعم فنحت لهم خمسة اصنام على صورهم ونصبها لهم فكان الرجل يأتي اخاه وعمه وابن عمه
فيعظمه ويسعى حوله حتى ذهب ذلك القرن الاول وعملت على عهد يرد بن مهلائيل بن قينان بن انوش بن شيث
بن آدم ثم جاء قرن آخر فعظموهم اشد من تعظيم القرن الاول ثم جاء من بعدهم القرن الثالث

ترجمہ کی جناب مین تقرب دلاوے گی چنانچہ قرآن مجید مین اُنکا مقولہ ہے۔ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُونَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (ترجمہ) ہم ان کو تو
نہین پوجتے مگر اس لیئے کہ اللہ تعالی کے نزدیک یہ ہم کو تقرب دلادین **بت پرستوں پر** ابلیس کی ابتدائی تلبیس کا بیان ہشام بن محمد
ابن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ بت پرستی کی بنیاد اسطرح شروع ہوئی کہ جب آدم علیہ السلام نے انتقال کیا۔ تو
شیث بن آدم کی اولاد نے انکی لاش اُس پہاڑ کی غار مین رکھی جسپر جنت سے اوتارے گئے تھے وہ پہاڑ سرزمین ہندوستان مین ہے اور
اُسکا نام نود ہے۔ اور وہ روے زمین کے پہاڑون سے زیادہ سرسبز ہے ہشام نے کہا کہ پھر میرے باپ نے مجھے خبر دی **بروایتہ عن ابی صالح عن**
ابن عباس کہ ابن عباس بیان کرتے تھے کہ شیث کی اولاد اُس پہاڑ کے غار مین آدم کی لاش پاس جایا کرتی پس اُسکی تعظیم کرتے اور
اوسپر ترحم کرتے تھے یہ دیکھکر قابیل کی اولاد مین سے ایک نے کہا کہ اے بنی قابیل دیکھو کہ بنی شیث کے پاس ایک چیز ایسی ہے جسکے گرد گھومتے
اور اُسکی تعظیم کرتے ہین۔ اور تمہارے پاس کچھ نہین ہے۔ پھر انکے لیے ایک مورت گڑھی۔ اور یہی پہلا شخص ہے جس نے مورت بنائی
ہشام نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ **ود** اور **سواع** اور **یغوث** اور **یعوق** اور **نسر** یہ سب بندگان صالح
تھے۔ پھر ایک ہی مہینے مین سب نے انتقال کیا۔ تو انکی برادری والون کو ان کی وفات سے بڑا صدمہ ہوا پس بنی قابیل مین سے ایک نے
اُسنے کہا کہ اے قوم کیا تم چاہتے ہو کہ مین اُنکی صورتون کے پانچ مورتین تمکو گھڑ دون (تو گویا وہ تمہارے سامنے ہونگے) سوا اتنی بات
کے کہ مجھے یہ قدرت نہین کہ انکی روحین انمین پہناؤن اُنھون نے کہا کہ ہان ہم چاہتے ہین پس اُسنے اُنکو پانچ بت گڑھ دیے جو انکی
صورتون کے موافق تھے اور وہان نصب کر دیئے پس آدمی اپنے بھائی و چچا و چچیرے بھائی کی مورت پاس آتا اور اُسکی تعظیم کرتا اور
اس کے گرد پھرتا اور انکی ساخت بزمانہ یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم ہوئی تھی۔ پھر یہ پہلی صدی گزر گئی اور
دوسری صدی آئی تو اول قرن سے بڑھ کر اُنھون نے اُن مورتون کی تعظیم و تکریم کی پھر ان کے بعد تیسرا قرن آیا

بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم المغیرۃ بن شعبۃ فھدمہا وحرقہا بالنار ثم اتخذھا ظالم بن اسعد کانت بوادی نخلۃ الشامیۃ فوق ذات عرق وبنوا علیہا بیتا وکانوا یسمعون منہ الصوت وعن ابن عباس قال کانت العزی شیطانۃ تأتی ثلاث سمرات ببطن نخلۃ فلما افتتح رسول الله صلی الله علیه وسلم مکۃ بعث خالد بن الولید فقال ائت بطن نخلۃ فانک تجد ثلث سمرات فاعضد الاولی فاتاھا فعضدھا فلما جاء الیہ قال ھل رأیت شیئا قال لا قال فاعضد الثانیۃ فاتاھا فعضدھا ثم اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ھل رأیت شیئا قال لا قال فاعضد الثالثۃ فاتاھا فاذا ھو بحبشیۃ نافشۃ شعرھا واضعۃ یدیہا علی عاتقہا تضرب انیابہا وخلفہا دبیۃ السلمی وکان سادنہا فقال خالد کفرانک لا سبحانک انی رأیت الله قد اھانک ثم ضربہا ففلق رأسہا فاذا ھی حممۃ ثم عضد الشجرۃ وقتل دبیۃ السادن ثم اتی النبی صلی الله علیه وسلم واخبرہ فقال تلک العزی ولا عزی بعدھا للعرب قال ھشام وکانت لقریش اصنام فی جوف الکعبۃ وحولہا واعظمہا عندھم ھبل کان فیما بلغنی من عقیق احمر علی ظہرہ انسان مکسور الید الیمنی ادرکتہ قریش کذلک فجعلوا لہ یدا من ذھب و کان اول من نصبہ خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر وکان فی جوف الکعبۃ وکان قدامہ سبعۃ اقداح

ترجمہ پھر اسکو رسول اللہ صلعم نے مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا۔ اُنہون نے اُسکو منہدم کر کے آگ سے پھونک دیا۔ پھر اُسکو ظالم بن اسعد لے بھاگا اور ذات عرق سے اوپر نخلہ شامیہ کی وادی مین نصب کر کے اُسپر کوٹھری بنائی اور یہ لوگ اُس سے آواز سنا کرتے تھے **ابن عباس** سے روایت ہے کہ عزی ایک شیطانہ عورت تھی جو بطن نخلہ کے تین درخت کیکر پر آیا کرتی تھی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو خالد بن الولید سے فرمایا کہ تو بطن نخلہ مین جا وہان تجھے کیکر کے تین درخت ملینگے اُنمین سے اول درخت کو جڑ سے کاٹ ڈالنا۔ خالدؓ نے وہان جا کر ایک درخت کو جڑ سے کھود پھینکا۔ اور واپس آئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو نے کچھ دیکھا تھا خالدؓ نے عرض کیا کہ جی نہین آپنے فرمایا کہ پھر جا کر دوسرے کو جڑ سے کاٹ دے خالدؓ نے حکم کی تعمیل کی جب واپس آئے تو پھر آپنے پوچھا کہ تونے کچھ دیکھا تھا۔ خالدؓ نے کہا کہ جی نہین آپ نے فرمایا کہ پھر جا کر تیسرے درخت کو بھی جڑ سے کاٹ دے پس خالدؓ وہان پہونچے تو دیکھا کہ وہ بال بکھیرے اپنے دونون ہاتھ دونون کندھون پر رکھے اپنے دانت کٹکٹاتی ہے۔ اور اس کے پیچھے دبیۃ السلمی کھڑا ہے جو اُسکا دربان تھا خالدؓ نے کہا کہ تجھسے کفر ہی نہ تعریف کیونکہ مین نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالے نے تجھے خوار کیا پھر اُسکو تلوار ماری تو اُسکا سر ٹکڑے ہو گیا اور دیکھا تو وہ کوئلہ ہی پھر خالدؓ نے درخت مذکور کاٹ ڈالا اور دبیہ دربان کو بھی قتل کر ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر حال عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ یہی عزی تھی اب آیندہ عرب کیواسطے عزی نہوگی **ہشام** بن الکلبی نے بیان کیا کہ قریش کے بہت سے بت خانۂ کعبہ کے اندر اور اسکے گرد رہا کرتے تھے۔ اور سب سے بڑا ان کے نزدیک **ہُبَل** تھا۔ اور مجھے خبر ملی ہے کہ وہ سُرخ یاقوت کا تھا۔ اُسکی پیٹھ پر ایک آدمی بنا ہوا تھا جسکا دایان ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا قریش نے اسی صورت سے اُسکو پایا تھا۔ پھر اسکا ہاتھ سونیکا بنا کر لگا یا سب سے اول اس بت کو خزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مضر نے نصب کیا تھا اور یہ بیچ کعبہ مین تھا۔ اور اس کے آگے سات لکڑیان بےپھل تیر کی شکل

ثم انہ مرض مرضا شدیدا فقیل لہ ان بالبلقاء من الشام حمۃ ان اتیتہا برأت فاتاہا فاستحم بہا فبرأ و وجد اہلہا یعبدون الاصنام فقال ما ہذہ فقالوا نستسقی بہا المطر و نستنصر بہا علی العدو فسألہم ان یعطوہ منہا ففعلوا فقدم بہا مکۃ ونصبہا حول الکعبۃ واتخذت العرب الاصنام وکان اقدمہا مناۃ وکان منصوبا علی ساحل البحر من ناحیۃ المسلل بقدید بین مکۃ والمدینۃ فکانت العرب جمیعا تعظمہ وکانت الاوس والخزرج ومن ینزل مکۃ والمدینۃ وما قرب من المواضع یعظمونہ ویذبحون لہ ویہدون لہ ولم یکن احد اشد اعظاما لہ من الاوس والخزرج وعن ابن یاسر قال کانت الاوس والخزرج ومن یأخذ باخذہم من عرب اہل یثرب وغیرہا یحجون فیقفون مع الناس المواقف کلہا ولا یحلقون رؤسہم فاذا نفروا اتوہ فحلقوا عند رؤسہم واقاموا عندہ لا یرون لحجہم تماما الا بذلک وکانت مناۃ لہذیل وخزاعۃ فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فہدمہا عام الفتح ثم اتخذوا اللات واللات بالطائف وہی احدث من مناۃ وکانت صخرۃ مربعۃ وکانت سدنتہا من ثقیف وکانوا قد بنوا علیہا بناء وکانت قریش وجمیع العرب یعظمہا وبہا کانت العرب یسمی زید اللات وتیم اللات فکانت فی موضع منارۃ مسجد الطائف الیسری الیوم فلم یزل کذالک حتی اسلمت ثقیف

ترجمہ پھر عمرو بن لحی سخت بیمار ہوا۔ تو اُس سے کہا گیا۔ کہ بلقاء شام مین ایک گرم چشمہ ہے اگر تو جا کر اُس مین نہائے تو اچھا ہو جائے۔ وہ منحوس وہان جا کر نہایا۔ اور اچھا ہو گیا اور دیکھا کہ وہان کے لوگ مورتین پوجتے ہین اُنسے پوچھا کہ یہ کیا چیزین ہین۔ اُنھون نے کہا کہ ہم ان سے بارش پاتے ہین انکی مدد سے دشمنون پر غالب ہو جاتے ہین ابن لحی نے اُنسے ایک بت مانگا۔ اُنھون نے دیدیا۔ وہ اُسکو مکہ مین لایا اور خانہ کعبہ کے گرد بٹھایا اور عرب نے بتون کو معبود بنا لیا۔ اور سب سے پرانا بت مناۃ تھا وہ بحر قلزم کے کنارے مشلل کے ایک جانب قدید مین مکہ و مدینہ کی درمیان مین بنایا گیا تھا۔ اور عرب سب اُسکی تعظیم کرتے اور اوس[1] وخزرج اور جو کوئی مدینہ و مکہ اور اُس قرب وجوار کی مواضع مین رہتا سب اُسکی تعظیم کرتے اور اُس کیواسطے قربانی کرتے اور اُس کیلیے ہدیے بھیجتے رہتے تھے اور یون تو یہ سب لوگ اُسکی تعظیم کرتے ولیکن اوس و خزرج سی بڑھکر کوئی اُس کی تعظیم نہ کرتا **ابن یاسر** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اوس و خزرج اور جو کوئی اُن کے مسلک پر چلتا تھا خواہ یثرب (مدینہ) کا ہو یا دوسری جگہ کا ہو یہ لوگ حج کرنے آیا کرتے اور ہر ایک موقف مین لوگون کے ساتھ کھڑے ہوتے ولیکن اپنا سر نہین منڈاتے تھے پھر جب مکہ سی روانہ ہوتے تو مناۃ کے یہان جا کر اُس کے پاس اپنا سر منڈاتے اور وہان ٹھیرتے تھے اور بدون اس کے اپنا حج پورا نہین جانتے تھے اور بت مناۃ قبیلہ ہذیل و خزاعہ کا تھا۔ اور مکہ فتح کرنے کے سال مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کو بھیجا حضرت علی نے اُسکو توڑ کر منہدم کر دیا پھر مناۃ کے بعد لوگون نے لات کو نکالا تھا وہ مناۃ کی نسبت جدید تھا اور طائف مین ایک بڑی مربع پتھر پر بنایا گیا تھا۔ اور اُسکے دربان قبیلہ ثقیف کے لوگ تھے۔ اُنھون نے اُس پر عمارتین بنائی تھین۔ اور قریش اور جمیع عرب اُس کی تعظیم کرتے تھے۔ اور عرب اُسی کی نسبت زید اللات اور تیم اللات وغیرہ نام رکھتے تھے اور اب جہان مسجد طائف ہے اُسکی بائین منارہ کی مقام پر تھا۔ پس وہ برابر اسی حالت پر رہا یہانتک کہ ثقیف مسلمان

نستسقی

[1] اوس و خزرج دو بھائی تھے جن کی اولاد مین انصار ہین ۱۲

ذو نواس فلم تزل هذه الاصنام تعبد حتى بعث الله النبی صلی الله علیه وسلم فامر بهدمها وعن ابن عباس قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم رفعت الی النار فرایت عمرو بن لحی قصیرا احمر ازرق یجر قصبه فی النار قلت من هذا
قیل هذا عمرو بن لحی اول من بحر البحیرة ووصل الوصیلة وسیب السائبة وحمی الحام وغیر دین اسماعیل ودعا
العرب الی عبادة الاوثان قال هشام وحدثنا ابی وغیره ان اسماعیل علیه السلام لما سکن مکة وولد له بها اولاد
فکبروا حتی ملکوا مکة ونفوا من کان بها من العمالیق ضاقت علیهم مکة ووقعت بینهم
الحروب والعداوات واخرج بعضهم بعضا فتفسحوا فی البلاد والتماس المعاش وکان
حملهم علی عبادة الاوثان والحجارة انه کان لا یظعن
بین مکة ظاعن الا احتمل معه حجرا من حجارة
الحرام تعظیما للحرم وصبابة بمکة فحیث ما حلوا وضعوه وطافوا به کطوافهم بالکعبة تیمنا منهم بها وصبابا بالحرم وحبا له
وهم بعد یعظمون الکعبة ومکة یحجون ویعتمرون علی ارث ابراهیم واسماعیل ثم عبدوا ما استحسنوا ونسوا ما کانوا علیه واستبدلوا

ترجمہ کرتے رہے یہانتک کہ ذو نواس نے ان لوگون کو یہودی بنالیا اور ان بتوں کی برابر پرستش ہوتی رہی یہانتک کہ جب اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ (علیہ پاک) انکے منہدم کرنیکا حکم فرمایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ جہنم میرے سامنے کی گئی تو مین نے عمرو بن لحی کو دیکھاکہ ایک شخص پست قد سرخ رنگ کرنجا ہے وہ آگ میں اپنی آنتیں گھسیٹتا پھرتا ہے میں نے پوچھاکہ یہ کون شخص ہے تو مجھ سے کہاگیاکہ یہی عمرو بن لحی ہے جس نے سب سے اول بحیرہ اور وصیلہ اور سائبہ اور حام کو نکالا اور حضرت اسمٰعیل کا دین بگاڑا اور عرب کو بت پرستی کی طرف بلایا ف بتون کے نام پر بحیرہ کان پھاڑ کر چھوڑتے اور وصیلہ نر و مادہ جننے والی یا دو نر کے بعد تیسری مادہ یا برعکس جنتی تو بت کے نام پر چھوڑتے اور اسکی دوسری صورتیں بھی تفسیروں میں مذکور ہیں اور سائبہ جیسے سانڈ ہے اور حامی ایک مدت تک نر اونٹ کی جفتی لینے یا لامنے کے بعد بتوں کے نام پر آزاد کرتے هشام بن الکلبی نے کہاکہ مجھ سے میرے باپ محمد بن السائب اور دوسرں نے بیان کیاکہ جب اسمٰعیل علیہ السلام مکہ میں ساکن ہوئے اور انکی اولاد پیدا ہوکر بڑے ہوے تو مکہ کے مالک ہوگئے اور وہان سے قوم عمالقہ کو نکال دیا تو کثرت ہونے سے مکہ میں انکی گنجائش نہ رہی اور باہم ان میں لڑائیاں و عداوت واقع ہوئی اور بعض نے بعض کو نکال دیا آخر دوسرے بلاد میں پھیلے اور روزی کی تلاش میں بھی نکلے پھر جس باعث سے انھون نے اول بتوں و پتھروں کی پرستش شروع کی یہ ہے کہ انمیں سے جو کوئی مکہ سے باہر جاتا تو وہ ضرور اپنے ساتھ حرم سے ایک پتھر لیجاتا کیونکہ وہ لوگ حرم مکہ کی تعظیم کرتے تھے تو جہان کہیں منزل اختیار کرتے وہاں اسی پتھر کو رکھ لیتے اور طواف کعبہ کیطرح اسکا طواف کرتے کیونکہ اسکو متبرک سمجھتے اور اس لئے کہ حرم کو معظم جانتے اور اس سے محبت کرتے تھے اور باوجود اسکے انمیں مکہ و کعبہ کی تعظیم بدستور باقی رہتی تھی چنانچہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی شریعت پر خانہ کعبہ کا حج و عمرہ ادا کیا کرتے تھے پھر رفتہ رفتہ اپنی پسند کے موافق پوجنے لگے اور طریقہ قدیم کو بھول گئے۔ اور دین ابراہیم و اسمٰعیل کے بدلے دوسرا

مکتوب فی احدھا صریح والآخر ملصق فاذا شکوا فی مولود اھدوا الیہ ھدیۃ ثم ضربوا بالقداح فان خرج صریح الحقوہ
ان کان ملصقا دفعوہ وکانوا اذا اختصموا فی امر او ارادوا سفرا فاستقسموا بالقداح عندہ وھو الذی قال لہ ابو سفیان
یوم احد اعل ھبل وعلا دینک وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اعلی واجل وکان لھم اساف ونائلۃ
وعن ابن عباس ان اسافا ونائلۃ رجل وامرأۃ من جرھم یقال لہ اساف بن یعلی ونائلۃ بنت زید من
جرھم وکان یتعشقھا فی ارض الیمن فاقبلوا حجاجا فدخلوا البیت فوجدوا غفلۃ من الناس وخلوۃ من البیت
ففجر بھا فی البیت فمسخا فاصبحوا فوجدوھما مسخین فاخرجوھما فوضعوھما فعبدتھما خزاعۃ وقریش ومن حج البیت بعد
من العرب قال ھشام لما مسخا حجرین وضعا عند الکعبۃ لیتعظ الناس بھما فلما طال مکثھما وعبدت الاصنام عبدا
معھا وکان احدھما یلصق الکعبۃ والآخری فی موضع زمزم فنقلت قریش الذی یلصق الکعبۃ الی الآخر فکانوا ینحرون ویذبحون
عندھما وکان من تلک الاصنام ذوالخلصۃ وکانت مروۃ بیضاء منقوشۃ علیھا کھیئۃ التاج وکانت بتبالۃ بین مکۃ والیمن علی سیرۃ
سبع لیال من مکۃ وکانت تعظمھا وتھدی لھا بسرا وکان بموضع من ارض سبا یقال لہ بلخع تعبدہ
حمیر ومن والاھا فلم یزل یعبد ونہ حتی ھودھم

ترجمہ پڑی تھین ایک مین صریح اور دوسری مین ملصق لکھا ہوا تھا۔ اور لوگ جب کسی بچہ مین شک کرتے تو ھبل کے نام چڑھاوا لیجاتے
پھر ان تیرون سے پانسہ پھینکتے اگر صریح نکلتا تو اُس بچہ کو الفت سے لیتے اور اگر ملصق نکلتا تو دفع کرتے اسی طرح جب کسی امر مین جھگڑتے
یا سفر کا قصد کرتے تو ھبل کے پاس جاکر پانسہ پھینکتے تھے اور ابو سفیان بن حرب نے اُحُد کی لڑائی کے دن اسی بت کو کہا تھا۔ کہ
اعل ھبل یعنی ای ہبل تیرا دین بلند ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللّٰہ اعلی واجل یعنی اللہ تعالی برتر اور بزرگتر ہے +
مصنف نے کہا کہ مشرکون کے بتون مین سے اساف و نائلہ بھی تھے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اساف و نائلہ قبیلہ جُرہُم مین سے
ایکمرد و ایک عورت تھی اُنکو اساف بن یعلی اور نائلہ بنت زید کہتے تھے یہ دونون جُرہُم کی نسل سے تھے اور دونون کا عشق زمین مین
شروع ہوا تھا پھر قافلہ کے ساتھ دونون حج کو آئے اور ایک رات دونون خانہ کعبہ مین داخل ہوئے تو وہان خالی گھر پایا کوئی آدمی نہ
تھا پس اساف نے نائلہ سے بدکاری کی تو مسخ ہوکر پتھر ہوگئے صبح کو لوگون نے انکو مسخ پاکر خانہ کعبہ سے باہر نکالکر قائم کیا بعد ازان قریش
و خزاعہ و دیگر عرب نے جو حج کو آتے تھے ان دونون کو پوجنا شروع کیا ہشام بن الکلبی نے کہا کہ جب یہ دونون مسخ ہوکر پتھر ہوگئے تو کعبہ کے باہر اس غرض
سے رکھی گئے تھے کہ لوگون کو عبرت ہو جب زیادہ مدت گذری اور بتون کی پوجا شروع ہوئی تو بتون کے ساتھ انکی بھی پوجا ہونے لگی اور
پہلے ایک تو کعبہ سے ملصق تھا اور دوسرا زمزم کے مقام پر تھا پھر قریش نے کعبہ کے پاس والا بھی اوٹھاکر دوسرے سے ملادیا اور اُنکے پاس
قربانی کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے **منجملہ** بتون کے ایک ذوالخلصہ تھا سفید دودھیا پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اور اُس پر تاج کی سی صورت
نقش تھی اور مکہ سے سات روز کے رستہ پر یمن اور مکہ کے درمیان ایک مکان مین رکھا تھا اُسکی بھی تعظیم ہوتی اور پھر ماوے کی قربانی بھیجی
جاتی تھی **ف** نسر ایک بت زمین سبا کی موضع بلخع مین تھا جسکو قبیلہ حمیر اور اُسکی حلیف دوست پوجتے تھے اور برابر اس بت کی پرستش

وتولى حجابة البيت من بعدهم وحضر الحج فدعا العرب الى عبادتها قاطبة فاجابه عوف بن عذرة بن زيد اللات فدفع اليه ودًّا فحمله وكان بوادي القرى بدومة الجندل وسمى ابنه عبد ودٍّ فهو اول من سمى به وجعل عوف ابنه عامرا سادنا له فلم يزل بنوه يسدنونه حتى جاء الله بالاسلام قال الكلبي فحدثني مالك بن حارثة انه راى ودًّا قال وكان ابي يبعثني باللبن اليه فيقول اسقه الهك فاشربه قال ثم رأيت خالد بن الوليد بعد كسره فجعله جذاذًا وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث خالد بن الوليد من غزاة تبوك لهدمه فحالت بينه وبين هدمه بنو عبد ود وبنو عامر فقاتلهم وهدمه وكسره وقتل يومئذ رجلا من بني عبد ود يقال له قطن بن شريح فاقبلت امه وهو مقتول وهي تقول الا تلك المودة لا تدوم ٭ ولا يبقى على الدهر النعيم ٭ ولا يبقى على الحدثان غفر له ام بشاهقة رؤوم ٭ ثم قالت يا جامعا جامع الاحشاء والكبد ٭ يا ليت امك لم تولد ولم تلد ٭ ثم اكبت عليه فشهقت فماتت قال الكلبي فقلت لمالك بن حارثة صف لي ودًّا حتى كاني انظر اليه قال كان تمثال رجل كاعظم ما يكون من الرجال قد ذبر اي نقش عليه حلتان متزر بحلة مرتد باخرى عليه سيف قد تقلده وقد تنكب قوسا

ترجمہ اور بعد ان کے خود خانہ کعبہ کا متولی بن بیٹھا۔ اور جب حج کا موسم آیا تو عمرو بن لحی نے سب عرب کو بتوں کی پرستش کی جانب بلایا پس عوف بن عذرہ بن زید اللات نے اس کا کہنا مان لیا تو اس نے عوف مذکور کو ودّ نام بت حوالہ کیا۔ وہ ودّ کو لے گیا اور وادی القرای کے قریہ دومۃ الجندل میں رکھا۔ اور اسی کے نام سے منسوب کرکے اپنے بیٹے عبد ود کا نام رکھا اور یہ شخص سب سے پہلے اس بت کے نام سے منسوب ہوا اور عوف نے اپنے دوسرے بیٹے عامر کو اس بت کا دربان مجاور مقرر کیا۔ اسوقت سے اسکی اولاد برابر اس بت کی پرستش کا دین رکھتے آتے یہانتک کہ اللہ تعالے نے اسلام بھیجا۔ کلبی نے کہا مجھ سے مالک بن حارثہ نے بیان کیا کہ میں نے ودّ کو دیکھا تھا اور میرا باپ میرے ہاتھ دودھ بھیجا کرتا تھا کہ یہ لیجاکر اپنے معبود کو پلاؤ میں اسکو خود پی جاتا تھا پھر بعد اس کے میں نے دیکھا کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور صورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے خالد بن الولید رضہ کو اس بت کے منہدم کرنے کے لئے روانہ کیا تھا وہاں عبد ود کی اولاد اور عامر کی اولاد نے خالد رضہ کو اس کے توڑنے سے روکا اور مانع ہوئے پس خالد رضہ انسے قتال کرکے اس بت کو منہدم کرکے توڑ ڈالا۔ اور اسی دن میں خالد نے بنی عبد ود میں سے ایک مرد کو قتل کیا تھا جسکا نام قطن بن شریح تھا تو اس کی لاش پر اسکی ماں یہ کہتی ہوئی دوڑی آئی کہ آگاہ رہو کہ الفت ہمیشہ پائدار نہیں رہتی اور زمانہ میں کوئی نعمت باقی نہیں رہیگی۔ اور پہاڑی پر بالا زمانہ میں نہیں بچتا اور اسکی ماں چوٹی پر تا ہے۔ پھر اس نے کہا۔ اے میرے دل و جگر کے جمع کرنے والے ٭ اے کاش تیری ماں پیدا نہ ہوتی اور تجھ کو نہ جنتی۔ پھر اس کی لاش پر اوندھی گر کر لپٹی اور زور سے ایک نعرہ مارا و مرگئی۔ کلبی نے کہا کہ میں نے مالک بن حارثہ سے کہا کہ ودّ کی صورت کو ایسا بیان ظاہر کیجیے کہ گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ مالک نے کہا کہ ایک مرد کی صورت تھا جو بڑے سے بڑا ہو سکتا ہے۔ اور اس پر دو حلہ بنائے گئے تھے۔ ایک ازار کی طرح تھا۔ اور دوسرا اوڑھے تھا اور ادھر سے ایک تلوار لٹکی اور کندھے پر کمان لگائے ٭

بدین ابراهیم واسماعیل غیره فعبدوا الاوثان وصاروا الی ما کانت علیه الامم من قبلهم واستخرجوا ما کان یعبد قوم نوح وفیهم علی ذلک بقایا من عهد ابراهیم واسماعیل یتمسکون بها من تعظیم البیت والطواف به والحج والعمرة والوقوف بعرفة والمزدلفة واهداء البدن والاهلال بالحج والعمرة وکانت نزار تقول اذا ما اهلت

لبیک اللهم لبیک لبیک لا شریک لک الا شریکا هو لک تملکه وما ملک وکان اول من غیر دین اسمعیل فنصب الاوثان وسیب السائبة ووصل الوصیلة عمرو بن ربیعة وهو لحی بن حارثة وهو ابو خزاعة وکانت ام عمرو بن لحی فهیرة بنت عامر بن الحرث وکان الحارث هو الذی یلی امر الکعبة فلما بلغ عمرو بن لحی نازعه فی الولایة وقاتل جرهم ببنی اسماعیل فظفر بهم واجلاهم عن الکعبة ونفاهم من بلاد مکة

ترجمہ دین ابراہیم و اسمٰعیل بدل ڈالا اور بتوں کی پوجا کرنے لگے اور ان کا بھی وہی حال ہوا جو ان سے پہلی امتوں کا حال ہو چکا تھا اور انہوں نے وہ بت نکالے جن کو نوح کی قوم پوجتی تھی اور باوجود اس کے ان میں بعض امور شریعت ابراہیم و اسمٰعیل سے ایسے باقی رہے جن کو نہیں چھوڑا جیسے بیت اللہ کی تعظیم و اسکا طواف کرنا حج و عمرہ اور وقوف عرفات و مزدلفہ اور اونٹ وغیرہ قربانی کا ہدیہ بھیجنا اور حج وعمرہ کے لئے تلبیہ کہنا۔ اور قبیلہ نزار کے لوگ جب احرام باندھتے تو تلبیہ اس طرح کہتے لبیک اللهم لبیک لا شریک لک الا شریکا هو لک تملکه وما ملک یعنی لبیک الٰہی لبیک تیرا کوئی شریک نہیں ہے سوائے ایسے شریک کے کہ وہ تیرا ہی ہے تو ہی اسکا اور اس کی مملوک چیزوں کا مالک ہے ف قولہ سوائے ایسے الخ یعنی اپنی طرف سے شریک کر لیا۔ پھر سب سے پہلے جس نے دین اسمٰعیل کو بدلا اور بت کھڑے کئے اور سانڈ چھوڑے۔ اور وصیلہ کی رسم نکالی وہ عمرو بن ربیعہ ہے اور ربیعہ ہی لحی بن حارثہ ہے اور یہی حارثہ قبیلہ خزاعہ کا جد اعلیٰ ہے اور عمرو بن لحی کی ماں کا نام فہیرہ بنت عامر بن الحارث ہے اور یہی حارث خانہ کعبہ کا متولی تھا پھر جب عمرو بن لحی بالغ ہوا تو متولی ہونے میں حارث سے جھگڑا کرنے لگا آخر قبیلہ جرہم نے اولاد اسمٰعیل سے قتال کیا اور فتحیاب ہو کر انکو کعبہ کے متولی ہونے سے بلکہ بلاد مکہ سے خارج کر دیا۔

سه وفی البخاری ص ۱۶۳ د باب اذا انفلتت الدابة فی الصلوٰة لحدیث الثانی من ذلک الباب وهو حدیث طویل آخر طرفه ولقد رایت جهنم یحطم بعضها بعضا حین رأیتمونی تاخرت ورایت فیها عمرو بن لحی وهو الذی سیب السوائب اه قوله عمرو بن لحی بضم اللام وفتح المهملة وشدة التحتیة ویجئ فی قصة خزاعة انه صلی الله علیه وسلم قال رایت عمرو بن عامر الخزاعی یجر قصبه فی النار وکان اول من سیب السوائب وهی جمع سائبة وهی التی کانوا یسیبونها لالهتهم فلا یحمل علیها شئ ۱۲ کرمانی قسطلانی وایضا فی البخاری ص ۴۹۹ باب قصة خزاعة قال وقال ابو هریرة قال النبی صلی الله علیه وسلم رأیت عمرو بن عامر الخزاعی یجر قصبه فی النار وکان اول من سیب السوائب عمرو بن عامر قیل هو من اعمام بن قمعة فان قلت تقدم فی باب انفلتت الدابة فی الصلوٰة ورایت فیها عمرو بن لحی الخ (کان الاصل ههنا مشکو کالم یقرء) سه بخاری ص ۴۹۹ باب قصة خزاعة عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال عمرو بن لحی بن قمعة بن خندف ابو خزاعة اه لحی بضم اللام وفتح المهملة وتشدید الیاء قمعة بفتح القاف والمیم وتخفیفها و باهمال العین وقیل بکسر القاف وشدة المیم بفتحها وکسرها وقیل بفتحها وسکون المیم خندف بکسر المعجمة وسکون النون وکسر المهملة وفتحها وبالفاء وهی ام القبیلة فلا ینصرف وقمعة منسوب الی الام والا فابوه اسمه الیاس بن مضر واسم الخندف لیلی والخندف لقبها

فانصب نت نارا تكون لك ولعقبك فبنى بيت نار فهو اول من نصب النار وعبدها **قال الجاحظ** وجاء زرادشت من
بلخ وهو صاحب المجوس فادعى ان الوحي ينزل عليه على جبل سيلان
فدعا اهل ملك النواحي الباردة الذين لا يعرفون الا البرد واقر بانه لم يبعث
الا الى اهل الجبال فقط وشرع لاصحابه التوضي بالابوال وغشيان الامهات وتعظيم النيران مع امور سمجة **قال** ومن قول
زرادشت كان الله وحده فلما طالت وحدته فكر فتولد من فكره ابليس فلما مثل بين يديه اراد قتله فامتنع منه فلما رأى
امتناعه وادعه الى مدة وقد بنى عابدو النار لها بيوتا كثيرة **فاول** من رسم لها بيتا افريدون فاتخذ لها بيتا
بطرسوس واخر ببخارا واتخذ لها بهمن بيتا بسجستان واتخذ لها بيتا
ابو قباذ بناحية بخارا وبنيت بعد ذلك بيوت كثيرة وكان زرادشت
قد وضع نارا زعم انها جاءت من السماء فاكلت قربانهم وذلك انه بنى بيتا وجعل في وسطه مرآة ولف القربان في
حطب وطرح عليه الكبريت فلما استوت الشمس في كبد السماء قابلت كوة قد جعلها في ذلك البيت فدخل شعاع الشمس فوقع
على المرآة فانعكس على الحطب فوقعت فيه النار فقال لا تطفئوا هذه النار **فصل قال المصنف** وقد حسن ابليس لاقوام

ترجمہ وہ آگ کی خدمت کرتا تھا اور اس کو پوجتا تھا اب تو بھی آگ بنا کر تو آیندہ تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے وہ کارساز ہوگی۔ پس اس
نے ایک آتشخانہ بنایا اور آگ کو پوجنے لگا **جاحظ** نے بیان کیا کہ **زرادشت** جس کو مجوسی اپنا پیغمبر مانتے ہیں وہ بلخ سے آیا۔ اور
دعوی کیا کہ وہ کوہ سیلان پر تھا وہاں اس پر وحی نازل ہوئی اور یہ ممالک بہت سرد ہیں وہاں کے لوگ سوائے سردی کے کچھ نہیں جانتے
ہیں اور اقرار کیا کہ وہ فقط ان پہاڑیوں کے سوائے کسی کی طرف پیغمبر کرکے نہیں بھیجا گیا ہے اور جن لوگوں نے اسکو مانا ان کے
لئے اس نے ایسے قبیح امور سے شرع مقرر کی جیسے اقسام پیشاب سے وضو کرنا اور ماؤں (بیٹیوں و بہنوں) سے وطی کرنا اور آگ
کی پوجا کرنا وغیرہ اور زرادشت مذکور کے اقوال میں سے یہ ہے کہ اللہ اکیلا تھا جب تنہائی کو مدت دراز گذر گئی تو اس نے غور و فکر
کرکے ابلیس کو بنایا جب ابلیس اس کے روبرو آیا تو خدا نے اس کو قتل کرنا چاہا ابلیس نے روکا اور مانع ہوا تو جب خدا نے دیکھا کہ وہ قابو
میں نہیں آتا ہے تو ایک مدت کیلئے اس سے صلح کرلی۔ **واضح** ہو کہ آتش پرستوں نے آگ کی پوجا کرنے کے لئے بہت سے آتشخانے
بنائے چنانچہ سب سے اول افریدوں نے آگ کی پوجا کے لئے طرسوس میں آتشخانہ بنایا اور دوسرا بخارا میں بنایا اور بہمن نے سیستان میں
بنایا اور ابو قباد نے نواح بخارا میں بنایا اور اسکے بعد بکثرت آتشخانے بنائے گئے اور زرادشت نے ایک آگ رکھی تھی جسکی نسبت وہ مدعی تھا کہ یہ
آسمان سے اوتری ہے اور اسی نے ان کے نذرانے کھائے ہیں اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ اس نے ایک حاطہ بنایا اور اسکے درمیان میں ایک شیشہ
نصب کیا اور نذرانہ کا جانور ایک لکڑی پر لٹکایا جس پر گوگرد لگا ہوا تھا جب ٹھیک دوپہر کو سورج سر پر آیا اور چھت کی روشندان سے سورج
کی کرن اس شیشہ پر پڑی تو گوگرد کی تیزی سے لکڑ میں آگ لگی۔ زرادشت نے کہا کہ اب تم لوگ اس آگ کو بجھنے نہ دینا +

فصل مصنف نے کہا کہ ابلیس نے چند اقوام کے خیال میں + + + + + + + + +

وبين يديه حربة فيها لواء وقصبة فيها نبل يعني جعبة قال واجابت عمرو بن لحي مضر بن نزار فدفع الى رجل من هذيل يقال له الحارث بن تميم بن سعد بن هذيل بن مدركة بن الياس بن مضر سواعاً فكان بارض يقال لها رهاط بطن نخلة يعبده من يليه من مضر فقال رجل من العرب تراهم حول قبلتهم عكوفا كما عكفت هذيل على سواع ۔ يظل جنابه صرعى لديه ۔ عتائر من ذخائر كل راع ۔ واجابته مذحج فدفع الى انعم بن عمرو المرادي يغوث وكان باكمة باليمن يعبده مذحج ومن والاها واجابته همدان فدفع الى مالك بن مرثد بن خثعم يعوق وكان بقرية يقال له خيوان يعبده همدان ومن والاها من اليمن واجابته حمير فدفع الى رجل من ذي رعين يقال له معدي كرب صنماً من صنعه وما خيل اليهم من الاصنام تشفع فحال لبيس فيه شبهة تتعلق بها

ذكر تلبيس ابليس على عابدي النار والشمس والقمر

قال المصنف قد لبس ابليس على جماعة فحسن عبادة النار وقال الجوهر الذي لا يستغني العالم عنه ومن ههنا زين عبادة الشمس وذكر ابو جعفر بن جرير الطبري انه لما قتل قابيل هابيل وهرب من ابيه آدم الى اليمن اتاه ابليس فقال له ان هابيل انما قبل قربانه واكلته النار لانه كان يخدم النار ويعبدها

ترجمہ اور آگے ایک نیزہ بطور جھنڈے کے لیے ہوئے تھا اور ترکش میں تیر تھے۔ کلبی نے کہا کہ مضر بن نزار نے بھی عمرو بن لحی کا کہنا مان لیا تو اس نے ہذیل کے ایک شخص کو جسکا نام حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تھا ایک بت دیا جسکو سواع کہتے تھے اور وہ بطن نخلہ کی زمین رہاط میں تھا اور اس کے قرب وجوار کے مضر اسکی عبادت کرتے تھے چنانچہ عرب کے ایک شاعر کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے کہ تو انکو دیکھے کہ اپنے قبیلہ کے گرد عبادت میں ایسے جھکے ہیں۔ جیسے ہذیل کے لوگ سواع کے گرد پوجا کے لیے جھکے رہتے ہیں۔ ہمیشہ اسکی درگاہ پر انبار دیکھو کہ ہر ایک راعی کے ذخیرہ کے نفائس ہیں کلبی نے کہا کہ مذحج نے بھی اسکا کہنا قبول کیا تو اس نے انعم بن عمرو المرادی کو وہ بت دیا جس کا نام یغوث تھا وہ یمن کے ایک ٹیلہ پر تھا اور مذحج اس کے حلیف تو میں اس بت کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور ہمدان نے اسکا کہنا مان لیا تو اس نے مالک بن یزید بن خثعم کو وہ بت دیا جس کا نام یعوق تھا وہ ایک گاؤں میں رکھا گیا جس کا نام خیوان تھا اسکو قبیلہ ہمدان و اسکے یمنی حلیف پوجا کرتے تھے۔ قبیلہ حمیر نے اسکا کہنا مانا تو اس نے ذی رعین کے ایک شخص کو جسکا نام معدیکرب تھا ایک ساختہ بت دیا جو اسکا بنا ہوا نہ تھا۔ پھر بت پرستوں کے خیال میں جو یہ اعتقاد جم گیا ہے کہ بت ہماری سفارش کیا کرتے ہیں تو یہ محض خیال ہے جس میں کوئی مناسبت بھی بتوں کے ساتھ نہیں ہے +

آگ وسورج وچاند پوجنے والوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان

مصنفؒ نے کہا کہ ایک جماعت پر ابلیس نے تلبیس سے یہ رچایا۔ کہ آگ کی عبادت کریں اور کہا کہ آگ ایسا جوہر ہے کہ عالم کو اس سے چارہ نہیں یعنی عالم کے لئے یہ ضروری ہے اور اسی سے آفتاب کی پوجا بھی رچائی۔ امام ابو جعفر بن جریر الطبری نے ذکر کیا کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور اپنے باپ آدم علیہ السلام کے پاس سے بھاگ کر یمن کو چلا گیا۔ تو ابلیس نے اس کے پاس آکر کہا۔ کہ ہابیل کا نذرانہ اس جہت سے قبول ہوا۔ اور آگ نے اس کو کھا لیا +

الی عشرة آلاف لا یکون اقل من هذا ولا اکثر ومن لم یحمل معه ذلک لم یتم حجه فیلقیه فی صندوق عظیم
هنالک ویطوفون بالصنم فاذا ذهبوا اقسم ذلک المال فثلثه للمسلم وثلثه لعمارة المدینة وحصونها
وثلثه لسدنة الصنم ومعالجه قال المصنف قلت انظر کیف تلاعب الشیطان بهؤلاء وذهب بعقولهم

فنحتوا بایدیهم ما عبدوه وما احسن ما عاب الحق عزوجل اصنامهم فقال الهم ارجل یمشون بها ام لهم ایدٍ
یبطشون بها ام لهم اعین یبصرون بها ام لهم اذان یسمعون بها وکان الاشارة الی العباد ای انتم تمشون وتبطشون و
تبصرون وتسمعون والاصنام عاجزة عن ذلک وهی جماد وهم حیوان فکیف عبد التام الناقص ولو تفکروا
لعلموا ان الاله یصنع الاشیاء ولا یصنع ویجمع ولیس بمجموع وتقوم الاشیاء به ولا یقوم بها وکان من تلک الاصنام ذو الخلصة وکانت تعظمها
لها خثعم وبجیلة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لجریر الا تکفینی ذا الخلصة فوجهه الیه فسار الیه باحمس فقاتلته خثعم
باهله فظفر بهم وهدم بنیان ذی الخلصة واضرم فیه النار وذو الخلصة الیوم عتبة باب مسجد

ترجمہ سے دس ہزار تک کے درمیان جس سے ہوسکے نذر چڑھاوے اور اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوسکتا تھا اور جو کوئی اسقدر نذرانہ
نہیں لایا تو اس کا حج پورا نہوگا پھر جو کوئی مال لئے ہوئے درشن کو آتا وہ مال پہلے ایک بڑے صندوق میں ڈال دیتا جو وہاں رکھا تھا
بت کا طواف کرتا جب درشنی لوگ چلے جاتے تو وہ صندوق کھولا جاتا اس میں سے تہائی مال مسلمان کا حق تھا اور ایک تہائی
اس شہر کی قلعہ جات وغیرہ کی مرمت میں خرچ ہوتا اور باقی ایک تہائی اس کے مجاوروں و خدمتیوں کا حق تھا مصنف رح نے کہا
کہ ذرا غور کرو کہ کس طرح ان لوگوں کو شیطان نے اپنا مسخرہ بنایا اور انکی عقلیں گم کیں کہ جس چیز کو اپنے ہاتھوں سے گڑھا تھا اسی کی
پوجا کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ان مسخروں کے بتوں کی بہت اچھی مذمت فرمائی ہے بقولہ تعالیٰ الهم ارجل یمشون بہا ام لهم اید یبطشون بہا ام لهم
اعین یبصرون بہا ام لهم آذان یسمعون بہا یعنی کیا ان بتوں کے پاؤں ہیں جن سے چلتے ہیں یا انکے ہاتھ ہیں کہ جن سے گرفت کرتے ہیں یا انکی آنکھیں
ہیں جن سے دیکھتے ہیں یا انکے کان ہیں جن سے سنتے ہیں (ف) یہ بت پرستوں کی طرف اشارہ ہے یعنی تم لوگ پیروں سے چلتے و ہاتھوں سے
گرفت کر سکتے ہو اور دیکھتے و سنتے ہیں اور یہ تمہارے بت تعجب ان سب باتوں سے عاجز ہیں اور یہ بیجان جمادات ہیں اور تم لوگ حیوان جاندار ہو
تو کیونکر پوری خلقت کے جاندار نے ناقص جمادات کو اپنا معبود بنایا ہے اور اگر یہ بت پرست ذرا غور کرتے تو اسقدر ضرور جان لیتے کہ
معبود خدا تو چیزوں کا بنانے والا ہوتا ہے اور وہ خود نہیں بنایا جاتا ہے اور وہی جمع کرتا ہے وہ خود نہیں جمع کیا جاتا اور کل اشیاء کا قیام
اوسی کی قدرت سے ہوتا ہے اس کو کوئی قائم نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ کی پرستش کرنا چاہئے جو سب صورت سے کامل ہے نہ وہ کہ جس میں
کچھ قدرت نہیں اور انہیں بتوں میں سے ذو الخلصہ تھا اور خثعم و بجیلہ اوسکی تعظیم کرتے تھے اور قربانی چڑھاتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ
سے فرمایا کہ تو مجھے اس ذی الخلصہ سے کفایت نہیں کرتا پس جریر رض سواران احمس (۱۵۰) لے کر روانہ ہوئے تو خثعم و باہلہ دونوں
قبیلوں نے جریر رض کو روکا اور جریر رض نے مقابلہ میں ان کو بھگا دیا۔ اور ذی الخلصہ کی عمارت میں آگ لگا دی۔ اور
منہدم کر ڈالی اور ذی الخلصہ اب مسجد

عبادة القمر وللاخرين عبادة النجوم **قال ابن قتيبة** كان قوم فی الجاهلیة عبدوا الشعری العبور وفتنوا بها و
قربوا لها لموضع المشابهة علی زعمهم **وقیل لبعضهم** ان الکواکب والافلاک اقرب الاجسام الی الخالق
فعظموها وقربوا لها ثم عملوا الاصنام وبنی جماعة من القدماء بیوتا کانت للاصنام **فمنها بیت** علی راس جبل
باصفهان فیه اصنام اخرجها بساسب لما تمجس وجعله بیت نار **والبیت الثانی والثالث** فی ارض
الهند **والرابع** بمدینة بلخ بناه بنو شهر فلما ظهر الاسلام خربه اهل بلخ **والخامس** بیت بصنعاء
بناه الضحاک علی اسم الزهرة فخربه عثمان بن عفان **والسادس** بناه قابوس الملک علی اسم الشمس بمدینة فرغانه فخربه
المعتصم **وذکر** یحیی بن بشر بن عمیر النهاوندی ان شریعة الهند وضعها لهم رجل یقال له برهمن ووضع لهم اصناما وجعل اعظم
بیوتهم بیتا بالملتان وهی مدینة من مدائن السند جعل فیها صنمهم الاعظم الذی هو بصورة الهیولی الاکبر وهذه المدینة فتحت فی
ایام الحجاج واراد وا قلع الصنم فقیل لهم ان ترکتموه ولم تقلعوه جعلنا لکم ثلث ما یجمع له من المال فامر عبد الملک بن مروان
بترکه فالهند یحج الیه من الفی فرسخ ولابد للحاج ان یحمل معه دراهم علی قدر ما یمکنه من مائة

ترجمہ چاند کی پوجا رچائی اور دوسروں کے خیال میں ستاروں کی پرستش اچھی دکھلائی ابن قتیبہؒ نے کہا کہ اسلام سے پہلے جہالت
کے زمانہ میں ایک قوم نے ستارہ شعری العبور کو پوجا اور اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑے اور اس کے واسطے وہ نذرانہ چڑھایا جس کو اپنے
زعم میں اس سے مشابہ سمجھے **بعض** کے خیال میں یہ سمایا کہ ستارے اور آسمان بہ نسبت دیگر اجسام کے خالق سے زیادہ نزدیک ہیں اس
خیال پر ان چیزوں کی تعظیم کرنے لگے اور ان کے لئے چڑھاوے چڑھانے لگے پھر ان کے نام کے بت بنائے اور بہت سے پرانے زمانہ کے
لوگوں نے بتوں کے واسطے گھر بنائے تھے **ازانجملہ** اصفہان میں پہاڑ کی چوٹی پر ایک گھر تھا جس میں بت رکھے تھے پھر جب بساسب
مجوسی ہو گیا تو اس نے اسکو آتشخانہ بنا دیا **دوم** و **سوم** دو گھر ہندوستان میں تھے اور **چہارم** شہر بلخ میں تھا جسکو بنو شہر نے
بنایا تھا پھر جب اسلام کا غلبہ ہوا تو بلخ کے مسلمانوں نے اسکو خراب کر ڈالا **پنجم** بتخانہ شہر صنعا میں تھا جسکو ضحاک نے زہرہ ستارے
کے نام پر بنایا تھا اسکو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے برباد کر دیا۔ **ششم** شہر فرغانہ میں قابوس شاہ نے آفتاب کے نام پر بنایا تھا۔
جسکو خلیفہ معتصم عباسی نے اجاڑ دیا **یحیی** بن بشیر بن عمیر نہاوندی نے لکھا ہے کہ ہندوستان کا دین ہان کے لوگوں کے لئے ایک شخص نے بنایا تھا
جسکو برہمن کہتے تھے اور انکے لئے بت بنائے اور سب سے بڑا بتخانہ اس نے ملتان میں بنایا تھا اور یہ سندھ کے شہروں سے بڑا
شہر تھا اسی بتخانہ میں ان کا سب سے بڑا بت تھا جو ہیولائے اکبر کی صورت پر بنایا تھا (یعنی اپنے خیال کے موافق) اور **حجاج** ثقفی کے
زمانہ میں یہ شہر فتح ہوا اور مسلمانوں نے چاہا کہ اس بت کو توڑ دیں تو مجاوروں و متولیوں نے کہا کہ اگر تم اسکو باقی رکھو تو جس قدر
اس کا چڑھاوا آتا ہے۔ اس کا تہائی ہم تم کو دیں گے۔ پس سپہ سالار نے حجاج کو لکھا اس نے خلیفہ عبد الملک بن
مروان کو لکھا اس نے حکم دیا کہ اچھا باقی رکھو۔ پس دو ہزار فرسخ سے اس بت کا حج کرنے آتے۔ اور
ہر حاجی کے لئے یہ شرط تھی۔ کہ اسکے نذرانہ کے لئے سو روپیہ

بن جبل بها

گشتاسب

قال في زمان يرد عبدة الاصنام ورجع من رجع عن الاسلام **وعن** مهدي بن ميمون قال سمعت ابا رجاء
العطاردي يقول لما بعث النبي صلى الله عليه وسلم فسمعنا به لحقنا بمسيلمة الكذاب لحقنا بالنار قال وكنا
نعبد الحجر في الجاهلية فاذا وجدنا حجرا هو احسن منه نلقي ذالك وناخذه فاذا لم نجد حجرا جمعنا حثية من تراب
ثم جئنا بغنم فحلبناها عليه ثم طفنا به **وعن** رجاء العطاردي قال كنا نعمد الى الرمل فنجمعه ونحلب عليه
فنعبده وكنا نعمد الى الحجر الابيض فنعبده زمانا ثم نلقيه **وعن** ابي عثمان النهدي يقول كنا في الجاهلية نعبد حجرا
فسمعنا مناديا ينادي يا اهل الرحال ان ربكم قد هلك فالتمسوا ربا قال فخرجنا على كل صعب وذلول فبينما
نحن كذلك نطلب اذ نحن بمناد ينادي انا قد وجدنا ربكم او شبهه قال فجئنا فاذا نحن بحجر فنحرنا
عليه الجزور **وعن** عمرو بن عتبة قال كنت امرأ ممن يعبد الحجارة فينزل الحي ليس معهم
اله فيخرج الرجل منهم فياتي باربعة احجار فينصب ثلثة لقدره ويجعل احسنها
الها يعبده ثم لعله يجد ما هو احسن منه قبل ان يرتحل فيتركه وياخذ غيره **وسئل** سفيان بن
عيينة كيف عبدت العرب الحجارة والاصنام فقال اصل عبادتهم الحجارة والاصنام

يرتد — كثبة — عيينة

ترجمہ کہ ایک زمانہ آویگا کہ بت پرست لوگ لوٹا دیجائینگے اور جو پھرنے والے ہین دین اسلام سی پھر جائینگے **مہدی** بن میمون نے
کہا کہ مین نے ابو رجاء العطاردی سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہم نے آپکی بعثت کی خبر سن لی پھر مسیلمہ
کذاب سے ملے تو آگ مین ملے اور ابو رجاءؒ نے بیان کیا کہ ہم لوگ زمانۂ جاہلیت مین پتھرون کو پوجا کرتے تھے۔ پھر جب ہم ایک پتھر سے
بہتر دوسرا پتھر خوبصورت پاتے تو پہلے پتھر کو پھینک دیتے اور دوسرے کو پوجنے لگتے تھے اور جب ہم کسی مقام پر پتھر نہ پاتے تو ریگ
کا تودہ جمع کر لیتے اور ایک بھیڑ لاکر اُسپر کھڑی کرکے وہان اسکا دودھ دوہ دیتے پھر اُس تودہ کے گرد طواف کیا کرتے **ابو رجاء**
العطاردیؒ سے مروی ہے کہ ہم بالو لیکر اسکو جمع کرکے اوسپر دودھ دوہ دیتے پھر اُسکو پوجتے اور سپید پتھر لیکر ایک مدت تک اُسکو پوجتے
پھر اوسے پھینک دیتے **ابو عثمان** النہدی سے روایت ہے کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت مین پتھر پوجتے ایکدفعہ ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے
کہ ای قوم والو تمہارا رب تباہ و ہلاک ہوگیا ہے اب کوئی دوسرا رب تلاش کرو۔ تو ہم لوگ نکلکر ہر طرف اونچے نیچے میدانمین ڈھونڈھتے
پھرتے تھے کہ اتنے مین ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ ہم نے تمہارا رب پایا ہے (یا اسیطرح کوئی اور لفظ کہا) پھر ہم لوگ لوٹ آئے تو دیکھا کہ ایک پتھر
پایا ہے پھر اوسپر اونٹونکی قربانی کی گئی **ف** ابو رجاء العطاردی و ابو عثمان دونون کبیر تابعی تھے **عمرو** بن عتبہ نے کہا کہ مین بھی اُن ہی لوگون سے تھا
جو پتھر پوجتے تھے پھر جب گروہ خاندان جاکر کہین (پانی پر) اترتے اور انکے ساتھ معبود (پتھر) نہین ہے تو آدمی انمین سے نکلکر جاتا اور چار پتھر لاتا پھر
تین پتھرون سے ہانڈی کا چولہا بناتا اور چوتھا پتھر جو سب سے اچھا ہوتا اُسکو معبود بناکر رکھتا اسکی پوجا کرتا پھر اُسی پانی پر بسیرا اُٹھانے کے زمانہ ہی
مین شاید وہ کبھی اُس سے خوبصورت پتھر پایا جاتا تو پہلے پتھر کو پھینک دیتا اور دوسرے کو معبود بنالیتا **سفیان** بن عیینہ سے پوچھا گیا کہ
عرب نے پتھرون اور بتون کی پوجا کیونکر شروع کی تو فرمایا کہ وہ لوگ اصل مین پتھرونکی اور بتون کی عبادت کیا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی۔

مرتاده بھولگے

تبالہ وکان لدوس صنم یقال لہ الکفین فلما اسلموا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطفیل بن عمرو فحرقہ و کان لبنی الحارث بن یشکر صنم یقال لہ ذو الشری وکان لقضاعۃ ولخم وجذام وعاملۃ وغطفان صنم فی مشارق الشام یقال لہ الاقیصر وکان لمزینۃ صنم یقال لہ نہم وبہ کانت تسمی عبد نہم وکان لعنزۃ صنم یقال لہ سعیر وکان لطی صنم یقال لہ الفلس وکان لاھل کل دار من مکۃ صنم فی دارھم یعبدونہ فاذا اراد احدھم السفر کان اخر ما یصنع فی منزلہ ان یتمسح بہ واذا قدم من سفرہ کان اول ما یصنع اذا دخل منزلہ ان یتمسح بہ وفیہم من اتخذ بیتا ومن لم یکن لہ صنم ولا بیت نصب حجرا مما استحسن ثم طاف بہ وسموھا الانصاب وکان الرجل اذا سافر فنزل منزلا اخذ اربعۃ احجار فنظر الی احسنھا فاتخذہ ربا وجعل ثلاثا اثافی لقدرہ واذا ارتحل ترکہ فاذا نزل منزلا اخر فعل مثل ذلک ولما ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مکۃ دخل المسجد والاصنام منصوبۃ حول الکعبۃ فجعل یطعن بسیۃ قوسہ فی عیونہا ووجوہہا ویقول جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ثم امر بہا فکفئت علی وجوہہا ثم اخرجت من المسجد فحرقت وعن ابن عباس

ترجمہ بتالہ کا جو کھٹ ہے (یعنی اس بت کو جو کھٹ بنا دیا گیا) اور قبیلہ دوس کا ایک بت تھا جسکو ذوالکفین کہا کرتے تھے جب وہ لوگ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیل بن عمرو (ذی النور الازدی) کو بھیجا انہوں نے اس کو جلا دیا اور بنی حارث بن یشکر کا ایک بت تھا جس کو ذو الشری کہتے تھے اور قضاعہ و لخم و جذام و عاملہ و غطفان کا ایک بت ملک شام کے مشرقی حصہ میں تھا اسکو اقیصر کہتے تھے اور مزینہ کا ایک بت بنام نہم تھا اور اسی کے نام پر اس کے پوجنے والوں کے نام لئے جاتے تھے ۔ اور قبیلہ عنزہ کے بت کا نام سعیر تھا اور قبیلہ طی کے بت کو فلس کہتے تھے اور مکہ کے ہر حاطہ میں ایک ایک بت رہتا تھا اس کو اسی حاطہ والے پوجتے تھے اور جب اس حاطہ والوں میں سے کوئی سفر کو جانا چاہتا تو سب سے پہلے کام اس کا یہ تھا کہ اس بت کو چھوے اور جب سفر سے آتا تو سب سے پہلے اس حاطہ میں داخل ہو کر یہ کام کرتا کہ اس بت کو چھوتا بعض ان میں ایسے تھے کہ اونھوں نے بت کا گھر بنایا تھا یعنی بت کو کوٹھری میں رکھا تھا اور بعض جس کے پاس کوئی مورت نہ تھی اس نے اپنی نظر سے کوئی اچھا پتھر ہی تلاش کر کے رکھ لیا تھا پھر اس کا طواف کیا اور مشرکین انکو انصاب کہتے تھے اور جب کوئی مشرک سفر کو جاتا اور کسی منزل پر اترتا تو چار پتھر تلاش کر کے لاتا ان میں سے جو پتھر اس کو اچھا معلوم ہوتا اس کو اپنا رب بنا لیتا اور باقی سے اپنی ہانڈی کا چولھا بنا لیتا اور جب وہاں سے کوچ کرتا تو اسکو چھوڑ جاتا پھر جب دوسری منزل پر اترتا تو وہاں بھی ایسا ہی کرتا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پر غالب ہوئے تو مسجد الحرام میں گئے وہاں خانہ کعبہ کے گرد مورتیں رکھیں تھیں اور آپ کمان کی نوک سے انکی آنکھوں و چہروں پر چوبھتے جاتے اور یہ کہتے جاتے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا - یعنی حق آگیا اور باطل مٹا اور باطل تو ہمیشہ ہی نیست ہوتا ہے ۔ ''پھر حکم فرمایا تو سب بت اوندھے گرائے گئے پھر مسجد سے نکلوا کر پھونک دے گئے ف بعض کتب السیر میں ہے کہ جس بت کیطرف اشارہ کرتے وہ اوندھا گر جاتا تھا ۔ اور یہ اقرب ہے اگرچہ اسناد میں کچھ کلام ہے ا بن عبـــاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ذکر تلبیسه علی الجاهلیة قال المصنف قد ذکرنا کیف لبس ابلیس علیهم فی عبادة الاصنام ومن اقبح تلبیسه علیهم فی ذلک تقلید الاباء من غیر نظر فی دلیل کما قال الله عزوجل واذا قیل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفینا علیه اباءنا اولو کان اباؤهم لا یعقلون شیئا ولا یهتدون ومن المحن یتبعونهم ایضا وقد لبس علی طائفة منهم فتقوا بمذاهب الدهریة وانکروا الخالق وجحدوا البعث وهؤلاء الذین قال الله تعالی فیهم ما هی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یهلکنا الا الدهر وعلی اخرین منهم فاقروا بالخالق لکنهم جحدوا الرسل والبعث وعلی اخرین فزعموا ان الملائکة بنات الله واما ل اخرین منهم الی مذهب الیهود والنصاری وآخرین الی مذهب المجوس وکان هذا فی بنی تمیم منهم زرارة بن حدس التمیمی وابنه حاجب وممن کان

ترجمہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت والوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان مصنف نے کہا ہم بیان کر دیا کہ ابلیس نے کیونکر ان لوگوں پر بت پوجنے میں تلبیس کی۔ اور سب سے بدتر اس معاملہ میں اُس کی تلبیس ان جاہلوں پر یہ تھی کہ بغیر دلیل کے بے سوچے سمجھے اپنے باپ دادوں کی تقلید کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا واذا قیل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفینا علیه اباءنا اولو کان اباءهم لا یعقلون شیئا ولا یهتدون یعنی جب اُن لوگوں سے کہا جاوے کہ جو اللہ تعالے نے اُتارا ہے اُسکی پیروی کرو۔ تو کہیں کہ نہیں بلکہ ہم تو اُسی راہ چلے چلیں گے۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے تو کیا باپ دادوں کی تقلید پر اڑے رہیں گے۔ اگرچہ ان کے باپ دادے نہ کچھ سمجھتے اور نہ راہ پاتے تھے۔ اور ان میں سے ایک گروہ پر شیطان نے ایسی تلبیس کی کہ دہریہ کے طریق اختیار کر لیے اور خالق اور پیچھے جی اُٹھنے کا انکار کیا اور کہا کہ کوئی پیدا کرنیوالا نہیں اور نہ کبھی مردے اُٹھائے جاویں اور ایسی فرقہ کے حق میں اللہ تعالے نے فرمایا ان هی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین یعنی کچھ نہیں یہی فقط ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہم کبھی اُٹھائے نہ جائیں گے وما یهلکنا الا الدهر اور ہم کو یہی زمانہ کی گردش ہلاک کرتی ہے **ف** مترجم کہتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں تو بکثرت دہریے موجود ہیں۔ لیکن دنیا میں عیش کی زندگی بسر کرنے میں ایک انتظامی قانون کے پابند ہیں **مصنف** رحمہ اللہ نے کہا کہ ان میں سے ایک فرقہ پر ابلیس نے یہ تلبیس کی کہ خالق کا اپنی رائے سے اقرار کیا۔ لیکن رسولوں اور قیامت سے انکار کیا۔ اور ایک فرقہ پر یہ تلبیس کی کہ ملائکہ اللہ تعالے کی بیٹیاں ہیں۔ اور ایک فرقہ کو دین یہود و نصاریٰ کی طرف مائل کیا۔ اور ایک فرقہ کو مجوسی دین کی طرف مائل کیا۔ اور یہ عقیدہ عرب کے اکثر بنی تمیم میں تھا۔ چنانچہ زرارہ بن حدس التمیمی اور اُس کے بیٹے حاجب بن زرارہ کا یہی عقیدہ تھا۔ اور بعضے عرب ایسے تھے +

قالوا البيت حجر فحيث ما نصبنا فهو بمنزلة البيت **وقال** ابو معشر كان كثير من اهل الهند يعتقدون الربوبية و يقرون ان لله تعالى ملائكة الا انهم يعتقدون انه صورة كاحسن الصور وان الملائكة اجسام حسان وانه والملائكة محتجبون في السماء واتخذوا اصناما على صورة الله عندهم وعلى صورة الملائكة تعبدونها **ابو كبشة** الذي كان المشركون ينسبون رسول الله صلى الله عليه وسلم اليه اول من عبد الشعرى وقال قطعت السماء عرضا نجم غيرها فعبدها وخالف قريشا فلما بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم ودعا الى عبادة الله وترك الاوثان قالوا هذا ابن ابي كبشة اي شبهه ومثله في الخلاف كما قال بنو اسرائيل لمريم يا اخت هارون اي يا شبيهة هرون في الصلاح وهما شعريان احدهما هذه والشعرى الاخرى هي الغميصاء وهي تقابلها وبينهما المجرة والغميصاء من الذراع المبسوط في نجم الاسد وتلك في الجوزاء وزين ابليس لآخرين من عبادة الملائكة قالوا هي بنات الله تعالى عما يقولون علوا كبيرا وزين للآخرين عبادة الخيل والبقر وكان السامري من قوم يعبدون البقر فلهذا صاغ عجلا وجاء في التفسير ان فرعون كان يعبد تيسا وليس في هؤلاء من عمل فكره ولا استعمل عقله في تدبير ما يفعل **قال** المصنف انظر كيف تلاعب الشيطان بهؤلاء ولعب بعقولهم فنحتوا بايديهم ما عبدوه وما احسن ما عاب الحق عز وجل عليهم اصنامهم فقال الهم ارجل يمشون بها ام لهم ايد يبطشون بها ام لهم اعين يبصرون بها ام لهم آذان يسمعون بها وكان الاشارة الى العباد اي انتم تمشون وتبطشون وتبصرون وتسمعون والاصنام عاجزة عن ذلك وهي جماد وهم حيوان فكيف عبد التام الناقص ولو تفكروا لعلموا ان الاله يصنع الاشياء ولا يصنع ويجمع وليس يجمع ويقوم الاشياء ولا يقوم بها وانما ينبغي ان يعبد الصانع لها الكامل من كل الوجوه

ترجمہ کہ انہون نے کہا بیت اللہ پتھر ہے تو ہم جہان کہین کوئی پتھر رکھ لین وہی بمنزلہ بیت اللہ کے ہو جاویگا **ابو معشر** نے کہا کہ بہت ہندوون کا اعتقاد یہ ہے کہ رب بیشک ہے اور یہ بھی اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالی کے ملائکہ بھی ہین ولیکن وہ لوگ اللہ تعالی کو سب سے اچھی صورت تصور کرتے ہین اور ملائکہ کو بھی خوبصورت اجسام بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا اور ملائکہ نے آسمان مین مخلوق سے پوشیدگی کر لی ہے اور اپنے نزدیک خدا کی صورت پر بت بنائے اور ملائکہ کی صورتون کے بت بنائے اور اُن کی پوجا کرتے ہین **ابو کبشہ** جسکی نسبت کر کے رسول اللہ صلعم کو مشرکین ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے وہ پہلا شخص ہے جس نے شعری کو پوجا اور کہا کہ یہ ستارہ آسمان کو چوڑان مین کاٹتا ہے اور سوا اس کے کوئی ستارہ عرض مین طے نہین کرتا اس خیال پر اس کو پوجنا شروع کیا اور قریش کے خیالات سے مخالف ہوا لہذا جب رسول اللہ صلعم مبعوث ہوے اور لوگون کو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا اور کہا کہ بتون کو چھوڑ دو تو قریش نے کہنا شروع کیا کہ یہ بھی ابو کبشہ کا بیٹا ہے یعنی جیسے ابو کبشہ نے ہم سے مخالفت کی اسی طرح اس نے مخالفت کی اور بنی اسرائیل نے اسی محاورہ کے موافق حضرت مریم کو اخت ہارون کہا تھا یعنی ہارون کی طرح نیک بخت صالح ہے جاننا چاہیے کہ شعری دو ہین ایک یہی شعری عبور ہے اور دوسرے کو شعری غمیصا کہتے ہین وہ اس کے مقابل ہے اور دونون کے درمیان مین مجرہ (ثریا) ہے اور غمیصا برج اسد مین ذراع مبسوط ہے اور یہ شعری برج جوزا مین ہے **ابلیس** نے دیگر قومون پر فرشتون کی پوجا رچائی اور انہون نے فرشتون کو خدا کی بیٹیان کہا تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا اور شیطان نے ایک اور قوم پر گھوڑے و گاے کی پوجا رچائی اور **سامری** گاے پوجنے والون مین سے تھا لہذا اُس نے گوسالہ بنایا تھا اور تفسیر مین آیا ہے کہ فرعون بھی مینڈھا پوجتا تھا ان احمقون مین کوئی ایسا نہ تھا جسنے فکر و عقل سے کچھ کام لیا ہو ف بعض نسخون مین یہان مصنف کا وہ قول مذکور ہے جو اوپر گذرا کہ دیکھو کیونکر شیطان نے انکو اپنا مسخرہ بنایا +

بیٹے اور
سنڈھے

قال المصنف واکثر هولاء لم یزل عن الشرك وانما تمسك منهم بالتوحید ورفض الاصنام القلیل کقس وزید وما زالت الجاهلیة تبتدع البدع الکثیرة فمنها النسیء وهو تحریم الشهر الحلال وتحلیل الشهر الحرام وذلك ان العرب کانت قد تمسکت من ملة ابراهیم علیه السلام بتحریم الاشهر الاربعة فاذا احتاجوا الی تحلیل المحرم للحرب اخروا تحریمه الی صفر ثم یحتاجون الی صفر ثم کذلک حتی تتدافع السنة وکانوا اذا حجوا قالوا لبیك لا شریك لك الا شریکا هو لك تملکه وما ملك ومنها توریث الذکر دون الانثی ومنها ان احدهم کان اذا مات ورث نکاح زوجته اقرب الناس منه ومنها البحیرة وهی الناقة تلد خمسة ابطن فان کان الخامس انثی شقوا اذنها وحرمت علی النساء والسائبة من الانعام کانوا یسیبونها فلا یرکبون لها ظهرا ولا یحلبون لها لبنا والوصیلة الشاة التی تلد سبعة ابطن فان کان ذلک السابع ذکرا او انثی قالوا وصلت اخاها فلا تذبح وتکون منافعها للرجال دون النساء فان ماتت اشترك فیها الرجال والنساء والحام الفحل ینتج من ظهره عشرة ابطن فیقولون قد حمی ظهره فیسیبونه لاصنامهم

ترجمہ مصنف نے کہا کہ انمین سے اکثر ایسے تھے کہ برابر شرک پر رہے اور بہت کم ایسے ہوئے کہ بتون کو چھوڑ کر فقط خدا کو مانا ہو جیسے قیس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل اور زمانہ جاہلیت کے لوگ ہمیشہ بکثرت نئی نئی بدعتین نکالا کرتے منجملہ اُن بدعات کی نسئی ہے یعنی حلال مہینے کو حرام کردینا اور حرام مہینے کو حلال کردینا اور بات یہ تھی کہ عرب والے ملت ابراہیم مین چار ماہ (رجب۔ ذوالقعدہ ذوالحجہ۔ محرم) کی حرمت پر متمسک رہے لیکن جب قبائل مین خانہ جنگی ہوتی اور محرم مین لڑائی کی ضرورت ہوتی تو اسکو حلال کرلیتے اور اُسکی تحریم کو صفر پر نسی کرتے یعنی ہٹا کر تاخیر کرتے پھر اگر صفر مین بھی لڑائی ختم نہ ہوتی تو ضرورت سے اسکو آیندہ تاخیر کرتے چلے جاتے یہانتک کہ سال پلٹ جاتا اور ان لوگونکا یہ حال تہا کہ جب حج کرتے تو تلبیہ اسطرح کہتے لبیك لا شریك لك الا شریکا هو لك تملکه وما ملك یعنی لبیک تیرا کوی شریک نہین ہی سوا ایسی شریک کے جو تیرا ہی تو اُسکا اور اُسکے مملوکون کا مالک ہی منجملہ بدعتو نکے مردونکو میراث دینا اور عورتون کو محروم رکھنا منجملہ ان کی یہ کہ جب کوئی مرتا تو اُسکی زوجہ کے نکاح کا وارث وہ مرد ہوتا جو میت کی اقربا مین سب سے زیادہ قریب ہے ف مگر باپ یا بیٹا نہین بلکہ جس سے نکاح ہو سکتا ہو منجملہ ان کے بحیرہ کی رسم نکالی یعنی وہ اونٹنی جو پانچ پیٹ جنی پس اگر پانچوان پیٹ مادہ جنی تو اُسکے کان پھاڑ دیتے اور عورتو پر اُسکا کھانا حرام کیا سائبہ نکالی یعنی اونٹ کا بکری کے قسم سے جانور کو آزاد چھوڑ دیتے نہ اُسکی پیٹھ پر کوئی سواری لیتا اور نہ کوئی اُسکا دودھ دوہ سکتا تھا وصیلہ کی رسم مقرر کی وصیلہ وہ بکری جو سات پیٹ جنی اگر ساتوان پیٹ دو بچہ ایک نر اور دوسرا مادہ ہو تو کہتے کہ اس نے مادہ کے ساتھ اُس کا بھائی ملادیا تو وہ ذبح نہین کیجاتی اور اُسکا نفع (دودھ بال وغیرہ) فقط مردون کے لیے ہوتا اسمین عورتون کے لیے کچھ نہ ہوتا اور اگر مرجاتا تو اس مین مرد عورتین دونون شریک ہوتے حام نکالا یعنی وہ نر جس سے جفتی کھلا کر دس پیٹ جاتے تو کہتے کہ اسنے اپنی پیٹھ کی حمایت کرلی اور اُسکو بتون کے نام پر سانڈ کی طرح

يقر بالخالق والابتداء والاعادة والثواب والعقاب عبد المطلب بن هاشم وزيد بن عمرو بن نفيل وقيس بن ساعدة وعامر بن الظرب وكان عبد المطلب قد راى ظالما لم تصبه عقوبة فقال تالله ان وراء هذه الدار لدارا يجزى فيها المحسن والمسيئ ومنهم زهير بن ابی سلمی القائل ؎ يؤخر فيوضع فی كتاب فيدخر ليوم الحساب او يعجل فينقم ثم اسلم ومنهم زيد الفوارس بن حصن ومنهم القلمس بن امية الكنانی كان يخطب بفناء الكعبة وكانت العرب لا تصدر عن مواسمها حتى يخطبها ويوصيها فقال يوما يا معشر العرب اطيعونی ترشدوا قالوا وما ذاك قال انكم تفردتم بالهة شتى انی لاعلم ما الله بكل هذه راض وان الله رب هذه الالهة وانه ليحب ان يعبد وحده فتفرقت عنه العرب ذلك العام ولم يسمعوا مواعظه وكان فيهم قوم يقولون من مات فربطت على قبره راحلته وتركت حتى تموت حشر عليها ومن لم يفعل به ذلك حشر ماشيا وممن قاله عمرو بن زيد الكلبی وعبد المطلب بن هاشم وزيد بن عمرو بن نفيل وقيس بن ساعدة

ترجمہ کہ خالق کا اقرار کرتے اور کہتے کہ اُسنے ابتدا ہمین پیدا کیا۔ اور آخر بعد موت کے دوبارہ پیدا کریگا اور ثواب و عذاب بھی دیگا اور ان مین سے عبد المطلب اور زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ اور عامر بن الظرب بھی تھے اور روایت ہی کہ عبد المطلب نے ایک ظالم کو دیکھا جسکو دنیا مین اوس کے ظلم کی سزا نہین پہونچی تو کہا کہ خدا کی قسم اس دار دنیا کے سواے دوسرا جہان ہی جہان نیک و بد کو اپنا عوض ملیگا۔ اسی فرقہ مین ہی **زہیر** بن ابی سلمی بھی تھا (جسکا قصیدہ سبعہ معلقہ مین موجود ہے) اور اسی کا یہ شعر ہے۔ ؎ يؤخر فيوضع فی كتاب فيدخر ـ ليوم الحساب او يعجل فينقم یعنی جب خدا کے نزدیک تمہاری دلی بدنیتی معلوم ہے اور چھپ نہین سکتی تو دو ہی صورتین ہین یا تو وہ عذاب مین تاخیر کریگا۔ تو نامۂ اعمال مین لکھ کر ذخیرہ رکھی جائیگی۔ روز حساب کے لیئے یا بالفعل ہی تم سے انتقام لیا جاویگا کہ عذاب دیا جاویگا **ف** یہ شخص یہ بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ تعالی دل کے بھید سب جانتا ہی مصنف رح نے کہا کہ پھر یہ شخص زمانۂ اسلام مین مسلمان ہو گیا اور اسی قسم مین سے **زید الفوارس بن حصین** تھا اور اسی قسم مین سے **قلمس** بن امیہ الکنانی تھا اور یہ شخص کعبہ کے سایہ مین کھڑا ہو کر وعظ سنایا کرتا تھا اور عرب کے قبائل مواسم حج سے بغیر اس کا خطبہ سنے ہوے اور وصیت لیے ہوے واپس نہین جاتے تھے ایکروز اسنے کہا کہ ای قوم عرب میری بات سنو۔ اور مانو تم فلاح پاؤگے عرب نے کہا کہ وہ کیا بات ہے اُسنے کہا کہ تم لوگو مین سی ہر کنبی نے الگ الگ بُت بنا لیئے ہین اور جدا جدا ہو گئے ہو اور مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی ان سب سے راضی نہین ہی اور اللہ تعالی ان سب ٹہا کرونکا پروردگار ہے اور وہ یہی چاہتا ہی کہ فقط اسی کی عبادت کیجاوی یہ سُنکر عرب کے لوگ اُس سال متفرق ہو گئی اور اُسکی نصیحت کچھ نہین سُنی **عرب** مین بعض قوم ایسی تھی جسکا یہ اعتقاد تھا کہ جو شخص مرا اور اُسکی قبر پر اُسکا اونٹ باندھ دیا گیا اور چھوڑ دیا گیا یہانتک کہ وہ بھی مر گیا تو یہ شخص حشر مین یہ سواری پاویگا اور اگر ایسا نہ کیا جاوی تو وہ پیدل محشر مین جاے گا اور اسی قوم مین سے عمرو بن زید الکلبی تھا اور عبد المطلب بن ہاشم اور زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ تھا

وقد حکی ابو محمد النوبختی فی کتاب الاٰراء والدیانات ان قوما من الهند البراهمة اثبتوا الخالق والرسل
والجنة والنار وزعموا ان رسولهم ملك اتاهم فی صورة البشر من غیر کتاب له اربعة ایدٍ
واثنا عشر رأسا من ذلك راس انسان وراس اسد وراس فرس وراس فیل وراس خنزیر وغیر
ذلك من رؤس الحیوان وانه امرهم بتعظیم النار ونهاهم عن القتل والذبائح الا ماکان
للنار ونهاهم عن الکذب وشرب الخمر واباح لهم الزنا وامرهم ان یعبدوا البقر ومن
ارتد منهم ثم رجع حلقوا رأسه ولحیته وحاجبیه واشفار عینیه ثم یذهب
فیسجد للبقر فی هذیانات یضیع الزمان بذکرها **قال المصنف** وقد القی ابلیس الی
البراهمة ست شبهات **الشبهة الاولی** استبعادهم اطلاع بعضهم علی ماخفی عن بعض فقالوا ماهذا
الا بشر مثلکم والمعنی وکیف اطلع علی ماخفی عنکم **وجواب** هذه الشبهة انهم لو اطلقوا العقول لعلموا انه یجوز ان یخص شخص بخصائص
یعلو بها علی ابناء جنسه فیصلح بتلك الخصائص لتلقف الوحی اذ لیس کل احد یصلح لذلك وقد علم الکل ان الله سبحانه رکب الامزجة متفاوتة
واخرج الادویة تقاوم مایجری من الفساد البدنی فاذا امد النبات والاحجار بخواص لاصلاح الابدان خلقت للفناء ههنا وللبقاء فی الدار الاخرة

ترجمہ۔ اور شیخ ابو محمد نوبختی نے کتاب الآراء والدیانات مین ذکر کیا کہ ہند و برہمنون کی ایک قوم نے ثابت کیا کہ خالق ہے۔
اور رسول آئے ہین اور بہشت و دوزخ ٹھیک ہے اور کہتے ہین۔ کہ اُن کا رسول ایک فرشتہ آیا تھا جو آدمی کی صورت مین تھا لیکن اُس
کے پاس کوئی کتاب نہین تھی اور چار ہاتھ اور دس سر تھے ان مین سے ایک سر آدمی کے سر کی طرح تھا۔ اور باقی شیر گھوڑے ہاتھی سور وغیرہ
حیوانات کے سرون کی طرح تھے۔ اور اُس نے اُن کو حکم دیا کہ آگ کی تعظیم کرین۔ اور قتل و ذبح سے منع کیا سوا اس کے کہ آگ کی تعظیم
کے لیئے جانور مارین اور اُن کو جھوٹ و شراب خواری سے منع کیا اور زنا اُنپر مباح کر دیا اور اُن کو یہ حکم دیا کہ گائے کی پوجا
کرین اور جب انمین سے کوئی شخص مرتد ہو جاتا ہے۔ تو اس کا سر اور داڑھی و مونچھین و بھوئین و پلکین سب مونڈ ڈالتے ہین پھر
اُس کو لیجا کر گائے کا سجدہ کراتے ہین اسی قسم کی بیہودہ ہذیان کی باتین بہت ہین کہانتک اُس کے بیان سے وقت ضائع کیا جائے
مصنف رح نے کہا کہ ابلیس نے برہمن پر چھ شبہے ڈالے ہین **شبہہ اول** یہ ہے کہ ایک شخص کا اُن چیزون پر مطلع ہونا از بس بعید ہے جو اورون سی مخفی رکھی گئی ہین چنانچہ وہ کہا
کرتے تھے ماہذا الا بشر مثلکم مطلب یہ ہے کہ جو بات دوسرون پر پوشیدہ ہو وہ ایک شخص پر کیونکر ظاہر ہو سکتی ہے **جواب** اس کا یہ ہے کہ اگر یہ لوگ انسانی عقلون
سے بات کرتے تو اُن کو بتلاتے۔ کہ ان کی جنس مین ایک شخص مین ایسے عمدہ خصائل ہوتے ہین۔ جن کی وجہ سے وہ سب پر فوقیت
رکھتا ہے پس ان خاص فضائل کے وجہ سے وہ اس لائق ہو سکتا ہے۔ کہ اس کو وحی حاصل ہو اور ہر ایک آدمی اس لائق
نہین ہو سکتا۔ اور سب لوگون کو یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے مزاج مرکب فرمائے ہین اور انمین بہت فرق پیدا کیا ہے اور
بہت سی دوائین پیدا فرمائین جو بدن کے فساد کو اصلاح پر لاتی ہین۔ تو جب اللہ تعالے نے نباتات و پتھرون مین ایسی خاصیتین
پیدا کین جن سے اس بدن کی اصلاح ہو جاتی ہے جو حقیقت مین اسے دار فنا مین مٹ جانے کے لیئے رکھا گیا ہی تو دار آخرت

ولا يحل عليه ثم يقولون ان الله امرنا بهذا فذالك معنى قوله تعالى ولكن الذين كفروا يفترون على الله الكذب
ثم ان الله عز وجل رد عليهم فيما حرموه من البحيرة والسائبة والوصيلة والحام وفيما احلوه بقولهم خالصة لذكورنا
ومحرم على ازواجنا فقال قل آلذكرين حرم ام الانثيين المعنى ان كان حرم الذكرين فكل الذكور حرام وان كان حرم الانثيين
فكل الاناث حرام وان كان حرم ما اشتملت عليه ارحام الانثيين فانها تشتمل على الذكور والاناث فيكون كل
جنين حراما وزين لهم ابليس قتل اولادهم فالانسان منهم يقتل ابنته ويغذو كلبه ومن جملة ما لبس عليهم
ابليس انهم قالوا لو شاء الله ما اشركنا اي لو لم يرض شركنا حال بيننا وبينه فتعلقوا بالمشية وتركوا الامر
ومشية الله تعم الكائنات وامره لا يعم مراداته فليس لاحد ان يتعلق بالمشية بعد ورود الامر ومذاهبهم السخيفة
التي ابتدعوها كثيرة لا يصلح تضييع الزمان بذكرها ولا هي مما يحتاج الى تكلف ردها **ذكر تلبيس ابليس**
على جاحدي النبوات قال المصنف قد لبس ابليس على البراهمة والهند وغيرهم فزين لهم جحد النبوات ليسد
طريق ما يصل من الاله وقد اختلف اهل الهند **فمنهم** دهرية **ومنهم** ثنوية **ومنهم** على مذهب
البراهمة **ومنهم** من يعتقد نبوة ادم وابراهيم

ترجمہ اور اُس بچے لادا ابھی نہ جاتا پھر مشرکین یہ دعویٰ کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو ان رسموں کا حکم دیا ہی اور یہ جھوٹ
تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا لکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھتے
ہین پھر مشرکون نے جو بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حام کو حرام ٹھیرایا۔ اور جسقدر حلال بتلایا کہ خالص مردون کے لیئے حلال ہی نہ عورتونکے
لیئے تو اللہ تعالیٰ نے اُسکو رد کیا بقولہ قل آالذکرین حرم ام الانثیین الآیہ یعنی اگر نر ہونیکی وجہ سے ان جانورونمین حرمت ہے تو جو جانور نر ہوگا وہ حرام
ہو جائیگا اور اگر مادہ ہونیکی جہت سے حرمت ہے تو جو مادہ جانور ہو حرام ہوگی اور مادہ کے جھول مین آنیسے حرمت ہوتی ہے تو مادہ کے پیٹ مین نر و مادہ
دونون آتے ہین پس دونو حرام ہونگے **ف** پھر معلوم ہوا کہ یہ سب مشرکونکا جاہلانہ افترا ہی **منجملہ** قبائح کی ابلیس نے عرب کے گنوار دنپر اولاد کا قتل کرنا
رچایا چنانچہ اُنمین بہت ایسے تھے کہ اپنی دختر کو مار ڈالتے اور کتی کو اُسکا گوشت کھلا کر پالتے اور **منجملہ** جہالتون کے جس سے ابلیس نے اُنپر تلبیس کی
ایک یہ تھا کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قالوا لو شاء اللہ ما اشرکنا یعنی مشرکون نے جھگڑالو پن سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم لوگ شرک نکرتے یعنی اگر وہ
ہمارے شرک سے راضی نہ ہوتا تو ایسا رخنہ ڈالدیتا کہ ہم اُسکے ساتھ شرک نہ کرسکتے دیکھو ان جاہلون نے اللہ کی مشیت کو پکڑا اور حکم چھوڑ دیا اور مشیت سب
کائنات کو شامل ہی اور حکم سے عام مراد نہین ہوتی تو حکم خاص آجانیکے بعد کسیکو روا نہین ہی کہ مشیت کی حجت پکڑے **واضح** ہو کہ مشرکون کی بیہودہ
رسمین اور واہی طریقے جو انہون نے نکالے تھے وہ بہت کثرت سے ہین کہانتک انکے بیان سے وقت ضایع کیا جاوے اور وہ ایسی بیہودہ ہین کہ اُنکو رد کرنیمین
تکلیف اُٹھانیکی ضرورت بھی نہین ہی **نبوت سے منکرونپر** تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا کہ ابلیس نے برہمن و ہندوؤن وغیرہ پر اپنی
تلبیس کا پردہ ڈالا تو اُنکے لیئے یہ رچایا کہ نبوت سے منکر ہوئے تاکہ اس تلبیس سے جو فیض رحمت پہونچتا اسکا راستہ بند کردیا اور ہندوؤن کی فرقے
بہت مختلف ہین **بعض** دہریہ ہین اور **بعض** ثنویہ ہین اور **بعض** برہمنونکے مذہب پر ہین **بعض** فقط آدم و ابراہیم علیہما السلام کی نبوت کے قائل ہین

ليتنظروا اليه ويانسوا به ويفهموا منه ثم قال وللبسنا عليهم ما يلبسون اى لخلطنا عليهم ما يخلطون على انفسهم حتى يشكوا فلا يدرون املك هو ام آدمی والشبهة الثالثة قالوا انرى ما يدعيه الانبياء من علم الغيب والمعجزات وما يلقى اليهم من الوحى يظهر جنسه على الكهنة والسحرة فلم يبق لنا دليل تفرق بين الصحيح والفاسد والجواب ان يقال ان الله تعالى بين الحجج لدفع الشبهة وكلف العقول للفرق فلا يقدر ساحر ان يحيى ميتا ولا ان يخرج من عصا حية واما الكاهن فقد يصيب وقد يخطى بخلاف النبوة التى لا خطأ فيها بوجه الشبهة الرابعة قالوا لا يخلوا ان يجئ الانبياء بما يوافق العقل وبما يخالفه فان جاؤا بما يخالفه لم يقبل وان جاؤا بما يوافقه فالعقل يغنى والجواب ان نقول قد ثبت ان كثيرا من الناس يعجزون عن سياسات الدنيا حتى يحتاجون الى منهم كالحكماء والسلاطين فكيف بامور الالهية والاخرة الشبهة الخامسة قالوا قد جاءت الشرائع باشياء ينفر منها العقل فكيف يجوز ان تكون صحيحة من ذلك ايلام الحيوان والجواب ان العقل ينكر ايلام الحيوان بعضه لبعض فاما اذا حكم الخالق بالايلام لم يبق للعقل اعتراض وبيان ذلك ان العقل قد عرف حكمة الخالق

ترجمہ جعلناه رجلا یعنی اگر ہم فرشتہ کو رسول بنادین تو اسکو مرد کی صورت مین بنادین یعنی تاکہ اُسکو دیکھکر مانوس ہو کر اُس کی ہدایت کو سمجھین پھر فرمایا وللبسنا علیہم ما یلبسون یعنی جو شبہہ یہ لوگ اپنے اوپر ڈالتے ہین وہی ہم ان پر ڈالین یعنی اگر وہ فرشتہ بصورت مرد آدمی ہوگا۔ تو نہ جانینگے کہ یہ فرشتہ ہے کہ حقیقت مین آدمی ہے **ف** اور اگر وہ کھائے نہ پیئے اور نہ نکاح کرے تو اس قسم کے شرائع انکو کیسے معلوم ہون اور یہ آدمی کے جامہ مین یہ خواہش اس مین مرکب ہو تو وہی کیفیت ہوگی **شبہہ سوم** منکرون نے کہا کہ انبیاء جن معجزات کا دعوی کرتے ہین اور جو علم الغیب بتلاتے ہین اور جو وحی انپر آتی ہے تو ہم دیکھتے ہین کہ اس قسم کے آثار کاہنون و ساحرون سے ظاہر ہوتے ہین تو کس دلیل سے ہم فرق پہچانین کہ یہ معجزہ ہے اور جادو نہین ہے۔ تو صحیح و فاسد مین فرق کی دلیل نہ رہی **جواب** یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے شبہہ دفع کرنے کی حجتین بیان فرمائین۔ اور عقلون کو پابند کیا کہ دونون مین فرق کرلے۔ تو جادوگر کو یہ قدرت نہین ہے کہ مردے کو زندہ کردے یا عصا سے اژدہا نکالے رہا کاہن تو وہ کبھی ٹھیک کہتا ہے کبھی غلط یعنی سو مین سے ایک بات سچ کہتا ہے اور باقی جھوٹ کہتا ہے۔ برخلاف نبوت کے کہ اُس مین کچھ غلطی و خلاف نہین ہے **ف** اور خصوصاً آسمانی چاند کو دو ٹکڑے کرنا کسی ساحر سے ممکن نہین ہے **شبہہ چہارم** یہ ہے کہ منکرون نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام جو کچھ لائے وہ عقل کے خلاف ہے تو قبول نہین ہے۔ اور اگر عقل کے موافق ہے تو عقل ہی کافی ہے **جواب** یہ ہے کہ خوب ثابت ہوگیا کہ بکثرت آدمی اپنے دنیاوی معاملات سیاست سے عاجز ہین حتی کہ ایک قسم عقلاء و سلاطین کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو بھلا امور الہی و آخرت سے کیونکر عاجز نہ ہونگے **ف** یعنی اس مین کل عاجز ہین تو وحی الہی کی ضرورت ہے **شبہہ پنجم** یہ کہ شریعت مین چند چیزین ایسی آئی ہین جن سے ہماری عقل نفرت کرتی ہے جیسے جاندار کو قتل کرنا تو یہ شریعت کیسے صحیح ہوسکتی ہے **جواب** یہ ہے بیشک عقل اس سے منکر ہے کہ ایک حیوان دوسرے حیوان کو دکھ دے اور عیب خالق نے ایسا حکم دیا ہو تو عقل کو اعتراض کی جگہہ نہین رہی اس جواب کا مشرح بیان یہ ہے کہ عقل کی نزدیک ثابت ہوگیا۔ کہ خالق

ساحر

ثبتت

لم يبعد ان يخص اشخاصا من خلقه بالحكمة البالغة والدعاية اليه اصلاحا لمن يفسد فى العالم لسوء
الاخلاق والافعال ومعلوم ان المخالفين لا يستنكرون ان يختص قوام بالحكمة ليسكنوا فورات
الطبائع الشريرة بالموعظة وكيف ينكرون امداد البارى سبحانه بعض الناس برسائل ووصايا يصلح بها العالم
ويطيب خلائقهم ويقيم بها سياستهم وقد اشار عز وجل الى ذلك فى قوله تعالى اكان للناس عجبا ان اوحينا
الى رجل منهم ان انذر الناس الشبهة الثانية قالوا هلا ارسل ملكا فان الملائكة اليه اقرب ومن الشك فيهم ابعد و
الآدميون يحبون الرياسة على جنسهم فيوقع ذلك شكا وجواب هذا من ثلثة اوجه احدها ان فى قوى الملائكة
قلب الجبال والصخور فلا يمكن اظهار معجزة تدل على صدقهم لان المعجزة ما خرقت العادات وهذه عادة الملائكة وانما المعجزة
الظاهرة على يد بشر ضعيف يكون دليلا والثانى ان الجنس الى الجنس اميل فصلح ان
يرسل اليهم من جنسهم لئلا ينفروا وليعقلوا عنه ثم تخصيص ذلك الجنس بما يعجز عنه جنسه
دليل على صدقه والثالث انه ليس فى قوى البشر رؤية الملك وانما الله تعالى يقوى
الانبياء بما يرزقهم من ادراك الملائكة ولهذا قال الله تعالى ولو جعلناه ملكا لجعلناه رجلا

ترجمہ مین باقی رکھنے کے لیئے ضرورت زاید ہے تو کچھ بعید نہین کہ اللہ تعالی اپنی مخلوقاتمین سے کچھ اشخاص کو حکمت بالغہ کیساتھ خاص کری
جسکے ذریعہ سی وہ مخلوق کو اللہ تعالی کیطرف بلاوین اور مخلوقات مین جنکے اندر بسبب بداعمالیون و بداخلاقیونکے فساد ہوگیا ہے اُنکو اصلاح
پر لاوین اور یہ بات معلوم ہے کہ جو لوگ نبوت مین مخالفت کرتے ہین وہ اس سے انکار نہین کرتے کہ کچھ قومین حکمت کیساتھ مخصوص ہون
تاکہ شریر طبیعتون کے جوش کو اچھی نصیحت سی ٹھنڈا کرین تو پھر کیونکر منکر ہونگے کہ اللہ تعالی بعض لوگونکو ایسی رسالت و وصیت سے
مخصوص فرمادے جس سے وہ لوگ عالم کی اصلاح کرین اور اُنکے اخلاق درست کرین اور اُنکی سیاست ٹھیک کرین اور اللہ تعالے
نے بھی اسکی جانب اشارہ فرمایا بقولہ تعم اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منہم ان انذر الناس الخ یعنی کیا لوگونکو اس امر سے تعجب ہوا
کہ ہم نے انہین سی ایک مرد کو یہ وحی بھیجی کہ لوگونکو ڈراوی **شبہہ دوم** یہ کہ منکرون نے کہا کہ اللہ تعم نے فرشتونکو رسول کرکے کیون نہ بھیجا کیونکہ
ملائکہ اس سے اقرب ہین اور انمین شک ہونا بہت بعید ہے اور آدمیون مین یہ خصلت ہی کہ اپنی جنس کے آدمیونپر سردار ہوجانا پسند کرتی ہین تو
اس سی شک پیدا ہوگا **جواب** اسکا تین وجہ سی دیا گیا ہے (اول) یہ کہ ملائکہ کی قوت مین یہ ہی کہ بڑے پہاڑونکو اُلٹ دین تو ایسا کوئی معجزہ نہین
ہوسکتا جو انکی سچائی پر دلیل ہوسکی کیونکہ معجزہ وہ ہوتا ہی جو اس جنس کی عادت کے خلاف محال ہو اور ملائکہ کی یہ عادت ہی تو معجزہ صرف
کمزور آدمی ہی کے ہاتھ سے ظاہر ہوکر اُسکی نبوت کے صدق دعوی پر دلیل ہوسکتا ہی (دوم) یہ کہ ہر جنس کو اپنے ہم جنس کیطرف زیادہ
میلان ہوتا ہی تو یہ لائق ہوا کہ لوگون کی طرف انکی جنس سے آدمی بھیجا جاوی تاکہ اس سے نفرت نہ کرین اور اُسکی باتونکو سمجھین پھر اسی
ہمجنس کو خاصکر ایسی چیز بطور معجزہ دیجاتی ہے جس سے اس جنس والے عاجز ہون تاکہ اوس کے صدق دعوی پر دلیل ہوجاوے (سوم) یہ کہ آدمی کو یہ طاقت
نہین ہی کہ فرشتہ کو دیکھکر زندہ بچ سکی اور انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعم خاصکر ایک قسم کا ادراک نصیب کرتا ہی اسلیئے اللہ تعالے نے فرمایا ولو جعلناہ ملکا

وضحت

فانه لم يبق شئ من العقاقير الا وقد ضحت خواصها وبان سترها فلو ظفر واحد منهم بشئ واظهر خاصية لو قع الانكار من العلماء بتلك الخواص وقالوا هذا ليس منك انما هذه خاصية في هذا ثم ان المعجزات ليست نوعا بل هي بين صخرة خرجت منها ناقة وعصا انقلبت حية وحجر تفجر عيونا وهذا القرآن الذي له منذ نزل دوين الست مائة سنة فالاسماع تدركه والافكار تتدبره والتحدي به على الدوام ولم يقدر احد على مثل ماة سورة منه فاين هذا والخاصية والسحر والشعبذة قال ابو الوفاء علي بن عقيل رضي الله عنه طينت قلوب اهل الالحاد لاستتار كلمة الحق وثبوت الشرائع بين الخلق والاشتغال بامرها كابن الريوندي ومن شاكله كابي العلاء ثم مع ذلك لايرون لمقالتهم نباهة ولا اثر ابل الجوامع تندفق زحاما والاذنات تملاء اسماعهم بالتعظيم لشان النبي صلى الله عليه وسلم والاقرار بما جاء به وانفاق الاموال والانفس في الحج مع ركوب الاخطار ومعاناة الاسفار ومفارقة الاهل والاولاد

ترجمہ اس لیئے کہ نباتات کے خواص و منافع مدت دراز سے بخوبی ظاہر ہو چکے اور بھید کھل چکا ہے پھر اگر کسی شخص کو کوئی پتھر یا لکڑی ملجاتی اور وُہ اُسکی خاصیت ظاہر کرتا (مثلاً موسیٰؑ کے عصا مین کوئی خاصیت ہوتی) تو ان چیزون کے جاننے والے اُسیوقت کہتے کہ یہ آپکا معجزہ نہین ہی بلکہ اس لکڑی یا پتھر کی خاصیت ہی۔ پھر معلوم ہی کہ معجزات کچھ ایک ہی قسم کے نہ تھے بلکہ اقسام ہین جیسے پہاڑ سی ناقہ نکلا اور موسیٰؑ کا عصا بالکل بدلکر اژدہا ہو گیا اور پتھر سے چشمے جاری ہوئے اور یہ قرآن عظیم معجزہ کبری ہی کہ قریب چھ سو برس کے ہوئے جبسے نازل ہوا ہی اور کان اسکو سُنتے ہین اور افکار اس مین غور کرتے ہین اور اسسے تحدی کی گئی کہ اسکی ایک سورۃ کی مثل بنا کر لاؤ اور یہ تحدی قیامت تک باقی ہی پھر کسیکو یہ قدرت نہ ہوئی کہ ایک آیت بھی اسکی علاوہ کہین سی بنا کے لاتا **ف** بلکہ اب تو عقلاً محال ہو گیا اسلیئے کہ عرب عربا جو کامل فصیح اہل زبان تھے جب لاکھون نے عاجزی کا اقرار کیا تو اب جو کوئی مدعی ہو وہ قطعاً واہی و کاذب ہی خصوص جبکہ اہل زبان بھی نہوا اور عرب مین یہود و نصاریٰ سب موجود تھے۔ اور عراق و نجران و بنی تغلب مدت تک اسلام نہ لائے اور لڑائیاں لڑی **مصنف** نے کہا کہ پھر کہان یہ معجزہ عظیم اور کہان خاصیت و سحر و شعبدہ شیخ ابو الوفا علی بن عقیل رحمہ اللہ نے کہا کہ ملحدون کی جبلت کا خمیر یہ ہی کہ دل سے چاہتے ہین کہ کسیطرح کلمۂ حق چھپ جاوے اور مخلوقات مین شریعت کا ثبوت نہ رہے اور لوگ اسکی احکام پر عمل نکرین انہین ملحدون مین سی ابن الراوندی فیلسوف و ابو العلاء المعری شاعر اور انکی مانند بہت ہین (جیسے اکثر دیلمی روافض تھے) اور باوجود اس کوشش کے ان ملحدونکو اپنی گفتگو کی کچھ قدر نہین دکھائی دیتی اور نہ کچھ اثر پاتے ہین بلکہ ان خبیثونکی امید کے برخلاف جامع مسجدین لوگون کی کثرت و ازدحام سی لبریز ہوتی ہین اور پانچون وقت عام مسجدونمین بندگان حق کی اذانون سے ان ملحدون کے کانونمین سوراخ ہوتے ہین کہ بندگان باریتعالیٰ جل و علا اس کے رسول مصطفیٰ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا کی تعظیم کرتے جو نعمت ہدی آپ لائے صاف گواہی سی اسکا اقرار کرتے ہین اور حج مین اپنی جانین و مال خرچ کرتے ہین باوجودیکہ سفر مین ہر طرح کے خطرات و مشقت اور آل و اولاد سی مفارقت برداشت کرنی پڑتی ہی لیکن حکم شریعت کی تعظیم ایمانی

سبحانه وانه لاخلل فيها ولا نقص فاوجبت عليه هذه المعرفة التسليم لما خفى عنه ومتى اشتبه علينا امر فى
فرع لم يجز ان يحكم على الاصل بالبطلان ثم قد ظهرت حكمة ذلك فانا نعلم ان الحيوان يفضل على
الجماد ثم الناطق افضل مما ليس بناطق بما اوتى من الفهم والفطنة والقوى النظرية والعملية وحاجة هذا
الناطق الى بقائه مهمة ولا يقوم فى ابقاء القوى مقام اللحم شئ ولا يستطرق يتناول القوى الضعيف وما
فيه فائدة عظيمة لما قلت فائدته وانما خلق الحيوان البهم للحيوان الكريم فلو لم يذبح كثر وضاق به
المرعى ومات فيتاذى الحيوان الكريم بجيفته فلم يكن لايجاده فائدة فاما الم الذبح فانه يسير وقد
قيل لا يوجد اصلا لان الحساس للالم اغشية الدماغ لان فيه الاعصاب الحساسة ولذلك
اذا اصابتها آفة من صرع او سكتة لم يحس الانسان بالم اذا قطعت الاوداج سريعا لم يصل الم الحس الى
محل الحس ولهذا قال عليه السلام اذا ذبح احدكم فليحد شفرته وليرح ذبيحته الشبهة السادسة قالوا ربما
يكون اهل الشرائع قد ظفروا بخواص من حجارة وخشب والجواب ان هذا الكلام ينبغى ان يستحيى من ايراده

ترجمہ اور اس مین کچھ خلل و نقص نہین ہے۔ اور جب یہ معرفت حاصل ہو گئی تو اسپر لازم ہے کہ خالق کے سب احکام تسلیم کرے۔ اگرچہ بعض کی حکمت اسپر مخفی رہے اور اگر کسی شاخ کی حکمت میں شبہ ہو تو بھی یہ جائز نہیں کہ ہم جڑ کے باطل ہونیکا حکم لگا دین پھر ہم کہتے ہین کہ اس حکم کی حکمت بھی ظاہر ہو گئی چنانچہ ہم کہتے ہین کہ جمادات پر حیوانات کو فضیلت ہے اور حیوانات یعنی غیر ناطق پر ناطق کو فضیلت ہے کیونکہ ناطق کو فہم و فطنت دی گئی۔ اور نظری و عملی قوتین عطا کی گئی ہین اور ناطق کا باقی رہنا بہ نسبت غیر ناطق کے زیادہ اہتمام کے قابل ہے۔ اور ناطق کی یہ قوتین باقی رہنے مین گوشت کے قائم مقام اور کوئی چیز نہین ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے کہ جس قسم کا فائدہ عظیم ہے وہ کم فائدہ والے کو کھالے اور کمزور کو قوی تناول کرے۔ اور بہائم حیوان تو بزرگ حیوانات اشرف المخلوقات کے لیئے پیدا ہوئے ہین پھر اگر بہائم ذبح نہ کیئے جاوین تو بہت کثرت سے بڑھ جاوین اور چراگاہ و کھیتی باڑی کی گنجائش نہ رہے اور مرین تو اُن کے مردار کی بدبو سے اشرف المخلوقات کو بہت ایذا ہو (بلکہ اسکی قوای عقلیہ مین خلل ہو جاوے) تو بہائم کے ایجاد کا کچھ فائدہ بھی نہ رہے۔ اور یہ جو تم کہتے ہو کہ ذبح کرنے مین دکھ ہے۔ تو یہ بہت خفیف ہے اور بعض حکما نے کہا کہ درد بالکل محسوس نہین ہوتا کیونکہ درد کا محسوس ہونا دماغ کی جھلیون کو ہوتا ہے اسواسطے کہ اسی مین اعصاب حساسہ ہوتے ہین اسی وجہ سے جب خود دماغ کو صرع یا سکتہ پہونچتا ہے تو انسان کو کچھ درد محسوس نہین ہوتا اور ذبح مین جب تیزی سے شاہ رگین کاٹ دی گئین تو درد ایسے محل مین نہین پہونچا جسکو حس ہو اسی لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تم مین سے جب کوئی ذبح کرے تو چھری تیز کر لینا چاہیئے اور ذبیحہ کو آرام دینا چاہیئے **ف** اور اگر حیوان کو زندہ ہو جانے مین مصیبت ہوتی تو حکیم مطلق عز و جل درندہ جانورونکو خشکی و تری مین ایسی حقیقت پر پیدا کرتا کہ ساگ پات کھاتے یا ایسے دانت و پنجے نہوتے کیونکہ انسا مین اگر عقل ہے تو درندو نمین نہین **فافہم** **شبہہ ششم** نبوت کے منکرون نے کہا کہ شاید صاحبان شریعت کو بعضی پتھر و لکڑی کی کچھ خواص معلوم ہو گئی ہون یعنی اسکی ذریعہ سے معجزہ بنالیا **جواب** یہ کہ شبہہ وارد کرنے والون کو کچھ شرم کرنی چاہیئے تھی +

تدرس قوم من الصوفية ان فلانا اهوى باناءه الى دجلة فامتلأ ذهبا فصار هذا كالعادة بطريق
الكرامة من المتصوفين وبطريق العادة فى حق المنجمين وبطريق الخواص فى حق الطبايعين وبطريق الكهانة
فى حق المعزمين والعرافين فاى حكم بقى لقوله عيسى فانبئكم بما تاكلون وما تدخرون
فى بيوتكم واى خرق بقى للعادات وهل العادات الا استمرار الوجود وكثرة الحصول واذا نبههم
العاقل المتدين على ما فى هذا من الفساد قال الصوفى اتنكر كرامات الاولياء وقال اهل الخواص تنكر
المقناطيس التى تجذب الحديد والنعامة تبلع النار فيسكت عن جحد ما لم يكن لاجل ما كان فويل
للحق معهم هذا والباطنية من جانب والمنجمون من جانب مع ارباب المناصب لا يعقدون ولا يحلون الا
بقبالهم فسبحان من يحفظ هذه الملة ويعلى كلمتها حتى ان كل الطوائف تحت قهرها اقبالا من الله
عز وجل على حرامات النبوات وتعالا اهل المحال فصل ومن اهل الهند البراهمة قوم قد حسن لهم ابليس ان يتقربوا
باحراق نفوسهم فيحفر للانسان منهم اخدود ويجتمع الناس فيجئ مضمخا بالخلوق والطيب ويضرب
المعازف والطبول والصنوج ويقولون طوبى لهذه النفس التى تعلق الى عالى الجنة ❋

ترجمہ پھر ان فسادی محدثین مکار صوفیہ میں سے ایک جماعت کو اپنے مکر میں بلا کر داخل کیا جو بیان کرتی پھرتے ہیں کہ فلان بزرگ نے اپنے پیالہ کو دجلہ کی طرف جھکا کر سونے سے بھر لیا اور یہ بطور
کرامت کے صوفیوں کے طور سے عادت ہوگئی اور نجومیوں کے حق میں بطور علوم کے ہوا اور طبیعی گروہ میں بطریق خواص اشیا کے ہوا اور اہل عزیمت یعنی عاملوں و عرافین کے طرف سے بطور کہانت کے
ہوا تو اب عیسیٰ کے قول وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم کا حکم کیا رہا اور اسمین خرق عادت کیا ہوئی کیونکہ یہ تو برابر اسکے ملتد ہو تا رہا اور عادت اسی کو کہتے ہیں کہ وہ چیز برابر ہوتی رہے اور اکثر پائی جاوے
پھر جب کسی عاقل دیندار نے انکو ہوشیار کیا کہ اسمین یہ فساد ہی تو صوفی مکار جھگڑنے لگتا ہی کہ کیا اب اولیاء اللہ کی کرامت سے انکار کرتے ہو
اور طبیعی کہتا ہی کہ کیا تم خواص سے منکر ہو کہ مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہے اور شتر مرغ آگ کی انگاری نگل جاتا ہے تو آخر وہ اصلی بات واقعی
کی وجہ سے ان کی جھوٹی باتوں سے بھی سکوت کرتا ہی تو یہ زمانہ ہی کہ اسمین حق کے معتقد کو ان ملحدوں سے پریشانی ہے اور ایک طرف باطنیہ ملاحدہ
ہین اور ایک طرف منجم ہین مع ارباب مناصب کے یعنی امراء و سلاطین و وزراء وغیرہ جو حل و عقد کے مالک ہین۔ اور انہی کی باتوں پر
چلتے ہین باوجود اس فتنہ عظیم کے پاک ہے حق سبحانہ و تعالیٰ جو اس ملت حنیفیہ کی حفاظت فرماتا ہی اور اس کا کلمہ بلند رکھتا ہی یہان
تک کہ یہ سب گروہ اس کی قہر کے نیچے مقہور ہین کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے نبوت کی احکام کی نگہبانی رکھی اور ملاحدہ حیلہ گرون کو فرد
اور نابود کیا **فصل** ہندوستان کے برہمنوں مین سے بعض قوم ہے جن پر شیطان نے یہ رچایا کہ اپنی جان
جلا کر خدا کے یہاں تقرب حاصل کرین چنانچہ جب کوئی آمادہ ہوتا ہے۔ تو اس کے لیئے ایک گڑھا کھودا
جاتا ہے یعنی آگ بھری جاتی ہے۔ اور لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین۔ اور اس کو خوشبو لگا کر خلوق سے لتھڑ
کرتے ہین۔ اور ڈھول و نقارہ و جھانجھ بجاتے ہوئے یہ کہتے ہوئے لاتے ہین۔ کہ اس جیو کو مبارک ہو کہ اب
بیکنٹھ کے اونچے درجہ پر چڑھ جاوے گا●

فجعل بعضهم يدلس في اهل النقل فيضع المفاسد على الاسانيد ويضع السير والاخبار وبعضهم يحكي ما يقارب
المعجزات من ذكر خواص في الحجار وخوارق للعادات في بعض البلاد والاخبار عن الغيوب عن كثير من الكهنة والمنجمين ويبالغ
في تقرير ذلك حتى قالوا ان سطيحا قال في حق الذي خبأ له حبة بر في احليل مهر والاسود كان يعظ ويقول الشيء
قبل كونه وههنا اليوم معزمون يكلمون الجني الذي في بطن المجنون فيكلمهم بما كان
يكون وما شاء كل ذلك من الخرافات فمن رأى مثل هذا قال بقلة عقله وقلة تلمحه بقصد هؤلاء
الملحدة وما ما جاءت به النبوة الا مقارب هذا وليس قول الكاهن حبة في احليل مهر وقد خبيت هذه الاشياء باكثر من قوله وانبئكم
بما تاكلون وما تدخرون في بيوتكم وهل بقي لهذا وقع في القلوب وهذا التقويم ينطق بالمنع من الركوب اليوم وهل ترى تلمح
هذا الا الغبي والله ما قصد وابدلك الا قصدا ظاهرا ولمحوا المحا جليا فقالوا تعالوا
نكثر الحوالات على البلاد والاشخاص والنجوم والخواص فلا يخلو مع الكثرة مصادفة
الاتفاق لواحد من هذه فيصدق بها الكل يبطل ما جاء به الانبياء خرقا للعادات

ترجمہ پھر ان ملحدون کے مکر کو دیکھو کہ بعضے تو یہ کرتے ہین کہ علماء نقل کے یہان کسی فاجر
کو لالچ دیکر جھوٹی اسنادسی فسادی بات بناکر اُنکی کتابوںمین خفیہ داخل کراتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانی کے حالات اور صحابہ رضہ
کے واقعات مین جھوٹی سیرت و خبرین بناکر اسیطرح علماء نقل کے یہان داخل کراتے ہین اور بعضے ملحدون نے یہ کام اپنے ذمہ لیا ہی کہ معجزات کے
مشابہ چیزین نقل کرتے ہین کہ بعضے ملکون مین ایسا پتھر ہوتا ہے جسکی یہ خاصیت ہے یعنی اُس سے خرق عادات ظاہر ہوتے ہین اور بہت سے کاہنون و منجمون
سے غیب کی خبرین نقل کرتے ہین اور اُس کے اندازے مین بہت مبالغہ کرتے ہین یہانتک کہ ان ملحدون نے بیان کیا کہ سطیح کاہن کے امتحان کے لئے
بیعنے بچھیری کے نرہ کے سوراخ مین گیہون کا دانہ رکھدیا تھا اور سطیح سے پوچھا کہ جو کچھ ہمنے مخفی کیا ہے وہ بتلاو تو اُس نے کہا کہ حبۃ بر فی احلیل مہر
یعنی بچھیری کے آلہ نرہ مین گیہون کا دانہ ہی اور اسود عنسی حالت وعظ مین بعض بات جو ہونیوالی ہے قبل وجود کی تبلاتا تھا اور آجکل یہان بہت
عامل موجود ہین جو اس جنی سے باتین کرتے ہین جو مجنون کے پیٹ مین ہوتا ہی۔ تو وہ اُن کو بہت سی ہونیوالی باتین تبلاتا ہے شیخ ابو الوفاءؒ نے کہا
کہ یہ لوگ اسی قسم کے خرافات بہت بیان کرتے ہین اور جس نے یہ دیکھا تو اپنی کم عقلی سے ان ملحدون کا اصلی فتنہ نہین سمجھتا اور کہنے لگتا ہی کہ نبوت کے
ذکر مین جو اس قسم کی مخفی باتین تبلانیکا حال آیا ہی تو کیا اسکے قریب پہونچتا ہی بلکہ نبوت مین فقط اسیقدر تو آیا ہی وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم
مین تمکو آگاہ کرتا ہون جو تم اپنے گھر و مین کھاتے ہو اور جو چھپا رکھتے ہو اور کیا اب اسکی کچھ وقعت دلو مین باقی رہی اور یہ امر بطرہ عادت ہی تو ہوا کہ ابھی
وقوع منع نہین ہوا شیخ نے کہا کہ دیکھو اس غبی ذکیسا اشارہ کیا ہی اسان لوگون نے جو کچھ قصد کیا وہ ظاہر ہی اور جسطرح اشارہ کیا وہ کھلا ہوا ہے چنانچہ
کہتے ہین کہ آؤ ہم تم کو بکثرت ملکون و شخصون و نجوم و خواص کے حوالی تبلادین۔ اور اس کثرت سے خود ظاہر ہے کہ آخر
کوئی ایک امر تو سچ ہوگا اور جب ایک بات سچ مانی گئی تو پھر سب سچ مانی جاوین کیون کہ سب ہی یکسان ہین تو پھر یہ دعوے
کہ جو انبیاء لائے تھے وہ خرق عادت تھا یہ دعوے باطل ہو گیا۔

واخرج معاه بيده ومنهم من ياخذ الصخور فيرض بها جسده حتى يموت والناس يقولون طوبى له وفي الهند عندهم نهران فيخرج اقوام من عبادهم يوم عيد لهم وهناك رجال فياخذون ما على العباد من الثياب ويبطحونهم فيقطعونهم نصفين ثم يلقون احد النصفين في نهر والنصف الآخر في نهر ويزعمون انهما يجريان الى الجنة ومنهم من يخرج الى البراح ومعه جماعة يدعون له ويهنئونه بهيئته فاذا اصحر جلس وجمع سباع الطير من كل جهة فيتجرد من ثوبه ثم يمتد والناس ينظرون اليه فتبتدره الطير فتاكله فاذا تفرقت الطير جاء الجماعة فاخذوا من عظامه واحرقوها وتبركوا بها في افعال طويلة قد ذكرها ابو محمد النوبختي يضيع الزمان في كتابتها والعجب ان الهند يؤخذ عنهم الحكمة ولهم دقائق في الاعمال فسبحان من اعمى قلوبهم حتى قادهم ابليس هذا المقاد قال ومنهم من يزعم ان للجنة اثنتان وثلثون مرتبة وان مكث اهل الجنة في ادنى مرتبة منها اربع مائة الف وثلثة وثلثين الف وستمائة وعشرين سنة وكل مرتبة اضعاف اضعاف ما دونها وان للنار اثنتان وثلثون مرتبة منها ستة عشرة مرتبة فيها الزمهرير وصنوف عذابه وست عشرة مرتبة فيها الحريق وصنوف عذابه

ذكر تلبيس ابليس على اليهود قال المصنف قد لبس عليهم في اشياء كثيرة

ترجمہ اپنی ہاتھ سے اپنی آنتین نکالڈالے اور **بعض** انمین وہ ہے جو بڑا پتھر لیکر اپنا بدن کچلکر مرجاتا ہے اور لوگ اسکو مبارکباد دیکر جاتے ہین **ہند** مین دو دریا ہین اور جو فقیر لوگ غارون وغیرہ مین بیٹھے رہتے ہین وہ عید کے روز نکلکر وہان آتے ہین اور کچھ لوگ وہان مقرر ہین وہ ان جوگیون اور عابدون کے کپڑے وغیرہ اوتار لیتے ہین اور انکو پٹ لٹاکر دو ٹکڑے کاٹ ڈالتے ہین ایک ٹکڑا ایک دریا مین اور دوسرا ٹکڑا دوسرے دریا مین ڈال دیتے ہین اور ان لوگونکا دعوی یہ ہے کہ یہ دونون دریا بہکر جنت مین جاتے ہین +

بعض ان مین سے نکلکر آفتاب مین جاتا ہے جہان دھوپ کے سوا سایہ نہین ہے اور کچھ لوگ اسکے ساتھ دعا دیتے اور مبارکباد کہتے جاتے ہین جب وہ صحرا مین جاتا ہے تو بیٹھ جاتا ہے اور شکاری چڑیان ہر طرف سے اکٹھی ہوتی ہین پھر وہ ننگا ہو کر لیٹ جاتا ہے اور لوگ اسکو دیکھتے ہین۔ اور شکاری چڑیان ہر طرف سے اوسپر ہجوم کر کے اسکو کھاتی ہین جب وہ چلی جاتی ہین تو لوگ آکر اوسکی ہڈیان لیجاکر جلاتے اور اوسکی راکھ تبرک بناتے ہین شیخ ابو محمد **نوبختی** نے اس کے ساتھ بہت طول طویل افعال ذکر کیئے ہین اُن کے لکھنے مین تضیع اوقات ہے تعجب کی بات یہ ہے کہ ہندوستان سے مسافر لوگ حکمت کی باتین لے جاتے ہین اور انمین باریک اعمال ہین باوجود اس کے پاک ہے **حق سبحانہ تعالی** کہ جس نے ہندیون کو ایسا اندھا کر دیا کہ شیطان نے انکو اس طرح نانکا جس کا نمونہ بیان کیا گیا۔ ابو محمد نوبختی نے لکھا کہ **بعض** ہندی دعوی کرتا ہے کہ جنت کے ۳۲ درجات ہین اور اگر کوئی جنتی اس کے سب سے نیچے درجہ مین چار لاکھ تینتیس ہزار چھ سو بیس سال رہا تو اوپر بڑھیگا اور ہر بالائی مرتبہ پر نسبت اول کے دو چند ہے اور جہنم بھی ۳۲ درجے ہین از انجملہ ۱۶ مرتبہ مین زمہریر وغیرہ طرح طرح کے عذاب ہین اور باقی ۱۶ مرتبہ مین جلن اور طرح طرح کے عذاب ہین +

یہود پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا کہ ابلیس نے یہود کو بھی طرح طرح کی تلبیس مین گمراہ کیا

ویقول ہو لیکن ہذا القربان مقبولا ویکون ثواب الجنۃ ثم یلقی نفسہ فی الاخدود فیحترق فان ہرب نابذوہ ونفوہ وتبرأوا منہ حتی یعود **ومنہم** من یحمی لہ الصخر فلا یزال یلزم صخرۃ صخرۃ حتی ینقب جوفہ ویخرج معاہ فیموت **ومنہم** من یقف قریبا من النار الی ان یسیل ودکہ فیسقط **ومنہم** من یقطع من ساقہ وفخذہ قطعا ویلقیہا الی النار والناس یزکونہ ویمدحونہ ویسألون مثل مرتبتہ حتی یموت **ومنہم** من یقف فی اخثاء البقرۃ الی ساقہ ویشعل فیہ النار فیحترق **ومنہم** من یعبد الماء ویقول ہو حیاۃ کل شئ فیسجد لہ **ومنہم** من یحفر لہ اخدود قریبا من الماء فیقع فی الاخدود وحتی اذا التہب قام فانغمس فی الماء ثم رجع الی الاخدود حتی یموت فان مات وہو بینہما حزن اہلہ وقالوا حرم الجنۃ وان مات فی احدہما اشہد وا لہ بالجنۃ **ومنہم** من یزہق نفسہ بالجوع والعطش فیسقط اولا عن المشی ثم عن الجلوس ثم ینقطع کلامہ ثم تبطل حواسہ ثم تبطل حرکتہ ثم یجمد **ومنہم** من یہیم فی الارض حتی یموت **ومنہم** من یغرق نفسہ فی النہر **ومنہم** من لا یأتی النساء ولا یواری العورۃ ولہم جبل شاہق تحتہ شجرۃ وعندہا رجل بیدہ کتاب یقرأ فیہ طوبی لمن رقی ہذا الجبل وبعج بطنہ

ترجمہ وہ کہتا ہے کہ تمہاری یہ قربانی مقبول ہو اور میرا ثواب جنت ہو پھر وہ اپنے آپ کو اس خندق میں ڈالدیتا ہے اور جل کر خاک سیاہ ہو جاتا ہے اور اگر وہ آگ میں نہ کودا اور بھاگ کھڑا ہوا تو اُس کو دھتکارتے اور نکالتے اور اُس سے قطع تعلق کرتے ہیں آخر وہ لاچار ہو کر پھر جلنا اختیار کرتا ہے **بعض** کے لئے ایک پتھر سخت گرم کیا جاتا ہے اور اُس کے پیٹ پر لگایا جاتا ہے اور اسی طرح دوبارہ کیا جاتا ہے اور برابر اسی طرح اُس کے پیٹ سے پتھر گرم لگائے رہتے ہیں یہانتک کہ اُس کا پیٹ پھٹ جاتا ہے اور آنتیں نکل پڑتی ہیں تب وہ مرجاتا ہے **بعض** اس قدر آگ سے نزدیک کھڑا ہوتا ہے کہ اُس کی چربی گلکر بہتی ہے تب گر کر جل جاتا ہے اور **بعض** کی پنڈلی اور ران سے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر آگ میں ڈالے جاتے ہیں اور لوگ اُس کی تعریف کرتے جاتے ہیں اور اُس کے مثل مرتبہ مانگتے ہیں آخر وہ مرجاتا ہے اور **بعض** گائے کے گوبر میں (یعنی کنڈوں میں) ساق تک کھڑا ہوتا ہے اور اُس میں آگ لگا دیجاتی ہے اور وہ جل کر مرجاتا ہے **بعض** ہنود پانی پوجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی سے جاندار کی زندگی ہے پس اُس کو سجدہ کرتے ہیں اور **بعض** کے لئے پانی کے قریب خندقیں کھودیجاتی ہیں تو وہ خندقوں میں گر پڑتا ہے یہانتک کہ جب آگ مشتعل ہوتی ہے تو وہ اُٹھ کر پانی میں غوطہ مارتا ہے اور پھر وہ پانی سے خندقوں کی طرف لوٹتا ہے یہانتک کہ مرجائے پھر اگر وہ پانی و خندق کے درمیان میں مرگیا تو اُس کی لوگ غمگین ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنت سے محروم رہا اور اگر وہ پانی یا خندق میں مرا تو گواہی دیتے ہیں کہ وہ جنت میں پہنچ گیا **بعض** ان میں سے بھوک پیاس سے تڑپ کے جان دیتا ہے پس پہلے تو چلنے سے عاجز ہو کر بیٹھ جاتا ہے پھر بیٹھنے سے عاجز ہو کر مردہ کی طرح لیٹ جاتا ہے پھر بات نہیں نکلتی پھر حواس میں خلل ہو کر تڑپنے لگتا ہے پھر تڑپنا بھی موقوف ہو کر مرجاتا ہے **بعض** ان میں سے زمین میں آوارہ ہو کر مخبوط پھرتا ہے اور **بعض** ان میں سے اپنے آپ کو دریا میں غرق کرکے مرجاتا ہے اور **بعض** ان میں سے عورت کے پاس نہیں جاتا اور بالکل ننگا پھرتا ہے فقط ایک چت سی لنگوٹی باندھے پھرتا ہے اُن میں ایک بلند پہاڑ ہے اُس کے نیچے ایک درخت ہے وہاں ایک شخص کتاب لئے پڑھتا اور کہتا ہے کہ مبارک ہو اُس کو جو اس پہاڑ پر چڑھ کر اپنا پیٹ پھاڑ کر

ونحن اغنياء وقولهم يد الله مغلولة **ومن تلبيسه** عليهم انهم قالوا لا يجوز نسخ الشرائع وقد علموا ان من دين آدم جواز نكاح الاخوات وذوات المحارم والعمل في يوم السبت لم ينسخ ذلك بشريعة موسى قالوا لا يجوز اذا امر الله بشيء كان حكمة فلا يجوز تغييره قلنا قد يكون التغيير في بعض الاوقات حكمة فان تقليب الآدمي من صحة الى مرض الى موت كله حكمة وقد حظر عليكم العمل يوم السبت واطلق لكم يوم الاحد وهذا من جنس ما انكرتم وقد امر الله ابراهيم بذبح ابنه ثم نهاه عن ذلك **ومن تلبيسه** عليهم انهم قالوا لن تمسنا النار الا اياما معدودة وهي ايام التي عبدنا فيها العجل وفضائحهم كثيرة **ثم حملهم** ابليس على العناد المحض فجحدوا ما في كتابهم من صفة نبينا صلى الله عليه وسلم وغيروا ذلك وقد امروا ان يؤمنوا به ورضوا بعذاب الآخرة فعلماؤهم عاندوا وجهالهم قلدوا **ثم العجب** انهم ... امروا به وحرفوا ودانوا بما يريدون فاين العبودية ممن يترك الامر ويعمل بالهوى ثم انهم كانوا يخالفون موسى ويعيبونه حتى قالوا ... واتهموه بقتل هارون واتهموا داؤد بزوجة اوريا **وعن ابي هريرة** رضي الله عنه قال اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترجمہ اور یدالله مغلولۃ یعنی یہود کو دینے سے اسکا ہاتھ بند ہے ہین **ازانجملہ** یہود پر ابلیس نے یہ تلبیس رچائی کہ تم لوگ یہ دعوی کرو کہ شریعت منسوخ نہین ہوسکتی ہے باوجودیکہ یہودی خوب جانتے تھے کہ آدم علیہ السلام کیوقت مین بہنون سے اور محرمات عورتون سے نکاح روا تھا اور سنیچر کے روز سب مباح کام کرنے جائز تھے پھر موسیٰ کی شریعت مین یہ امر منسوخ ہوگیا لیکن یہودیون نے ابلیس کی پیروی مین یہ دعوی کیا کہ جب خدا نے کسی چیز کا حکم دیا تو وہ حکمت ہے پس حکمت کو منسوخ کر دینا نہین جائز ہے (غرض یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت قیامت تک منسوخ نہوگی) ہم انکو جواب دیتے ہین کہ بعض اوقات مین اسکو بدل دینا حکمت ہوتا ہے چنانچہ آدمی کو صحت سے مرض کی طرف بدل دینا اور مردہ کر دینا سب حکمت ہے اسی طرح تم پر سنیچر کے دن دنیاوی کام کرنا حرام کیا گیا۔ پھر اتوار کے دن اختیار دیا گیا۔ اور یہ اُسی قسم کی بات ہے جس سے تم انکار کرتے ہو۔ اور یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے ابراہیم ؑ کو اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر اس سے منع کر دیا **ازانجملہ** ابلیس نے یہود پر یہ تلبیس کی کہ یہودیون نے یہ دعوے کیا کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ یعنی ہم لوگون کو آگ نہین چھوئیگی سوائے گنتی کے چند دنون کے اور یہ چند دن وہی ہین جن مین ہم نے گوسالہ کو پوجا تھا۔ یہودیون کی ناشائستہ باتین بہت ہین پھر ابلیس نے یہودیون کو خالص عداوت پر آمادہ کیا چنانچہ ان کی کتاب مین جو صفت ہماری نبی صلعم کی مذکور تھی اُسے جان بوجھکر انکار کیا اور اس صفت کو بدل ڈالا حالانکہ کتاب توریت مین انکو تاکیدی حکم تھا کہ اس پیغمبر آخر الزمان پر ایمان لاوین لیکن یہ بدبخت آخرت کی عذاب پر راضی ہوگئے پس انکے پڑھے لکھون نے دشمنی پر کمر باندھی اور جاہلون نے اپنے عالمون کی تقلید پر اصرار کیا پھر تعجب تو یہ ہے کہ جو کچھ انکو حکم دیا گیا تھا وہ تو بگاڑ کے بدل ڈالا اور جو کچھ انکی جی چاہتے تھے اسکو دین بنایا تو بھلا ایسے شخص کے حق مین خدا کی بندگی کہان رہی جس نے حکم الٰہی چھوڑ دیا اور اپنے جی کی پیروی کر لی پھر واضح رہے کہ یہودی تو حضرت موسیٰ سے مخالفت کرتے بلکہ اُنکو عیب لگاتے چنانچہ کہتے کہ انکو فتق کا مرض ہے اور اتہام لگایا کہ انہون نے ہارون کو قتل کیا ہے اور اسیطرح داؤد ؑ کی نسبت اتہام لگایا۔ کہ ان سے اور اوریا کی جورو سے آشنائی ہے **ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز یہود کی

نذکر منها نبذة لیستدل بها على تلک فمن ذلک تشبیهم الخالق بالخلق ولو کان تشبیههم حقا لجاز علیه ما
یجوز علیهم وحکى ابو عبد الله بن حازم من اصحابنا ان الیهود زعم ان الاله المعبود رجل من نور على کرسی من نور على
راسه تاج من نور وله اعضاء کما للادمیین ومن ذلک قولهم عزیر ابن الله ولو فهموا ان حقیقة البنوة لا تکون
الا بالتبعیض والخالق لیس بذی ابعاض لانه لیس بمؤلف لم یثبتوا بنوة ثم ان الولد فی معنى الوالد وقد کان عزیر لا یقوم الا بالطعام والله
من قامت به الاشیاء لا من قام بها والذی دعاهم الى هذا مع جهلهم بالحقائق انهم راوه قد عاد بعد الموت وقرأ التوراة من حفظه فتکلموا
بذلک من ظنونهم الفاسدة ویدل على ان القوم کانوا بعیدین عن الذهن انهم لما راوا اثار القدرة فی فرق البحر لهم ثم مروا على اصنام
طلبوا مثلها فقالوا اجعل لنا الها کما لهم الهة فلما زجرهم موسى عن ذلک بقی فی نفوسهم فظهر المستور بعبادتهم العجل و
الذی حملهم على هذا شیئان احدهما جهلهم بالخالق والثانی انهم ارادوا ما یسکن الیه الحس لغلبة الحس
علیهم وبعد العقل عنهم ولولا جهلهم بالمعبود ما اجترؤا علیه بکلمات القبیحة کقولهم ان الله فقیر

ترجمہ اس ڈھیری مین سے ایک مٹھی نمونہ ذکر کیا جاتا ہے جس سے باقی پر قیاس دوڑایا جا سکتا ہے **ازانجملہ** یہ کہ یہود نے خالق کو
مخلوق سے مشابہ کیا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ اگر تشبیہ حق ہوتی تو جو باتین مخلوق پر جائز ہوتی ہین وہ اُس پر بھی جائز ہوتین **شیخ ابو عبد اللہ**
بن حازم حنبلی نے ذکر کیا۔ کہ یہود کا زعم ہے کہ اللہ معبود ایک نور کا شخص ہے وہ نور کی کرسی پر نور کا تاج رکھے ہوئے بیٹھا ہے اور آدمیون کی اعضا
کیطرح اُس کی اعضا ہین **ازانجملہ** یہود نے دعویٰ کیا کہ **عزیر** خدا کا بیٹا ہے اگر یہودی سمجھ رکھتے ہوتے کہ فرزند ہونا حقیقت مین ایسی
طرح ہو سکتا ہی کہ بیٹا اپنے باپ کا جزو ہووے تو پھر حماقت مین نہ پڑتے اس لئے کہ خالق عزوجل کی یہ شان نہین ہی کہ اُس کے ٹکڑے ہو سکین
یا بعض بعض ہو سکے اس لیئے کہ وہ کچھ مرکب نہین ہی تو اپنی حماقت سے اُسکا بیٹا نہ بناتے **پھر** بیٹا بھی باپ کے معنی مین ہوتا ہے۔ حالانکہ
عزیر بغیر کھانے پینے کے قائم نہین رہتے تھے اور **اللہ** وہ ہی جس سے مخلوق اشیاء کا قیام ہے اور وہ نہین کہ جسکا قیام اللہ تعالیٰ سے
ہے۔ **واضح** ہو کہ یہودی حقائق سے بھی واقف نہ تھے اور باوجود اس کے یہ قول جو انہون نے کہا تو اس کا باعث یہ ہوا کہ انہون نے
عزیر کو دیکھا کہ موت کے سو برس بعد زندہ ہو کر آئے اور تمام توریت اپنے حفظ سے سنائی تو (پچھلے زمانہ کے) یہود نے اپنے بیہودہ قیاس سے
(نصرانیونکی مشابہت کرنیکو) عزیر کی نسبت یہ کلمہ کہا۔ اور اس قوم کی بھدی سمجھ پر دلیل یہ ہی کہ اُنھون نے اللہ کی قدرت دیکھی کہ کسطرح اُس نے بنی
اسرائیل کے لئے سمندر پھاڑ دیا۔ پھر جب پار ہو کر ایک قوم کے بتون پر گذر ہوا تو حضرت موسیٰ سے درخواست کی کہ ہمارے لیئے بھی ایسے ہی بُت بنا دیجئے
جیسے ان کے واسطے بُت ہین پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے انکو جھڑکا تو چپ ہو رہے لیکن انکے دلون مین مخفی خواہش باقی رہگئی جو سامری کی گوسالہ بنانے
پر انکی عبادت کرنے سے ظاہر ہوئی اور جس چیز نے ان لوگون کو ایسے افعال پر آمادہ کیا وہ دو باتین تھین ایک یہ کہ یہ لوگ اپنے خالق عزوجل کی شان سے
جاہل تھے اور دوئم یہ کہ اُنہون نے چاہا کہ انکا معبود وہ ہو جو انکے حواس مین آوے اسلیئے کہ حواس اُنپر غالب تھے اور عقل سے یہ لوگ دور پڑے تھے
ف یہی حال آجتک جمیع یہود و نصاریٰ مین صاف ظاہر ہے۔ اور اگر یہ لوگ اپنے معبود سے جاہل نہ ہوتے تو کبھی اُسکی شان مین ایسے
کلمات ناشائستہ کہنے کی جرات نہ کرتے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہود نے کہا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء الاٰیۃ

قال فنظر الی وانا من احدثہم سنا فقال ان یستنفد ھذا الغلام عمرہ یدرکہ قال سلمۃ فواللہ ما ذھب اللیل والنہار حتی بعث اللہ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو حی بین اظھرنا فامنا بہ وکفر بہ بغیا وحسدا فقلنا ویلک یا فلان الست قلت لنا فیہ ما قلت قال بلی ولکن لیس بہ **ذکر تلبیس ابلیس علی النصاریٰ** قال المصنف تلبیسہ علیھم کثیر فمن ذلک انہ اوھمہم ان الخالق سبحانہ جوھر فقالت الیعقوبیۃ اصحاب یعقوب والملکیۃ اھل دین الملک والنسطوریۃ اصحاب نسطورس ان اللہ جوھر واحد اقانیم ثلاثۃ فھو واحد فی الجوھریۃ ثلاثۃ فی الاقنومیۃ واحد الاقانیم عندھم الاب والاٰخر الابن والاٰخر روح القدس فبعضھم یقول الاقانیم خواص **وبعضھم** یقول صفات **وبعضھم** یقول اشخاص وھؤلاء قد نسوا انہ لو کان الالہ جوھرا لجاز علیہ ما یجوز علی الجواھر من التحیز بمکان والحرکۃ والسکون والاوان **ثم سول لبعضھم** ان المسیح ھو اللہ قال ابو محمد النوبختی زعمت الملکیۃ و الیعقوبیۃ ان الذی ولدت مریم ھو الالہ **وسول** الشیطان لبعضھم ان المسیح ابن اللہ **وقال** بعضھم المسیح جوھران احدھما قدیم والاٰخر محدث ومع قولھم ھذا فی المسیح یفترون

ترجمہ یہودی نے نظر دوڑا کر مجھے دیکھا کہ مین انمین سب سے چھوٹا ہون۔ تو کہا کہ اگر یہ لڑکا اپنی عمر تک پہنچ گیا تو اُس پیغمبر کا زمانہ پاویگا۔ **مسلمہ**رضہ نے کہا کہ واللہ کچھ بہت دن نہین گزرے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور وہ یہودی ابھی تک ہماری محلہ مین زندہ موجود تھا۔ تو ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اُس یہودی نے بغاوت وحسد سے انکار کیا۔ تو ہم نے اُس سے کہا کہ اری بدبخت تو وہ نہین ہی جس نے ہم سے فلان روز اس پیغمبر کے بارہ مین ایسا ایسا کہا تھا۔ اُسنے کہا کہ ہان مین نے کہا تو تھا ولیکن یہ وہ پیغمبر نہین ہین۔ **نصاریٰ پر تلبیس ابلیس کا بیان۔** **مصنف** نے کہا۔ کہ ابلیس نے نصاریٰ پر بہت سی تلبیس کر دی ہے **ازانجملہ** اُسنے نصاریٰ کے وہم مین بیٹھا دیا کہ خالق سبحانہ تعالیٰ جوہر ہے چنانچہ نصاریٰ کے فرقہ یعقوبیہ نے (جو یعقوب کے شاگرد ہین) اور ملکیہ نے (جو بادشاہی دین پر کہلاتے تھے) اور نسطوریہ نے (جو نسطورس کے تابع تھے) ان سب گمراہون نے زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ جوہر واحد ہے تین اقنوم والا یس وہ جوہر ہونے مین ایک ہی اور اقنوم ہونے مین تین ہے اور ان تین اقنوم مین سے ایک باپ ہے اور دوسرا بیٹا ہے اور تیسرا روح القدس ہی پھر **بعض** نے کہا کہ اقنوم خواص ہین اور **بعض** نے کہا کہ صفات ہین اور **بعض** نے کہا کہ اشخاص ہین اور ان لوگون کو یہ نہین سوجھا کہ اگر اللہ تعالیٰ جوہر ہوتا تو جو چیزین جواہر کے لوازم ہین وہ اللہ تعالیٰ پر جائز ہوتین جیسے کسی مکان مین جگہ پکڑنا اور جنبش کرنا اور ساکن ہونا اور کسی وقت و زمانہ مین ہونا **پھر** ابلیس نے بعض نصرانیون پر یہ تلبیس کی کہ مسیح ہی اللہ ہے شیخ ابو محمد **نوبختی** رح نے لکھا کہ ملکیہ و یعقوبیہ نے کہا کہ مریم نے جسکو جنا تھا وہی اللہ ہے اور **بعض** پر شیطان نے تلبیس کی کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور **بعض** نے کہا کہ مسیح مین دو جوہر ہین ایک قدیم ہے اور دوسرا حادث ہے اور باوجودیکہ یہ لوگ مسیح کو بابت یہ زعم بیان کرتے ہین پھر بھی اقرار کرتے ہین کہ اسکو

ببیت المدراس فقال اخرجوا الی اعلمکم فقالوا عبد اللہ بن صوریا فخلا بہ فناشدہ بدینہ وبما انعم اللہ
علیہم واطعمہم من المن والسلوی وظللہم من الغمام اتعلم انی رسول اللہ قال اللہم نعم وان القوم لیعرفون
ما اعرف وان صفتک ونعتک مبین فی التوراۃ ولکنہم حسدوک قال فما یمنعک انت قال اکرہ خلاف قومی وعسی ان
یتبعوک ویسلموا فاسلم وعن سلمۃ بن سلامۃ بن وقش قال کان لنا جار من یہود فی بنی عبد الاشہل قال فخرج علینا یوما من بیتہ قبل مبعث النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حتی وقف علی مجلس بنی عبد الاشہل قال سلمۃ وانا یومئذ احدث من فیہ سنا علی بردۃ مضطجعا فیہا بفناء اہلنا
فذکر البعث والقیامۃ والحساب والمیزان والجنۃ والنار فقال ذلک لقوم اہل شرک واصحاب اوثان لا یرون ان بعثا کائنا
فقال لہ ویحک یا فلان تری ہذا کائنا ان الناس یبعثون بعد موتہم الی دار فیہا جنۃ ونار یجزون فیہا باعمالہم قال
نعم والذی یحلف بہ لود ان لہ بحظہ من تلک النار اعظم تنور فی الدار یحمونہ ثم یدخلونہ ایاہ فیطبقونہ
علیہ وان ینجو من تلک النار غدا قالوا لہ ویحک وما آیۃ ذلک قال نبی مبعوث من اہل ہذہ البلاد واشار بیدہ نحو مکۃ والیمن قالوا ومتی تراہ

ترجمہ مدرسہ مین تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جو تم مین سب سے بڑا عالم ہو اس کو میرے سامنے لاؤ اُنہون نے کہا کہ وہ عبد اللہ بن صوریا ہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسکو تنہا بلایا اور الگ اسکو اس کے دین کی قسم دلائی کہ بعوض اُس حق کے کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل پر انعام کیا اور من وسلوی کھانے کو
دیا اور بادل سے اُن پر سایہ کیا تو سچ بتلا۔ کہ تو یہ جانتا ہے کہ مین رسول اللہ ہون عبد اللہ بن صوریا نے کہا کہ ہان و اللہ مین جانتا ہون اور یہ قوم
سب میری طرح آپ کو پیغمبر پہچانتے ہین اور بیشک آپ کی صفت و تعریف توریت مین صاف صاف مذکور ہے ولیکن یہ لوگ آپ سے حسد کرتے ہین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا سے کہا کہ پھر خود تجھکو کیا چیز مانع ہے اُس نے کہا کہ مجھے اپنی قوم سے مخالفت کرنا گوارا نہین ہے اور امید ہے کہ عنقریب
یہ لوگ آپ کے تابع ہونگے اور اسلام لاوینگے تب مین بھی مسلمان ہو جاونگا **سلمۃ** بن سلامہ بن وقش سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے بنی عبد الاشہل
کے محلہ مین ہمارے پڑوس مین ایک یہودی رہتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے گھر سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ ابھی نبی صلی اللہ علیہ
وسلم مبعوث نہین ہوئے تھے الغرض وہ یہودی بنی عبد الاشہل کی مجلس مین آکھڑا ہوا اور سلمہ نے کہا کہ وہان کے لوگون مین اُسوقت مین سب سے چھوٹا
تھا۔ اور مین ایک چادر لپیٹے اپنے لوگون کے گھر کے صحن مین بیٹھا تھا۔ پس اُس یہودی نے موت کے بعد زندہ کرکے اوٹھائے جانے کا اور قیامت کا
اور میزان و جنت و دوزخ کا ذکر کیا۔ اور یہ قوم اس زمانہ مین اہل شرک و بت پرست تھی موت کے بعد زندگی کی قائل نہ تھی تو کہنے لگے کہ اے فلان
بھلا تو سمجھتا ہے کہ یہ بات ہونے والی ہے کہ بعد موت کے لوگ زندہ کرکے اُٹھائے جاوینگے ایسے ملک مین جہان جنت و دوزخ ہے وہان
اپنے اپنے اعمال کے موافق بدلا دیے جاوینگے اُس یہودی نے کہا۔ کہ ہان اور قسم ہے کہ جہنمی اُس دن آرزو کریگا کہ کاش اس جہنم کی آگ سے ایک لحظہ
نکال کر ایک بہت بڑے تنور مین ڈالا جاوے۔ تم لوگ یہان بڑے سے بڑا تنور تصور کرو۔ جسکو تم خوب آگ جلا کر گرم کرو۔
پھر اُس کو اس مین ڈال کر اوپر سے بند کردو تو وہان جہنم کی آگ سے بچ کر اس تنور مین بند ہونے کی آرزو کریگا۔
قوم نے یہودی سے کہا کہ ارے جو کچھ تو کہتا ہے اس کی کیا دلیل ہے اُس نے مکہ و یمن کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ کہ انہین ملکون
سے ایک پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے۔ قوم نے کہا کہ تیرے نزدیک وہ کب تک مبعوث ہوگا۔

ذکر تلبیسه علی الصابئین قال المصنف اصل هذه الکلمه اعنی الصابئین من قولهم صبأت اذا خرجت من شئ الی شئ وصبأت النجوم اذا ظهرت وصبأ نابه اذا خرج والصابئون الخارجون من دین الی دین وللعلماء فی مذهبهم عشرة اقوال احدها انهم قوم بین النصاری والمجوس رواه سالم عن سعید بن جبیر ولیث عن مجاهد **والثانی** انهم بین الیهود والمجوس رواه ابن ابی نجیح عن مجاهد **والثالث** انهم بین الیهود والنصاری رواه القسم بن ابی بزة عن مجاهد **والرابع** انهم صنف من النصاری الین قولا منهم رواه ابو صالح عن ابن عباس **والخامس** انهم قوم من المشرکین لا کتاب لهم رواه القاسم ایضا عن مجاهد **والسادس** انهم کالمجوس قاله الحسن **والسابع** انهم فرقة من اهل الکتاب یقرأون الزبور قاله ابو العالیة **والثامن** انهم قوم یصلون الی القبلة ویعبدون الملائکة ویقرأون الزبور قاله قتادة ومقاتل **والتاسع** انهم طائفة من اهل الکتاب قاله السدی **والعاشر** انهم کانوا یقولون لا اله الا الله ولیس لهم عمل ولا کتاب ولا نبی الا قول لا اله الا الله قاله ابن زید **وقال المصنف** هذه اقوال المفسرین مثل ابن عباس والقاسم والحسن وغیرهم اما المتکلمون فقالوا مذهب الصابئین مختلف فمنهم من یقول ان هناک هیولی کان لم یزل یصنع العالم من تلک الهیولی وقال اکثرهم العالم

ترجمہ **صابی فرقہ پر** تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف نے** کہا کہ صابئین کی اصل اس محاورہ سے ہے کہ **صبات** یہ اس وقت کہتی ہین جب تو ایک چیز سے نکلکر دوسری چیز مین چلا جاوے **وصبأت النجوم** اُسوقت بولتی ہین جب تارے ظاہر ہو جاوین **صبا نابہ** جب بچہ کے دانت نکل آوین **صابئون** وہ لوگ جو ایک دین سے نکلکر دوسرے دین مین چلے جاوین ✦ **صابئون** کی مذاہب کے بارہ مین علما کے دس اقوال ہین قول اوّل یہ کہ صابیہ ایک قوم ہے جو مجوس و نصاری کے درمیان مین ہے اسکو **سالم** رح نے سعید بن جبیر سے روایت کیا اور لیث بن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت کیا قول دوم یہ کہ وہ یہود و مجوس کے درمیان قوم ہے اسکو ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا۔ قول سوم یہ کہ صابئہ یہود و نصاری کے بیچ ہین اسکو قاسم بن ابی بزہ نے مجاہد سے روایت کیا چہارم وہ نصاری مین سے ایک قوم ہے جنکا قول بہ نسبت نصاری کے نرم ہے اسکو ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کیا پنجم یہ ایک قوم مشرکین مین سے ہے انکے واسطے کوئی کتاب نہین ہے اسکو بھی قاسم نے مجاہد رح سے روایت کیا ششم یہ کہ صابیہ مثل مجوس کے ہین یہ حسن بصری کا قول ہے ہفتم یہ کہ یہ اہل کتاب مین سے ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتے ہین یہ ابو العالیہ کا قول ہے ہشتم یہ کہ صابئیہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہین اور ملائکہ کی عبادت کرتے اور زبور پڑھتے ہین یہ قتادہ و مقاتل کا قول ہے نہم یہ کہ اہل کتاب مین سے ایک گروہ ہے یہ سدی رح کا قول ہے۔ دہم یہ فرقہ فقط لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور نہ کچھ کام و عمل کرتے ہین اور نہ ان کے واسطے کوئی کتاب ہے اور نہ پیغمبر ہے۔ فقط لا الہ الا اللہ قول ہے یہ ابن زید کا قول ہے **مصنف** رح نے کہا کہ یہ اقوال مفسرین **مثل** حضرت ابن عباس و قاسم و حسن وغیرہم سے مروی ہین اور متکلمین نے کہا کہ صابئون کے مذاہب مختلف ہین **بعض** کہتے ہین کہ یہان فقط ایک ہیولی ہے وہی ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ بنانے والا اسی ہیولی سے عالم کو بناتا ہے۔ **اکثر صابیہ** کہتے ہین کہ عالم قدیمی ہے

بحاجة الى الطعام ولا يختلفون فى انه صُلب ولم يقدر على الدفع عن نفسه ويقولون انما فعل هذا بالناسوت فهلا دفع عن
الناسوت ما فيه من اللاهوت ثم لبس عليهم امر نبينا صلى الله عليه وسلم حتى جحدوه ولا بد ذكره فى الانجيل ومن
الكنائس من يقول عن نبينا صلى الله عليه وسلم انه نبى الا انه مبعوث الى العرب خاصة وهذا تلبيس من ابليس
استغفلهم فيه لانه متى ثبت انه نبى فالنبى لا يكذب وقد قال بعثت الى الناس كافة وقد كتب الى قيصر وكسرى وسائر ملوك
الاعاجم ومن تلبيس ابليس على اليهود والنصارى انهم قالوا لا يعذبنا الله لاجل اسلافنا فمنا الانبياء والاولياء فاخبر الله عز وجل
عنهم بذلك نحن ابناء الله واحباؤه اى ابناء عزير وعيسى وكشف هذا التلبيس ان كل شخص يطالب بحق الله عليه ولا يدفعه
ذو قرابته ولو تعدت المحبة لشخص الى غيره بموضع القرابة لتعدى البغض وقد قال نبينا صلى الله عليه وسلم
لابنته فاطمة لا اغنى عنك من الله شيئا وانما فضل المحبوب بالتقوى فمن عدمها عدم المحبة ثم ان محبة الله تعالى
للعبد ليست كمحبة الادميين بعضهم بعضا اذ لو كانت كذلك كان الامر محتمل

ترجمہ کھانے پانی کی ضرورت تھی اور سب کی سب یہ کہتے ہیں کہ مسیح کو سولی دی گئی اور وہ قتل سے اپنے آپکو نہ بچا سکا۔
اور اس کا جواب یہ دیتے ہین کہ یہ ناسوت کے ساتھ کیا گیا یعنی جو جزو اسمین مخلوقیت کا تھا وہ سولی دیا گیا یہ جواب رد کیا گیا کہ اسمین
جو لاہوت کا جزو تھا اسنے ناسوت سے یہ بلا کیون نہ دفع کی پھر انجیل مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر صاف تھا۔
مگر شیطان نے ان پر تلبیس کی تو ہٹ دھرمی سے انکار کر گئے اور کنائس مین سے بعضے لوگ ہمارے نبی صلعم کے بارے مین کہنے لگے کہ وہ نبی ہین فقط عرب کے واسطے بھیجے گئے ہین
اور یہ ابلیس نے ایک عجب تلبیس کی اور غفلت مین ڈبویا کیونکہ جب معلوم ہوا کہ وہ نبی ہین تو نبی جھوٹ نہین بولتا۔ اور بیشک آپ
نے فرمایا کہ مین تمام جہان کے سب لوگون کی طرف رسول بھیجا گیا ہون اور کچھ شک نہین کہ آپ نے قیصر وکسریٰ و دیگر ملوک عجم
سب کے نام ہدایت کے فرمان لکھے تھے **ابلیس** نے یہود و نصاریٰ دونو پر جو تلبیس کی اسمین سے ایک تلبیس یہ ہے کہ ان دونون نے
دعوی کیا کہ ہمارے بزرگون کی وجہ سے خدا ہمکو عذاب نہین کریگا۔ کیونکہ ہم مین بنی اسرائیل کے انبیاء و اولیاء گزرے ہین چنانچہ اللہ
تعالی نے انکا زعم قرآن مین بیان فرمایا نحن ابناء اللہ واحباؤہ۔ یعنی ہم تو خدا کے بیٹے اور اسکے محبوب ہین مطلب یہ کہ ہم مین
خدا کے بیٹے عزیر ہین اور عیسے ہین اس تلبیس کا پردہ اس طرح کھلتا ہے کہ اگر کسی شخص پر اللہ تعالی کے حق کا مطالبہ ہوتا ہے (جیسے نماز روزہ) تو
کوئی قرابتی اوس کے ذمہ سے خدا کے حق کو دفع نہین کر سکتا اور سمجھنے کی بات ہے کہ اگر کسی شخص سے محبت ہو اور وہ اس کی وجہ سے غیر
پر جاوے جو محبوب کا قرابتی ہے تو عداوت و بغض بھی اسی طرح متعدی ہوگا۔ یعنی جس کافر سے بغض ہے۔ وہ بغض بھی
اسکے قرابتی پر جاوے اگرچہ وہ مومن ہو یعنی یہ صریح باطل ہے اور بیشک ہمارے نبی صلعم نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ کہ
لا اغنی عنک من اللہ شیئا یعنی مین تجھ سے خدا تعالی کا عذاب نہین دفع کر سکتا ہون (یعنی شفاعت کی اجازت تو یہان پر موقوف ہے) اور محبوب کو
فضیلت تقوی سے ہے (شرک وغیرہ سے بچی) پس جو تقوی نہین کر سکتا اس کے لیئے محبت بھی نہین ہے پھر واضح ہو کہ اللہ تعالی کی محبت بندہ کے ساتھ
[illegible] مثل نہین ہوتی جیسے آدمیونکی محبت باہم ہوا کرتی ہے کیونکہ اگر محبت ایسی ہوتی تو امر محتمل تھا۔

کیومرث

نشر

والارشاد للمصالح الا ان ذلك المتوسط ينبغي ان يكون روحانيا لا جسمانيا قالوا فنحن نحصل لانفسنا مناسبة قدسية بيننا وبينه فيكون ذلك وسيلة لنا اليه وهؤلاء ينكرون بعث الاجساد ذكر تلبيس ابليس على المجوس قال يحيى بن بشر النهاوندي كان اول ملوك المجوس كيومرث فجاءهم بدينهم ثم تتابع المدعون للنبوة فيهم حتى ادعي زرادشت وكانوا يقولون ان الله عز وجل تعالى للشخص روحاني ظهر وظهرت معه اشياء روحانية تامة فقال لا ينبغي لغيري ان يبدع مثل هذا الذي ابتدعتها فتولد من فكرته هذه الظلمة لما كان فيها جحود لقدرة غيره فقامت الظلمة تغالبه وكان ممن لا هل النار زرادشت عبادة النار والصلوة الى الشمس يتاولون فيها انها ملكة العالم وهي التي تأتي بالنهار وتذهب بالليل وتحيي النبات والحيوانات وترد الحرارات الى اجسادها وكانوا لا يدفنون موتاهم في الارض تعظيما لها ويقولون منها نشوء الحيوانات لا ننقذها وكانوا لا يغتسلون بالماء تعظيما له وقالوا الا ان به حياة كل شيء الا ان يستعملوا قبله بول البقر ونحوه ولا يبزقون فيه ولا يرون قتل الحيوانات ولا ذبحها وكانوا يغسلون وجوههم ببول البقر تبركا به واذا كان عتيقا كان اكثر بركة ويستحلون فروج الامهات

ترجمہ کرادے۔ اور خوبیون کی طرف ہدایت کرے لیکن شرط یہ ہے کہ یہ درمیانی واسطہ کوئی جسمانی شخص نہ ہو بلکہ روحانی ہو پس ہم اپنے واسطے اپنے اور خدا کے درمیان مناسبت قدسیہ تلاش و حاصل کرتے ہین تاکہ وہ ہمارے اور خدا کے درمیان وسیلہ ہو جاوے اور اُس تک پہونچاوے اور یہ لوگ جسمانی حشر سے انکار کرتے ہین **مجوس پر تلبیس ابلیس کا بیان** یحییٰ بن بشر نہاوندیؒ نے کہا کہ مجوس کا پہلا بادشاہ کیومرث تھا۔ اوسی نے ان کو یہ دین بتلایا۔ پھر ان مین پے در پے نبوت کے مدعی پیدا ہوئے یہانتک کہ آخر مین **زرادشت** مشہور ہوا۔ اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ایک شخص روحانی ہے وہ ظاہر ہوا۔ تو اُس کے ساتھ روحانی چیزین پوری ظاہر ہوئین پھر اُس نے کہا کہ کوئی دوسرا اس طرح ایجاد نہ کر سکے جیسے مین ایجاد کرتا ہون پس اُس نے اپنے فکر سے یہ تاریکی پیدا کی۔ تاکہ غیر کی قدرت سے انکار ہو سکے پھر اُس تاریکی نے اُٹھکر اُسپر غلبہ پانا شروع کیا **منجملہ** اُن اُمور کے جو زرادشت نے مجوسیون اور آتش پرستون کے لئے ایک نکالے آگ کی پوجا ہے اور آفتاب کی جانب نماز ہے اور اسکی دلیل یہ بیان کرتے ہین کہ آفتاب اس عالم کا بادشاہ ہی وہی دن کو لاتا اور رات کو لے جاتا ہے اور نباتات کو زندہ کرتا اور حیوانات کو بڑہاتا اور انکی اجسام مین حرارات کو پھیر لاتا ہے اور مُردون کو تعظیم زمین کی وجہ سے اسمین دفن نہین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس سے پیدائش حیوانات ہے ہم اس کو گندہ نہین کرینگے۔ اور پانی کی تعظیم کی وجہ سے اس سے نہاتے نہ تھے۔ اور کہتے کہ اسی سے ہر چیز کی زندگی ہے۔ لیکن اگر اس سے پہلے گائے وغیرہ کا پیشاب استعمال کر لیتے تو پانی استعمال کرتے۔ اور اسمین تھوکتے نہ تھے اور حیوانات کا قتل و ذبح جائز نہ رکھتے تھے اور اپنا مونہہ گائے کے پیشاب وغیرہ سے بطور تبرک کے دھوتے اور جسقدر گائے کا پیشاب پرانا ہوتا اوسی قدر اوس مین زیادہ تبرک سمجھتے تھے اور اپنی ماؤن کی فرج اپنے واسطے حلال سمجھتے

ليس بمحدث وسموا الكواكب ملائكة وسماها قوم منهم آلهة وعبدوها وبنوا لها بيوت عبادات وهم
يدعون ان بيت الله الحرام واحد منها وهو بيت زحل وزعم بعضهم انه لا يوصف الله الا بالنفي دون
الاثبات فيقال ليس بمحدث ولا اموات ولا جاهل ولا عاجز قالوا لئلا يقع نسبية ولهم تعبدات في
ثلث منها انهم يزعمون ان عليهم ثلث صلوات في كل يوم اولها ثمان ركعات وثلاث سجدات في كل ركعة
اذر وسبعة ايام اولها بسبع بقين من كانون الاول وسبعة اولها الثمان ليال تمضي من شباط ويختمون صيامهم بالصدقة والذبائح
وحرموا لحم الجزور في خرافات يضيع الزمان بذكرها وزعموا ان الارواح الخيرة تصعد الى الكواكب الثابتة والى الضياء وان الشريرة تنزل الى
خرافات يضيع الزمان بذكرها وزعموا ان الارواح الخيرة تصعد الى الكواكب الثابتة والى الضياء وان الشريرة تنزل الى
اسفل الارض والى الظلمة وبعضهم يقول هذا العالم لا يفنى وان الثواب والعقاب في التناسخ ومثل هذه
المذاهب لا يحتاج الى تكلف ردها اذ هي دعاوى بلا دليل **وقد حسن ابليس** لاقوام من الصابئين انهم راوا
الكمال في تحصيل مناسبة بينهم وبين الروحانيات العلوية باستعمال الطهارات وقوانين ودعوات واشتغلوا
بالتنجيم والتسخير وقالوا لابد من متوسط بين الله وبين خلقه في تعريف المعارف

ترجمہ پیدا نہین ہوا ہی اور ستارون کو یہ لوگ ملائکہ کہتی ہین اور انمین سے ایک قوم نے ستارون کا نام آلہ رکھا۔ اور اُن
کی عبادت کرتے ہین اور اُن کے لیئے عبادت خانے بناتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ اُن مین سے ایک خانہ جو زحل کا خانہ
ہے وہی خدا کا بیت الحرام ہی **بعض** نے زعم کیا کہ خدا کی صفت نفی سے بیان ہو سکتی ہے اثبات سے نہین ہو سکتی چنانچہ یون
کہہ سکتی ہین کہ وہ مخلوق نہین ہے وہ مردہ نہین ہے وہ جاہل نہین ہی۔ وہ عاجز نہین ہی اور کہتی ہین کہ ہیم نے اس لیے کہا کہ مشابہت اور نسبت ثابت نہو اور انہون
نے اپنی عبادت کے طریقے بنا رکھے ہین **از انجملہ** کہتی ہین کہ اُنپر ہر روز تین نمازین ہین اول نماز آٹھ رکعات اور ہر رکعت مین تین سجدے
ہین اُسکا وقت طلوع آفتاب کے وقت ختم ہوتا۔ دوم پانچ رکعت ہین ہین اور سوم بھی پانچ رکعات ہین اور انپر ایک ماہ کے روزے
ہین اُنکا شروع ماہ آذر کے آٹھ راتین گزری ہوتا ہی اور سات دن کے روزے اُسوقت ہین جبکہ کانون کا اول سات روز باقی رہتے ہین اور سات دن کے روزے اور ہین جنکی ابتدا شباط کی آٹھ راتین گزرے
اور اپنے روزون کے ختم پر صدقہ دیتے اور قربانی کرتے ہین اور اُونٹ کا گوشت حرام رکھتے اور اسی قسم کے دیگر خرافات ہین۔
جن کے بیان مین تضیع اوقات ہے اور صابیہ کا گمان یہ ہے کہ نیک روحین ثوابت تارون کی جانب چڑھ جاتی ہین اور نور مین
پہونچتی ہین اور شریر روحین زمین او تاریکی کیطرف اُتاری جاتی ہین **بعض** صابیہ کہتے ہین کہ یہ عالم فنا نہوگا۔ اور ثواب عذاب
بذریعہ تناسخ کے ملتا ہے یعنی جیسے ہندو آواگون کہتے ہین اور ایسی مذاہب کی تردید مین زیادہ تکلف کی ضرورت نہین اس لیئے کہ یہ
سب بلا دلیل کے محض دعوی ہین **ابلیس** نے بہت سے صابئین کو یہ امر اچھا دکھایا کہ کمال اس طرح حاصل کرین کہ اُنمین
اور عالم بالا کی روحانیات مین بذریعہ طہارتون کے مناسبت حاصل ہو اور چند قوانین و دعاؤن کا ورد کرین اور یہ لوگ نجوم
کی تعلیم و تسخیر مین پڑ گئے اور کہتی ہین کہ اللہ تعالی اور مخلوق کے درمیان مین کوئی درمیانی واسطہ ضرور ہونا چاہیئے۔ جو معارف کی شناخت

والجبال من عظامهم والبحر من ابوالهم ودمائهم وتبع المجوس رجل فی زمان انتقال دولة بنی امیة الی بنی العباس واستغوی خلقا وجرت له قصص یطول الامر بذکرها فهو آخر من ظاهر للمجوس وذکر بعض العلماء انه کان للمجوس کتابا یدرسونها وانهم احدثوا دینا فرفعت کتبهم ومن ظرف تلبیس ابلیس علیهم انهم راوا فی الافعال خیرا وشرا وسول لهم ان فاعل الخیر لا یفعل الشر فاثبتوا الهین وقالوا احدهما نور حکیم لا یفعل الا الخیر والآخر شیطان هو ظلمة لا یفعل الا الشر علی نحو ما ذکرناه من الثنویة قال المصنف وقد ذکرت شبههم وجوابها وقال بعضهم الباری قدیم ولا یکون منه الا الخیر والشیطان محدث ولا یکون منه الا الشر فیقال لهم اذا اقررتم بان النور خلق الشیطان فقد خلق راس الشر وزعم بعضهم ان الخالق هو النور تفکر فکرة ردیة فقال اخاف ان یحدث فی ملکی من یضادنی وکانت فکرته ردیة فحدث منها ابلیس فرضی ابلیس ان ینسب الی الرداءة بعد اثبات انه شریك وحکی النوبختی ان بعضهم قال ان الخالق شك فی شیء وکان الشیطان من ذلك الشك

ترجمہ اور پہاڑ انکی ہڈیاں ہین۔ اور سمندر ان کے پیشاب وخون سے جمع ہوا ہے۔ جب بنی امیہ سے دولت اسلامی منتقل ہو کر بنی عباس کے ہاتھ مین آئی تو اس زمانہ مین ایک شخص مجوس کے دین کا تابع پیدا ہوا اور اس نے بہت مخلوق کو گمراہ کر دیا اور اس کے متعلق بہت سے وقائع پیش آئے جن کا ذکر طویل ہے اور یہ آخری شخص ہی جس نے مجوس کا دین ظاہر کیا **بعض علماء** نے بیان کیا کہ مجوس کے واسطے آسمانی کتابیں تھین جنکو تلاوت کرتے اور پڑھتے پڑھاتے تھے پھر انھون نے نیا دین نکالا وہ کتابین اٹھالی گئین **اور منجملہ** عجائب تلبیس کے جو ابلیس نے مجوس پر ڈالیں یہ اظرف ہے کہ مجوس نے افعال مین نیک و بد دیکھے پھر ابلیس نے ان کو تلبیس مین ڈالا۔ کہ نیکی کا پیدا کرنے والا برائی نہین پیدا کرتا ہے۔ تو اونھون نے دو خدا ثابت کئے۔ اور کہا کہ ان مین سے ایک نور ہے۔ وہ حکیم ہے۔ وہ فقط خیر پیدا کرتا ہے۔ اور دوسرا شیطان ہے۔ وہ تاریکی ہے وہ فقط بدی وبرائی پیدا کر سکتا ہے۔ جیسے ہم نے ثنویہ کے مذہب کے بیان مین ذکر کیا ہے۔ **مصنف** رح نے کہا کہ وہان مین نے ان کے شبہات وجوابات ذکر کر دیے ہین **بعض** مجوس نے کہا کہ باری تعالیٰ قدیم ہے۔ اس سے سوائے بہتری کے کچھ نہین ہو سکتا اور شیطان مخلوق ہے اور اس سے سوائے بدی کے کچھ نہین ہو سکتا **جواب** یہ کہ ان سے کہا جاوے کہ جب تم نے اقرار کیا کہ نور (ایزد) نے شیطان کو (اہرمن کو) پیدا کیا تو اس نے بدی کا پتلا مجسم پیدا کر دیا (یعنی اس سے زیادہ بدی کیا ہوگی) **بعض** مجوس نے کہا کہ خالق نور ہے۔ وہ ردی فکر سوچتا ہے۔ چنانچہ اس نے سوچا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ میری بادشاہت میں کوئی ایسا پیدا ہو۔ جو میرا مخالف ہو جاوے۔ اور یہ فکر اس کی ردی تھی۔ اس سے ابلیس پیدا ہو گیا۔ پھر بعد شریک ثابت ہونے کے ابلیس فقط اتنی بات پر راضی ہو گیا۔ کہ وہ ردی چیزون کی طرف منسوب رہے **شیخ نوبختی** نے ذکر کیا ہے کہ بعض مجوس نے کہا۔ کہ خالق نے کسی بات مین شک کیا تھا تو اس شک سے شیطان پیدا ہو گیا +

وقالوا الابن احق بتسكين شهوة امه واذا مات زوج المرأة فابنه اولى بالمرأة فان لم يكن ابن اكترى رجل
من مال الميت ويجيزون للرجل ان يتزوج بمأتة والف واذا ارادت الحائض ان يغتسل دفعت دينارا
الى الموبد فيحملها الى بيت النار ويقيمها على اربع ويمسحها باصبعه واظهر هذا الامر مزدك في
ايام قباد واباح النساء لكل من شاء ونكح نساء قباذ ليتقتدى به العامة فيفعلون بالنساء مثله
فلما بلغ الامر نوشيروان قال لقباذ اخرجها الي فانك ان منعتني شهوتي لم يتم ايمانك فهم باخراجها
فجعل انوشيروان يبكي بين يدي مزدك ويقبل يدي مزدك ويقبل رجله بين يدي ابيه قباذ ويسأله ان يهب امه
فقال قباذ لمزدك الست تزعم ان المؤمن لا ينبغي ان يرد عن شهوته قال بلى قال فلم
ترد انوشيروان عن شهوته قال قد وهبتها له ثم اطلق للناس في اكل الميتة فلما ولي انوشيروان
افنى المزدكية قال ومن قول المجوس ان الارض لا نهاية لها من اسفلها وان السماء جلد من جلود
الشياطين والرعد انما هو خرخرة العفاريت المحبوسة في الافلاك المحبوسة تمنع حريه

ترجمہ اور کہتے کہ مان کی شہوت بجھانے کی کوشش کرنے
کا حق بیٹے پر زیادہ ہے اور جب شوہر مرجاوے تو بیٹا اس عورت کا زیادہ مستحق ہے اور اگر بیٹا نہ ہو تو میت کے مال سے کوئی
مرد کرایہ پر کر لیا جاتا تھا۔ اور مرد کے واسطے جائز رکھتے کہ وہ سو عورتون و ہزار عورتون سے نکاح کرلے جب حائضہ عورت غسل
کرنا چاہتی تھی تو ہربد (داروغہ آتش خانہ) کو ایک اشرفی دیتی۔ وہ اُسکو آتش خانہ مین لے جاتا۔ اور جانور کی طرح چار پاؤن
پر اُسکو کھڑا کرکے اپنی انگلی سے اُس کے اندام شرم مین آمد و رفت کرتا اور یہ قاعدہ بادشاہ قباد کے وقت مین **مزدک**
نے ظاہر کیا اور عورتین اُس نے ہر مرد کے واسطے مباح کردین کہ جو مرد جس عورت سے چاہے وطی کرے اور قباد کی عورتون
سے خود وطی کی تاکہ باقی سب لوگ اس فعل مین اُس کی اقتدا کرین چنانچہ عموماً عورتون کے ساتھ یہی طریقہ عمل مین آنے لگا
یہانتک کہ جب نوشیروان کے مان کا نمبر آیا تو اُس نے بادشاہ قباد سے کہا کہ نوشیروان کی مان کو میرے پاس بھیجدے اگر تو انکار کریگا اور میری
شہوت پوری نہ ہونے دیگا تو تیرا ایمان درست نہ ہوگا قباد نے قصد کیا کہ اُسکو بھیجدے جب یہ خبر نوشیروان کو
پہونچی تو اُسنے مزدک کے سامنے رونا شروع کیا اور باپ کے سامنے مزدک کے دونو ہاتھون اور پاؤن چومتا رہا۔ اور درخواست کی کہ میری مان کو
مجھے بخشدے تو قباد نے مزدک سے کہا کہ آپکا قول یہ نہین ہے کہ مومن کو اُسکی شہوت سے روکنا نچاہئے کہا کہ ہان ہے تو قباد نے کہا کہ پھر
آپ کیون نوشیروان کو اُسکی شہوت سے روکتے ہین مزدک نے کہا کہ اچھا مین نے اسکی مان اسکو ہبہ کردی پھر مزدک نے لوگونکو مردار کھانے
کی اجازت دیدی جب قباد کے مرنے کے بعد نوشیروان بادشاہ ہوا۔ تو اُسنے مزدکیون کو بالکل قتل کرکے نیست کردیا تھا و نیز منجملہ
ان کلمات مجوس کے اقوال مین سے یہ بھی ہے کہ زمین کی کچھ انتہا نیچے کی طرف نہین ہے اور آسمان جو نظر آتا ہے تو شیاطین کی کھال مین سے
ایک کھال ہے اور گرج فقط اُن عفریتون کی خرخرہ کی آواز ہے جو افلاک مین قید ہین۔ اور لڑائیون مین قید ہوئے ہین

من الشرير وكيف اطاع الشيطان العادلين وقد عصى ربه وكيف يجوز الفتك على الآله وهذه خرافات لولا التفرج فيما صنعه ابليس بالعقول ما كان لذكرها معنى **ذكر تلبيس ابليس على المنجمين و اصحاب الفلك** قال ابو محمد النوبختي ذهب قوم الى ان الفلك قديم لا صانع له **وحكى جالينوس** عن قوم انهم قالوا زحل وحده قديم وزعم قوم ان الفلك طبيعة خامسة ليست فيه حرارة ولا برودة ولا رطوبة ولا يبوسة وليس بخفيف ولا ثقيل وكان بعضهم يرى ان الفلك جوهر نارى وانه اختطف من الارض بقوة دائرية **وقال** بعضهم ان الكواكب من جسم يشابه الحجارة وقال بعضهم هي من غيم ينطفى كل يوم ويستنير بالليل مثل الفحم يشتعل وقال بعضهم جسم القمر مركب من نار وهواء وقال الآخرون الفلك من الماء والريح والنار وانه بمنزلة الكرة وانه يتحرك حركتين من المشرق الى المغرب ومن المغرب الى المشرق **قالوا وزحل** يدور الفلك في نحو من ثلثين سنة **والمشترى** في نحو من اثنى عشرة سنة **والمريخ** في نحو سنتين **والشمس والزهرة وعطارد** في سنة **والقمر** في ثلثين يوما **وقال بعضهم** افلاك الكواكب سبعة فالذي يلينا فلك القمر ثم فلك عطارد ثم فلك الزهرة ثم فلك الشمس ثم فلك المريخ ثم فلك المشترى ثم فلك زحل ثم فلك الكواكب الثابتة واختلفوا في مقادير اجرام الكواكب

ترجمہ اُس شریر محض سے صادر ہوگئی اسی طرح ان لوگون سے کہا جاوے کہ جب شیطان نے اپنے خدا ہی کی نافرمانی کی تو پھر ان دونون درمیانی عادلون کی اطاعت کیسے کریگا اور کہا جاوے کہ آلہ پر غلبہ کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے اور یہ سب باتین خرافات ہین انکے ذکر کرنیکا بھی کچھ مطلب نہین تھا۔ سوا اسکے کہ لوگون پر یہ ظاہر ہو کہ شیطان نے کس طرح عقلون پر تسلط کیا ہے **فلکیات** والون اور **منجمون** پر تلبیس ابلیس کا بیان شیخ ابو محمد نوبختی نے کہا کہ ایک قوم کا مذہب ہے کہ فلک قدیم ہے اسکا بنانیوالا کوئی نہین ہے اور جالینوس نے ایک قوم سے نقل کیا کہ انکا یہ دعوے تھا کہ فقط فلک زحل قدیم ہے اور **ایک قوم** کا یہ گمان ہے کہ فلک کی پانچوین طبیعت ہے یعنی نہ حرارت ہے نہ رطوبت ہے نہ سردی ہے نہ خشکی ہے بلکہ ان چارون کے علاوہ پانچوین طبیعت ہے اور نہ بھاری ہے نہ ہلکا ہے اور **بعض** کی یہ رائے تھی کہ فلک ایک آتشی جوہر ہے اور قوت دورانیہ کے ساتھ وہ زمین سے لیا گیا ہے **بعض** نے کہا کہ ستارے پتھر کے مشابہ جسم سے بنے ہین اور بعض نے کہا یہ بادل سے ہین ہر روز دن مین بجھ جاتے ہین اور رات مین روشن ہو جاتے ہین جیسے کوئلہ مین آگ لگنے سے شعلہ ہو جاتا ہے اور پھر بجھ جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ قمر کا جسم آگ اور ہوا سے مرکب ہے دوسرون نے کہا کہ فلک پانی اور ہوا اور آگ سے بنا ہے اور وہ بمنزلہ گیند کے ہے اور وہ دو حرکتین کرتا ہے ایک مشرق سے مغرب کیطرف ہے اور دوسری مغرب سے مشرق کیطرف ہے اور ان لوگون کا قول ہے کہ زحل ستارہ قریب تیس (۳۰) سال مین آسمان کا دور ختم کرتا ہے اور مشتری قریب بارہ سال مین ختم کرتا ہے اور مریخ قریب دو سال کے دورہ پورا کرتا ہے اور سورج و زہرہ و عطارد ایک سال مین دور کرتے ہین اور چاند تیس (۳۰) دن دور کرتا ہے **بعض** نے کہا۔ کہ کواکب کے سات افلاک ہین۔ پس یہ فلک جو ہم سے نزدیک ہے۔ چاند کا فلک ہے پھر فلک عطارد پھر فلک زہرہ۔ پھر فلک آفتاب۔ پھر فلک مریخ۔ پھر فلک مشتری۔ پھر فلک زحل ہے پھر ان جڑے ہوئے ستارون کا فلک ہے۔ اور **کواکب** کی بڑائی چھٹائی مین یہ لوگ اختلاف کرتے ہین

قال وزعم بعضهم ان الاله والشيطان جسمان قديمان كان بينهما تفضاء وكانت الدنيا سليمة من
آفة والشيطان بمعزل عنها فاحتال ابليس حتى خرق السماء بجنوده فهرب الرب وعجل عن قوتهم بملائكته فاتبعه
ابليس حتى حاصره وحاربه ثلاثة آلاف سنة لا هو يصل اليه ولا الرب يدفعه ثم صالحه على ان يكون ابليس و
جنوده في الدنيا سبعة آلاف سنة ورأى الرب ان الصلاح في احتمال مكروه ابليس الى ان ينقضي الشرط
فالناس في البلايا الى انقضائه ثم يعودون الى النعيم وشرط ابليس عليه ان يمكنه من اشياء ردية فوضعها في
هذا العالم واشهدا على شرطهما اشهد اعدلين ودفعا سيفيهما الى العدلين وقالا من نكث قتلناه بسيفه
هذيانات كثيرة يضيع الوقت بذكرها فتركنا هاهنا ذلك ونذكر ما انتهى تلبيس ابليس اليه ما اثرنا ذكر
شئ من هذا التخليط والعجب انهم يجعلون الخالق خيرا ثم يزعمون انه حدث منه فكرة ردية فعلى قولهم
يجوز ان يحدث من فكرة ابليس ملك ثم يقال لهم ايجوز ان يفي الشيطان بما ضمن فان قالوا لا قيل
لهم فلا يليق بالحكمة استبقاءه وان قالوا نعم فقد اقروا بوجود
الوفاء المحمود ه

ترجمہ اور کہا کہ بعض مجوس کا یہ زعم ہے کہ آلہ و شیطان دو جسم قدیم ہین ۔ ان دونون مین موافقت تھی اور دنیا آفت سے پاک تھی ۔
اور شیطان اس سے الگ تھا پھر ابلیس نے چالاکی سے تدبیر نکالکر آسمان پھاڑا اور اپنے لشکرون کو لیکر چڑھ دوڑا تو آلہ ان کی
قوت سے خوف کرکے اپنے فرشتون کو ساتھ لیکر بھاگا اور ابلیس نے اسکا پیچھا کرکے محاصرہ کرلیا اور تین ہزار برس تک لڑائی رہی نہ تو ابلیس ہی آلہ تک
پہونچ سکا اور نہ آلہ ہی نے اسکو دفع کیا پھر آلہ نے اس شرط پر ابلیس سے صلح کرلی کہ سات ہزار برس تک ابلیس اور اسکے لشکر دنیا
مین رہین اور آلہ نے اسمین بہتری دیکھی کہ ابلیس کے مکروہ کو برابر برداشت کرتا رہے یہانتک کہ شرط کی میعاد پوری ہوجاوے اور دنیا
کے لوگ اس مدت کے گزرنے تک آفات و بلاؤن مین رہین جب یہ مدت گزر جائیگی تو پھر عیش مین ہوجائینگے اور ابلیس نے آلہ سے یہ شرط کرلی
تھی کہ اسکو ردی چیزون پر قابو دیگا۔ تو اس نے اس عالم مین ردی چیزین رکھدین اور یہ مجوسی کہتے ہین کہ جب آلہ و شیطان
ان شرائط سے فارغ ہوئے تو دو عادلون کو اسپر گواہ کرلیا اور دونون نے اپنی تلوارین انہین دونون عادلون کے حوالے کین اور انہون
نے کہدیا کہ تم مین سے جس کسی نے عہد توڑا ہم اسکو قتل کردینگے اسی قسم کی بیہودہ باتین بہت سی ذکر کین جنکی لکھنے مین وقت رائگان
ہوتا ہے اسلیئے ہم نے انکو چھوڑدیا اور ہم اس خبط کو بھی بیان نہ کرتے اگر یہ مفاد نہوتا کہ ہوش ہو کہ کہانتک ابلیس کی تلبیس کا اثر
ہوا اور اس قوم احمق سے تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ خالق کو خیر و بہتر بتلاتے ہین پھر کہتے ہین کہ اس سے فکر ردی سرزد ہوئی جس سے شیطان پیدا
ہوگیا یعنی جو کہ بدی کی جڑھ ہے اور ان لوگون کے قول پر یہ جائز ہوتا ہے کہ ابلیس کے فکر سے فرشتہ پیدا ہو جاوے ۔ پھر ان لوگون سے کہا
جاوے کہ تمہاری سمجھنے کے موافق بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ شیطان نے جو عہد کیا ہے وہ پورا کرے اگر یہ لوگ جواب دین کہ وہ نہین پورا کر سکتا
ہے تو کہا جاوے کہ پھر اسکو باقی رکھنا حکمت سے منافی ہے اور اگر کہین کہ ہان وفا کریگا تو کہا جاوے کہ تم نے اقرار کرلیا کہ عہد پورا کرنیکی اچھی خصلت

والجواب عن شبهتهم الاولى ان ضعف المادة فی الثانی وهو التراب يدفعه كون البداية من نطفة ومضغة وعلقة ثم اصل الآدميين هو آدم من تراب على ان الله سبحانه لم يخلق شيئا مستحسنا الا من مادة سخيفة فانه اخرج هذا الآدمی من نطفة والطاوس من البيضة المذرة والطاقة الخضراء من الحبة العفنة فالنظر ينبغی ان يكون الى قوة الفاعل وقدرته لا الى ضعف المواد وبالنظر الى قدرته يحصل جواب الشبهة الثانية ثم قد ارانا الانموذج فی جمع المتفرق فان نخالة الذهب المتفرقة فی التراب الكثير اذا القى عليها قليل من زيبق اجتمع الذهب مع تبدده فكيف بالقدرة الالهية التی من تاثيرها خلق شئ لا من شئ على انا لو قدرنا ان هذا التراب غير ما استحالت اليه الابدان لم يضر لان الآدمی بنفسه لا ببدنه فانه يهزل ويسمن ويتغير من صغر الى كبر وهو هو **ومن اعجب الادلة على البعث** ان الله تعالى قد اظهر على ايدی انبيائه ما هو اعظم من البعث وهو قلب العصا حيوانا واخراج ناقة من صخرة واظهر حقيقة البعث على يد عيسى ع **وقال المصنف** وقد زدنا هذا شرحا فی الرد على الفلاسفة **فصل** وقد لبس ابليس على اقوام شبهة فی قدرة الخالق سبحانه

ترجمہ اول شبہ کا جواب یہ ہی کہ دوسری زندگی میں جس مادہ یعنی خاک کو تم ضعیف ٹہراتے ہو وہ غلط ہی کیونکہ ابتدا میں انسان نطفہ پہر خون کی تھکے پہر لوتہڑی سے پیدا ہوا تہا پہر آدمیونکی جو اصل ہی یعنی آدم وہ تو خاک ہی سے بنائے گئے تھے علاوہ برین اللہ نے جو خوبصورت خلقت پیدا کی وہ ضرور کسی ضعیف مادہ سے بنائی چنانچہ اللہ نے آدمی کو نطفہ سے بنایا اور طاؤس کو گندے انڈے سے بنایا اور سبزی کا گچھا ایک گندہ سڑی دانہ سے نکالا پس چاہیئے کہ پیدا کرنیوالی کی قوت وقدرت پر نظر ہو اور مادہ کی کمزوری و متفرق ہونے پر نظر نہین ہونا چاہیئے اور قدرت پر نظر کرنے سے دوسرے شبہہ کا بہی جواب نکل آتا ہی **پھر** اللہ تعالےٰ نے ہم کو متفرق ذرون کے جمع ہو جانیکا نمونہ دکھلا دیا چنانچہ جب سونے کے ریزے بہت سی خاک میں متفرق ملے ہوتے ہین تو جب اسپر تھوڑا سا پارہ ڈالا جاوے تو سب سونے کے ذرات جو متفرق تہے جمع ہو جاتے ہیں پہر بہلا قدرت الٰہیہ میں کیا تردد ہو سکتا ہی جس کے اثر سے بدون کسی چیز کے خلقت موجود ہو جاتی ہے **علاوہ** برین اگر یہ فرض کرین کہ دوبارہ پیدا کرنیکی صورت میں اس خاک کے سوائے دوسری خاک سے جسم پیدا ہونگے تو بہی کچہ مضرت نہین ہی اسواسطے کہ آدمی تو اس روح کا نام ہی اس بدن کا نام نہین ہے کیونکہ آدمی بدستور باقی رہتا ہی اور جسم کبہی گل جاتا ہی اور کبہی موٹا ہو جاتا ہی اور بچپن سے بوڑھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہی آدمی رہتا ہی اور **سب سے عجیب** دلیل جس سے بعث ثابت ہوتا ہی یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں سے ایسے امور ثابت فرمائے جو دوبارہ زندگی سے بہت بڑہے ہوئے ہین جیسے موسیٰ علیہ السلام کی لاٹہی کو بدلکر اژدہا حیوان بنا دیا اور پہاڑی کے جوف سے ناقہ عظیم پیدا کر دیا اور عیسےٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے دوبارہ زندگی حقیقت مین دکھلا دی **مصنف** نے کہا کہ ہمنے فلاسفہ کی تردید مین اسکی توضیح زیادہ بیان کی ہی **فصل** بعض اقوام نے خالق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت میں شبہہ کی۔

فقال اکثر الفلاسفۃ اعظمہا جرماً الشمس وھو نحو من مائۃ وستۃ وستین مرۃ مثل الارض والکواکب الثابتۃ
مقدار کل واحد منہا نحو من اربعۃ وتسعین مرۃ مثل الارض والمریخ نحو مرۃ ونصف مثل الارض قالوا ومن کل
موضع من اعلی الفلک الی ان یعود الیہ مائۃ الف فرسخ والف فرسخ واربعۃ وستین فرسخا وقال بعضہم الفلک حی
والسماء حیوان وفی کل کوکب نفس قال قدماء الفلاسفۃ والنجوم تفعل الخیر والشر وتعطی وتمنع علی حسب طبائعہا من
النحوس والسعود ویؤثر فی النفوس والابدان وانہا حیۃ فعالۃ **ذکر تلبیس ابلیس علی جاحدی**
البعث قال المصنف قد لبس علی خلق کثیر فجحدوا البعث واستحالوا الاعادۃ بعد البلی واقام
لہم شبہتین احدہما انہ اراہم ضعف المادۃ والثانیۃ اختلاط الاجزاء المتفرقۃ فی اعماق الارض
قالوا وقد یاکل الحیوان الحیوان فکیف یتہیأ اعادتہ وقد حکی القرآن شبہتہم فقال فی الاولی ایعدکم
انکم اذا متم وکنتم ترابا وعظاما انکم مخرجون ھیہات ھیہات لما توعدون وقال فی الثانیۃ ءاذا
ضللنا فی الارض ءانا لفی خلق جدید وھذا کان مذھب اکثر الجاہلیۃ **قال قائلہم** یخبرنا الرسول
بانا سنحیی، وکیف حیاۃ اصداء وھام **وقال آخر** حیاۃ ثم موت ثم نشر حدیث خرافۃ یا ام عمرو

ترجمہ- اکثر فلاسفہ نے کہا کہ آفتاب کا جرم سب سے بڑا ہے اور زمین سے قریب ایک سو ساٹھہ گونہ کے زیادہ ہے اور جو کواکب ثابتہ یعنی بیحرکت جڑی ہوئی ہین وہ ہر ایک زمین سے قریب چورانوے گونہ کے زیادہ ہیں اور مریخ قریب ڈیڑہ گونہ زمین کے ہے اور یہ لوگ کہتے ہین کہ اعلائے فلک کے ہر مقام سے وہان عود کرنے تک ایک لاکہہ ایک ہزار چونسٹھہ فرسخ ہین اور بعض نے کہا کہ فلک زندہ ہے اور آسمان جاندار ہین اور ہر ستارہ میں جان ہے پرانے فلاسفہ نے کہا کہ ستارے نیکی و بدی کے کام کرتے ہین اور ہر ایک ستارہ اپنی نیک یا منحوس طبیعت کیموافق عطا کرتا ہے یا روکتا ہے اور جان و جسم میں انکا اثر ہوتا ہے اور وہ سب زندہ ہین اپنا اپنا کام کیا کرتے ہین **مردہ ہونیکے بعد دوبارہ زندہ ہونے سے منکرون پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف** نے کہا کہ ابلیس نے بہت سے لوگون پر تلبیس کی تو اونہون نے موت کے بعد زندگی سے انکار کیا اور سڑگل جانیکے بعد دوبارہ اعادہ کو محال تصور کیا اور ابلیس نے اُنپر دو شبہے ڈال دیے ایک یہ کہ اس نے ان لوگون کو مادہ کا ضعیف ہونا دکہلا دیا دوم یہ دکہلایا کہ بدن کے اجزای متفرقہ زمین کی تہ مین متفرق ہوگئے اور انہون نے کہا کہ کبھی ایک حیوان دوسرے حیوان کو کہا لیتا ہے تو کیسے اعادہ ہوسکتا ہے اور قرآن شریف مین ان کے دونون شبہے مذکور فرمائے ہین چنانچہ اول شبہہ کی نسبت فرمایا **ایعدکم انکم اذا متم وکنتم ترابا وعظاما انکم مخرجون ھیہات ھیہات لما توعدون** یعنی کافرون نے آپس مین کہا کہ کیا تم کو وہ پیغمبر یہ وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مرے اور خاک ہوگئے اور ہڈیان ہوگئے تو پھر تم نکالے جاؤگے جس کا تم وعدہ دیے جاتے ہو یہ بہت دور ہے- اور دوسرے شبہہ کی نسبت فرمایا- **أاذا ضللنا فی الارض ءانا لفی خلق جدید** یعنی کیا جب ہم زمین مین گم ہوگئے تو کیا ہم نئی خلقت میں پیدا ہونگے- یہی اکثر زمانۂ جاہلیت والون کا مذہب تھا اس مین جاہلیت والون کے اشعار ہیں ؎ ہم کو رسول خبر دیتا ہے کہ ہم پہر زندہ کیے جاوینگے بہلا سڑی ہوئی پریشان چیز کیونکر زندہ ہوسکتی ہے دوسرے جاہل کا شعر ہے ؎ حیات ہے پہر موت ہے پہر زندگی ہے- اے ام عمرو یہ خرافہ کی کہانی ہے

والنفس هی الهیولی الاصغر والعقل الرب الاکبر والهیولی هو ایضا اکبر وان الانفس اذا فارقت الدنیا صارت الی الرب الاصغر وهو الهیولی المرکبة فان کانت محسنة صافیة قبلها فی طبعه فصفاها حتی یخرجها الی الهیولی الاصغر وهو النفس حتی تصیر الی الرب الاکبر فتخلصه الی الهیولی الاکبر فان کان محسنا تام الاحسان اقام عنده فی العالم البسیط وان کان محسنا غیر تام اعادة الی الرب الاکبر ثم یعیده الرب الاکبر الی الهیولی الاصغر ثم یعیده الهیولی الاصغر الی الرب فیخرجه ممازجا لشعاع حتی یقلبه حشیشة یاکلها الانسان فیتحول انسانا ویولد ثانیة فی العالم وهکذا یکون حاله فی کل موتة یموتها واما المسیئون فانهم اذا بلغت نفوسهم الی الهیولی الاصغر لعکست فصارت حشایش یاکلها البهائم فیصیر الروح فی بهیمة ثم تنسخ من بهیمة الی اخری عند موت تلک البهیمة فلا یزال منسوخا مترددا فی العلل ویعاکل الف سنة الی الصورة الانسان ان احسن فی صورة الانسن لحق بالمحسنین قال المصنف قلت فانظر الی هذه التلبیسات التی زینها لهم ابلیس علی ما عن له لا یستند الی شیء وهذا مذهب باطل بالدلایل العقلیة والنقلیة وعن ابی الحسن علی بن نطیف المتکلم قال کان یحضر ببغداد مشایخ الامامیة رجل یعرف بابی بکر بن الفلاس فحدثنا انه دخل علی بعض من کان یعرفه بالتشیع ثم صار یقول بمذهب اهل التناسخ

ترجمہ اور نفس ہی مادہ اصغر ہے اور عقل رب اکبر (بڑا) ہے اور وہی مادہ اکبر بھی ہے اور نفوس جب دنیا چھوڑتے ہین تو چھوٹے رب کے پاس جاتی ہین اور وہی مادہ مرکبہ ہے پس اگر یہ نفس نیک و صاف ہو وہ اسکی اپنی طبیعت مین قبول کرتا ہے پھر اوسکو صاف کرکے مادہ اصغر کے یہان نکالتا ہے اور وہ نفس ہے یہانتک کہ وہ رب اکبر کے یہان جاتا ہے وہ اُسکو رب اکبر کے یہان پہونچاتا ہے وہ اسکو مادہ اکبر کے یہان بھیجتا ہے۔ پھر اگر وہ نیکی مین پورا تھا تو عالم بسیط مین اوس کے پاس رہتا ہے اور اگر وہ نیکی مین پورا نہ ہوا تو وہ دوبارہ رب اکبر کے پاس واپس کرتا ہے پھر رب اکبر اسکو مادہ اصغر کے پاس بھیجتا ہے پھر مادہ اصغر اسکو رب کے پاس پھیر دیتا ہے تو وہ اسکو نورانیت سے مخلوط نکالتا ہے حتی کہ ایسا ساگ کر دیتا ہے جسکو آدمی کھاتے ہین تو وہ انسان کی صورت مین بدل جاتا ہے۔ اور دوبارہ اس عالم مین پیدا ہوتا ہے اور یہی حال اوسکا ہر موت کے وقت ہوتا جب وہ یہان مرتا ہے۔ رہے وہ لوگ جو بدکردار ہین تو انکی نفوس جب مادہ اصغر کے پاس بھیجی جاتے ہین تو الٹ کر گھاس ہو جاتی ہین۔ لیکن ایسی گھاس پات جسکو جانور کھاتے ہین تو اوس کی روح کسی جانور کی صورت مین جاتی ہے پھر اس جانور کے مرنے پر کسی دوسرے جانور کے اندر ہو جاتی ہے اسی طرح ہمیشہ تناسخ سے صورتوں مین پھرتی رہتی ہے۔ اور ہر ہزار برس کے بعد انسانی صورتین پھر جاتی ہین پھر اگر اوسنے انسانی صورتین نیکی اختیار کی تو نیکوں مین مل جاتی ہے مصنف نے کہا کہ دیکھو ان گمراہوں کے واسطے کسطرح ابلیس نے یہ تلبیسات ترتیب دیکر انکے دل مین کسیطرح بدون کسی دلیل مستند کی اونھون نے یہ تلبیسات قبول کر لین حالانکہ عقلی و نقلی سب طرح کی دلیلون سے یہ مذہب باطل ہے ابو الحسن علی بن نطیف المتکلم نے بیان کیا کہ بغداد مین ہمارے پاس فرقہ امامیہ کا ایک پیشوا جس کو ابو بشر بن الفلاس کہتے تھے۔ آیا کرتا تھا۔ اوس نے ہم سے بیان کیا۔ کہ مین ایک شخص کے پاس جایا کرتا تھا جسکو مین شیعہ جانتا تھا ایک مدت کے بعد مین نے دیکھا۔ کہ وہ تناسخ کا قائل ہو گیا۔

العلل
الانسی

ثم اعترضت لهم الشبهتان اللتان ذكرناهما فترددوا في البعث فقال قائلهم ولئن رددت الى ربي لاجدن خيرا منها منقلبا وقال العاص بن وائل لاوتين مالا وولدا وانما قالوا هذا لموضع شكهم ولبس عليهم ابليس في ذلك فقالوا ان كان بعث فنحن على خير لان من انعم علينا في الدنيا بالمال لا يمنعنا ذلك في الآخرة وقال المصنف وهذا غلط منهم لانه لا يجوز ان يكون الاعطاء استدراجا او عقوبة والانسان قد يحمي ولده ويطلق في الشهوات عبده

ذكر تلبيسه على القائلين بالتناسخ قال المصنف وقد لبس ابليس على اقوام فقالوا بالتناسخ وان ارواح اهل الخير اذا خرجت دخلت في ابدان خيرة فاستراحت وارواح اهل الشر اذا خرجت دخل في ابدان شريرة فتحمل عليها المشاق وهذا المذهب ظهر في زمن فرعون موسى وقد ذكر ابو القاسم البلخي ان ارباب التناسخ لما رأوا الم الاطفال والسباع والبهائم استحال عندهم ان يكون لها ليمتحن به غيرها او ليعوض او لمعنى اكثر من انها مملوكة فصح عندهم ان ذلك لذنوب سلفت منها قبل تلك الحال وذكر يحيى بن بشر بن عمير النهاوندي ان الهند يقولون الطبائع اربع هيولى مركبة ونفس وعقل وهيولى مرسلة فالمركبة هي الرب الاصغر

ترجمہ پھر انکو یہ دونون شبہے مذکورہ عارض ہوئے۔ تو اُن کو دوبارہ زندگی مین تردد ہو گیا چنانچہ انمین سے ایک نے کہا ولئن رددت الی ربی لاجدن خیرا منہا منقلبا۔ یعنی بطور شک کے کہا کہ کیا اگر مین اپنے رب کے یہان لوٹایا گیا تو اس سے بہتر مرجع پاؤنگا۔ عاص بن وائل نے کہا کہ لاوتین مالا وولدا یعنی طعنے سے کہا کہ وہان بھی میرے واسطے مال و اولاد عنایت ہونگے یہ اُن کا قول بوجہ شک کے تھا۔ اور ابلیس نے اپر اس معاملہ مین تلبیس ڈالدی اور کہنے لگے کہ اگر وہان دوبارہ زندگی ہوئی تو ہم ہی اچھے رہینگے کیونکہ جسنے ہمکو دنیا مین یہ نعمت مال و اولاد دی ہے وہ آخرت مین بھی ہم کو مکرم رکھیگا مصنف نے کہا کہ یہ اُن کی غلطی ہے اس لیئے کہ وہ لوگ یہ کیون نہین سمجھتے کہ شاید دنیا مین ہم کو یہ چیزین استدراج و عذاب کی طور پر دی گئی ہون کیونکہ آدمی کبھی اپنے فرزند کو پرہیز کراتا اور اپنے غلام کو اُس کی خواہشون مین مطلق العنان کر دیتا۔ تناسخ (آواگون) والون پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ مصنف نے کہا کہ ابلیس نے بعض اقوام پر تلبیس کی کہ وہ لوگ آواگون کے قائل ہو گئے کہ نیکون کی روحین جب بدن سے نکلتی ہین تو اچھے بدنمین داخل ہوتی ہین پس بالت وہ عیش کرتی ہین اور بدکارون کی روحین جب نکلتی ہین تو بُرے اجسام مین داخل ہوتی ہین تو اپر مشقتین ڈالی جاتی ہین اور یہ مذہب زمانہ فرعون و موسیٰ سے ظاہر ہوا ہے ابو القاسم البلخی نے ذکر کیا کہ ان لوگون نے یہ مذہب اس خیال سے اختیار کیا کہ جب انہون نے دیکھا کہ بچون و درندون و جانورون کو دکھ حاصل ہوتا ہے تو انکی سمجھ مین یہ بات کسی طرح نہ آئی کہ انکی دکھ سے غیرونکا امتحان کیا جائے یا اُن کو ثواب و عوض دیا جائے یا کسی غیر معنی سے ہو سوائے اتنی بات کی کہ یہ چیزین مملوک ہین تو انہون نے اپنے زعم مین یہ صحیح سمجھا۔ کہ اس حالت سے پہلے ان سے کچھ گناہ سرزد ہوئے ہین جن کی یہ سزا ہے یحییٰ بن عمیر النہاوندی نے کہا کہ ہندو کہتے ہین کہ طبیعتین چار ہین مادہ مطلقہ۔ مادہ مرکبہ نفس عقل پس مادہ مرکبہ چھوٹا رب ہے + + + +

بل قالوا انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون قال اولو جئتكم باهدى مما وجدتم عليه اباءكم
المحنا تتبعونهم وقد قال الله تعالى انهم الفوا اباءهم ضالين فهم على اثارهم يهرعون وقال المصنف اعلم
ان المقلد على غير ثقة فيما قلد فيه وفي التقليد ابطال منفعة العقل لانه انما خلق للتأمل والتدبر وقبيح
بمن اعطي شمعة ليستضيء بها ان يطفيها ويمشي في ظلمة واعلم ان عموم اصحاب المذاهب يعظم في قلوبهم الشخص
فيتبعون قوله من غير تدبر بما قال وهذا عين الضلال لان النظر ينبغي ان يكون الى القول لا الى القائل
كما قال علي عليه السلام للحارث بن حوط وقد قال له اتظن انا نظن ان طلحة والزبير كانا على باطل
فقال له يا حارث انه ملبوس عليك ان الحق لا يعرف بالرجال اعرف الحق تعرف اهله وكان احمد بن حنبل يقول من
ضيق علم الرجل ان يقلد في اعتقاده رجلا ولهذا اخذ احمد بقول زيد في الجد وترك قول ابي بكر الصديق فان قال قائل فالعوام لا يعرفون الدليل فكيف لا
يقلدون فالجواب ان دليل الاعتقاد ظاهر على ما اشرنا اليه في ذكر الدهرية ومثل ذلك لا يخفى على عاقل واما الفروعيات فانها لما كثرت حوادثها واعتاص
على العامي عرفانها وقرب له الخطأ فيها كان اصلح ما يفعله العامي فيها التقليد لمن قد سبر ونظر الا ان اجتهاد العامي في اختيار من يقلده

ترجمہ یعنی کفار نے کہا نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادونکو ایک طریقہ پر پایا اور ہم اُنہی کے قدم کی اقتدا کرتے ہین پیغمبر نے
کہا کیا تم تقلید ہی کیئے جاؤگے اگرچہ مین اُس سے بہتر ہدایت لایا ہون جسپر تمنے اپنے باپ دادونکو پایا ہے۔ یعنی کیا ایسی صورتمین بھی
تم انہین گمراہون کی پیروی کروگے وبقولہ تعالیٰ انھم الفوا اباءھم ضالین الآیہ یعنی کافرون نے اپنے بزرگون کو گمراہ پایا تھا تو یہ
بھی اُنکی نشان قدم پر دوڑے جاتے ہین مصنف رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بات جان لینا چاہئے کہ مقلد نے جس بارہ مین تقلید کی اسمین اعتماد پر
نہین ہوتا اور تقلید کرنیمین عقل کی منفعت بھی زائل کرنا لازم ہے اسلیئے کہ عقل تو اسلیئے پیدا کی گئی کہ غور و تامل کرے اور جس شخص کو
خدا نے شمع دی ہو جس سے روشنی ہوتی ہے وہ اگر شمع کو بجھا دے اور اندھیری مین چلے تو اُس کی یہ حرکت قبیح ہے واضح ہو کہ جتنے
اصحاب مذاہب ہین اُن کے ذہن مین ایک شخص بڑی شان کا متصور ہوگیا تو جو کچھ اُسنے کہا اُسکو بے سوچے سمجھے مانتے اور اسکی پیروی کرتے
ہین اور یہی عین گمراہی ہے کیونکہ نگاہ درحقیقت بات پر چاہیئے اور بات کہنے والے پر نہین چاہیئے چنانچہ حارث بن حوط نے حضرت علی رضہ
سے کہا تھا کہ کیا آپ گمان کرتے ہین کہ ہمارا گمان یہ ہے کہ طلحہ و زبیر باطل پر تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس سے فرمایا کہ ای حارث
تجھپر معاملہ مشتبہ ہے حق کا پہچاننا لوگونسے نہین ہوتا ہے بلکہ حق کو پہچان لے تو حق والے لوگ بھی پہچان جائیگا۔ اور امام احمد بن حنبل کہا کرتے
تھے کہ آدمی کی تنگی علم سے یہ ہے کہ اپنے اعتقاد مین کسی شخص کی تقلید کرلے اور اسی وجہ سے احمدؒ نے جد کے مسئلے مین ابوبکر الصدیقؓ کا قول چھوڑ
دیا اور زید بن ثابت کا قول لے لیا۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ عوام تو دلائل نہین جانتے ہین تو کیونکر تقلید نہ کرینگے **جواب** یہ کہ اعتقاد کی دلیل تو
ظاہر ہے جیسا کہ ہم نے دہریہ فرقہ کی تردید مین اشارہ کیا ہے۔ اور ایسی واضح دلیل کسی پر مخفی نہین ہو سکتی جس کو عقل دی گئی ہے رہے
مسائل فرعیہ تو یہ چونکہ بکثرت نئے نئے واقع ہوتے ہین اور عوام پر انکا پہچاننا دشوار ہے اور دھوکا کھانا قریب ہے اسلیئے ان مسایل مین
عامی کو تقلید کرنا بہتر ہے ایسے شخص کی تقلید کرے کہ جسکو علم و نظر حاصل ہے علاوہ برین عامی کا اختیار اسکی ہاتھ مین ہے کہ کسی شخص عالم کی تقلید کرے۔

فوجدته بين يديه سنور اسود وهو يمسحها ويحك بين عينيها وراسها وعينيها تدمع كما جرت عادة السنانير
بذلك يبكي بكاء شديدا فقلت له لم تبكي فقال ويحك ما ترى هذه السنور تبكي كلما مسحتها هذه
امي لا اشك وانما تبكي من رؤيتها الى حسرة قال واخذ يخاطبها خطاب من عنده انها تفهم
عنه وجعلت السنور تصيح قليلا قليلا فقلت له فهي تفهم عنك ما تخاطبها به فقال نعم فقلت افتفهم
انت عنها صياحها قال لا قلت فاذا انت بالنسوخ وهي الانسان **ذكر تلبيس ابليس على متنا في العقائد**
والديانات قال المصنف دخل ابليس على هذه الامة في عقائدها من طريقين احدهما التقليد للاباء والاسلاف
والثاني الخوض فيما لا يدرك غوره ويعجز الخائض عن الوصول الى عمقه فاوقع اصحاب هذا القسم في فنون من
التخليط فاما الطريق الاول فان ابليس زين للمقلدين ان الادلة قد تشتبه والصواب قد يخفى والتقليد سليم
وقد ضل في هذه الطريق خلق كثير وبه هلاك عامة الناس فان اليهود والنصارى قلدوا اباءهم وعلماءهم و
كذلك اهل الجاهلية واعلم ان العلة التي بها مدحوا التقليد بها يذم لانه اذا كانت الادلة تشتبه والصواب
يخفى وجب هجر التقليد لئلا يوقع في ضلال وقد ذم الله سبحانه الواقفين مع تقليد اباءهم واسلافهم فقال تعالى

ترجمہ چنانچہ ایک روز مین نے دیکھا کہ اسکے سامنے ایک سیاہ بلی بیٹھی ہی وہ اسکو پیار کرتا اور اسپر ہاتھ پھیرتا اور اسکا سر و آنکھین
کھجلاتا ہی۔ اور بلی کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین جیسے عموماً بلیون کی عادت ایسی حالت مین یونہی جاری ہی اور وہ شخص
بہت روتا ہی۔ مین نے اس سے کہا کہ آپ کیون روتے ہین اسنے کہا کہ واہ کیا تجھے یہ بھی نظر آتا ہی کہ جسقدر مین اس پہ
ہاتھ پھیرتا ہون یہ روتی ہے یہ بلاشک میری ماں ہی اور مجھے دیکھ کر حسرت سے روتی ہے اور اس سے اس طرح باتین کرنا لگا
جیسے کوئی اپنے نزدیک سمجھدار سے باتین کرتا ہی اور بلی نے آہستہ آہستہ میون میون کرنا شروع کیا مین نے کہا کہ تم جو کچھ
کہتے ہو یہ سمجھتی ہے۔ کہنے لگا کہ ہان۔ مین نے کہا کہ تم بھی اس کی بولی سمجھتے ہو کہا کہ نہین مین نے کہا کہ پھر تو تجھ مین تناسخ ہوا
اور وہ انسان ہے **تلبیس ابلیس** کا بیان اس امت پر عقائد اور دیانات مین **مصنف** نے کہا کہ ابلیس دو طریقون
سے اس امت کے عقائد مین داخل ہوا (ایک) باپ دادون کی تقلید (دوم) ایسی بات مین خوض کرنا جسکی تہ نہین ملسکتی ہی یا
غور کرنیوالا اسکی تہ کو نہین پہونچ سکتا ہی پس ابلیس نے دوسری قسم کی لوگونکو طرح طرح کے خراب خلط ملط مین ڈالدیا۔ رہا طریق اول تو ابلیس
نے مقلد نیپرزور دیا کہ دلیلین کبھی مشتبہ ہوتی ہین اور راہ صواب مخفی ہوجاتی ہی تو تقلید کر لینا سلامت راہ ہی اس راہ تقلید مین بکثرت مخلوق
گمراہ ہوئی اور عموماً اسی سے لوگونپر تباہی آئی بیشک یہود ونصارے نے اپنے باپ داودنکی اور اپنے پادریون اور پوپیون کی تقلید کی اور
اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت والے بھی اسی تقلید مین پڑے تھے اور واضح ہو کہ جس دلیل سے انہون نے تقلید کی تعریف کی ہے اسی سے اسکی مذمت نکلتی
ہی کیونکہ جب دلیلین مشتبہ ہین اور صواب مخفی ہی تو ضرور تقلید کو چھوڑ دینا چاہیے تاکہ ضلالت مین نہ پڑجاوے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے
ان لوگون کی مذمت فرمائی جو اپنے باپ داودنکی تقلید مین پڑے تھے بقولہ تعالیٰ بل قالوا انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علی آثارہم مقتدون الآیہ

هو المسمى وغير المسمى فاشهد انه من اهل الكلام ولا دين له قال وحكي في اهل الكلام ان يضربوا بالجريد و
يطاف بهم في العشائر والقبائل ويقال هذا جزاء من ترك الكتاب والسنة واخذ في الكلام وقال احمد بن حنبل
لا يفلح صاحب كلام ابداً علماء الكلام زنادقة وقال المصنف قلت وكيف لا يذم الكلام وقد
افضى بالمعتزلة الى انهم قالوا ان الله تعالى يعلم جمل الاشياء ولا يعلم تفاصيلها وقال جهم بن صفوان
علم الله وقدرته وحياته محدثة وقال ابو محمد النوبختي عن جهم انه قال ان الله عز وجل ليس بشئ وقال
ابو علي الجبائي وابو هاشم ومن تابعهما من البصريين المعدوم شئ وذات ونفس جوهر وبياض وحمرة و
صفرة وان الباري لا يقدر على جعل الذات ذاتاً ولا العرض عرضاً ولا الجوهر جوهراً وانما هو قادر على اخراج
الذات من العدم الى الوجود وحكى القاضي ابو يعلى في كتاب المقتبس قال قال ابو الهذيل العلاف والمعتزلة لنعيم اهل الجنة وعقاب اهل النار آخر
لا يوصف الله بالقدرة على رفعه ولا تصح الرغبة حينئذ اليه ولا الرهبة منه لانه لا يبقى اذ ذاك على خير ولا على شر ونفع
ولا ضر قال ويبقى اهل الجنة جموداً سكوناً لا يفيضون بكلمة ولا يتحركون حركة ولا يقدرون ولا ربهم على فعل شئ من ذلك لان
الحوادث كلها لا بد لها من آخر تنتهي اليه لا يكون بعده شئ وقال المصنف قلت واذكر

ترجمہ عین مسمی ہے یا غیر مسمی ہے تو سمجھ لے کہ کلام والون مین سے ہے اور اسکا کچھ دین نہین ہے اور **اہل کلام** کے حق مین نقل
کیا کہ چھڑیون سے پیٹے جاوین۔ اور انکو محلہ محلہ اور قبیلہ قبیلہ مین پھرایا جاوے اور پکارا جاوے کہ یہ ایسے شخص کی سزا ہے جس نے
قرآن و حدیث چھوڑ کر علم کلام مین خوض شروع کیا **احمد بن حنبل** نے کہا کہ کلام والا کبھی فلاح نہین پاویگا۔ اور کلام جاننے والے
ملحد زندیق ہوتے ہین **مصنف** نے کہا کہ کیونکر علم الکلام کی مذمت نہ کیجائے تم دیکھتے ہو کہ اُسنے معتزلہ کی نوبت یہانتک
پہنچائی۔ کہ انکا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ چیزونکو مجمل جانتا ہے۔ اور تفصیل سے نہین جانتا ہے **جہم بن صفوان** نے کہا کہ اللہ تعالیٰ
کا علم و قدرت و حیات سب پیدا ہوئی ہین ابو محمد نوبختی نے جہم کا یہ قول نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہین ہے **ابو علی الجبائی** اور
ابو ہاشم اور اُن کے تابعین معتزلہ نے کہا کہ معدوم ایک شے ہے اور ذات و نفس، جوہر ہین اور سفیدی و سرخی و زردی عرض
ہین اور اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت نہین کہ ذات کو ذات بنادے یا عرض کو عرض بنادے یا جوہر کو جوہر بنادے بلکہ یہہ قدرت ہے کہ فقط ذات
عدم سے وجود مین کردے **قاضی ابو یعلی** نے کتاب المقتبس مین نقل کیا کہ ابو الہذیل علاف و معتزلہ نے کہا کہ جنت والون کی نعمت
کا اور جہنم والون کے عذاب کا آخر خاتمہ ہے اللہ کا یہ وصف نہین ہو سکتا کہ وہ اسکو دفع کرنے پر قادر رہے۔ اور ایسی
صورت مین اس کی جانب رغبت صحیح نہین ہے اور نہ اُس سے خوف کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ اس صورت مین کسی بھلائی یا
برائی پر قدرت نہین رکھتا ہے اور کسی نفع یا ضرر پر قادر ہے اور اس نے کہا کہ اہل جنت جب سکوت مین پڑے رہینگے نہ کوئی
کلمہ بول سکینگے۔ اور نہ جنبش کرینگے۔ اور نہ کسی چیز پر قادر ہونگے اور نہ انکا رب ان مین سے کسی بات پر قادر ہوگا۔
اس لئے کہ سب حادث کلمہ کا آخر انتہا ضرور ہے کہ وہانتک پہونچ ختم ہو جاوے پھر اُس کے بعد کچھ نہ ہو **مصنف** نے کہا۔ کہ

یصلح

اذ ذاک

جموداً

فصل واما الطریق الثانی فان ابلیس لما تمکن من الاغبیاء فورطهم فی التقلید وساقهم سوقا ثم رای خلقا فیهم نوع ذکاء وفطنة فاستغواهم علی قدر تمکنه منهم فمنهم من قبح عنده الجمود علی التقلید وامره بالنظر ثم استغوی کلا من هؤلاء فمنهم من اراه ان الوقوف مع ظواهر الشرائع عجز فساقهم الی مذاهب الفلاسفة ولم یزل بهم حتی خرجوا عن الاسلام وقد سبق ذکرهم فی الرد علی الفلاسفة ومن هؤلاء من حسن له ان لا یعتقد الا ما ادرکته حواسه فیقال لهؤلاء بالحواس علمتم صحة قولکم فان قالوا نعم کابروا لان حواسنا لم تدرک ما قالوا واذا ما یدرک بالحواس لا یقع فیه خلاف وان قالوا بغیر الحواس نقضوا قولهم ومنهم من نفره ابلیس عن التقلید وحسن له الخوض فی علوم الکلام والنظر فی اوضاع الفلاسفة لیخرج بزعمه عن غمار العوام وقد تنوعت احوال المتکلمین وافضی الکلام باکثرهم الی الشکوک وبعضهم الی الالحاد ولم یسکت القدماء من فقهاء هذه الامة عن الکلام عجزا ولکنهم راوا انه لا یشفی غلیلا ثم یرد الصحیح علیلا فامسکوا عنه ونهوا عن الخوض فیه حتی قال الشافعی لان یبتلی العبد بکل ما نهی الله عنه ما عدا الشرک خیر له من ان ینظر فی الکلام قال واذا سمعت الرجل یقول الاسم

عجزہوا

ترجمہ فصل جاننا چاہیے کہ دوسرا طریق قابل تفصیل کیونکہ ابلیس نے جسطرح احمقونکو قابو مین لاکر محض تقلید کے گرداب مین ڈبویا اور جانورون کی طرح انکو اُن کے متبوع کے پیچھے ہانک لیگیا۔ تو غبی لوگون کے برخلاف جن مین اُسنے کچھ ذہن کی تیزی دیکھی اُن کو بھی جتنا جسپر قابو پایا گمراہ کیا چنانچہ بعض کو اُسنے سمجھایا کہ محض تقلید پر جم جانا قبیح ہے اور اُنکو ارشاد کیا کہ عقائد اسلام مین غور کرین پھر اُسنے اُنمین سے ہر ایک کو ایک طریقہ سے گمراہی مین ڈالا چنانچہ **بعض** نے دیکھا کہ ظاہر شریعت پر ٹھیرنا عاجزی ہے۔ تو ابلیس ان لوگون کو کھینچکر فلاسفہ کے مذہب مین لے گیا اور برابر انکے خیالات کو دوڑاتا رہا یہانتک کہ آخر یہ لوگ اسلام سے نکل گیے اور فلاسفہ کے رد مین ان کا تذکرہ ہو چکا ہے **بعض** کے خیال مین یہ جمایا کہ فقط اُسی بات پر اعتقاد جماوے جو حواس کی ادراک مین آوے ان گمراہون سے پوچھا جاوے کہ کیا تمنے حواس سے اپنے قول کی صحت پہچانی ہے اگر کہین کہ ہان تو جھوٹے جھگڑالو ہونگے کیونکہ ہمارے حواس[۱] نے تو اسکو صحیح نہ جانا جو وہ اپنے حواس سے ادراک کرنا بیان کرتے ہین کیونکہ حواس سے جو چیز پہچانی جاتی ہے اُسمین جسقدر لوگ یہ حواس رکھتے ہین کوئی اختلاف نہین کرتا ہے اور اگر کہین کہ ہمنے اسکو حواس کے علاوہ دوسری چیز سے ادراک کیا تو خود اُنہون نے اپنے قول کو توڑ دیا **بعض** کو ابلیس نے تقلید سے نفرت دلائی اور یہ رچایا کہ علم کلام مین خوض کرین اور فلاسفہ کے اوضاع دیکھیں اور وہ اس سے اپنے زعم مین سمجھتا ہے۔ کہ مین عوام کے غول سے نکل آیا۔ اور فرقہ متکلمین کے حالات طرح طرح سے بگڑے۔ اور اکثر و نکا انجام یہ ہوا کہ کلام سے اُن کو دین حق مین شکوک پیدا ہو گئے اور بعضے نکلکر ملحد ہو گئے اور واضح رہے کہ دین اسلام کی قدیم علماء نے جو علم کلام سے سکوت کیا تو کچھ عاجزی سے نہین تھا۔ بلکہ اُنہون نے کمال عقل سے دیکھ لیا کہ اس سے بیمار کو صحت نہین ہوتی اور پیاسے کی پیاس بجھتی ہے لہذا خود اوس سے باز رہے۔ اور سب کو اس مین خوض کرنے سے منع کر دیا **امام شافعی** نے کہا کہ اگر آدمی سوا شرک کے باقی ہر گناہ مین مبتلا ہو تو اس سے بہتر ہے کہ علم کلام مین نظر کرے اور کہا کہ جب تو کسی شخص سے سنے کہ وہ کہتا ہے کہ اسم

[۱] یعنی حواس اُس کو پہچان لیتے ہین تو کل حواس جیسے ہون سب کا یہی حکم ہونا چاہیے ۱۲

وقال المصنف قلت وتبع ابو عبد الله محمد بن كرام فاختار من المذاهب اردأها ومن الاحاديث اضعفها ومال الى التشبيه واجاز حلول الحوادث في ذات الباري عز وجل وقال ان الله لا يقدر على اعادة الاجسام والجواهر انما يقدر على ابتدائها **وقالت السالمية** ان الله يتجلى يوم القيامة لكل شيء في معناه فيراه الآدمي آدميا والجني جنيا وقالوا لله سر لو اظهره بطل التدبير **قال المصنف** قلت فاعوذ بالله من نظر وعلوم اوجبت هذه المذاهب القبيحة وقد زعم ارباب الكلام انه لا يتم الايمان الا بمعرفة ما حرروه وهؤلاء على الخطأ لان الرسول صلى الله عليه وسلم امر بالايمان ولم يأمر ببحث المتكلمين ودرجت الصحابة الذين شهد لهم الشارع بانهم خير الناس على ذلك وقد ورد ذم الكلام على ما قد اشرنا اليه فقد نقل الينا اقلاع متطقي المتكلمين عن ما كانوا عليه لما راوا من قبح غوائله كما حدثنا ابن الاشعث قال سمعت احمد بن سنان قال كان الوليد بن ابان الكرابيسي خالي فلما حضرته الوفاة قال لبنيه تعلمون ان احدا اعلم بالكلام مني قالوا لا قال فتتهموني قالوا لا قال فاني موصيكم اتقبلون قالوا نعم قال عليكم بما عليه اصحاب الحديث فاني رايت الحق معهم **وكان** ابو المعالي الجويني يقول لقد خلت اهل الاسلام وعلومهم وركبت البحر الاعظم

ترجمہ مصنف نے کہا کہ **ابو عبد اللہ** بن کرام نے تقلید کی تو سب مذاہب میں سے ردی مذہب لیا اور احادیث میں سے سب سے ضعیف احادیث لیں اور خالق کی مشابہت جائز رکھی بلکہ ذات باریتعالیٰ میں حوادث کا حلول جائز رکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت نہیں ہے کہ اجسام وجواہر کو دوبارہ پیدا کرے بلکہ فقط ابتدا میں ان کو پیدا کر سکتا ہے **سالمیہ** فرقہ کا قول ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہر فرقہ و ہر جنس کے لیئے اُسکے معنی میں تجلی ہوگا چنانچہ آدمی تو اسکو آدمی دیکھیگا اور جن اسکو جنی دیکھے گا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے کہ اگر اسکو ظاہر کر دے تو تدبیر مٹ جاوے **مصنف** کہتا ہے کہ میں اللہ سے ایسی علم سے پناہ مانگتا ہوں جو ایسی قبیح مذاہب کیطرف لیجاوے متکلمین نے اپنے زعم میں یہ مقرر کیا کہ ایمان ہی پورا نہیں ہوتا جبتک انکے مرتب کیے ہوئے قواعد نہ جانے یہ لوگ بالکل غلطی پر ہیں اسلیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ایمان کا حکم دیا اور متکلمین کی ان بحثوں کا حکم نہیں دیا اور صحابہ رضی اسی پر تھے جنکا درجہ مطابق شہادت اللہ و رسول کے سب اولین و آخرین سے افضل ہے اور کلام کی مذمت وارد ہوئی ہے جیسا کہ ہم اسپر اشارہ کر چکے ہیں اور ہم کو نقل پہونچی کہ متکلمین نے اپنے طریقہ سے جسپر وہ چلے تھے آخر بیزاری کی اور بالکل الگ ہوئے کیونکہ انھوں نے اُس کی قبیح فساد کا انجام دیکھ لیا چنانچہ ہم سے ابن الاشعث نے بیان کیا کہ میں نے احمد بن سنان سے سنا وہ کہتے تھے کہ ولید بن ابان الکرابیسی میرا ماموں تھا جب اُس کی موت کا وقت آیا تو اُسنے اپنی بیٹوں سے کہا کہ کیا تم لوگ علم کلام میں مجھ سے بڑھکر کسیکو جانتے ہو انھوں نے کہا کہ نہیں تو اُس نے کہا کہ پھر تم مجھے اپنے حق میں دروغگوئی وغیرہ سے متہم سمجھتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں اُسنے کہا کہ میں تمکو وصیت کرتا ہوں تم میری وصیت قبول کروگے انہوں نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ تمپر فرض ہے کہ اُس طریقہ کو اختیار کرو جسپر حدیث جاننے والے علماء ہیں کیونکہ میں نے حق انہیں کیساتھ دیکھا ✦ **ابو المعالی** جوینی (امام غزالی کے استاد) یہ کہتے تھے کہ افسوس میں نے اہل اسلام اور انکی علوم کو چھوڑا اور بڑی سمندر میں چلا اور وہاں غوطہ مارا

ابو القاسم عبد الله بن احمد بن محمد البلخی فی کتاب المقالات ان ابا الهذیل سمه محمد بن الهذیل العلاف
وهو من اهل البصرة من عبد القیس مولی لهم فانفرد بان قال اهل الجنة تنقضی حرکاتهم فیصیرون
الی سکون دائم وان لم یقدر الله علیه نهایة ولو خرج الی الفعل ولن یخرج استحال ان یوصف الله
بالقدرة علی غیره وکان یقول ان علم الله هو الله وان قدرة الله هی الله **وقال ابو هاشم** ان من تاب عن
کل شیء الا انه شرب جرعة من خمر فانه یعذب کعذاب اهل الکفر ابدا **وقال النظام** ان الله
لا یقدر علی شیء من الشر وان ابلیس یقدر علی الخیر والشر **وقال هشام الفوطی** ان الله لا یوصف بانه عالم
لم یزل **وقال بعض المعتزلة** یجوز علی الله سبحانه الکذب بالکذب الا انه لم یقع منه **وقالت المجبرة** لا قدرة للآدمی
بل هو کالجماد مسلوب الاختیار والفعل **وقالت المرجئة** ان من اقر بالشهادتین وارتکب کل المعاصی لم یدخل النار اصلا
وخالفوا الاحادیث الصحاح فی اخراج الموحدین من النار **قال ابن عقیل** ما اشبه ان یکون واضع الارجاء زندیقا فان
صلاح العالم باثبات الوعید واعتقاد الجزاء **فالمرجئة** لما لم یمکنهم جحد الصانع لما فیه من نفور الناس ومخالفة العقل اسقطوا
فائدة الاثبات وهی الخشیة والمراقبة وهدموا سیاسة الشرع فهم شر طائفة علی الاسلام

ترجمہ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن البلخی نے کتاب المقالات مین لکھا۔ کہ ابو الہذیل محمد بن ہذیل علاف نے جو اہل بصرہ مین سے
قوم عبد القیس کا غلام تھا۔ اور فرقہ معتزلہ مین سے تھا اُس نے تنہا یہ قول نکالا کہ اہل جنت کی حرکات ختم ہو جائینگے تو آخر
وہ ساکن ہو کر ہمیشہ کے لئے بت کی طرح سے سکون مین پڑے رہینگے اور اگر اُس کی نہایت مقدر نہ ہو تو بالفعل قدرت سے
خارج ہو اور یہ نہین ہو سکتا تو غیر متناہی پر قدرت بھی محال ہے اور یہ شخص کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالی کا علم خود اللہ ہے اور اسکی
قدرت خود اللہ ہے **ابو ہاشم** معتزلی نے کہا کہ جس شخص نے ہر گناہ سے توبہ کی ولیکن اُسنے ایک گھونٹ شراب پی تو اُسکی
وجہ سے ہمیشہ کے لیئے کافرون کی طرح عذاب مین پڑا رہیگا **نظام** معتزلی نے کہا کہ اللہ تعالی کو کسی برائی پر کچھ قدرت
نہین ہے اور ابلیس کو برائی وبھلائی دونون پر قدرت ہے **ہشام الفوطی** کہتا تھا کہ اللہ کا یہ وصف نہین ہو سکتا کہ ہمیشہ کے لیے
عالم ہے **بعض** معتزلہ نے کہا کہ خدا سے جھوٹ سرزد ہونا جائز ہے ولیکن یہ بات اُس سے واقع نہین ہوئی فرقہ **مجبرہ** نے کہا کہ آدمی کو
کچھ قدرت نہین ہے بلکہ وہ جمادات کی طرح ہے نہ اُس کو کسی فعل پر قدرت ہے نہ اختیار ہے فرقہ **مرجیہ** نے کہا کہ جسنے اشہد ان لا الہ
الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ زبان سے کہا پھر وہ سب قسم کے معاصی کرتا رہا تو وہ ہر گز جہنم مین داخل نہین ہو سکتا۔ ان
لوگون نے صحیح احادیث سے انکار کیا جنمین مذکور ہے کہ اہل توحید جہنم سے نکالے جاوینگے امام ابن عقیل نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسنے مرجیہ مذہب نکالا
وہ کوئی زندیق تھا اس لیئے کہ عالم کی صلاحیت اسی پر موقوف ہے کہ عذاب کی آیات سے ڈرین اور ثواب کے امیدوار ہون پس جب مرجیہ
دیکھا کہ صانع عز وجل سے انکار کرنا ممکن نہین ہے اس لیے کہ لوگ یہ سنکر نفرت کرتے ہین اور عقل کی بھی مخالف ہے تو صانع عز وجل کی ثابت کرنے
سے جو فائدہ تھا اُسکو مٹا دیا یعنی اُس سے خوف کرنا اور گناہ کیوقت اسکو حاضر ناظر جاننا اور انھون نے شرعی سیاست کو مٹا دیا ہے یہ لوگ اسلام پر

يذكر فيقول قائل هل شغف بايصال النفع هل دعاه داع الى افاضة الاحسان ومعلوم ان
الداعي عوارض على الذات وتطلبات من النفس وما يعقل ذلك الا لذات يدخل عليها الخلل من شوق الى
تحصيل ما لم يكن لها وهي اليه محتاجة فاذا وجد ذلك لغرض سكن الشغف وفتر الداعي وذلك
الحاصل يسمى غنى والقديم لم يزل موصوفا بالغنى منعوتا بالاستقلال بذاته الغنية عن استزادة او عارض
ثم اذا نظرنا في نعامه رأيناه مشحونا بالنقص والآلام واذى الحيوانات فاذا رام العقل ان يعلل بالانعام
جاء تحقيق النظر فراى ان الفاعل قادر على الصفاء والاصفاء وراءه ضررها بادلة العقل عن البخل الموجب لمنع ما
يقدر على تحصيله وعن العجز عن دفع ما يعرض لهذه الموجودات من الفساد فاذا عجز عن التعليل كان التسليم اولى
وانما دخل الفساد من ان الخلق اقتضوه للفوائد ودفع المضار على مقتضى قدرته واو خرجوا مع ذلك العلم
بانه حكيم لاقتضوا انفوسهم التسليم بحسب حكمته فعاشوا في بحبوحة التفويض بلا اعتراض **فصل**
وقد وقف اقوام مع الظواهر فحملوها على مقتضى الحس فقال بعضهم ان الله جسم وهذا مذهب هشام بن الحكم وعلي
بن منصور ومحمد بن الخليل ويونس بن عبد الرحمن ثم اختلفوا فقال بعضهم جسم كالاجسام ومنهم من قال

ترجمہ مذکور ہو تو کسی کہنے والے نے کہا کہ کیا نفع پہونچانیکا شوق شدید تیری دلمین پیدا ہوا تھا یا کوئی امر بحر داعی ہوا کہ تو احسان پھیلادے
یہ معلوم ہی کہ شوق و داعی تو ذات کے عوارض ہین اور نفس کے خواہشات ہین اور یہ بات کبھی عقل مین نہین آتی سوا ایسی ذات کے جس
مین شوق ایسی چیز حاصل کرنیکا سما جاوے جو اسکو حاصل نہ تھی اور اب اس ذات کو اس چیز کی احتیاج ہی پھر جب یہ غرض حاصل ہو جاے تو
اسکا شوق تھم جائیگا اور خواہش سست ہو جائیگی اور ایسے حاصل کو غنی کہتے ہین اور **ذات** باری تعالی قدیم سے موصوف ہی کہ وہ غنی ہی
اور مستقل بالذات ہی اسکو کسی مزید کی یا عارض کی کچھ حاجت نہین ہی پھر جب ہم اسکے انعام مین نظر کرتے مین تو دیکھتے ہین کہ یہان فقیری
اور دکھ اور ایذا ئے حیوانات بھری پڑی ہین پس اگر عقل نے چاہا کہ خلق پیدا کرنیکی علت اسکا انعام بنا دے تو تحقیق کی نگاہ نے آکر دیکھا
کہ فاعل قادر ہے کہ بالکل صافی انعام دے جس سے بڑکر صافی امکان مین نہین ہے اور وہ فاعل قطعی دلیل عقل بخیلی سے پاک ہی اور یہی بخیلی
ایسی چیز تھی کہ جس چیز کو حاصل کرتا اس سے منع کرے اور وہ عاجزی سے پاک ہے کہ جو فساد و خرابی ان موجودات کو عارض ہوتی ہے اسکو دفع نہ
کر سکے تو اب یہان عقل عاجز ہوئی کہ مخلوقات کو پیدا کرنے مین محض انعام کی علت نہین نکال سکتی ہے پس عقل نے عاجز ہو کر اس علت کو چھوڑا
اور اسپر واجب ہوا کہ گردن جھکا دے اور ان لوگون مین فساد اسوجہ سے داخل ہوا کہ انھون نے فوائد کا پیدا کرنا و مضرتون کا دور کرنا
صرف اسکی قدرت کے مقتضا پر رکھا اور اگر اس کے ساتھ یہ بھی ملاتے کہ وہ پاک عزوجل حکیم ہے تو ان کے نفس گردن جھکا کر اسکے لیے
حکمت کاملہ تسلیم کرتے اور بغیر اعتراض کے وسیع باغ تفویض مین اچھی طرح زندگی بسر کرتے **فصل** چند اقوام نے ظاہری آیات و احادیث
پر وقوف کیا اور انکو اپنے ظاہری حواس کے مقتضی پر محمول کیا چنانچہ بعض نے کہا کہ اللہ تعالے جسم ہی اور یہ ہشام بن الحکم و علی بن منصور و محمد
بن الخلیل و یونس بن عبد الرحمن کا مذہب ہے پھر ان لوگون نے باہم اختلاف کیا تو بعض نے کہا کہ وہ جسم مانند دیگر اجسام کے ہے اور بعض نے کہا

وخضت في الذي نهوا عنه كل ذلك في طلب الحق وهربا من التقليد والآن فقد رجعت عن الكل الى كلمة
الحق عليكم بدين العجائز فان لم يدركني الحق بلطيف بره فاموت على دين العجائز ويختم عاقبة امري عند الرحيل
بكلمة الاخلاص فالويل لابن الجويني وكان يقول لاصحابه يا اصحابنا لا تشتغلوا بالكلام فلو عرفت ان الكلام يبلغ بي ما
بلغ ما تشاغلت به وقال ابو الوفاء بن عقيل لبعض اصحابه انا اقطع ان الصحابة ماتوا وما عرفوا الجوهر والعرض فان
رضيت ان تكون مثلهم فكن وان رأيت ان طريقة المتكلمين اولى من طريقة ابي بكر وعمر فبئس ما رأيت
قال وقد افضى الكلام باهله الى الشكوك وكثير منهم الى الالحاد تشم روائح الالحاد من فلتات كلام المتكلمين و
اصل ذلك انهم ما قنعوا بما قنعت به الشرائع وطلبوا الحقائق وليس في قوة العقل ادراك ما عند الله من الحكم التي
انفرد بها ولا اخرج الباري لخلقه من علمه ما علمه هو من حقائق الامور قال قد بالغت في الاصول طول عمري
ثم عدت القهقرى الى مذهب المكتب وانما قالوا ان مذهب العجائز اسلم لانهم لما انتهوا الى غاية التدقيق في النظر
لم يشهدوا ما يشفي العقل من التعليلات والتاويلات فوقفوا مع مراسم الشرع وجنحوا عن القول بالتعليل واذعن
العقل بان فوقه حكمة الهية فسلم وبيان هذا ان القول احب ان يعرف ارادا ل ۔

ترجمہ جہان مجھی منع کرتے تھے یہ سب اس قصد سے کیا تھا کہ حق تلاش کرون اور تقلید سے بھاگون اور اب مین نے ہر چیز سے منہ پھیر کر کلمۂ
حق کو لیا اور تمپر واجب ہے کہ بوڑہی عورتون کے یقین پر جم جاؤ اور اگر حق تعالی نے اپنی لطف و احسان سے مجھے سرفراز نکیا کہ مین بڑھیون
کے دین پر مرون اور موت کے وقت کلمۂ اخلاص پر میرا خاتمہ بخیر ہو تو جوینی کے حق مین ہلاکت ہے اور اپنی شاگردون سے فرماتے کہ تم لوگ علم کلام
مین مشغول نہو کیونکہ اگر مین یہ جانتا کہ کلام سے یہانتک نوبت پہنچے گی جہانتک پہونچی تو مین کبھی اسمین مشغول نہوتا شیخ **ابو الوفا بن عقیل**
نے اپنے بعض شاگردون سے فرمایا کہ ہم قطعاً جانتے ہین کہ صحابہ رضؓ نے انتقال کیا اور یہ نجانا کہ جوہر کیا چیز ہی اور عرض کیا چیز ہی پھر اگر تجھی یہ
منظور ہی کہ ان کی مثل ہو جائے تو وہی طریقہ اختیار کر اور اگر تیری رائے مین یہ سماوی کہ متکلمین کا طریقہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طریقہ
سے بہتر ہی تو بہت بری بات تیرے خیال ناقص مین سمائی **ابن عقیل**ؒ نے کہا کہ مین نے خوب دیکھا کہ علم کلام سی آخر متکلمین کے بعض لوگونمین
شکوک پیدا ہوگئی اور بکثرت انمین سے ملحد ہوگئے پھر انہون نے متکلمین کے لایعنی کلمات کے ذریعہ سے الحاد کو رواج دینا شروع کیا **اصل** اس
کی یہ ہی کہ انہون نے اس حد پر قناعت نہ کی جہان انکو شریعت نے ٹھیرایا تھا۔ اور بڑھکر حقائق کو اپنی حواس سے طلب کرنے لگے حالانکہ ان کی عقل
مین یہ قوت نہین ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک جو حکمت ہی اسکو دریافت کرلین کہ وہ حکمت فقط اللہ تعالی ہی کیواسطے منفرد ہے اور جو حقائق امور وہ
جانتا ہی اُسنے مخلوق کیلیے اسکے دریافت کا طریقہ نہین پیدا کیا ہے **ابن عقیل**ؒ نے کہا کہ اول مین بہت مدت تک مین نے کلام مین مُبالغہ
کیا پھر اُلٹے پاؤن لوٹ کر کتابون کے مذہب پر آگیا اور یہ جو کہا گیا کہ بوڑہی عورتون کا دین بہت سالم ہی تو اس لیے کہا کہ جب متکلمین اپنی
نظری بحث مین انتہا درجہ تدقیق کو پہونچے تو انہون نے تعلیلات و تاویلات مین ایسی چیز نہ پائی جسکو عقل نکالتی ہی پس شرع کی مراسم پر ٹھہر گئے
اور تعلیل کی گفتگو سے رُکے اور عقل نے یقین کر لیا کہ اس سے برتر حکمت آلہیہ ہے تو اُسنے گردن جھکادی **اسکا بیان** یہ ہی کہ قول نے نیکی کی تو چاہا کہ

فائدہ

هو الذي اعتقد انه جسما محدثا غير قديم ومن قول المجسمة ان الله تعالى يجوز ان يمس ويلمس ويصافح
لهم فيجوز على قولكم ان يمس ويلمس ويعانق وقال بعضهم انه جسم هو فضاء والاجسام كلها فيه وكان
بنان بن سمعان بن عمران يزعم ان معبوده نور كله وانه على صورة رجل وانه يهلك جميع اعضائه الا وجهه فقتله خالد
بن عبد الله وكان المغيرة بن سعد العجلي يزعم ان معبوده رجل من نور على رأسه تاج من نور وله اعضاء
وقلب ينبع منه الحكمة واعضاؤه على صورة حروف الهجاء وكان هذا يقول بامامة محمد بن عبد الله بن الحسن
بن الحسن وكان زرارة بن اعين يقول لم يكن الباري عالما قادرا حيا في الازل
حتى خلق لنفسه هذه الصفات وقال داؤد الجواربي هو جسم ولحم ودم وله
جوارح واعضاء وهو اجوف من فمه الى صدره ومصمت ما سواء ذلك
ومن الواقفين مع الحس اقوام قالوا هو على العرش بذاته على وجه المماسة فاذا نزل انتقل و
تحرك وجعلوا الذات نهاية وهؤلاء قد اوجبوا عليه المساحة والمقدار واستدلوا على انه
على العرش بذاته بقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل الله ربنا الى السماء الدنيا قالوا ولا ينزل الا من هو فوق وهؤلاء حملوا

ترجمہ کے لیے کیوں نہیں جائز رکھتے پھر ہر ایک شخص جس نے جسم ہونیکا دعویٰ کیا اس سے کہا جاوے کہ تو نے کس دلیل سے
اجسام کا حادث ہونا ثبوت کیا تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ آخر یہ کہیگا کہ جس معبود کو جسم ثابت کیا ہے وہ حادث ہے قدیم نہیں ہے
مجسمہ فرقہ کے اقوال میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے چھو سکتے ہیں تو ان سے کہا جاوے کہ پھر اس سے لازم آتا ہے کہ اس سے
معانقہ بھی کیا جاوے **بعض** نے کہا کہ وہ جسم ایک فضا ہے یعنی خالی جیسے آسمان و زمین کے درمیان نظر آتا ہے اور جمیع اجسام
اُسی کے درمیان ہیں **بنان** بن سمعان بن عمران کہتا تھا کہ اُسکا معبود بالکل نور ہے اور وہ ایک مرد کی صورت پر ہے اور
وہ اپنے سب اعضاء کا مالک ہے سوا چہرے کے تو اُس شخص کو خالد بن عبداللہ نے قتل کر دیا **مغیرہ** بن سعد العجلی کہتا تھا کہ اس کا
معبود نور کا ایک مرد ہے جس کے سر پہ نور کا تاج ہے اور اس کے اعضاء ہیں اور اس کے قلب سے حکمت اسطرح جوش مارتی ہے جیسے
چشمہ سے پانی اُبلتا ہے اور اُس کے اعضاء کی صورت ایسی ہے جیسے الف بے کے حروف ہیں اور یہ شخص قائل تھا کہ محمد بن
عبداللہ بن الحسن بن الحسین امام ہیں **زرارہ** بن اعین کوفی کہا کرتا تھا کہ ازل میں باریتعالیٰ کو علم و قدرت و حیات کی صفتیں نہیں تھیں
پھر اُسنے اپنے لیئے یہ صفتیں پیدا کرلیں اور داؤد الجواربی نے کہا کہ وہ جسم ہے اُسکا گوشت و خون ہے اور اُسکے جوارح و اعضاء ہیں
اور منہ سے سینہ تک جوف دار (کھوکھلا) ہے اور باقی ٹھوس ہے **منجملہ** ان لوگوں کے جو حواس پر ٹھیر گئے کچھ لوگ ہیں جنکا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ
عرش پر بذات خود اُس سے ملا ہوا بیٹھا ہے پھر جب وہاں سے اترتا ہے تو عرش کو چھوڑ کے اتر آتا ہے اور متحرک ہوتا ہے اور ان
لوگوں نے اُسکی ذات کو ایک محدود متناہی قرار دیا اور یہ لازم کیا کہ وہ ناپ [illegible]
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے ان لوگوں نے کہا [illegible] اوپر ہو [illegible]

كالاجسام ثم اختلفوا فمنهم من قال هو نور ومنهم من قال هو على هيئة السبيكة البيضاء هكذا كان يقول هشام بن الحكم وكان يقول ان الاله سبعة اشبار بشبر نفسه وانه يرى ما تحت الثرى بشعاع متصل منه بالمرئى قلت ما العجب الا من حد بسبعة اشبار حتى علمت انه جعله كالادميين والادمى طوله سبعة اشبار بشبر نفسه وذكر ابو محمد النوبختى عن الجاحظ عن النظام ان هشام بن الحكم قال فى التشبيه فى سنة واحدة خمسة اقاويل قطع فى اخرها ان معبوده سبعة اشبار بشبر نفسه فان قوما قالوا انه على هيئة السبيكة وان قوما قالوا هو على هيئة البلورة الصافية المستوية الاستدارة التى من حيث نظرت اليها رايتها على هيئة واحدة وقال هشام هو متناهى الذات حتى قال ان الجبل اكبر منه وله ماهية يعلمها هو قال المصنف وهذا يلزم ان يكون له كيفية ايضا وكمية وذلك ينقض القول التوحيد وقد استقر ان الماهية لا تكون الا لمن كان ذا جنس وله نظائر فيحتاج ان يفرد منها ويبان عنها **والحق سبحانه** ليس بذى جنس ولا مثل له ولا يجوز ان يوصف بان ذاته ارادته ومتناهية لا على معنى انه ذاهب فى الجهات بلا نهاية انما المراد انه ليس بجسم ولا جوهر فيلزم النهاية **قال** النوبختى قد حكى كثير من المتكلمين ان مقاتل بن سليمان ونعيم بن حماد وداود الجوارى يقولون ان لله صورة واعضاء قال **المصنف** فترى هؤلاء كيف يثبتون القدم دون الادميين ولم يجوز عليه عندهم ما يجوز على الادميين من مرض وتلف ثم يقال لكل من ادعى التجسيم باى دليل اثبت حدث الاجسام فيدلك بذلك على ان الاله

ترجمہ کہ نہین بلکہ ان اجسام کی مانند نہین ہے پھر اگر ان اجسام کے مثل نہین ہے تو اس قسم کا جسم ہے اس مین انہون نے پھر اختلاف کیا **بعض** نے کہا کہ وہ نور ہے اور **بعض** نے کہا کہ سفید چاندی کی مانند ہے یہی ہشام بن الحکم کہا کرتا تھا اور کہتا کہ اللہ اپنی بالشت سے سات بالشت ہے اور اسکی آنکھ سے شعاع نورانی نکلکر تحت الثرى تک پہونچکر ہر شے سے متصل ہوتی ہے تو وہ اُسکو دیکھتا ہے ابو محمد **نوبختی** رح نے جاحظ سے اُس نے نظام سے نقل کیا کہ ہشام بن الحکم نے ایک ہی سال مین تشبیہ کے بارے مین پانچ اقوال نکالے آخری قول جسپر اُس نے یقین کرلیا وہ یہ ہے کہ خدا اپنی بالشت سے سات بالشت ہی کیونکہ ایک قوم نے کہا تھا کہ وہ گداختہ چاندی کی مثل ڈھلا ہوا ہے اور ایک قوم دیگر نے کہا تھا کہ وہ صاف بلور کی مانند گول ہے جدہر سے دیکھو ایک ہی صورت ہی **ہشام** نے کہا کہ اُسکی ذات محدود ہے یہانتک کہا کہ کھوڑا اُس سے بڑا ہے اور کہا کہ اُسکی ماہیت کو وہی جانتا ہے **مصنف** رح کہتا ہے کہ ماہیت کہنے سے لازم ہی کہ اُس کی کیفیت بھی ہو اور جب اسکے قائل ہون تو انکی توحید کا قول مٹا جاتا ہے۔ اور یہ بات ثابت ہوچکی کہ ماہیت اُسی کی ہوتی ہی جو جنس کے تحت مین ہو اور اُسکی نظائر ہون تو وہ فصل سے جدا کرنیکا محتاج ہوتا ہے کہ ممیز ہو جاوے اور **حق سبحانہ تعالیٰ** جنس والا نہین ہے اور نہ اُس کا مثل ہے۔ اور نہ اُس کا وصف متناہی بارادہ ہوسکتا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہین۔ کہ وہ سب طرف بے انتہا رچلا گیا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ جسم نہین اور نہ جوہر ہے۔ جس کو انتہا لازم ہوتی ہے۔ اور **نوبختی** رح نے نقل کیا۔ کہ مقاتل بن سلیمان ونعیم بن حماد اور داؤد الجواری یہی کہتے تھے۔ کہ اللہ تعالے کے واسطے صورت و اعضا ہین۔ **مصنف** رح نے کہا کہ پھر تو دیکھتا ہے۔ کہ یہ لوگ کس طرح اُس کے لیئے قدیم ہونا ثابت کرتی ہین اور آدمیون کے لیئے نہین ثابت کرتے۔ اور مرض و تلف وغیرہ جو آدمیون کے لیئے جائز ہے وہ اپنے خدا

لما کانت هی المقلبة للشئی وان ما بین الاصبعین یتصرف فیه صاحبها کیف شاء ذکر ذلک لا ان ثم صفة
زائدة **قال المصنف** والذی اراه السکوت عن هذا التفسیر ایضا الا انه یجوز ان یکون مرادا ولا یجوز ان یکون ثم ذات
تقبل التجزی والانقسام **ومن اعجب** احوال الظاهریة **قول السالمیة** ان المیت یاکل فی القبر ویشرب وینکح
لانهم سمعوا بنعیم ولم یعرفوا من النعیم الا هذا ولو قنعوا بما ورد فی الآثار من ان ارواح المؤمنین تجعل فی حواصل طیر
یاکل من شجر الجنة لسلموا لکنهم اضافوا ذلک الی الجسد **قال ابن عقیل** وهذا المذهب مرض یضاهی الاستشعار
الواقع للجاهلیة وما کانوا یقولونه فی الهام والصداء والمکالمة لها ولا ینبغی ان یکون علی سبیل المداراة
لاستشعارهم علی وجه المناظرة فان المقاواة تفسدهم وانما لبس ابلیس علی هؤلاء لترکهم البحث عن
التاویل المطابق لادلة الشرع والعقل فانه لما ورد النعیم والعذاب للمیت علمنا ان الاضافة حصلت الی الاجساد والقبور تعریفا کانه
یقول صاحب هذا القبر الروح التی کانت فی هذا الجسد منعمة بنعیم الجنة معذبة بعذاب النار **فصل قال المصنف** فان قال
قائل قد عبت طریق المقلدین فی الاصول وطریق المتکلمین فما الطریق السلیم عن تلبیس ابلیس
فالجواب انه ما کان علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم وصحابته وتابعوهم باحسان

ترجمہ چونکہ کسی چیز کی پھیرنیوالی یہی ہیں اور جو چیز دو انگلیوں کے درمیان ہو تو انگلیوں والا جسطرح چاہے تصرف کرتا ہے اسلیئے یہ لفظ ذکر کیا نہ یہ کہ یہ صفت زائد ہے **مصنف** رح نے کہا میرے علم مین اس تفسیر سے بھی سکوت کرنا چاہیئے اگرچہ یہ ہوسکتا ہے کہ یہی تفسیر مراد ہو اور یہ جائز نہیں ہے کہ وہاں ایک ذات ہو جسکے اجزا و ٹکڑے ہو سکتے ہیں **ظاہریہ** کے سب سے عجیب حالات سے یہ ہے کہ سالمیہ فرقہ نے کہا کہ قبر مین میت کھاتا و پیتا و نکاح کرتا ہے اس کا باعث یہ ہوا کہ ان لوگوں نے سُنا کہ نیکبخت میت کے واسطے وہاں نعمت ہے اور عمدہ عیش ہے اور انکو عیش سوا اس کے ظاہر نہ ہوا تو یہ اعتقاد جمایا۔ اور اگر یہ لوگ فقط اسی قدر پر اکتفا کرتے جو احادیث مین وارد ہے کہ مومنوں کی روحین پرندوں کے پوٹوں مین رکھی جاتی ہیں اور جنت کے درختوں سے کھاتے ہیں تو اس **خراب** اعتقاد سے بچ جاتے لیکن انہوں نے اس کے ساتھ مین جسم کو بھی ملا لیا **ابن عقیل** رح نے کہا کہ یہ مذہب وہ مرض ہے جو خیالات جاہلیت کی مشابہ ہے جسکو جاہلیت والے **ھام** وصداء کے بارہ مین کہا کرتے تھے **ان لوگوں کے** ساتھ مناظرہ کے طور پر مدارات کرنی چاہیئے جس سے جاہلیت کے خیالات کو سمجھکر راہ حق کیطرف آجاوین اور ان سے ضد باندھکر مخالفت نہ کی جاوے کیونکہ اس طریقہ سے یہ لوگ بگڑ جاوینگے اور ابلیس نے ان لوگوں پر تلبیس اس لیئے ڈالی کہ انہوں نے ایسے دلائل سے بحث چھوڑ دی جو شرع وعقل سے مطابق ہین چنانچہ جب میت کے لیئے نعمت عیش یا عذاب وارد ہوا ہے تو معلوم ہوگیا کہ قبر یا جسم کی طرف نسبت کر کے بیان فقط اس لیئے ہے کہ میت کی پہچان ہوجاوے۔ گویا یہ فرمایا کہ اس قبر مین دفن ہونیوالا اور وہ روح جو اس جسم مین تھی وہ جنت کی نعمتوں سے عیش مین ہے یا آگ کے عذاب سے تکلیف مین ہے **فصل** مصنف نے کہا کہ اگر سوال کیا جاوے کہ تمنے اعتقادات کے بارے مین تقلید کرنیوالوں پر بھی عیب لگایا اور بیجا خوض کرنیوالے متکلمین پر بھی عیب لگایا۔ اب بتلاؤ۔ وہ طریقہ کیا ہے جسپر ابلیس کی تلبیس سے بچ جاوے۔ **جواب** یہ وہ طریقہ ہی جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب اور انکے تابعین بالاحسان رض تھے

تزوله على الامر الحسي الذي توصف به الاجسام هؤلاء المشبهة الذين حملوا الصفات على مقتضى
الحس وقد ذكرنا جمهور كلامهم في كتابنا المسمى بمنهاج الوصول الى علم الاصول وربما تخيل
بعض المشبهة في رؤية الحق يوم القيامة ما يراه في الاشخاص فتمثل شخصا يزيد حسنه على
كل حسن فتراه يتنفس من الشوق اليه ويمثل الزيادة فيزداد توقده ويصور رفع الحجاب فيقلق و
يذكر الرؤية فيغشى عليه ويسمع في الحديث انه يدني عبده المؤمن اليه فيتخايل القرب الذاتي
كما يجانس الجنس وهذا كله جهل بالموصوف ومن الناس من يقول لله وجه هو
صفة زائدة على صفة ذاته لقوله تعالى ويبقى وجه ربك وله يد وله اصبع لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم
يضع السموات على اصبع وله قدم الى غير ذلك مما تضمنته الاخبار وهذا كله انما استخرجوه من مفهوم الحس وانما الصواب قراءة الايات و
الاحاديث من غير تفسير ولا كلام فيها وما يؤمن هؤلاء ان يكون المراد بالوجه الذات لا انه صفة زائدة وعلى هذا فسر الاية المحققون فقالوا
ويبقى ربك وقالوا في قوله يريدون وجهه يريدونه وما يؤمنهم ان يكون اراد بقوله قلوب العباد بين اصبعين ان الاصبع

ترجمہ اترنے کو محسوس چیز پر رکھا جس سے اجسام کا وصف بیان کیا جاتا ہے اور یہ قوم مشبہ وہ ہین جو اللہ تعالی کی صفات کو محسوس کے موافق
قرار دیتی ہین۔ اور ہم نے انکا اکثر کلام اپنی کتاب منہاج الوصول الی علم الاصول مین ذکر کیا بعضے مشبہ اپنے خیال مین قیامت مین اللہ تعالی
کا دیدار اس طرح جماتے ہین جیسے اشخاص کو دیکھتے ہین۔ کہ سامنے ہوا لہذا یہ تصور باندھتے ہین کہ ایک شخص سامنے نظر آوے گا۔
جس کا حسن سب حسنون سے بڑھا ہوا ہوگا۔ لہذا تم دیکھو کہ یہ شخص اس کے شوق مین ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے اور دیدار کو تصور مین لاتا ہے
تو زیادہ جوش مین آتا ہے اور حجاب دور ہونے کو تصور کرتا ہے۔ تو زیادہ قلق تک نوبت پہونچتی ہے۔ اور دیدار کو یاد کرتا ہے
تو اسپر غشی طاری ہوجاتی ہے۔ اور وہ سنتا ہے۔ کہ حدیث مین آیا ہے۔ کہ اللہ تعالے بندہ مومن کو اپنے قریب بلاوے گا۔
پس یہ سنکر خیالی نزدیکی کو تصور مین لاتا ہے جیسے ہمجنس آدمی سے ہوتی ہے۔ یہ سب اسکی جہالت اس لئے ظاہر ہوئی کہ وہ اللہ تعالی سے
جاہل ہے بعض کہتا ہے کہ اللہ تعالی کیواسطے چہرہ ہے۔ اور یہ اسکی صفت ذات سے زائد صفت ہے اور دلیل یہ لاتا ہے کہ اللہ نے فرمایا
ویبقی وجہ ربک اور یہ شخص اوس کے واسطے ہاتھ اور انگلیان ثابت کرتا ہے کیونکہ حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یضع
السموت علی اصبع یعنی وہ آسمانونکو ایک انگلی پر رکھیگا۔ اور کہتا ہے کہ اسکے واسطے قدم بھی ہے اور اسیطرح اور چیزین بھی ثابت کرتا
ہے جن کا ذکر حدیثون مین وارد ہوا ہے یعنی ان سب کو اپنے خیالی محسوس پر محمول کرتا ہے۔ اور یہ سب اس نے حواس کے فہم
سے نکالا ہے۔ اور صحیح وصواب طریقہ یہ تھا۔ کہ وہ آیات کو اور احادیث کو پڑھتا اور ان کی تفسیر نہ کرتا اور نہ ان مین اپنے
حواس سے کچھ کلام کرتا۔ اور ان لوگون کو کس نے منع کیا کہ یہ معنی لیتے۔ کہ وجہ سے مراد ذات باریتعالی ہے نہ یہ کہ وہ صفت زائدہ ہے
اور اسی بنیاد پر اہل تحقیق نے آیت کی تفسیر بیان فرمائی ہے چنانچہ وجہ ربک کی یہ معنی کہے کہ یبقی ربک۔ یعنی فقط تیرے رب کی ذات باقی رہیگی
اور قولہ تعالی یریدون وجہہ یعنی یریدونہ یعنی اسکو چاہتے ہین۔ اور یہ لوگ کیون نہین سمجھتے کہ دو انگلیون مین بندونکے دل سے یہ مراد ہو کہ انگلی

ودع ما احدث المحدثون بعدهم فانهم قد کفوا مؤونته. واعلم ان من سن السنن قد علم ما فی خلافها من الخطأ والزلل والتعمق فان السابقین الماضین عن علم توقفوا وببصر نافذ قد کفوا وفی روایة اخری عن عمر وانهم کانوا علی کشف الامور اقوی وما احدثه الا من اتبع غیر سبیلهم ورغب بنفسه عنهم لقد قصر عنهم اقوام فجفوا وطمح عنهم آخرون فغلوا وعن سفیان الثوری قال علیکم بما علیه الحمالون والنساء فی البیوت والصبیان فی الکتاب من الاقرار والعمل قال المصنف فان قال قائل هذا مقام عجزة لا مقام الرجال فقد اسلفنا جواب هذا وقلنا ان الوقوف علی الحد ضرورة لان بلوغ ما یشفی العقل من التعلیل لم یدرک من غاص من المتکلمین فی البحار ولذلک امروا بالوقوف علی الساحل کما ذکرنا عنهم **ذکر تلبیس ابلیس علی الخوارج** **قال المصنف** اول الخوارج واقبحهم حالة ذو الخویصرة وعن ابی سعید الخدری قال بعث علی من الیمن الی رسول الله صلی الله علیه وسلم بذهیبة فی ادیم مقروظ لم تخلص من ترابها فقسمها رسول الله صلی الله علیه وسلم بین اربع بین زید الخیل والاقرع بن حابس وعیینة بن حصن وعلقمة بن علاثة او عامر بن الطفیل شک عمارة فوجد من ذلک بعض اصحابه والانصار وغیرهم فقال رسول الله ﷺ الا

ترجمہ اور وہ بدعتین چھوڑے رہنا جو بعد کو بدعتیون نے نکالا ہین جنکی محنت سے انکی کفایت کی گئی تھی اور تو جان رکھ کہ جس کسی کو علم سنن کی مہارت ہی وہ خوب جانتا ہے کہ طریقہ سنت سے مخالفت کرنے مین کیسی غلطی و لغزش اور بیکار کرید ہی چنانچہ اگلے بزرگون نے باوجود علم معرفت کے توقف کیا۔ اور باوجود پہنچنے والی نگاہ کے رک گئے **دوسری** روایت مین عمر (بن عبد العزیز) نے کہا کہ سلف سابقین ان امور کے ظاہر کرنے مین زیادہ قدرت رکھتے تھے اور جس نے کوئی بدعت نکالی یہ وہی شخص ہوگا جس نے انکی راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی اور خود ان کی راہ سے بیرغبت ہوگیا۔ اور کچھ اقوام نے انکے طریقہ سے کوتاہی کی تو اپنے اوپر ظلم کیا اور کچھ لوگون نے ان کی حد سے زیادہ بڑھ جانے مین غلو کیا (تو یہ گمراہ ہوئے) **سفیان الثوری** نے کہا کہ تم لوگون پر لازم ہی کہ اُس عقیدہ و یقین پر رہو جسپر کاشتکار اور گھرون کی عورتین اور مکتب کے لڑکے رہتے ہین کہ ایمان کا اقرار کرتے اور عمل کئے جاتے ہین **مصنف** کہتا ہی کہ اگر کوئی کہے کہ یہ تو کم عقل و عاجز کا کام ہی اور مردون کا مقام نہین ہی (**جواب**) ہمنے پہلے ہی لکھ دیا اور کہدیا ہی کہ عمل پر ٹھیر جانا ضروری ہے اس لئے کہ جن متکلمین نے سمندرون مین غوطہ مارا وہ ہرگز ایسی چیز تک نہ پہونچ سکے جس سے پیاسے کی پیاس بجھ جاوے اسی لئے انھون نے سب کو نصیحت کی کہ کنارے ٹھیرے رہو چنانچہ ہمنے انکے اقوال ذکر کردیے ہین **خوارج** پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ مصنف کہتا ہے کہ خوارج مین جو شخص سب سے اول ہوا اور سب سے بدتر تھا اسکا نام ذو الخویصرہ تھا ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کمائے ہوئے چمڑے کے تھیلے مین کانی سونا بھیجا یہ سونا خاک مین مخلوط تھا اس سے صاف نہین کیا گیا تھا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید خیل اور اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن اور علقمہ بن علاثہ یا عامر بن الطفیل چار آدمیون مین تقسیم کیا۔ عمارہ راوی کو شک ہے کہ علقمہ بن علاثہ کا نام لیا تھا کہ عامر بن الطفیل کا نام لیا تھا۔ اس وجہ سے بعض اصحاب انصار وغیرہ کو کچھ آزردگی ہوئی تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم +

من اثبات الخالق سبحانه واثبات صفاته على ما وردت به الآيات والاخبار من غير تفسير ولا بحث عن ما ليس في
قوة البشر ادراكه وان القرآن كلام الله غير مخلوق قال علي كرم الله وجهه والله ما حكمت مخلوقا انما
حكمت القرآن وانه المسموع لقوله تعالى حتى يسمع كلام الله وانه في المصاحف لقوله تعالى في رق منشور
ولا يتعدى شيء مضمون الآيات ولا تتكلم في ذلك برائنا وقد كان احمد بن حنبل نهى ان يقول الرجل لفظي بالقرآن
مخلوق او غير مخلوق لئلا يخرج عن اتباع السلف الى الحدث والعجب ممن يدعي اتباع هذا الامام ثم
يتكلم في المسائل المحدثة وفي الحديث عن عمرو بن دينار قال ادركت تسعة من اصحاب رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقولون من قال القرآن مخلوق فهو كافر قال انس بن مالك من قال القرآن
مخلوق فيستتاب فان تاب والا ضربت عنقه وعن جعفر بن برقان ان عمر بن عبد العزيز
قال لرجل وسأله عن الاهواء فقال عليك بدين الصبي الذي في الكتاب والاعرابي واله عما سواهما وعن عمر بن عبد العزيز
قال اذا رأيت قوما يتناجون في دينهم بشيء دون العامة فاعلم انهم على تاسيس ضلالة وعن
سفيان الثوري قال بلغني عن عمر انه كتب الى بعض عماله اوصيك بتقوى الله واتباع سنة رسوله

الامر

ترجمہ نبی یہ ایمان لانا کہ حق سبحانہ تعالی برحق ہے اور اسکی وہ سب صفات برحق ہیں جو آیات و احادیث میں وارد ہوئی ہیں بدون اسکے
ہم ان صفات کے معانی بیان کریں یا بحث کر کے ایسی تفسیر وعلم کا دعوی کریں جو قوت بشری سے باہر ہے اور یہ کہ قرآن اللہ تعالی
کا کلام غیر مخلوق ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ واللہ میں نے کسی مخلوق کو اپنے اور معاویہ کے درمیان حکم نہیں ٹھیرایا بلکہ میں نے تو قرآن کو
حکم ٹھیرایا ہے (وہ مخلوق نہیں ہے) اور یہ ایمان لاوے کہ قرآن باوجود اسکے ہمارے سننے میں آتا ہے بدلیل
قولہ تعالی حتی یسمع کلام اللہ الخ یعنی اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو اسکو پناہ دے یہانتک کہ کلام اللہ سنے غیر مخلوق ہے اور یہ کہ کلام
مصاحف میں ہے بدلیل قولہ تعالی فی رق منشور اور مضمون آیات اور نہیں ہو سکتا یعنی بمثل ہے اور اسکی تفسیر میں اپنی رائے سے کلام
نہیں ہو سکتا امام احمد بن حنبل اس امر سے منع کیا کرتے تھے کہ کوئی یہ کہے کہ میرا قرآن پڑھنا مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے تاکہ
سلف صالحین کی پیروی سے خارج ہو کر بدعت میں نہ پڑ جاوے اور اب تو ایسے لوگوں سے تعجب ہے جو اس امام کی پیروی کا دعوی کرتے
اور ایسے مسائل بدعتیہ میں گفتگو کرتے ہیں عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے نو اصحاب رسول اللہ کو پایا جو فرماتے تھے کہ جو کوئی
کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے تو اس سے توبہ کرائی جاوے اگر توبہ کرے تو
بہتر ورنہ وہ قتل کیا جاوے جعفر بن برقان نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز سے کسی نے خواہشوں کو پوچھا تو فرمایا کہ تجھ پر اس بچہ کا سا عقیدہ لازم ہے جو
مکتب میں پڑھے اور دیہات میں اعراب ہوتے ہیں اور ان دونوں کے سوا سب سے غافل ہو جا۔ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ جب تو لوگوں کو دیکھے
کہ علانیہ عام لوگوں کو چھوڑ کر خاص طور پر دین میں خفیہ مشورہ کرتے ہیں تو جان لے کہ یہ قوم کسی ضلالت کی بنیاد قائم کرنے کی فکر میں ہے سفیان ثوری
نے کہا ہے کہ مجھے حضرت عمر سے یہ روایت پہنچی کہ انہوں نے بعض عاملوں کو لکھا کہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالی کا تقوی رکھ اور سنت رسول اللہ صلعم

ے شاید عمر بن عبد العزیز ہوں ۱۲

ونبعث منا رجلا ثم يأخذ عليهما ان يعملا بما في كتاب الله فقال الناس قد رضينا فبعثوا عمرو بن العاص
فقال اصحاب علي ابعث اباموسى فقال علي لا ارى ان اولي اباموسى هذا ابن عباس قالوا لا نريد
رجلا منك فبعث اباموسى واخر القضاء الى رمضان فقال عروة بن اوية يحكمون في امر الله الرجال لا
حكم الا الله ورجع علي من صفين فدخل الكوفة ولم يدخل معه الخوارج فاتوا حروراء فنزل بها منهم
اثنا عشر الفا وقالوا لا حكم الا لله وكان ذلك اول ظهورهم ونادى مناديهم ان امير القتال شبيث بن ربعي
التميمي وامير الصلوة عبدالله بن الكوا اليشكري وكانت الخوارج يتعبد الا ان اعتقادهم انهم
اعلم من علي بن ابي طالب وهذا مرض صعب وعن ابن عباس قال لما اعتزلت الخوارج دخلوا دارا
وهم ستة الاف واجمعوا على ان يخرجوا على ابن ابي طالب وكان لا يزال يجيئ انسان فيقول
يا امير المؤمنين ان القوم خارجون عليك فيقول دعوهم فاني لا اقاتلهم حتى يقاتلوني وسوف
يفعلون فلما كان ذات يوم اتيته قبل صلوة الظهر فقلت له يا امير المؤمنين ابرد بالصلوة

ترجمہ اور ایک شخص ہم اپنی طرف سے بھیجیں اور ان سے عہد لیں کہ وہ اللہ تعالی کی کتاب پر عمل کریں سب لوگون نے کہا کہ ہم اسپر راضی
ہین پھر اہل شام نے عمرو بن العاص کو بھیجا اور ادہر اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ابوموسی اشعری کو بھیجئے حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے نہین ہی کہ ابوموسی کو بھیجو جو سادہ دل ہی یہ ابن عباس موجود ہی اسکو کیون نہ بھیجو۔ لوگون نے کہا۔کہ
انکو ہم نہین چاہتے کیونکہ یہ تو آپ کی ذات کے مانند آپکا قرابتی ہے آخر آپنے ابوموسی اشعری کو بہیجا۔ اور حکم فیصلہ مین رمضان تک
تاخیر ہوئی پس عروہ بن آدیہ نے کہا کہ تم لوگ اللہ تعالی کے حکم مین لوگون کو حاکم بناتے ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہی ان الحکم
الا للہ حکم نہین ہی سوا اللہ تعالی کے ھ (اور یہ شخص مع اپنے تابعین کے جماعت سی خارج ہوگیا) اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ
مقام صفین سی واپس ہوکر کوفہ مین داخل ہوئے تو خوارج آپ کے ساتھ کوفہ مین داخل نہ ہوئے بلکہ موضع حرورا مین اپنا جتھا جمایا
حتی کہ وہان بارہ ہزار خوارج جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ لا حکم الا للہ اور یہی خوارج کے ظاہر ہونے کی ابتدا ہے اور خوارج کی
لشکر مین ان کے منادی نے آواز دی کہ قتال کرنے مین شبیث بن ربعی تیمی سردار ہے اور نماز پڑہانے مین عبداللہ بن الکوار
یشکری سردار ہے اور واضح ہو کہ خارجی لوگ بہت عبادت کیا کرتے تھے مگر انکا حماقت کا یہ اعتقاد تھا۔ کہ وہ لوگ علی بن ابیطالب
رضی اللہ عنہ سی بڑہکر عالم ہین اور یہی انکا سخت مہلک مرض تھا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ جب خوارج الگ ہوئے تو ایکجا طہ
مین جمع ہوئے اور وہ چہ ہزار تھے اور سب نے اتفاق کیا کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب پر خروج کرین اور لوگ ایک ایک دو دو
برابر آتے اور خبر دیتے کہ اے امیر المومنین یہ قوم آپ پر خروج کرنے والے ہین تو حضرت امیر المومنین رضہ فرماتے کہ انکو چھوڑ دین
مین انسے قتال نہین کرتا جب تک وہ مجھسے قتال نہ کرین یہ وقت قریب ہے کہ جب وہ لوگ خود ایسا کرینگے پھر ایک روز نماز
ظہر سے پہلے مین نے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا اے امیر المومنین ذرا ظہر کی نماز مین ٹھنڈے وقت تک تاخیر کیجئے گا

ن عمرو بن اوسہ

ن البکری

ب انثنیة

الا تأمنوني وانا امين من في السماء يأتيني خبر السماء صباحا ومساء ثم اتاه رجل غائر العينين مشرف الوجنتين ناشز الجبهة كث اللحية مشمر الازار محلوق الرأس فقال اتق الله يا رسول الله فرفع راسه اليه وقال ويحك أليس احق الناس ان يتقي الله انا ثم ادبر فقال خالد يا رسول الله الا اضرب عنقه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فلعله يكون يصلي فقال انه رب مصل يقول بلسانه ما ليس في قلبه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لم اومر ان انقب على قلوب الناس ولا اشق بطونهم ثم نظر اليه النبي صلى الله عليه وسلم وهو مقف فقال ها انه سيخرج من ضئضئ هذا قوم يقرءون القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية

قال المصنف هذا الرجل يقال له ذو الخويصرة التميمي وفي لفظ انه قال له اعدل فقال ويلك ومن يعدل اذا لم اعدل فهذا اول خارجي خرج في الاسلام وآفته انه رضي برأي نفسه ولو وقف لعلم انه لا رأي فوق رأي رسول الله صلى الله عليه وسلم واتباع هذا الرجل الذين قاتلوا علي بن ابي طالب وذلك انه لما طالت الحرب بين علي ومعاوية ورفع اصحاب معاوية المصاحف دعوا اصحاب علي الى ما فيها وقالوا تبعثون منكم رجلا

ترجمہ نے فرمایا کیا تم لوگ مجھے امین نہیں سمجھتے حالانکہ میں آسمان والے کا امین ہوں مجھے ہر صبح وشام آسمان سے خبر پہونچتی ہے پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا جسکی آنکھیں گھسی ہوئی اور پیشانی ابھری ہوئی اور گالوں کا گوشت اوٹھا ہوا تھا اور داڑھی کے بال بہت گھنے تھے اور ساق پر اونچی ازار (لنگی) باندھے اور سر گھٹائے تھا اُسنے آکر کہا کہ اے رسول اللہ تم خدا سے ڈرو یا انصاف کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کیطرف سر اٹھاکر فرمایا کہ ارے کیا خدا تعالیٰ سے تقوی کرنے میں سب سے بڑھکر میں لائق نہیں ہوں پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا تو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا میں اسکی گردن نہ ماردوں تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو تو خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا حضرت بعضے نمازی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ منہ سے وہ کہتے ہیں جو انکے دل میں نہیں ہوتا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھے تو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کی دل چیر کے دیکھوں اور نہ انکے پیٹ پھاڑوں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کیطرف نگاہ کی اور وہ پیٹھ پھیرے جا رہا تھا تو پھر فرمایا کہ تم آگاہ رہو۔ کہ اس کے جتھے سے ایک قوم نکلیگی جو قرآن پڑھینگے وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریگا۔ اور دین سے ایسے نکل جاوینگے جیسے نشانہ سے تیر نکل جاتا ہے مصنفؒ نے کہا کہ یہ شخص جس نے اس طرح بے ادبی سے کلام کیا تھا۔ اس کا نام ذوالخویصرہ تمیمی تھا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اُس نے آکر کہا کہ عدل کرو تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ارے تیرا برا ہو اگر میں بھی عدل نہ کروں تو کون شخص عدل کریگا مصنفؒ نے کہا کہ دین اسلام میں یہ سب سے پہلا خارجی تھا۔ اور اُس کمبخت پر آفت یہ پڑی کہ وہ اپنے نفس کی رائے پر نازاں ہوا اور اگر ٹھیرتا تو جان لیتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے اوپر کسی کی رائے نہیں ہوسکتی ہے۔ اسی خارجی شخص کے تابعین وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا تھا اور اس کا قصہ یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین علیؓ و معاویہ کے درمیان لڑائی بہت مدت تک قائم رہی تو معاویہ کے اصحاب نے مصاحف بلند کئے اور اصحاب علی رض کو دعوت دی کہ جو کچھ مصاحف مجید میں ہے اسپر ہم اور تم راضی ہوجاویں اور کہا کہ ایک شخص تم انہی لوگوں میں سے بھیجو

ولم يسب ولم يغنم فلئن كانوا مؤمنين فما حل لنا قتالهم وسباهم والثالثة قالوا انه محا عن نفسه امير المؤمنين فان لم يكن امير المؤمنين فانه لامير الكافرين قلت هل عندكم غير هذا قالوا كفانا هذا قلت لهم اما قولكم حكم الرجال في امر الله انا اقرأ عليكم في كتاب الله ما ينقض قولكم اترجعون قالوا نعم قلت فان الله قد صيّر من حكمه الى الرجال في ربع درهم ثمن ارنب وتلى هذه الآية لا تقتلوا الصيد وانتم حرم الى آخر الآية وفي المرأة وزوجها وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها الى آخر الآية فنشدتكم بالله هل تعلمون حكم الرجال في اصلاح ذات بينهم وحقن دمائهم افضل ام حكمهم في ارنب وبضع امرأة فايهما ترون افضل قالوا بل هذه قلت خرجت من هذه قالوا نعم قال واما قولكم قاتل ولم يسب ولم يغنم فتسبون امكم عائشة فوالله لئن قلتم ليست بامنا لقد خرجتم من الاسلام ووالله لئن قلتم لنسبينها ونستحل منها ما نستحل من غيرها لقد خرجتم من الاسلام فانتم بين ضلالتين لان الله تعالى قال النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم فان قلتم ليست بامنا لقد خرجتم من الاسلام قلت خرجت من هذه قالوا نعم

ترجمہ لونڈی غلام بنایا اور نہ انکا مال لیکر غنیمت جہاد کی ٹھیرایا۔ تو ہم پوچھتے ہین۔ کہ جن سے قتال کیا اگر وہ مومنین تھے تو البتہ ہمکو انسے لڑنا حلال نہین اور نہ اُنکو لونڈی غلام بنانا حلال ہے اور تیسرا اعتراض یہ ہے کہ علی رضنے ثالثی فیصلہ کا عہدنامہ لکھواتے وقت امیر المومنین کا لقب اپنے نام سے مٹا دیا پس وہ اگر امیر المومنین نہین ہین تو امیر الکافرین ہوئے یعنی کافرون کے سردار مین مین نے پوچھا کہ کیا کچھ اسکے سوا بھی باقی ہی خوارج نے کہا کہ بس یہی اعتراضات ہمکو کافی ہین مین نے کہا کہ پہلا قول تمہارا یہ کہ امر آلہی مین علی رضنے لوگونکو حکم بنایا ہی بھلا اگر مین تم پر کتاب آلہی سے ایسی آیات تلاوت کرون جن سے تمہارا قول ٹوٹ جائے تو کیا تم اپنے قول سے توبہ کر لوگے کہنے لگے کہ ہان مین نے کہا کہ اللہ تعالی نے ایک خرگوش کے معاملہ مین جسکی قیمت چوتھائی درم ہوتی ہے دو مردون کے حکم پر اُسکا فیصلہ رجوع کر دیا اور مین نے یہ آیت پڑھی لاتقتلوا الصيد وانتم حرم الآیۃ یعنی احرام مین شکار کی قتل سے ممانعت فرمائی اور اگر کسی نے جرم کیا مثلا ایک خرگوش مارا تو فرمایا کہ تم مین دو عادل مرد اس موقعہ پر جہان جانور مارا ہے اسکی قیمت کا فیصلہ کرین اور اللہ نے عورت اور اسکی شوہر کے نفاق کی صورت مین فرمایا وان خفتم شقاق بينهما الآیۃ یعنی مرد کی برادری سے ایک مرد اور عورت کی برادری سے ایک مرد بھیجو وہ دونون اُنکے معاملہ مین حکم کرین اب مین تم لوگونکو اللہ تعالی کی قسم دلاتا ہون۔ کہ بھلا مردونکا حکم لگانا اپنی درمیانی اصلاح حال مین اور خونریزی روکنے مین افضل ہے یا کہ ایک خرگوش مین اور ایک عورت کی پارہ گوشت مین افضل ہے مین نے کہا کہ اچھا مین تمہاری اس اعتراض کی جواب سے باہر ہوا کہنے لگے کہ ہان مین نے کہا کہ رہا تمہارا یہ قول کہ علی رضنے قتال کیا اور قیدی و غنیمت حاصل نہ کی تو مین تمسے پوچھتا ہون کہ کیا تم اپنی مان ام المومنین عائشہ رض کو اپنی مملوکہ لونڈی بناؤگی واللہ اگر تم کہو کہ وہ ہماری مان نہین ہی تو تم اسلام سی خارج ہوی۔ اور واللہ اگر تم یہ کہو۔ کہ ہم اُس کو مملوکہ بنا دینگے یا اُس سے بھی وہ بات حلال کرینگے جو دیگر عورتون سے حلال ہوا کرتی ہے۔ تو واللہ تم اسلام سے خارج ہو گئے تم تو دو گمراہیون کے بیچ مین گھرے ہوا اور اللہ تعالے فرماتا ہے النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم یعنی مومنون کے حق مین پیغمبر اُن کی جان سے زیادہ پیارا اور حقدار ہے اور اُسکی ازواج مطہرات اُنکی مائین ہین۔ پھر اب اگر تم کہو کہ ہماری مان نہین ہے۔ تو تم اسلام سی خارج ہو اب تبلاؤ کہ مین تمہاری اس اعتراض کے جواب سے باہر ہوا کہ نہین

لعلي ادخل على هؤلاء القوم فاكلمهم فقال انی اخاف علیک فقلت کلا وکنت رجلا حسن الخلق لا اوذ
احدا فاذن لی فلبست حلة من احسن ما یکون من الیمنیة وترجلت فدخلت علیهم نصف النهار فدخلت علی
قوم لم ار قط اشد منهم اجتهادا جباههم قرحة من السجود وایدیهم کانها ثفن الابل وعلیهم قمص مرحضة
مشمرین مسهمة وجوههم من السهر فسلمت علیهم فقالوا مرحبا بابن عباس ما جاء بك قلت اتیتکم من عند
المهاجرین والانصار ومن عند صهر رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیهم نزل القران وهم اعلم بتاویله منکم
فقالت طائفة منهم لا تخاصموا قریشا فان الله عز وجل قال بل هم قوم خصمون فقال اثنان او
ثلاثة لنکلمنه فقلت هاتوا ما نقمتم علی صهر رسول الله صلی الله علیه وسلم والمهاجرین و
الانصار وعلیهم نزل القران ولیس فیکم منهم احد وهم اعلم بتاویله قالوا ثلاثا قلت هاتوا قالوا اما
احداهن فانه حکم الرجال فی امر الله وقد قال الله تعالی ان الحکم الا لله فما شان الرجال و
الحکم بعد قول الله فقلت هذه واحدة وماذا قالوا واما الثانیة فانه قاتل

تلبیس ابن عباس

ترجمہ میرا ارادہ ہے کہ شاید مین اس قوم خوارج کے پاس جاکر اُن سے گفتگو کرون آپنے فرمایا کہ مجھے ان کی طرف
تیری ذات پر خوف ہے مین نے عرض کیا کہ جی نہین آپ مجھ پر کچھ خوف نہ کیجیے اور مین ایک شخص نیک خلق ملنسار تھا کسیکو ایذا
نہین دیتا تھا آپنے مجھے اجازت دی تو مین نے بیش قیمت حلہ پہنا اور روانہ ہو کر اس قوم خوارج کے یہان پہونچا وہ دوپہر
کا وقت تھا مین نے وہان ایسی قوم کو دیکھا جن سے بڑھکر عبادت مین کوشش کرنیوالی قوم مینے نہ دیکھی تھی ان کی پیشانیون مین سجدے
کی کثرت سے زخم پڑے تھے اور انکے ہاتھ گویا اونٹ کے دست تھے اور ان کے بدن پر حقیر قمیصین تھین اور ان کی ازارین ٹخنون
سے بہت اونچی تھین اور راتون کو عبادت مین جاگنے سے انکے چہرے خشک ہو رہے تھے مین نے انکو سلام کیا تو انہون نے
کہا کہ مرحبا ای ابن عباس آپ اسوقت کس غرض سے تشریف لائے ہین مین نے کہا کہ مین تمہارے پاس مہاجرین وانصار کے پاس سے
آیا ہون اور رسول اللہ صلعم کے داماد کے پاس سے آیا ہون انھین لوگون پر قرآن نازل ہوا ہے اور یہ لوگ قرآن کے معنی تم سے زیادہ
سمجھتے ہین میری گفتگو سنکر ان مین سے ایک قوم نے کہا کہ یہ شخص قریش مین سے ہے اور تم قریش سے مناظرہ مت کرو کیونکہ اللہ تعالی نے قریش
کے حق مین فرمایا کہ (بل هم قوم خصمون) یعنی یہ لوگ جھگڑالو قوم ہین پھر انہین سے دو تین آدمیون نے کہا کہ نہین بلکہ ہم اُن سے مباحثہ کرینگے تب مین
نے کہا کہ تم لوگ وہ باتین پیش کرو جو تم نے عیب لگائے ہین رسول اللہ کے داماد پر اور مہاجرین وانصار پر حالانکہ انہین لوگون پر قرآن نازل
ہوا ہے اور انہین سے کوئی بھی تم مین شامل نہین ہے اور وہ لوگ قرآن کی تاویل تم سے زیادہ جانتے ہین خوارج نے کہا کہ وہ تین باتین
ہین مین نے کہا کہ اچھا انکو بیان کرو کہنے لگے کہ ایک یہ ہے کہ علی رض نے خدا کے معاملہ مین لوگون کو ثالث فیصلہ کرنے والا بنایا اور اللہ
تعالے فرماتا ہے ان الحکم الا لله یعنی حکم کسیکا نہین سوا اللہ تعالی کے تو اس قول آلہی کے بعد آدمی کو حکم سے کیا تعلق رہا۔
مین نے کہا کہ یہ تو ایک اعتراض ہوا باقی کیا ہے۔ کہنے لگے کہ دوسرا اعتراض یہ کہ علی رضی اللہ عنہ نے لوگون سے قتال کیا مگر مخالفون

الذي اتيا رهاعنا انزعندنا من الامر بالمعروف ونهي عن المنكر والقول بالحق فلخرجوا بنا فكتب اليهم علي عليه السلام اما بعد
فان هذين الرجلين الذين ارتضينا حكمين فقد خالفا كتاب الله واتبعا اهواءهما ونحن على الامر الاول فكتبوا اليه
انك لم تغضب لربك وانما غضبت لنفسك فان شهدت على نفسك بالكفر واستقبلت التوبة نظرنا فيما
بيننا وبينك والا فقد نابذناك على سواء والسلام ولقي الخوارج في طريقهم عبدالله بن خباب فقالوا هل سمعت من
ابيك حديثا يحدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم تحدثناه قال نعم سمعت ابي يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
انه ذكر فتنة القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي فيها خير من الساعي فان ادركت ذلك فكن
عبدالله المقتول قالوا أانت سمعت هذا من ابيك يحدثه عن رسول الله قال نعم فقدموه الى شفير
النهر فضربوا عنقه فسال دمه كانه شراك نعل وبقروا بطن ام ولده عما في بطنها وكانت حبلى ونزلوا تحت نخل
مواقير فسقطت رطبة فاخذها احدهم فقذف بها في فيه فقال احدهم بغير حلها وبغير ثمنها فلفظها من فيه واخترط
احدهم سيفه فاخذ يهزه فمر به خنزير لاهل الذمة فضربه به فقالوا له هذا فساد في الارض فلقي صاحب الخنزير
فارتضاه فبعث اليهم علي عليه السلام اخرجوا الينا قاتل عبد الله بن خباب

ترجمہ کے واسطے امر معروف و نہی منکر اور حق بات کہنا چھوڑ دیے اب ہم تم سب چلو نکل کھڑے ہوں پھر حضرت علی رض نے انکو لکھا کہ اما بعد یہ دونوں
آدمی جو باہمی رضامندی سے حَکم بنائے گئے تھے انہوں نے کتاب الٰہی کے خلاف کیا اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کی اور اب ہم اپنی اول حالت پر ہیں
خوارج نے جواب لکھا کہ آپکو اپنے رب عزوجل کیواسطے کچھ غیظ نہیں آیا بلکہ یہ اپنی نفس کیواسطے آپ کا غصہ ہے اب اگر آپ اپنی نفس پر گواہی دیں
کہ ہم کافر ہو گئے تھے اور نئے سرے سے توبہ کرو تو البتہ ہم اپنے اور آپ کے معاملہ میں غور کریں ورنہ ہم اعلان سے تمکو اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے
تمہارے درمیان لڑائی و قتال ہے خوارج جب راستہ میں جاتے تھے تو عبداللہ بن خباب رض سے ملاقات ہوئی انہوں نے عبداللہ کو گرفتار کیا اور کہا کہ
تونے اپنے باپ سے کوئی حدیث سنی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہو وہ ہم سے بیان کر عبداللہ نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے باپ سے سنا کہ
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے ایسے فتنہ عظیم کا ذکر کیا جسمیں بیٹھ جانیوالا کھڑے سے بہتر ہوگا اور کھڑا بنسبت چلنے
والے کے بہتر ہوگا اور چلنے والا بنسبت دوڑنیوالے کے بہتر ہوگا اگر تجھکو یہ فتنہ پہونچے تو تجھکو چاہیئے کہ مقتول بندہ ہو جائیو خوارج نے کہا کہ کیا
تونے یہ حدیث اپنے باپ سے سنی جو رسول اللہ سے روایت کرتا تھا عبداللہ نے کہا کہ ہاں تو خوارج نے اسکو نہر کے کنارے کھڑا کر کے گردن مار دی
اسکا خون نہر میں اسطرح رواں ہوا جیسے جوتی کا تسمہ ہوتا ہے اور اسکی جورو حاملہ تھی اسکا پیٹ پھاڑ دیا اور چلکر ایک ذمی کے باغ میں اُترے اور
درخت سے پھل گرا اسکو ایک نے اپنے منہ میں ڈال لیا تو دوسرے نے کہا کہ بحلت اور بغیر دام کے اسکو کھاتا ہے اسنے فوراً منہ سے نکال پھینکا (یعنی ان
جاہلوں کی یہ کیفیت تھی کہ ایک پھل کا یہ لحاظ اور عبداللہ بن خباب کی خونریزی کا یہ حال تھا) پھر انمیں سے ایک نے اپنی تلوار نکالکے ہلائی اور ذمی نصرانیوں کی
سور وہاں جاتے تھے۔ اُسنے ایک سور پر تلوار آزمائی تو دوسروں نے کہا کہ یہ ملک میں فساد کرنا ہوا یعنی حرام ہے تو اُوسنے جا کر سور کے مالک کو تلاش کر کے
اسکو جسطرح ہو سکا راضی کر لیا نعوذ باللہ من جہالتہم پھر حضرت امیر المومنین علی رض نے انکے پاس آدمی بھیجا کہ جس شخص نے عبداللہ بن خباب کو قتل کیا ہے اسکو قصاص

قلت وما قولكم محى نفسه من امير المؤمنين فانا آتيكم بمن ترضون ان النبي صلى الله عليه وسلم يوم الحديبية كاتب المشركين اباسفيان صخر بن حرب وسهيل بن عمرو فقال يا علي اكتب هذا ما اصطلح عليه محمد رسول الله فقال المشركون والله ما نعلم انك رسول الله لو نعلم انك رسول الله ما قاتلناك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم انك تعلم انى رسولك امح يا علي اكتب هذا ما كاتب عليه محمد بن عبد الله فوالله لرسول الله خير من علي وقد محى نفسه قال فرجع منهم الفان وخرج سائرهم فقتلوا وعن جندب الازدي قال لما عدلنا الى الخوارج ونحن مع علي بن ابي طالب فانتهينا الى عسكرهم فاذا لهم دوي كدوي النحل من قراءة القرآن قال المصنف وفي رواية اخرى ان عليا عليه السلام لما حكم اتاه من الخوارج زرعة بن البرج الطائي وحرقوص بن زهير السعدي فدخلا عليه فقالا له لا حكم الا الله فقال علي لا حكم الا الله فقال له حرقوص تب من خطيئتك وارجع عن قضيتك واخرج بنا الى عدونا نقاتلهم حتى نلقى ربنا ولئن لم تدع تحكيم الرجال في كتاب الله لاقاتلنك اطلب بذلك وجه الله واجتمعت الخوارج في منزل عبد الله بن وهب الراسبي فحمد الله واثنى عليه ثم قال ما ينبغي لقوم يؤمنون بالرحمن وينسبون الى حكم القرآن ان يكون عند هذه الدنيا

ترجمہ میں نے کہا کہ رہا تمہارا یہ قول کہ علی رض نے امیر المومنین کا لفظ اپنے نام سے مٹا دیا تو میں تمہارے پاس ایسے عادل گواہ لاتا ہوں جنکو تم مانتے ہو کہ جب حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کیساتھ صلح ٹھیرائی تو مشرکوں کے سردار ابوسفیان صخر بن حرب و سہیل بن عمرو وغیرہ کیساتھ عہدنامہ لکھوایا اور علی رض سے فرمایا کہ لکھو ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ یعنی یہ وہ صلحنامہ ہے جو محمد رسول اللہ نے اور الخ۔ تو مشرکوں نے کہا کہ واللہ یہ ہم نہیں جانتے کہ تم رسول اللہ ہو اور اگر ہم یہی جانتے کہ تم رسول اللہ ہو تو ہم تم سے قتال نہ کرتے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں۔ پھر فرمایا کہ اے علی اسکو مٹا دے اور یوں لکھ کہ یہ وہ صلحنامہ ہے جو محمد بن عبد اللہ نے اور اہل مکہ نے لکھا الخ اب تم دیکھو کہ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رض سے بہتر ہیں اور رسول اللہ کا لفظ اپنے نام مبارک سے محو کرا دیا حالانکہ اس سے وہ رسول اللہ ہونے سے خارج نہیں ہو گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے پھر خوارج میں سے دو ہزار آدمی توبہ کر کے واپس آئے اور باقی اپنی گمراہی پر مقتول ہوئے جندب الازدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم لوگ حضرت علی کے ساتھ خوارج پر چڑھائی کر کے گئے۔ اور ان کے لشکرگاہ کے قریب پہونچے تو ان کی تلاوت قرآن کی آوازیں اس کثرت سے آتی تھیں جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے مصنف کہتا ہے کہ دیگر روایت میں ہے کہ جب علی رض نے ثالثی فیصلہ ٹھیرایا تو خوارج میں سے زرعہ بن البرج الطائی اور حرقوص بن زہیر السعدی دونوں حضرت علی رض کے پاس آئے اور کہا کہ لا حکم الا للہ حضرت علی رض نے فرمایا کہ ہاں لا حکم الا اللہ تو حرقوص نے کہا کہ آپ اپنے گناہ سے توبہ کیجئے اور اس توقف سے رجوع کیجئے اور ہمکو لیکر دشمنوں پر چلیئے ہم ان سے یہانتک قتال کرینگے کہ اپنے رب تعالیٰ سے مل جاویں اور اگر آپ یہ لوگوں کا فیصلہ نہ چھوڑینگے کہ کتاب الٰہی میں حکم لگاویں۔ تو ہم خالص رضائے الٰہی کے واسطے آپ سے قتال کرینگے پھر خوارج جا کر عبد اللہ بن وہب الراسبی کے گھر میں جمع ہوئے اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر کہا کہ جو قوم حضرت باری تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہو اور حکم قرآن کی عامل ہو اسکو نہیں چاہیئے کہ اس دنیا

قتلت امیر المومنین قال ما قتلت الا اباك قالت والله انی لارجوا ان لا یکون علی امیر المومنین باس قال فلم تبکین اذن ثم قال والله لقد سممته شهرا یعنی سیفه فان اخلفنی فابعده الله واسحقه فلما مات علی اخرج ابن ملجم لیقتل فقطع عبد الله بن جعفر یدیه ورجلیه فلم یجزع ولم یتکلم فکحل عینیه بمسمار محمی فلم یجزع وجعل یقرأ اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق حتی ختمها وان عینیه لتسیلان فعولج علی قطع لسانه فجزع فقیل له لم تجزع قال اکره ان اکون فی الدنیا فواقا لا اذکر الله وکان رجلا اسمر فی جبهته اثر السجود قال المصنف قلت ولما اراد الحسن ان یصالح معویة خرج علیه من الخوارج الجراح بن سنان وقال اشرکت کما اشرك ابوك ثم طعنه فی اصل فخذه وما زالت الخوارج یخرج علی الامراء ولهم مذاهب مختلفة وکان اصحاب نافع بن الازرق یقولون مشرکون ما دمنا فی دار الشرك فاذا خرجنا فنحن مسلمون قالوا ومخالفونا فی المذهب مشرکون ومرتکبوا الکبائر مشرکون والقاعدون عن موافقتنا فی القتال کفرة واباح هؤلاء قتل النساء والصبیان من المسلمین وحکموا علیهم بالشرك وکان نجدة بن عامر الثقفی من القوم فخالف نافع بن الازرق وقال فی تحریم دماء المسلمین واموالهم وزعم ان اصحاب الذنوب من موافقیه معذبون فی غیر نار جهنم وان نار الجحیم لا یدخلها الا مخالفوه فی مذهبها

ترجمہ امیر المومنین کو قتل کیا اس مردود نے کہا کہ مین نے تو فقط تیری باپ کو مارا ہی۔ ام کلثوم نے فرمایا کہ مجھی امید ہے کہ امیر المومنین پر اس زخم سے کچھ خوف کا مقام نہ ہوگا۔ ابن ملجم بولا کہ پھر تو کیون روتی ہے۔ پھر بولا کہ واللہ مین نے اس تلوار کو ایک مہینہ سے زہر مین برابر بجھا دیے ہین اگر اب بھی اُسنے کام نہ کیا تو خدا اسکا برا کرے۔ پھر جب علی رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو ابن ملجم قیدخانے سے نکالا گیا تاکہ قتل کیا جاوے پس عبد اللہ بن جعفر نے اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے تو اُسنے کچھ جزع نہ کیا۔ اور نہ بولا۔ پھر گرم سیخ سے اسکی آنکھوں مین سلائی پھیری تو بھی جزع نہ کیا اور اقرا باسم ربک الذی خلق پڑہتا رہا۔ یہانتک کہ ختم کر دی اور اس حالت مین اسکی آنکھونسی مواد جاری تھا پھر اُسکی زبان کاٹنے کا قصد کیا تو وہ گھبرانے لگا۔ اس سے پوچھا گیا تو کہا کہ مجھی یہ گوارا نہین ہوتا کہ دنیا مین کچھ دیر ایسی حالت مین رہون کہ اللہ کا ذکر نہ کرسکون اور ابن ملجم ایک شخص گندم گون تھا جسکے چہرہ پر سجدہ کا گھٹا تھا مصنف نے کہا کہ جب حضرت حسن بن علی رض نے چاہا کہ معاویہ سے صلح کرلین تو امیر المومنین حسن پر بھی ایک خارجی جراح بن سنان نے خروج کیا اور نیزہ مارا جو آپ کی ران مبارک کی جڑ مین پڑا خارجی نے کہا کہ تم نے بھی اپنے باپ کی طرح سے شرک اختیار کیا الغرض خوارج برابر امرا اسلام پر خروج کرتے رہے اور انکے مختلف مذاہب ہین اور نافع بن الازرق خارجی کے ساتھی یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب تک ہم لوگ شرک کے ملک مین رہین تب تک مشرک ہین اور جب ملک شرک سے نکل جاوین تو مومن ہین اور کہتے تھے کہ جو کوئی ہمارے مذہب سے مخالف ہو وہ مشرک ہی اور جس کسی سے کبیرہ گناہ سرزد ہو وہ مشرک ہی اور جو کوئی لڑائی مین ہمارے ساتھ نہ ہو وہ کافر ہے اور اس فرقہ خوارج نے بچون و عورتون کا قتل کرنا بھی جائز رکھا ہی اور اُنکو مشرک قرار دیا اور اس قوم مین سے نجدہ بن عامر الثقفی تھا اس نے نافع بن الازرق کی خلاف کیا اور کہا کہ مسلمانون کی جان و مال حرام ہین اور دعوی کیا کہ اسکی موافقت کرنیوالون مین سے جو گنہگار ہو وہ جہنم کی آگ کے سوا دوسری آگ سے عذاب کیا جائیگا اور جہنم مین وہی جاوینگے جو اسکے مذہب سے مخالف ہین۔

فقالوا كلنا قتلناه فنادا هم ثلثا كل ذلك يقولون هذا القول فقال علي عليه السلام لاصحابه دونكم
القوم فما لبثوا ان قتلوهم وكانوا وقت القتال يقول بعضهم لبعض تهيئوا للقاء الرب الرواح الرواح الى الجنة
وخرج على علي عليه السلام بعدهم جماعة منهم فبعث اليهم من قاتلهم ثم اجتمع عبد الرحمن بن ملجم باصحابه فذكروا
ذكروا اهل النهروان فترحموا عليهم وقالوا والله ما قنعنا بالبقاء في الدنيا شيئا بعد اخواننا الذين كانوا لا يخافون
في الله لومة لائم فلو انا شرينا انفسنا لله والتمسنا الغرة هذه الائمة الضلال فثارنا بهم اخواننا وارحنا منهم العباد
وعن محمد بن سعد عن اشياخ له قالوا انتدب ثلثة نفر من الخوارج عبد الرحمن بن ملجم والبرك بن عبد الله وعمرو بن
بكير التميمي فاجتمعوا بمكة وتعاهدوا وتعاقدوا ليقتلن هؤلاء الثلثة علي ومعوية وعمرو بن العاص
ويريحوا العباد منهم فقال ابن ملجم انا لكم بعلي وقال البرك انا لكم بمعوية وقال عمرو انا لكم بعمرو فتواثقوا الا ينكص رجل
منهم عن صاحبه فقدم ابن ملجم الكوفة فلما كانت الليلة التي عزم على قتله فيها خرج علي عليه السلام لصلوة الصبح فضربه
جبهته الى قرنه ووصل الى دماغه فقال علي لا يفوتنكم الرجل فاخذ فقالت ام كلثوم يا عدو الله

ترجمہ خوارج نے جواب دیا کہ ہم سب نے انکو قتل کیا ہے پھر حضرت امیر المومنین نے انکو تین مرتبہ اسیطرح آواز دی اور ہر بار خوارج نے یہی جواب دیا
تب حضرت امیر المومنین رض نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ اب تم اس قوم کو لو پس ذراسی دیر مین سب خوارج مارے گئے (یہ واقعہ نہروان ہی) اور خوارج لڑائی شروع
ہونیکے وقت ایک دوسرے کو وعظ کرتے تھے کہ اپنے رب سے ملنے کے لئے آراستہ ہو اور چلو جنت کو چلو پھر ان خوارج کے مقتول ہونیکے بعد ایک
جماعت دیگر خارج ہوئی تو اپنے ایک سردار کو اسکے قتال کے واسطے روانہ کیا پھر عبد الرحمان ملجم اور اسکے ساتھی جمع ہوئے اور
اپنے بھائیون پر جو نہروان مین مارے گئے تھے رحمت بھیجی اور کہنے لگے کہ ہمکو اب دنیا مین زندگی کا کیا لطف ہے جبکہ ہمارے وہ بھائی مارے گئے جو اللہ
کے معاملہ مین کسی ملامتی کی ملامت سے نہین ڈرتے تھے اب ہمکو چاہیئے کہ خدا سے اپنی جانین جنت کے بدلے خریدین اور موقع تلاش کر کے ان جب
ان بگراہ سرداروں (حضرت علی و معاویہ وغیرہ) کو غافل پاوین تو اپنے بھائیون کے عوض انکو قتل کر کے بندگان خدا کو راحت پہونچاوین محمد بن
سعد نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ خوارج کے تین سرداروں نے دیہات مین رہنا اختیار کیا تھا انکا نام عبد الرحمن بن ملجم اور برک بن عبد اللہ اور
عمرو بن بکر التمیمی تھا یہ لوگ مکہ مین (ایام حج مین) جمع ہوئے اور باہم عہد و میثاق باندھا کہ جسطرح ہو سکے تین آدمیون یعنی حضرت علی و معاویہ و عمرو بن العاص
کو قتل کرین اور مخلوق کو ان سے راحت پہونچاوین ان مین سے عمرو نے کہا کہ عمرو بن العاص کے قتل کا ضامن ہون اور برک نے کہا کہ مین
معاویہ کے قتل کا ضامن ہون اور ابن ملجم مردود نے کہا کہ مین علی کے قتل کا ضامن ہون پس سب نے عہد کیا کہ جس نے جس کے قتل کا ذمہ لیا ہے
اس مین عہد شکنی نکریگا۔ پھر ابن ملجم کوفہ مین آیا۔ اور جب وہ رات آئی جس مین ابن ملجم نے حضرت علی رض کے شہید کرنے کا عزم مصمم کر لیا
تھا۔ تو حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے واسطے مسجد کی طرف نکلے اور ابن ملجم مردود نے آپ کو تلوار ماری جو آپ کے
قرن مبارک سے پیشانی مبارک تک پڑی۔ اور بتقدیر ربانی دماغ مبارک تک پہونچ گئی آپ نے آواز دی
کہ یہ شخص بچنے نپاوے۔ پس وہ پکڑا گیا پس ام کلثوم (آپ کی صاحبزادی) نے فرمایا کہ اے دشمن خدا تو نے

فصل قال المصنف ومن رأي الخوارج انه لا تختص الامامة بشخص الا ان يجتمع فيه العلم والزهد فاذا اجتمعا كان اماما ولو كان نبطيا ومن رأي هؤلاء اخذت المعتزلة في التحسين والتقبيح الى العقل وان العدل ما يقتضيه ثم حدثت القدرية في زمن الصحابة وصار معبد الجهني وغيلان الدمشقي والجعد بن درهم الى القول بالقدر ونسج على منوال معبد الجهني واصل بن عطاء وانضم اليه عمرو بن عبيد وفي ذلك الزمان حدثت سنة المرجئة حين قالوا لا يضر مع الايمان معصية كما لا ينفع مع الكفر طاعة ثم طالعت المعتزلة مثل ابي الهذيل العلاف والنظام ومعمر والجاحظ كتب الفلاسفة في زمان ملوك المامون واستخرجوا منها فخلطوه باوضاع الشرع مثل لفظ الجوهر والعرض والزمان والمكان والكون واول مسئلة اظهرت هذا القول بخلق القرآن وحينئذ سمي هذا الفن علم الكلام قلت هذه المسئلة مسائل الصفات مثل العلم والقدرة والحياة والسمع والبصر فقال قوم هي معان زائدة على الذات ونفتها المعتزلة وقالوا عالم لذاته قادر لذاته وكان ابو الحسن الاشعري على مذهب الجبائي ثم انفرد عنه الى مثبتي الصفات ثم اخذ بعض مثبتي الصفات في اعتقاد التشبيه واثبات الانتقال في النزول ذكر تلبيسه على الرافضة قال المصنف وكما لبس ابليس على هؤلاء الخوارج حتى قاتلوا علي بن ابي طالب حمل

ترجمہ فصل مصنفؒ نے کہا کہ خوارج کی رای یہ بھی ہو کہ امام ہونا ایک شخص مین مختص نہین ہوسکتا مگر جب کہ اُسمین علم و زہد جمع ہو تب وہ البتہ امام ہوگا اگرچہ وہ عجم کے کسانون مین سے ہو اور انہین خوارج کے راے سے معتزلہ نے یہ قول نکالا کہ خوبی و برائی کا حکم لگانا عقل کے اختیار مین ہے اور عدل وہ ہی جسکو عقل مقتضی ہو۔ پھر یہ **قدریہ** فرقہ نکلا اُس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ اور معبد الجہنی و غیلان دمشقی وجعد بن درہم نے قدریہ کا قول کہا (یعنی بندہ سب امور کا خود مختار ہی جیسا کرے ویسا ہوجاوے) اور معبد الجہنی کی بناوٹ پر واصل بن عطا نے تانا تنا اور عمرو بن عبید بھی انمین مل گیا۔ اور اسی زمانہ مین **مرجیہ** فرقہ نکلا جن کا یہ قول ہو کہ ایمان کے ساتھہ کوئی گناہ ضرر نہین کرتا جیسے کفر کے ساتھ مین کوئی بندگی مفید نہین ہوتی ہے **پھر** مامون عباسی وغیرہ کے زمانہ مین معتزلہ نے مانند ابو الہذیل علاف اور نظام و معمر و جاحظ وغیرہ نے فلاسفہ کی کتابین مطالعہ کرکے اسمین سے مانند لفظ جوہر و عرض و زمان و مکان و کون وغیرہ نکالکر ان کو شرعی مسائل مین ملایا اور پہلا مسئلہ جو ظاہر کیا وہ قرآن مخلوق ہونیکا مسئلہ ہی اور اُسی وقت سے اس حرکت کا نام علم کلام رکہا اور ان دونون مسائل کے ساتھ مین تیسرا مسئلہ صفات کا نکالا جیسے علم و قدرت و حیات و سمع و دیکھنا چنانچہ ایک قوم نے کہا کہ یہ سب ذات کے اوپر زائد معانی ہین اور معتزلہ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ وہ اپنی ذات سے عالم ہے اور اپنی ذات سے قادر ہے۔ **ابو الحسن الاشعری** پہلے جبائی معتزلی کے مذہب پر تھے پھر اُس سے جدا ہوکر ان لوگون مین آ گئے جو صفات کو ثابت کرتے ہین۔ پھر بعضے صفات ثابت کرنے والون نے تشبیہ ہونے کا اعتقاد نکالنا شروع کیا اور انتقال و نزول کی مسئلہ مین کر نزول فرض کرکر اُس سے زائل ہونے کا اعتقاد نکالا **ذکر تلبیس ابلیس بر روافض** مصنفؒ نے کہا کہ جیسے ابلیس نے خوارج پر تلبیس کی تو اُنہون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا۔ اسی طرح ان کے برعکس ایک

وقال ابراهيم الخارجي قومنا كفار ويحل لنا مناكحتهم ومواريثهم كما كان الناس في بدء الاسلام وكان
بعضهم يقول لو ان رجلا اكل من مال يتيم فلسين وجبت له النار ولو قتله او قطع يديه او بقر بطنه
فلم يجب له النار لان الله اوعد على ذلك النار وقال المصنف وللهم قصص تطول ومذاهب عجيبة
لم ار التطويل بذكرها وانما المقصود النظر في حيل ابليس وتلبيسه على هؤلاء الحمقى الذين عملوا
بواقعاتهم واعتقدوا ان علي بن ابي طالب على الخطأ وانهم على الصواب واستحلوا دماء الاطفال
ولم يستحلوا اكل ثمرة بغير ثمنها وتعبوا في العبادات وسهروا وجزع ابن ملجم عند قطع لسانه من فوات الذكر واستحل
قتل علي عليه السلام ثم شهروا السيوف على المسلمين ولا عجب من اقتناع هؤلاء بعلمهم واعتقادهم انهم اعلم من علي
عليه السلام فقد قال ذو الخويصرة لرسول الله صلى الله عليه وسلم اعدل فما عدلت وما كان ابليس ليهتدي الى هذه المخازي
نعوذ بالله من الخذلان وعن ابي سعيد قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يخرج قوم فيكم
يحقرون صلاتكم مع صلاتهم وصيامكم مع صيامهم واعمالكم مع اعمالهم يقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم
من الرمية اخرجاه في الصحيحين وعن عبد الله بن ابي اوفى قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الخوارج كلاب اهل النار

ترجمہ ابراہیم الخارجی نے کہا کہ قوم کفار ہین اور ہمکو ان کے ساتھ نکاح بیاہ کرنا اور میراث کا حصہ بانٹ کرنا جائز ہے جیسے
ابتدا اسلام مین جائز تھا اور بعض خارجی کا قول تھا کہ اگر کسی نے یتیم کے مال سے دو پیسے کھا لیے تو اس پر جہنم کی آگ واجب
ہو گی اس لئے اللہ تعالی نے اُسپر آتش جہنم کی وعید فرمائی ہے اور اگر یتیم کو قتل کرے یا اُس کے ہاتھ کاٹے یا پیٹ پھاڑے
تو اُسپر جہنم واجب نہین ہے مصنف نے کہا کہ خارجیون کے قصص طویل ہین اور عجیب مذاہب ہین مینے ان کے ذکر مین طول دینا
بیفائدہ سمجھا۔ اور مقصود تو فقط اسی قدر ہے کہ ابلیس نے کسطرح اپنے حیلے وتلبیس ان احمقون پر ڈالے جس سے اتنی لڑائیان لڑی اور
یہ اعتقاد کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غلطی پر ہین۔ اور یہ احمق خوارج راہ صواب پر ہین اور اُنہون نے بچون کا خون بہانا
حلال جانا اور ایک پھل بغیر دامون کے کھانا حلال نہین جانا اور ان لوگو عبادات مین او بیداری مین تعب وتکلیف اُٹھائی
اور ابن ملجم مردود کو اُس کی زبان کاٹے جانے کے وقت اس لئے گھبراہٹ ہوئی کہ ذکر کرنا جاتا رہیگا اور اُسنے حضرت علی رض کا
قتل کرنا حلال سمجھا تھا پھر اُنہون نے مسلمانو پر تلوار کھینچی اور اگر ان خوارج نے اپنے علم و اعتقاد پر غرہ کیا کہ وہ حضرت علیؓ سے
بڑھ کر ہین تو کیا عجب ہے ان سے بڑھکر انکا پیشوا ذو الخویصرہ تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ تمنے عدل نہین کیا
سے انصاف کرو اور ابلیس کو کہان یہ بے ادبیان سوجھی تھین اللہ تعالی بدبختی سے ہمکو پناہ دے ابو سعید خدری نے آنحضرت صلعم سے سنا
آپ فرماتے تھے کہ تم مین ایک قوم ایسی نکلیگی کہ اُن کی نماز کے مقابلہ مین تم اپنی نماز حقیر سمجھوگے اور اُن کے روزہ کے مقابلہ مین اپنا روزہ حقیر
سمجھوگے اور اُنکے اعمال کے مقابلہ مین اپنے اعمال حقیر سمجھوگے وہ لوگ قرآن پڑھینگے تو ان کی حلق سے نہین اتریگا اور وہ دین سے ایسے نکلجاوینگے جیسے
نشانہ سے تیر نکلجاتا ہے چنانچہ صحیحین مین حدیث موجود ہے۔ عبد اللہ بن ابی اوفی نے رسول صلعم سے روایت کی کہ خوارج جہنمیون کے کتے ہین

ثم الى الحسن بن محمد العسكري ثم الى ابنه محمد وهو الثاني عشر الامام المنتظر الذي يزعمون انه لم يمت و
انه سيرجع في اخر الزمان فيملأ الارض عدلا وكان ابو منصور العجلي يقول بانتظار محمد بن علي الباقر ويدعي انه
خليفة وانه عرج به الى السماء فمسح الرب بيده على راسه وزعم انه الكسف الساقط من السماء وكان
طائفة من الرافضة يقال لها الجناحية وهم اصحاب عبد الله بن معاوية بن عبد الله بن جعفر بن ذي الجناحين يقولون
ان روح الاله دارت في اصلاب الانبياء ثم الائمة الى ان انتهى الى عبد الله وانه لم يمت وهو المنتظر ومنهم طائفة يقال
لهم الغرابية يثبتون شركة في النبوة وطائفة يقال لها المفوضة يقولون ان الله تعالى خلق محمدا ثم فوض خلق العالم
اليه وطائفة يقال لها الذمية يذمون جبرئيل ويقولون كان مامورا بالنزول على علي فنزل الى محمد ومنهم
من يقول ان ابا بكر ظلم فاطمة ميراثها وقد روينا عن السفاح انه خطب يوما فقام رجل من آل علي رضي الله عنه فقال
يا امير المؤمنين اعدني على من ظلمني قال ومن ظلمك قال انا من اولاد علي رضي الله عنه والذي ظلمني ابو بكر حين اخذ فدك من فاطمة
قال ودام على ظلمك قال نعم قال ومن قام بعده قال عمر قال ودام على ظلمك قال نعم قال ومن قام بعده قال عثمان
قال ودام على ظلمك قال نعم قال ومن قام بعده قال فجعل يلتفت كذا وكذا ينظر مكانا يهرب اليه

ترجمہ پھر حسن بن محمد العسکری ہیں پھر ان کے بیٹے محمد ہیں اور یہی بارہوین امام مہدی ہیں جنکا انتظار تھا اور کہتے ہین کہ وہ مرے نہین
بلکہ غار میں چھپ رہے ہین اور آخر زمانہ مین آوینگے۔ تو زمین کو عدل سے بھر دینگے ابو منصور العجلی کہتا تھا کہ محمد بن علی الباقر کا انتظار ہے
اور دعویٰ کرتا کہ یہی خلیفہ ہین اور ان کو بالفعل آسمان پر لے گئے ہین وہان پروردگار نے انکے سر پر ہاتھ پھیرا اور قرآن مین جو آسمان سے کسفا ساقطا
آیا وہ یہی ہین روافض میں سے ایک فرقہ جناحیہ کہلایا جو عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذی الجناحین کے مرید تھے انکا یہ
قول تھا کہ اللہ کے روح نے انبیا کی پشت مین دورہ کیا یہانتک کہ عبداللہ کو اسکی نوبت پہونچی اور یہ شخص مرا نہین بلکہ اُسی مہدی کا
انتظار ہے اور انہین مین سے ایک فرقہ غرابیہ ہے جو اُسکے حق مین نبوت کی شرکت ثابت کرتے ہین ایک گروہ مفوضہ کہلاتا ہے جو کہتے ہین
کہ خدا نے محمد کو پیدا کرکے باقی عالم کا پیدا کرنا اُن کے اختیار مین سپرد کیا ایک گروہ کو ذمیہ کہتے ہین یہ لوگ حضرت جبرئیل ع کی مذمت
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ انکو حکم تھا کہ حضرت علی رض کو وحی پہونچاوین انہون نے محمد کو پہونچائی۔ انہین سے بعضے کہتے ہین کہ ابو بکر نے
فاطمہ پر ظلم کیا کہ اُنکی میراث نہ دی روایت ہے کہ سفاح عباسی نے ایک روز خطبہ شروع کیا تو ایک شخص نے جو اپنے آپ کو آل علی کہلاتا
تھا عرض کیا کہ یا امیر المومنین جس نے مجھپر ظلم کیا وہ مظلمہ مجھے واپس کرا دیجیے۔ سفاح نے کہا کہ کس نے تجھپر ظلم کیا ہے اُس نے کہا کہ مین
اولاد علی رض سے ہون اور مجھ پر ظلم یہ کہ ابو بکر نے فاطمہ کو فدک نہین دیا۔ (خلاصہ یہ کہ فدک مجھے دلوادو) سفاح نے کہا۔ کہ پھر
ابو بکر کے بعد کون شخص ہوا اُس نے کہا کہ عمر۔ سفاح نے کہا۔ کہ وہ بھی برابر ظلم پر رہے۔ کہا۔ کہ ہان۔ سفاح نے کہا کہ
پھر کون شخص خلیفہ ہوا کہا کہ عثمان۔ سفاح نے کہا کہ وہ بھی بدستور ظلم پر رہے کہا کہ ہان۔ سفاح نے کہا کہ پھر عثمان کے بعد کون شخص ہوا اور نے کہا
کہ ایسا گھبرایا کہ جب ہوش آیا تو اسنے جواب چھوڑ کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کہ کہیں کسطرف بھاگے سفاح نے کہا کہ اگر یہ پہلا خطبہ نہوتا تو مین تیرا سر دور کر دیتا۔ جس مین تیری دونون آنکھین ہین

الآخرين على التغلو فى حبه فزادوا على الحد فمنهم من كان يقول هو الاله ومنهم من يقول هو خير من الانبياء ومنهم من حمله على حبه سب ابى بكر وعمر حتى ان بعضهم كفّر ابابكر وعمر الى غير ذلك من المذاهب السخيفة التى يرغب عن تضييع الزمان بذكرها وانما نشير الى بعضها وعن اسحاق بن محمد النخعى الاحمر كان يقول ان عليا هو الله عز وجل وبالمدائن جماعة من الغلاة يعرفون بالاسحاقية ينسبون اليه قال الخطيب ووقع الى كتاب لابى محمد الحسن بن يحيى النوبختى من تصنيفه فى الرد على الغلاة وكان النوبختى هذا من متكلمى الشيعة الامامية فذكر اصناف مقالات الغلاة الى ان قال وقد كان ممن جود الجنون فى الغلو فى عصرنا اسحق بن محمد المعروف بالاحمر كان يزعم ان عليا هو الله وانه يظهر فى كل وقت فهو الحسن فى وقت وكذالك هو الحسين وهو الذى بعث محمدا صلى الله عليه وسلم وقال المصنف قلت وقد اعتقد جماعة من الرافضة ان ابابكر وعمر كانا كافرين وقال بعضهم ارتدا بعد موت رسول الله صلى الله عليه وسلم ومنهم من يقول بالتبرى من غير على وقد روينا ان الشيعة طالبت زيد بن على بالتبرى ممن خالف عليا فى امامته فامتنع من ذلك فرفضوه فسموا الرافضة ومنهم اقوام قالوا الامامة فى موسى ابن جعفر ثم فى ابنه على ثم الى محمد بن على ثم الى على بن محمد

ترجمہ قوم کو تلبیس مین ڈالا جنہون نے حضرت علی رضہ کی محبت مین یہانتک غلو کیا کہ حد سے بڑھا دیا چنانچہ **بعض** رافضی نے کہا کہ علی الہ ہے **بعض** نے کہا کہ وہ انبیاء سے افضل ہے **بعض** روافض کو شیطان نے اُبھارا تو وہ حضرت ابوبکر وعمر کو بُرا کہنے لگا۔ بلکہ بعض نے ان دونون بزرگون کو کافر کہا۔ اور اسی قسم کے بیہودہ مذاہب باطلہ ان روافض مین بہت ہین کہانتک ان کی بیان مین اوقات ضائع کرون میری غرض تو یہ ہے کہ تلبیس ظاہر کرنیکے لیئے کچھ ذکر کر دون **اسحاق** بن محمد نخعی احمر کہا کرتا تھا کہ علی ہی اللہ عز وجل ہے اور مدائن مین ایک جماعت اسی اسحاق گمراہ کی طرف منسوب ہے **خطیب** نے کہا کہ مجھے ابو محمد حسن بن یحیٰی النوبختی کی ایک کتاب ہاتھ آئی جس نے غلاۃ روافض پر رد کیا تھا اور یہ شخص نوبختی مصنف خود متکلمین شیعہ امامیہ مین سے ہے پس اُسنے غلو کرنیوالے روافض کے مقالات نقل کرنی شروع کیئے یہانتک کہ اُس نے لکھا کہ ہمارے زمانہ مین جسکو غلو کے جنون نے کھینچ لیا ہے ایک شخص اسحٰق بن محمد معروف باحمر ہے اس کا گمان یہ تھا کہ علی ہی اللہ تعالیٰ ہے اور وہی ہر وقت مین ظہور کرتا ہی چنانچہ ایک وقت مین حسن کی شکل مین ظاہر ہوا تھا۔ اور دوسرے وقت حسین کی شکل مین ظاہر ہوا اور اُسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر کرکے بھیجا تھا **مصنف** کہتا ہی کہ روافض مین سے ایک فرقہ کا یہ اعتقاد ہی کہ ابوبکر وعمر کافر تھے اور **بعض** نے کہا کہ نہین بلکہ بعد رسول اللہ صلعم کے مرتد ہوگئے اور **بعض** روافض کا یہ قول ہے کہ سوائے علی رضہ کے سب سے تبرا و بیزاری کرتے ہین ہمکو صحیح روایت پہونچی کہ شیعہ نے **زید** بن علی رضہ سے درخواست کی کہ آپ ان لوگون سے تبرا کرین جنہون نے علی رضہ کی امامت مین مخالفت کی ورنہ ہم آپکو رفض (ترک) کرینگے آپ نے اس بات سے انکار کیا۔ تو ان شیعون نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اسی لیئے اس فرقہ کا نام رافضہ ہوا اور روافض مین **بعضے** اقوام کا یہ قول ہی کہ امامت موسیٰ بن جعفر مین تھی پھر آپ کے فرزند علی مین آئی پھر ان کے بیٹے محمد مین

انقلبوا عن شريعته بعد الوفاة ولم يبق على دينه الا الاقل من اهله فطاحت الاعتقادات وضعفت النفوس عن قبول الروايات في الاصل وهو المعجزات فهذا من اعظم المحن على الشريعة قال المصنف قلت وغلو الروافضة في حب علي حملهم على ان وضعوا احاديث كثيرة في فضائله اكثرها تشينه وتؤذيه وقد ذكرت منها جملة في كتاب الموضوعات منها ان الشمس غابت ففاتت عليا عليه السلام العصر فردت له الشمس فهذا من حيث النقل موضوع لم يروه ثقة ومن حيث المعنى فان الوقت قد فات وعودها طلوع متجدد فلا يرد الوقت وكذلك وضعوا ان فاطمةؓ اغتسلت ثم ماتت واوصت ان يكتفى بذلك الغسل وهذا من حيث النقل كذب ومن حيث المعنى قلة فهم لان الغسل عن حدث الموت فكيف يصح قبله ثم لهم خرافات لا يستندونها الى مستند ولهم مذاهب في الفقه ابتدعوها تخالف الاجماع

ترجمہ اور اُس کو مرتے ہی اس کی شریعت سی منحرف ہوگئے اور ان بیشمار لوگوں مین سی کوئی تابع نرہا سواء نہایت کم دوچار کے جو اس شخص کے گھر والے تھی تو لامحالہ رافضی کی مکر کا یہی نتیجہ ہی کہ اعتقادات مٹ جاوین اور اصل ایمان کے روایات قبول کرنے سے سب کے جی سست ہوجاوین اور معجزات کی روایتین نہ مانین ابن عقیل رح نے فرمایا۔ کہ اس مکار فرقہ کا فتنہ بھی اسلام مین سخت مصیبت ہے (مترجم کہتا ہی کہ ابن عقیل رح نے جس امر کا اشارہ کیا بہت قوی خیال ہی کہ فرقہ رافضہ کا بانی اسطرح شیطان کے پنجہ مین احمق ہی کہ اگر اُس نے دین اسلام مٹانے کا قصد نہ کیا تو حماقت سی اُسنے یہ کام کیا کیونکہ اعتقاد حق بدون قطعی روایت کی ثبوت نہین ہوسکتا ہی اور جب معدود چند اہل بیت مین سی مسلمان بیان کرتی ہین تو انکی بیانسی کچھ ثبوت نہین ہوسکتا کیونکہ افراد ہین اور خود پیغمبر کو امتہ معجزات سی قوت دیتا ہی اور رافضی تو انکی معارضہ مین باتیونکی منحرف ہوجانے کا مدعی ہی اور اسپر طرہ یہ ہی کہ قرآن بھی امام مہدی کیساتھہ غائب ہوجانیکا دعوی کرتاہی۔ تو بالکل دین سی بے نصیب ہوگیا۔ رہا یہ دعوی کہ اہل بیت مین جو اسلام پر ہے یہ سب معصوم تھے۔ اس بیہودہ دعوی سے اُسنے یہود و نصاری وغیرہ اہل شرک پر کیا ثبوت کیا کیونکہ اگر وہ لوگ دعوی مان لین تو پہلا دعوی نبوت ہی مان لین پس اس فرقہ سے زیادہ احمق و دشمن اسلام ظاہر نہین ہوا نعوذ باللہ من شرہا۔ مصنف رح نے کہا کہ فرقہ رافضہ نے حضرت علیؓ کے ساتھہ دوستی کا دعوی کا ذبہ یہانتک بڑہایا کہ آپ کی فضائل مین اپنی طرف سی بہت سی روایتین گڑہ لین جنمین انکی نادانی سی بکثرت ایسی ہین۔ جن سے حضرت علی کی مذمت و ایذا نکلتی ہے اور مین نے کتاب الموضوعات مین اس قسم کی موضوعات بہت سی لکھدی ہین اور منجملہ انکی موضوعات کی یہ ہی کہ آفتاب غروب ہوگیا اور حضرت علی کی نماز عصر جاتی رہی پھر انکے لئے دوبارہ پھیر دیا گیا۔ اور یہ من حیث النقل ایسی حالت مین ہی کہ کسی ثقہ راوی نے اسکو نہین روایت کیا اور من حیث المعنی بھی باطل ہی اسلئے کہ جب پہلے آفتاب ڈوب گیا تو وقت عصر جاتا رہا پھر اگر وہ دوبارہ طلوع کر دیا گیا تو یہ جدید وقت پیدا کیا گیا از انجملہ یہ کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمہؓ نے خود غسل کیا پھر انتقال کا وقت آیا تو وصیت کی کہ میری لیے اسی غسل پر اکتفا کیا جاوے اور دوبارہ غسل میت نہ دیا جاوے یہ موضوع من حیث النقل تو جھوٹ ظاہر ہے اور من حیث المعنی اس فرقہ کی حماقت ہی کیونکہ موت حادث ہونیسے غسل لازم آتا ہی تو بھلا موت سے پہلی غسل سی کیا فایدہ ہوگا پھر اسکی علاوہ انکے خرافات بہت کثرت سی ہین۔ جن کے لیے کچھہ سند نہین ہے اور فقہ مین انکے مذاہب بدعتیہ عجیب ہین۔ جو اجماع کے خلاف ہیں

قال ابن عقیل الظاہر ان من وضع مذہب الرافضۃ قصد الطعن فی اصل الدین والنبوۃ وذلک
ان الذی جاء بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر غائب عنا وانما نثق فی ذلک بنقل السلف وجودۃ
نظر الناظرین الی ذلک منہم فکاننا نظرنا اذ نظر لنا من نثق بدینہ وعقلہ فاذا قال قائل
انہم اول ما بدؤا بعد موتہ بظلم اہل بیتہ فی الخلافۃ وابنتہ فی ارثہا فما ہذا الا لسوء
اعتقاد فی المتوفی فان الاعتقادات الصحیحۃ سیما فی الانبیاء توجب حفظ قوانینہم
بعدہم لا سیما فی اہلیہم وذریتہم فاذا قالت الرافضۃ ان القوم استحلوا ہذا بعدہ خابت
آمالنا فی الشرع لانہ لیس بیننا وبینہ الا النقل عنہم والثقۃ بہم فاذا کان ہذا
محصول ما حصل لہم بعد موتہ خبنا فی المنقول وزالت یقیننا فیما عولنا علیہ من اتباع
ذوی العقول ولم نامن ان یکون القوم لم یروا ما یوجب اتباعہ فراعوہ مدۃ الحیاۃ

ترجمہ ابن عقیل رح نے کہا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جس نے رافضی مذہب بنایا ہے اُسکی اصلی غرض یہ تھی کہ دین اسلام مین اور اصل نبوت محمدی مین (علی
صاحبہا الصلوۃ والسلام) طعن کرکے مٹا دے اس لیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعتقاد حق لائے وہ ہماری نظر سے غائب چیز ہی (اور ہم نے آپکی زبان سے کچھ
سنا بھی نہین ہے) بلکہ ہمارا بھروسہ فقط سلف صالحین یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین بالاحسان کے منقول پر اور دیکھنے والون کی جودت
نظر پر ہی یعنی ان بزرگون نے اپنی خوبی نظر سے انکو بزرگ پیغمبر پایا تھا۔ تو اُن کی جودت نظر پر بھی ہمارا بھروسہ ہی ان دونون باتون سی ہمارا
یہ حال ہے کہ گویا ہم خود دیکھتے ہین جب کہ ہمارے لئے ایسے اکابر نے دیکھ لیا تھا جنکی بزرگی دین و کمال عقل وجودت نظر پر ہمارا بھروسہ ہے پس
رافضی مذہب کے بانی نے بہکایا کہ جنپر تم یہ وثوق واعتماد کرتی ہو۔ اُنہون نے پیغمبر صلعم کی وفات کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ انکے خاندان
پر خلافت کا ظلم کیا۔ اور ان کی بیٹی پر میراث کا ظلم کیا۔ تو یہ بات جبھی ہو سکتی ہے کہ جس کے عین حیات مین اُس کی نبوت کا اعتقاد
تھا وہ ان کی نظر مین ٹھیک شخص نہ تھا۔ اس لئے کہ جنکے حق مین سچا اعتقاد ہوتا ہے خصوصاً انبیاء ع کے حق مین تو یہ واجب کرتا ہی
کہ اُس کے مرنے کے بعد اُس کے قوانین مقررہ کی حفاظت لازم سمجھی جاوے خصوصاً اُسکے اہل وعیال واولاد کے حق مین اُسکے
قواعد کے موافق احترام ضروری ہوتا ہی پس جب فرقۂ رافضہ نے کہا کہ اُنہون نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتین حلال سمجھین تو اس
فرقہ نے گویا صاف صاف یہ بہکایا۔ کہ جو شریعت تم کو پہونچی ہے اسکا کچھ اعتبار نہین ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمکو پہونچی
مین سوا منقول طریقہ کے دوسرا کوئی طریقہ نہین ہے۔ یعنی صحابہ رض نے ہم سے نقل کیا اور ہم نے ان کے بیان پر اعتماد کیا پھر جب رافضی
کے اعتقاد پر یہ لوگ جسکو پیغمبر بیان کرتے ہین۔ اس کی موت کے بعد ان کے فعل کا محصول یہ ٹھیرا۔ تو ان کے منقول اعتقادات
و شریعت پر اعتبار نہ رہا۔ اور جن عقلاء کے اتباع پر اعتماد کرکے شریعت پر جزم کیا گیا تھا اس سے بد اعتقادی
ہو جائیگی۔ اور یقین جاتا رہیگا۔ اور یہ دغدغہ پیدا ہو گا۔ کہ جن کے اعتماد پر شریعت کا انحصار ہے۔ شاید انہون
نے ایسی کوئی بات نہ دیکھی۔ جس سے اتباع وایمان فرض ہو۔ ولیکن بہ مصلحت اس کے زندگی تک رعایت رکھی۔

استقبال القبلة فی مسائل کثیرة یطول ذکرها خرقوا فیها الاجماع وسول لهم ابلیس فصنعها علی وجه لا یستند فیه الی اثر ولا قیاس بل الی الواقعات ومقابح الرافضة اکثر من ان تحصی وقد حرموا الصلوٰة لکونهم لا یغسلون ارجلهم فی الوضوء والجماعة لطلبهم اماما معصوما وابتلوا بسب الصحابة وفی الصحیحین عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انه قال لا تسبوا اصحابی فان احدکم لو انفق مثل احد ذهبا ما ادرک مد احدهم ولا نصیفه وفی الحدیث عن ابن ساعدة عن ابیه عن جده قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه اختارنی واختار لی اصحابا فجعل لی منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعلیه لعنة اللّٰه والملائکة والناس اجمعین لا یقبل اللّٰه منه یوم القیمة صرفا ولا عدلا قال المصنف والمراد بالعدل الفریضة والصرف النافلة وعن سوید بن غفلة قال مررت بنفر من الشیعة یتناولون ابابکر وعمر وینتقصونهما فدخلت علی علی بن ابی طالب فقلت یا امیر المؤمنین مررت بنفر من اصحابک یذکرون ابابکر وعمر بغیر الذی هما له اهل ولولا انهم یرون انک تضمر لهما علی مثل ما اعلنوا ما اجترؤا علی ذلک

فقال علی اعوذ باللّٰه اعوذ باللّٰه ان اضمر لهما الا الذی

ترجمہ یہ شرط کی کہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور بہت سے قیود لگائے جن کے ذکر میں بے فائدہ طول ہے اور سب مخالف اجماع ہیں اور شیطان نے اُن کو تلبیس میں ڈالا کہ بغیر مستند کے بدون اثر و قیاس کے اُنھون نے یہ احکام بنائے ہیں اور روافض کی قبیح باتین شمار سے باہر ہین **ف** مترجم کہتا ہے کہ شیخ نے تو ان ہی مسائل پر تعجب کیا اور جو بعد کے روافض کے مسائل اگر کوئی سنے تو اُن کی ضلالت میں شک کیا بلکہ اللہ تعالے سے پناہ مانگے شیخ رحمہ نے لکھا کہ روافض نماز سے محروم ہوگئے کیونکہ وہ وضو میں پاؤن نہین دہوتے اور جماعت سے محروم ہوئے کیونکہ امام معصوم ڈھونڈتے رہتے ہین (جس کا ملنا محال ہے) اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہنے کے وبال میں مبتلا ہوئے اور صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرے اصحاب کو برا نہ کہنا کیونکہ اگر تم مین سے کوئی شخص کوہ اُحد کے برابر سونا راہ خدا مین خرچ کرے تو اُن کی ایک مد بلکہ نصف کے برابر نہ پہنچے گا **ابن** ساعدہ عن ابیہ عن جدہ مرفوعا روایت ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے برگزیدہ کیا اور میرے واسطے میرے اصحاب برگزیدہ فرمائے وہ میرے واسطے وزیر و انصار و اصہار بنائے تو جو کوئی اُن کو برا کہے اُس پر اللہ تعالے و ملائکہ و سب لوگون کی لعنت ہی ایسے بدگو سے اللہ تعالی قیامت کے روز صرف و عدل کچھ قبول نہ کریگا **مصنف** نے کہا کہ صرف سے مراد نفل اور عدل سے مراد فریضہ ہی **سوید** بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا گزر ایک جماعت کی طرف (کوفہ میں) ہوا جو ابوبکر و عمر کا ذکر کرتے اور اُن کی شان مین کچھ نقص ظاہر کرتے تھے پس مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت مین گیا اور مین نے بیان کیا کہ یا امیر المؤمنین آپ کے چند لشکریون کی طرف میرا گزر ہوا تو وہ ابوبکر و عمر کے حق مین ایسی باتین بیان کر رہے تھے جو ان دونون بزرگون کی شان کے لائق نہین ہین اور شاید اُن کی جرأت اس گمان پر ہی کہ آپ کے دل مین بھی ان بزرگون کی طرف سے یہی خیال ہی ورنہ علانیہ اس طرح کیونکر بیان کرتے حضرت **علی** رض نے فرمایا کہ اعوذ باللّٰہ مین خدا کی پناہ لیتا ہون اس امر سے کہ مین

فنقلت منها مسائل من خط ابن عقيل قال نقلتها من كتاب المرتضى فيما انفردت به الامامية منها انه
لا يجوز السجود على ما ليس بارض ولا من نبات الارض فاما الصوف والجلود والوبر فلا وان الاستجمار لا يجزي في
البول بل في الغائط خاصة ولا يجوز مسح الراس الا بما بقي في البلل الذي في اليد فان استانف للراس ماء لا
مستانفا لم يجزه حتى لو نشف يده من البلل احتاج الى استيناف الطهارة وانفردوا بتحريم من زنى
بها وهي تحت زوج ابدا فلو طلقها زوجها لم يحل للزاني بها نكاحها وحرموا الكتابيات وان الطلاق المعلق على شرط لا
يقع وان وجد شرطه وان الطلاق لا يقع الا بحضور شاهدين عدلين وان من نام عن صلوٰة العشاء الى ان مضى نصف
الليل وجب عليه اذا استيقظ القضاء وان يصبح صائما كفارة لذلك التفريط وان المرأة اذا جزت شعرها
فعليها كفارة قتل الخطاء وان من شق ثوبه في موت ابن له او زوجة فعليه كفارة يمين ومن تزوج امرأة لها
زوج وهو لا يعلم لزمه ان يتصدق بخمسة دراهم وان شارب الخمر اذا حد ثانية قتل في الثالثة ويحد شارب الفقاع
كشارب الخمر وان قطع السارق من اصول الاصابع ويبقى له الكف فان سرق مرة اخرى قطعت رجله اليسرى فان سرق
ثالثة خلد في الحبس الى ان يموت وحرموا السمك الجري وذبائح اهل الكتب واشترطوا في الذبح

ترجمہ چنانچہ ابن عقیل کے خط مین نقل کیئے۔ اور ابن عقیل نے کہا کہ مین نے مرتضیٰ کی کتاب سے اُن کو نقل کیا جس نے
منفردات امامیہ کے بیان مین لکھا ہے از انجملہ یہ کہ جو چیزین زمین و نباتات نہ ہو۔ اُس پر سجدہ جائز نہین ہے اور اونٹ و بھیڑی وغیرہ
کے بال وکھال پر سجدہ روا نہین ہے۔ اور ڈھیلے سے استنجا فقط پاخانہ مین جائز ہے۔ پیشاب مین نہین جائز ہے۔ اور سر کا مسح نہین
جائز ہے مگر اُسی تری سے جو ہاتھ مین لگی رہگئی ہے۔ اور اگر جدید پانی سے کر ہاتھ تر کیا تو اُس سے سر کا مسح نہین جائز ہے حتیٰ کہ
اگر تری نہ باقی رہی ہو۔ تو دوبارہ وضو شروع کرے۔ اور کہا کہ اگر کسی مرد نے ایک عورت سے جس کا خاوند موجود ہے۔ زنا کیا تو یہ عورت
زانی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی حتیٰ کہ اگر اُس کا خاوند اُس کو طلاق دیدے تو بھی زانی اُس سے نکاح نہین کر سکتا ہے یہ کسی مسلمان کا
قول نہین ہے اور اس فرقے نے کتابیات کو حرام ٹھیرایا۔ اور کہا کہ اگر طلاق کسی شرط پر رکھی اور وہ شرط پائی گئی۔ تو طلاق نہین پڑے گی
اور کہا کہ جب تک دو گواہ عادل موجود نہ ہون تب تک طلاق نہین پڑتی ہے۔ اور کہا کہ جو شخص آدھی رات تک بغیر عشا پڑھے سوتا رہا تو اُس
قضا واجب ہوگی جب جاگے اور اس قصور کے واسطے صبح کو روزہ سے اُٹھے تاکہ کفارہ ہو اور عورت نے اگر اپنے بال کاٹے
تو اُس پر خطا کا کفارہ لازم ہے اور اگر کسی نے اپنی بیٹی یا زوجہ یا شوہر کی مرگ مین کپڑے پھاڑے تو اُس پر قسم کا کفارہ ہے اور
جس نے کسی عورت سے نکاح کر لیا حالانکہ اُس کا شوہر موجود تھا مگر وہ نہ جانتا تھا تو اُس پر پانچ درہم کفارہ لازم ہوگا۔ اور شراب خوار اگر دو
مرتبہ حد مارا گیا۔ تو تیسری مرتبہ قتل کر دیا جاوے اور جو کوئی فقاع پیئے تو اُس پر شراب خوار کی طرح حد ماری جاوے اور چور کا ہاتھ انگلیون
کی جڑون سے کاٹا جاوے اور ہتھیلی باقی رکھی جاوے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو اُس کا بایان پاؤن کاٹا جاوے اور اگر تیسری بار چوری کرے
تو ہمیشہ کی لیے قید خانہ مین ڈال دیا جاوے حتیٰ کہ مر جاوے۔ اور روافض نے جری مچھلی کو اور اہل کتاب کے ذبیحہ کو حرام رکھا اور [illegible]

طائعین غیر کارھین وانا اول من سن له ذالك من بنی عبد المطلب وھو لذلك کارہ یود لو
ان منا احدا کفاہ ذلك وکان واللہ خیر من بقی رحمه رحمة وارأفه رافة
واقدمه سنا واسلاما تشبهه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بمیکائیل رافة ورحمة وبابراھیم
عفوا ووقارا فسار بسیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حتی مضی علی ذالك رحمة اللہ علیه ثم ولی
الامر من بعدہ عمر وکنت فیمن رضی فاقام الامر علی منهاج النبی صلی اللہ علیه وسلم وصاحبه یتبع آثارھما
کما یتبع الفصیل اثر امه وکان واللہ رفیقا رحیما بالضعفاء وناصرا للمظلومین علی الظالمین لا تاخذہ فی اللہ لومة لائم وضرب اللہ بالحق
علی لسانه وجعل الصدق من شانه حتی انا کنا لنظن ان ملکا ینطق علی لسانه اعز اللہ باسلامه الاسلام وجعل ھجرته للدین قواما والقی له فی قلوب المنافقین
الرھبة وفی قلوب المؤمنین المحبة شبهه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بجبرئیل فظا غلیظا علی الاعداء فمن لکم بمثلهما رحمة اللہ علیهما

ترجمہ کسی قسم کی زبردستی نہ تھی۔ اور مین بنی عبد المطلب مین سے پہلا شخص ہون جس نے ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کا طریقہ شروع کیا
باوجودیکہ ابو بکر کو خود اس خلافت کی خوشی نہ تھی وہ چاہتے تھے کہ ہم مین سے کوئی شخص اس کام کی کفایت کرے اور ابو بکر کی شان یہ تھی
کہ رسول اللہ کے بعد جو لوگ باقی رہے تھے واللہ ابو بکر ان سب سے بہتر تھے رحمت کی صفت مین سب سے بڑھکر رحیم تھے اور رافت مین
سب سے افضل تھے اور تقوے و دیانت مین سب سے بڑھکر پرہیزگار تھے اور بعد رسول اللہ کے سن مین بھی باقیون سے بڑے تھے۔
اور ایمان لانے مین بھی سب سے مقدم تھے اور رافت و رحمت مین ابو بکر ایسی فضیلت رکھتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اُن کو میکائیل سے مشابہ کیا اور عفو و وقار مین ایسے بہتر تھے کہ آنحضرت نے اُن کو ابراہیم خلیل اللہ سے مشابہ کیا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلتے رہے یہانتک کہ اسی طریقہ پر منزل مقصود کو پہنچ گئے اللہ تعالے اُن پر رحمت فرماوے
پھر اُن کے بعد عمر بن الخطاب متولی و خلیفہ ہوئے اور مین اُن لوگون مین تھا جو اُن کے خلیفہ ہونے پر (ابتداء سے) راضی ہوئے تھے[1]
پس عمر رضہ نے اس معاملہ کو حضرت رسول اللہ اور اُن کے یار غار کے طریقہ پر بہت ٹھیک قائم رکھا کہ ہر معاملہ مین انہین دونون صاحبون
کے نشان قدم پر چلتے رہے جیسے اونٹنی کے پیچھے اس کا بچہ قدم بقدم چلتا ہے اور بے شک واللہ عمر کی شان یہ تھی کہ مومنین و ضعفا پر
رحمت رکھنے والے اور مظلومون کے مددگار تھے اور ظالمون پر سخت و شدید تھے اور اللہ تعالے کے معاملہ مین کسی ملامت
کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرتے اور اللہ تعالے نے حق ان کی زبان پر روان کیا تھا اور صدق ان کی ہر شان سے ظاہر فرمایا
تھا یہانتک کہ واللہ ہم لوگ گمان رکھتے تھے کہ کوئی خدائی فرشتہ عمر رضہ کی زبان سے بولتا ہے جب وہ اسلام لائے تو اللہ تعالے نے ان
سے اسلام کو عزت دیدی اور ان کی ہجرت مدینہ سے دین کا قوام ایسا مضبوط ہوا کہ مدینہ کے منافقون کے دلون مین ان کی طرف
سے خوف سما گیا۔ اور مومنون کے دلون مین ان کی محبت بھر گئی اور رسول اللہ صلعم نے اُن کو جبرئیل ع سے تشبیہ
دی کہ دشمنان خدا و رسول پر بہت سخت و شدید تھے اللہ تعالے ان دونون اصحاب پر رحمت فرماوے +

[1] یہ اشارہ ہے کہ حضرت طلحہ وغیرہ بعض نے حضرت ابو بکر رضہ سے کہا تھا کہ عمر رضہ کو آپ خلیفہ کرتے ہین۔ وہ بہت سخت مزاج ہین اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہین۔ بلکہ جس کو آپ خلیفہ کرین وہی ہمارا پسندیدہ ہے ۱۲

التمنی للنبی علیہ لعن اللہ من اضمر لھما الا الحسن الجمیل لخار رسول اللہ وصاحبا و وزیراہ رحمۃ اللہ علیھما ثم نھض
دامع العینین یبکی قابضا علی یدی حتی دخل المسجد فصعد المنبر فجلس علیہ متمکنا قابضا علی لحیتہ وھو ینظر فیھا و
ھی بیضاء حتی اجتمع لہ الناس ثم قام فتشھد بخطبۃ موجزۃ بلیغۃ ثم قال ما بال اقوام یذکرون
سیدی قریش وابوی المسلمین ما انا متنزہ ومما قالوا بری وعلی ما قالوا معاقب اما و
الذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ لا یحبھما الا مومن تقی ولا یبغضھما الا فاجر ردی صحبا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدق والوفاء یامران وینھیان ویغضبان ویعاقبان ما یجاوزان فیما یصنعان
رأیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یری کرأیھما رأیا
ولا یحب لحبھما احدا مضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو راض عنھما ومضیا والمومنین عنھما
راضون امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ المومنین فصلی بھم تسعۃ ایام فی حیوۃ رسول ا
صلی اللہ علیہ وسلم فلما قبض اللہ نبیہ واختار لہ ما عندہ ولاہ المومنون ذلک وفوضوا الیہ الزکوۃ ثم اعطوہ البیعۃ

ز فانما

ترجمہ جو نبی صلعم کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی اُن کی طرف سے سوائے بہتر وخوبی کے کوئی بات دل مین مضمر کرے اُس پر اللہ
کی لعنت ہے وہ دونون تو رسول اللہ صلعم کے صحابی برادر اور وزیر تھے اللہ تعالی اُن پر رحمت فرماوے۔ پھر اسی طرح
آبدیدہ روتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور چل کر مسجد مین داخل ہو کر منبر پر چڑھے اور اچھی طرح تمکن سے اُس پر بیٹھ گئے اور
اُس وقت اپنی سفید داڑہی ہاتھ مین لیئے ہوئے اُس کی طرف نگاہ رکھتے تھے۔ یہانتک کہ لوگ آکر آپ کے گرد جمع ہوئے۔ پھر
کھڑے ہو کر مختصر موجز بلیغ خطبہ سے اللہ و رسول کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ بعض اقوام کی یہ کیا حرکت ہے کہ ابوبکر وعمر کو جو قریش
(مہاجرین) کے سردار اور مسلمانون کے باپ مین ایسے نقص سے ذکر کرتے ہین کہ مین اُس سے بری وبیزار ہون اور ان اقوام کو
ایسی گفتگو پر سزا دونگا۔ خبردار ہو جاؤ کہ قسم اُس پاک عزوجل کی جس نے دانہ اُگایا اور انسان پیدا کیا ہے کہ ابوبکر وعمر سے وہی محبت کریگا
جو مومن متقی ہے اور ان دونون سے وہی بغض رکھیگا جو فاجر ردی ہے ان دونون نے کامل صدق ووفا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا حق صحبت ادا کیا۔ پھر کبھی رسول اللہ صلعم کے رائے وحکم سے تجاوز نہ کیا درحالیکہ امر بالمعروف کرتے رہے اور منکر سے منع
کرتے اور غصے بھی ہوتے اور سزا بھی دیتے تھے مگر رسول اللہ صلعم کی رائے سے تجاوز نہ کرتے اور رسول اللہ صلعم بھی اُن کی رائے
کے مثل کسی کی رائے نہین دیکھتے تھے اور رسول اللہ صلعم ان دونون سے جیسی محبت کرتے ویسی کسی سے نہین رکھتے تھے پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کو گئے درحالیکہ ان دونون سے بہت راضی تھے پھر یہ دونون آخرت کو گئے درحالیکہ سب مومنین اُن سے بہت
راضی تھے اور جب رسول اللہ صلعم بیمار ہوئے یعنی مرض وفات مین تو ابوبکر رضہ کو حکم دیا کہ مومنون کو نماز پڑہا دین پس آنحضرت کی زندگی
مین نو دن تک ابوبکر رضہ نے مومنون کو نماز پڑھائی پھر جب اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر صلعم کو اُٹھا لیا اور اپنی یہان کی نعمت آپکے لیے پسند فرمائی
تو مومنون نے ابوبکر رضہ کو اپنا متولی (خلیفہ رسول اللہ بنایا اور (مثل رسول اللہ کے) ابوبکر کو زکوۃ سپرد کی اور خوشی کیساتھ اُن کو

وهي عند العقلاء رموز واشارات الى حقائق خفية وان من تقاعد عقله عن الغوص على الخفايا والاسرار والبواطن والاغوار وقنع بظواهرها كان تحت الاغلال التي هي تكليفات الشرع ومن ارتقى الى علم الباطن انحط عنه التكليف واستراح من اعبائه قالوا وهم المرادون بقوله تعالى

ويضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم ومرادهم ان ينزعوا عن العقائد موجب الظواهر ليقدروا بالتحكم بدعوى الباطن على ابطال الشرائع الاسم الثاني الاسماعيلية قال المصنف نسبوا الى زعيمهم يقال له محمد بن اسماعيل بن جعفر ويزعمون ان دور الامامة انتهى اليه لانه سابع واحتجوا بان السموات سبع والارضين سبع وايام الاسبوع سبعة فدل على ان دور الائمة يتم بسبعة وعلى هذا فما يتعلق بالسابع بالمنصور فيقولون العباس ثم ابنه عبد الله ثم ابنه علي ثم ابنه محمد بن علي ثم ابراهيم ثم السفاح ثم المنصور فذكر ابو جعفر الطبري في تاريخه قال قال علي بن محمد عن ابيه ان رجلا من الريوندية اتى اليه وزعم ان الروح كانت في عيسى كان يقال له الابلق وكان ابرص فتكلم بالغلو ودعى الريوندية اليه وزعم ان الروح التي كانت في عيسى بن مريم صارت في علي بن ابي طالب ثم في الائمة واحدا بعد واحد الى ابراهيم بن محمد واستحلوا المحرمات وكان الرجل منهم يدعو الجماعة الى منزله فيطعمهم ويسقيهم ويحملهم على امرأته

ترجمہ اور وہ عاقلون کے نزدیک رموز و اشارات بحقائق خفیہ ہین۔ اور جس شخص کی عقل ان حقائق تک نہ پہونچے۔ تو وہ ظاہری تکلیفات شرع کے تحت مین گرفتار رہی گا۔ اور جو کوئی علم باطن تک پہونچ گیا۔ اُس سے تکلیفات شرعی ساقط ہو جاتی ہیں اور کہا کہ قولہ تعالے یضع عنہم اصرھم الآیہ مین یہی لوگ مراد ہین اور اُس گمراہ فرقے کا مطلب یہ ہی کہ اس ذریعے سے جب ظاہری احکام کا موجب نہ رہا تو شریعت کو مٹانے پر قابو حاصل ہوگا (**دوم**) اسماعیلیہ کیونکہ اُن کا یہ زعم ہی۔ کہ محمد بن اسمٰعیل بن جعفر کی طرف منسوب ہین (مترجم کہتا ہے کہ دیگر کتب مین اسمٰعیل بن جعفر بن محمد الباقر لکھا ہے) اور یہ لوگ مدعی ہین کہ امامت کا دورہ اسی بزرگ پر منتہی ہوا ہے کیونکہ یہ شخص ساتوان ہے اور ساتوین پر خاتمہ ہوتا ہے اس لیئے کہ آسمان سات ہین اور زمین سات اور ہفتہ سات دن ہے۔ تو امامت کا دورہ [illegible] پر تمام ہوا۔ وعلی ہذا منصور عباسی سے اسی معاملہ کا تعلق ہوا چنانچہ عباس کا فرزند عبد اللہ رضی اللہ عنہما۔ پھر علی بن عبد اللہ پھر محمد بن علی پھر ابراہیم بن محمد پھر سفاح پھر منصور یعنی منصور ساتوان ہوتا ہے پس ابو جعفر طبری نے تاریخ مین ذکر کیا کہ علی بن محمد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ راوندیہ مین سے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور زعم کیا کہ تو ہی وہ رُوح ہے۔ جو عیسےٰ ؑ سے متعلق ہوئی تھی اور اس شخص کو ابلق کہا کرتے تھے۔ کیونکہ جا بجا اس مین برص کے داغ تھے۔ پھر یہ شخص گیا۔ اور راوندیہ کو اس گمراہی کی طرف بلایا۔ اور بیان کیا۔ کہ جو رُوح عیسےٰ بن مریم مین تھی۔ وُہ علی بن ابی طالب مین آئی۔ پھر یکے بعد دیگرے اماموں مین آتی رہی۔ یہان تک کہ ابراہیم بن محمد مین پہونچی اور اس فرقہ نے محرمہ عورتون وغیرہ کو حلال کر لیا۔ حتے کہ ان مین سے بعض شخص ایک جماعت کو دعوت کے لیے اپنے یہان بلاتا۔ اور اُن کو کھانا کھلا کر شراب پلا کر اپنی عورتون کے پاس پہونچا دیتا +

وحرقتنا المضی علی سبیلهما فمن احبنی فلیحبهما ومن لم یحبهما فقد ابغضنی وانا منه بریٔ ولو کنت تقدمت الیکم فی امرهما لعاقبت علی هذا اشد العقوبة الا فمن اتیت به یقول بعد هذا الیوم فان علیه ما علی المفتری الا وخیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر وعمر ثم الله اعلم بالخیر این هو اقول قولی هذا واستغفر الله لی ولکم وفی الحدیث عن ابی سلیمن الهمدانی عن علی قال یخرج فی اخر الزمان قوم لهم نبز یقال لهم الرافضة ینتحلون شیعتنا ولیسوا من شیعتنا وایة ذلک انهم یشتمون ابابکر وعمر این ما ادرکتموهم فاقتلوهم فانهم مشرکون **ذکر تلبیس ابلیس علی الباطنیة** قال المصنف الباطنیة قوم یتسترون بالاسلام ومالوا الی الرافض وعقائدهم واعمالهم تباین الاسلام بالمرة فمحصول قولهم تعطیل الصانع وابطال النبوة والعبادات وانکار البعث ولکنهم لا یظهرون هذا فی اول امرهم بل یزعمون ان الله حق وان محمدا رسول الله والدین صحیح لکنهم یقولون لذلک سر غیر ظاهر وقد تلاعب بهم ابلیس فبالغ وحسن لهم مذاهب مختلفة ولهم ثمانیة اسماء **الاسم الاول الباطنیة** سموا بذلک لانهم یدعون ان لظواهر القران والاحادیث بواطن تجری من الظواهر مجری اللب من القشر انما بصورتها توهم الجهال صورا جلیة

ترجمہ اور ہم کو ان ہی کے طریقہ پر اپنی منزل مقصود کو پہونچنا نصیب کرے اب ان دونون کی مثل تمہارے واسطے کون ہے آگاہ رہو کہ جو کوئی مجھ سے محبت کرتا ہو وہ ضرور ان دونون سے محبت کرے اور جو کوئی ان دونون سے محبت نہ کرے تو واللہ اس نے مجھ سے بغض و دشمنی کی اور مین بھی اس سے بیزار ہون اور اگر مین نے پہلے سے یہ بات تم سے کہدی ہوتی تو اس وقت جب مین نے بعض لوگون کی بدگوئی سنی تھی تو بدگو کو سخت مناسب کی سزا دیتا ولیکن اب خبردار رہو کہ اگر آیندہ مین نے کسی بدگو کا حال سنا اور وہ ثابت ہو گیا تو اس پر مین وہ سزا شدید قائم کرون گا جو مفتری کی جاتی ہے (یعنی پاک پاکیزہ مرد و عورت کو بہتان لگانے والے کی سزا اسّی کوڑے) اور آگاہ رہو کہ اس امت مین بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہین پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ جانے کہ بہتری کہان ہے اقول قولی هذا واستغفر اللہ لی ولکم حضرت امیر المومنین **علی** رضہ سے روایت ہے کہ آخر زمانہ مین ایک قوم ہوگی جو ہمارے شیعہ دوستدار ہونا ظاہر کرین گے بدگوئی کرین گے وہ رافضہ کہلاوین گے وہ لوگ ہرگز ہمارے شیعہ نہین ہین اور ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ لوگ حضرت ابوبکر و عمر کو برا کہین گے ان کو تم جہان کہین پاؤ قتل کرنا کیونکہ وہ لوگ مشرک ہین **باطنیہ فرقہ پر تلبیس ابلیس کا بیان** مصنف نے کہتا ہے کہ باطنیہ ایک فرقہ ہے جس نے اسلام کے پردے مین آپنے آپ کو چھپایا۔ اور رفض کی طرف جھکے اور ان کے عقائد و اعمال سب اسلام سے بالکل مخالف ہین چنانچہ ان کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ صانع بیکار ہے اور نبوت باطل ہے اور عبادات بے فائدہ ہین اور بعث و حشر نہ ہوگا۔ ولیکن وہ لوگ ابتدا یہ باتین کسی سے ظاہر نہین کرتے بلکہ ظاہر یہ کرتے ہین کہ اللہ حق ہے اور محمد رسول اللہ ہین اور دین صحیح ہے ولیکن باطن مین خفیہ ان سب کے منکر ہین اور ابلیس نے ان کو اپنا مسخرہ بنایا ہے اور پورا مسخرہ کر لیا اور عجب طرح کے واہی مذاہب ان کو پسند آ گئے ہین اور ان کے آٹھ نام ہین **اول** باطنیہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ کہتے ہین کہ قرآن و حدیث کے باطنی معنی ہین اور وہ مغز ہین [illegible] اور قرآن نے اپنی ظاہری صورت سے جاہلون کو ان مسائل مین

الهمدانی

الرافضة

فلما دخل قال له اخوه یا بابک قد عملت ما لم یعمله احد فاصبر الآن صبرا لم یصبره احد فقال سترى صبري على المعتصم بقطع یدیه فقطعت یمینه فمسح بالدم وجهه فسئل عن ذلك فقال خفت ان یرى في وجهي صفرة فیظن اني قد جزعت من الموت فقطعت اربعته ثم ضربت عنقه وضرمت علیه النار وفعل مثل ذلك باخیه فما فیهما من صاح و بقي من البابکیة جماعة یقال ان لهم لیلة في كل سنة یجتمع فیها رجالهم ونساؤهم ثم یطفئون السرج ثم ینتهبون النساء فیثب كل رجل منهم الى امرأة ویزعمون ان من احتوى على امرأة استحلها بالاصطیاد لان الصید مباح الاسم الخامس المحمرة قال المصنف سموا بذلك لانهم صبغوا ثیابهم بالحمرة في ایام بابک

الاسم السادس

القرامطة وقال المصنف للمورخین في سبب تسمیتهم بهذا قولان احدهما ان رجلا من ناحیة خراسان قدم سواد الکوفة فاظهر الزهد ودعا الى امام من اهل بیت الرسول علیه السلام ونزل على رجل یقال له کرمیته لقب بهذا لحمرة عینیه وهو بالنبطیة حار العین فاخذه امیر تلك الناحیة فحبسه وترك مفتاح البیت تحت رأسه ثم نام فرقت له جاریة فاخذت المفتاح ففتحت البیت واخرجته وردت المفتاح الى مکانه فلما طلب لم یوجد فازداد افتتان الناس به فخرج الى الشام فسمي کرمیته

ترجمہ بغداد روانہ کیا۔ اُس وقت اُس کے بھائی نے کہا کہ اے بابک تونے وہ کام کیا جو کسی نے نہین کیا۔ اب تجھے ایسا صبر بھی کرنا چاہیئے جو کسی نے نہ کیا ہو۔ بابک نے کہا کہ اچھا تو میرا صبر دیکھے گا۔ پس معتصم نے اُس کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیا تو اُس نے خون سے اپنا منہ رنگ لیا۔ لوگون نے پوچھا تو اُس نے کہا کہ ایسا نہ ہو میرے چہرے پر زردی نظر آوے۔ تو یہ کہا جاوے کہ بابک موت سے ڈر گیا۔ پھر اُس کے چارون ہاتھ پاؤن کاٹے گئے۔ اور گردن ماری گئی اور آگ مین جلا دیا گیا اور اُس کے بھائی کا بھی یہی انجام ہوا اور باوجود اس کے اُن مین سے کسی کے مُنہ سے چیخ کی آواز نہین نکلی **مصنف** نے کہا کہ بابکیہ مین سے ایک جماعت باقی رہی ہے اور کہتے ہین کہ سال مین ان کی ایک رات خوشی کی مقرر ہے (یہ عید غدیر خم کے نام سے معروف ہے) اس مین عورتین اور مرد سب ایک مکان مین جمع ہوتے ہین [illegible] گل کر دیتے ہین اور ہر ایک مرد دوڑ کر ایک عورت کو گرفتار کر کے اُس کے ساتھ [illegible] کرتا ہے اور کہتے ہین کہ حلال ہونا بطور شکار کے ہی کیونکہ شکار مباح ہے (**پانچوان نام**) محمرہ ہے۔ اس لیے کہ اُنھون نے بابک کے زمانہ مین اپنے کپڑے سُرخ رنگے تھے (**چھٹا نام**) قرامطہ اس نام کی وجہ تسمیہ مورخین کے نزدیک دو ہین۔ ایک یہ کہ خراسان کا ایک شخص سواد کوفہ مین گیا وہان عابد زاہد بن گیا اور لوگون کو اہل بیت کے امام کی طرف بلایا اور ایک شخص مسمی کرمیہ کے یہان اُتر اتھا جس کو آنکھ کی سُرخی کی وجہ سے کرمیتہ کہتے تھے اس لیئے کہ دیہات کی زبان مین اس کے یہی معنی ہین پھر اس نواح کے سردار نے اُس کو گرفتار کر کے قیدخانہ مین ڈالا اور قفل کی کنجی اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لی پھر سردار کی لونڈی نے ترس کھا کر کنجی نکال کر قیدخانہ کھول کر اُس کو بھگا دیا۔ اور دروازہ بند کر کے کنجی بدستور اپنی جگہ رکھدی۔ صبح کو جب یہ امر مشہور ہوا تو لوگ زیادہ معتقد ہو کر فتنہ مین پڑے۔ اور شخص مذکور شام مین پہونچا۔ اور وہان اپنے میزبان کرمیتہ کے نام سے

فبلغ ذلك لبيد بن عبد الله فقتلهم وصلبهم فلم يزل ذلك فيهم الى اليوم وعبدوا ابا جعفر و صعدوا الخضراء والقوا انفوسهم كانهم يطيرون فلا يبلغون الى الارض الا وقد هلكوا وخرج جماعتهم على الناس في السلاح واقبلوا يصيحون يا ابا جعفر انت انت **الاسم الثالث السبعية** لقبوا بذلك لامرين احدهما اعتقادهم ان ادوار الامامة سبعة سبعة على ما بينا وان الانتهاء الى السابع هو اخر الادوار وهو المراد بالقيامة وان تعاقب هذه الادوار لا اخر له والثاني لقولهم ان تدبير العالم السفلي منوط بالكواكب السبعة زحل ثم المشتري ثم المريخ ثم الشمس ثم الزهرة ثم عطارد ثم القمر **الاسم الرابع البابكية** قال المصنف وهو اسم لطائفة منهم تبعوا رجلا يقال له بابك الخرمي كان من الباطنية واصله انه ولد زنا فظهر في بعض الجبال بناحية اذربيجان سنة احدى ومائتين وتبعه خلق كثير واستفحل امرهم واستباح المحظورات وكان اذا علم ان عند احد بنتا جميلة او اختا طلبها فان بعثها اليه والا بيته واخذها ومكث على هذا عشرين سنة فقتل مائتي الف وخمسة وخمسين الفا وخمسمائة انسان وحاربه السلطان فهزم خلقا من الجيوش حتى بعث المعتصم افسين فحاربه فجاء ببابك وباخيه في سنة ثلث وعشرين

ابابکر استحفل زناہائن

ترجمہ۔ یہ خبر بید بن عبداللہ کو پہونچی۔ تو اُس نے اُن لڑکون کو قتل کر کے سولی دے دی۔ ولیکن اب تک اُن مین جو لوگ باقی ہین اُن کا یہی طریقہ ہے۔ اور ابو جعفر (منصور) کی بندگی کرتے ہین۔ اور انہون نے خضرا پر چڑھکر وہان سے ہاتھ پھٹ پھٹائے جیسے چڑیان باز و پھڑکاتی ہین۔ گویا یہ لوگ اڑتے تھے اور اپنے آپ کو نیچے گرایا۔ اور ہنوز زمین تک نہ پہونچے تھے کہ مر گئے اور ان کی جماعت ہتھیار بند ہو کر لوگون پر نکلی اور چلّانے لگی کہ اے ابو جعفر تم ہو تم ہو (**تیسرا نام**) سبعیہ ہی یہ لقب دو وجہ سے دیا گیا (ایک) یہ کہ ان کا یہ اعتقاد ہی کہ امامت کا دورہ سات سات ہے۔ جیسا کہ ہم نے سابق مین بیان کیا۔ اور ساتوین پر انتہا ہوتی ہی اور یہ آخری دورہ ہے۔ اور قیامت سے یہی مراد ہے اور دورے اسی طرح بے انتہا چلے جائین گے ان کی انتہا نہین ہے یہ سات کی ختم پر ہوتی رہین گی کہین خاتمہ نہوگا وجہ (دوم) یہ کہ ان کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ عالم ارضی کی تدبیر سات ستارون کے حوالے ہے۔ یعنی زحل و مشتری و مریخ و آفتاب و زہرہ و عطارد و قمر اور یہ اسی ترتیب سے ہین۔ **چوتھا نام**۔ بابکیہ یہ ان مین سے ایک گروہ کا لقب ہے یہ لوگ بابک مجوسی کے تابع ہین جو باطنیین مین سے تھا۔ اور اُس کی اصلیت یہ تھی کہ وہ ولد الزنا تھا اور آذربیجان کے نواح مین ایک پہاڑ مین سنہ ۲۰۱ ہجری مین ظاہر ہوا اور بکثرت خلقت اس کے تابع ہو گئی اور اس کا زور کثرت سے بڑھ گیا اور اُس نے ممنوعات کو حلال کر دیا۔ اور جب اُس کو خبر ملتی۔ کہ فلان کے پاس خوبصورت دختر ہے۔ یا بہن ہے۔ تو اُس سے طلب کرتا۔ اگر اُس نے بھیج دی۔ تو خیر۔ ورنہ اُس کو گرفتار کر کے مار ڈالتا۔ اور عورت کو لے لیتا۔ اور اسی حسرا مزادگی پر (۲۰) بیس برس تک اُن پہاڑی قلعون پر قابض رہا۔ اور اُس نے دو لاکھ پچپن ہزار پانچ سو آدمی قتل کیئے۔ اور سلطان نے اس سے لڑائی کی اور اُس نے بہت سے لشکرون کو بھگا دیا۔ آخر معتصم نے افشین سردار کو اُس کی لڑائی کے لیئے مامور کیا۔ افشین نے بابک گرفتار کر کے مع اُس کے بھائی کے سنہ ۲۲۳

فقال اذكر عهدك فاني ملتزم له فقال ان تجعل لي وللامام على نفسك عهد الله وميثاقه ان لا تخرج سر الامام
الذي القيه ولا تفشي سري ايضا فالتزم حمدان عهده ثم ابتدا الداعي في تعليمه فنون جهله حتى استغواه
فاستجاب له ثم انتدب للدعاء وصار اصلا من اصول هذه البدعة فسمي اتباعه القرامطة والقرمطية ثم لم يزل
بنوه واهله يتوارثون مكانه وكان اشدهم باسا رجل يقال له ابو سعيد ظهر في سنة ست وثمانين
ومأتين وقوي امره وقتل ما لا يحصى من المسلمين وخرب المساجد واحرق المصاحف ونهب الحجاج واحدث لاصحابه سننا
واخبرهم بمحالات وكان اذا قاتل يقول قد وعدت النصرة في هذه الساعة فلما مات بنوا على قبره قبة
وجعلوا على رأسها طائرا من جص وقالوا اذا طار هذا الطائر خرج ابو سعيد من قبره وجعلوا عند القبر
فرسا وخلعة وثياب وسلاحا وقد سول ابليس هذه الجماعة انه من مات وعلى قبره فرس حشر راكبا و
ان لم يكن له فرس حشر ماشيا وكان اصحاب ابي سعيد يصلون عليه اذا ذكروه ولا
يصلون على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا سمعوا من يصلي على رسول الله صلى الله عليه وسلم يقولون انأكل
رزق ابي سعيد ونصلي على ابي القسم وخلفه بعده ابنه ابو طاهر ففعل مثل فعله وهجم على الكعبة فاخذ ما

ترجمہ حمدان نے کہا کہ آپ اپنا عہد ذکر کیجیے مین دل وجان سے اُس کو لازم کرلون گا۔ داعی نے کہا کہ تو میرے لیئے اور امام وقت
کے لیٔ اپنی جان پر اللہ تعالیٰ کا عہد و میثاق رکھ کہ تو امام کا بھید جو مین تجھ سے ظاہر کرون وُہ کسی سے بیان نہ کرنا اور میرا بھید بھی کسی سے
مت کہہ حمدان نے اسی طرح عہد و میثاق دیا۔ پھر داعی نے اُس کو ضلالت کے فنون سے تعلیم دینا شروع کیا یہانتک کہ اُس کو راہ سے
گمراہ کرلیا۔ پھر یہ شخص حمدان خود اس گمراہی کا ایک جاہل پیشوا بن گیا اور اس بدعت کا سرغنہ ہوگیا اور اس کے تابعین اسی کے نام سے
قرمطیہ یا قرامطہ کہلانے لگے اور بجائے اس کے برابر اُس کی اولاد و نسل سے قائم مقام ہوتے رہے اور ان مین سے سخت جنگی مکار ایک
شخص ابو سعید قرمطی تھا جو ۲۸۶ سنہ مین ظاہر ہوا۔ اور اُس کا کام مستحکم ہوگیا اور اُس نے بے شمار آدمی قتل کیے اور بہت مسجدین
منہدم کین اور صدہا مصاحف [illegible] اور بہت سے حاجیون کے قافلے لوٹ لیے اور اپنے لوگون کے لیے نئے نئے طریقے
نکالے اور بہت سی محال باتون کو اُن کے ذہن نشین کیا اور جب لڑائی لڑتا تو کہتا کہ مجھے اسی دم فتح وظفر کا وعدہ دیا گیا ہے اور
جب وُہ مرا تو لوگون نے اُس کی قبر پر قبہ بنایا اور اُس پر گچ کی ایک چڑیا بنائی اور لوگون کو بھکایا کہ جب یہ چڑیا اُڑے گی تو اُسی
زمانہ مین ابو سعید اپنی قبر سے نکلے گا اور ان گمراہون نے اُس کی قبر کے پاس گھوڑا و جوڑا و ہتھیار رکھے تھے اور ابلیس نے اس
گمراہ فرقے کے خیال مین یہ بات جمائی کہ جو مرا اور اُس کی قبر کے پاس گھوڑا بندھا اور بھوک سے تڑپ کے مر گیا۔ تو وہ جب اُٹھے گا
تو سوار ہوگا اور اگر گھوڑا نہ ہوا تو پیادہ ٹھوکرین کھائے گا۔ اور ابو سعید مذکور کے تابعین گمراہ جب اُس کا نام آتا تو درود پڑھتے اور
رسول اللہ صلعم کے ذکر مبارک پر درود نہ پڑھتے اور کہتے کہ ہم رزق ابو سعید کا کھائین تو کیون ابو القاسم پر درود پڑھین اور اس کے بعد
اُس کا بیٹا ابو طاہر قائم مقام ہوا اور اُسی کی مانند بدکاریان کرنے لگا یہانتک کہ اچانک اُس نے کعبہ پر ہجوم کیا اور وہان جو کچھ

باسم الذی کان نازلاً علیه ثم خففت فقیل قرمط ثم توارث مکانه اولاده واهله والثانی ان القوم
القبوا بهذا نسبة الی رجل یقال له حمدان قرمط کان احد دعاتهم فی الابتداء فاستجاب له جماعة
فسموا قرامطة وقرمطینه وکان هذا الرجل من اهل الکوفة وکان یمیل الی الزهد فصادفه احد دعاة الباطنیة
فی طریق وهو متوجه الی قریة وبین یدیه بقرة یسوقها فقال حمدان لذلك الراعی وهو لا یعرف اين مقصد الداعی
فذکر قریة حمدان فقال له ارکب بقرة من هذه لئلا تتعب فقال انی لم اؤمر بذلك فقال وکانك
لا تعمل الا بامر قال نعم قال وبامر من تعمل قال بامر مالکی ومالکك ومالك الدنیا والاخرة فقال ذاك اذن هو الله
رب العلمین فقال له صدقت قال فما غرضك فی هذه القریة التی تقصدها قال امرت ان ادعو اهلها
من الجهل الی العلم ومن الضلالة الی الهدی ومن الشقاء الی السعادة وان استنقذهم من ورطات
الذل والفقر واملکهم ما یستغنون به عن الکد فقال له حمدان انقذنی انقذك الله
وافض علی من العلم ما تحیینی به فما اشد احتیاجی الی مثل ما ذکرته فقال ما
امرت ان اخرج السر المخزون الی کل احد الا بعد الثقة به والعهد الیه

ترجمہ منسوب ہوا (تاکہ سواد کوفہ والے اس نام سے وہان پہونچ جاوین) رفتہ رفتہ مخفف ہوکر رمتہ اور معرب ہوکر قرمطہ ہوگیا اور پیچھے
اُس کے اولاد واقارب وہان باقی رہے قول دوم یہ کہ یہ نسبت ایک شخص کی طرف ہے جس کو حمدان قرمط کہتے تھے اور وہ
ابتدا مین باطنیہ کا ایک داعی تھا اس کا کہنا ایک جماعت نے مان لیا تو وہ قرمطی کہلائے اور یہ شخص پہلے تو زہد و فقر کی طرف مائل
تھا ولیکن جاہل تھا اور کوفہ کا رہنے والا تھا اتفاقاً وہان سے ایک گاؤن کو جاتا تھا اور گاؤن کا گلہ اپنے ساتھ لیے جاتا تھا راہ مین
اُس کو باطنیہ فرقہ کا ایک شخص مل گیا وہ بھی اسی گاؤن کا قصد رکھتا تھا تو حمدان نے اس باطنی سے جو باطنیہ فرقہ کی طرف لوگون کو
دعوت کیا کرتا تھا پوچھا کہ آپ کہان جائین گے اور اُس کو یہ نہین معلوم تھا کہ یہ شخص باطنی داعی ہے داعی نے اُس گاؤن کا نام لیا جس
مین حمدان جاتا تھا۔ حمدان نے کہا کہ آپ ان گایون مین سے کسی گاے پر سوار ہو لین تاکہ تھک نہ جائین داعی نے کہا کہ مجھ کو اس
کا حکم نہین دیا گیا ہے حمدان نے کہا کہ آپ کوئی کام بغیر حکم نہین کرتے پھر آپ کس کے حکم پر عمل کرتے ہین داعی نے کہا کہ اپنے
مالک اور تیرے مالک اور دنیا و آخرت کے مالک کے حکم پر عمل کرتا ہون۔ حمدان نے کہا کہ پھر یہ تو اللہ رب العالمین ہے باطنی کذاب منافق
نے کہا کہ ہان تو نے سچ کہا حمدان نے پوچھا کہ جس گاؤن مین آپ جاتے ہین وہان آپ کا کیا مقصد ہے داعی نے کہا کہ وہان کے لوگون کو
جہالت سے علم کی جانب اور گمراہی سے ہدایت کی جانب اور شقاوت سے سعادت کی جانب لاؤن اور اُن کو ذلت و فقیری کے گرداب سے
نکالون اور اُن کو اس قدر دیدون جس کی وجہ سے وہ گداگری سے تونگر ہو جاوین حمدان نے کہا کہ خدا آپ کا بھلا کرے مجھے بھی اس گرداب
جہالت و ضلالت سے نکال لیجیے اور ایسے علم کا فیضان مجھ پر فرمایئے جس سے مین زندہ جاوید ہو جاؤن کیونکہ جو کچھ آپ نے ذکر کیا مجھے اس کی شدید
ضرورت ہے داعی مکار نے کہا کہ مجھ کو یہ حکم نہین ہے کہ حقیقت کا بھید ہر شخص سے ظاہر کرون جب تک اُس پر بھروسہ نہ کر لون اور اُس سے عہد نہ لے لون

وزعمهم ان الانبياء ممخرقون ومنمسون ورأوا امر محمد صلی الله علیه وسلم قد استطار فی الاقطار وانهم قد عجزوا عن مقاومته فقالوا سبيلنا ان ننتحل عقيدة طائفة من فرقهم ازكهم عقولا واسخفهم رأيا واقبلهم للمحالات والتصديق بالاكاذيب وهم الروافض فيتحصن بالانتساب اليهم ونتودد اليهم بالحزن على ما جرى على آل محمد من الظلم والذل ليمكننا شتم القدماء الذين نقلوا اليهم الشريعة فاذا هان اولئك عندهم لم يلتفتوا الی ما نقلوا فامكن استدراجهم الی الانخلاع عن الدين فان بقي منهم معتصم بظواهر القرآن والاخبار اوهمناهم ان تلك الظواهر لها اسرار وبواطن وان الانخداع بظواهرها حمق وانما الفطنة في اعتقاد بواطنها ثم نبث اليهم عقائدنا ونزعم انها المراد بظواهر ما عندكم فاذا تكثرنا بها فالاسهل علينا استدراج باقي الفرق ثم قالوا وطريقنا ان نختار رجلا ممن يساعد على المذهب ويزعم انه من اهل البيت وانه يجب على الخلق كافة متابعته ويتعين عليهم طاعته لكونه خليفة رسول الله صلی الله علیه وسلم والمعصوم من الخطأ والزلل من جهة الله تعالی ثم لا يظهر هذه الدعوة على القرب من جوار هذه الخليفة الذي وسماه بالعصمة

ترجمہ: اوران گمراہون نے دیکھا کہ نبوت وشریعت محمدی کا آوازہ چار دانگ عالم مین شائع ہے اور یہ گمراہ کسی طرح اُسکا مقابلہ نہین کرسکتے ہین توسب نے مل کر یہ تدبیر نکالی کہ اہل اسلام مین سے ایسے فرقے کو چھانٹو جو عقل سے بدنصیب ورائے مین بودا ہو اور محالات کو قبول کرتا ہو۔ اور بغیر سند کی جھوٹی باتون کے قبول کرنے مین مشہور ہو۔ اور ایسا فرقہ اُن کو یہ روافض مل گیا تو یہ تدبیر نکالی کہ ظاہر مین روافض کے عقیدے مین شامل ہون تاکہ قتل عام سے محفوظ ہوجاوین پھر اس فرقہ روافض سے دوستی وچاپلوسی پیدا کرین اور غم وگریہ وماتم اُن واقعات مصیبت مین ظاہر کرین جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ظالمون کے ہاتھون سے پیش آئے ہین اس حیلہ سے بزرگان قدیم کو لعن طعن کرنے کا [illegible] آویگا ---------- جن سے شریعت نقل ہو کر اُن کو حاصل ہوئی ہے۔ اور جب اُنہی پر لعن طعن کرنا اس فرقہ [illegible] کے کانون پر آسان ہوجائے گا۔ توجو کچھ امر شریعت وقرآن اُنہون نے نقل کیا ہے اُس کی قدر بھی اس احمق فرقہ کے دل سے کم ہوجائے گی تب بہت آسانی سے یہ موقع ملے گا کہ اِن کو شریعت سے نکال کر باہر کیا جاوے اور اگر باوجود اس کے بھی ان مین کوئی کوئی ایسا رہے گا جو ظاہر قرآن کا پابند ہے تو اُس پر یہ جال ڈال کر بہکا دین گے کہ ان ظاہر کے اسرار وباطن ہین اور فقط ظاہر پر فریفتہ ہونا حماقت ہی اور دانائی یہ کہ حکمت فلسفہ کے موافق ان کے اسرار پر اعتقاد ہو۔ پھر ہم اپنے عقائد ان مین داخل کردین گے اور کہین گے کہ ظاہر سے مراد یہی اسرار ہین اور اس ذریعے سے باقی قرآن سے منحرف کرنا آسان ہوگا۔ پھر اُنہون نے عملدرآمد کے واسطے ایسے شخص کو تلاش کیا جو اپنے آپ کو اہل بیت مین سے قرار دے اور اس طریقہ رفض مین اُن کا موافق ہو اور دعوے عام یہ رکھا جاوے کہ تمام اُمت پر اس کی متابعت واجب ہے کیونکہ وہ خلیفۂ رسول اللہ ہے اور خطا ولغزش سے معصوم ہے اللہ تعالے نے ہر پیغمبر کیطرح اسکو معصوم کردیا ہی اور ان لوگون نے یہ بھی تجویز کیا کہ اس گڑھے ہوے معصوم خلیفہ کی قرب جوار مین اُسکی

[illegible]

فیہما من الذخائر وقلع الحجر الاسود فحمله الی بلده واوهم الناس انه الله عزوجل الاسم السابع الجرمیة
وجرم لفظ عجمی ینبئ عن الشئ المستلذ المستطاب الذی یرتاح الانسان له ومقصود هذا الاسم تسلیط
الناس علی اتباع اللذات وطلب الشہوات کیف کانت وطی بساط التکلیف وحط اعباء الشرع عن العباد و
قد کان هذا الاسم لقبا للمزدکیة وهم اهل الاباحة من المجوس الذین نبغوا فی ایام قباذ واباحوا النساء
المحرمات واحلوا کل محظور فسمی هؤلاء بهذا الاسم لتشابههم ایاهم فی نهایة هذا المذهب وان خالفوهم فی
مقدماته الاسم الثامن التعلیمیة لقبوا بذلک لان مبدأ مذهبهم ابطال الرأی وافساد تصرف العقول و
دعاء الخلق الی التعلیم من الامام المعصوم وانه لا یدرک العلوم الا بالتعلیم **فصل** فی ذکر السبب الباعث لهم
علی الدخول فی هذه البدعة **قال المصنف** اعلم ان القوم ارادوا الانسلال من الدین فتشاوروا جماعة من
المجوس والمزدکیة والثنویة وملحدة الفلاسفة ستنباط تدبیر یخفف عنهم ما نابهم من استیلاء اهل الدین علیهم
حتی اخرسوهم عن النطق بما یعتقدونه من انکار
الصانع وتکذیب الرسل وجحد البعث

ترجمہ چڑھاوا تھا۔ سب لوٹ لیا اور حجر اسود کو اکھاڑ کر اپنے شہر مین لے گیا اور لوگون کے ذہن مین جمایا کہ وہی اللہ تعالےٰ
ہے (**ساتوان نام**) جرمیہ ہے اور جرم عجمی لفظ ہے جس کے معنی لذیذ عیش کی چیز جس کے واسطے آدمی کا نفس راغب
ہوتا ہے۔ اور اس نام سے قصد یہ تھا کہ لوگ ہر قسم کی لذت وشہوت حاصل کرین جس طرح اُن کو حاصل ہو سکے اور شرع مین جس پرہیزگاری
پابندی کے لئے انسان مہذب کیا گیا ہے یہ سب نے کر دیا اور بندون سے شرعی خلعت اُتار ڈالی اور اصل مین یہ لفظ مجوسی مزدکیہ فرقہ
کا تھا۔ جنہون نے مجوس کو ہر قسم کے فواحش مباح کر دیے تھے یہ لوگ قباد بادشاہ کے زمانے مین نکلے تھے اور جہان کی سب
عورتین ہر شخص کے لئے مباح کر دی تھین اور ہر ممنوع چیز حلال کر دی تھی تو انہین کی مشابہت سے اس فرقۂ باطنیہ کا نام
رکھا گیا کیونکہ اگرچہ ابتدائی تصور مین باطنیہ ومزدکیہ مین اختلاف ہو۔ لیکن ان کے انتہائی آئین کا انجام ایک ہی ہے +
(**اٹھوان نام**) تعلیمیہ ہے یہ لقب اس لیے دیا گیا کہ ان کے مذہب کی بنیاد اسی پر ہے کہ عقل کو بالائے طاق رکھین اور کچھ
بھی سمجھ سے کام نہ لین اور جو کچھ امام معصوم کہے اُسی کو قبول کرین اور اُسی کی تعلیم کی طرف خلق کو دعوت کرین اور اسی کی تعلیم کے بغیر علم
نہین حاصل ہوتا **فصل** اس بات کا بیان کہ کیسے لوگ اس بدعت ضلالت مین داخل ہوئے یعنی اس ضلالت کو ایجاد کرنے مین
باطنیون کا کیا مطلب تھا۔ **مصنف** رح نے کہا۔ کہ اس قوم نے دین وشریعت سے جدا ہو جانے کا قصد کیا۔ تو
اس کے لیے مجوس اور مزدکیہ وثنویہ وملاحدہ فلاسفہ کے لوگون سے مل کر مشورہ کیا۔ کہ ایسی کوئی تدبیر نکالین۔
کہ اس پریشانی سے نجات ہو۔ جو اہل اسلام کے استیلا سے اُن پر طاری ہوئی ہے۔ کیونکہ اہل اسلام
نے عمدہ دلائل سے انکار خدائی وانکار رسالت وحشر مین اُن کی زبان گونگی کر دی

او شخص یحب الترفع عن مقامات العوام ویروم بزعمہ الاطلاع علی الحقائق اور افضی یتدین لسب الصحابۃ او ملحد من الفلاسفۃ والثنویۃ والمتحیرین فی الدین او من قد غلب علیہ حب اللذات وثقل علیہ التکلیف

فصل فی ذکر نبذۃ من مذاھبھم قال ابو حامد الطوسی الباطنیۃ قوم یدعون الاسلام ویمیلون الی الرفض وعقائدھم واعمالھم تباین الاسلام فمن مذاھبھم القول بالھین قدیمین لا اول لوجودھما من حیث الزمان الا ان احدھما علۃ لوجود الثانی قالوا والسابق لا یوصف بوجود ولا عدم ولا ھو موجود ولا ھو معدوم ولا ھو معلوم ولا ھو مجھول ولا ھو موصوف ولا ھو غیر موصوف وحدث من السابق الثانی وھو اول مبدع ثم حدثت النفس الکلیۃ وعندھم ان النبی عبارۃ عن شخص فاضت علیہ من السابق بواسطۃ الثانی قوۃ قدسیۃ صافیۃ وزعموا ان جبرائیل عبارۃ عن العقل الفائض علیہ لا انہ شخص واتفقوا علی انہ لا بد فی کل عصر من امام معصوم قائم بالحق یرجع الیہ فی تاویل الظواھر مساوی النبی فی العصمۃ وانکروا المعاد وقالوا معنی المعاد عود الشیء الی اصلہ وتعود النفس الی اصلھا واما التکلیف فالمنقول عنھم الاباحۃ المطلقۃ واستباحۃ المحظورات

ترجمہ یا وہ ایسا شخص ہوتا ہے جس کے نفس میں عوام الناس کے مراتب سے بڑھ جانے اور افزون رتبہ ہونیکی خواہش ہوتی ہے- اور وہ اپنے خیال میں حالات پر مطلع ہونیکا قصد کرتا ہے- یا وہ رافضی ہے کہ اس کے نزدیک اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا بڑی عبادت ہے یا وہ فلسفی- یا ثنویہ یا حماقت سے منافقانہ دین میں متحیر ہے یا وہ شخص ہے جسپر شرعی پابندی بوجھل معلوم ہوتی ہے- اور فحش لذات کی چاٹ رکھتا ہے (تو ایسے لوگ ان باطنیہ ملاحدہ کی دام فریب میں گرفتار و خوار ہو جاتے ہیں) **فصل** ملاحدہ باطنیہ کے مذہبی بعض اعتقادات کا ذکر- شیخ ابو حامد الطوسی نے کہا کہ باطنیہ ایک قوم ہے جو منہ سے تو اسلام کا دعوی کرتے ہیں مگر ان کے عقیدے و اعمال بالکل اسلام سے مخالف و مبائن ہیں اور ظاہر میں رفض کی طرف مائل ہیں ان کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ خدا [illegible] ہیں اور زمانے کے لحاظ سے ان کے وجود کی ابتدا نہیں ہے ولیکن باوجود اس ایک علت ہے دوسرے کے واسطے اور کہتے ہیں جو سابق ہے اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وجود ہے یا عدم ہے نہ موجود ہے نہ معدوم ہے اور نہ مجہول ہے نہ معلوم ہے اور نہ موصوف ہے نہ غیر موصوف ہے اور اسی سابق سے دوسرا پیدا ہوا اور یہ اول موجود ہے پھر نفس کلیہ کا وجود ہوا ان کے نزدیک نبی ایک ایسا شخص ہے جسپر خدای اول سے بواسطہ خدای دوم کے قوت قدسیہ صافیہ فائض ہوئی اور کہتے ہیں کہ جبرئیل اس عقل کو کہتے ہیں جو نبی پر فائض ہوئی- وہ کوئی ذات نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ ہر زمانہ میں اسی نبی کے مثل امام معصوم ضرور ہونا چاہئے جو حق کے ساتھ قائم ہو اور وہی ظاہر کی تاویل بتلایا کرے اور کہتے ہیں کہ آخرت و قیامت کوئی چیز نہیں ہے- بلکہ کہتے ہیں کہ معاد کے معنی یہ ہیں کہ کوئی چیز اپنی اصل کی طرف عود کرے اور نفس بھی اپنے اصل کی طرف عود کرتا ہے اور احکام شریعت سے مکلف ہونا تو کہتے ہیں کہ ہر چیز مطلقاً مباح ہے اور جو چیزیں حرام کہی جاتی ہیں سب مباحات ہیں ✣

فان قرب الدار يهتك الاستار واذا بعدت الشقة وطالت المسافة فمتى يقدر المستجيب الدعوة ان يفتش حال الامام او يطلع على حقيقة امره وقصدهم بهذا اكل الملك والاستيلاء على اموال الناس والانتقام منهم لما عاملوهم به من سفك دمائهم ونهب اموالهم قديما فهذا غاية مقصدهم ومبدأ امرهم فصل قال المصنف وللقوم حيل في استنزال الناس فهم يميزون من يجوز ان يطمع في استدراجه ممن لا يطمع فيه فاذا طمعوا في شخص نظروا في طبعه فان كان مائلا الى الزهد دعوه الى الامانة والصدق وترك الشهوات وان كان مائلا الى الخلاعة قرروا في نفسه ان العبادة بله وان الورع حماقة وانما الفطنة في اتباع اللذات من هذه الدنيا الفانية ويثبتون عن ذي مذهب ما يليق بمذهبه ثم يشككونه فيما يعتقده فيستجيب لهم اما رجل بله او رجل من ابناء الاكاسرة واولاد المجوس قد انقطعت دولة اسلافه بدولة الاسلام او رجل يميل الى الاستيلاء ولا يساعده الزمان فيعدونه بنيل آماله

ترجمہ کیونکہ جس قدر گھر نزدیک ہو۔ اُسی قدر زیادہ پردہ فاش ہوتا ہے اور جب مسافت دراز ہوگی اور تکلیف شدید لازم آوے گی تو جو شخص اُس کی دعوت کرنے وہان گیا ہے کب کسی کو خیال ہوگا۔ کہ داعی کے ساتھ جاکر معصوم امام کا حال دریافت کرے یا اُس کی حقیقت حال سے مطلع ہو (بلکہ فلسفی داعی پر اکتفا کرین گے) ان سب باتون سے اس ملحد فرقہ کا مطلب یہ ہے کہ لوگون کے مال وملک پر مستولی ہوجاوین اور جیسے قدمائے اسلام نے ان ممالک کو فتح کرکے اموال غنیمت ان قوام سے حاصل کیے اور جہادون مین ان کے باپ دادے قتل کیے تھے تو اب حیلہ سے ان موجودین مسلمانون سے انتقام لین یہ اس فرقہ کی ابتدا اور اُن کے مقصود کی انتہا ہے (مترجم کہتا ہے کہ ممالک ایران وغیرہ مین بعض فرقہ روافض نے اس فرقہ اسمٰعیلیہ باطنیہ کے بہت سے مسائل وعقائد وخرافات لے کر اپنی یہان داخل کیے ہین نعوذ باللہ من [illegible]) **فصل مصنف** کہتا ہے کہ اس قوم بدکار کے حیلے لوگون کے پھانسنے مین عجیب ہین اور ایسے احمق کو جو [illegible] فریب مین آجائے گا دوسرے سے تمیز کر لیتے ہین اور جب وہ اُن کی کسوٹی پر آیا تو اس جاہل کی طبیعت دیکھتے ہین اگر دیکھا کہ وہ زہد و ترک دنیا کی طرف راغب ہے تو اُس کو امانت وصدق گفتار و ترک شہوات کی دعوت کرتے ہین اور اگر دیکھا کہ وہ بیباکی اور شہوت کی طرف مائل ہے تو اُس کو فلسفی اُلجھاؤ سے قائل کرتے ہین کہ عبادت بیوقوفی اور تقوے حماقت ہے اور دانائی یہ ہے کہ نفس کو ناحق اس دنیا کی لذات سے محروم نہ کرے اور ہر مذہب والے کے نزدیک اُس کے مذہب کے موافق تقریرین کرکے قائل کرتے ہین اور جب یہ جاہل ان کے فریب مین یہ شک کرنے لگتا ہے کہ وہ پہلے کیسے نادانی کے عقیدہ مین پھنسا تھا تو اُن کی دعوت قبول کر لیتا ہی اور قبول کرنیوالا یا تو اُجڈ سخت دل بیوقوف ہوتا ہی یا سابق کی ایرانی بادشاہون یا مجوس کی اولاد مین سے ہوتا ہی جس کے باپ دادے کی سلطنت بوجہ اسلام کے فوت کر جاتی رہی یا ایسا شخص جسکا دلی شوق یہ کہ کسی شہر یا قلعہ پر مسلط ہوجاوے۔ ولیکن زمانہ اُس کی مساعدت و موافقت نہین کرتا تو یہ لوگ اُسکو

فيكون معهم مناظرة وانما اخترعوا واقعاتهم ما ارادوا فان اتفقت مناظرة لاحدهم فليقل لهم اعرفتم هذه الاشياء التي تذكرونها عن ضرورة او عن نظر او عن نقل عن الامام المعصوم فان قلتم ضرورة فكيف خالفكم ذووا العقول السليمة ولو ساغ للانسان ان يدعي الضرورة في كل ما يهواه جاز لخصمه دعوى الضرورة في نقض ما ادعاه وان قلتم بالنظر فالنظر عندكم باطل لانه تصرف بالعقل وقضايا العقول عندكم لا يوثق بها وان قالوا عن امام معصوم قلنا فالذي دعاكم الى قبول قوله بلا معجزة وترك قول محمد صلى الله عليه وسلم مع المعجزات ثم ما يؤمنكم ان يكون ما سمع من الامام المعصوم له باطن غير ظاهر ثم يقال لهم هذه البواطن والتاويلات يجب اخفاؤها ام اظهارها فان قالوا يجب اظهارها قلنا فلم كتمها محمد صلى الله عليه وسلم فان قالوا يجب اخفاؤها قلنا ما وجب على رسول الله صلى الله عليه وسلم اخفاؤه فكيف جاز لكم افشاؤه قال ابن عقيل هلك الاسلام بين الطائفتين الباطنية والظاهرية فاما اهل الباطن فانهم عطلوا ظواهر الشرع بما ادعوه من تفاسيرهم التي لا برهان لهم عليها حتى لم يبق في الشرع شيء الا وقد وضعوا وراءه معنى حتى اسقطوا ايجاب الواجب والنهي عن المنهي

ترجمہ تاکہ حق بات ظاہر کرنے کے لیئے اُن سے گفتگو ہو بلکہ ان لوگون نے تو اپنے ذہن مین ایک مضمون باندھکر اُس کے موافق سب واقعات گھڑ کے بنا لیے ہین (یعنی شریعت کی اصول قرآن وحدیث اصلی ہین تو ان کے سمجھنے مین جس فرقہ کو غلطی ہوئی اُس کے ساتھ مناظرہ ہو سکتا ہے اور اس فرقہ نے خود روایتین بنائین کہ مثلاً خدا نے ایک قرآن فاطمی بھیجا تھا اُس مین یہ صاف لکھا تھا اور اس قرآن مین موجود ہے الم ذلک الکتاب اس سے وہ عہد نامہ مراد ہے جو الف اللہ نے ل جبرئیل و م محمد کی گواہی سے علی رض پر عہد لیا تھا کہ آیندہ تلوار نہ کھینچین اور ظلم وذلت برداشت کرین الغرض اسی قسم کے واہیات بنا لیے تو اُن [illegible] سے کچھ مطلب نہین بلکہ جو باتین اپنے علم باطنی مین بیان کرتے ہین وہ دین ہین تو اس فرقہ سے کیا مناظرہ ہو سکتا ہے) اور بلعام یا عبید [illegible] سے بحث ہو تو کہے کہ تم نے یہ چیزین کہان سے پائین آیا تم کو بدیہی مل گئین یا نظر کرنے سے یا کسی امام معصوم سے اگر کہین کہ بدیہی ہین [illegible] کیونکہ عقل سلیم والے اُن کے معتقدات کے مخالف ہین اور بدیہی مین کوئی عقل والا اختلاف نہین کرتا ہے آفتاب اور اگر خالی دعوی سے کچھ ثبوت ہو [illegible] تمہاری برعکس جو بھی دعوی کرے جائز ہو جاوے اور اگر تم نے نظری دلیل سے ثابت کیا تو اسکو تم باطل کہتے ہو کیونکہ وہ [illegible] ہے اور عقلی قضایا تمہارے اصول مین وثوق کے قابل نہین ہے اور اگر کہین کہ ہمنے امام معصوم سے حاصل کیے تو کہو کہ کیون تم نے محمد صلعم کا قول شریف جو معجزات سے اُن کے ساتھ تھا چھوڑا۔ اور اپنے اس امام معصوم کا قول لے لیا جو بغیر معجزہ ہے اور باوجود اس کے جو کچھ امام معصوم نے بیان کیا شاید اُس کے باطنی معنے ظاہر کے خلاف ہون پھر ان سے کہا جاوے کہ یہ باطنی اسرار جو تم کہتے ہو ان کا چھپانا لازم ہے کہ ظاہر کرنا اگر کہین کہ ظاہر کرنا واجب ہے تو کہنا چاہیئے کہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہین کیون چھپایا اور اگر کہین کہ چھپانا واجب ہے تو کہنا چاہیئے کہ رسول پر جسکا اخفاء واجب تھا تو تم پر افشا کیونکر جائز ہوا ابن عقیل نے کہا کہ اسلام مین باطنیہ و ظاہریہ دونون فرقون سے خرابی پیش آئی چنانچہ فرقہ باطنیہ نے اسلام کا نام رکھکر شرع کو متروک کیا اور اپنی باطنی باطل تفسیرین (جنسے ربط کے مدعی ہوئے جنپر کوئی بھی دلیل نہین ہے) یہانتک کہ ان دشمنون نے شرع کی کوئی چیز نہین باقی رکھی جسکے مقابلہ مین باطنی معنے نہ بنائے ہون یہانتک کہ واجب کا ایجاب و ممنوع کی ممانعت بھی ساقط کر دی +

وقد ينكرون هذا اذا حكى عنهم وانما يقرون بانه لابد للانسان من التكليف فاذا اطلع على بواطن الظواهر ارتفعت التكاليف ولما عجزوا عن صرف الناس عن القرآن والسنة صرفوهم عن المراد بهما الى مخاريق زخرفوها اذ لو صرحوا بالنفي المحض تقبلوا فقالوا معنى الجنابة مبادرة المستجيب بافشاء السر ومعنى الغسل تجديد العهد على من فعل ذلك ومعنى الزنا القاء نطفة العلم الباطن في نفس من لم يسبق معه عقد العهد والصيام الامساك عن كشف السر والكعبة هي النبي والباب علي والطوفان طوفان العلم اغرق به المتمسكون بالشبه والسفينة جزيرة الذي تحصن به من استجاب لدعوته ونار ابراهيم عبارة عن غضب نمرود لا عن نار حقيقة وذبح اسحاق معناه اخذ العهد عليه وعصى موسى حجته وياجوج وماجوج هم اهل الظاهر وذكر غيره انهم يقولون ان الله تعالى لما اوجد الارواح ظهر لهم فيما بينهم كهم فلم يشكوا انه واحد منهم فعرفوه فاول من عرف سلمان الفارسي والمقداد وابوذر واول المنكرين الذي يسمى ابليس عمر بن الخطاب في خرافات ينبغي ان يصان الوقت العزيز عن التضييع بذكرها ومثل هؤلاء لم يتمسكوا بشبهة

ترجمہ ولیکن جب موقع پاتے ہین۔ اس سے انکار کرکے کہتے ہیں کہ ہمارا قول یہ ہے۔ کہ انسان کے واسطے مکلف ہونا ضرور ہے۔ مگر جب وہ حقائق اشیاء سے ماہر ہوا۔ جہان ظاہری نصوص کے معنی باطنی ہین۔ تب اس پر کوئی تکلیف نہین رہتی ہے۔ اور چونکہ وہ لوگوں کو قرآن وحدیث سے منحرف کرتے ہین عاجز تھے۔ اسلئے کہ یہ مکر کا نتھا کہ اپنی ملمع کی ہوئی باتون مین پھنسا کر انہین قرآن و حدیث سے پھیردین اس لئے کہ اگر پہلے ہی سے قرآن وحدیث سے انکار کی تصریح کرتے تو عوام الناس قبول نہ کرتے۔ اور کہتے ہین کہ **جنابت** [illegible] وغسل لازم آتا ہے اُس کے یہ معنی ہین کہ قبول کرنے والا بھید ظاہر کرے اور غسل سے مراد یہ کہ ازسر نو اس خطا [illegible] عہد کرے **زنا** کے معنی یہ کہ علم باطن کا نطفہ ایسے شخص کے پیٹ مین ڈالے جس سے سابق مین عہد لیا گیا ہے اور **صوم** (روزہ) کے یہ معنی ہین بھید کھولنے سے جی روک رکھے **کعبہ** نبی ہین اور **باب** علی ہین۔ **طوفان** سے مراد طوفان علم ہے جس مین شبہہ کے ساتھ تمسک کرنیوالے غرق کیے گئے **سفینہ** وہ جزیرہ ہے جس مین نوح کی دعوت قبول کرنے والے محصور ہوئے تھے۔ **نار ابراہیم** سے مراد نمرود کی غصے کی آگ تھی وہان یہ حقیقی آگ مراد نہین ہے اسحاق کو ذبح کرنے سے یہ مراد کہ اُس سے عہد جدید لیا گیا **عصائے** موسیٰ سے مراد ان کی دلیل وحجت ہے **یاجوج ماجوج** سے مراد علمائے ظاہر ہین۔ واضح ہو کہ سوائے ابو حامد رح کے دوسرون نے ذکر کیا کہ باطنیہ کہتے ہین کہ خدا نے جب ارواح کو پیدا کیا۔ تو خود بھی اُن مین ظاہر ہوا اور انہین کی صورت مین ظاہر ہوا تو کسی نے شک نہ کیا کہ یہ بھی انہی کا ایک ہے اور سب سے پہلے سلمان الفارسی اور مقداد اور ابوذر نے پہچانا اور سب سے پہلے اُس سے عمر نے انکار کیا اس سے باطنی ملحد کا نام ابلیس ہوا اسی قسم خرافات اس ناپاک فرقہ مین بہت ہین مگر [illegible] ہین کہان تک تضیع اوقات کی جاوے اور ان جیسے لوگون نے دلیل چھوڑ کر کسی شبہہ پر بھی

فقتل السلطان بركيارق خلقا منهم بتحقق مذهبهم فبلغت عدة القتلى منهم ثلثمائة ونيفا ونهبت اموالهم فوجد لاحدهم سبعون بيتا من الزلالي المحفور وكتب بذلك كتابا الى الخليفة فتقدم بالقبض على قوم يظن فيهم ذلك المذهب ولم يتجاسر احد ان يشفع فيهم لئلا يظن انه من ذلك المذهب وزاد تتبع العوام لكل من ارادوا وصار كل من في نفسه شئ من انسان يرميه بهذا المذهب فيقصد وينهب واول ما عرف من احوال الباطنية في ايام ملك شاه جلال الدولة انهم اجتمعوا فصلوا صلوة العيد في ساوة ففطن بهم الشحنة فاخذهم وحبسهم ثم اطلقهم ثم اغتالوا مؤذنا من اهل ساوة فاجتهدوا ان يدخل معهم فلم يفعل فخافوه ان ينم عليهم فاغتالوه فقتلوه فبلغ الخبر الى نظام الملك فتقدم باخذ من يتهم في قتله فقتل المتهم وكان نجارا وكانت اول فتكة لهم قتل نظام الملك وكانوا يقولون قتلتم منا نجارا وقتلنا به نظام الملك واستفحل امرهم باصبهان لما مات ملك شاه وآل الامر الى انهم كانوا يسرقون الانسان ويقتلونه ويلقونه في البير وكان الانسان اذا دنا وقت العصر ولم يعد الى منزله يئسوا منه وفتش الناس المواضع فوجدوا امرأة في دار لا تبرح فوق حصير فازالوها فوجدوا تحت الحصير اربعين قتيلا

ترجمہ تو سلطان برکیارق نے ان مین سے بہت لوگوں کو قتل کیا جنہیں باطنیہ کا مذہب ظاہر ہوتا تھا پس مقتولوں کی تعداد تین سو سے اوپر تک پہونچی اور ان کے اموال لوٹ لئے گئے تو ان مین بعض کے پاس پسندیدہ موتیوں کے ستر خانہ ظاہر ہوئے - اور اس بارہ میں خلیفہ کو ایک عرضی لکھی گئی خلیفہ نے حکم دیا کہ جنہیں اس مذہب کا گمان ہی کیا جائے ان کو فوراً گرفتار کرلیا جائے چنانچہ لوگ گرفتار ہوئے اور کسی کو یہ جسارت نہ ہوئی کہ [illegible] اسلئے سفارش کرے اس خوف سے کہ سفارشی پر یہ شبہ نہ ہو کہ ان کے مذہب کی طرف مائل ہے اور عوام نے جس کو چاہا [illegible] مین کچھ بخش تھی اس کی مخبری کردی کہ اسی مذہب مین ہے تو وہ فوراً قتل کیا جاتا - اور اس کا گھر [illegible] سب سے پہلے سلطان جلال الدولہ ملک شاہ کے زمانے مین باطنیہ کا حال کھلا - کہ انہون نے مجتمع ہو کر ساوہ مین [illegible] عید پڑھی [illegible] کوتوال کو اس سے آگاہی ہوئی اُس نے انکو گرفتار کرکے قید خانہ مین ڈالا [illegible] بعد انکو رہا کردیا انہون نے ساوہ کے ایک موذن کو دہوکا دیا اور اسے اپنے مذہب مین شامل کرنیکی بڑی کوشش کی اُسنے انکار کیا تو ڈرے کہ شاید چغلی کہائے لہذا اسکو دہوکے سے قتل کردیا یہ خبر نظام الملک وزیر کو پہنچی تو اس نے ان لوگوں کے قتل کرنے مین پیشقدمی کی جو اس مذہب کے ساتھ متہم تھے چنانچہ متہم لوگ قتل کئے گئے پھر ایک بڑھئی متہم تھا وہ مارا گیا پھر انہون نے ایک مدت بعد نظام الملک کو دہوکے سے مارا اور بعد اسکے کہنے لگے کہ تم نے ہم مین سے بڑھئی مارا ہمنے اسکے عوض مین نظام الملک مارا اور جب ملک شاہ نے انتقال کیا تو اصفہان مین اس فرقہ کا زور بڑھ گیا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ آدمی کو پکڑ کر قتل کر ڈالتے اور کنوئیں مین ڈال دیتے پھر تو یہ تہلکہ پڑا کہ اگر کسی کے گہر مین کوئی آدمی عصر کے قریب تک نہ آگیا تو اس سے مایوس ہو جاتے اور لوگوں نے وہ مقامات تلاش کئے جہاں اس قسم کی کارروائیاں ہوا کرتی تھیں تو انہون نے ایک مکان مین ایک عورت کو پایا جو ہمیشہ ایک بوریئے پر بیٹھی رہتی تھی وہانسے نہین اُٹھتی تھی لوگون نے اسکو گھسیٹکر الگ کیا اور بوریا اوٹھایا تو اسکے نیچے کھڈے مین چالیس مقتول پائے ٭

واما اهل الظاهر فانهم اخذوا بكل ما ظهر مما لا بد من تاويله فحملوا الاسماء والصفات على ما عقلوه والحق بين المنزلتين وهو ان ياخذ بالظاهر ما لم يصرفنا عنه دليل ويرفض كل باطن لا يشهد به دليل من ادلة الشرع قال ولو لقيت مقدم هذه الطائفة المعروفة بالباطنية لم اكن سالكا معه طريق العلم بل التوبيخ والازراء على عقله وعقول اتباعه بان اقول ان للملوك طرقا تسلك ووجوها توصل ووضع الآمال في جهة الناس حمق و معلوم ان هذه الملل التي قد طبقت الارض اقربها شريعة الاسلام التي يتظاهرون بها ويطمعون في افسادها قد تمكنت تمكنا يكون الطمع في تحقيقها فضلا عن ازالتها حمقا فلها يجمع كل سنة بعرفة ويجمع كل اسبوع في الجوامع ويجمع كل يوم في المساجد فمتى تحدثون انفسكم بتكدير هذا البحر الزاخر وتحقيق هذا الامر الظاهر في الآفاق يؤذن في كل يوم على ما يبلغ الوف منابر اشهد ان محمدا رسول الله وغاية ما انتم عليه حديثا في خلوة او متقدم في قلعة ان نبش كلمة رمى راسه وقتل قتل الكلاب فمتى يحدث العاقل منكم نفسه بظهور ما انتم عليه على هذا الامر الكلي الذي طبق البلاد فما اعرف احمق منكم الى ان يجيئ الى باب المناظرة بالبراهين العقلية **فصل قال المصنف** واتهمت جمرة الباطنية المتأخرين في سنة اربع وتسعين واربع مائة

ترجمہ۔ فرقۂ ظاہریہ تو انہوں نے ہر جگہہ ظاہر کو لی لیا حالانکہ اسکی تاویل واجب ہی چنانچہ ظاہریہ نے اسمار وصفات میں بھی وہ معنی لئے جو حواس سے اُن کی سمجھہ مین آئے اور حق مذہب دونوں مرتبوں مین دائر ہے یعنی ظاہر کو لے جب تک کوئی دلیل اس سے پھیرنے والی نہ ہو اور رہا باطن تو جسپر کوئی دلیل شرعی نہ ہو اسکو پھینک دی اور اگر مجھہ سے اس فرقہ باطنیہ کے پیشوا سے ملاقات ہوتی تو مین اس کے ساتھہ علمی طریقہ کی گفتگو نہ کرتا۔ بلکہ اسکی سمجھہ پر اور اسکی [illegible] پر لعنت ملامت کرتا یعنی اس حیلہ سے بادشاہ بن جانے کا خیال تمہاری حماقت ہی مثلاً اس طرح کہ بادشاہ [illegible] خاص طریقے اور تدبیرین ہین جن سے وہ مقصود پر پہونچتے ہین اور تم جوان چند آدمیونپر امید [illegible] رکھتے ہو تو یہ تمہاری حماقت ہے اور تم جان لو کہ یہ ملتین جنھون نے زمین کو بھر لیا ہے ان مین سب سے زیادہ قریب اور [illegible] شریعت اسلام ہے جس کے نام سے تم قوت پاتے ہو اور اپنی حماقت سے اسی کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہو اس کو اللہ تعالی نے کامل غلبہ دیا ہی اس کے بگاڑنے کی طمع بھی حماقت ہی پھلا زائل کرنا تو دور رہا چنانچہ ہرسال اُسکا ایک مجمع عظیم عرفات میں ہوتا ہی اور ہر جمعہ کے روز مساجد جامع میں اور ہر روز پانچوں وقت مساجد عام مین ہوتا ہی تو تم اپنے نفوس نحیث مین یہ منصوبے کہان سی باندہتی ہو کہ اس سمندر عظیم کو گدلا کروگے اور کیسے اس امر ظاہر کا نور دھندلا کروگے جو جہان مین ظاہر ہے ہر روز ہزارون منارونپر یہ اذان دیجاتی ہے کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اور رہا تمہارا حال تو تمہاری انتہا یہ ہی کہ کسی خلوت خاص مین اپنا کچھہ منصوبہ بیان کردیا کسی قلعہ مین چند لوگونکی پیشوا بنجاؤ اگر تمہاری مردہ دلون سی کوئی کلمہ باہر نکلے تو تمہارا سر اڑا دیا جاوے اور کتونکی طرح مارڈالے جاؤ تو کب کسی عاقل کو یہ خیال ہوگا کہ جو منصوبہ تم نے باندہا ہی وہ اس امر کلی پر جسنے آفاق کو گھیر لیا ہی غالب آدیگا پس مجھکو تم سے زیادہ کوئی احمق نہین معلوم ہوا بالجملہ مصنف نے اسی سے ایسی کلمات کہون یہانتک کہ براہین عقلیہ سے مناظرہ کی نوبت آوے فصل مصنف نے کہا کہ

يدعوه الى الطاعة ويتهدده ان خالفه ويامره بالكف عن بث اصحابه لقتل الامراء والعلماء فقال فى جواب
الرسالة والرسول حاضر الجواب ما ترى ثم قال لجماعة وقوف بين يديه اريد ان انفذكم الى مولاكم فى حاجة فمن
ينهض لها فوثب كل واحد منهم لذلك وظن رسول السلطان انها رسالة يحملها اياهم فاوما الى شاب منهم فقال
له اقتل نفسك فجذب سكينة وضرب بها غلصمته فخر ميتا وقال لآخر ارم بنفسك من القلعة فالقى نفسه فتمزق
ثم التفت الى رسول السلطان فقال اخبره ان عندى من هؤلاء عشرين الفا هذا حد طاعتهم لى وهذا هو الجواب
فعاد الرسول الى السلطان ملك شاه فاخبره بما رأى فعجب من ذلك وترك كلامهم وصار بايديهم قلاع كثيرة ثم
قتلوا جماعة من الوزراء والامراء **قال المصنف** وقد ذكرنا من صفة افعالهم على القوم فى التاريخ احوالا عجيبة
فلم ترالتطويل بها ههنا **فصل** وكم من زنديق فى قلبه حقد على الاسلام خرج فبالغ واجتهد وزخرف دعاوى
يلقى بها من يصحبه فكان غور مقصده فى الاعتقاد الانسلال من ربقة الدين وفى العمل نيل اللذات واستباحة
المحظورات **فمنهم** بابك الخرمى حصل له مقصوده من اللذات ولكن بعد ان قتل الناس •

ترجمہ کہ اطاعت اختیار کرے اور سرکشی کے بد انجام سے ڈرایا تھا۔ اور حکم دیا تھا۔ کہ اپنے لوگون کو امرا و علمار کے قتل
کے واسطے ملک مین پراگندہ نہ کرے جب ایلچی پہونچا۔ تو اُس نے کہا کہ اس کا جواب یہ ہے جو تم آنکھون سے دیکھو پھر اُس نے ایک
جماعت سے جو اُس کے سامنے کھڑی تھی کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تم کو تمہارے مولے کے پاس روانہ کرون تو تم مین سے
کون شخص اس کام کے لیئے اُٹھتا ہے تو ان لوگون مین سے ہر ایک جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلطانی ایلچی سمجھتا تھا۔ کہ وہ
ان کے ہاتھ پیغام بھیجنا چاہتا ہے [illegible] سے کہا کہ اپنے آپ کو قتل کر۔ اُس جوان نے فوراً چھری
نکالکر اپنے دل پر ماری [illegible] اور بلعام [illegible] سے کہا کہ اپنے آپ کو قلعہ سے نیچے گرا دے وہ فوراً پہاڑ کی
قلعہ سے نیچے کود پڑا ہے وہ گدھا جس پر کتاب [illegible] اور [illegible] سلطانی ایلچی سے کہا کہ اس قسم کے لوگ میرے پاس بیس ہزار مین
[illegible] فرمانبرداری میرے حق مین [illegible] پیغام کا یہی جواب ہے پس ایلچی نے اگر سلطان سے یہ حال بیان کیا تو بادشاہ
[illegible] ہوا اور ان لوگون سے تعرض نہ کیا اور رفتہ رفتہ اس قوم کے ہاتھ مین بہت سے قلعے ہو گئے پھر انہون نے بہت سے امرا
و وزرا کو قتل کیا **مصنف** کہتا ہے کہ مینے تاریخ مین اس قوم کے حالات عجیبہ نقل کیئے ہین یہان بے فائدہ تطویل سے اجتناب
کیا **فصل** بہت سے زندیق جن کے دل مین اسلام سے دشمنی تھی۔ وہ نکل کر اس قوم مین شامل
ہوئے۔ اور بہت مبالغہ و کوشش سے جس کو پایا ایسے دعوے بتلائے جو محض بے بنیاد تھے۔ اور
نہایت مقصود ان کا یہی تھا۔ کہ دین اسلام کے ربقے سے گردن چھڑائین۔ اور ہر طرح کی لذات
اٹھاوین۔ اور زنا و فجور وغیرہ محرمات کو مباح کرین پس ان زندیقون مین سے ایک تو بابک خرمی تھا
اُس نے بہت کچھ لذات حاصل کین اور اُسے اُس کا مقصود مل گیا لیکن بعد اُسکے بہت سی خلق خدا کو قتل کیا •

فقتلوا المرأة واحرقوا الدار والمحلة وكان يجلس رجل ضرير على باب الزقاق الذى فى هذه الدار فاذا مر انسان سالها ان يقوده خطوات الى الزقاق فاذا حصل هناك جذبه من فى الدار واستولوا عليه فجد المسلمون فى طلبهم باصبهان وقتلوا منهم خلقا كثيرا واول قلعة تملكها الباطنية قلعة فى ناحية يقال لها الروذ باذ من نواحى الديلم وكانت هذه القلعة لقماج صاحب ملك شاه وكان يستحفظها متهما بمذهب القوم فاخذ الفا ومائتى دينار وسلم اليهم القلعة فى سنة ثلث وثمانين فى ايام ملك شاه وكان مقدمها الحسن بن الصباح واصله من مرو وكان كاتبا للرئيس عبد الرزاق بن بهرام اذ كان صبيا ثم صار الى مصر وتلقى من دعاتهم المذهب وعاد داعية للقوم وراسا فيهم وحصلت له هذه القلعة وكانت سيرته فى دعائه انه لا يدعو الا غبيا لا يفرق بين شماله من يمينه ومن لا يعرف امور الدنيا ويطعمه الجوز والعسل والشونيز حتى يتبسط دماغه ثم يذكر له حينئذ ما تم على اهل بيت المصطفى من الظلم والعدوان حتى يستقر ذلك فى نفسه ثم يقول اذا كانت الازارقة والخوارج يسمحوا بنفوسهم فى القتال مع بنى امية فما سبب بخلك بنفسك فى نصرة امامك فتركه بهذه المقالة طعمة للسباع وكان ملك شاه قد نفذ الى هذا ابن صباح

ترجمہ ۔ اور اُس عورت کو مار کر گھر اور محلہ جلا دیا۔ اور اس احاطہ کے کوچہ کے دروازہ پر ایک اندھا بیٹھا بھیک مانگا کرتا جب اُدھر کوئی مسلمان شخص گزرتا تو اُس سے درخواست کرتا کہ للہ مجھے چند قدم ہاتھ پکڑ کر اس احاطہ تک پہونچا دے وہ مسلمان اُس اندھے بے ایمان کو لے چلتا جیسے ہی احاطہ تک پہونچا کہ احاطہ مین کھینچ لیا گیا مجمد [illegible] اسیر غالب آگئے آخر مسلمانون نے بڑی کوشش سے ان لوگون کو تلاش کیا اور اصفہان مین ایک بڑا ہنگامہ اور [illegible] سب سے پہلا قلعہ جو باطنیہ کے قبضہ مین آیا وہ قلعہ روذبار تھا جو نواح دیلم مین ہے اور یہ قلعہ ملک شاہ [illegible] کا تھا اس کو اس قوم کی مذہب کی حفاظت و اہتمام کے لیے محفوظ رکھتا تھا۔ آخر اس نے ایک [illegible] ملکشاہ مین قلعہ اس قوم کو سپرد کر دیا اور انکا سردار حسن بن الصباح تھا جو اصل مین مرو کا رہنے والا [illegible] جب وہ لڑکا تھا تو رئیس عبد الرزاق بن بہرام کا منشی تھا پھر مصر گیا اور وہان داعی اسمٰعیلیہ سے یہ مذہب سیکھ کے واپس آیا اور اس قوم کا سردار بن گیا اور یہ قلعہ حاصل کیا اسکا طریقہ یہ تھا کہ ہر ایک احمق جاہل کو جسکو دائین بائین کا شعور نہین ہوتا۔ اور امور دنیا سے بالکل بے خبر ہوتا اُسکو اپنے دام فریب مین لیتا اور بادام اور شہد اور کلونجی کھلاتا جب اس کا دماغ گرم ہو جاتا اس سے بیان کرتا کہ حضرت مصطفےٰ کے اہل بیت پر ایسا ظلم و عدوان ہوا ہے۔ اور روز بروز اس قسم کا جھوٹ و سچ بیان کرتا حتےٰ کہ اُس کے ذہن مین جم جاتا پھر کہتا کہ ازارقہ و خوارج نے بنی امیہ کے قتال مین اپنی جانین فدا کین۔ تو کیا سبب ہے کہ تم حق پر ہو کر اپنی جان دینے مین بخل کرتے۔ اور امام کی مدد نہین کرتے ہو۔ غرضکہ اس حیلہ سے اُس کو درندون کا لقمہ بنا تا تھا۔

ملک شاہ سلجوقی نے اس شخص حسن بن الصباح کے پاس ایلچی بھیجا تھا

ومتفلسف متكائ فهو اعثر الناس ولخسهم قدرًا واردأ هم عيشا وقد شرحنا احوال جماعة من الفريقين فى التاريخ فلم نر التطويل بذلك

الباب السادس فى ذكر تلبيس ابليس على العلماء فى فنون العلم

قال المصنف اعلم ان ابليس يدخل على الناس فى التلبيس من طرق منها ظاهر الامر ولكن يغلب الانسان فى ايثار هواه فيغمض على علم يزلّه ومنها غامض هو الذى يخفى على كثير من العلماء ونحن نشير الى فنون من تلبيسه ليستدل بمذكورها على مغفلها اذ حصر الطرق يطول والله العاصم

ذكر تلبيسه على القرّاء

فمن ذلك ان احدهم يشتغل بالقراءات الشاذة وتحصيلها فيفنى اكثر عمره فى جمعها وتصنيفها والاقراء بها ويشغله ذلك عن معرفة الفرائض والواجبات فربما رأيت امام مسجد لا يتصور للاقرأ ولا يعرف ما يفسد الصلوة وربما حمله حب التصدر حتى لا يرے بعين الجهل على ان يجيب فى فتوے بما يقع له وان لم يجز فى مذهب

ترجمہ یا فلسفی پوشیدہ ہے۔ اور وہ سب سے زیادہ خوار ہے اور وہ سب سے زیادہ مصیبت سے زندگی بسر کرتا ہے اور ہم نے دونوں فریق باطنیہ و فلسفیہ کی جماعت کا حال تاریخ میں مفصل لکھا ہے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ اس زمانہ میں سوای علما و اکثر عوام کے امرا و سلاطین و لشکری سب عیش و شراب خواری وغیرہ میں گرفتار تھے تو ملاحدہ و باطنیہ کا زور ہو گیا اور سلاطین برکیارق وغیرہ ملک کے پیچھے باہم سخت جدال و قتال کرتے تھے اور شام میں نصاریٰ نے زور باندھا۔ یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے تاتاریوں کو مسلط کیا اور چند [illegible] کرتا [illegible] بار وغیرہ چھین کر مسمار کر دیے اور بیخ و بنیاد منہدم کر دی بلکہ آخر میں خلافت عباسیہ کا بھی [illegible] عمل [illegible] حالات میں مسلمان ہو گئے۔ واللہ تعالےٰ علیم حکیم

چھٹا باب

[illegible] جیسے بلعم باعور [illegible] مصنف نے کہا کہ ابلیس ان لوگوں کے پاس بہت رستوں [illegible] کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتابیں لدی ہوں [illegible] ہوتا ہے کہ عالم اپنے خواہش نفس کی پیروی اختیار کرکے [illegible] ان کو علم [illegible] [illegible] کرتا اور ٹھوکریں کھاتا ہے اور بہت سی باریک فریب ہیں اور یہ اکثر علما [illegible] کے اقسام تلبیس کی طرف اشارہ کریں گے جن سے باقی مخفی کا پتہ لگ جائے کیونکہ تمام راہوں کو بیان میں لانا دشوار ہے واللہ تعالیٰ ہو العاصم

قاریوں پر تلبیس

ازانجملہ یہ کہ بعض قاری جو قرارات حاصل کرتے ہیں تو ان کی تحصیل میں یہانتک غلو کرتے ہیں کہ شاذ قراءتیں حاصل کرتے ہیں اور اکثر عمر ان کی جمع و تصنیف میں ضائع ہو جاتی ہے پھر ان شاذ قراءتوں کو پڑھتے ہیں اور اس سے ان کو فرائض و واجبات پہچاننے کی فرصت نہیں ملتی چنانچہ تم دیکھو گے کہ اکثر ایک شخص مسجد کا امام ہے اور لوگ دور دور سے قراءت کے واسطے اس کی طرف سفر کرتے ہیں ولیکن وہ ایسے چند احکام بھی نہیں جانتا کہ جن سے نماز فاسد ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ جب وہ مرجع عام ہو گیا تو اس کی چاٹ اس کو ابھارتی ہے کہ بعض واقعات میں وہ عالم بنکر فتوے دیدیتا ہے اگرچہ وہ مذہباً جائز نہیں ہوتا ولیکن اسکو جہالت کی آنکھ سے نہیں سوجھتا کہ یہ کام عیب ہے

وبالغ فی الاذی ثم القرامطة وصاحب الزنج الذی خرج فاستغوی الممالیک السودان ووعدھم الملک فھف وقتل وبالغ وکانت عواقبھم فی الدنیا اقبح عاقبة فما دنی ما نالوا بما نیلا منھم ومنھم من لم یلزح علی تعثیرہ ففاتتہ الدنیا والاخرة مثل ابن الریوندی والمعری وعن ابی القسم علی بن الحسن التنوخی عن ابیہ قال کان ابن الریوندی ملازم الرافضة واھل الالحاد فاذا عوتب قال انما ارید ان اعرف مذھبھم ثم کاشف وناظر وقال المصنف قلت من تامل حدیث ابن الریوندی وجدہ من کبار الملحدة وصنف کتابا سماہ الدامغ زعم انہ یدمغ بہ ھذہ الشریعة فسبحان من دمغہ فاخذ وھو فی الشباب وکان یعترض علی القران ویدعی علیہ التناقض وعدم الفصاحة وھو یعلم ان العرب تحیرت عند سماعہ فکیف بالکن واما ابو العلاء المعری فاشعارہ ظاھرة الالحاد وکان یبالغ فی عداوة الانبیاء ولم یزل متخبطا فی تعثرہ خائفا من القتل الی ان مات بخسرانہ وماخلا زمان من خلف الفریقین ان جمرة المنبسطین خبت بحمد اللہ فلیس الا باطن مستتر

ترجمہ اور لوگون کے ایذا دینے مین حد سے گزر گیا۔ زان بعد قرمطی اور زنجی جس نے زنگی غلامون کو ابھارا اور وعدہ کیا۔ کہ تم کو بادشاہت حاصل ہوگی۔ پھر اس نے (بصرہ وغیرہ) مین بہت کچھ لوٹ مار اور قتل و تاراج کیا۔ اور ان مین سے بعض فقط اپنی برگشتہ اعتقاد پر رہا اور کہین جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ تو اس کی دنیا و آخرت دونون برباد ہوئین جیسے ابن الراوندی اور معری گزرے ہین۔ ابو القاسم علی بن الحسین التنوخی نے اپنے [illegible] روایت کی کہ ابن الراوندی پہلے رافضیون اور ملحدون کا ملازم تھا۔ جب لوگ اسکو ملامت کرتے تو [illegible] ان کے مذہب سے واقف ہو جاؤن پھر کھلکر بحث و مناظرہ کرنے لگا۔ [illegible] کا حال غور سے دیکھا وہ صاف جان جائیگا۔ کہ یہ شخص بڑا ملحد تھا۔ اور اس [illegible] اس کتاب سے شریعت اسلام کو کوفتہ کرتا ہون لیکن خدائے تعالیٰ کا [illegible] عالم شباب مین گرفتار ہوگیا۔ اور اس احمق نے قرآن پر تناقض کا اعتراض کیا۔ اور غیر فصیح ہونے [illegible] کیا۔ قطعاً معلوم ہے کہ بلغار و فصحاء عرب قرآن کو سنکر متحیر ہو گئے تھے تو بھلا اس گونگے عجمی کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ جو فصاحت سے گفتگو نہین کرسکتا ہے رہا ابو العلاء المعرّی (جو معز الدولہ رافضی دیلمی کا مداح شاعر تھا) تو اس کی اشعار مین کھلا ہوا الحاد ہے اور انبیاء علیہم السّلام کے ساتھ دشمنی مین مبالغہ کرتا تھا اور نہایت ذلیل زندگی بسر کرتا تھا کہ کبھی اپنی غلطی سمجھتا اور کبھی انبیاء علیہم السّلام پر طعن کرتا غرضیکہ اُسے خبط ہوگیا تھا اور ہر دم خوفناک رہتا کہ قتل نہ کیا جاوے۔ آخر اسی خواری مین مرگیا۔ اور کوئی زمانہ ان دونون فریقون کی ذریات سے خالی نہین رہا۔ ولیکن بحمد اللہ کہ ان کی [illegible] باقی ہوئی بجھ گئی۔ اب کوئی ظاہر نہین رہا سوا اس کے کہ یا تو باطنی چھپا ہوا ہے

لانہ یروی القراءات ویراها فعل خیر ویلبس ان هذا کذب یلزمه اثم الکذابین ومن ذلک ان المقرئ المجید یاخذ علی اثنین وثلاثة ویحدث من یدخل علیه والقلب لا یطیق جمع هذه الاشیاء ثم یکتب خطه بانه قد قرأ علی فلان بقراءة فلان وقد کان بعض المحققین یقول ینبغی ان یجمع اثنان او ثلثة فیاخذ واعلی واحد ومن ذلک ان اقواما من القرأ یتبارون بکثرة القراءة وقد رأیت من مشائخهم من یجمع الناس ویقیم شخصا فیقرأ فی النهار الطویل ثلث ختمات وان قصر عیب وان اتم مدح ویجتمع العوام لذلک ویحسنونه کما یفعلون فی حق السعاة ویریهم ابلیس ان فی کثرة التلاوة ثوابا وهذا من تلبیسه لان القراءة ینبغی ان تکون لله تعالی لا للتحسین بها وینبغی ان تکون علی مهل وقال عز وجل لتقرأه علی الناس علی مکث وقال ورتل القران ترتیلا ومن ذلک ان جماعة من القرأ احدثوا قراءة الالحان وقد کانت الی حد قریب وعلی ذلک فقد کرهها احمد بن حنبل وغیره ولم یکرهها الشافعی وفی الحدیث باسناد مرفوع الی الشافعی اما استماع الحد ونشید الاعراب فلا باس به ولا باس بقراءة الالحان وتحسین الصوت **قال المصنف** قلت وانما اشار الشافعی الی ما کان فی زمانه

ترجمہ اس لیے کہ وہ قرارات روایت کرتا ہے اور اس کو کار خیر جانتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ اس کا یہ قول دروغ ہے تو اس پر جھوٹون کا گناہ لکھا جائیگا **از انجملہ** یہ کہ مقری مجید دو باتین پر گرفت کرتا ہے اور وہ جو کوئی آتا ہے اس سے بیان کرتا ہے اور قلبیان سب کو حفاظت کی [illegible] کرتا اور [illegible] کرتا [illegible] سے لکھتا ہے کہ مجھ سے فلان شخص نے فلان کی قراءت سے پڑھلیا۔ اور بعض محققین کہتے [illegible] عمل [illegible] [illegible] حالات میں اخذ کرین **از انجملہ** یہ کہ قراء مین ایسے لوگ ہین جو کثرت قراءت سے ممتاز ہین اور [illegible] جیسے بلیس اور بلعام باعور [illegible] لوجمع کرتے اور ایک جید شاگرد کو منتخب کرتے وہ تمام [illegible] کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتاب [illegible] قصر [illegible] واہ واہ ہوئی اور عوام وہان جمع ہوتے ہین اور اُن کی [illegible] اُن کو علی [illegible] سر [illegible] پر عیب لگاتے ہین۔ اور ابلیس اُن کو دکھلاتا ہے۔ کہ [illegible] بات ہے۔ اور یہ اُس کی تلبیس ہے۔ اس لیئے کہ قرادت تو خالص اللہ تعالےٰ کے واسطے چاہیے نہ لوگون کی تعریف کے لیئے اور وہ بھی آہستگی سے ہو قال تعالےٰ لتقرأہ علی الناس علی مکث۔ تاکہ اے محمد تو اُس کو لوگون پر ٹھیر ٹھیر کے پڑھے۔ اور فرمایا (ورتل القرآن ترتیلاً) قرآن کو ترتیل سے تلاوت کرو۔ **از انجملہ** ایک جماعت قراء نے الحان (راگنی) سے قراءت نکالی ہے۔ جو حدی کے قریب ہے۔ اور اگر حدی کے قریب ہو تو اس مین اختلاف ہو۔ احمد بن حنبل وغیرہ نے اس کو مکروہ رکھا اور شافعی نے کراہت نہ کی چنانچہ ایک روایت مین جسکی سند امام شافعی تک پہونچتی ہے فرمایا کہ حدی سننا اور اعراب کے راگ سننا تو مضایقہ نہین اور الحان کی قراءت مین اور خوب آواز بنانے مین مضایقہ نہین **مصنف** نے کہا کہ شافعی نے اس صورت کیطرف اشارہ کیا جو اُنکے زمانہ

ولو تفکروا لعلموا ان المراد حفظ القرآن وتقویم الفاظہ ثم فہمہ ثم العمل بہ ثم الاقبال علی ما یصلح النفس ویطہر اخلاقہا ثم التشاغل بالمہم من امور الشرع ومن الغبن الفاحش تضییع الزمان فیما غیرہ الاہم قال الحسن البصری انزل القرآن لیعمل بہ فاتخذ الناس تلاوتہ عملا یعنی انہم اقتصروا علی التلاوۃ وترکوا العمل بہ ومن ذلک ان احدہم یقرأ فی محرابہ بالشاذ ویترک المشہور والصحیح عند العلماء ان الصلاۃ لا تصح بہذا الشاذ وانما مقصود ہذا اظہار الغریب لاستجلاب مدح الناس واقبالہم علیہ وعندہ انہ متشاغل بالقرآن ومنہم من یجمع القراءات فیقول مَلِکِ مَلیکِ مالِکِ مَلّاکِ وہذا لا یجوز لانہ اخراج القرآن عن نظمہ ومنہم من یجمع السجدات والتہلیلات والتکبیرات وذلک مکروہ وقد صاروا یوقدون النیران الکثیرۃ للختمۃ فیجمعون بین تضییع المال والتشبہ بالمجوس والتسبب الی اجتماع النساء والرجال باللیل للفساد ویریہم ابلیس ان فی ہذا اعزاز الاسلام وہذا تلبیس عظیم لان اعزاز الشرع باستعمال المشروع ومن ذلک ان فیہم من یتسامح بادعاء القراءۃ علی من لم یقرأ علیہ وربما کانت لہ اجازۃ منہ فقال اخبرنا وہذا تدلیس وہو یری ان الامر فی ذلک قریب

للتسبیب

ترجمہ اور اگر یہ لوگ غور کرتے۔ تو جان لیتے کہ قرارت سے مقصود یہ ہے۔ کہ قرآن مجید حفظ کرے ٹھیک مخرج سے پھر اس کو سمجھے پھر اُسپر عمل کرے پھر ایسی چیز پر متوجہ ہو جو معاملہ قرآن [illegible] سے اہر کہ نفس کی اصلاح اور اُس کے اخلاق کو پاک فرما دے پھر مہم امور شرع کی طرف متوجہ ہو۔ اور [illegible] اپنے [illegible] ضائع کرنا [illegible] اُسکو چھوڑ کر دوسرے کام میں مشغول ہو حسن بصری نے فرمایا کہ قرآن اس لیے اترا [illegible] کام بنا لیا یعنے لوگوں نے فقط تلاوت پر اقتصار کیا اور [illegible] اس کی تلاوت کو [illegible] اب میں شاذ قراءت پڑھتا ہے اور مشہور چھوڑ دیتا ہے حالانکہ علماء کے نزدیک [illegible] اور اس قاری کا مقصود اس سے یہ تھا کہ ایسی غریب چیز ظاہر کرے تاکہ [illegible] متوجہ ہوں اور وہ اپنے زعم میں مغرور ہے کہ میں قرآن میں تشاغل رکھتا ہوں۔ از انجملہ بعض قاری قراءت کو جمع کیا کرتے ہیں مَلِکِ مَلِیکِ مَالِکِ مَلّاکِ اور یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے نظم قرآن میں خلل پڑتا ہے اور بعض سجدات و تہلیلات و تکبیرات کو جمع کرتا ہے اور یہ مکروہ ہے۔ از انجملہ قاریوں نے یہ دستور کر لیا ہے کہ ختم کی رات کثرت سے روشنی کرتے میں تو مال برباد اور مجوسیوں کی مشابہت کے علاوہ رات میں مردوں و عورتوں کو فتنہ کے لیے جمع کرنے کا سبب نکالتے اور ابلیس انکو سمجھاتا ہے کہ اس سے دین کی رونق و عزت ہے اور یہ مکر عظیم بہت جگہ پھیلاتا ہے حالانکہ دین کی عزت تو ایسے امور کو عمل میں لانے سے ہوتی ہے جو مشروع ہیں از انجملہ بعض قاری ایسے شخص سے قراءت کا دعوی کرنے میں دلیری کرتا ہے جس سے اس نے نہیں پڑھا اور کبھی اسکو اجازت ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ اخبرنا اور یہ تدلیس ہے اور سمجھتا ہے کہ اس فعل میں اُسنے نیک کام کیا

ذكر تلبيس ابليس على اصحاب الحديث من ذلك ان اقواما استغرقوا اعمارهم في سماع الحديث والرحلة فيه وجمع الطرق الكثيرة وطلب الاسانيد العالية والمتون الغريبة وهؤلاء على قسمين قسم قصدوا حفظ الشرع بمعرفة صحيح الحديث من سقيمه فهم مشكورون على هذا القصد الا ان ابليس تلبس عليهم بان يشغلهم بهذا عما هو فرض عين من معرفة ما يجب عليهم والاجتهاد في اداء اللازم والتفقه في الحديث فان قال قائل فقد فعل هذا خلق كثير من السلف كيحيى بن معين وابن المديني والبخاري ومسلم فالجواب ان اولئك جمعوا بين معرفة المهم من امور الدين والفقه فيه وبين ما طلبوا من الحديث واعانهم على ذلك قصر الاسناد وقلة الحديث فاتسع زمانهم للامرين فاما في هذا الزمان فان طرق الحديث طالت والتصانيف فيه اتسعت وما في هذا الكتاب في هذا الكتب وانما الطرق تختلف فقل ان يمكن احد ان يجمع بين الامرين فترى المحدث يكتب ويسمع خمسين سنة ويجمع الكتب ولا يدري ما فيها ولو وقعت له حادثة في صلاته لافتقر الى بعض احداث المتفقهة الذين يترددون اليه لسماع الحديث منه وبهؤلاء يمكن الطاعنون على المحدثين فقالوا زوامل اسفار لا يدرون ما معهم

ترجمہ **تلبیس ابلیس** بر اصحاب الحدیث **از انجملہ** یہ کہ اقوام نے اپنی عمرین حدیث کے سننے مین اور سفر کرنے مین اور طرق کثیرہ جمع کرنے مین اور اسانید عالیہ [illegible] مین اور متون غریبہ جمع کرنے مین صرف کرڈالین اور یہ لوگ دو قسم کے ہین۔ (قسم اول) وہ لوگ جنہوں [illegible] کرتا اور [illegible] کہ اس طریقہ سے کہ ضعیف اور باطل روایتون سے صحیح حدیثین پہچانی جاوین تو یہ لوگ اس نیت پر [illegible] عمل [illegible] حالات مین یہ بات ضرور ہی کہ ابلیس نے ان پر مشتبہ کردیا تو وہ اس کام مین فرض عین [illegible] جیسے ابلیس اور بلعام باعور [illegible] اس لازم مین اجتہاد نہ کیا اور نہ حدیث سے فقہ و معرفت [illegible] کتاب میں قصہ ہے جنہون نے اسی طرح سفر کیا اور طرق جمع کرنے مین کوشش کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتا[illegible] اور [illegible] یہ کہیئن بلکہ ان لوگون نے حدیث وطرق و اسانید وغیرہ کی ساتھ ان کو علم [illegible] مسائل [illegible] الحدیث یہ ہے کہ اسانید دو چار راویون سے پوری ہوتی تھین اور حدیث تہوڑی تھی تو ان کی عمر نے دونون کامون کے واسطے کفایت کی اور اب ہمارے زمانہ مین اسناد طول طویل ہوگئی اور تصانیف وسیع و کثرت کی ساتھ ہوگئیں جو حدیثین اس کتاب مین ہین وہ دوسری مین نہین ہین اور اسانید مختلف ہین تو بہت ہی مشکل ہی کہ کوئی دونون باتین جمع کرلے چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ محدث پچاس برس تک دور دراز سفر سے لکھتا اور سنتا اور کتابین جمع کرتا رہتا ہی اور یہ نہین جانتا کہ ان مین کیا احکام ہین اور اگر اس کی نماز مین کوئی حادثہ پیش آیا تو اپنے بعضے نوجوان شاگردون سے جو فقہ پڑھکر اس کے پاس حدیث سننے جاتے تھے اُن سے پوچھتا ہے کہ کیا حکم ہے اور اسی قسم کے محدثون سے لوگون کو یہ قدرت ملی کہ محدثین پر طعن کرتے ہین کہ وہ کتابوں کے ڈھیر ہین نہین جانتے کہ ان کے پاس کیا ہی

وكانوا يلحنون بسيرا فاما اليوم فقد صيروا ذلك على قانون الاغاني وكلما قرب ذلك من مشابهة الغنا زادت كراهته فان اخرج القرآن عن حد وضعه حرم ذلك **ومن ذلك** ان قوما من القراء يتسامحون بشئ من الخطايا كالغيبة للنظراء وربما اتوا اكثر من ذلك الذنب واعتقدوا ان حفظ القرآن يدفع عنهم العذاب واحتجوا بقوله عليه الصلاة والسلام لو جعل القرآن في اهاب ما احترق وذلك من تلبيس ابليس عليهم لان عذاب من يعلم اكثر من عذاب من لا يعلم اذ زيادة العلم تقوى الحجة وكون القارى لم يحترم ما يحفظ ذنب آخر قال الله عز وجل افمن يعلم انما انزل اليك من ربك الحق كمن هو اعمى وقال في ازواج رسول الله صلى الله عليه وسلم من يأت منكن بفاحشة مبينة يضاعف لها العذاب ضعفين **وعن معروف** الكرخي قال قال بكر بن خنس ان في جهنم لواديا يتعوذ جهنم من ذلك الوادي كل يوم سبع مرات وان في الوادي لجبا يتعوذ الوادي وجهنم من كل ذلك الجب كل يوم سبع مرات وان في الجب لحية يتعوذ الجب والوادي وجهنم من تلك الحية كل يوم سبع مرات تبدأ بفسقة حملة القرآن فيقولون اي رب بدأت بنا قبل عبدة الاوثان فقيل لهم ليس من يعلم كمن لا يعلم قال المصنف فلنقتصر على هذا الانموذج فيما يتعلق بالقرآن

ترجمہ اور اُس وقت خفیف لحن کرتے تھے اور اب ہمارے زمانے مین تو اُس کو راگنی کے اصول و موسیقی قواعد پر لائے ہین اور جہانتک راگنی سے قریب ہو اُسی قدر کراہت زیادہ ہوگی اس لئے کہ قرآن کو اپنے حدود سے نکالنا حرام ہے **از انجملہ** یہ ہے کہ بہت سے قراء حافظ گناہون پر جرأت کرتے ہین [illegible] بلکہ اکثر اس سے زیادہ بھی گنہگاری مین بڑھ جاتے ہین اور اعتقاد یہ کہ حفظ قرآن [illegible] کہتے ہین کہ قرآن اگر چمڑے مین ہو تو وہ نہ جلے گا اور یہ بھی ان جاہلون پر ابلیس کا [illegible] طرح اُس کا عذاب بھی جاننے والے سے زیادہ ہے کیونکہ علم زیادہ ہونے سے [illegible] تو یہ دوسرا گناہ ہے اللہ تعالی نے فرمایا۔ افمن یعلم انما انزل الیک [illegible] کیا وہ اندھے کی مثل ہے یعنی جاننے والا افضل ہے اور انکا [illegible] عذاب شدید ہے اور [illegible] کیا مطہرات کے حق مین فرمایا کہ من یات منکن بفاحشۃ یعنی تم مین سے جس عورت نے کوئی گناہ کیا تو اُسپر عذاب دوچند کیا جاویگا معروف کرخی سے روایت ہی کہ بکر بن خنس نے کہا کہ جہنم مین ایک بیابان ہے جس سے دوزخ ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتی ہے اور اُس بیابان مین ایک غار ہی جس سے جہنم و بیابان ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتے ہین اور اس غار مین ایک سانپ ہی جس سے جہنم و بیابان و غار ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتے ہین تو حاملان قرآن مین سے جو لوگ فاسق تھے یہ سانپ اُن کے واسطے نکلیگا اور انہین سے ابتدا کرے گا۔ تو یہ لوگ کہین گے کہ اے رب تو نے بت پرستون سے پہلے ہمارے واسطے ابتدا کی تو ان سے کہا جائیگا کہ جو جانتا ہے وہ نجاننے والے کی مثل نہوگا مصنف نے کہا کہ ہم قرآن کے متعلق اسی قدر نمونہ پر اکتفا کرتے ہین

فقال يحيى كيف سقطت الدجاجة في البئر قالت لم يكن البئر مغطاة فقال يحيى الا غطيته حتى لا يقع
فيها شيء قال الابهري فقلت يا هذه ان كان الماء قلتين ولم يتغير فهو طاهر وقال المصنف قلت
وكان ابن شاهين قد صنف في الحديث مصنفات كثيرة اقلها جزء واكثرها التفسير وهو الف جزء وما
كان يعرف من الفقه شيئا وقد كان فيهم من تقدم على الفتوى بالخطاء لئلا يرى بعين الجهل
فكان فيهم من يصير بما يفتي به ضحكة فسئل بعضهم عن مسئلة من الفرائض فكتب في الفتوى
تقسم على فرائض الله سبحانه وعن ابرهيم الحربي قال بلغني ان امرأة جاءت الى علي بن داؤد
وهو يحدث وبين يديه مقدار الف نفس فقالت له حلفت بصدقة ازاري قال لها بكم اشتريته
قال باثنين وعشرين درهما قال فصومي اثنين وعشرين يوما فلما مرت جعل يقول آه آه غلطنا والله
امرناها بكفارة الظهار قال المصنف فانظر الى هاتين الفضيحتين فضيحة الجهل وفضيحة
الاقدام على الفتوى بمثل هذا التخليط واعلم ان عموم المحدثين حملوا ظاهر ما تعلق من صفات الباري سبحانه
على مقتضى الحس فشبهوا لانهم لم يخالطوا الفقهاء فيعرفوا حمل المتشابه على مقتضى المحكم

ترجمہ پس ابن صاعدرح نے کہا کنوین مین کیسے مرغی گری اُس نے کہا کہ کنوان ڈہکا ہوا نہ تھا ابن صاعد نے فرمایا کہ تونے کیون
ڈھکا نہ رکھا کہ مرغی نہ گرتی تب [illegible] عورت سے کہا کہ اے نیکبخت اگر کنوین کا پانی دو قلون کی مقدار تھا اور اس مرغی
کے گرنے سے کچھ تغیر نہین ہوا تو [illegible] ہے کہ ابن شاہین نے حدیث مین بہت سی کتابین
تصنیف کین کمتر ایک جزو [illegible] حالات مین وہ فقہ کچھ نہین جانتے تھے بعض محدثین کی یہ کیفیت
ہوئی کہ اُس نے جرأت کی جیسے [illegible] اور بلعام [illegible] تو موقعہ سے نادان دیکھین تو ان مین سے بعض کا نتیجہ
[illegible] کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتابین [illegible] فرائض کا ایک فتوی پیش کیا گیا یعنی فلان میت کے اس قدر
[illegible] کے فرائض کے موافق تقسیم کرلین ابراہیم الحربیؒ نے کہا
[illegible] ایک عورت آئی [illegible] اُسوقت حدیث روایت کرتے تھے اور مجلس مین قریب ہزار
آدمیون کے جمع تھے اُس عورت نے پوچھا کہ مین نے اپنی ازار کو صدقہ کرنے کی قسم کھائی ہے شیخ نے فرمایا کہ تو نے کتنے
کو خریدی ہے اُس نے کہا کہ بائیس درم کو۔ تو فرمایا کہ بائیس ۲۲ روزے رکھ لے جب وہ واپس ہوگئی تو کہنے لگی آہ آہ قسم خدا کی ہم
سے اُس کے جواب مین غلطی ہوئی۔ ہم نے اُس کو کفارہ ظہار کا حکم دے دیا۔ **مصنف** رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ ان
فضیحتون کو دیکھیے ایک تو فضیحت جہالت ہی اور دوسری فتوی دینے کی جرأت وہ بھی اس خلط ملط کے ساتھ واضح ہو کہ عموماً
محدثین نے ان الفاظ کو جو صفات باری تعالی کے متعلق وارد ہوئے ہین اپنی حس کے مطابق محمول کرلیا تو مشبہ بن گئے اس
کی وجہ یہ ہوئی کہ انھون نے فقہاء سے میل نہین رکھا تاکہ ان کو معلوم ہوتا کہ کیونکر محکم پر متشابہ کو محمول کرنا چاہیے

فان اقدم احدهم ونظر فی حدیث فربما عمل بحدیث منسوخ وربما فهم من الحدیث ما یفهم العامی الجاهل وعمل بذلک ولیس بالمراد من الحدیث کما روینا ان بعض المحدثین روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی ان یسقی الرجل ماءه زرع غیره فقال جماعة ممن حضر قد کنا اذا فضل عنا فی بساتیننا سرحناه الی جیراننا ونحن نستغفر الله فما فهم القاری ولا السامع ولا شعروا ان المراد وطی الحبالی من السبایا قال الخطابی وکان بعض مشائخنا یروی الحدیث عن النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن الحلق قبل الصلوٰة یوم الجمعة باسکان اللام قال واخبرنی انه لقی اربعین سنة لا یحلق راسه قبل الصلوٰة قال فقلت له انما هو الحِلَق جمع حلقة وانما کره الاجتماع قبل الصلوٰة للعلم والمذاکرة وآمر ان یشتغل بالصلوٰة وینصت للخطبة فقال قد فرجت عنی وکان من الصالحین وقد کان ابن صاعد کبیر القدر فی المحدثین لکنه لما قلت مخالطته للفقهاء کان لا یفهم جواب فتوی حتی انه قد اخبرنا ابو منصور القزاز بحدیث باسناد مرفوع الی ان نقل عن ابی بکر الابهری الفقیه قال کنت عند یحیی بن محمد بن صاعد فجاءته امرأة فقالت ایها الشیخ ما تقول فی بئر سقطت فیه دجاجة فماتت هل الماء طاهر او نجس

ترجمہ اور اگر ان مین سے کسی نے زیادہ جرأت کر کے عمل کرنے کا قصد کیا تو بسا اوقات حدیث منسوخ پر عمل کرنے لگتا ہے اور کبھی حدیث کے وہ معنی سمجھ کر اُس پر عمل کرنے لگتا ہے جو عامی و جاہل سمجھتا ہے حالانکہ وہ معنی ہرگز حدیث مین مراد نہین ہین جیسے ہم کو روایت پہونچی کہ اس زمانہ کے بعض محدثین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] سنایا کہ آپ نے منع کیا کہ آدمی اپنا پانی دوسرے کی کھیتی مین سینچے۔ تو اُس کے شاگرد حاضر [illegible] سے بچے ہوئے پانی کو اپنے پڑوسیون کے باغات و کھیت مین روان کر دیتے [illegible] کرین گے پھر نہ محدث صاحب سمجھے اور نہ شاگرد سننے والے سمجھے اور صحیح معنی [illegible] یہ معنی کسی کی سمجھ مین نہ آئے خطابی نے کہا کہ ہمارے بعض مشائخ نے [illegible] الصلوٰة یوم الجمعة شیخ نے اس کو حَلق بسکون لام پڑھا یعنی سر منڈانا [illegible] کیا [illegible] کی نماز سے پہلے سر نہین منڈایا ہے تب مین نے عرض کیا کہ یہ تو حِلَق بالکسر و فتح لام جمع حلقہ ہے اور مطلب یہ کہ جمعہ کی نماز سے پہلے مذاکرہ و علم کے واسطے مسجد مین حلقے نہ بنا دین بلکہ خطبہ و نماز کے واسطے خاموش رہین شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ تو نے اس مشکل سے مجھے آسانی دی اور یہ شیخ مرد صالح تھے ابن صاعد محدثین مین کبیر القدر تھے ولیکن چونکہ فقہاء سے ان کا اختلاط کم رہا تھا اس لیئے فتویٰ کا جواب نہین سمجھتے تھے حتی کہ ابوبکر الابھری الفقیہ نے نقل کیا کہ مین یحیی بن محمد بن صاعد کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ اتنے مین ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ ایہا الشیخ آپ کیا فرماتے ہین۔ کہ کنوئین مین ایک مرغی گر کر مر گئی ہے۔ کیا پانی پاک ہے۔ یا نجس ہے ++++

وهذا كله من الاخلاص بمعزل وانما مقصودهم الرياسة والمباهاة ولذلك يتبعون شاذ الحديث وغريبه
وربما ظفر احدهم بجزء فيه سماع اخيه المسلم فاخفاه ليتفرد هو بالرواية وقد يموت ولا يرويه فيفوت
الشخصين وربما رحل احدهم الى شيخ اول اسمه واو او كاف ليكتب ذلك في مشيخته فحسب **ومن تلبيس
ابليس على اصحاب الحديث** قدح بعضهم في بعض طلبا للتشفي ويخرجون ذلك مخرج الجرح والتعديل
الذي استعمله قدماء هذه الامة للذب عن الشرع والله اعلم بالمقاصد ودليل خبث مقصد هؤلاء
سكوتهم عن من يحابونه وما كان القدماء هكذا فقد كان علي بن المديني يحدث عن ابيه وكان ضعيفا ثم يقول
وفي حديث الشيخ ما فيه **وعن** يوسف بن الحسين يقول سألت حارثا المحاسبي عن الغيبة فقال
لي احذرها فانها شر مكتسب ما ظنك بشئ يسلبك حسناتك
فيرضي بها خصماءك اذ ليس هناك درهم ولا دينار فاحذرها وتعرف منبعها فان منبع غيبة
الهمج والجهال من اشفاء الغيظ والحمية والحسد وسوء الظن وتلك مكشوفة غير خفية

ترجمہ کہ یہ سب باتین خالص نیت سے بہت دور ہین بلکہ ان لوگون کی غرض فقط سرداری اور فخر عالمانہ ہے۔ اسی وجہ سے شاذ اور غریب
حدیثون کی جستجو کرتے رہتے ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی جزو ان کے ہاتھ لگ گیا جس مین اِن کے مسلمان بھائی نے
اپنا سماع درج کیا ہے تو اس کو چھپا ڈالتا ہے۔ تاکہ مین ہی اس کی روایت مین متفرد ہو جاؤن حالانکہ وہ مرجاتا ہے اور کچھ بھی
روایت نہین کرنے پاتا تو دونو [illegible] کرتا اور [illegible] [illegible] مین سے بعض فقط اس لئے دراز سفر کر کے کسی ایسے شیخ کے
پاس جاتا ہے جس کے نام [illegible] [illegible] شیخ کے ذکر مین اس حرف کے نام کو بھی ذکر کرے۔ اور
سوائے اس کے کچھ [illegible] [illegible] پر ہے یہ کہ اپنے جی کو تشفی دینے کے لئے ایک دوسرے
[illegible] جیسے ابلیس اور بلعام باعورا [illegible] [illegible] مین جو اس امت کے قدما نے استعمال کیا تھا تاکہ شریعت
کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتا [illegible] [illegible] کا حال خوب معلوم ہے۔ اور ان کی بدنیتی اسی سے
[illegible] ان کو علم [illegible] [illegible] سکوت کرتے ہین۔ اور قدما کا یہ حال نہین تھا۔ چنانچہ
علی بن المدینی اپنے باپ سے حدیث روایت کرتے پھر کہہ دیتے کہ شیخ کی حدیث کی جو حالت ہے وہ ہے
(بلکہ صاف کہہ دیتے کہ وہ ضعیف ہین) اور یوسف بن الحسین کہتے ہین کہ مین نے حارث محاسبی سے غیبت کو پوچھا۔ تو
فرمایا کہ خبردار اس سے بہت بچنا یہ نہایت بُری کمائی ہے۔ تو ایسی چیز سے کیا امید رکھتا ہے۔ جس کی شامت سے
تیری نیکیاں چھین کر تیرے مدعی دشمن اس سے راضی کئے جاوین کیونکہ وہان نہ درم ہین نہ دینار ہین تو اس سے پرہیز
رکھ اور اس کا منبع پہچان لے اس طرح کہ غیبت کا منبع جو مغرور و جاہل لوگ ہین وہ تو اپنے غیظ کو اور جاہلانہ حمیت کو
تسکین دیتے۔ اور حسد و بدگمانی سے [illegible] رکھتے ہین۔ اور اُس کی بُرائی کچھ چھپی نہین ہے +

وقد رأینا فی زماننا من یجمع الکتب منہم ویکثر السماع ولا یفہم ما حصل ومنہم من لا یحفظ ا[illegible]
ولا یعرف ارکان الصلاۃ فتشاغل ہؤلاء علی زعمہم بفروض الکفایات عن فروض الاعیا[illegible]
وایثار ما لیس بمہم علی المہم من تلبیس ابلیس **القسم الثانی** قوم اکثروا سماع الحدیث و
لم یکن مقصودہم صحیحاً ولا ارادوا معرفۃ الصحیح من غیرہ بجمیع الطرق وانما کان مرادہم التوا[illegible]
والغرائب فطافوا البلدان لیقول احدہم لقیت فلانا ولی من الاسانید ما لیس لغیری وعند[illegible]
احادیث لیست عند غیری وقد کان دخل الینا الی بغداد بعض طلبۃ الحدیث فکان یاخذ الشی[illegible]
فیقعدہ فی الرقۃ وہی البستان الذی علی شاطئ دجلۃ فیقرئ علیہ ویقول فی مجموعاتہ حدثنی و
فلان بالرقۃ ویوہم الناس انہا البلدۃ التی بناحیۃ الشام لیظنوا انہ قد تعب فی الاس[illegible]
لطلب الحدیث فکان یقعد الشیخ بین نہر عیسی والصراۃ ویقول حدثنی فلان من وراء النہ[illegible]
یوہم انہ قد عبر خراسان فی طلب الحدیث وکان یقول حدثنی فلان فی رحلتی الثانیۃ
والثالثۃ لیعلم الناس قد تعب فی طلب العلم فما بورک لہ ومات فی زمان الطلب **قال المصنف**

الرقۃ

ترجمہ اور ہم نے اپنے زمانہ میں بہت سے محدثین دیکھے جو بکثرت کتب جمع کرتے اور بہت سنتے ہیں لیکن ما حصل کچھ نہیں سمجھتے ہیں
بلکہ ان میں سے بعضے ایسے ہیں کہ قرآن یاد نہیں رکھتے اور نماز کے ارکان نہیں جانتے ہیں ان کے حق میں یہ تلبیس ابلیس
ہے کہ فرض کو چھوڑ کر اپنے زعم کے موافق فرض کفایہ میں [illegible] اور [illegible] آسکو چھوڑ کر غیر اہم کو اختیار کر
ہیں (قسم دوم) ایسے محدث ہیں جو بہت کثرت سے مشائخ [illegible] ٹھیک نہ تھا اور نہ ان کی
یہ غرض تھی کہ طرق جمع کر کے صحیح کو غیر صحیح سے اختیار کر [illegible] روایات جمع
کریں۔ اور ملکوں ملکوں پھریں تاکہ ان کو یہ کہنے کا فخر ہو [illegible]
نہیں ہیں اور جو عجیب غریب حدیثیں میرے پاس ہیں وہ کسی کے پا[illegible]
کو لیجا کر رقہ میں بٹھلاتا تھا یعنی اُس باغ میں جو دجلہ کے دونوں کنارے چلا گیا ہے اور [illegible] کیا [illegible]
میں یوں لکھتا کہ مجھ سے رقہ میں فلان فلان شیخ نے حدیث فرمائی اس سے وہ لوگوں کو وہم میں ڈالتا کہ رقہ سے وہ شہر مراد ہے جو شا[illegible]
میں دریائے فرات کے دونوں شاخوں کے ملان پر ہے۔ تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس محدث نے طلب حدیث میں دور دراز سفر کیے ہیں
اور اسی طرح شیخ کو لیجا کر نہر عیسی و پل کے درمیان بٹھلا کر حدیث سناتا اور مجموعہ میں لکھتا کہ مجھ سے فلان شیخ نے وراء النہر میں یہ حدیث بیان
کی تاکہ لوگ وہم میں پڑیں کہ اس نے طلب حدیث میں خراسان کے پار ہو کر ما وراء النہر میں یہ حدیث سُنی اور یوں لکھتا کہ مجھسے
فلان نے میرے سفر دوم میں اور فلان نے میرے سفر سوم میں حدیث فرمائی۔ تاکہ لوگ جانیں کہ طلب علم میں اُس نے کیسا تعب
اور اُٹھایا ہے پھر اس طالب علم کو برکت حاصل نہ ہوئی۔ بلکہ طالب علمی کے زمانہ ہی میں مر گیا مصنف نے کہا

فيتصنع بابداء الرحمة والشفقة على اخيه ثم يتصنع بالدعاء له عند اخوانه ويقول انما ابديت لكم
ذلك لتكثروا دعاءكم له ونعوذ بالله من الغيبة تعريضا او تصريحا فاتق الغيبة فقد نطق القران بكراهتها
فقال تعالى ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتا فكرهتموه وقد روى عن النبي صلى الله عليه وسلم فى
ذلك اخبار كثيرة **ومن تلبيس ابليس على علماء المحدثين** رواية الحديث الموضوع من
غير ان يبينوا انه موضوع وهذه خيانة منهم على الشرع ومقصودهم تنفيق احاديثهم وكثرة رواياتهم وقد
قال النبى صلى الله عليه وسلم من روى عنى حديثا يرى انه كذب فهو احد الكذابين **ومن اهل الفن**
تدليسهم فى الرواية فتارة يقول احدهم فلان عن فلان عن فلان يوهم انه سمع منه ولم يسمع
وهذا قبيح لانه يجعل المنقطع فى مرتبة المتصل **ومنهم** من يروى عن الضعيف والكذاب فيعمى
اسمه فربما سماه بغير اسمه وربما كناه وربما نسبه الى جده لئلا يعرف وهذه خيانة للشرع المطهر تثبت حكما بما لا يثبت

ترجمہ پس پہلے تو بناوٹ سے اُس پر ترحم و شفقت ظاہر کرتا ہے۔ پھر بھائیون کے سامنے اس کے لیئے بناوٹ سے
دعا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ مین نے اُس کو تمہارے سامنے اِس لئے ظاہر کیا کہ تم اس کے واسطے بہت دعا
کیا کرو ہم پناہ مانگتے ہین۔ کہ غیبت کسی حیلہ سے ہو یا صریح ہو پس غیبت سے پرہیز کر کیونکہ نص قرآن سے حرام ہے بقولہ
تعالیٰ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس کی حرمت مین کثرت
حدیثین وارد ہین **منجملہ تلبیس** [illegible] ان کا یہ ہے کہ موضوع حدیث روایت کرتے ہین۔ بدون اِس کے
کہ اس کو موضوع ظاہر [illegible] حالات مین ہے۔ اور اس سے ان کی غرض یہ کہ اُن کی حدیثین رائج
ہون اور یہ مشہور [illegible] جیسے تلبیس اور بلعام باعورا [illegible] حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ سے ایسی بات
[illegible] **قصہ** [illegible] جھوٹا ہے یا جھوٹون مین سے ایک جھوٹا ہے ٭
[illegible] ان مین ایک کہتا ہے کہ حدثنی فلان عن فلان یعنی مجھے فلان شخص نے
فلان بزرگ [illegible] فلان بزرگ سے روایت کی یعنی اُس نے فلان بزرگ کو تو پایا نہین لیکن اس طرح بیان کیا جس سے
شبہہ ہوتا ہے کہ مین نے فلان بزرگ کو پایا۔ یا یون کہا کہ فلان نے فلان سے نقل کیا اس سے وہم دلایا کہ مجھ سے فلان نے
روایت کی ہے حالانکہ اس سے سُنا نہین ہے اور یہ حرکت قبیح ہے اِس لیئے کہ اُس نے منقطع کو متصل بنا دیا **بعض محدث**
کو دیکھو کہ ضعیف و کذاب سے روایت کرتا ہے تو چھپانے کے لیئے اس کا نام نہین لیتا بلکہ کبھی تو اس کا دوسرا نام بدل دیتا ہے
اور کبھی اُس کی کنیت بیان کرتا ہے۔ یعنی جو معروف نہین ہے اور کبھی خود اُس کی کنیت مثلاً ابوزید گڑھ لیتا ہے۔ اور
کبھی اُس کے باپ کا نام چھوڑ کر اُس کے دادا کا نام بجائے باپ کے بیان کرتا ہے اور اس سے غرض یہ کہ وہ کذاب
پہچانا نہ جاوے اور یہ بھی شرع مطہرہ کا جرم ہے اِس لئے کہ ایسے ذریعہ سے حکم ثابت کیا کہ جس سے ثابت نہین ہوتا

واما غيبة العلماء فمنبعها من خدعة النفس على ابداء النصيحة تارة وبرواية ما لا يصح من الخبر ولو صح ما كان عونا على الغيبة وهو قوله اترعون عن ذكر الفاجر اذكروه بما فيه يحذره الناس ولو كان الخبر محفوظا صحيحا لم يكن فيه ابدا اشناعة على اخيك المسلم من غير ان يسال عنه وانما اذا جاءك مسترشد فقال اريد ان ازوج كريمتي من فلان فعرفت منه بدعة او انه غير مامون على حرم المسلمين صرفته عنه باحسن صرف او يجيء آخر فيقول لك اريد ان اودع مالي فلانا وليس ذلك الرجل موضعا للامانة فتصرفه عنه باحسن صرف او يقول لك رجل اريد ان اصلي خلف فلان او اجعله اماما في علم فتصرفه عنه باحسن الوجوه ولا تشف غيظك من غيبة **واما منبع الغيبة من القراء والنساك** فمن طريق التعجب يكشف عوار الاخ ثم يتصنع بالدعاء في ظهر الغيب فيتمكن من لحم اخيه المسلم ثم يتزين بالدعاء له **واما منبع الغيبة من الرؤساء والاستاذين والنساك** فمن طريق ابداء الرحمة والشفقة حتى يقول مسكين فلان ابتلي بكذا او امتحن بكذا نعوذ بالله من الخذلان

ترجمہ رہے علماء تو اُن میں غیبت کا منبع اُن کے نفس کا دہوکا ہے کہ تم جو فلان کی برائی کرتے ہو تو اظہار نصیحت ہے۔ اور ایک روایت پر اعتماد کرتے ہین اگر اُس کے معنی جو یہ لوگ سمجھتے ہین یہ ہوتے تو کبھی ان کے لئے غیبت پر مددگار نہ ہوتے اور وہ روایت یہ ہے کہ تم ایسے شخص کے ذکر سے کیون منہ موڑتے ہو جس مین فسق ہے اسے اور اس کی برائی بیان کرنے سے باز نہ ہو تاکہ لوگ اُس سے احتراز کرین یہ روایت اگر صحیح محفوظ ہے [illegible] کہ آپ سے بوچھے کسی مسلمان بھائی پر تشنیع عائد نہ ہوتی اور اگر تاویل ہو تو یہی کہ جب تجھ سے مشلا [illegible] سے ہون۔ کہ اپنی لڑکی فلان شخص سے بیاہ دون اور تجھے معلوم ہے کہ وہ شخص بد [illegible] کرین نفی نہین ہے تو تجھے چاہیئے کہ کسی حسن تدبیر سے اُس کو اس ارادے سے [illegible] دوسرا آیا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین سفر کو جاؤن اور اپنا مال فلان [illegible] یہ شخص امانت رکھنے کے قابل نہین ہے۔ تو چاہیئے کہ اس کو اچھی تدبیر سے اس ارادے سے [illegible] کیا۔ کسی نے کہا۔ کہ مین چاہتا ہون کہ فلان شخص کو اپنا امام بناؤن یا کسی علم مین اپنا اُستاد بناؤن اور وہ امامت یا اُستادی کے قابل نہین ہے تو اچھی تدبیر و حیلہ سے اس کو اس خیال سے پھیر دے اور یہ نہین چاہیئے کہ اسکی غیبت کرکے اپنا دل ٹھنڈا کرے رہا حافظون و عابدون مین غیبت کا منبع تو از راہ خود پسندی ہوا کرتا ہے کہ پہلے اپنے مسلمان بھائی کے عیب کھولتا ہے پھر پیٹھ پیچھے اُس کے واسطے دعا کرتا ہے تاکہ اس بناوٹ سے غیبت معلوم نہ ہو تو گویا پہلے اُس کا گوشت نوچ کھایا۔ پھر اُس کی جگہہ ظاہری دعا سے پیوند لگایا۔ رہا رؤسا و استاد و زہاد مین غیبت کا منبع تو وہ براہ اظہار شفقت و ترحم ہوا کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ فلان مسکین فلان امر مین مبتلا ہوا اور فلان امتحان مین ڈالا گیا اللہ تعالی ہم کو خواری سے بچاوے

يقول في تصنيفه عن الفاظ في الصحاح لا يجوز ان يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هذا ورأيته يحتج في مسئلة فيقول دليلنا ما روى بعضهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كذا ويجعل الجواب عن حديث صحيح قد احتج به خصمه ان يقول هذا الحديث لا يعرف وهذا كله خيانة على الاسلام **ومن تلبيس ابليس على الفقهاء** ان جل اعتمادهم على تحصيل علم الجدل يطلبون بزعمهم تصحيح الدليل على الحكم والاستنباط لدقائق الشرع وعلل المذهب ولو صحت بهذه الدعوى منهم لتشاغلوا بجميع المسائل وانما يتشاغلون بالمسائل الكبار ليتسع فيها الكلام فيتقدم المناظر بذلك عند الناس في خصام النظر فهمّ احدهم بترتيب المجادلة والتفتيش على المناقضات طلبا للمفاخرة والمباهاة وربما لم يعرف الحكم في مسئلة صغيرة يعم بها البلوى **ومن تلبيسه عليهم** ادخالهم في الجدل كلام الفلاسفة واعتمادهم على تلك الاوضاع **ومن ذلك** ايثارهم للقياس على الحديث المستدل به في المسئلة ليتسع لهم المجال في النظر وان استدل احد منهم بالحديث هجن و من الادب تقديم الاستدلال بالحديث ومن ذلك انهم جعلوا النظر

علم الحديث

ترجمہ کہ وہ حدیث کے بعضے الفاظ کی نسبت جو صحاح میں وارد ہوئے ہین یہ کہتا ہے کہ یہ الفاظ ممکن نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہون اور [illegible] حجت لاتے وقت کہتا ہے کہ ہماری دلیل وہ حدیث ہی جو ہمارے بعض فقیہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی [illegible] ع کرتا اور [illegible] کرتا [illegible] ان کے جواب مین کہتا ہے کہ ہم اس کے جواب مین یہ کہین گے کہ یہ حدیث پہچانی نہین [illegible] عمل [illegible] خیالات مین خیانت ہے **منجملہ تلبیس ابلیس** کے جو فقہاء پر ہے ایک [illegible] جیسے بلبیس اور بلعام [illegible] جدل فن سے حکم پہ دلیل کی تصحیح نکالتے اور شرع کے دقایق [illegible] کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتابین [illegible] اور [illegible] دعوی صحیح ہوتا تو سب مسایل مین اسی طرح مشغول [illegible] تے ہین تاکہ ان مین کلام کرنے کی گنجایش وسیع حاصل ہو اور ان مین [illegible] کر سوالا لوگون کے نزدیک نظری خصومت مین پیشوا گنا جاوے پس ان مین سے ہر ایک کی کوشش یہ ہی کہ جدال و جھگڑے اور تفتیش کو مرتب کرے اور نقض کو آمادہ کرتا رہی کہ وہ خصم کی ہربات مین نقیض نکالی اور اس سے غرض فقط دنیاوی فخر و ناموری ہی حالانکہ ان مین بہت ایسے ہین جو ایک خفیف اور چھوٹے سے مسئلہ مین حکم نہین جانتا جسکی لوگون مین عام ضرورت ہے **منجملہ** تلبیس ابلیس کی فقہاء پر یہ ہے کہ جدل کے فن مین فلاسفہ کی قواعد داخل کرتے اور اُنپر اعتماد کرتے ہین یعنی جیسے وضع پر ازوم و عکس و تناقض وغیرہ اُنھون نے قطعی بنا [illegible] انکو یہان جزئیات شرع مین لاتی ہین اور **ازانجملہ** یہ کہ حدیث پر قیاس کو ترجیح دینے مین حالانکہ اس مسئلہ مین حدیث صحیح دلیل موجود ہے اور یہ اس لیے کرتے ہین کہ انکو باہم جدال و گفتگو کرنیمین خیالی گھوڑے دوڑانیکی وسیع مجال حاصل ہو اور اگر ان کے مقابلہ مین کسی نے حدیث سے استدلال کیا تو حقیر قابل عیب خیال کیا جاتا ہے **حالانکہ** ادب یہ تھا کہ حدیث کو بالکلیہ مقدم کر کے اُس سے دلیل لاتے **ازانجملہ** یہ کہ اُن سخت دل

فاما اذا كان المروي عنه ثقة نفسه فنسبه الى جده او اقتصر على كنيته لئلا يرى انه قد ردد الرواية عنه او يكون المروي عنه في مرتبة الراوي فيستحيي الراوي من ذكره فهذا على الكراهة والبعد من الصواب قريب بشرط ان يكون المروي عنه ثقة **ذكر تلبيس ابليس على الفقهاء قال المصنف** كان الفقهاء في قديم الزمان هم اهل القرآن والحديث فما زال الامر يتناقص حتى قال المتاخرون يكفينا ان نعرف آيات الاحكام من القرآن وان نعتمد على الكتب المشهورة في الحديث كسنن ابي داؤد ونحوها ثم اهونوا بهذا الامر ايضا فصار احدهم يحتج باية لا يعرف معناها وبحديث لا يدري اصحيح هو ام لا وربما اعتمد على قياس يعارضه بحديث صحيح ولا يعلم لقلة التفاته الى معرفة النقل وانما الفقه استخراج من الكتاب والسنة فكيف يستخرج من شيء لا يعرف ومن القبيح تعليق حكم على حديث لا يدري اصحيح هو ام لا ولقد كانت معرفة هذا تصعب ويحتاج الانسان الى السفر الطويل والتعب الكبير حتى يعرف ذلك فصنفت الكتب وتقررت السنن وعرف الصحيح من السقيم ولكن غلب المتأخرين الكسل بمرة عن ان يطالعوا علم الحديث حتى اني رأيت بعض الاكابر من الفقهاء

ترجمہ ہاں اگر یہ شخص ثقہ ہو اور اس کو دادا کی طرف منسوب کر دیا جیسے محمد بن یحییٰ بن فارس کو محمد بن فارس کہا یا کہ فقط ابو یحییٰ کنیت بیان کی تاکہ بظاہر یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اس سے مکرر روایت کی ہے یا جس سے روایت کرتا ہے وہ راوی کے مرتبہ میں ہو تو اس کے نام سے روایت میں شرم کر کے ایسا کرلے تو یہ بھی طریقہ صواب سے [illegible] لیکن [illegible] بشرطیکہ جس سے روایت کی وہ ثقہ ہو مترجم کہتا ہے یعنی یہ نہ ہو کہ جس سے روایت کی وہ ضعیف [illegible] بوجھ کے نام سے مشتبہ کر دیا کیونکہ یہ حرام ہے **فقہاء پر تلبیس ابلیس کا بیان** قدیم زمانہ [illegible] سنت کے عالم ہوتے (یعنی ان میں ان کو طریقہ اجتہاد کی سمجھ ہوتی ہوتی تھی) پھر برابر گھٹتے گھٹتے [illegible] سے خالی وہ آیتیں کافی ہیں جن سے کوئی حکم نکلتا ہے اور [illegible] کافی ہیں پھر اس میں بھی زیادہ سستی کر دی حتی کہ بعض شخص فقیہ [illegible] ہو گیا [illegible] اور ایسی حدیث سے استدلال لاتا ہے جس کو آپ نہیں جانتا کہ صحیح ہے یا نہیں [illegible] حدیث صحیح کے معارضہ میں قیاس لاتا ہے اور اسکو یہ بھی نہیں معلوم کہ میں نص حدیث سے معارضہ کرتا ہوں کیونکہ وہ علم نقل کو کم پہچانتا ہے اور فقہ کا مدار تو یہ تھا کہ قرآن وحدیث سے استنباط کرے پھر یہ کیونکر فقیہ ہوگا جس کو علم قرآن وحدیث میں تمیز ہی نہیں ہے اور منجملہ قبائح کے یہ ہے کہ ایک حکم ایک حدیث کے حوالے پر ثابت کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ وہ حدیث صحیح ہے کہ نہیں اور بیشک اس امر کے پہچاننے میں دی گو مشقت شدید وسفر طویل کی ضرورت تھی۔ لہذا اس بارہ میں کتابیں تصنیف ہو گئیں اور حدیثیں سب انتخاب کر دی گئیں۔ اور صحیح وسقیم کو علیحدہ کر دیا گیا پھر بھی متاخرین کو یہاں تک کسل سوار ہوا کہ علم حدیث کو مطالعہ بھی نہیں کیا چنانچہ میں نے بعضے اکابر فقہاء کی تصنیف میں دیکھا ہے۔

اذا قاس الفقیہ علی اصل تقعۃ بعلۃ یظنہا فقیل لہ ما الدلیل علی ان الحکم فی الاصل معلل بھذہ العلۃ فقال ھذا الذی یظھر لی فان ظھر لکم ما ھو اولی من ذلک فاذکروہ **قال المعترض** لا یلزمنی ذکر ذلک ولقد صدق فی انہ لا یلزمہ ولکن فیما ابتدع من الجدل بل فی باب النصح واظھار الحق یلزمہ **ومن ذلک** ان احدھم یبین لہ الصواب مع خصمہ ولا یرجع ویضیق صدرہ کیف ظھر الحق مع خصمہ وربما اجتھد فی ردہ مع علمہ انہ الحق وھذا من اقبح القبیح لان المناظرۃ انما وضعت لبیان الحق وقد قال الشافعی ما ناظرت احدا فانکر الحجۃ الا سقط من عینی ولا قبلہا الا ھبتہ وما ناظرت احدا فبالیت مع من کانت الحجۃ ان کانت معہ صرت الیہ **ومن ذلک** ان طلبہم للریاسۃ بالمناظرۃ یثیر الکامن فی النفس من حب الریاسۃ فاذا رای احدھم فی کلامہ ضعفا یوجب قھر خصمہ اخرج الی المکابرۃ فان رای خصمہ قد استطال علیہ بلفظ ظھرت حمیۃ الکبر فقابل ذلک بالسب فصارت المجادلۃ مجالدۃ **ومن ذلک** ترخصہم فی الغیبۃ بحجۃ الحکایۃ عن المناظرۃ فیقول احدھم تکلمت مع فلان فما قال شیئا ویتکلم بما یوجب التشفی من خصمہ بتلک الحجۃ

ترجمہ اگر کسی فقیہ نے کسی واقعہ کو کسی اصل شرعی پر قیاس کیا اور اُس کی علت سمجھ گیا جیسا کہ اس کے خیال مین ہے پھر دوسرے نے اُس سے کہا کہ بھلا یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اصل مین حکم بوجہ اسی علت کے ہوا ہے تو وہ جواب دیتا کہ مجھے ایسا ظاہر ہوا ہے اور اگر تم اس سے کوئی بہتر بات لاؤ تو [illegible] کرتا اور جو [illegible] کرتا [illegible] ہے کہ مجھپر اس کا بیان کرنا لازم نہین ہے مین کہتا ہون کہ ہان یہ تو سچ ہے کہ تجھپر واجب نہین [illegible] عمل [illegible] حالات مین تجھ پر واجب ہے جیسے تو نے جدل کو نکالا **ازانجملہ** اِن فقہاء کی یہ کیفیت ہے کہ خصم [illegible] جیسے ابلیس اور بلعام باعور [illegible] وہ حق کی طرف رجوع نہین لاتا بلکہ دل تنگ ہوتا ہے [illegible] خصم [illegible] ان لینے کے بعد جھگڑا کرتا ہے کہ کسی طرح اُسکو رد کر دے اور یہ کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتا [illegible] اور [illegible] مرتہ ظاہر ہو جاوے اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ مین نے جس سے مناظرہ کیا پھر اُس نے [illegible] مجھے [illegible] ہے کہ اُس نے حجت کو قبول کر لیا تو مجھے اُسکی طرف سے ہیبت معلوم ہوتی ہے اور جس کسی سے مین نے مناظرہ کیا تو دلیل حق کو غالب رکھا اگر مین نے مقابل کے پاس دلیل حق پائی تو مین بھی اسکے ساتھ ہو گیا **ازانجملہ** یہ کہ وہ مناظرہ سے سرداری چاہتے ہیں تو نفس مین جو سرداری کی خواہش مخفی رہتی ہے وہ اُبھر آتی ہے اور جب انمین سے کسی نے دیکھا کہ اُسکی کلام مین ایسا ضعف ہے کہ اُس کا مقابل غالب ہوا چاہتا ہے تو مکابرہ و جھگڑا کرنے لگتا ہے تو جب اُسکے مقابل نے دیکھا کہ اس نے مجھ پر بدزبانی کی تو اُس کی حمیت بھی جوش مین آ جاتی ہے وہ بھی جواب ترکی بترکی دیتا ہے تو مناظرہ بدل کر گالی گلوج و جھگڑا ہو جاتا ہے مترجم کہتا ہے کہ ہماری زمانہ مین یہ باتین صاف ظاہر ہین انا للہ وانا الیہ راجعون **ازانجملہ** مناظرہ نقل کرنے کے حیلے سے غیبت کا جواز نکالتے ہین چنانچہ بعض کہتا ہے کہ مین نے اُسکو یہ جواب دیا تو وہ بند ہو گیا اور کچھ جواب نہ دے سکا اور ایسی بات کہتا ہے۔ کہ جس سے اپنے مقابل سے اپنے دل کی تشفی اس حجت سے حاصل کر لے۔

اجل اشتغالھم ولم یمزجوہ بما یرق القلوب من قراءۃ القرآن وسماع الحدیث وسیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
واصحابہ ومعلوم ان القلوب لا تخشع بتکرار ازالۃ النجاسۃ والماء المتغیر وھی محتاجۃ الی التذکار والمواعظ
لتنھض لطلب الآخرۃ ومسائل الخلاف وان کانت فی علوم الشرع الا انھا لا تنھض بکل المطلوب ومن لم
یطلع علی اسرار سیر السلف وحال الذی تمذھب لہ لم یمکنہ سلوک طریقھم وینبغی ان یعلم ان
الطبع لص فاذا ترک مع اھل ھذا الزمان سرق من طباعھم فصار مثلھم فاذا نظر فی سیر القدماء
زاحمھم وتادب باخلاقھم وقد کان بعض السلف یقول حدیث یرق لہ قلبی احب الی من مائۃ قضیۃ
من قضایا الشریح وانما قال ھذا لان رقۃ القلب مقصودۃ ولھا اسباب **ومن ذلک** انھم اقتصروا
علی علم المناظرۃ واعرضوا عن حفظ المذھب وباقی علوم الشرع فتری الفقیہ المفتی یسال عن آیۃ او حدیث
فلا یدری وھذا اعلی تقصیرہ فاین الانفۃ من التقصیر **ومن ذلک** ان المجادلۃ انما وضعت
لتبیین الصواب وقد کان مقصود السلف المناصحۃ باظہار الحق وقد کانوا ینتقلون من دلیل
الی دلیل واذا خفی علی احدھم شئ نبھہ الآخر لان المقصود کان اظہار الحق فصار ھؤلاء

ترجمہ بحث وگفتگوے نظری پر مقصور کر لی اور اس مین ایسی چیز نہ ملائی جس سے دل نرم ہوتے ہیں جیسے قرآن مجید کی تلاوت
اور حدیث شریف کی سماعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] اصحاب کی سیرت [illegible] اور یہ سب جانتے ہیں کہ بگڑی ہوئے
پانی سے بار بار دھونا نجاست نہین دور کرتا اسی طرح قلب [illegible] کہ نہین ہوتا حالانکہ قلوب کو یاد اور
نصیحت کی حاجت ہے تاکہ وہ آخرت کی طلب مین [illegible] علوم سے ہین لیکن ان کے
ذریعے سے یہ مقصود پورا نہین ہوتا اور سلف صالحین کے [illegible] نہین جانتا
تو اُن کی راہ کیونکر چل سکتا ہے **جاننا چاہیئے** [illegible]
کا انداز چوری کر لے گی اور اگر وہ بزرگون کی سیرت وخصلت [illegible]
[illegible] کیا
اور بعضے بزرگان سلف کا قول ہے کہ ایک حدیث جس سے میرا دل نرم ہو مجھے سو قضایائے شریح سے زیادہ محبوب ہے اور یہ
لیے فرمایا کہ دل کی نرمی مقصود ہے اور اس کے اسباب ہوا کرتے ہین **ازانجملہ** یہ کہ ان فقہانے فقط علم مناظرہ پر اقتصار کیا۔
اور مذہبی مسائل یاد رکھنے سے منہ پھیر لیا اور باقی علوم شرعی نہین جانتے ہین یہی وجہ ہے کہ تم فقیہ مفتی کو دیکھتے ہو کہ اس سے
کسی آیت یا حدیث کی بابت دریافت کیا جاتا ہے تو وہ جواب مین کہتا ہے کہ مین نہین جانتا اور یہ مین تقصیر ہے پس اس تقصیر سے
اُسے شرم کیون نہین آتی **ازانجملہ** یہ کہ مباحثہ فقط اسلیئے موضوع ہوا کہ جو بات ٹھیک ہے وہ ظاہر ہو جاوے اور سلف کی نیت یہ
ہوئی تھی کہ حق ظاہر ہو جس سے اسلام مین خیر خواہی ہے اور وہ لوگ ایک دلیل کو چھوڑ کر دوسری دلیل کی طرف چلے جاتے تھے اور
اگر کسی سے کوئی بات رہ گئی تو دوسرا اُسکو بتلا دیتا کیونکہ اُن کی نیت خالص یہ تھی کہ حق ظاہر ہو پس ان بزرگون کی کیفیت یہ تھی کہ

ولا ادری کیف حلفتہ فقال لیتک اذ دریت کیف حلفت دریت انا کیف افتیک

وقال المصنف وانما کانت ہذہ سجیۃ السلف لخشیتہم اللہ عزوجل وخوفہم منہ ومن نظر فی سیرہم تادب **ومن تلبیس ابلیس علی الفقہاء** مخالطتہم الامراء والسلاطین ومداہنتہم وترک الانکار علیہم مع القدرۃ علی ذلک وربما رخصوا لہم مالا رخصۃ لہم لینالوا من دنیاہم فیقع بذلک الفساد لثلاثۃ **الاول** الامیر فیقول لولا انی علی صواب لانکر علی الفقیہ وکیف لا اکون مصیبا وہو یاکل من مالی **والثانی** العامی انہ یقول لا باس بہذا الامیر ولا بمالہ ولا بافعالہ فان فلانا الفقیہ لایبرح عندہ **والثالث** الفقیہ فانہ یفسد دینہ بذلک **وقد لبس ابلیس علیہم** فی الدخول علی السلطان فیقول انما ادخل لیشفع فی مسلم

ترجمہ اور یہ یاد نہیں کہ کیسی قسم کھائی ہے تو فرمایا کہ کاش جب تو یہ جانتا کہ تو نے کیسی قسم کھائی ہے تو یہ بھی جانتا کہ میں تجھے کیونکر فتوی دون گا **مصنف** نے کہا کہ سلف صالحین کی یہ خصلت فقط اس وجہ سے تھی کہ اُن کو اللہ عزوجل سے خوف و دہشت تھی اور جو کوئی اُن کی خصلتوں میں نظر رکھے وہ ادب سیکھ جاوے +

منجملہ تلبیس ابلیس [illegible] اُن [illegible] امیروں و پادشاہوں سے ملتے اور اُن کے پاس گھسے رہتے ہیں۔ اور اُن [illegible] عمل [illegible] حالات میں حالی پر باوجود قدرت کے بھی اُن کی خوشامد کے لیے انکار نہیں کرتے [illegible] جیسے ابلیس اور بلعام باعورا [illegible] بیں جو اُن کو جائز نہیں ہو سکتے ہیں تاکہ اُن کے مال [illegible] کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر [illegible] **فصل** [illegible] شخصوں کے لیے فساد کی راہیں کھل جاتی ہیں (اول) راہ تو خود اس [illegible] [illegible] پر [illegible] ہوتا تو فقیہ میرے طریقہ پر ضرور انکار کرتا اور میں کیونکر [illegible] [illegible] مال کھاتا ہے (دوم) عوام پر فساد کی راہ یہ ہے کہ اس رئیس کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ بہت اچھا امیر ہے اس کا مال بھی پاکیزہ اور خود بھی بزرگ ہے اور اس کے افعال بھی اچھے ہیں دیکھو فلان فقیہ اس کے پاس ہمیشہ گھسا رہتا ہے (سوم) اس فقیہ پر فتنہ عظیم یہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنے دین کو دنیا کے واسطے بگاڑ دیا (مترجم کہتا ہے کہ سب سے بڑا فتنہ تو اول یہی ہوا۔ کہ علم ذلیل ہوا۔ اور دنیاوی دولت کی عزت سب عوام کی نگاہوں میں پھر گئی اس دلیل سے کہ آخرت وہم ہے ورنہ فقیہ کیوں دنیا کا طالب ہوتا۔ اللہم غفرانک) **اور ابلیس نے ان فقہاء پر تلبیس ڈالی** کہ تم لوگ سلطان کے یہاں جایا کرو اور اُن کو حیلہ بتا دیا کہ فقیہ یہ کہتا ہے کہ میں تو اس لئے سلطان کے یہاں جاتا ہوں۔ کہ کسی مسلمان کی سفارش کروں +

ومن ذلك ان ابليس لبس عليهم بان علم الفقه وحده علم الشرع ليس ثم غيره فان ذكر لهم محدث قالوا ذاك
لا يفهم شيئا وينسون ان الحديث هو الاصل فان ذكر لهم كلام يلين به القلب قالوا هذا كلام
الوعاظ **ومن ذلك** اقدامهم على الفتوى وما يبلغوا مرتبتها وربما افتوا بواقعتهم المخالف
للمنصوص ولو توقفوا في المشكلات كان اولى فقد قال ابن ابي ليلى ادركت عشرين ومائة من اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منهم من يحدث حديثا الا ود ان اخاه كفاه الحديث ولا يسأل احدهم عن المسئلة
فيردها هذا الى هذا وهذا الى هذا حتى يرجع الى الاول **وعن ابن ابي ليلى ايضا** يقول ادركت
في هذا المسجد عشرين ومائة من الانصار من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منهم من تحدث حديثا
الا ود ان اخاه كفاه الحديث ولا يسئل عن فتيا الا ود ان اخاه كفاه الفتيا **قال المصنف** وقد روينا عن
ابراهيم النخعي ان رجلا ساله عن مسئلة فقال ما وجدت من تسأله غيري **وعن** مالك بن انس انه قال ما افتيت حتى سألت
سبعين شيخا هل تروني اهلا ان افتي فقالوا نعم فقيل له لو نهوك فقال لو نهوني انتهيت وقال رجل لاحمد بن حنبل اني حلفت

ترجمہ۔ از انجملہ یہ کہ ابلیس نے ان پر تلبیس ڈالی ہے کہ جس کو اپنی اصطلاح مین علم فقہ کہتے ہین بس یہی علم شرع ہے اور یہان کوئی علم
سوائے اس کے نہیں ہے پھر اگر ان سے محدث کا ذکر کیا گیا تو کہتے ہین کہ وہ ہیچ ہے وہ کچھ نہین سمجھتا ہے اور یہ بھول جاتے ہین کہ حدیث
ہی تو اصل ہے پھر اگر اُن سے وہ کلام ذکر کیا گیا جس سے دل نرم ہوتے ہین تو کہنے لگے کہ یہ واعظون کے کلام ہین **از انجملہ** یہ لوگ
فتوے دینے پر جرأت کرتے ہین اور ہنوز اس مرتبہ کو نہین پہونچے [illegible] استفتا مین منصوص کے
خلاف فتوی دیدیتے ہین اور اگر مشکلات مین ذرا توقف کر[illegible] عبد الرحمن بن ابی لیلی
فرمایا کہ مین نے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ کو پایا کہ جب اُن مین [illegible] آرزو کرتے کہ کاش میرا
کوئی بھائی اس حدیث کا متکفل ہوجاتا۔ اور جب کسی [illegible]
نوبت آجاتی کہ اخیر والا پھر اُس کو اول پر ٹالتا اور عبد الرحمن [illegible]
اصحاب انصار مین سے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا کہ جب ان مین [illegible] حدیث کی [illegible] کیا
میرا کوئی بھائی متکفل ہوجاتا۔ اور جب کوئی فتوی پوچھا جاتا تو یہی آرزو کرتا کہ کاش میرا کوئی بھائی اس امر مین کفایت کرتا
مصنف نے کہا کہ ہم کو ابراہیم نخعی رح تابعی سے روایت پہونچی ہے کہ ایک مرتبہ اُن سے کسی نے مسئلہ پوچھا تو فرمایا کہ ای عزیز کیا میرے
سوائے تجھے کوئی دوسرا نہیں ملتا تھا۔ امام مالک بن انس فقیہ رح نے فرمایا کہ مین نے فتوی دینا شروع نہین کیا جب تک کہ مین نے ستر
مشائخ سے دریافت نہ کیا کہ کیا آپ کے نزدیک مجھ مین فتوی دینے کی لیاقت ہے تو سب نے فرما لیا۔ کہ ہان تب مین نے فتوی
دیا۔ لوگون نے عرض کیا۔ کہ اے جناب اگر وہ بزرگوار مشائخ آپ کو اس امر سے منع کر دیتے۔ مالک رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا کہ اگر منع کرتے تو مین باز رہتا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک نے کہا۔ کہ مین نے قسم کھائی ہے

قویت رغبتہم فی الدنیا فتعلموا العلوم اللتی تصلح للامراء وحملوھا الیہم لینالوا من دنیاہم ویدلک علی انہم قصدوا بالعلوم الامراء ان الامراء کانوا قدیما یمیلون الی سماع **الحجج** فی الاصول فاظہر الناس علم الکلام ثم مال بعض الامراء الی المناظرۃ فی الفقہ فمال الناس الی الجدل ثم مال بعض الامراء الی المواعظ فمال خلق کثیر من المتعلمین الیہا ولما کان جمہور العوام یمیلون الی القصص کثر القصاص وقل الفقہاء **ومن تلبیس ابلیس علی الفقہاء** ان احدہم یاکل من وقف المدرسۃ المبنیۃ علی المتشاغلین بالعلم فیمکث فیہا سنین ولا یتشاغل ویقنع بما قد عرف انہ ینتہی فی العلم فلا یبقی لہ فی الوقف حظ لانہ انما جعل لمن یتعلم الا ان یکون ذلک الشخص معیدا او مدرسا فان شغلہ دائم **ومن ذلک** ما یحکی عن بعض الاحداث المتفقہین من الانبساط فی المنہیات فبعضہم یلبس الحریر ویتختم بالذہب ویحال علی المکس فیاخذ الی غیر ذلک من المعاصی وسبب انبساط ہؤلاء یختلف **فمنہم** من یکون فاسد العقیدۃ فی اصل الدین وھو یتفقہ یستر نفسہ اولیاخذ من الوقف اولیرأس اولیناظر **و** منہم من عقیدتہ صحیحۃ لکن یغلبہ الہوی وحب الشہوات ولیس عندہ صارف عن ذلک

ترجمہ جن کی دنیاوی رغبت غالب ہو گئی تو انہوں نے ایسے علوم سیکھے جن کی ضرورت امرا کو رہتی ہے (جیسے حساب کتاب وغیرہ) اوران علوم کو امرا کے پاس خود لیگئے تاکہ ان کی دنیا سے حصہ حاصل کرین اور یہ بات تجھے اس دلیل سے معلوم ہوگی کہ پہلے زمانہ مین امرا کو اصولی دلائل سننے کا شو[illegible] ظاہر کیا پھر بعضے امرا کو فقہ مین مناظرہ کرنے کا میلان ہوا اور بعض لوگ جدل کی طرف مائل ہوئے [illegible] ع کرتا اور جو [illegible] یہ کرتا [illegible] ان مل [illegible] مواعظ [illegible] طلبہ نے مواعظ کا طریقہ حاصل کیا پھر چونکہ اکثر عوام کو وعظ و قصص سننے کا شوق زیادہ ہی اسی [illegible] ر عمل بہ میا [illegible] حالات مین [illegible] کم رہ گئی **منجملہ** تلبیس ابلیس کے فقہا پر یہ ہے کہ بعض فقیہ مدرسہ [illegible] جیسے تلبیس اور بلعام باعور [illegible] تو [illegible] تے [illegible] نے کے واسطے مشروط کھایا کرتا ہے۔ اور اسی مین مدت تک رہتا [illegible] **قصہ** [illegible] کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتا[illegible] اور [illegible] بعض [illegible] پر قناعت کرتا ہے یا پڑھکر منتہی ہو جاتا ہے۔ کہ وقف مین سے اُس [illegible] اُن کو علم [illegible] بعض [illegible] بھی [illegible] ہے کہ اس [illegible] ہے جو علم حاصل کرتا ہو۔ ہان اگر وہ مدرس یا کارپرداز ہوتا تو [illegible] کو روا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ اس کے کام مین مشغول رہتا ہے **ازانجملہ** وہ تلبیس ہے جو بعضے نوجوان فقہ پڑھنے والون اور فقیہ بن جانے والون سے سُنا جاتا ہے کہ اُس نے بعضے منہیات کی طرف پاؤن پھیلا دیئے چنانچہ بعض نے لباس ریشمی پہننا شروع کیا اور سونے کی انگوٹھی پہنی اور بعض نے چنگی وصول کی اور اسی قسم کے دیگر معاصی مین قدم بڑھایا۔ پھر ان لوگون کی اس بیباکی کے اسباب مختلف ہین چنانچہ **بعض** کو اصل دین ہی مین عقیدہ نہین تھا لیکن اُسنے اپنے الحاد کو چھپانے کے لیے فقہ مین کچھ شغل کر لیا۔ یا یہ غرض رکھی کہ اس بہانہ سے اُس کو وقف سے حصہ ملے گا یا وہ سرداری کا تمغہ پائے گا، یا مناظرہ کے نام سے دوسرون کو بہکا دیگا **مترجم** کہتا ہے کہ شاید یہ دیالمہ روافض ملاحدہ کا خفیہ ساختہ پرداختہ ہو۔ اور **بعض** کا عقیدہ تو دین اسلام مین صحیح ہے لیکن اُسپر خواہش نفس نے غلبہ کیا اور اسکے پاس ایسا علم نہ تھا جو اسکو اس حرکت سے روکے

وينكشف هذا التلبيس بانه لو دخل غيره فشفع لما اعجبه ذلك وربما قدح فى ذلك الشخص لينفرد بالسلطان ويلبس عليه ابليس فى اخذ اموالهم فيقول لك فيها حق ومعلوم انها ان كانت من حرام لم يحل له منها شئ وان كانت من شبهة فتركها اولى وان كانت من مباح جاز له الاخذ بمقدار مكانه من الدين لا على وجه انفاقه فى اقامة الرعونة وربما اقتدى العوام بظاهر فعله واستباحوا ما لا يستباح وقد لبس ابليس على قوم من العلماء ينقطعون عن السلطان اقبالا على التعبد والدين فزين لهم غيبة من يدخل على السلطان من العلماء فيجتمع لهم آفتان غيبة الناس ومدح النفس وفى الجملة فالدخول على السلطان خطر عظيم لان النية قد تحسن فى اول الدخول ثم تتغير باكرامهم وانعامهم او بالطمع فيهم ولا يتمسك من مداهنتهم وترك الانكار عليهم وقد كان سفيان الثورى يقول ما اخاف من اهانتهم لى انما اخاف من اكرامهم فيميل قلبى اليهم وقد كان علماء السلف يبعدون عن الامراء لما يظهر من جورهم فتطلبهم الامراء لحاجتهم اليهم فى الفتاوى والولايات فنشأ اقوام

ترجمہ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے کہ اگر بجائے اُس کے کوئی دوسرا جاکر سلطان سے کسی مسلمان کی سفارش کرے تو اس فقیہ کو گوارا نہیں ہوتا (بلکہ ناگوار ہوتا ہے) بلکہ اس کے حق میں کوئی بھانجی مار دیتا۔ اور عیب لگا دیتا ہے تاکہ سلطان اُس کو ہاتھ۔ دے اسی طرح پر فقیہ پر ابلیس تلبیس ڈالتا ہے کہ وہ ان امراء و سلاطین کے مال سے بذریعہ انعام [illegible] وغیرہ کے لے لیتا ہے اور کہتا ہے ان اموال میں تیرا حق ثابت ہے حالانکہ یہ بات خوب معلوم ہے کہ [illegible] حلال نہیں ہے اور اگر ان میں شبہ ہے تو بھی ترک کرنا او[illegible] تو اس میں سے فقیہ کو فقط اسی قدر لے لینا جائز تھا جسقدر دین میں اس کا مرتبہ [illegible] بقدر ضرورت ملے گا اور اکثر اوقات اُس فقیہ کو دیکھ کر عوام الناس ان اموال [illegible] ہے ابلیس نے علماء کی ایک جماعت پر تلبیس ڈالی کہ وہ علیحدہ [illegible] ہیں تو اُن کو شیطان رچاتا ہے کہ جو علماء سلطان کے یہاں آتے جاتے ہیں تم غیبت کرو [illegible] ہو جاتی ہیں ایک تو لوگوں کی غیبت کرنا اور دوم اپنی نفس کی مدح کرنا **بالجملہ** سلطان کے یہاں جانے میں دینی خطرہ عظیم ہے اس لئے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ابتداء میں نیت درست ہوتی ہے پھر اُن کے انعام واکرام اور طمع سے وہ نیت بدل جاتی ہے اور پہلے جو قصد تھا کہ مداہنت نہ کریگا۔ اور بری باتوں کو منع کریگا۔ اس پر ثابت قدم نہیں رہتا حضرت سفیان الثوریؒ کہا کرتے کہ مجھے اس امر کا کچھ ڈر نہیں ہے کہ سلاطین میری اہانت کرینگے بلکہ خوف اس امر سے ہے کہ وہ میری تکریم کریں تو میرا دل انکی طرف مائل ہو جائے اور زمانہ سلف کے علماء اپنے زمانہ کی امراء سے بوجہ اُن کے ظلم کے دور رہتے تھے یعنی وہ لوگ خلاف شریعت کام کرتے تو یہ علماء ان سے دور رہتے تھے تو امراء اُن کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے کیونکہ اُن کو علماء کی فتویٰ و ولایت قضاء وغیرہ کی ضرورت تھی انکے بعد ایک قوم پیدا ہوئی

مراد الشیطان ان لا یحضروا فی موضع یلین فیہ القلب ویخشع والقصاص لا یذمون من حیث ھذا الاسم لان اللہ تعالیٰ قال نحن نقص علیک احسن القصص وقال فاقصص القصص وانما ذم القصاص لان الغالب منہم الاتساع بذکر القصص دون ذکر العلم المفید ثم غالبہم یخلط فیما یوردہ وربما اعتمد علی ما اکثرہ محال فاما اذا کان القصص صدقا ویوجب وعظا فھو ممدوح وقد کان احمد بن حنبل یقول ما احوج الناس الی قاص صدوق وذکر

تلبیسہ علی الوعاظ والقصاص قال المصنف کان الوعاظ فی قدیم الزمان علماء فقہاء وقد حضر ابن عمر مجلس عبید بن عمیر وکان عمر بن عبد العزیز یحضر مجلس القاص ثم خبست ھذہ الصناعۃ فتعرض لہا الجھال فبعد عنہم الممیزون من الناس وتعلق بہم العوام والنساء فلم یتشاغلوا بالعلم واقبلوا علی القصص وما یعجب الجھلۃ وتنوعت البدع فی ھذا الفن وقد ذکرنا آفاتہم فی کتاب القصاص والمذکرین الا انا نذکرہا ھنا جملۃ

ترجمہ اور شیطان کا مقصود یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر حاضر نہ ہون جہان دل نرم ہوتے ہین اور خشوع و خضوع کے ساتھ جناب باریتعالیٰ مین جھکتے ہین اور واعظین جو انبیاء و اولیا کے قصص بیان کرین اس نام سے مذموم نہین ہوسکتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نحن نقص علیک احسن القصص یعنی اے محمد ہم تجھے بہترین قصہ سناتے ہین یعنی قصہ یوسف علیہ السلام اور فرمایا فاقصص القصص الآیۃ یعنی اے محمد تو قصص انبیاء اور اُن کی نافرمان امتون کا انجام ہلاکت بیان کردے شاید یہ لوگ رجوع لاوین۔ اور قُصّاص لوگون [illegible] مذمت [illegible] سے ہوتی ہے کہ اکثر وہ لوگ فقط قصے بیان کرتے ہین علم مفید نہین بیان کرتے پھر قصص [illegible] کرتا اور [illegible] ملاتے ہین اور بارہا محال باتون پر اعتماد کرتے ہین (یعنی جیسے شداد نے بہشت [illegible] حالات مین نصیحت حاصل ہو تو وہ تعریف کے قابل ہین اور امام احمد بن حنبل [illegible] جیسے [illegible] اور بلعام باعور [illegible] کی بہت ضرورت ہے [illegible] کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتابین [illegible]

فصل [illegible] پر ابلیس کی تلبیس کا ذکر

[illegible] وعظ کہنے والے علما فقہاء ہوتے تھے اور عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی کی مجلس وعظ مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابی حاضر ہوئے اور عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ واعظون کی مجلس مین حاضر ہوئے پھر یہ پیشہ ایسا ذلیل ہوگیا کہ جاہلون نے اختیار کرلیا تو تمیزدار لوگ اُن کی مجلس سے الگ ہوگئے۔ اور عوام مرد اور عورتون نے اُن پر ہجوم کیا۔ تو ایسے لوگون نے علم کا شغل چھوڑ کر قصہ گوئی وغیرہ جن چیزون کو جاہل عوام پسند کرتے ہین سیکھنا شروع کیا۔ اور اسی پیشہ مین طرح طرح کی بدعتین پھیل گئین (**مترجم** کہتا ہے کہ اس دیار مین پورا فتنہ اسی جاہل فرقہ کی ذات سے پھیلا ہوا ہے) اور ہم نے اُن کی آفات کو کتاب قصاص و مذکرین مین مفصل بیان کیا ہے۔ لیکن یہان بھی ان مین سے تھوڑا بیان کرین گے۔

لان نفس الجدل والمناظرة يحرك الى الكبر والعجب وانما يقوم الانسان بالرياضة ومطالعة سير السلف واكثر القوم فى بعد عن هذا وليس عندهم الا ما يعين الطبع على شموخه فحينئذ يسرح الهوى بلا زاهد ومنهم من يلبس عليه ابليس بانك عالم وفقيه ومفت والعلم يدفع عن اربابه وهيهات فان العلم اولى ان يحاجه ويضاعف عذابه كما ذكرنا فى حق القراء وقد قال الحسن البصرى انما الفقيه من يخشى الله عز وجل قال ابن عقيل رأيت فقيها خراسانيا عليه حرير وخواتيم ذهب فقلت له ما هذا فقال خلع السلطان وكمد الاعداء فقلت بل هو شماتة الاعداء بك ان كنت مسلما لان ابليس عدو لك واذا بلغ منك مبلغا البسك ما يسخط الشرع فقد اشمته بنفسك وهل خلع السلطان سابقة لنهى الرحمن يا مسكين خلع عليك السلطان فانخلعت به من الايمان وقد كان ينبغى ان تخلع بك السلطان لباس الفسق وتلبس لباس التقوى رماك الله بخزيه حيث هو تمم امره هكذا ليتك قلت هذه رعونات الطبع لان تمت محنتك لان عدن دليلا على فساد باطنك ومن تلبيسه عليهم ان يحسن لهم ازدراء الوعاظ ويمنعهم من الحضور عندهم فيقولون من هؤلاء هؤلاء قصاص

ترجمہ کیونکہ جدل ومناظرہ نفس مین تکبر وغرور بڑہاتا اور جوش مین لاتا ہے اور انسانیت جبھی ٹھیک ہوتی ہی جب آدمی بزرگان سلف کی خصلت وخوبی مطالعہ کرے اور ریاضت سے نفس کو مغلوب کرے اور اکثر زمانہ والون کی حالت یہ ہی کہ وہ اس سے دور پڑے ہیں اور ان کے نزدیک جو علم جدل ومناظرہ ہی وہ اور بھی نفس کو کجروی پر مدد دیتا ہے تو لامحالہ خواہش بے روک ٹوک کے اس کے دل مین روان ہوتی ہے اور بعض کے خیال مین ابلیس یہ تلبیس ڈالتا ہے [illegible] اور عالمون سے عذاب الہی دور کرے گا حالانکہ یہ خیال باطل ہے اور یہ منصب [illegible] کاری کرنے مین عذاب دونا ہو جاوے چنانچہ ہم نے قاری لوگون کے حق مین اس کو [illegible] شخص ہے جو اللہ عز وجل سے خوف رکھتا ہے شیخ ابن عقیل نے کہا کہ [illegible] اور سونے کی انگوٹھیان پہنے تھا تو مین نے کہا کہ یہ کیا ہے اس [illegible] مین نے کہا کہ نہین بلکہ یہ تو تیرے دشمنون کی خوشی ہے اگر تو [illegible] جب اس نے تجھ پر پورا قابو پالیا تو تجھے ایسی چیز پہنائی جس کو شرع مبارک ناخوش رکھتی ہے پس تو نے اپنے دشمن کو اپنے اوپر خوش ہونے کا موقع دیا اور تجھ غریب کے حال پر افسوس ہے کہ تو کچھ نہ سمجھا کیا سلطان نے تجھے وہ خلعت پہنایا ہی جس سے حضرۃ الرحمن عز وجل نے منع فرمایا ہے تجھے سلطان نے خلعت کیا پہنایا کہ تو نے ایمانی خلعت اوتار دیا اور لائق یہ تھا کہ تیرے ذریعے سے سلطان فسق کا خلعت اتارتا اور تو اس کو تقوی کا لباس پہناتا لیکن خدا نے تم پر پھٹکار ڈالی کہ اس طرح کام تمام کیا کاش تو یہ کہتا کہ میرا یہ لباس فقط میری طبیعت کی حماقت سے ہے اور اب تو تیرا امتحان پورا ہوا اس لیے کہ اس حالت سے تیرا مدلل کرنا تیرے فساد باطن کی دلیل ہے منجملہ تلبیس ابلیس کے فقہا پر یہ ہے کہ جو لوگ وعظ کہتے ہین اُن کو یہ لوگ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور ابلیس ان کو روکتا ہی کہ ان کے وعظ مین حاضر ہون اور کہتے ہین کہ یہ لوگ کیا چیز ہین یہ لوگ تو قصہ گوئی کرنیوالے ہین۔

والقاص ينشد الغزل مع تصفيق بيديه وايقاع برجليه فيشبه المخنكر ويوجب ذلك تحريك الطباع و تهيج النفوس وصياح الرجال والنساء وتمزيق الثياب لما في النفوس من دقائق الهوى ثم يخرجون فيقولون كان المجلس طيبا ويشيرون بالطيبة الى ما لا يجوز ومنهم من يجري في مثل تلك الحال التي شرحناها لكنه ينشد اشعار النوح على الموتى ويصف مما جرى لهم من البلاء ويذكر الغربة ومن مات غريبا فيبكي بكاء النساء ويصير المكان كالمأتم وانما ينبغي ان يذكر الصبر على فقد الاحباب لا ما يوجب الجزع ومنهم من يتكلم في دقائق الزهد ومحبة الحق سبحانه فيلبس عليه ابليس انك من جملة الموصوفين بذلك لانك لم تقدر على الوصف حتى عرفت ما تصف وسلكت الطريق وكشف هذا التلبيس ان الوصف علوم السلوك غير العلم ومنهم من يتكلم بالطامات والشطح الخارج عن الشرع ويستشهد باشعار العشق

ترجمہ اور واعظ اس کے ساتھ ہاتھوں کی دستک اور پاؤں کی ٹھوکر لگا کر غزلیں پڑھتا جاتا ہے جیسے مستانے لوگ کرتے ہیں اور اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ عوام کی طبیعت امنگ پر آجاتی ہے اور اُن کی شہوانی نفوس جوش کھاتے ہیں اور عورتیں و مرد آوازیں لگاتے ہیں اور کپڑے پھاڑتے ہیں کیونکہ جملہ نفوس میں جو خواہش نفسانی و قوت شہوانی حیوانی دبی ہوئی ہیں وہ اس جلسہ میں ابھر آتی ہیں پھر جب یہاں سے یہ عورتیں اور مرد باہر نکلتے ہیں تو کہتے جاتے ہیں کہ جلسہ تو بہت خوب ہوا۔ اور خوبی سے اشارہ انہیں حرکات و امور ناشائستہ کی طرف ہے جو شرعاً جائز نہ تھے **بعض** واعظین کی یہ کیفیت ہے کہ وہ بھی اسی حال پر چلتا ہے جو ہم نے بیان کی ولیکن غزل کے بجائے [illegible] مرثیہ پڑھتا ہے (مثلاً حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے مرثیہ پڑھتا ہے) اور [illegible] غریب الوطنی و دشمنوں کا نرغہ اور مصائب جھوٹ سچ ملا کر ایسی طرح بیان [illegible] حالات میں [illegible] مجلس وعظ ماتم خانہ ہو جاتا ہے حالانکہ اہل غرت [illegible] جیسے ابلیس اور بلعام باعور [illegible] وفات پر صبر و ثبات کی تلقین کریں اور یہ لائق نہیں ہے کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتابیں [illegible] دنیا کے سوائے آخرت کو اپنا گھر نہیں جانتے ہیں [illegible] یہاں مرجانا ٹھیرا اور شہادت و مصیبت کا ثواب جو یہاں سے کما کر آخرت میں بلند درجات کا حصول ہے اس کا خیال بھی نہیں آتا تو بھلا یقین کا کیا ذکر ہے اور یہ بلا جزع و فزع اور یہ خیالات عام طور پر ان ملکوں میں پھیل گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون **بعض** واعظین مغرور ممبر پر بیٹھ کر زہد کے دقائق اور محبت حق سبحانہ تعالیٰ کے رموز و اسرار بیان کرنے پر زبانی جمع خرچ کرتے ہیں تو ابلیس اُن پر تلبیس ڈالتا ہے کہ آپ بہت پہونچے ہوئے بزرگ ہیں کیونکہ اگر آپ ایسے عارف کامل نہ ہوتے تو بھلا کیسے ان مقامات کو کھول کر بیان کرتے اور سلوک کی راہ چلتے اس مکر عظیم کو میں صاف کیے دیتا ہوں کہ کسی مقام کو زبانی بیان کر دینا دوسری کیفیات کا علم ہے اور سلوک ان مقامات میں وہ عملی مجاہدہ ہے جو علم اور زبانی بیان کے علاوہ ہے بعض واعظ وہ ہیں کہ جاہل ہیں کہ شرع سے خارج شطحیات بیان کرتے ہیں اور اس پر شاعروں کے عاشقانہ اشعار سند لاتے ہیں +

فمن ذلک ان قوما منهم کانوا یضعون احادیث الترغیب والترهیب ولبس علیهم ابلیس باننا نقصد حث
الناس علی الخیر وکفهم عن الشر وهذا تعاط منهم علی الشریعة لانها عندهم علی هذا الفعل منهم ناقصة
یحتاج الی تتمة ثم قد نسوا قوله علیه السلام من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار **ومن ذلک**
انهم تلحوا ما یزعج النفوس ویطرب القلوب فنوعوا فیه الکلام فتراهم ینشدون الاشعار الغزلیة فی العشق
ولبس علیهم ابلیس باننا نقصد الاشارة الی محبة الله تعالی ومعلوم ان عامة من یحضرهم العوام الذین
بواطنهم محشوة بحب الهوی فیضل القاص ویُضل **ومن ذلک** من یظهر التواجد والتخاشع زیادة علی ما فی قلبه
وکثرة الجمع یوجب زیادة تعمل فتسمح النفس بفضل بکاء وخشوع فمن کان منهم کاذبا فقد خسر الآخرة ومن کان
صادقا لم یسلم صدقه من ریاء یخالطه **ومنهم** من یتحرک الحرکات التی یومئ بها علی قراءة الالحان التی قد
اخرجوها الیوم مشابهة الی الغناء فهی الی التحریم اقرب منها الی الکراهة فالقاری یطرب

ترجمہ منجملہ آفات کے یہ ہے کہ ان مین ایک قوم (اقول ہندوستان مین سوائے شاذونادر کے عموماً سب) دل چسپی اور رغبت
دلانے کے لئے اور خوف ودہشت دلانے کی غرض سے حدیثین بناتی ہین اور ابلیس نے ان پر رچا دیا ہے کہ تم تو حدیثین
اس لئے بناتے ہو کہ لوگون کو نیکی پر آمادہ کرو اور بدی سے روکو اور شیطان نے ان جاہلون پر یہ شبہ ڈالا کہ شریعت ناقص
ہے تمہارے اس جھوٹی کارستانی کی محتاج ہے پھر یہ بھول گئے کہ [illegible] صلی [illegible] نے فرمایا کہ جو کوئی جان بوجھ کر مجھ
پر جھوٹ باندھے وہ دوزخ مین اپنا ٹھکانا بناوے (مترجم کہتا ہے [illegible] جان بوجھ کر [illegible]) اور جس نے حدیث موضوع
کرکے سنائی یا لکھی تو اس کی سزا بدون عذاب جہنم کے [illegible] **ازانجملہ** یہ لوگ
اپنے تقاریر کے کلام مین وہ چیزین ملاتے ہین جو نفس کا جوش [illegible]
چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ اس مین عشقیہ اشعار اور غزلین پڑھتے ہین اور اللہ [illegible]
کرتے ہو۔ اور یہان یہ خوب معلوم ہے کہ عوام جو ان کی مجلس مین [illegible] ہو گیا
ہے جو اس تازیانہ سے مائل پڑتا ہے۔ تو یہ واعظ خود گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے **ازانجملہ** بعضے واعظ بناوٹ سے وجد
اور خشوع ظاہر کرتے ہین۔ اگر کچھ دل مین بھی ہو تو اس سے بہت زیادہ بناتے ہین اور جس قدر جماعت کی کثرت ہو
اسی قدر بناوٹ زیادہ ہوتی ہے تو نفس مین جو بڑھتی خشوع ورونا موجود ہوتا ہے وہ اس کو رائیگان دینے مین بخل نہین
کرتا پس ان مین سے جس نے جھوٹ بناوٹ کی وہ آخرت مین خوار اور خراب ہوا اور جو سچا ہے۔ وہ ریاکاری کی میل
سے نہ بچا **بعض** واعظین عجیب وغریب حرکات کرتے ہین جن کا نتیجہ یہ کہ قرآن کو ایک نئی راگنی کے لہجہ مین پڑھنے
لگتے ہین۔ یہ نئی راگنی انہون نے آجکل گانے کے مشابہ نکالی ہے۔ تو یہ مکروہ ہی نہین۔ بلکہ صریح حرام
سے زیادہ قریب ہے۔ پس اس راگنی کے قراءت سے قاری کو سرور ہوتا ہے ؀

كره ذلك ولو صح قصده لم يكره من يعينه على خلاص الخلائق **فصل** ومن القصاص من يختلط في مجلسه الرجال والنساء وترى النساء يكثرن الصياح وجدا على زعمهن فلا ينكر ذلك لما يجمع القلوب عليه **ولقد** ظهر في زماننا هذا من القصاص ما لا يدخل في التلبيس لانه امر صريح من كونهم جعلوا القصص معاشا يستمحون به الامراء والظلمة والاخذ من اصحاب المكوس والتكسب به في البلدان **ومنهم** من يحضر المقابر فيذكر البلاء وفراق الاحبة فتبكي النسوة ولا يحث على الصبر **فصل** وقد يلبس ابليس على الواعظ المحقق فيقول له مثلك لا يعظ وانما يعظ متيقظ فيحمله على السكوت والانقطاع **وذلك** من وساوس ابليس لانه يقصد منع الخير وقد يقول له انك تلتذ بما تورده وتجد لذلك راحة وربما دخل الرياء في قولك وطريق الوحدة اسلم **و**مقصوده بذلك سد باب الخير **و**عن ثابت قال كان الحسن في مجلس فقيل للعلاء تكلم فقال اوهناك انا ثم ذكر الكلام ومؤنته وتبعته قال ثابت فاعجبني ثم تكلم الحسن فقال وانا هناك تود الشيطان انكم اخذتموها عنه فلم يامر احد بخير ولم ينه عن شر

ترجمہ تو اس کو یہ امر ناگوار ہوتا ہے اور اگر اس کا ارادہ خالص ہوتا تو خلاصی خلایق مین جو کوئی اس کا مددگار رہتا وہ اس کو ناگوار نہ ہوتا **فصل** بعضے واعظون کی مجلس مین مرد اور عورتین یکجا جمع ہوتی ہین اور ان لوگون کے زعم مین عورتین جد مین آکر زور سے چلاتی ہین اور واعظ کو راس[illegible]ع کرتا اور جوہ[illegible]ین کر[illegible] سب کے دل اس کی طرف ملے رہین اور ہمارے **زمانہ** مین بہت سے واعظ ایسے ظاہر ہوئے [illegible] ہیں نہین ہے یعنی اُنپر کچھ شبہہ ابلیس نے نہین ڈالا بلکہ وہ صریح [illegible] عمل بنا لیا [illegible] حالات مین ایسی حالت مین ہین [illegible] ظالمون کے یہان جاکر وعظ مین اُنکی دلچسپی ظاہر کرتے [illegible] جیسے ابلیس اور بلعام باعور [illegible] ان جاکر وعظ سے کمائی کرلاتے ہین اور **بعضے** مقابر مین [illegible] **فصل** [illegible] کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتا[illegible] اور [illegible] عورتین خوب پھوٹ پھوٹ کے روتی ہین اور یہ شخص انکو صبر کی تاکید نہین کرتا [illegible] ہے کہ اس [illegible] دل مین ڈالتا ہے کہ تجھ ایسا آدمی وعظ کہنے لائق نہین ہے بلکہ وعظ کہنا ایسے عالم کا کام ہے جو ہوشیار بیدار ہو۔ تو اُسکو ابلیس آمادہ کرتا ہے کہ الگ ہو کر خاموش ہو جاوے اور یہ ابلیس کا وسوسہ ہے کیونکہ وُہ اُسے نیکی سے روکتا ہے۔ اور کبھی اُس سے کہتا ہے کہ تو جو کچھ بیان کرتا ہے اُس سے لذت پاتا ہے اور اس سے بسا اوقات ریا پیدا ہونے کا گمان غالب ہے اور الگ رہنا سب سے بہتر سلامتی ہے اور اس سے بھی ابلیس کا مقصود یہی ہے کہ نیکی کا دروازہ بند ہو جاوے **ثابت** البنانی سے روایت ہے کہ ایک مجلس مین حسن بصری موجود تھے تو علاء رح سے کہا گیا کہ تم نصیحت کے واسطے کلام کرو تو کہا کہ کیا مین بھی اس مرتبہ مین ہون پھر کلام اور اُس کی حالت اور اُس کا انجام بیان کیا تو ثابت رح کہتے ہین کہ مجھے بہت پسند آیا پھر حسن بصری نے کلام کیا تو کہا کہ مین بھی واعظون کے مقام پر اور ابلیس تو چاہتا ہے کہ تم لوگون نے علاء رح سے نصیحت لی ہوگی کہ نہ اُس نے کسی شخص کو نیکی تبلائی اور نہ کسی برائی سے منع کیا

انجیل

وغرضہ ان یکثر فی مجلسہ الصیاح ولو علی کلام فاسد **ومنھم** من یروق عبارات لا معنے تحتھا واکثر کلامھم
الیوم فی موسی والجبل وزلیخا ویوسف ولا یکادون یذکرون الفرائض ولا ینھون عن ذنب فمتے یرجع
صاحب الزنا ومستعمل الربا وتعرف المرأۃ حق زوجھا وتحفظ صلاتھا ھیھات ھؤلاء ترکوا الشرع وراء
ظھورھم ولھذا انفقت سلعھم لان الحق ثقیل والباطل خفیف **ومنھم** من یحث علی الزھد وقیام اللیل
ولا یبین للعامۃ المقصود فربما تاب الرجل منھم وانقطع الی زاویۃ او خرج الی جبل فبقیت عائلتہ لا شیٔ
لھم **ومنھم** من یتکلم فی الرجاء والطمع من غیر ان یمزج ذلک بما یوجب الخوف والحذر فیزید الناس جرأۃ
علی المعاصی ثم یقوی ما ذکر بمیلہ الی الدنیا من المراکب الفارھۃ والملابس الفاخرۃ فیفسد القلوب بقولہ
وفعلہ **فصل** وقد یکون الواعظ صادقا قاصدا للنصیحۃ الا ان منھم من یرے الریاسۃ
فی قلبہ من الزمان فیحب ان یعظم وعلامتہ انہ اذا ظھر واعظ ینوب عنہ او یعینہ علے الخلق

ترجمہ اور اُن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مجلس مین شور ہو اگرچہ بیہودہ گوئی سے یہ مقصد حاصل ہو **بعضے** واعظون کا یہ حال
ہے کہ لغلغہ سے عبارتین بناتے ہین حالانکہ اس سے مطلب کچھ نہین نکلتا۔ اور آج کل تو یہ لوگ موسیٰ ؑ وطور مین اور یوسف علیہ السلام
وزلیخا مین اپنے قصہ گوئی کے طومار بناتے ہین کسی فرض کا ذکر کرتے ہین نہ کسی معصیت سے بچنے کی نصیحت کرتے ہین۔ پھر
کہان سے زناکار فحش سے باز رہیگا۔ اور کیونکر ریاکاری سے حلال عابد بچیگا۔ اور کیسے عورت اپنے خاوند کا حق پہچانیگی
اور کس کی نصیحت سے نماز کی حفاظت [illegible] اور کے [illegible] واعظون نے شریعت کو
پیٹھ پیچھے چھوڑا۔ اور دنیا کے لئے حیلہ نکالا اور [illegible] بازار گرم ہوگیا اس واسطے
کہ حق گران ہوتا ہے۔ اور باطل جوان لوگون کا شیوہ [illegible] زہد وعبادت
سکھاتے ہین اور عوام کو اصلی مقصود نہین بتلاتے تو [illegible]
کے گوشہ مین بیٹھ رہتے ہین اور اُس کی آل واولاد بھیک [illegible]
شیطانی خیالات نے عوام کے ذہن مین بٹھایا کہ پرہیزگاری ودین تو جب ہو سکتا ہے کہ جنگل [illegible] اللہ
پر توکل کرے اور جب یہ ہم سے نہین ہو سکتا تو ہم دنیاداری مین رہینگے یہ نہایت سخت فتنہ ہے۔ **بعضے** واعظین
کہ لوگون کو عظمت وشان الٰہی سے بھلاکر امید وطمع کے کلمات سے ولیسے کرتے ہین۔ بدون اس کے کہ ان
سے خوف دلاوین کہ لہذا وہ لوگ گناہون پر دلیرانہ جرأت کرتے ہین اور دنیا کی چیزین عمدہ غذا وپوشاک وسواری کی
جانب واعظ کے میل کرنے سے اس کی تقویت ہوجاتی ہے تو ایسے واعظ کے قول وفعل سے عوام کے دلون مین بڑی خرابی پیدا
ہوگئی **فصل** کبھی واعظ بھی نیک نیتی سے نصیحت کا قصد کرتا ہے لیکن اس قسم مین سے بھی بعض واعظ کے دلمین تعظیم کا خیال ہوتا
ہے یعنی وہ چاہتا ہے کہ لوگ اُسکی تعظیم کرین اور اسکی علامت یہ ہے کہ جب اُسکے ساتھ کوئی دوسرا شخص ایسا پیدا ہو جو خلائق کو نیک [illegible] اسکا مددگار

فصل وما ظنوه صوابا وهو خطاء ما اخبرنا به ابو الحسين بن فارس قال قيل لفقيه العرب هل يجب
على الرجل اذا اشهد الوضوء قال نعم قال والاشهاد ان يمذي الرجل **وقال المصنف** وذكر
من هذا الجنس مسائل كثيرة وهذا غاية في الخطاء لانه متى كان الاسم مشتركا بين مسميين كان
اطلاق الفتوى على احدهما دون الاخر خطأ مثاله ان يقول المستفتي ما تقول في وطي الرجل زوجته
في قرءها فان القرء يقع عند اللغويين على الاطهار والحيض فيقول الفقيه يجوز اشارة الى الطهر ولا
يجوز اشارة الى الحيض خطأ وكذلك لو قال السائل هل يجوز للصائم ان ياكل بعد طلوع الفجر
لم يجز اطلاق الجواب فما ذكر فقيه العرب خطأ من وجهين احدهما انه لم يستفصل في المحتملات
والثاني انه صرف الفتوى الى ابعد المحتملات وترك الاظهر وقد استحسنوا هذا وقلة الفقه اوجبت هذا الزلل
فصل ولما كان عموم اشتغالهم باشعار الجاهلية ولم يجد الطبع صادا عما وضع عليه من مطالعة
الاحاديث ومعرفة سير السلف الصالح سالت بهم الطبائع الى هوية الهوى فاثبت شرح البطالة تعيث

ترجمہ **فصل منجملہ** ان امور کے جن کو یہ نحوی ٹھیک سمجھے حالانکہ غلط ہے یہ ہے کہ ابو الحسین بن فارس نے کہا کہ فقیہ العرب سے پوچھا گیا کہ هل يجب على الرجل اذا اشهد الوضوء قال نعم یعنی کیا جب مرد اشہاد کرے تو اس پر وضو واجب ہوگا فرمایا کہ ہاں واجب ہوگا۔ اور بیان کیا کہ اشہاد یہ ہے کہ مذی نکل آوے (مترجم کہتا ہے کہ اشہاد کے معروف معنی گواہ کرلینا) **مصنف** نے کہا کہ اسی قسم کے بہت سے مسائل [illegible] کرتا اور [illegible] لاانتہا غلطی ہے اس لیئے کہ جب ایک نام دو چیزون کا مشترک ہو تو فتوی مین ایک معنی پر رکھ کر [illegible] مثلاً کسی نے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہین۔ کہ مرد اپنی زوجہ سے حالت [illegible] اور [illegible] حالات مین [illegible] اہل لغت کے نزدیک حیض پر بھی بولا جاتا ہے [illegible] کہ نہین جائز ہے یا فقط طہر کے معنی لیکر یہ کہنا۔ کہ کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتا [illegible] روزہ رکھنے والا طلوع فجر کے بعد کھا سکتا ہے تو بھی مطلقاً [illegible] جواب [illegible] مین دوطرح سے غلطی ہے (ایک) یہ کہ اشہاد کا لفظ دو معنی کو محتمل ہے تو اس نے ہر ایک معنی کی راہ سے جواب مین کچھ تفصیل نہ کی (دوم) یہ کہ اس نے حکم کو اس احتمال کی طرف پھیرا جو سب سے بعید تر ہے اور جو معنی زیادہ ظاہر تھے (یعنی گواہ کرلینا) وہ چھوڑ کر دوسری معنی قلیل الاستعمال غریب کے لیئے۔ اور عجب یہ کہ ان نحویون نے فقیہ العرب کا جواب بہت خوب ٹھیرایا۔ لیکن فقہ نجاننے سے یہ سب غلطی اوٹھائی **فصل** چونکہ ہمیشہ عموماً ان لوگون کا یہی شغل رہتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے شاعرون کے اشعار یاد کرتے اور سیکھتے ہین یعنی طبیعت اسی قسم کی اٹھ ہو گئی اور طبیعت کو اس جہالت طبعی سے روکنے والی کوئی چیز نہ ملی یعنی نہ تو احادیث شریف کا مطالعہ کیا اور نہ سلف صالحین کی خصلت و عادت سیکھی تو ان کی خود رو طبیعت ایسی ہی ہوائے نفسانی کی طرف آگئی اور ناکارہ خیالات کی شرح سے بطالت بھر آئی

ذكر تلبيسه على اهل اللغة والادب قال المصنف قد لبس على جمهورهم لشغلهم بعلوم
النحو واللغة عن المهمات اللازمة التي هي فرض عين من معرفتها يلزمهم عرفانه من العبادات و
مما هو اولى بهم من اداب النفوس وصلاح القلوب ومما هو افضل من علوم التفسير والحديث والفقه
فاذا ذهب الزمان كله في علوم لا تراد لنفسها بل لغيرها فان الانسان اذا فهم الكلمة فينبغي ان ترقى الى العمل
بها اذ هي مرادة لغيرها فترى الانسان منهم لا يكاد يعرف من اداب الشريعة الا القليل ولا من الفقه ولا
يلتفت الى تزكية نفسه وصلاح قلبه ومع هذا ففيهم كبر عظيم وقد خيل لهم ابليس انكم من علماء الاسلام لان
النحو واللغة من علوم الاسلام وبها يعرف معنى القران العزيز ولعمري ان هذا لا ينكر ولكن معرفة ما يلزم من
النحو لاصلاح اللسان وما يحتاج اليه من اللغة في تفسير القران والحديث امر قريب هو كاللازم وما عدا ذلك فضل
لا يحتاج اليه وانفاق الزمان في تحصيل هذا الفاضل وليس بمهم مع ترك المهم غلط وايثاره على ما هو انفع و
اعلى رتبة كالفقه والحديث غبن ولو اتسع العمر لمعرفة الكل كان حسنا ولكن العمر قصير فينبغي ايثار الاهم والافضل

ترجمہ اہل لغت وزبان عربی کے عالم و متعلم پر تلبیس ابلیس کا بیان ابلیس نے سب نحوی اور لغوی لوگون پر اپنی یہ
تلبیس ڈالی کہ ان کو نحو ولغت مین یہان تک پھنسایا کہ جو علوم ان پر فرض عین تھے مانند عبادات و معارف توحید کے ان سے
باز رکھا۔ اور اصلاح نفس وصلاحیت قلب کے علوم سے او [illegible] فقہ سے روک دیا پس اس مکر مین
ان لوگون نے اپنی تمام عمر ایسے فنون مین کھوئی جو بذا [illegible] سیکھے جاتے ہین کہ علم دین حاصل
ہو پس جب انسان نے کوئی کلمہ سمجھ لیا تو اس کے [illegible] ات خود مقصود وہی اور اسی
کے واسطے زبان عربی حاصل کی جاتی ہے۔ اور تم دیکھتے [illegible]
شریعت سے کچھ بھی نہین جانتا۔ سوائے قدر قلیل کے۔ اور [illegible]
اصلاح قلب کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور باوجود اس [illegible] کیا
ان کے خیال مین بھر دیا ہے کہ تم لوگ اسلام کے علماء ہو۔ اس لیئے کہ یہ نحو ولغت اسلامی علوم ہین اور انہین سے
قرآن مجید کے معانی معلوم ہوسکتے ہین اور مین تو کہتا ہون کہ اس سے کب انکار کیا جاتا ہے کہ اس زبان کا حاصل کرنا
مین ضرور ہے لیکن جس قدر صرف ونحو ولغت واسطے تفسیر قرآن وحدیث وفقہ کے لازم ہے وہ قریب الحصول ہے۔
اور ماسوائے اس کے جس قدر حاصل کرتے ہین۔ وہ زائد فاضل ہے اس کی کچھ ضرورت نہین ہے اور ایسی زائد کے
لیئے عمر کا زمانہ صرف کر ڈالنا۔ اور جو امر مہم ضروری ہے اس کو غلطی سے چھوڑنا اور اس کے پیچھے تفسیر وفقہ وحدیث جو
اصلی واعلی مرتبہ ہین ان سے غافل رہنا سخت خسارہ وغبن ہے ہان اگر عمر دراز ہوا کرتی کہ سب علوم حاصل ہوجاتے تو خیر تھا
لیکن عمر تھوڑی ہے تو سب سے زیادہ ضروری کو ضروریات پر مقدم کرنا درجہ بدرجہ لازم ہے کجا کہ یہ تو امر زائد ہے +

واستجعل علیها ولا تمتنع من مسالتی شیئاً تخاطب فیها صحیحاً کان او محالاً الی ان یحصل لک
مال النذر ففعلت ذلک وکنت اعرض علیه فی کل یوم رقاعاً فیوقع فیها وربما
قال لی کم ضمن لک علی هذا فاقول کذا وکذا فیقول غبنت هذا یساوی کذا وکذا فاستزد فاراجع
القوم ولا ازال اماکسهم ویزیدونی حتی ابلغ الحد الذی رسمه قال فعرضت علیه شیئاً
عظیماً فحصل عندی عشرون الف دینار واکثر منها فی مدیدة فقال لی بعد شهور
یا ابا اسحاق حصل مال النذر فقلت لا فسکت وکنت اعرض ثم یسألنی فی کل
شهر او نحوه هل حصل المال فاقول لا خوفاً من انقطاع الکسب الی ان حصل عندی ضعف
المال وسألنی یوماً فاستحییت من الکذب المتصل فقلت قد حصل ذلک ببرکة الوزیر فقال
فرجت والله عنی فقد کنت مشغول القلب الی ان یحصل لک قال ثم اخذ الدواة فوقع
لی الی خازنه بثلثة الف دینار صلة فاخذتها وامتنعت ان اعرض علیه شیئاً ولم ادر

ترجمہ اور ہر قسم کی درخواست خواہ ممکن ہو یا محال ہو۔ جو تجھ سے کہی جاوے اس کو میرے سامنے پیش کرنے سے نہ رکنا۔
یہان تک کہ تجھے اس قدر مال حاصل ہوجاوے۔ مین نے اسی پر عمل کیا اور ہر روز مین نے درخواستون کے رقعے
اُن کے حضور مین پیش کرتا اور وہ ہر رقعہ پر توقیع لکھا کرتے اور بارہا مجھ سے پوچھتے کہ اس رقعہ پر تیرے لئے سائل نے
کیا ضمانت کر لی ہے یعنی [illegible] تجھ [illegible] قدر [illegible] ہے مین بیان کرتا کہ اس قدر وعدہ کیا ہے تو مجھ سے فرماتے کہ تو نے
خسارہ اُٹھایا۔ یہ رقعہ [illegible] ع کرتا اور خوب [illegible] کرتا [illegible] ان [illegible] لوگون سے اپنا حق بڑھوالے پس مین لوٹ کر قوم سے کہتا
کہ مجھے زیادہ دینے [illegible] ترعمل نہ کیا [illegible] حالات مین۔ [illegible] پس وہ لوگ تھوڑا تھوڑا کر کے بڑھاتے اور مین برابر
[illegible] جیسے [illegible] اور بلعام یا عمیر [illegible] ترجمہ [illegible] نے مجھ سے کہی تھی زجاج نے کہا پھر ایک مرتبہ مین نے وزیر
کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتا [illegible] اور [illegible] امری خیز [illegible] ٹھیکے وغیرہ کی درخواست تھی جس کی مقدار عظیم تھی تو اسی اکیلی
[illegible] کو علیحدہ [illegible] سے زیادہ دولت چند ہی روز مین مجھ کو حاصل ہوگئی پھر چند ماہ کی
بعد مجھ سے پوچھا کہ اے ابو اسحاق مال نذر پورا ہوگیا مین نے کہا کہ نہین پس خاموش رہا اور مین برابر اُن کے سامنے رقعات
پیش کیا کرتا پھر ہر مہینہ مین بیس دن کے بعد مجھ سے پوچھتا کہ وہ مال نذر پورا ہوچکا اور مین کہتا کہ نہین اس خوف سے کہ میری
کمائی جاتی رہیگی یہان تک کہ میرے پاس دوچند مال چالیس ہزار دینار سے زائد حاصل ہوگیا پھر جو اُس نے ایک روز پوچھا
تو مجھے برابر جھوٹ بولنے سے شرم آئی مین نے کہدیا کہ جی ہان حضرت وزیر کی برکت سے یہ مال حاصل ہوگیا وزیر موصوف نے کہا کہ الحمد للہ تو
بوجھ ہلکا کردیا کیونکہ جب تک یہ مال حاصل نہ تھا تب تک میرا دل لگا رہتا پھر وزیر نے دوات اُٹھا کر میرے لئے تین ہزار دینار کی ایک
چھٹی اپنے خزانچی کو بطور صلہ کے لکھدی وہ بھی مین نے لے لی اور آیندہ مین اُن کے سامنے [illegible] پیش کرنے سے باز رہا اور یہ نہ جانا

نقل ان تری منہم متشاغلا بالتقوی و ناظرا الی مطعم فان النحوی یغلب طلبه علی السلاطین فیاکل
النحاة من اموالهم الحرام کما کان ابو علی الفارسی فی ظل عضد الدولة وغیره وقد یظنون جواز الشئ و
هو غیر جائز لقلة فقههم کما جری للزجاج قال ابو اسحاق ابراهیم بن السری قال کنت اؤدب القسم بن
عبید الله فاقول له ان بلغت الی مبلغ ابیك وولیت الوزارة ماذا تصنع بی فیقول ما احببت
فاقول له تعطینی عشرین الف دینار وکانت غایة امنیتی فما مضت الا سنون حتی ولی القسم الوزارة
وانا علی ملازمتی له وقد صرت ندیمه فدعتنی نفسی الی اذکاره بالوعد ثم هبته فلما کان فی
الیوم الثالث من وزارته قال لی یا ابا اسحق لم ارك اذکرتنی بالنذر فقلت عولت علی رعایة
الوزیر ایده الله وانه لایحتاج الی اذکاری لنذر علیه فی امر خادم واجب الحق فقال لی انه المعتضد
ولولاه ما تعاظمنی دفع ذلك الیك فی مکان واحد ولکن اخاف ان یصیر لی معه حدیثا فاسمح
لی باخذه متفرقا فقلت افعل فقال اجلس للناس وخذ رقاعهم فی الحوائج الکبار

ترجمہ لہذا بہت کم بلکہ شاذ و نادر ان لوگون مین کوئی پرہیزگاری کے شغل مین نظر آویگا اور نہ اپنی خوراک کا حلال وحرام
دیکھنے والا ملے گا۔ اس وجہ سے کہ فن نحو کے طالب سلاطین ہوتے ہین تو نحوی انہین کے حرام مال کھاتے ہین جیسے ابو علی
الفارسی زیر سایہ عضدالدولہ وغیرہ زندگی بسر کرتے تھے اور اکثر یہ لوگ بہت سے امور کو جائز جانتے ہین حالانکہ وہ حرام
ہوتے ہین کیونکہ انکو علم شرع و فقہ بہت کم ہوتا ہے چنانچہ ابراہیم [illegible] خود لکھا ہے کہ مین قاسم بن
عبداللہ کو علم ادب سکھلایا کرتا تھا اور اس سے کہا کرتا [illegible] وزارت کو پہنچے تو میرے
ساتھ کیا سلوک کروگے تو وہ کہتا کہ جو تم چاہو تو مین کہتا [illegible] کے نزدیک
گویا انتہا درجہ تھی۔ پھر چند ہی روز گذرے تھے کہ [illegible]
کی ملازمت مین تھا۔ اور اب اس کا ندیم ہوگیا۔ پھر [illegible]
سے ہیبت معلوم ہوئی۔ مگر وزارت کے تیسرے روز [illegible] گیا
تم نے مجھے نذر یاد نہین دلائی۔ مین نے کہا۔ کہ مین نے جانب وزارت کا ادب کیا۔ اللہ تعالے آپ کو اپنی حفظ
وحمایت مین رکھے۔ اور مین جانتا ہون کہ آپ کو اپنے خادم کے حق واجب کے بارہ مین نذر یاد دلانے کی
ضرورت نہین ہے تو مجھ سے فرمایا۔ کہ خلیفہ اس وقت معتضد ہے اگر یہ نہ ہوتا تو مجھے یکمشت تجھے بیس ہزار (۲۰) دینار
دینا کچھ دشوار نہ تھا لیکن مجھے خوف ہے کہ ایسا نہ ہو اس کو خفیہ خبر پہونچے اور اس کا ایک قصہ ہوجائے وا سے تم کو مناسب
ہے کہ یہ مال مجھ سے متفرق لینے پر راضی ہوجاؤ مین نے کہا کہ بہت خوب یہی کرونگا تو مجھ سے کہا کہ ایسا ہی کچہری کے
دروازہ پر بیٹھ جانا اور لوگون کی درخواستین و رقعہ لینا اور ہر ایک سے کاربراری کی اجرت ٹھیرا لینا۔

ذکر تلبیس ابلیس علی الشعراء قال المصنف قد لبس علیھم فاراھم انھم من اھل
الادب وانکم قد خصصتم بفطنة تمیزتم بھا عن غیرکم ومن خصکم بھذہ الفطنة ربما عفی عن زللکم
فتراھم یھیمون فی کل واد من الکذب والقذف والھجاء وھتک الاعراض والاقرار بالفواحش واقل
احوالھم ان الشاعر یمدح الانسان فیخاف ان یھجوہ فیعطیہ اتقاء شرہ او یمدحہ بین جماعة فیعطیہ
حیاء من الحاضرین وجمیع ذلک من جنس المصادرة وترے خلقا من الشعراء واھل الادب
لا یتحاشون عن لبس الحریر والکذب فی المدح خارجا عن الحد ویحکون اجتماعھم علی
الفسق وشرب الخمر وغیر ذلک ویقول احدھم اجتمعت انا وجماعة من الادباء ففعلنا کذا وکذا
ھیھات ھیھات لیس الادب الا مع اللہ عز وجل باستعمال التقوے لہ ولا قدر للفطن فی امور الدنیا
ولا یحسن العبارة عند اللہ اذ لم یتقہ وجمھور الادباء والشعراء اذا ضاق بھم الرزق تسخطوا فکفروا او
لخذوا فی لوم الاقدار کقول بعضھم ان اصبحت ھممی فی الفضل عالیة ۔ فان حظی ببطن الارض ملتصق

ترجمہ شعرا پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ شاعروں پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی۔ کہ اپنے جی مین مغرور ہوئے۔ کہ تم لوگ اہل ادب ہو۔
اور خدا نے تم کو ایسی دانائی عطا کی جس سے دیگر لوگ محروم ہین۔ تو تم کو ایک خاص امتیاز عطا ہوا ہے اور جس نے تم کو یہ
دانائی دی وہی تمہارے خطا و لغزش بھی عفو فرمائیگا۔ اگر شاید تم سے سرزد ہو۔ لہذا تم دیکھتے ہو۔ کہ شاعر لوگ کیونکر ہر
جنگل مین سرگردان پھر[illegible] کرتا اور [illegible] ان لگاتے اور ہجو کرتے اور آبرو ریزی کرتے اور اپنے اوپر فحش
و بدکاری کا اقرار کر[illegible] سے ادنیٰ حالات مین سے کمتر یہ ہے کہ شاعر کسی آدمی کی مدح کرتا ہے تو اس آدمی کو
یہ خوف ہوتا ہے جیسے ابلیس اور بلعام باعور[illegible] تو چار و ناچار اُس کو دے کر راضی کرتا ہے تاکہ اس کی شرارت سے
کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتا[illegible] ہے تو وہ لامحالہ دوسرون سے شرم کر کے اُس کو کچھ دیتا ہے
[illegible] شعرا کو دیکھو کہ اپنے آپ کو ادیب سمجھتے اور ریشم کا لباس پہن کر
حد سے زیادہ جھوٹ بولتے ہین اور نقل کرتے ہین کہ ہم لوگ جلسۂ شراب مین ساقی گل اندام کے ہاتھون سے مے نوشی
کرتے رہے اور کہتے ہین کہ ہمارے ساتھ اس مجمع اور فجور مین بہت سے اہل ادب جمع تھے معاذ اللہ یہ بے ادبی
اور یہ دعوے ادب۔ حالانکہ ادب تو اللہ تعالےٰ کی جناب مین تقوے و طہارت کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ اور جو کوئی
امور دنیا مین بڑا ہوشیار ہو۔ وہ محض بے قدر ہے۔ کیونکہ یہ سب دنیا اور اس کی چیزین فنا ہین اور اللہ تعالےٰ
کی جناب مین خالی عبارت آرائی کچھ کام نہین کر سکتی جبکہ تقوے نہ کیا ہو۔ اور شاعرون کی عموماً یہی خصلت ہے
کہ بھیک مانگتے ہین گردش چرخ اور تقدیر کی مذمت کرتے اور کفر کے کلمات بکتے ہین چنانچہ بعض کہتا ہے۔

؎ اگرچہ فضیلت مین میری ہمت درجہ عالیہ پر پہونچی ۔ لیکن میری قسمت زیر زمین چمٹی ہوئی ہے +

كيف اتم منه فلما كان من غد جئته وجلست على رسمي فاومى الىّ هات ما معك يستدعي مني الرقاع على الرسم فقلت ما اخذت من احد رقعة لان النذر وقد وقع الوفاء به ولم ادر كيف اقع من الوزير۔ فقال يا سبحان الله اتراني كنت اقطع عنك شيئاً وقد صار لك به عادة وعلم الناس به وصارت لك به منزلة عندهم وجاه وغدو ورواح الى بابك ولا يعلم سبب انقطاعه فيظن ذلك لضعف جاهك عندي او تغير رتبتك اعرض على رسمك وخذ بلا حساب فقبلت يده وباكرته من غد بالرقاع وكنت اعرض عليه كل يوم شيئاً الى ان مات وقد تاثلت مالي هذه **قال المصنف** انظروا ما يصنع قلة الفقه فان هذا الرجل الكبير القدر في معرفة النحو واللغة لو علم ان هذا الذى جرى له لا يجوز شرعاً ما حكاه وتبجح به فان ايصال الظلامات واجب ولا يجوز اخذ الجعل عليها ولا شئ مما نصب الوزير له من امور الدولة وبهذا يتبين مرتبة الفقه على غيره

ترجمہ کہ اب کیونکر مجھے اُن سے کچھ وصول ہوگا۔ پھر جب دوسرے روز مین حسب معمول وزیر کی خدمت مین حاضر ہوکر بیٹھا۔ تو مجھے اشارہ کیا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو لاؤ۔ یعنی مجھ سے رقعات درخواستین طلب کین جیسے پہلے دستور تھا۔ تو مین نے عرض کیا۔ کہ مین نے کسی سے رقعہ نہین لیا۔ کیونکہ نذر پوری ہوچکی تھی۔ اور مین نہین جانتا تھا۔ کہ اب مین کیونکر جناب وزارت سے توقیع لکھواؤن گا۔ تو فرمایا۔ کہ سبحان اللہ [illegible] بوجھ [illegible] عادت پڑگئی ہے۔ اور لوگون کو اس کا حال معلوم ہوچکا۔ اور جس سے اُن کے نزدیک [illegible] تمہارے دروازے پر حاضر ہوتے رہتے ہین وہ مین تم سے منقطع کردونگا۔ اور لوگ [illegible] لوگ یہی گمان کرین گے کہ میرے نزدیک تمہاری وجاہت نہین رہی۔ یا تمہارا [illegible] اور پیش کیا کرو۔ اور اب کسی حساب تک نہین ہے مین نے [illegible] کی درخواستین لیئے ہوئے اُن کے حضور مین حاضر ہوا اور ہر روز اُن کے حضور مین پیش کرتا رہا [illegible] کیا۔ درحالیکہ مین اس دولت سے آسودہ ہوچکا تھا **مصنف رح** نے کہا کہ دیکھو فقیہ کی نادانی کا انجام کہانتک ہوتا ہے اور دیکھو یہ شخص زجاج جو نحو ولغت مین بڑے درجہ کا آدمی تھا۔ اگر یہ جانتا ہوتا۔ کہ یہ معاملہ جو وزیر اور اُس کے درمیان جاری ہوا اور کیونکر اُس نے لوگون سے ہر قسم کی درخواستو نپر مال ٹھیرلیا تھا۔ یہ سب کسی طرح شرع مین حلال نہ تھا تو وہ اس سب قصہ کو بیان نہ کرتا بلکہ سب کو مخفی کردیتا اور وجہ یہ کہ ہر قسم کے حقوق کو صاحبان حق کو پہنچا دینا شرعاً حکام پر واجب ہے۔ اور اسپر رشوت لینا نہین جائز ہے اور نہ کوئی امر جو وزیر نے اُس کے لئے خلافت کی امور سے مقرر کیا تھا نہین جائز ہے اور اس سے ظاہر ہوا کہ علم فقہ کا مرتبہ عظیم ہے مترجم کہتا ہے کہ شائد یہ صورت فقط صدقات کی درخواستو نپر تھی۔ اور زجاج رح پر رقعات پیش کرنا واجب نہ تھا تو مال ٹھیرا لینا جواز سمجھا واللہ تعالی اعلم

يوم القيامة عالم لم ينفعه الله بعلمه وحكاية عليه السلام عن رجل يلقى فى النار فتندلق اقتابه فيقول
كنت أمر بالمعروف ولا اتيه وانهى عن المنكر واتيه وقول ابى الدرداء رضى الله عنه ويل لمن لم يعلم
مرة وويل لمن علم ولم يعمل سبع مرات **والثالث** ان يذكر له عقاب من هلك من العلماء التاركين
للعمل بالعلم كابليس وبلعام ويكفى فى ذم العالم اذا لم يعمل قوله تعالى كمثل الحمار يحمل اسفارا **فصل**
وقد لبس ابليس على قوم من المحكمين للعلم والعمل من جهة اخرى فحسن لهم الكبر بالعلم
والحسد للنظير والرياء لطلب الرياسة فتارة يريهم ان هذا كالحق الواجب لكم وتارة يقوى حب ذلك
عندهم فلا يتركونه مع علمهم انه خطأ وعلاج هذا لمن وفق ادمان النظر فى اثم الكبر والحسد والرياء
واعلام النفس ان العلم لا يدفع شر هذه المكتسبات بل يضاعف عذابها لتضاعف الحجة بها ومن
نظر فى سير السلف من العلماء والعاملين احتقر نفسه فلم يتكبر ومن عرف الله لم يراءى ومن لاحظ
جريان اقداره على مقتضى ارادته لم يحسد وقد يدخل ابليس على هؤلاء بشبه ظريفة فيقول
طلبكم للرفعة ليس بتكبر لانكم نواب الشرع فانكم تطلبون اعزاز الدين ودحض اهل البدع

ترجمہ قیامت کے روز ایسے عالم کو ہو گا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے نفع نہیں دیا۔ اور جیسے حضرتؐ نے نقل کیا کہ ایک شخص آگ میں ڈالا جاویگا تو اس کی آنتیں نکل پڑینگی تو وہ کہے گا کہ میں لوگوں کو نیکی کا حکم دیا کرتا تھا۔ اور خود نہیں کرتا تھا اور لوگوں کو ممنوعات سے منع کرتا اور خود عمل کیا کرتا تھا اور جیسے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے نہ جانا اُسکو ایک مرتبہ تف ہے اور جس نے جانا اور عمل نہ کیا اُس پر سات مرتبہ تف ہے (**سوم**) ایسے عالموں کو یاد دلاوے جو عمل نہ کرنے سے عذاب میں گرفتار ہوئے جیسے ابلیس اور بلعام باعور وغیرہ اور عالم بے عمل کی مذمت میں قولہ تعالیٰ کمثل الحمار یحمل اسفارا کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتابیں لدی ہوں **فصل** جو علماء کہ علم و عمل میں پورے تھے ان پر دوسری راہ سے تلبیس ڈالی کہ اُن کو علم کے سبب سے تکبر اور ہمسر کی نسبت حسد اُبھارا۔ اور سرداری کے لئے ریاکاری پر آمادہ کیا پس کبھی اُن کو یہ دکھلایا کہ سرداری تو یا تمہارے لئے حق واجب ہے۔ اور کبھی اُن میں سرداری کی محبت ایسی جمائی کہ اُسکو خطاء بیہودہ جانکر اس سے باز نہیں آتے ہیں اُس کا علاج ایسے شخص کے واسطے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ہو یہ ہے کہ ہمیشہ تکبر و حسد و ریاکاری کی مذمت پیش نظر رکھے اور نفس کو آگاہ کرتا رہے کہ ان بدکاریوں کا عذاب دور نہ ہوگا بلکہ علم کے ساتھ دونا ہو جائیگا اور جس نے سلف صالحین اور علماء کاملین کے حالات پر نظر رکھی تو ہر حالت میں اپنے نفس کو حقیر دیکھیگا تو تکبر نہ کریگا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ ریاکاری نہ کریگا اور جس نے جان لیا کہ مقدرات الٰہی حسب ارادہ ازلی جاری ہوتے ہیں تو وہ حسد نہیں کریگا کبھی ابلیس ان لوگوں پر عجیب شبہے ڈالتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ کہ تمہارا سرداری چاہنا کچھ تکبر نہیں ہے۔ کیونکہ تم لوگ شرع کے نائب ہو۔ کیونکہ تم شرع کے اعزاز کے طلبگار ہو ۔ اور تمہیں سے بدعت کی بنیاد سست ہوتی ہے

كم يفعل الدهر بي ما لا اسر به ❊ وكم يسيء زمان جائر حنق ❊ وقد نسي هؤلاء ان معاصيهم تضيق ارزاقهم فقد راوا انفسهم مستحقين للنعم مستوجبين للسلامة من البلاء ولم يتلمحوا ما يجب عليهم من امتثال اوامر الشرع فقد ظلت فطنتهم في هذه الغفلة **ذكر تلبيس ابليس على الكاملين من العلماء قال المصنف** ان اقواما علت هممهم فحصلوا علوم الشرع من القرآن والحديث والفقه والادب وغير ذلك فاتاهم ابليس يخفي التلبيس فاراهم انفسهم بعين عظيمة لما نالوا وافادوا غيرهم **فمنهم** من يستفزه لطول عنائه في الطلب فحسن له اللذات وقال له الى متى في النصب ما ارح جوارحك من كلف التكاليف وافسح لنفسك في مشتهاها فان وقعت في زلة فالعلم يدفع عنك العقوبة فاورد عليه فضل العلماء فان تخزل هذا العبد قبل هذا التلبيس فهلك وان وفق فينبغي له ان يقول له جوابك من ثلثة اوجه احدها انه انما فضل العلماء بعمل ولولا العمل به ما كان له معنى فان انا لم اعمل به كنت كمن لم يفهم المقصود به ويصير مثلي كمثل رجل جمع الطعام واطعم الجياع ولم ياكل فلا ينفعه ذلك من جوعه والثاني ان يعارضه بما ورد في ذم من لم يعمل بالعلم كقول النبي صلى الله عليه وسلم اشد الناس عذابا

ترجمہ زمانہ کب تک میرے ساتھ میری مرضی کے خلاف برتاؤ کریگا۔ اور زمانہ ظالم بیرحم کب تک بُرائی کرے گا۔ ❊ یہ شاعر لوگ یہ بھول گئے کہ ایسے ہی گناہوں نے ان کا رزق تنگ کر[illegible] لوگ اپنے آپکو مستحق نعمت و لائق عیش و سلامت جانتے اور بلاء محنت کو دور سمجھتے ہین اور کبھی اُن کو نہ سوجھا[illegible] بوجھے [illegible] کام کی فرمانبرداری واجب ہے تو کہان وہ دعویٰ دانائی اور کہان یہ غفلت وبیحیائی **ذکر علماء کاملین پر ابلیس** [illegible] نے کہا کہ کچھ اقوام کی ہمت بلند ہوئی تو انہون نے شرعی علوم قرآن وحدیث وفقہ وادب [illegible] اور خود بینی مین پھنسایا کہ اپنے آپ کو عظمت کی آنکھ سے دیکھنے لگا [illegible] علمی کو پہونچے اور دوسرون کو فیض پہنچایا پھر **بعض** کو یہ جنبش [illegible] کیا۔ [illegible] حاصل کرو۔ اور یہ لذات لطیفہ ہین اُن سے نفس کو حصہ دو پھر اگر تم کسی لغزش مین پڑگئے تو علم تم سے عذاب دور رکھے گا اور ابلیس نے اُن کے سامنے علماء کی فضیلت پیش کی اگر اُس نے بدبختی سے قبول کرکے اپنے آپ کو ان مین تصور کرلیا تو برباد ہوا۔ اور اگر توفیق آلہی پائی تو اس کو تین طرح سے جواب دینا چاہیئے **اوّل** یہ کہ علماء کی فضیلت اسی وجہ سے ہے کہ اُنہون نے علم کے موافق عمل کیا۔ اور اگر عمل نہ ہوتا تو بے معنی تھا جیسے کسی نے علم زبانی رٹ لیا۔ اور مقصود نہ سمجھا تو اسکی مثل یہ کہ کسی نے طعام بہت جمع کیا اور بھوکون کو کھلایا اور خود کچھ نہ کھایا تو اُس سے اس کی بھوک کو کچھ نفع نہ ہوگا **(دوم)** یہ کہ وہ احادیث معارضہ مین لاوے جن مین ایسے عالمون کی مذامت آئی ہے جو مقتضائے علم کے موافق عمل نہ کرین جیسے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگون سے بڑھکر عذاب

انتشار الذکر و علو الصیت والریاسۃ وطلب الرحلۃ من الآفاق الی المصنف وینکشف ھذا التلبیس بانہ لو انتفع بمصنفاتہ الناس من غیر تردد الیہ او قرئت علی نظیرہ فی العلم فرح بذلک ان کان مرادہ نشر العلم وقد قال بعض السلف ما من علم علمتہ الا احببت ان یستفید الناس من غیر ان ینسب الی ومنھم من یفرح بکثرۃ الاتباع ویلبس علیہ ابلیس بان ھذا الفرح لکثرۃ طلاب العلم وانما مرادہ کثرۃ الاصحاب استطارۃ الذکر ومن ذلک العجب بکلماتھم وعلمھم وینکشف ھذا التلبیس بانہ لو انقطع بعضھم الی غیرہ ممن ھو اعلم منہ ثقل ذلک علیہ وما ھذہ صفۃ المخلص فی التعلیم لان مثل المخلص مثل الاطباء الذین یداوون المرضی للہ سبحانہ وتعالی فاذا شفی بعض المرضی علی ید طبیب منھم فرح الاخر وقد ذکرنا انفا حدیث ابن ابی لیلی ونعیدہ باسناد اخر عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال ادرکت عشرین ومائۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الانصار ما منھم رجل یسئل عن شئ الا ودان اخاہ کفاہ ولا یحدث حدیثا الا ود ان اخاہ کفاہ

ترجمہ کہ نام مشہور ہو۔ اور آواز بلند ہو۔ اور مسلمانوں میں نامور ہوں۔ اور لوگ دور دور سے سفر کرکے اُن کی خدمت میں آویں۔ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے کہ اگر اس کی تصانیف سے لوگ نفع اُٹھاویں بدون اس کے کہ اس کے پاس آویں یا جو علما اس کے مثل ہیں اُن کے حضور میں طلبہ تصانیف پڑھیں تو وہ خوش ہوجاوے تو ایسی صورت میں بیشک وُہ علم پھیلانا چاہتا تھا (اور اگر وہ ناخوش ہو اور یہی چاہے کہ طلبہ اس کے پاس آویں تو وہ ناموری چاہتا تھا) اور بعض سلف نے (از انجملہ امام شافعی ہیں) یہ فرمایا ہے کہ جس علم میں میں نے کوئی تصنیف کی تو یہی چاہا کہ لوگ اس سے نفع اُٹھاویں بدون اس کے کہ یہ کتاب میرے نام سے منسوب ہو ان علما میں سے بعضے ایسے ہیں کہ اگر اُن کے اتباع طلبہ بہت ہوں تو وہ خوش ہوتا ہے اور ابلیس اس پر تلبیس ڈالتا ہے۔ کہ ہماری خوشی اس وجہ سے ہے کہ علم سیکھنے والے بہت ہیں [illegible] میں یہ خوشی ہے کہ اس کے شاگرد بہت ہیں اور نام بلند ہے اور اسی قبیل سے یہ ان کی باتوں اور علم کے دل میں مغرور ہوتا ہے اور یہ تلبیس اس وقت کھل جاتی ہے کہ اگر ان میں سے کوئی طالب علم اس کے پاس سے دوسرے کے پاس چلا گیا جو علم میں اُس سے بڑھکر ہے تو اُس پر یہ گراں ہوتا ہے حالانکہ اخلاص کے ساتھ تعلیم دینے والے کی یہ صفت نہیں ہوتی ہے کیونکہ خالص نیت سے پڑھانیوالے کی صفت ایسے طبیب کی طرح ہے جو خالص ثواب کے واسطے للہ علاج کرتا ہے چنانچہ اگر کوئی مریض کسی کے ہاتھ سے شفا پاوے ہر نیک طبیب کو خوشی ہوتی ہے اور سابق میں حدیث ابن ابی لیلیٰ کی لکھ چکے ہیں۔ اور اب دوسری اسناد سے اعادہ کرتے ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ رح نے کہا۔ کہ میں نے ایک سو بیس انصاری اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ان میں سے ہر ایک کی یہی کیفیت دیکھی کہ جب کسی سے کوئی بات پوچھی گئی تو وہ یہی چاہتا تھا کہ اس کا بھائی اس کلام کی کفایت کرے اور کسی سے جب کوئی حدیث پوچھی جاتی تو وہ یہی چاہتا کہ اس کا بھائی یہ حدیث روایت کر دیتا

واطلاقكم اللسان في الحساد غضب للشرع اذ الحساد قد ذموا من قام به وما يظنونه رياء فليس برياء لان
من تخاشع منكم وبكى امتدى به الناس كما يقتدون بالطبيب اذا احتمى اكثر من اقتداءهم
لقوله اذا وصف **وكشف** هذا التلبيس انه لو تكبر متكبر على غيرهم من جنسهم صعد في المجلس
فوقه او قال حاسد عنه شيئا لم يغضب هذا العالم لذلك كغضبه لنفسه وان كان المذكور من نواب
الشرع فعلم انه انما يغضب لنفسه لا للعلم **واما** الرياء فلا عذر فيه لاحد ولا يصلح ان يجعل طريقا
لرعاية الناس **وقد** كان ايوب السختياني اذا تحدث لحديث فرق ومسح وجهه وقال ما اشد الزكام
وبعد هذا فالاعمال بالنيات والناقد بصير وكم ساكت عن غيبة المسلمين اذا اغتيبوا عنده
فرح قلبه وهو آثم بذلك من ثلثة اوجه **احدها** الفرح فانه حصل بوجود هذه المعصية
من المغتاب **والثاني** لسروره بثلب مسلم **والثالث** اذ لم ينكر **فصل**
فلبس ابليس على الكاملين في العلوم فيسهرون ليلهم ويدابون نهارهم في تصانيف
العلوم ويريهم ابليس ان المقصود نشر الدين ويكون مقصودهم الباطن

ترجمہ اور حاسدون پر تمہاری زبان درازی حقیقت مین شرع کے واسطے غصہ ہے کیونکہ شرع نے حاسدون کی مذمت فرمائی ہے
اور جس کو تم ریا سمجھتے ہو وہ ریا نہین ہے کیونکہ اگر تم نے خشوع کیا اور بناوٹ سے روئے تو لوگ اصل مین تمہاری اقتدار
کرین گے جیسے طبیب جب خود پرہیز خوب کرتا ہے تو اس کی بات کا اثر ہوتا ہے یہ **تلبیس** اس طرح کھل جاتی ہے۔ کہ اگر
ان ہی مین سے ایک نے دوسرون پر تکبر کیا۔ اور بلند مجلس مین بیٹھا یا کسی حاسد نے اس کی طرف سے کچھ کہا۔
تو اس عالم کو وہ غصہ نہین ہوتا جیسے اپنے واسطے اسکو غصہ آگیا تھا۔ اگرچہ وہ عالم بھی شرع کا نواب تھا تو معلوم
ہوا کہ اس کا غصہ اپنے واسطے تھا شرع کے واسطے نہین تھا رہا ریا [illegible] مین کسی کے واسطے کچھ عذر نہین ہے
اور لوگون کے واسطے کسی کو ریاکاری کرنا حلال نہین رکھا گیا ہے۔ ا[illegible] سختیانی [illegible] اللہ تعالیٰ جب
کسی حدیث کی روایت مین رقیق ہو جاتے تو چہرہ پوچھنے لگتے اور کہتے کہ زکام بہت سخت ہوتا ہے پھر اس سب کے کہلا
ہم کہتے ہین کہ اعمال کا مدار تو نیت پر ہے اور پرکھنے والا خود دیکھتا ہے اور بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ خود مسلمانون
کی غیبت نہین کرتے لیکن جب اُن کے پاس کسی کی غیبت کی جاوے تو خوش ہو جاتے ہین اور یہ تین وجہ سے گناہ ہے
(**اول**) خوشی کیونکہ اسی کی وجہ سے غیبت کرنیوالے سے یہ معصیت صادر ہوئی ہے (**دوم**) وہ ایک مسلمان کی آبرو ریزی
سے خوش ہوا (**سوم**) اُس نے غیبت کرنے والے پر انکار نہین کیا **فصل** ابلیس نے علوم مین کامل
لوگون پر تلبیس ڈالی ہے کہ راتون کو جاگتے ہین۔ اور دن مین جان گھلاتے ہین یعنی تصنیفات کی مشقت اُٹھاتے
ہین۔ اور ابلیس اُن کے ذہن مین ڈالتا ہے کہ تم لوگ دین پھیلاتے ہو اور دل مین اُن کا یہ خیال ہوتا ہے۔

فکان ما اعطاهم علیہم لا لهم و دخل ذلك فی قوله انما نملی لهم لیزدادوا اثما **والثانی** انه یقول لهم الولایة تفتقر الی هیبة فیتکبرون عن طلب العلم و مجالسة العلماء فیعملون بارائهم فیتلف الدین ومن المعلوم ان الطبع یسرق من خصال المخالطین فاذا خالطوا موثری الدنیا الجهال بالشرع سرق الطبع من خصالهم مع ما عنده منها ولا یری ما یقاومها ولا ما یزجر عنها وذلك سبب الهلاك **والثالث** انه یخوفهم الاعداء ویامرهم بتشدید الحجاب فلا یصل اهل المظالم ویتوانا من جعل بصدد رفع المظالم **و**قد روی عمرو بن مرة الاسدی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من ولاه الله شیئا من امر المسلمین فاحتجب دون حاجتهم وخلتهم وفقرهم احتجب الله عز وجل دون حاجته وخلته وفقره **والرابع** انهم لیستعملون من لا یصلح ممن لا علم عنده ولا تقوی فیجتلب الدعاء علیهم بظلمه الناس ویطعمهم الحرام بالبیوع الفاسدة

ترجمہ تو یہ سلطنت جو اُن کو عطا کی تھی ان پر وبال تھی۔ کچھ اُن کے واسطے بہتری نہ تھی۔ اور یہ دولت بھی اس حکم مین داخل ہے جو ایسے بدکارون کے حق مین فرمایا بقولہ تعالیٰ انما نملی لهم لیزدادوا اثما الآیہ یعنی ہم نے اُن کو اسی لئے ڈھیل دیدی تاکہ گناہ بڑھاوین الخ (**وجہ دوم**) یہ کہ ابلیس ان لوگون سے کہتا ہے کہ سلطان اور والی ملک ہونے کے واسطے ہیبت درکار ہے۔ تو اس کا یہ طریقہ نکالتے ہین۔ کہ علم حاصل کرنے سے حقارت سمجھ کر تکبر کرتے ہین۔ اور عالمون کی صحبت کو اپنی شان کے خلاف دیکھتے ہین۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ اپنی جہالت کی رائے پر عمل کرتے ہین تو دین برباد ہوتا ہے اور خوب معلوم ہے کہ جن لوگون کی صحبت ہو ان ہی کی خصلت طبیعت مین آجاتی ہے پس جب دنیا چاہنے والے جاہلون کی صحبت ہے تو طبیعت نے ان ہی کی خصلت حاصل کی باوجودیکہ طبیعت مین خود دنیا چاہنے کی خصلت موجود تھی اور ایسی کوئی چیز سامنے نہ آئی جو اس بدخصلت کو روکتی یا طبیعت کو اس بدخصلت سے جھڑکتی اور یہی بربادی کا سبب ہے۔ **وجہ سوم**۔ یہ کہ ابلیس ان کو دشمنون سے خوف دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر طرف بہت مضبوط پہرے رکھو تو بیچارے مظلوم لوگ اُن تک پہونچ نہین سکتے اور جو لوگ اُن کی طرف سے مظالم دور کرنے پر مقرر ہین وہ ڈھیل ڈالتے ہین اور حدیث مین عمرو بن مرہ الاسدی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کے امور مین سے کسی امر کا متولی مقرر کیا پھر اُس نے مسلمانون کی حاجت وضرورت ومحتاجی مین حجاب کردیا (یعنی پہرہ چوکی مقرر کی کہ حاجت والے اس تک نہین پہنچ سکتے ہین) تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت وضرورت ومحتاجی مین حجاب فرمادیگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت مین جب وہ بے انتہا سخت محتاج ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی فریاد نہین سنے گا نعوذ باللہ من ذلک) **وجہ چہارم** یہ سلاطین وامرا ایسے لوگون کو کارپرداز مقرر کرتے ہین جو اس کام کے لائق نہین ہین کہ نہ اُن کو علم ہے اور نہ دیانت وتقویٰ ہے پس یہ کارپرداز لوگ سخت بدی ومعصیت کے انبار ان کے پاس کھینچتے رہتے ہین اسطرح کہ لوگون پر ظلم کرتے ہین تو اُن کی آہ وبددعا کے ذخیرے ان سلاطین پر بھی جمع ہوتے ہین اور یہ جاہل کارپرداز سب لوگون کو بیوع فاسدہ سے حرام کھلاتے ہین

فصل قال المصنف وقد يتخلص العلماء الكاملون من تلبيسات ابليس الظاهرة فيأتيهم بخفي من تلبيسه فيقول لله ما لقيت مثلك و ما اعرفك بمداخلي ومخارجي فان سكن الى هذا هلك بالعجب و ان سلم منه فالسلامة له سالم **وقد** قال سري السقطي لو ان رجلا دخل الى بستان فيه من جميع ما خلق الله تعالى من الاشجار عليها من جميع ما خلق الله تعالى من الاطيار فخاطبه كل طائر بلغته وقال السلام عليك يا ولي الله فسكنت نفسه الى ذلك كان في ايديها اسيرا

الباب السابع في ذكر تلبيس ابليس على الولاة والسلاطين

قال المصنف قد لبس عليهم ابليس من وجوه كثيرة نذكر امهاتها فالوجه **الاول** انه يريهم ان الله عز وجل يحبكم ولولا ذلك ما ولاكم سلطانه وجعلكم نوابا عنه في عباده وبيان كشف هذا التلبيس بانهم ان كانوا نوابا عنه في الحقيقة فليحكموا بشرعه وليتبعوا مراضيه فحينئذ يحبهم لطاعته فاما صورة الملك والسلطنة فانه قد اعطاها خلقا ممن يبغضه وقد بسط الدنيا لكثير ممن لا ينظر اليه وسلط جماعة من اولئك على الانبياء والصالحين فقتلوهم وقهروهم

ترجمہ فصل بہت سے علمار کاملین ابلیس کے ظاہری مکروفریب سے بچ جاتے ہین تو ان پر وہ مخفی تلبیس لاتا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے تیرے برابر کوئی عالم نہین پایا اور ابلیس کے داؤن پیچ وآمدرفت کا خوب پہچاننے والا تجھ سے بڑھکر نہین ہے پس اگر وہ اس جانب ٹھیرا تو خود بینی مین تباہ ہوا اگر اُس نے خیال کیا کہ یہ کسی بشر کا کام نہین ہے اور اللہ تعالےٰ ہی اپنے بندون مین سے جس کو چاہتا ہے شیطان کے مکر سے بچاتا ہے اور اس کے خفیہ مکر دکھاتا ہے تو البتہ فضل الٰہی سے بچ گیا اور سری سقطیؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک باغ مین داخل ہوا جس مین ہر قسم کے درخت ہین جو اللہ تعالیٰ نے دنیا مین پیدا کئے ہین کوئی باقی نہین ہے اور وہان ہر قسم کے پرند ہین جو اللہ تعالیٰ نے دنیا مین پیدا کیئے ہین پس ہر پرندے نے اپنی اپنی زبان مین اس شخص سے کلام کیا۔ کہ السلام علیک یا ولی اللہ یعنی اللہ تعالےٰ کے ولی سلام علیک پس یہ سُنکر اُس کا دل [illegible] یہ شخص اسی کے پنجہ مین گرفتار ہے

باب ہفتم والیان ملک وسلاطین پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ ابلیس نے اس فرقہ پر بکثرت وجوہ سے تلبیس کر دی۔ ان مین سے اصلی تلبیسون کا ہم ذکر کرتے ہین **(وجہ اوّل)** ان لوگون کے دل مین ڈال دیا کہ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کیون تم کو سلطان بناتا اور کیون بندون پر اپنا نائب کرتا اس تلبیس کا کھول دینا اس طرح ہے کہ اگر یہ لوگ حقیقت مین اس کے نائب ہین تو اُسی کے قانون شریعت پر حکم کرین اور اسی کی مرضی تلاش کرین تو البتہ وہ ان کو پسند فرمائیگا۔ رہا ظاہری سلطان ہونا۔ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلطنت بکثرت ایسے لوگون کو دی۔ جن کو وہ قطعًا مبغوض ودشمن رکھتا تھا۔ اور بکثرت ایسے لوگون کو دنیا مین سلطنت ووسعت دی۔ جن کی طرف رحمت کی نظر نہین فرمائے گا۔ (جیسے نمرود اور فرعون وغیرہ) اور ان مین سے بہتون کو انبیار وصالحین پر مسلط کر دیا۔ حتے کہ انہون نے انبیار علیہم السلام وصالحین کو قتل کر ڈالا۔ اور مغلوب کر کے پریشان کیا۔

لکنہ راہ مصلحۃ فلا مصلحۃ فیما یخالف الشرع **والسادس** انہ یحسن لھم الانبساط فی الاموال ظانین
انما بحکمہم ھذا تلبیس یکشفہ وجوب الحجر علی المفرط فی مال نفسہ فکیف بالمستاجر فی حفظ مال
غیرہ وانما لہ من المال بقدر عملہ فلا وجہ للانبساط قال ابن عقیل وقد روی عن حماد الروایۃ انہ لما
انشد الولید بن یزید ابیاتا فاعطاہ خمسین الفا وجاریتین قال وھذا مما یروی علی وجہ المدح لھم و
ھو غایۃ القدح فیہم لانہ تبذیر فی بیت مال المسلمین وقد یزین لبعضہم منع المستحقین وھو نظیر التبذیر

ترجمہ لیکن مصلحت سے سیاست قرار دے تو بھی شرع کے خلاف مصلحت نہیں ہے بلکہ مترجم کہتا ہے کہ بحکم قولہ تعالیٰ لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا۔ الآیۃ کے اس کو مصلحت سمجھنا بھی کفر کے قریب ہے کیونکہ اصلاح شریعت ہے تو اس کے خلاف فساد کو اصلاح ٹھیرانا مخالفت ہے۔ **وجہ ششم** ابلیس ان لوگون کو لبھاتا ہے کہ اموال سلطنت مین جس طرح چاہو اپنے حکم سے خرچ کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے حکم مین داخل ہے۔ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے۔ کہ جو شخص اپنے مال مین مسرف ہو۔ اُس پر شرع کے حکم مین حجر ہے یعنی قاضی حکم دے کہ اس کے سب تصرفات مالی نافذ نہ ہون گے توجب ذاتی مال مین یہ حکم ہے تو خیال کر لو کہ سلطان تو جمیع مسلمانون کے اموال خزانہ کا محافظ ہے۔ تو وہ غیرون کے مال مین کس طرح خود مختاری سے بیجا خرچ کر سکتا ہے۔ اور اُن اموال خزانہ سلطنت مین سے سلطان کا حق فقط اس کے کام کی اجرت کی اندازہ پر ہے **ابن عقیلؒ** نے فرمایا کہ ہم کو خبر پہونچی کہ حماد نے ولید بن یزید الاموی خلیفہ کی مدح مین کچھ اشعار سنائے تو اُس نے خوش ہو کر بیت المال مین سے پچاس ہزار روپیہ اور دو لونڈیان انعام عطا کیا۔ اور فرمایا کہ عجیب یہ ہے۔ کہ عوام الناس یہ بات اُس کی تعریف مین بیان کیا کرتے ہین حالانکہ یہ اُس کے حق مین انتہا کی ملامت ہے کیونکہ اُس نے مسلمانون کے بیت المال مین اس طرح بیجا تصرف سے اسراف کیا تو اخوان الشیاطین سے بھی بڑھ گیا **مصنفؒ** نے کہا کہ بعضون کو یہ رچاتا ہے کہ فلان قسم کے لوگون کو نہ دینا چاہیئے۔ حالانکہ یہ لوگ حقیقت مین پانے کے مستحق تھے تو یہ اسراف کے ساتھ مین دوسرا گناہ کبیرہ ہے مترجم کہتا ہے کہ شیخ رح نے شاعرون کی مذمت مین یہ وجہ درج نہ فرمائی کہ اس بیجا فرقہ نے اسلامیہ میر شاہان کی اصلی قباحت پھیلانے کا بیڑا اُٹھایا۔ اور بادشاہون کا دماغ تکبر سے بھر دیا مثلاً اُس نے بادشاہ کی تعریف کی کہ حق تعالیٰ فارغ ہے کہ اُس نے اپنی ذات کا سایہ ظل اللہ اپنی خلق پر ڈال دیا تو سایہ مین راحت سے بسر کرتے ہین جبتک ذات پاک باقی ہے تو سایہ بھی باقی رہیگا لہذا ہم پاؤن پھیلائے سوتے ہین اور اگر ایسے سایہ مین ہم کو راحت نہو تو ہم ناشکرے ہونگے کیونکہ سایہ نعمت عظمیٰ ہے تو ہم عذاب آخرت اور نکال دنیا سے بیخوف ہوئے ایسی مدح سے شاہ کا دماغ تکبر سے بھر گیا اور تکبر شیطان ملعون ہوا اور بلا تکبر سب امرا مین عام ہو گئی۔ اور علماء ذلیل کئے گئے اور شریعت کا لباس و خوراک وغیرہ سب حقارت سے دیکھا گیا اور دنیاوی آرائش اصل مقصود ہو گئی حتی کہ سلطنت ایک نعمت عظمیٰ سمجھی گئی اور بادشاہ کی اولاد ہی اُس کی جان کی خواہان ہو گئی اور بادشاہ نے اپنی زبان کو حکم قرار دیا اور جمہوری سلطنت کا طریقہ جاتا رہا کہانتک اُس کی خرابیان بیان ہون ذرا غور سے سب ظاہر ہو جاتی ہین انا للہ وانا الیہ راجعون

ويجلد من لا يجب عليه الحد ويظنون انهم يتخلصون من الله تعالى بما جعلوه فی عنق الوالی هيهات ان العامل على الزكاة اذا وكل الفساق بتفرقتها لخانوا ضمن **والخامس** انه يحسّن لهم العمل برائهم فيقطعون من لا يجوز قطعه ويقتلون من لا يحل قتله ويوهمهم ان هذه سياسة وتحت هذا من المعنى ان الشريعة ناقصة تحتاج الى تمام ونحن نتم بارائنا وهذا من اقبح التلبيس لان الشريعة سياسة الٰهية ويحال ان يقع فی سياسة الاله خلل يحتاج معه الى سياسة الخلق قال الله عز وجل ما فرطنا فی الكتاب من شیء وقال لا معقب لحكمه فمدعی السياسة مدعی الخلل فی الشريعة وهذا يزاحم الكفر وقد روينا عن عضد الدولة انه كان يميل الى جارية وكانت تشغل قلبه فامر بتغريقها لئلا يشتغل قلبه عن تدبير الملك فهذا هو الجنون المحض لان قتل مسلم بلا جرم لا يحل واعتقاده ان هذا جائز كفر وان اعتقده غير جائز.

ترجمہ اور جس شخص پر شرعی سزا معین نہین لازم آتی۔ اس کو حد مارتے ہین تو یہ سخت گناہ ان والیان صوبہ کے ساتھ ہین اُن کے ذریعہ سے سلطان پر عائد ہوتے ہین حالانکہ سلطان جاہل یہ سمجھتا تھا کہ ہم تو والی صوبہ کے ذمے شوکر چکے تھے اب ہم عذاب الٰہی سے چھوٹے ہوئے ہین۔ افسوس یہ خیال باطل ہے کیا یہ مسئلہ بھی نہین جانتے کہ اگر والی زکوۃ نے لوگون سے زکوۃ لے کر ایک فاسق کو مقرر کیا۔ کہ اس قوم کے فقرا مین تقسیم کرے اس فاسق نے خیانت کی تو والی خود ضامن ہو گا۔ **(وجہ پنجم)** یہ ہے کہ شیطان ان سلاطین کو دکھلاتا ہے کہ امور سیاست مین دخل ہو کر تم اپنی رائے پر عمل کرنے مین اچھی تدبیر کرو گے لہذا جس گنہگار پر ہاتھ کاٹنا لازم نہین آتا مثلاً غیر محفوظ چیز مین سے مانند درخت سے پھل وغیرہ چوری کر لئے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہین اور جس مجرم پر قتل نہین ہے اس کو قتل کر ڈالتے ہین اور شیطان اُن کے خیال مین جماتا ہے کہ تم نے یہ حکم بطور سیاست کے جاری کیا ہے جس کا تم کو پورا اختیار ہے یہ گویا ان جاہلون کو تبلاتا ہے کہ شریعت ناقص ہے تمہارے اس رائے کی محتاج ہے تاکہ پوری ہو اور یہ بہت ہی قبیح تلبیس ہے۔ کیونکہ شریعت تو خود اللہ تعالےٰ کی سیاست ہے اور اس کی سیاست مین خلل ہونا محال ہے۔ کہ مخلوق کی سیاست سے پوری کی جاوے وقد قال تعالےٰ ما فرطنا الخ یعنی ہم نے کتاب مجید مین کسی بات کی کمی نہین رکھی ہے ۵ وقال لا معقب لحکمہ یعنی حکم الٰہی کے بعد کوئی حکم لگانے والا نہین ہے ۵ تو جس کسی نے خلاف شرع کے سیاست کا دعوٰی کیا اُس نے شریعت مین خلل کا دعوےٰ کیا اور یہ خیال کفر کے تحریمین ہے اور ہم کو خبر ملی ہے کہ **عضد الدولہ دیلمی** ایک لونڈی سے میلان رکھتا تھا جس کی طرف اُس کا دل لگا رہتا تھا۔ تو اُس رافضی نے حکم دیا۔ کہ اُس لونڈی کو دریائے دجلہ مین غرق کر دیا جاوے۔ تاکہ دل کا تعلق جاتا رہے۔ اور تدبیر ملکی مین اُس کی وجہ سے خلل نہو **مصنف** رح کہتا ہے۔ کہ یہ محض جنون و جہالت ہے۔ کیونکہ بے جرم اس مسلمہ کا قتل کرنا کسی طرح حلال نہ تھا اور اس کو جائز سمجھنا کفر ہے۔ اور اگر جائز نہ جانے

والتاسع انه یحسن لهم استجلاب الاموال واستخراجها بالضرب العنیف واخذ کل ما یملکه الخائن وانما الطریق اقامة البینة علی الخائن وقد روینا عن عمر بن عبد العزیز ان عاملا کتب الیه ان اقواما خانوا من مال الله ولا اقدر علی استخلاص ما فی ایدیهم الا ان اناله‍م بعذاب فکتب الیه لان یلقون الله بجنایاتهم احب الی من ان القاه بدمائهم **والعاشر** انه یحسن لهم الصدقة بعد الغصب یریهم ان هذا یمحوا ذلک ویقولون ان درهما من الصدقة یمحو اثم عشرة من الغصب وهذا محال لان اثم الغصب باق ودرهم الصدقة اذا کان من الغصب لم یقبل فان کانت الصدقة من مال حلال لم یدفع ایضا اثم الغصب لان اعطاء الفقیر لا یمنع تعلق الذمة بحق اخر **والحادی عشر** انه یحسن لهم مع الاصرار علی المعاصی زیارة الصالحین وسؤالهم الدعاء ویریهم ان هذا یخفف ذلک الاثم وهذا التخییر لا یدفع ذلک الشر فی الحدیث عن الحسن بن زیاد قال سمعت منیعا یقول مر تاجر بعشار فحبسوا علیه سفینة فجاء الی مالک بن دینار فذکر ذلک له فقام مالک فمشی معه الی العشار

ترجمہ (**وجہ نہم**) ابلیس نے اُن کی نظر مین رچایا کہ سخت مار پیٹ سے لوگون کے مال کھینچ لین یعنی مال گذاری وخراج وغیرہ بہت سختی سے وصول کرتے ہین اور اگر کسی عامل وغیرہ نے خیانت کی تو اس کا مال ضبط کر لیتے ہین حالانکہ اختیار فقط اسی قدر ہے کہ خاین پر گواہ قائم کرین یا اس سے قسم لین اور ہم کو روایت پہونچی کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کو اُن کے ایک عامل نے لکھا کہ ایک قوم نے خداوندی مال مین خیانت کی ہے اور بدون عذاب وسزا کے اُن سے وصول کرنا ممکن نہین معلوم ہوتا۔ تو جواب مین لکھا۔ کہ اگر وہ لوگ اپنی اس خیانت کے ساتھہ خدا سے ملین تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ مین اُن کے خون کا مظلمہ لادے ہوئے خدا سے ملون (**وجہ دہم**) ابلیس نے اُن کو رچایا کہ اول تو کمزور رعایا سے مال چھین لیتے ہین۔ پھر اس مال کو خیرات کرتے ہین اس زعم پر کہ اس سے گناہ مٹ جائے گا۔ بلکہ کہتے ہین کہ صدقہ کا ایک درم ہمارے دس درم غصب کا جرم مٹا دیگا۔ اور یہ باطل ومحال ہے کیونکہ زبردستی چھین لینے کا گناہ باقی ہے۔ اور رہا صدقہ کا درم تو وہ اگر اس غصب کے مال سے تھا۔ تو قبول نہ ہوگا۔ اور اگر مال حلال سے تھا تو بھی وہ غصب کا جرم معاف نہین کرا سکتا۔ اس لیئے کہ فقیر کو دینا کچھہ دوسرے مظلوم کا حق باقی رہنے کو نہین روکتا مترجم کہتا ہے کہ فقہا کی جماعت کثیر نے کہا کہ غصب وغیرہ حرام مال سے صدقہ دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر مین داخل ہے واللہ اعلم۔ م (**وجہ یازدہم**) ابلیس نے ان کو رچایا کہ باوجود گناہون پر اصرار کرنیکے صالحین کی زیارت کرین اور اُن سے دعا کی درخواست کرین اور اُن کو اعتقاد دلایا کہ تم اولیاء کی زیارت کروگے تو یہ گناہ سب مٹ جائین گے حالانکہ اس نیکی سے یہ گناہ مٹ نہین سکتے ہین حسین بن زیاد کہتے ہین کہ مین نے منیع سے سُنا کہ ایک سوداگر کا گذر ایک عشار کی طرف ہوا جو دہائی وصول کیا کرتا تھا ان لوگون نے سوداگر کا سفینہ روک لیا وہ سوداگر مالک بن دینار کے پاس آیا اور حال بیان کیا تو مالک اُٹھے اور اُس سوداگر کے ساتھہ گئے

والسابع انه یحسن لهم الانبساط فی المعاصی ویلبس علیهم بان حفظکم للسبیل وامن البلاد بکم یدفع عنکم العقاب وجواب هذا ان یقال انما ولیتم لتحفظوا البلاد وتؤمنوا السبیل فهذا واجب علیهم وما انبسطوا فیه من المعاصی منهی عنه فلا یدفع هذا ذا

والثامن انه یلبس علیهم بانه قد قام بما یجب من جهة ان ظواهر الاحوال مستقیمة ولو حقق النظر لرای اختلالا کثیرا وقد روینا عن القاسم بن طلحة بن محمد الشاهد قال رایت علی بن عیسی الوزیر وقد وکل بدور البطیخ رجلا یزرق یطوف علی باعة العنب فاذا اشتری احد سلة عنب خمرے لم یعرض له وان اشتری اثنتین فصاعدا طرح علیها الملح لئلا یمکن عملها خمرا قال وادرکت السلاطین یمنعون من طریق المنجمین ان یجلسوا فیها حتے لا یفشوا العمل بالنجوم وادرکنا الجند لیس فیهم احد معه غلام امرد له طرة ولا شعر الی ان بدل الحکم العجم

ترجمہ (وجہ ہفتم) ابلیس نے امرا و سلاطین پر رچایا۔ کہ فی الجملہ معاصی وحظ نفس وقوت شراب تمہارے واسطے چندان مضر نہین۔ جب کہ تمہاری قوت سے ملک مین امن و امان ہے۔ اور راہون کی حفاظت ہے۔ یہی تم سے عذاب دفع کرے گا (جواب) یہ کہ جاہل سلطان سے کہا جاوے کہ تم تو اسی واسطے مقرر ہوئے تھے۔ اور تمہاری طاعت سب پر لازم کی گئی تھی کہ ممالک اسلام کی حفاظت رکھو۔ اور راہون کی حفاظت کرو تو تم پر تو واجب تھا۔ پھر تم نے کیا ایسا کام زائد کیا ہے جس سے عذاب دور ہونے کے امید وار ہو۔ اور گناہون سے تم کو منع کر دیا گیا تھا تو جو کچھ تم پر واجب تھا۔ وہ تو تم سے پورا ادا نہ ہوا۔ اور جس سے منع کیا گیا تھا۔ اس مین بڑھ کر نافرمان ہوئے۔ تو عذاب کیون دفع ہوگا وجہ ہشتم ابلیس ان مین سے اکثر امرا و سلاطین پر تلبیس ڈالتا ہے کہ تم نے خوب ٹھیک انتظام کیا ہے دیکھو سب حالات کیسے مستقیم مین۔ حالانکہ جب ذرا غور سے دیکھو تو معلوم ہو جاوے کہ بکثرت خلل و خرابی موجود ہے قاسم بن طلحہ بن محمد الشاہد سے روایت ہے کہ مین نے علی بن عیسے وزیر کو دیکھا کہ ایک شخص کو انگور فروخت کرنے کے واسطے مقرر کیا تھا۔ وہ انگور فروشون کے یہان بیچتا پھرتا تھا۔ تو جب کوئی شخص ایک ٹوکرا انگور خریدتا۔ تو دے دیتا۔ اور جب دو یا زیادہ خریدتا۔ تو اُس پر نمک چھڑک دیتا۔ تاکہ اُس سے شراب نہ بن سکے۔ اور قاسم رحمہ اللہ تعالی علیہ مذکور نے بیان کیا۔ کہ مین نے سلاطین کو پایا۔ کہ منجمون کو راہون پر بیٹھنے سے روکتے تاکہ نجوم پر عمل کرنا لوگون مین پھیل نہ جاوے۔ اور ہم نے لشکر کو اس صفت کے ساتھ پایا۔ کہ کسی کے ساتھ بے ڈاڑھی مونچھ کا لونڈا نہ تھا۔ جو کاکل بنائے۔ اور بال سنوارے ہو۔ یہانتک کہ عجمیون کا میل جول بڑھا۔ تو اُنھون نے یہ فحش ایجاد کیا۔

فهو يدخل منه على الجهال بأمان واما العالم فلا يدخل عليه الا مسارقة **وقد لبس على كثير من** المتعبدين بقلة علمهم لان جمهورهم يشتغل بالتعبد ولم يحكم العلم **وقد قال الربيع بن خثيم** تفقه ثم اعتزل فاول تلبيسه عليهم ايثارهم التعبد على العلم والعلم افضل من النوافل فاراهم ان المقصود من العلم العمل وما فهموا من العمل الا عمل الجوارح وما علموا ان العلم عمل القلب وعمل القلب افضل من عمل الجوارح قال مطرف بن عبد الله فضل العلم خير من فضل العبادة وقال يوسف بن اسباط باب من العلم يتعلمه افضل من سبعين غزوة وقال المعافى بن عمران كتابة حديث واحد احب الي من صلاة ليلة فلما مر عليهم هذا التلبيس آثروا التعبد بالجوارح على العلم تمكن من التلبيس عليهم في فنون التعبد

ذكر تلبيسه عليهم في الاستطابة والحدث

من ذلك انه يأمرهم بطول المكث في الخلاء وذلك يؤذي الكبد وانما ينبغي ان يكون بمقدار وفيهم من يقوم ويمشي ويتنحنح ويرفع قدما ويحط اخرى ويزعم انه يستنقي بهذا وكلما زاد في هذا نزل البول

ترجمہ پس ابلیس جاہلون کے یہان بے کھٹکے داخل ہوتا ہے اور رہا عالم تو اس کے یہان سوائے چوری کے کسی طرح نہین آسکتا ہے اور ابلیس نے بہت سے عابدون پر یہ تلبیس اس لیئے پھیلائی کہ اُن کو علم شریعت بہت کم تھا - کیونکہ عابدون مین اکثر کی یہی حالت ہوتی ہے کہ بدون علم پڑہے عبادت کے لئے گوشہ نشین ہوجاتے ہین **ربیع بن خثیم** رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے علم حاصل کر پھر گوشہ نشین ہو **اوّل** ابلیس نے عابدون پر یہ تلبیس ڈالی کہ انہون نے علم پر عبادت کو ترجیح دی - حالانکہ نوافل سے علم افضل ہے پس ابلیس نے اُن کی رائے مین یہ جمایا کہ علم سے عمل مقصود ہے اور عمل سے یہی عمل سمجھے کہ جو جوارح سے حاصل ہوتا ہے - اور یہ نہ جانا کہ علم بھی قلبی عمل ہے اور قلبی عمل بہ نسبت ظاہری اعضاء کے اعمال کے افضل ہوتا ہے (بلکہ جوارح کا کوئی عمل بدون قلبی عمل نیت کے درست ہی نہین ہوتا) **مطرف بن عبد اللہ** رح نے کہا کہ زائد علم زائد عبادت سے بہتر ہے **یوسف بن اسباط** نے کہا علم کا ایک باب حاصل کرنا ستر غزون سے افضل ہے **معافی بن عمران** نے کہا کہ ایک حدیث لکھنا مجھے تمام رات کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے **مصنف** رح نے کہا کہ جب ابلیس کی یہ تلبیس ان لوگون پر چل گئی اور علم چھوڑ کر انہون نے عبادت کو اختیار کیا تو ابلیس نے عبادت کی ہر شاخ مین اپنی تلبیس ڈالی چنانچہ ذیل مین بیان ہوتا ہے

قضائے حاجت اور حدث مین تلبیس ابلیس کا ذکر - ابلیس نے بعض پر رچایا تو بہت دیر تک پائخانہ مین بیٹھے رہتے ہین اس سے جگر ضعیف ہوجاتا ہے چاہیئے کہ انداز سے بیٹھے **بعض** کو دیکھو کہ کھڑا ہوکر ٹہلتا اور بناوٹ سے کھانستا (بلکہ ہنہناتا ہے) اور ایک قدم اُوپر اٹھاتا اور دوسرا دے مارتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس طریقہ سے وہ خوب قطرات پیشاب سے صفائی کرتا ہے حالانکہ وہ جسقدر ایسی حرکات مین زیادتی کریگا اسیقدر قطرات نیچے اترنے شروع ہونگے

فلما راوہ قالوا یا ابا یحییٰ الا بعثت الینا بحاجتک قال حاجتی ان تخلوا سفینۃ ہذا الرجل قالوا قد فعلنا قال وکان عندہم کوز یجعلون ما یاخذون من الناس من الدراہم فیہ فقالوا ادع لنا یا ابا یحییٰ قال قولوا للکوز یدعو لکم کیف ادعو لکم والف یدعون علیکم اترى یستجاب لواحد لا یستجاب لالف **والثانی عشرۃ** ان من الولاۃ من یعمل لمن فوقہ فیامرہ بالظلم فیظلم ویلبس علیہ ابلیس بان الاثم علی الامیر لا علیک وہذا لانہ معین علی الظلم وکل معین علی المعاصی عاص فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن فی الخمر عشرۃ ولعن اکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ ومن ہذا الفن ان یجبی المال لوال فوقہ وقد علم انہ یبذر فیہ ویجوز فہذا معین علی الظلم ایضا وفی الحدیث باسناد مرفوع الی جعفر بن سلیمٰن قال سمعت مالک بن دینار یقول کفی بالمرء خیانۃ ان یجبی للخونۃ **الباب الثامن فی ذکر تلبیسہ علی العباد** فی العبادات اعلم ان الباب الاعظم الذی یدخل منہ علی الناس ہو الجہل

ترجمہ جب ان لوگون نے مالک کو دیکھا۔ تو کہنے لگے کہ یا حضرت آپ نے ہم کو اپنی ضرورت کا حکم کہلا بھیجا ہوتا۔ مالک رح نے فرمایا کہ میری ضرورت تو یہ ہے۔ کہ اس بیچارے سوداگر کی کشتی چھوڑ دو کہنے لگے کہ بہت خوب۔ راوی نے کہا کہ ان کے پاس ایک گلہ مین درم بھرے تھے جو لوگون سے لے کر اس مین ڈالتے جاتے تھے۔ پھر ان لوگون نے مالک رحمہ اللہ سے کہا کہ حضرت ہمارے واسطے دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس گلہ سے کہو۔ کہ تمہارے لیئے دعا کرے بھلا مین تمہارے لیئے کیونکر دعا کرون کہ ہزار آدمی تم پر بد دعا کرتے ہین کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ ایک کی دعا قبول ہوگی۔ اور ہزار کی بد دعا قبول نہ ہوگی (**وجہ دوازدہم**) بعضے عمال اپنے بالادست حاکمون کے واسطے کام کرتے ہین اور وہ عمال کو ظلم کا حکم کرتا ہے تو یہ منحوس ظلم کرنے لگتا ہے اور ابلیس اس کو بہکاتا ہے کہ اس کا گناہ اُس سردار پر ہے جس نے یہ حکم دیا ہے تجھ پر نہین ہے کیونکہ تو اُس کے حکم و قانون کے موافق عمل کرتا ہے اور یہ محض جہل ہے اس لیئے کہ یہ شخص اس کے ظلم مین اور ظالمانہ قانون کے عملدرآمد مین اس کا مددگار ہے اور جو کوئی ظلم و گناہ مین دوسرے کا مددگار ہو وہ عاصی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر کے بارہ مین دس آدمیون پر لعنت فرمائی۔ اور سود کے کھانے والے اور کھلانیوالے اور لکھنے والے اور گواہون پر لعنت فرمائی۔ ہے اور اسی قسم مین سے یہ ہے کہ مال مملکت بالادست کے پاس غصب و ظلم وغیرہ سے جمع کر کے لیے جاتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ وہ شخص اسراف و بیجا حرکات مین خرچ کرتا ہے تو یہ بھی ظلم کی اعانت ہے اور جعفر بن سلیمان نے کہا۔ کہ مین نے مالک بن دینار سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ آدمی کی خیانت کے واسطے یہ کافی ہے کہ بیت المال مین خیانت کرنے والون کا معین ہو **باب عابدون پر عبادت مین تلبیس ابلیس کا بیان مصنف** رح نے کہا۔ کہ واضح ہو۔ کہ سب سے بڑا دروازہ جس سے ابلیس لوگون کے پاس آتا ہے۔ وہ جہالت کا دروازہ ہے۔

ومنهم من يلبس عليه بالنظر في الماء المتوضى به فيقول من اين لك انه طاهر ويقدر بيله فيه كل احتمال بعيد وفتوى الشرع تكفيه بان اصل الماء الطهارة فلا يترك الاصل باحتمال ومنهم من يلبس عليه بكثرة استعمال الماء وذلك يجمع اربعة اشياء مكروهة الاسراف في الماء وتضييع العمر الذي لا قيمة له فيما ليس بواجب ولا مندوب والتعاطي على الشريعة اذ لم يقنع بما قنعت به من استعمال الماء القليل والدخول فيما نهت عنه من الزيادة على الثلاثة وربما اطال الوضوء ففات وقت الصلاة او فات اوله الذي هو الفضيلة او فاتته الجماعة ويلبس ابليس على هذا بانك في عبادة ما لم تصح لا تصح الصلاة ولو تدبر امره علم انه في تفريط ومخالفة وقد راينا من ينظر في هذه الوساوس ولا يبالي بمطعمه ومشربه ولا يحفظ لسانه من غيبته فليته قلب الامر وفي الحديث عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم مر بسعد وهو يتوضا ؟

ترجمہ بعض عابد جاہل کی یہ حالت ہے کہ اسکو وسوسہ دلایا کہ تم اس پانی مین غور کرو جس سے وضو کروگے یہ بہلا تم کو پاک کہان سے میسر ہوا تو تمہارا وضو مشکوک ہوگا اور ہر طرح کے بعید احتمال اُس کے ذہن مین ڈالتا ہی حالانکہ اس شخص کیواسطے شرع کا فتوی کافی تھا کہ پانی اصل مین پاک ہے تو کسی احتمال کی وجہ سے وہ پاکیزگی سی خارج نہ ہوگا (مترجم کہتا ہی کہ بعض کو دیکھو کہ کہلے منہ کنوئین سے وضو کا پانی نہین لیتا کہ شاید اڑتی چڑیا نے اس مین بیٹ کردی ہو اور شاید کوئی کیڑا اس مین گر کر مرگیا ہو۔ اور ایسے اوہام سے وہ تالاب و دریا تلاش کرتا ہی اعوذ باللہ من وساوس الشیاطین) **بعض** پر تلبیس ڈالتا ہے کہ بہت سا پانی بہاؤ۔ اس مین چار باتین مکروہ جمع ہوجاتی ہین **(اوّل)** پانی مین اسراف **(دوم)** عمر برباد کرنا جسکی قیمت کا کچھ اندازہ نہین ہو سکتا کیونکہ یہ وسواس واجب ہے نہ مستحب (بلکہ مذموم قبیح ہی تو عمر برباد ہی) **(سوم)** شریعت پر تعلّی کرنا کیونکہ شرع نے تھوڑے پانی کے استعمال کی تاکید فرمائی اور اُس نے اس حکم پر قناعت نہ کی اور کافی نہ جانا **(چہارم)** شرع نے تین بار دہونے سے زائد کو ظلم و تعدی ٹھیرایا تھا تو یہ ممنوع مین اوّل ہی سے داخل ہوا۔ اکثر یہ دیکھا گیا کہ وضو مین اُس نے یہانتک طول دیا کہ نماز کا وقت ہی نکل گیا۔ یا اسکا اول وقت فضیلت کا جاتا رہا یا جماعت جاتی رہی **ابلیس** اس کو تلبیس مین اس طرح پھنساتا ہے۔ کہ تو اس وضو مین احتیاط کر کیونکہ تو ایسی عبادت کو شروع کرتا ہی کہ اگر یہ درست نہ ہو تو نماز ہی درست نہوگی **اس عابد** کو ذرا غور کرنا چاہیئے تھا کہ وہ احتیاط مین نہین ہے بلکہ بیجا مخالفت واسراف و بیہودگی مین گرفتار ہے **اور ہم نے** تو بہت ایسے دیکھے ہین جو اس قسم کے وسواس مین گرفتار ہین۔ اور ان کو یہ خیال بہی نہین ہوتا کہ ہمارا کہانا پینا حلال ہے کہ حرام اور نہ اپنی زبان کو غیبت سے روکتے مین ۔

کاش ایسا جاہل برعکس کرلیتا یعنی زبان کو غیبت سے روکتا اور کہانے پینے مین احتیاط رکھتا۔ اور وضو اور اُس کے پانی مین شرعی حکم سے کچھ بھی تجاوز نہ کرتا **عبداللہ بن عمرو بن العاص** نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر سعد رضی اللہ عنہ کی طرف اس حال مین ہوا۔ کہ وہ وضو کررہے تھے ۔

وبيان هذا ان الماء يرشح الى المثانة ويجتمع فيها فاذا تهيأ الانسان للبول خرج ما اجتمع فاذا امشى وتنحنح وتوقف
رشح شيء آخر فالرشح لا ينقطع وانما يكفيه ان يجتلب ما في الذكر بين اصبعيه ثم يتبعه للماء **ومنهم**
من يحسن له استعمال الماء الكثير وانما يجزيه بعد زوال العين سبع مرات على اشد المذاهب فان
استعمل الاحجار فيما لم يتعد المخرج اجزاه ثلاثة احجار اذا انقى بهن ومن لم يقنع بما قنع الشرع
به فهو مبتدع شرعا لا متبع **ذكر تلبيسه عليهم في الوضوء** منهم من يلبس عليه في
النية فتراه يقول ارفع الحدث ثم يقول استبيح الصلاة ثم يعيد فيقول ارفع الحدث وسبب هذا التلبيس الجهل
بالشرع لان النية بالقلب لا باللفظ فتكلف اللفظ امر لا يحتاج اليه ثم لا معنى لتكرار اللفظ

ترجمہ اُس کا بیان یہ ہے کہ پانی جو غذا وغیرہ کے ساتھ پیا گیا تھا۔ وہ انہضام اور ترقیق غذا کے بعد بطور فضلہ مثانہ کی طرف
بہا دیا جاتا ہے اور وہاں جمع ہوتا ہے اور جب انسان خود پیشاب کے قصد سے بیٹھتا ہے تو جس قدر پیشاب جمع
ہوتا ہے اُسے قوت دافعہ بہا دیتی ہے اور جب وہ کھڑا ہو کر کھنکھارنے لگا اور توجہ لگائی کہ کچھ نکلے تو طبیعت جو باقتضاء
حکمت الٰہیہ جاری ہے وہ پیشاب کا پانی مثانہ کی طرف لاویگی اور چونکہ بہانے کی مقدار کا قصد نہیں ہے۔ تو قطرات ٹپکا دیگی
اور یہ ترشح کبھی منقطع نہ ہوگا بلکہ اس کو یہ کافی تھا کہ دو انگلیوں سے نائزہ کو نچوڑ کر پانی سے دھو ڈالتا **بعض** کی یہ حالت
ہے کہ ابلیس نے اس کو بہت پانی بہانا اچھا بتلایا حالانکہ سب سے سخت مذہب کے موافق بھی عین نجاست دور کرنے کے
بعد سات مرتبہ دہونا کافی وافی تھا اور اگر اُس نے ڈھیلوں اور پتھروں کا استعمال کیا تو مخرج سے ادھر اُدھر اگر کچھ نہ لگا ہو تو
تین پتھروں سے صاف کرنا اُسکو کافی تھا جب کہ صاف ہو جاوے اور جس کسی نے اُس پر قناعت نہ کی جو شرع نے طریقہ
بتلایا ہے تو وہ مبتدع ہے شرع کا تبع نہیں ہے **وضو میں تلبیس ابلیس کا ذکر** ابلیس اُن جاہل عابدوں میں سے
بعض پر نیت میں تلبیس کرتا ہے چنانچہ تم دیکھو کہ وہ پے درپے زبان سے بکتا ہے اول کہتا ہے کہ میں رفع حدث کی نیت
کرتا ہوں پھر کہتا ہے کہ نماز مباح ہونے کی نیت کرتا ہوں پھر کہتا ہے کہ رفع حدث کی نیت کرتا ہوں اس سب تلبیس کا سبب
یہ ہے کہ وہ شرع سے جاہل ہے۔ تو شیطان اُس پر وسوسہ پر وسوسہ ڈالنے میں غالب ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ نیت تو دلی قصد و ارادے
کا نام ہے اور زبانی لفظ کچھ بھی نیت نہیں ہے اور اگر فرض کرو کہ زبان ہی سے کہنا تھا تو ایک مرتبہ کہنا کافی تھا اس میں دو دو
اور تین تین مرتبہ زبان سے بکنے کے کچھ معنی نہیں ہیں۔ **مترجم** کہتا ہے کہ شائد کچھ لوگوں نے بچوں کو تعلیم کے طور پر زبان
سے سکھلایا ہو کہ اس کے معنی دل میں لاؤ۔ پھر ان جاہلوں نے اسی لفظ کو نیت قرار دیا۔ اور عجیب یہ ہے کہ بعض فقہ
کے مدعی نے لکھا کہ جس کو اضطراب ہو دل نہ ٹھیرے تو زبان سے نیت کر لے یہ عجب جہالت ہے اور شیخ محقق نے
رد کر دیا کہ اس شخص نے نیت کا بدل لفظ اپنی رائے سے مقرر کیا حالانکہ بدل بدون حکم شرع کے نہیں ہو سکتا ہی اور بعض
نے زعم کیا کہ زبان و دل سے جمع کرنا بہتر ہے حالانکہ یہ نرا جہل ہے اسلئے کہ زبان سے بکنا کیونکر بہتری میں داخل کیا۔

وفی ذیل المرأۃ یطھرہ ما بعدہ وقال یغسل بول الجاریۃ وینضح علی بول الغلام وکان یحمل بنت ابی العاص بن الربیع فی الصلاۃ ونھی الراعی عن اعلام السائل لہ عن الماء وما یردہ وقال ما ابقت لنا طھور وقال یا صاحب المیزاب لا تخبرہ وقد صافح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاعراب ورکب الحمار وما عرف من خلقہ التعمید بالماء الکثیر وتوضأ من سقایۃ المسجد ومعلوم حال الاعراب الذی بان من احدھم الاقدام علی البول فی المسجد کل ذلک لتعلیمنا واعلامنا ان الماء علی اصل الطھارۃ وتوضأ من غدیر کان ماءہ نقاعۃ الحناء واما قولہ تنزھوا من البول فان للتنزہ حدا معلوما وھو ان لا یغفل عن محل قد اصابہ حتی یتبعہ الماء فاما الاستشعار فانہ اذا علق بھا وانقطع الوقت بما لا یقتضی بمثلہ الشرع قلت وکان اسود بن سالم وھو من کبار الصالحین یستعمل ماء کثیرا فی وضوئہ ثم ترک ذلک

ترجمہ اور جس عورت کا دامن دراز لٹکتا جاتا تہا۔ اور اُس نے پوچھا۔ کہ وہ گھوڑے وغیرہ نجاست پر لٹک جاتا ہے فرمایا کہ جو زمین اُس کے بعد آتی ہے جب اُس سے رگڑا گیا تو پاک ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ لڑکی اگر پیشاب کر دے تو دھویا جاوے۔ اور لڑکا ہو تو اُسپر چھینٹا دینا کافی ہے (یعنی جب تک یہ دونوں دودھ پیتے ہون) اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی عمامہ بنت ابی العاص کو نماز مین اپنے کندہے پر اٹہائے رہتے تھے۔ اور حضرت کے ساتھیون مین سے جس نے سفر مین چرواہے سے پوچھا کہ تیرے اس تالاب پر درندے بھی پانی پینے آتے ہین تو حضرت نے چرواہے سے فرمایا کہ تو اس متکلف پوچھنے والے کو کچہہ آگاہ مت کر اور فرمایا کہ جو ان جانورون نے چھوڑ دیا وہ ہمارے واسطے پاک ہے اور ایک مرتبہ مقراۃ والا تہا یعنی تھوڑے پانی کا گڑہا تہا۔ اس سے بہی ایک نے اسی طرح پوچھا تھا تو حضرت نے مقراۃ والے کو فرمایا کہ اسکو مت آگاہ کر اور دیکھو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراب سے مصافحہ کیا اور بعض اوقات حمار پر سوار ہوا کرتے تھے اور آپ کی عادت شریف سے یہ معلوم نہ ہوا کہ پانی بہت پھینکتے تھے اور مسجد کے سقاوہ سے وضو کیا اور اعراب کا حال سب جانتے ہین چنانچہ ان مین سے تو ایک وہ تہا کہ جس نے مسجد مین بیٹھ کر پیشاب کر دیا تہا (یعنی یہ لوگ پیشاب سے چندان احتیاط نہ کرتے تھے اور نہ ان کے ہاتہون کا احتیاط سے رکھنا قطعی معلوم ہوا لیکن نجاست ظاہر نہ تھی) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب ہم لوگون کو تعلیم فرمانے کے لیئے کیا تہا اور یہ آگاہ فرمایا کہ پانی اصل طہارت پر ہے اور خود ایسے غدیر (چھوٹی تلیا) سے وضو کیا جس کا پانی ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گویا بھگوئی ہوئی مہندی کا پانی ہے رہا یہ کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ پیشاب سے پرہیز کرو تو اسکے معنی سمجھنے چاہیئن یعنی پرہیز کرنے کی حد معلوم ہے مطلب یہ کہ جہان کہین پیشاب لگ جاوے اس سے غفلت نہ کرو بلکہ اُسکو پانی سے دہو ڈالو اور وسواس یہ ہے کہ وہ پانی کے پیچھے لگ گیا اور یہانتک بہاتا رہا کہ وقت نکل گیا اور ایسے بیہودگی مین وقت گذار دیا کہ شرع نے اُس کا حکم نہین دیا ہے مصنف نے کہا کہ اسود بن سالم رحہ کبار صالحین مین سے تھے اور پہلے پانی بہت پھینکا کرتے تھے پھر اُس کو ترک کر کے بہت کم پانی سے وضو کیا

فقال ماهذا السرف یاسعد فقال افی الوضوء سرف فقال نعم وان کنت علی نهر جار وفی الحدیث باسناد عن ابی عن النبی صلی الله علیه وسلم قال للوضوء شیطان یقول له الولهان فاتقوه او قال فاحذروه وباسناد عن سفیان عن بیان عن الحسن قال شیطان الوضوء یدعی الولهان یضحك بالناس فی الوضوء وباسناد مرفوع الی ابی نعامة ان عبدالله بن مغفل سمع ابنه یقول اللهم انی اسئلك الفردوس واسئلك واسئلك فقال له عبدالله سل الجنة وتعوذ به من النار فانی سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول سیکون فی هذه الامة قوم یعتدون فی الدعاء والطهور وباسناد عن الحسن انه کان یعرض بابن سیرین یقول یتوضأ احدهم بقربة ویغتسل بمزادة صباصبا ددلکا دلکا تعذیبا لانفسهم وخلافا لسنة نبیهم صلی الله علیه وسلم وکان الوفاء بن عقیل یقول اجل محصول عند العقلا الوقت واقبل متعبد به الماء وقد قال صلی الله علیه وسلم صبوا علی بول الاعرابی ذنوبا من ماء وقال فی المنی امطه عنك باذخرة وقد قال فی الحذاء طهوره ان یدلك فی الارض

ترجمہ فرمایا کہ اے سعد یہ کیا اسراف ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ کیا وضو مین بھی پانی کا اسراف معتبر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہان اگرچہ تو بہتے دریا پر وضو کرے **ابی بن کعب** رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وضو مین وسوسہ اس کے واسطے ایک شیطان مقرر ہے اس کا نام **وَلہان** ہے تم اُس سے پرہیز رکھو۔ **حسن بصری** رح نے کہا۔ کہ ایک شیطان جس کا نام وَلہان ہے وہ وضو مین لوگون پر مضحکہ کیا کرتا ہے **ابو نعامہ** رح نے کہا۔ کہ **عبداللہ بن مغفل** رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو بعد نماز کے طول طویل دُعا کرتے سُنا کہ الٰہی مجھے فردوس دیجیو۔ اور الٰہی مین یہ مانگتا ہون اور وہ مانگتا ہون۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے فرزند تو جنت کی درخواست کر اور جہنم سے پناہ مانگ کیونکہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ کہ اس اُمت مین ایک قوم ہوگی جو دعا کرنے مین اور وضو کرنے مین حد سے بڑھ جاوین گے **ابن شوذب** نے کہا کہ حسن بصری رح ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ پر یہ تعریض کیا کرتے کہ یہ کیا ہے کہ تم مین سے آدمی ایک مشک سے وضو کرتا۔ اور ایک پکھال سے نہاتا ہے۔ اور کثرت سے پانی لنڈھاتا اور ملتا جاتا ہے مفت اپنی جان کو تکلیف دیتا ہے اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے مخالفت کرتا ہے۔ **ابو الوفا ابن عقیل** رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ علماء عاقلین کے نزدیک خوبی وقت کی حفاظت ہے اور عبادت مین پانی کے ساتھ تکلف نہ کرنا۔ اور بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس اعرابی نے مسجد مین پیشاب کر دیا تھا۔ اُس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو۔ اور منی کے حق مین فرمایا۔ کہ اگر تیرے لگ جاوے تو چاہے اذخر گہاس ہی سے اس کو پونچھ کے دور کردے اور جوتے و موزے کے حق مین فرمایا۔ کہ اُس کو زمین سے رگڑ دے۔ یہی اُس کی طہارت ہے۔

واستعملوا او طيتهم واكسيتهم ومن الموسوسين من يقطر عليه قطرة ماء فيغسل الثوب كله وربما تاخر لذلك عن صلوة الجماعة ومنهم من ترك صلاة الجمعة لمطر يسير يخاف ان ينتضح عليه ولا يظن ظان انى امنع من النظافة والورع ولكن المبالغة الخارجة عن حد الشرع المضيعة للزمان هى التى انهى عنها ومن ذلك تلبيسه عليهم فى نية الصلوة فمنهم من يقول اصلى صلاة كذا ثم يعيد هذا ظنا منه انه قد نقض النية والنية لا تنقض وان لم يرض اللفظ ومنهم من يكبر ثم ينقض ثم يكبر ثم ينقض ثم يكبر ثم ينقض فاذا ركع الامام كبر الموسوس وركع معه فليت شعرى ما الذى احضر النية حينئذ وما ذلك الا ان ابليس اراد ان يفوته الفضيلة وفى الموسوسين من يحلف بالله لا كبرت غير هذه المرة ومنهم من يحلف بالخروج من ماله او بالطلاق وهذا كله تلبيس والشريعة سمحة سهلة سليمة من هذه الآفات وما جرى لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولا لاصحابه شئ من هذا وقد بلغنا عن ابى حازم انه دخل المسجد فوسوس اليه ابليس

ترجمہ تو یہان جو کپڑے ہاتھ آئے اور وہ شرعاً پہننے کے لائق تھے یعنی ریشمی وغیرہ نہ تھے اُن مین نماز پڑھی اور ان کی چادرین وفرش کام مین لائے بعضے وسوسہ والے دیکھے گئے کہ اگر اُس کے کپڑے پر ایک چھینٹ پڑی تو اُس سب کپڑا دہو ڈالا۔ اور بارہا ایسے کرنے کے واسطے اُس نے جماعت چھوڑ دی۔ اور بہتون نے خفیف بارش مین اس خوف سے جماعت چھوڑی کہ ایسا نہ ہو اُس کے کپڑے پر چھینٹ پڑ جاوے واضح ہو۔ کہ کوئی بدگمان یہ زعم نہ کرے کہ مین پاکیزگی وطہارت وپرہیزگاری سے مانع ہوان نہین بلکہ مین اُس تکلف ومبالغہ سے منع کرتا ہون جو حد شرع سے خارج اور اوقات ضائع کرنے والا ہے ازانجملہ ابلیس نے اُن پر نماز کی نیت مین وسوسہ وتلبیس ڈالی چنانچہ بعض کو دیکھو کہ کہتا ہے کہ مین فلان نماز پڑھتا ہون۔ پھر دوبارہ اسی کو دوہراتا ہے اور پے در پے ایسا کرتا ہے۔ اس گمان پر کہ اسنے نیت توڑ ڈالی حالانکہ نیت تو ٹوٹ نہین سکتی اگرچہ الفاظ مین نقص بھی ہو بعض کا یہ حال ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کہتا ہے پھر توڑ کر تکبیر کہتا ہے پھر اسی طرح وسوسہ مین توڑتا اور کہتا ہے۔ یہان تک کہ امام رکوع مین جاتا ہے تو ناچار یہ وسوسہ والا تکبیر کہکر رکوع مین شامل ہوجاتا ہے مین نہین سمجھتا کہ اس رکوع مین جاتے وقت کیسی اس کی نیت حاضر ہوگئی اور پہلے اُس کو حاضری سے کیا چیز مانع تھی میرے خیال مین تو بجز اس کے اور کچھ نہین کہ ابلیس نے چاہا کہ اس کو فضیلت قرارت وسماعت وغیرہ حاصل نہو۔ وسوسہ والون مین بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی کے نام پاک کی قسم کہاتے ہین کہ اکثار کرون گا اور بعضے طلاق زوجہ واعتاق غلام وصدقۂ مال کی قسم کہاتے ہین حالانکہ یہ سب ابلیس کے تلبیسات ہین اور اللہ تعالی نے شریعت سہل اور آسان اور ایسی آفتون سے پاک صاف رکھی ہے اور کبھی حضرت صلعم اور آپ کے اصحاب کے واسطے ان امور مین سے کچھ جاری نہوا اور ہم کو روایت پونہچی کہ ابوحازم رحمہ اللہ تعالی مسجد مین داخل ہوئے تو ابلیس نے اُن کو وسوسہ دلایا

فساله رجل عن سبب ترکه فقال نمت لیلة فاذا هاتف یهتف بی یا اسود ما هذا یحیی بن سعید الانصاری حدثنا
عن سعید بن المسیب قال اذا جاوز الوضوء ثلاثا لم یرفع الی السماء قال قلت لا اعود لا اعود فانا الیوم یکفینی
کف من ماء **ذکر تلبیسه علیهم فی الاذان** من ذلک التلحین فی الاذان وقد کرهه مالک بن
انس وغیره من العلماء کراهیة شدیدة لانه یخرجه عن موضوع التعظیم الی مشابهة الغنا ومنها
انهم یخلطون اذان الفجر بالتذکیر والتسبیح والمواعظ ویجعلون الاذان وسطا فیختلط فقد
کره العلماء کلما یضاف الی الاذان وقد راینا من یقوم بلیل کثیر علی المنارة فیعظ ویذکر ویقرأ
سورة من القرآن بصوت مرتفع فیمنع الناس نومهم ویخلط علی المتهجدین قراءتهم وکل ذلک من
المنکرات **ذکر تلبیسه علیهم فی الصلوة** فمن ذلک تلبیسه علیهم فی الثیاب التی یسترها فتری احدهم یغسل
الثوب الطاهر مرارا وربما لمسه مسلم فیغسله ومنهم من یغسل ثیابه فی دجلة لا یری ان غسلها فی البیت
یجزی ومنهم من یدلیها فی البیر کفعل الیهود وما کانت الصحابة تفعل هذا بل قد صلوا فی ثیاب فارس لما فتحوها

ترجمہ تو ایک شخص نے اُن سے اس کا سبب پوچھا۔ تو اسود رح نے فرمایا کہ میں ایک رات خواب میں تھا کہ ایک ہاتف نے مجھے
آواز دی کہ اے اسود یہ کیا اسراف ہے یحیٰی بن سعید الانصاری نے سعید بن المسیب سے ہم تک یہ حدیث پہنچائی کہ جب وضو
تین مرتبہ سے بڑہا تو وہ آسمان کو بلند نہیں کیا جاتا ہے میں نے کہا کہ اچھا اب میں ایسا نہ کرونگا چنانچہ اب مجھے ایک
چلو پانی کفایت کرتا ہے **اذان میں عابدوں پر تلبیس ابلیس کا بیان منجملہ** تلبیسات کے تلحین ہے یعنی لحن و راگنی سے
اذان دیتے ہیں حالانکہ امام مالک وغیرہ علماء نے اُس کو سخت مکروہ جانا ہے اس لیئے کہ یہ اُسکو مقام تعظیم سے نکالکر
راگ وگانے کے مشابہ کرتی ہے **ازانجملہ** یہ کہ یہ لوگ اذان فجر سے پہلے ذکر و تسبیح و وعظ شروع کرتے ہیں اور ان چیزوں
کے بیچ بیچ میں اذان دیتے ہیں تو وہ گڈمڈ ہو جاتی ہے۔ اور علماء نے ہر ایسی چیز کو جو اذان میں ملائی جاوے مکروہ
کہا ہے اور ہم نے دیکھا کہ رات میں شب بیداری کرنے والا اکثر منارہ پر چڑھا ہوا قرآن کی سورتیں بلند آواز سے
پڑہتا رہا اور ذکر باواز بلند کرتا رہا۔ اور وعظ کہتا رہا۔ کہ اُس نے آوازہ بلند کیا۔ اور لوگوں کی نیند حرام کر دی اور
اور جو لوگ اپنے حجرہ میں شب بیداری و تہجد میں تھے۔ اُن پر قراءت گڈمڈ کر دی۔ اور یہ سب منکرات میں سے ہے۔
نماز میں تلبیس ابلیس کا ذکر۔ ازانجملہ یہ جو لباس نماز میں پہنتا تھا۔ اس کو باوجود پاک ہونے کے بار بار
دہویا۔ اور کبھی کسی مسلمان نے اس کو چھوا۔ تو اُس نے دہو ڈالا۔ اور **بعضے** ان میں سے ایسے تھے۔ کہ دجلہ
میں اپنے کپڑے دہوتے تھے۔ اُس کے نزدیک گھر میں دھونا کفایت نہ کرتا تھا۔ اور اُن
میں سے بعض کی یہ کیفیت تھی۔ کہ گھر میں کپڑا باندہ کر کنوں میں لٹکاتا۔ جیسے یہودی کرتے ہیں۔
اور صحابہ رضی اللہ عنہم ان میں سے کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ بلکہ جب انہوں نے فارس فتح کیا

والالفاظ لاتلزم والوسواس محض جهل وان الموسوس يكلف نفسه ان يحضر في قلبه الظهرية والادائية و
الفريضة في حالة واحدة مفصلة بالفاظها وهو يطالعها وذلك محال ولو كلف نفسه ذلك في القيام للعالم
لتعذر عليه فمن عرف هذا عرف النية ثم انه يجوز تقدمها على التكبير بزمان يسير لم يفسخها فما وجه
هذا التعب في الصاقها بالتكبير على انه اذا حصلها ولم يفسخها فقد التصقت بالتكبير **وعن** مسعر قال
اخرج الي معن بن عبد الرحمن كتابا وحلف بالله انه خط ابيه فاذا فيه قال عبد الله والذي لا اله غيره
ما رأيت احدا كان اشد على المتنطعين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا رأيت بعده اشد خوفا
عليهم من ابي بكر واني لاظن عمر كان اشد اهل الارض خوفا عليهم **فصل** ومن الموسوسين من اذا صحت
له النية وكبر ذهل عن باقي صلوته كان المقصود من الصلوة التكبير فقط وهذا تلبيس يكشفه ان التكبير
يراد للدخول في العبادة وكيف تهمل العبادة التي هي كالدار ويقتصر على التشاغل بحفظ الباب

ترجمہ حالانکہ یہ الفاظ بکنا کچھ بھی لازم نہیں ہیں اور وسواس محض جہالت ہے اور وسواسی یہ چاہتا ہے کہ ایک آن میں اُس
کے دل میں ظہر کی نماز ہونا اور ادا کرنا اور فرض ہونا اور منہ کعبہ کی طرف ہونا اور للہ تعالیٰ ہونا بتفصیل الفاظ سامنے
حاضر ہوجاوے اور یہ محال ہے اور اسی طرح اگر عالم کے لئے تکبیر کا کھڑے ہونے میں یہی الفاظ بکنا چاہیئے۔ تو وہاں
بھی محال ہوجاوے پس جس نے یہ بات پہچان لی اُس نے نیت پہچان لی پھر **واضح** ہو کہ نیت کا مقدم
ہونا تکبیر پر چاہیئے۔ جب تک اُس کو فسخ نہ کرلے۔ نیت موجود ہے پس نیت کو تکبیر کے ساتھ ملانے میں یہ
تعب کیوں اُٹھاتا ہے **علاوہ بریں** جب نیت اُس نے حاضر کرلی تو چاہے۔ جتنی دیر بعد تکبیر
کہے وہ تکبیر سے مل جائے گی۔ جب تک اُس کو فسخ نہ کرے **مسعر** رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان
کیا معن بن عبد الرحمٰن نے ایک رسالہ مجھے دکھلایا۔ اور قسم کھا کر کہا کہ یہ میرے والد کا لکھا ہوا ہے۔
میں نے اُس میں دیکھا۔ تو یہ لکھا تھا۔ کہ والذی لا الہ غیرہ یعنی قسم اُس اللہ پاک کی جس کے سوائے
کوئی معبود نہیں ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کسی کو سخت ان تکلف کرنے
والوں پر نہیں دیکھا۔ اور نہ آپ کے بعد میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر کسی کو ان پر سخت دیکھا۔ اور
میرا گمان ہے۔ کہ بعد صدیق رضی اللہ عنہ کے عمر رضی اللہ عنہ سب اہل زمین سے زیادہ ان متکلفین پر سخت تھے
فصل بعضے وسواسیوں کا یہ حال ہے کہ جب اُس نے نیت صحیح کرکے تکبیر کہہ لی تو پھر باقی نماز سے بالکل غافل
ہوجاتا ہے گویا نماز سے فقط یہی تکبیر مقصود تھی اس تلبیس کا کشف یہ ہے کہ وسواسی سے کہا جاوے کہ تکبیر تو اُس
عبادت میں داخل ہونے کے واسطے کہی جاتی ہے پھر تو باقی عبادت سے کیوں غافل ہوتا ہے کیا یہ ممکن ہے۔ کہ
عبادت جو بمنزلہ گھر کے ہے اُس کی حفاظت سے غافل ہو اور تکبیر جو بمنزلہ دروازہ کے ہے فقط اس کی حفاظت کرے۔

انك تصلى بغير وضوء فقال ما بلغ من نصحك لى هذا وكشف هذا التلبيس ان يقال للموسوس ان كنت
تريد احضار النية فالنية حاضرة لانك قمت لتؤدى الفريضة وهذه هى النية ومحلها القلب لا اللفظ
ان كنت تريد تصحيح اللفظ فاللفظ لا يجب ثم قد قلته صحيحا فما وجه الاعادة افتراك تظن وقد قلت انك
ما قلت هذا مرض ولقد حكى لى بعض الاشياخ عن ابن عقيل حكاية عجيبة ان رجلا لقيه فقال انى اغسل العضو
واقول ما غسلته واكبر واقول ما كبرت فقال له ابن عقيل دع الصلاة فانها ما تجب عليك فقال قوم لابن عقيل
كيف تقول هذا فقال لهم قد قال النبى صلى الله عليه وسلم رفع القلم عن المجنون حتى يفيق ومن يكبر ويقول ما كبرت فليس
بعاقل والمجنون لا تجب عليه الصلوة **قال المصنف** واعلم ان الوسوسة فى نية الصلاة سببها خبل فى العقل
او جهل بالشرع ومعلوم ان من دخل عليه عالم فقام له فلو قال نويت ان انتصب قائما تعظيما لدخول هذا العالم لاجل
علمه مقبلا عليه بوجهى سفه فى عقله فان هذا قد تصور فى ذهنه منذ راى العالم فقيام الانسان الى الصلاة
ليؤدى الفرض امر متصور فى النفس فى حالة واحدة لا يطول زمانه وانما يطول زمان نظم هذه الالفاظ

ترجمہ کہ تم بے وضو رہو نماز پڑہنے کا قصد کرتے ہو تو فرمایا کہ اے دشمن تیری نصیحت میرے حق مین کبھی اس مرتبہ تک نہین پہنچ
سکتی ہے **اس تلبیس** کا کشف یہ ہے کہ وسوسہ والے سے کہا جاوے کہ اگر تو حضور نیت کا قصد کرتا ہی تو وہ حاضر ہے۔
اس لیئے کہ تو کہڑا ہوا ہے تاکہ فریضہ ادا کرے۔ اور یہی نیت ہے اور نیت کا محل دل ہے زبان نہین ہے اور لفظ واجب
نہین ہے پہر بھی تو نے لفظ صحیح کہہ لیا۔ تو اب دوہرانے کی کیا وجہ ہے کیا تیرا گمان ہے کہ تو نے یہ نہین کہا حالانکہ
کہہ چکا ہے تو یہ مرض ہے **مصنف** نے کہا کہ مجہہ سے بعضے مشائخ نے ابن عقیل کی ایک عجیب حکایت نقل کی کہ ایک شخص نے
ابن عقیل رح سے پوچھا کہ یا حضرت مین عضو دہوتا ہون پہر کہتا ہون کہ مین نے نہین دہویا اور تکبیر کہتا ہون پھر کہتا ہون کہ مین نے
تکبیر نہین کہی تو ابن عقیل نے کہا کہ تو نماز چھوڑ دے تجھ پر نماز واجب نہین ہے تو ایک قوم نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ نے
اس شخص کو یہ کیا فتوی دیا ہے تو ابن عقیل رح نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رفع القلم عن المجنون یعنی مجنون
سے قلم اٹہا لیا گیا ہے جب تک وہ تندرست نہ ہو اور تم دیکھتے ہو کہ جو کہتا ہے کہ مین نے تکبیر کہی پھر کہتا ہے کہ نہین کہی تو اس کو
عقل نہین ہی اور مجنون پر نماز واجب نہین ہے (مترجم کہتا ہے کہ شیخ نے بھی ایک اسی قسم کا لطیفہ لکھا ہے کہ وسوسہ والے سے کہا جاوے
کہ جیسے تو نے ہم سے کہا کہ مین نے تکبیر کہی اسی طرح ابلیس سے کہنا کہ مین کہہ چکا ہون) مصنف رح نے کہا کہ واضح ہو کہ نماز کی نیت
مین وسوسہ کا سبب عقل کی خبطی اور شرع سے جہالت ہی اور یہ معلوم رہی کہ جس کے پاس کوئی عالم آیا وہ عالم کے واسطے تکریما کہڑا ہوا
پس اگر کہی کہ مین نیت کرتا ہون کہ مین اس عالم کے واسطے اس کی علم کی وجہ سے سیدہا اس کی طرف متوجہ ہو کر کہڑا ہو جاؤن تو یہ اس کے
عقل کی سفاہت ہوگی بلکہ کم از کم یہ بات تو اس کی نیت مین ہے تو اسی طرح آدمی جب نماز مین کہڑا ہوتا ہی تاکہ فریضہ ادا کرے تو یہ بات
اس کی نیت مین متصور ہوتی ہے اس کے واسطے کسی قدر زمانہ کی ضرورت نہین ہے بلکہ زمانہ و دیر تو اس کے واسطے الفاظ بکنے مین لگتا ہی

روی ابوداؤد فی سننہ ان ابن الزبیر قال وضع الید علی الید من السنۃ وان ابن مسعود کان یصلی فوضع یدہ الیسریٰ
علی الیمنیٰ فراٰہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ **قال المصنف** ولا یکبرن علیک
انکارنا علی من قال اراد قرب القلوب ولا اضع ید اعلی ید وان کان من الاکابر فان الشرع المنکر لا یحسن **وقد قیل**
لاحمد بن حنبل ان ابن المبارک یقول کذا وکذا فقال ان ابن المبارک لم ینزل من السماء **وقیل** له قال ابراھیم بن ادھم
فقال جئتمونی ببیان الطریق علیکم بالاصل فلا ینبغی ان یترک الشرع لقول معظم فی النفس فان الشرع اعظم و
الخطاء فی التاویل علی الناس یجری ومن الجائز ان یکون الاحادیث لم تبلغہ **فصل** وقد لبس ابلیس علی بعض
المصلین فی مخارج الحروف فتراہ یقول الحمد الحمد فیخرج باعادۃ الکلمۃ عن قانون ادب الصلاۃ وتارۃ یلبس علیہ فی تحقیق
التشدید وتارۃ فی اخراج ضاد المغضوب ولقد رایت من یقول المغضوب فیخرج بصاقہ مع اخراج الضاد لقوۃ تشدیدہ و
انما المراد تحقیق الحرف فحسب وابلیس یخرج ھؤلاء بالزیادۃ عن حد التحقیق ویشغلھم فی المبالغۃ فی الحروف
عن فھم التلاوۃ وکل ھذہ الوساوس من ابلیس **وعن** سعید بن عبد الرحمٰن بن ابی العمیاء ان سھل

ترجمہ ابوداؤد نے روایت کی کہ ابن الزبیرؓ نے فرمایا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے اور ابن مسعودؓ نماز پڑھتے تھے اور داہنے
پر بایاں ہاتھ رکھتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا کر بائیں پر دایاں رکھ دیا **مصنف**رح نے کہا کہ
تم پر گران نہ گذرے ہمارا انکار کرنا اوس شخص پر جو یہ کہے کہ صف
اول کی حاضری سے مراد قرب دلی ہے اور یہ کہ مین نماز مین ہاتھ پر ہاتھ نہین نہ رکھون گا اگرچہ وہ شخص اکابر اولیاء مین سے
کیون نہ ہو کیونکہ شرع مین منکرات پر خاموشی حلال نہین بلکہ خیانت ہے **احمد بن حنبل**رح سے کہا گیا کہ ابن المبارک
تو اس طرح کہتے ہین فرمایا کہ ابن المبارک کچھ آسمان سے نہین اترے ہین۔ اور امام احمد رح سے کہا گیا کہ ابراہیم بن ادہم نے اس
طرح فرمایا ہے امام احمدؒ نے کہا کہ کیا تم میرے پاس طریق سُنت کا بیان روشن اور دلیل واضح لائے ہو تم پر لازم ہے کہ اصل کو لازم
پکڑو لہٰذا دل مین جس کسی کی بزرگی سمائی ہو اس کی وجہ سے شرع کا حکم نہین چھوڑا جائیگا کیونکہ شرع سب سے زیادہ بزرگ ہے
اور اصول کی تاویل مین لوگون سے خطا ہو جانی ہمیشہ سے چلی آئی ہے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان بزرگون کو یہ حدیثین نہ پہنچی
ہون (مترجم کہتا ہے یعنی اسی شرع سے یہ لوگ بزرگ ہوئے تو شرع اصل ٹھیری **فصل** ابلیس نے بہت نمازیون پر حروف کے مخارج
مین تلبیس ڈالدی چنانچہ تم بعض کو دیکھو کہ وہ الحمد الحمد مکرر مکرر کہتا ہے حتی کہ وہ اس کلمہ کے بار بار اور مکرر سہ کرر کہنے کی وجہ
سے نماز کے ادب سے خارج ہو جاتا ہے اور کبھی نمازی پر تشدید کے ٹھیک نکالنے مین تلبیس ڈالتا ہے اور کبھی غیر المغضوب کے ضاد
نکالنے مین تلبیس کرتا ہے اور مین نے ایسے شخص کو دیکھا کہ وہ المغضوب کہتا تھا تو غایت تشدد کی وجہ سے ضاد نکالنے کے ساتھ
تھوک نکل پڑتا تھا حالانکہ مراد تو حرف کو صحیح نکالنا ہوتا ہے ولیکن ابلیس ان لوگون کو ایسے فضولیات زائد کی طرف اسلیئے لیجاتا
ہے کہ تلاوت مین معانی کی فکر سے خارج ہو کر ایسے مبالغات مین پڑجاوین سعد بن عبد الرحمٰن بن ابی العمیاء نے کہا کہ سہل

فصل ومن الموسوسین من یصح له التکبیر خلف الامام وقد بقی من الرکعة لیسیر فیستفتح ولیستعیذ فیرکع الامام وھذا تلبیس ایضا لان الذی شرع فیه من الاستفتاح والتعوذ مسنون والذی ترکه من قراءة الفاتحة واجب ھو لازم للماموم عند جماعة من العلماء فلا ینبغی ان یقدم علیه سنة وقال المصنف وقد کنت اصلی وراء شیخنا ابی بکر الدینوری الفقیه فی زمان الصبی فرأنی مرة افعل ھذا فقال یابنی ان الفقھاء قد اختلفوا فی وجوب قراءة الفاتحة خلف الامام ولم یختلفوا ان الاستفتاح سنة فاشتغل بالواجب ودع السنن فصل وقد لبس ابلیس علی قوم فترکوا کثیرا من السنن لواقعات وقعت لھم فمنھم من کان یتأخر عن الصف الاول ویقول انما اراد قرب القلوب ومنھم لم یضع ید الیمنی علی الیسری فی الصلوٰة وقال اکرہ ان اظھر من الخشوع ما لیس فی قلبی وقد روینا ھذین الفعلین عن بعض اکابر الصالحین وھذا امر اوجبه قلة العلم ففی الصحیحین من حدیث ابی ھریرة رضی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال لو یعلم الناس ما لھم فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستھموا علیه لاستھموا وفی افراد مسلم من حدیثه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال خیر صفوف الرجال اولھا وشرھا اخرھا واما وضع الیمنی علی الیسری فسنة

ترجمہ فصل بعضے وسواسی کو دیکھا جاتا ہے کہ امام کے پیچھے اُس کی تکبیر اس وقت جاکر نصیب ہوتا ہے جب رکعت مین سے بہت خفیف حصہ باقی رہ جاتا ہے پھر وہ سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہے۔ اور امام رکوع مین جاتا ہے تو اُس کے ساتھ رکوع مین چلا جاتا ہے اور یہ بھی ابلیس کی تلبیس ہے (بلکہ شرع کے روسے جہالت کا بڑا جزو ہے) اس لیئے کہ وہ جو کچھ پڑھتا رہا یعنی سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ وہ تو سنت تھا اور اُس نے قرارت فاتحہ چھوڑی جو واجب ہے تو کیونکر واجب چھوڑ کر سنتون پڑھتا رہ گیا مصنفؒ نے کہا کہ مین بچپن مین اپنے شیخ ابوبکر الدینوری کے پیچھے نماز پڑھا کرتا اور یہی کیا کرتا ایک مرتبہ انھون نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے فرزند فقہاء نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ واجب ہونے مین اختلاف کیا ہے اور سبحانک اللھم وغیرہ دعاءے استفتاح کے سنت ہونے مین کچھ اختلاف نہین کیا تو تو ایسے موقعہ پر سنت چھوڑ کر واجب مین مشغول ہوجایا کر فصل ابلیس نے ایک قوم پر اپنی تلبیس ڈالی تو انھون نے بہت سی سنتون کو چھوڑ دیا۔ بوجہ خاص خاص واقعات کے جو اُن کو پیش آئے چنانچہ بعض نے صف اوّل کی حاضری چھوڑ دی اور کہا کہ اس سے مراد قرب دل ہے بعض نے نماز مین ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چھوڑا اور کہا۔ کہ مجھے شرم آتی ہے کہ ایسا خشوع ظاہر کرون جو میرے دل مین نہین ہے۔ اور ہم کو یہ دو فعل دو صالحین بزرگون سے پہنچے کہ وہ دونون ایسا کیا کرتے تھے حالانکہ اس کا باعث قلت علم ہے صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانتے کہ اذان کہنے اور صف اول مین کیا فضیلت ہے پھر سوائے قرعہ ڈالنے کے کوئی راہ نہ پاتے تو اُس کے حاصل کرنے پر قرعہ ڈالتے اور حدیث ابو ہریرہؓ مین مرفوعاً آیا ہے کہ مردون کی بہتر صف اول ہے اور بدتر پچھلی صف ہے اور عورتون کی بدتر صف اوّل ہے اور بہتر پچھلی ہے (رواہ مسلم) اور رہا ہاتھ پر ہاتھ رکھنا تو یہ سنت ہے

ولقد دخلت على بعض المتعبدين وهو يتنفل بالنهار ويجهر بالقراءة فقلت له ان الجهر بالقراءة بالنهار مكروه فقال لی انا اطرد النوم عنی بالجهر فقلت له ان السنن لا يترك لاجل سهرك ومتى غلبك النوم فنم فان للنفس عليك حقا وعن بريدة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من جهر بالقراءة بالنهار فارجموه بالبعر **فصل** وقد لبس ابليس على جماعة من المتعبدين فاكثروا من صلاة الليل وفيهم من يسهره كله ويفرح بقيام الليل وصلاة الضحى اكثر مما يفرح باداء الفرائض ثم يقع قبيل الفجر فتفوته الفريضة او يقوم فيتهيأ لها فتفوته الجماعة او يصبح كسلان فلا يقدر على الكسب لعائلته **ولقد** رايت شيخا من المتعبدين يقال له حسين القزوينی يمشي كثيرا من النهار فی جامع المنصور فسألت عن سبب مشيه فقيل لی لئلا ينام فقلت هذا اجهل بمقتضى الشرع والعقل اما الشرع فان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان لنفسك عليك حقا فقم ونم وكان يقول عليكم هديا قاصدا فانه من يشاد هذا الدين يغلبه **وعن انس بن مالك** قال دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم المسجد وحبل ممدود بين ساريتين فقال ما هذا قالوا لزينب تصلی فاذا كسلت او فترت امسكت به فقال حلوه ثم قال ليصل احدكم نشاطه

ترجمہ مین بعض عابدون کے پاس گیا۔ مین نے دیکھا کہ دن مین وہ نفل کو زور سے قرأت کے ساتھ پڑھ رہا ہے مین نے کہا کہ دن مین جہر سے قرارت مکروہ ہے اُس نے جواب دیا کہ جہر کی قرارت سے مین نیند کو دور کرتا ہون مین نے کہا کہ تمہاری بیداری کے واسطے سنت طریقہ متروک نہین ہوسکتا ہے اگر ایسی ہی نیند غالب ہے تو سو رہو اس لیئے کہ نفس کا بھی حق ہے۔ اور بریدہؓ سے روایت ہے کہ جو کوئی دن مین جہر سے پڑہے اُس پر اونٹ کی مینگنیاں مارو **فصل** بہت سے عابدون پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ رات مین بہت دیر تک بلکہ تمام رات عبادت مین رہتے ہین اور رات کے قیام سے اور چاشت کی نماز سے وہ فرائض ادا کرنے سے زیادہ خوش ہوتے ہین اور رات مین جاگتے جاگتے صبح کے قریب سو جاتے ہین تو نماز فجر بھی جاتی رہتی ہے یا وہ بے وقت اُٹھا تو ضروریات سے فراغت کرنے مین جماعت جاتی رہتی ہے یا صبح کو بہت سُست اُٹھا تو اپنی آل واولاد کے واسطے معاش حاصل کرنیکے قابل نہین رہتا ہے **مین نے** عبادت گذارون مین سے ایک شخص حسن قزوینی نام کو دیکھا کہ وہ جامع منصور مین دن کو بہت ٹہلا کرتا تھا مین نے سبب پوچھا تو بیان کیا کہ اس حیلہ سے نیند کو دفع کرتا ہون مین نے کہا کہ یہ تو شرع سے نادانی ہے اور عقل کے بھی خلاف ہے شرع مین حضرت صلعم نے فرمایا کہ تیری نفس کا تجھ پر حق ہے تو نماز مین بھی قیام کر اور خواب بھی کر اور فرماتے تھے کہ تم پر اوسط طریقہ لازم ہے کیونکہ جو کوئی اس دین پر غلبہ چاہتا ہی دین اُسپر غالب ہوجاتا ہے انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک رسی بندھی ہوئی لٹکتی ہے فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے عرض کیا گیا کہ یہ زینبؓ کی رسی ہے کہ جب نماز پڑہتے پڑہتے تھک جاتی یا اونگ آتی ہے تو یہ رسی تھام لیتی ہین تو فرمایا کہ اس کو کھول دو پھر فرمایا کہ جب تک تم مین سے آدمی چاق رہے تب تک نماز پڑہے ✦

ابینه

بن ابی امامۃ حدثہ انہ دخل ھو وابوہ علی انس بن مالک وھو یصلی صلاۃ خفیفۃ کانہا صلوۃ مسافر فلما سلم قال یرحمک اللہ ارأیت ھذہ الصلوۃ المکتوبۃ اصلاۃ رسول اللہ ام شئ تنفلتہ قال انہا الصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما اخطأت الا شیئا سھوت عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوما شددوا علی انفسہم فشدد علیہم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیارات رھبانیۃ نِ ابتدعوھا ما کتبنا ھا علیہم **وفی افراد مسلم** من حدیث عثمان بن ابی العاص قال قلت یارسول اللہ ان الشیطان قد حال بینی وبین صلاتی وقراءتی یلبسہا علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاک الشیطان یقال لہ خنزب فاذا احسستہ فتعوذ باللہ منہ واتفل عن یسارک ثلثا ففعلت ذلک فاذھبہ اللہ عنی **فصل** وقد لبس ابلیس علی خلق کثیر من جہلۃ المتعبدین فرأ وا ان العبادۃ ھی القیام والقعود فحسب فہم یداومون فی ذلک ویخلون ببعض واجباتہا ولا یعلمون ولقد تاملت علی جماعۃ یسلمون اذا سلم الامام وقد بقی علیہم من التشہد الواجب شئ وذلک لا یحملہ الامام عنہم **وقد** لبس علی آخرین منہم فہم یطیلون الصلوۃ ویکثرون القراءۃ ویترکون المسنون فی الصلوۃ ویرتکبون المکروہ فیہا

ترجمہ ابن ابی امامہ نے بیان کیا۔ کہ مین اور میرا باپ حضرت انس بن مالک رض کی خدمت مین داخل ہوئے وہ اس وقت خفیف نماز پڑھ رہے تھے۔ گویا وہ مسافر کی نماز ہے جب سلام پھیرا تو میرے باپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرماوے کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہی جو آپ نے فریضہ پڑھی ہے یا یہ نفل ہے حضرت انس رض نے فرمایا کہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے مین نے اس مین کوتاہی نہین کی سوائے اس کی کہ مین کچھ بھول گیا ہون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ اپنے نفوس پر سختی نہ کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ تم پر سخت کر دے کیونکہ ایک قوم نے اپنی اوپر سختی کی تو اُنپر سختی کر دی گئی تو انہین کے باقی یہ لوگ دیر وصومعہ مین دکھلائی دیتے ہین رہبانیۃ ابتدعوہا آلآیۃ یعنی رہبانیت کو انہون نے خود نکالا ہے۔ ہم نے اُنپر فرض نہین فرمائی تھی اور صحیح مسلم مین ہے کہ عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری نماز و قرأت کے درمیان اور میرے درمیان شیطان نے حائل ہوکر تلبیس ڈالنی شروع کی حضرت نے فرمایا کہ اس شیطان کا نام خنزب ہے۔ جب تجھے ایسا معلوم ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لینا اور بائین طرف تھوک دینا تین مرتبہ پس مین نے یہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو مجھ سے دور کر دیا **فصل** بہت سے جاہل عابدون پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی۔ کہ انہون نے اسی اُٹھک بیٹھک کو عبادت سمجھ لیا پس کثرت سے اس مین جان گھلاتے ہین حالانکہ نماز کے بہتیرے واجبات چھوڑ جاتے اور نہین جانتے ہین اور مین نے غور کرکے بعض جماعت کو دیکھا کہ امام کے سلام کے ساتھ سلام پھیر دیتے ہین حالانکہ ابھی انپر تشہد مین سے کچھ پڑھنا باقی رہگیا تھا وہ تمام نہین کرتے ہین حالانکہ اس مین امام کا پڑھنا اُن کی طرف سے کافی نہین ہے **ایک گروہ** پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ نماز دراز پڑھتے اور بہت قرأت کرتے ہین اور نماز کے مسنون امور ترک کرتے بلکہ اس مین مکروہات کے مرتکب ہوتے ہین ؎

وبه تقوى النفس على التعبد لعلمها ان ذلك يشيع ويوجب المدح **وعن** زيد بن ثابت عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ان افضل صلاة المرء في بيته الا الصلاة المكتوبة **قال المصنف** اخرجاه في الصحيحين وكان عامر بن عبد قيس يكره ان يرونه يصلي وكان لا يتنفل في المسجد وكان يصلي كل يوم الف ركعة وكان ابن ابي ليلى اذا صلى فدخل عليه داخل اضطجع **فصل** وقد لبس على قوم من المتعبدين فكانوا يبكون والناس حولهم وهذا قد يقع عليه فلا يمكن دفعه فمن قدر على ستره فاظهره فقد تعرض بالرياء **وعن** عاصم قال كان ابو وائل اذا صلى في بيته ينشج نشيجا ولو جعلت له الدنيا على ان يفعله واحد يراه ما فعله **وقد** كان ابو ايوب السختياني اذا غلبه البكاء قام **فصل** وقد لبس على جماعة من المتعبدين فتراهم يصلون الليل والنهار ولا ينظرون في اصلاح عيب باطن ولا في مطعم والنظر في ذلك كان اولى بهم من كثرة التنفل **ذكر** تلبيسه عليهم في قراءة القران قد لبس على قوم بكثرة التلاوة فهم يهذون هذا من غير ترتيل ولا تثبيت وهذه حالة ليست بمحمودة وقد روي عن جماعة من السلف انهم كانوا يقرءون القران في كل يوم او في كل ركعة وهذا يكون نادرا منهم.

ترجمہ اور نفس خوش ہوتا ہے اور عبادت پر زیادہ قیام کرتا ہے کیونکہ اس کو اعتماد ہے کہ اسطرح وہ نیکنام مشہور ہوگا۔ **زید بن ثابت** رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی کہ مرد کی سب سے بہتر نماز اُس کے گھر میں سوائے نماز فریضہ کے یہ حدیث صحیحین میں ہے اور عامر بن عبد قیس کو ناگوار ہوتا تھا کہ کوئی اُن کو نماز پڑھتے دیکھے اور وہ کبھی مسجد میں نوافل نہ پڑھتے حالانکہ ہر روز ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے اور **ابن ابی لیلیٰ** جب نماز پڑھتے اور کوئی آنیوالا آتا تو لیٹ جاتے **فصل** عابدوں کی ایک جماعت پر ابلیس نے تلبیس ڈالی کہ وہ لوگوں کے مجمع میں رونا شروع کرتے ہیں یہ بات اگرچہ ایسی ہے کہ کبھی دل نرم ہو کر گریہ طاری ہوتا ہے لیکن جو شخص اُسکو روک سکے۔ اور نہ روکے تو اس نے اپنے نفس کو ریاکاری کے واسطے پیش کیا **عاصم** رح نے کہا کہ ابو وائل رحمہ اللہ تعالیٰ جب اپنے گھر میں نماز پڑھتے تو اُن کے رونے سے نرم دردناک آواز نکلتی تھی اور اگر کسی کے سامنے ایسا کرنیکو اُن سے کہا جاتا تو کبھی نہ کرتے اگرچہ اُن کو سب دنیا دیجاتی۔ **ابو ایوب** السختیانی رح کا یہ حال تھا کہ جب مجلس میں اُنپر رونا غالب ہوتا تو اُٹھ کھڑے ہوتے تھے **فصل** عابدوں کی ایک قوم پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ نماز پڑھتے ہیں تو رات و دن ایک کرتے ہیں ولیکن باطنی عیوب کی اصلاح پر نظر بھی نہیں کرتے اور نہ اپنے کھانے پینے کی حرام و حلال کو دیکھتے ہیں حالانکہ نفل نمازوں کی اس کثرت سے ضروری امر یہ تھا کہ واجبی خصائل باطنی اور فریضہ اکل حلال وغیرہ کو پہلے دیکھتے **قرأت قرآن** میں اُنپر تلبیس ابلیس کا بیان عابدوں کی ایک قوم پر ابلیس نے تلبیس کی کہ بہت مقدار سے تلاوت کرتے ہیں اور تیزی سے رواں چلے جاتے ہیں کہ صحیح حروف بھی ادا نہیں کرتے ہیں نہ اس میں ترتیل ہے۔ نہ تثبیت ہے اور یہ کچھ پسندیدہ حالت نہیں ہے **اور بعض سلف سے جو یہ روایت ہے**۔ کہ ایک روز میں قرآن ختم کیا یا ایک رکعت میں ختم کیا تو یہ شاذ و نادر ہے

فاذا کسل اوفتر فلیقعد **وعن** عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا نعس احدکم فلیرقد حتی یذهب
عنه النوم فانه اذا صلی وهو نعس لعله یذهب لیستغفر فیسب نفسه **قال** المصنف هذا حدیث صحیح اخرجه البخاری
ومسلم وانفرد بالذی قبله البخاری واما العقل فان النوم یجدد القوی التی قد کلت بالسهر فمتی دفعه الانسان وقت
الحاجة الیه اثر فی بدنه وفی عقله فنعوذ بالله من الجهل فان قال قائل فقد روینا لنا ان جماعة من السلف
کانوا یحیون اللیل **فالجواب** اولئك تدرجوا حتی قدروا علی ذلك وکانوا علی ثقة من حفظ صلاة الفجر فی جماعة وکانوا
یستعینون بالقائلة مع قلة المطعم فصح لهم ذلك ثم لم یبلغنا ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سهر لیلة لم ینم فیها
فسنته هی المتبوعة **فصل** وقد لبس ابلیس علی جماعة من قوام اللیل فتحدثوا بذلك فی النهار فربما قال
احدهم فلان المؤذن اذن بوقت لیعلم الناس انه کان منتبها فاقل ما فی هذا اذا اسلم من الریاء ان ینقل من دیوان
السر الی دیوان العلانیة فیقل الثواب **فصل** وقد لبس ابلیس علی آخرین انفردوا فی المساجد للصلاة والتعبد
فعرفوا بذلك واجتمع الیهم ناس فصلوا بصلاتهم وشاع بین الناس حالهم وذلك من وساوس ابلیس

ترجمہ جب اُس کو تھکان یا سستی آوے تو باز رہے ام المؤمنین عایشہ رضہ نے حدیث روایت کی کہ جب تم مین سے کوئی اونگھے
تو سو رہے یہانتک کہ اُس کی نیند جاتی رہے کیونکہ جب وہ اونگھتے ہوئے نماز پڑہیگا تو شاید قصد تو کری استغفار کرنیکا اور
لگے اپنے نفس کو برا کہنے یہ حدیث صحیح ہے جیسے بخاری مسلم نے روایت کی ہے اور اُس سے قبل کی حدیث کے ساتھہ
صرف بخاری منفرد ہین رہا عقل کا بیان تو آدمی خواب کرنے سے قوی چاق ہو جاتے ہین جو تکان سی ماندی ہو گئی تھے اور جب
نیند کو ضرورت کے وقت آدمی ٹال جاوے گا تو اُس کے بدن و عقل مین ضرر پیدا ہوگا اللہ تعالی جہالت سے ہم کو محفوظ رکھے
اگر کوئی کہے ہم کو روایات پہونچی ہین کہ اگلے زمانہ کے بہت سے بزرگ رات بھر عبادت کیا کرتے تھے (جواب) یہ کہ ہان اُن
لوگون نے رفتہ رفتہ تمام رات شب بیداری کی عادت ڈالی تھی۔ اور اُنہین نماز صبح کی محافظت اور جماعت سے ادار
کرنے پر بھروسہ اور کافی اعتماد تھا اور وہ تھوڑی سے قیلولہ سے مدد لیتے تھے اور باوجود اس کے کھانا بھی کم کھایا کرتے
تھے ان ترکیبون سے ان کو یہ بات حاصل ہو گئی پھر ہم کو یہ کسی روایت سی معلوم نہوا کہ حضرت صلعم کبھی تمام رات نہین سوئے
اور آپ ہی کی طریقہ مسنون کی پیروی ہمیشہ اصل لازم ہے **فصل** ایک جماعت شب بیدارون پر ابلیس نے تلبیس ڈالی کہ وہ دن
مین شب بیداری کے حالات بیان کرتے ہین مثلاً ایک کہتا ہے کہ فلان مؤذن نے فجر کی اذان البتہ ٹھیک وقت پر کہی تھی۔
اس سے غرض یہ کہ اس وقت آپ کی شب بیداری معلوم ہو پھر اگر یہ شخص ریاکاری سے بچ بھی گیا تو کمتر درجہ یہ ہے کہ یہ شخص خفیہ
دفتر سے ہٹا کر علانیہ دفتر مین لکھا جاوے گا تو ثواب کم ہو جاویگا **فصل** ایک اور جماعت پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ وہ نماز
و عبادت اور تہجد وغیرہ کے لیے علیحدہ ایک ایک مسجد مین بیٹھ گئے تو یہ لوگ اسی مسجد کے نام سے مشہور ہوئے اور ہر ایک
کی نماز کے ساتھ ایک جماعت نے شرکت کی اور لوگون مین ان کی خبر مشہور ہو گئی اور یہ بھی ابلیس کی وساوس مین سی ہے

يضعف القوى فاعجز الانسان على الكسب لعائله ومنعه من اعفاف زوجته وفي الصحيحين عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال ان لزوجك عليك حقا فكم من فرض يضيع بهذا النفل والثاني انه يفوت الفضيلة فانه قد صح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال افضل الصيام صيام داؤد كان يصوم يوما ويفطر يوما وعن عبد الله بن عمرو قال لقيني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الم احدث عنك انك تقوم الليل او انت القائل تقول لاقومن الليل ولاصومن النهار قال احسبه قال نعم يا رسول الله قال قد قلت ذلك قال فقم ونم وصم وافطر وصم من كل شهر ثلثة ايام مثل صيام الدهر قلت يا رسول اني اطيق اكثر من ذلك قال فصم يوما وافطر يومين قلت اني اطيق اكثر من ذلك فقال فصم يوما وافطر يوما وهو اعدل الصيام وهو صيام داؤد صلى الله عليه وسلم قلت اني اطيق افضل من ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا افضل من ذلك اخرجاه في الصحيحين **فان قال** قائل فقد بلغنا عن جماعة من السلف انهم كانوا يسردون الصوم **فالجواب** انهم قد كانوا يقدرون على الجمع بين ذلك وبين القيام بحقوق العائلة ولعل اكثرهم لم يكن لهم عائلة ولا حاجة الى الكسب

ترجمہ اور قوی ضعیف ہو جاتے ہین تو آدمی اپنے اہل وعیال کی معاش پیدا کرنے سے عاجز بن جاتا ہے اور اپنی زوجہ کی عفت بھی نہین بچا سکتا (یعنی وہ عفیفہ جب مقتضائے طبیعت سے آسودہ نہین ہوتی تو مغلوب ہو کر فتنہ مین پھنس جاتی ہی) اور صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری زوجہ کا تجھ پر حق ہے پھر اس نفل عبادت کے پیچھے بہت سے فرائض ترک ہو جاتے ہین **(دوم)** فضیلت جاتی رہتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت ملی کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے افضل روزہ داؤد پیغمبر کا روزہ تہا کہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے اور جب جہاد مین کافرون سے مقابلہ ہوتا تو نہین بہاگتے تھے (یعنی قوت باقی رہتی تھی) **عبد اللہ** بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے تو فرمایا کہ کیا یہ تیرا ہی حال مجھسے بیان ہوا کہ تو رات بھر نماز پڑہتا ہے یا فرمایا کہ کیا یہ تیرا ہی قول مجھسے بیان کیا گیا ہے کہ تو کہتا ہے کہ مین رات بھر نماز پڑہا کرونگا اور دن بھر روزہ رکھا کرونگا مین نے شاید عرض کیا کہ جی ہان یا رسول اللہ مین نے کہا تو ضرور تہا آپ نے فرمایا کہ نہین ایسا مت کرنا بلکہ رات مین نماز بھی پڑہ اور خواب بھی کر اور روزہ بھی رکہہ اور چھوڑ بھی دے اور ہر مہینہ مین فقط تین روز روزے رکہا کر یہ ہمیشہ کے روزہ کے مانند ہی (یعنی ہر روز دس گونہ ہو کر مہینہ ہو گیا) مین نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اس سے زیادہ روزے رکھنے کی طاقت رکہتا ہون تو فرمایا کہ پھر ایک روز روزہ رکھا اور دو روز چھوڑ دے مین نے کہا کہ مین اس سے زیادہ کی طاقت رکہتا ہون فرمایا کہ پھر ایک روز روزہ رکھ اور ایک روز افطار کر اور یہ سب سے زیادہ عدل کا روزہ ہے یہ داؤد نبی اللہ کا روزہ ہے مین نے کہا کہ مین تو اس سے افضل کی قوت رکہتا ہون تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اس سے افضل کچھہ نہین ہے یہ حدیث صحیحین مین ہے اگر کوئی کہے کہ ہم کو خبر پہنچ گئی ہے کہ ایک جماعت سلف صالحین ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے (جواب) ہان تو لیکن ان کے پاس ایسی قوت وسامان تہا کہ وہ انکو اور بال بچون کی عیالداری کو جمع کر سکتے تھے اور شاید انمین سے اکثر کے

ومن دام عليه فانه وان كان جائزا الا ان الترتيل والتثبيت احب الى العلماء فقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يفقه من قرأ القران فى اقل من ثلث قال المصنف وقد لبس ابليس على قوم من القراء فهم يقرؤن القران فى منارة المسجد بالليل بالاصوات مرتفعة الجزء والجزئين فيجمعون بين اذى الناس فى منعهم من النوم وبين التعرض بالرياء ومنهم من يقرأ فى مسجده وقت الاذان لانه حين اجتماع الناس فى المسجد قال المصنف ومن اعجب ما رأيت فيهم ان رجلا كان يصلى بالناس صلاة الصبح يوم الجمعة ثم يلتفت فيقرأ المعوذتين ويدعو دعاء الختمة ليعلم الناس انى قد ختمت الختمة وما هذه طريقة السلف فان السلف كانوا يسترون العبادة كان عمل الربيع بن خثيم كله سرا فربما دخل عليه الداخل وقد نشر المصحف فيغطيه بثوبه وكان احمد بن حنبل يقرأ القران كثيرا ولا يدرى متى يختم قال المصنف قد سبق ذكر جملة من تلبيس ابليس على القراء ذكر تلبيسه عليهم فى الصوم قال المصنف قد لبس على قوم فحسن لهم الصوم الدائم وذلك جائز اذا افطر الانسان الايام المحرم صومها الا ان الآفة فيه من وجهين احدهما انه ربما عاد

ترجمہ اور اگر کسی نے مداومت بھی کی ہو اور یہ جواز بھی ہو تو بھی ترتیل اور تثبیت سے پڑھنا علماء کے نزدیک مستحسن ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن تین روز سے کم میں پڑھا تو اُس نے سمجھ حاصل نہ کی مصنف نے کہا کہ ابلیس نے قاری کی ایک قوم پر یہ تلبیس کی کہ رات میں مسجد کے منارہ پر چڑھکر بلند آواز سے ایک یا دو پارہ کے قریب پڑھتے ہیں تو یہ لوگ ریاکاری کے روبرو ہوتے اور لوگوں کو بیجا تکلیف و ایذا دیتے ہیں یعنی قرآن سننا فرض ہے تو وہ خواہ مخواہ ہر کام سے مجبور ہو جاتے۔ اور سونے نہیں پاتے ہیں اور بعض کا یہ دستور ہے کہ اذان کے وقت محلہ کی مسجد میں پڑھنا شروع کرتے ہیں کیونکہ وہ وقت لوگوں کے جمع ہونے کا ہوتا ہے مصنف نے کہا کہ سب سے زیادہ عجیب بات جو میں نے دیکھی یہ کہ ایک قاری ہر جمعہ کے روز صبح کی نماز لوگوں کو پڑھاکر جب سلام پھیرتا تو سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھکر ختم قرآن کی دعا پڑھنے لگتا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ حضرت نے آج قرآن ختم فرمایا ہے یہ سلف کا طریقہ نہ تھا وہ لوگ اپنی عبادت کو حتی الامکان مخفی کرتے تھے چنانچہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالی کے کل اعمال مخفی تھے بارہا ایسا ہوا کہ انہوں نے تلاوت کے لیے مصحف کھولا تھا کہ اچانک کوئی آگیا۔ تو اُس کو اپنے کپڑے کے نیچے چھپا لیتے تھے امام احمد بن حنبل رح قرآن بہت پڑھا کرتے تھے لیکن یہ پتہ نہیں لگتا تھا کہ کب ختم کرتے ہیں مصنف رح نے کہا کہ قاریوں پر ابلیس کی تلبیس کا بہت سا بیان اوپر ہو چکا ہے **روزہ میں عابد و نیز تلبیس ابلیس کا بیان** مصنف رح نے کہا کہ کچھ لوگوں کی نظروں میں ابلیس نے ہمیشہ روزے رکھنے اچھے معلوم کرائے اور یہ بات اگرچہ ناجائز ہے۔ بشرطیکہ سال میں پانچ ایام منہیہ کے روزے نہ رکھے جن میں روزہ حرام ہے لیکن عموماً یہ طریقہ اختیار کرنے میں بحسب حالت زمانہ کے دو آفتیں کھلی ظاہر ہیں۔ اول اکثر اس سے اعضاء

ومنهم من يلازم الصوم ولا يبالي على ماذا أفطر ولا يتحاشى في صومه عن غيبة ولا عن نظرة ولا عن فضول كلامه وقد خيل له ابليس ان صومه يدفع اثمه وكل هذا من التلبيس

ذكر تلبيسه عليهم في الحج

قال المصنف قد يسقط الانسان الفرض بالحج مرة ثم يعود بلا عن رضى الوالدين وهذا خطأ وربما خرج وعليه ديون او مظالم وربما خرج للنزهة وربما حج بمال فيه شبهة ومنهم من يحب ان يتلقى ويقال الحاج وجمهورهم يضيع في الطريق فرائض من الطهارة والصلوة ويجتمعون حول الكعبة بقلوب دنسة وبواطن غير نقية وابليس يريهم صورة الحج فيغرهم وانما المراد من الحج القرب بالقلوب لا بالابدان وانما يكون ذلك مع القيام بالتقوى وكم من قاصد الى مكة همته عد حجاته فيقول لي عشرون وقفة وكم من مجاور قد طال مكثه ولم يشرع في تنقية باطنه وربما كانت همته متعلقة بفتوح يصل اليه ممن كان وربما قال ان لي اليوم عشرين سنة مجاورا وكم قد رأيت في طريق مكة من قاصد الى الحج يضرب رفقاءه على الماء ويضايقهم في الطريق وقد لبس ابليس على جماعة من القاصدين مكة

ترجمہ ان مین سے بہت سے ایسے ہین کہ روزہ تو ہمیشہ رکھینگے لیکن کہانا جیسا پایا (حرام و حلال) اسپر افطار کر لیا۔ اور دن مین غیبت کرنے سے پیٹ بھرا کرتے ہین اور اجنبی عورتون کے دیکھنے سے آنکھہ بند نہین کرتے وہ کسی طرح کا کچھ باک نہین کرتے نہ غیبت سے نہ افطار سے نہ فضول کلام سے اور ابلیس اُس کو وسوسہ دلاتا ہی۔ کہ آپ تو روزہ دار ہین روزہ ایسے امور کے گناہ آپسے روکتا ہے اور یہ سب تلبیس ہے

حج کرنے مین ان لوگون پر تلبیس ابلیس کا بیان

کبھی انسان ایک حج فرض ادا کر چکتا ہے پھر بغیر رضاے والدین کے دوبارہ حج کو نکل جاتا ہے اور یہ خطا ہے۔ اور بارہا ایسی حالت مین جاتا ہے کہ اسپر قرضے و مظالم جمع ہین اور کبھی اس کی نیت مین سیر و سیاحت ہوتی ہے اور کبھی ایسے مال سے حج کرتا ہے جس مین حرام کا شبہہ ہی اور بعض کو دل چسپی ہوتی ہے کہ لوگ لینے آوین اور حاجی صاحب کے لقب سے پکارین اور جس قدر حاجی جاتے ہین عموما ان کی یہ کیفیت ہی کہ راہ مین فرائض و طہارت ترک کرتے ہوئے جا کر کعبہ کے گرد ناپاک دلون سے جن مین تقوای طہارت کا اثر نہین ہے جمع ہوتے ہین اور ابلیس اُن کو حج کی ظاہری صورت دکھلا کر مغرور کرتا ہے حالانکہ حج سے مقصود یہ تہا کہ دلون سے تقرب ہو نہ کہ بدن سے قرب ہو اور یہ بات جبھی حاصل ہو سکتی ہی کہ تقوی و طہارت اختیار کرے اور بہت لوگ مکہ کو فقط اسی غرض سے بار بار جاتے ہین کہ اُن کے حج شمار کئے جاوین چنانچہ وہ خود کہتا ہے کہ بفضل خدا بیس (۲۰) حج مجھے میسر ہوئے اور بعضے وہان کی دربانی سے ناموری چاہتے ہین چنانچہ کہتا ہے کہ بیسوان مرتبہ توقف کا ہے اور بہت سے مجاور مدت تک رہتے ہین حالانکہ باطنی پاکیزگی کیطرف توجہ کبھی نہوئی اور اکثر تو ایسے لوگون کا قصد یہ ہوتا ہی کہ کسی آنے جانے والے سے کچھ مال حاصل ہو جاوے یا اس کی کوئی سبیل نکل آوے اور کبھی خود بیان کرتا ہے کہ یہان بیس سال سے مجاور ہون اور مین نے بہت سے حج کے جانے والے راہ مکہ مین ایسے دیکھے کہ ساتھیونکو پانی سے روکتے اور پانی پر لڑتے مرتے ہین اور راہ مین ان سے بُری طرح پیش آتے ہین اور غلامون سے سختی اور تنگی کرتے ہین ابلیس نے بہت سے حج کو جانیوالون پر تلبیس ڈالی۔

ثم فيهم من فعل هذا في آخر عمره على ان قول رسول الله صلى الله عليه وسلم لا افضل من ذلك يقطع هذا الحديث و
قال المصنف وقد دام جماعة من القدماء على الصوم مع خشونة المطعم وقلته فمنهم من ذهبت عينه
ومنهم من نشف دماغه وهذا تفريط في حق النفس لواجب وحمل عليها ما لا تطيق فلا يجوز **فصل** وقد
تشيع عن المتعبد انه يصوم الدهر فيعلم بشياع ذلك فلا يفطر اصلا وان افطر اخفى افطاره لئلا ينكسر
جاهه وهذا من خفي الرياء ولو اراد الاخلاص وستر الحال لافطر بين يدي من قد علم انه يصوم ثم
عاد الى الصوم ولم يعلمه ومنهم من يخبر بما قد صام فيقول اليوم منذ عشرين سنة ما افطرت ويلبس عليه
ابليس بانك انما تخبر ليقتدى بك والله اعلم بالمقاصد قال سفيان الثوري ان العبد ليعمل العمل في السر فلا
يزال به الشيطان حتى يتحدث به فينقل من ديوان السر الى ديوان العلانية ومنهم من عادته صوم الاثنين
والخميس فاذا دعي الى طعام قال اليوم الخميس لو قال انا صائم كانت محنة وانما قوله اليوم الخميس معناه اني
اصوم كل خميس وفي هؤلاء من يرى الناس بعين الاحتقار لكونهم صائما وهم مفطرون

ترجمہ پھر ان میں سے بعض نے آخر عمر میں ایسا کیا ہے علاوہ بریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اس سے افضل کچھ
نہیں ہر تمہاری یہ سب گفتگو قطع کرتا ہے **مصنف** رحمۃ نے کہا کہ قدما مشایخ کی ایک جماعت نے ہمیشہ روزہ رکھنا ایسی حالت
میں اختیار کیا کہ کہانا بھی موٹا جھوٹا تھا وہ بھی بہت کم ملتا تھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ انمیں سے بعض کی بینائی جاتی رہی اور بعض کا
دماغ خشک ہوگیا اور یہ نفس پر ظلم ہے کہ اس کا حق واجب ادا کیا گیا اور اس پر ایسی سختی کی گئی جس کو وہ برداشت نہ کرسکا
فصل کبھی عابد کے نام پر یہ امر مشہور ہوجاتا ہے کہ فلاں شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہی اور اسکو یہ شہرت بھی معلوم ہوجاتی ہی تو کبھی وہ افطار
نہیں کرتا بلکہ اگر افطار کیا تو بھی افطار چھپاتا ہے تاکہ اس کی شہرت میں فرق نہ آوے اور یہ باریک ریاکاری میں سے ہی اگر وہ اخلاص
اور چھپانا چاہتا تو خاصکر ایسے لوگوں کے سامنے افطار کرتا جنکو اس کا دائمی روزہ دار ہونا معلوم ہوا ہے پھر لوگوں سے
چھپاکر بدستور روزہ رکھنے لگتا۔ ان میں سے بہت ایسے ہیں جو لوگوں سے کہتے ہیں کہ آج بیس سال ہوئے کہ میں نے کبھی روزہ
نہیں چھوڑا ہے اور ابلیس اُس کو یہ وسوسہ دلاتا ہے کہ تم تو اس لیئے آگاہ کرتے ہو تاکہ لوگ تمہاری اقتدا کریں حالانکہ اللہ تعالی ہر
ایک کی نیت خوب جانتا ہے **سفیان الثوری** رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ بندہ مدت تک ایک عمل خفیہ کیا کرتا ہی پھر برابر اُس کو
شیطان ابھارتا رہتا ہے آخر وہ لوگوں سے بیان کرنے لگتا ہے تو خفیہ عمل کے دفتر سے نکالکر علانیہ والوں میں داخل کر دیا جاتا ہی
بعض عابدوں کی یہ عادت ہے کہ دوشنبہ وجمعرات کا روزہ معمول رکھتا ہی تو وہ جب اس روز کھانے کے لیئے
بلایا گیا۔ تو کہتا ہے کہ بھائی آج تو دوشنبہ ہے یا جمعرات ہے اور یہ کہنا کہ میں روزہ سے ہوں اس لئے گراں ہوتا
ہے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ حضرت کی معمولی عادت یہ ہے کہ دوشنبہ وجمعرات کو روزہ رکھتے ہیں۔
اور ان میں بہت ایسے ہیں جو لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ وہ بے روزہ ہیں اور حضرت روزہ دار ہیں۔

وعن ابی موسیٰ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ارایت الرجل یقاتل
شجاعۃ ویقاتل حمیۃ ویقاتل ریاء فای ذلک فی سبیل اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قاتل
لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا فہو فی سبیل اللہ اخرجاہ فی الصحیحین وعن ابن مسعود قال ایاکم ان تقولوا
مات فلان شہیدا او قتل فلان شہیدا فان الرجل یقاتل لیغنم ویقاتل لیذکر ویقاتل لیری مکانہ
وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اول الناس یقضی فیہ یوم القیمۃ ثلثۃ رجل استشہد فاتی بہ
فعرفہ نعمہ فعرفہا فقال ما عملت فیہا فقال قاتلت فیک حتی قتلت قال کذبت ولکنک قاتلت لیقال ہو جرئ فقد
قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل تعلم العلم وعلمہ وقرأ القران فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا
فقال ما عملت فیہا قال تعلمت فیک العلم وعلمتہ وقرأت القران فقال کذبت ولکنک تعلمت لیقال ہو عالم فقد
قیل وقرأت القران لیقال ہو قارئ فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل
وسع اللہ علیہ فاعطاہ من اصناف المال کلہ فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا فقال ما عملت فیہا
فقال ما ترکت من سبیل تحب ان ینفق فیہا الا انفقت فیہا لک قال کذبت

ترجمہ ابی موسیٰؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ آپ مجھ کو آگاہ فرماوین کہ آدمی کبھی تو
شجاعت کے واسطے قتال کرتا ہی اور کبھی حمیت سے لڑتا ہے اور کبھی ریاکاری سے جنگ کرتا ہے تو ان مین راہ الٰہی مین کس کا قتال
ہے آپنے فرمایا کہ جو شخص کہ اللہ کا کلمہ بلند ہونے کے واسطے لڑے وہ راہ الٰہی مین ہی یہ حدیث صحیحین مین ہے ابن مسعودؓ نے
فرمایا کہ جو شخص مارا جاوے تو تم یہ کبھی نہ کہا کرو کہ فلان شہید مرا یا فلان شہید مارا گیا کیونکہ آدمی کبھی اسلیئے لڑتا ہے کہ غنیمت
حاصل کرے اور کبھی اسلیئے کہ اُس کا نام باقی رہے اور کبھی اس لیئے کہ شجاعت مین اس کا مرتبہ ظاہر ہو ابوہریرہؓ نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ قیامت کے روز سب سے پہلے تین قسم کے لوگون مین فیصلہ کیا جاویگا ایک جو شہید ہوا وہ لایا جائیگا
تو اللہ تعالیٰ اسپر اپنی نعمتین ظاہر فرماویگا وہ پہچان جائیگا پھر اس سے فرمائیگا کہ تونے ان نعمتون سے کیا کام لیا وہ عرض کریگا کہ تیری راہ
مین جہاد کیا یہانتک کہ مارا گیا اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تونے جھوٹ کہا لیکن تونے اس لیئے قتال کیا کہ تو شجاع کہلاوے یہ کلمہ تیرے حق مین
کہہ دیا گیا پھر حکم دیگا تو وہ شخص منہ کے بل گھسیٹ کر آگ مین ڈالا جائیگا دوسرے وہ شخص جس نے علم سیکھا اور سکھلایا اور قرآن پڑھا اسکو وہ
لایا جائیگا اللہ تعالیٰ اسکو اپنی نعمتین پہچنوائیگا وہ پہچانیگا پھر فرمائیگا کہ تونے ان سے کیا کام لیا وہ عرض کریگا کہ مینے تیرے واسطے علم پڑھا اور قرآن
اور پڑھایا اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تونے جھوٹ کہا لیکن تونے اس لیئے علم پڑھا تہا کہ عالم کہلاوے وہ تیرے حق مین کہا گیا اور قرآن پڑھا تاکہ قاری کہلاوے
وہ کہا گیا پھر حکم فرماویگا تو منہ کے بل گھسیٹ کر آگ مین ڈالدیا جاویگا تیسرے وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی پس ہر قسم کا سب
مال اس کو عطا کیا ہے وہ لایا جائیگا تو اللہ تعالیٰ اُس کو اپنی نعمتین پہچنوائیگا وہ پہچانیگا پھر فرمائیگا کہ تونے اُن مین کیا عمل کیا۔ وہ
عرض کریگا کہ ہر ایک راہ جس مین خرچ کرنیکی تیری مرضی ہے سب مین تیرے واسطے مینے خرچ کیا کوئی نہین چھوڑی فرمائیگا کہ تونے جھوٹ کہا

فهم يضيعون الصلوٰة ويطففون اذا باعوا ويظنون ان الحج يدفع عنهم **وقد لبس علی** قوم منهم فابتدعوا فی
المناسك ما ليس منها فرأيت جماعة يضيعون فی احرامهم فيكشفون عن كتف واحد ويقفون فی الشمس اياما فتتكشط
جلودهم وتنتفخ رؤسهم ويتزينون من الناس بذلك وفی افراد البخاری من حديث ابن عباس ان النبی
صلی الله عليه وسلم رای رجلا يطوف بالكعبة بزمام فقطعه وفی لفظ رای رجلا يقود انسانا بخزامة فی انفه
فقطعها بيده ثم امره ان يقوده بيده **قال المصنف** وهذا الحديث يتضمن النهی عن الابتداع فی الدين وان
قصد بذلك الطاعة **فصل** وقد لبس ابليس علی قوم يدعون التوكل فخرجوا بلا زاد وظنوا ان هذا هو التوكل
وهم علی غاية الخطأ قال رجل للامام احمد بن حنبل اريد ان اخرج الی مكة علی التوكل بغير زاد فقال له احمد
فاخرج فی غير القافلة قال لا الا معهم قال فعلی جرب الناس توكلت **ذكر تلبيس ابليس علی الغزاة قال
المصنف** قد لبس علی خلق كثير فخرجوا الی الجهاد ونيتهم المباهاة والرياء ليقال فلان غاز وربما
كان المقصود ان يقال شجاع او كان طلب الغنيمة وانما الاعمال بالنيات

ترجمہ - کہ نمازیں چھوڑتے جاتے ہیں - اور فروخت کریں تو کم تولتے ہیں - اور ان کا گمان یہ کہ حج تمہارے سب گناہ دور کرے گا -
ابلیس نے ایک جماعت پر تلبیس کی کہ مناسک حج میں ایسی باتیں نکالتے ہیں جو پہلے شرع میں نہ تھیں - اب نئی بدعت
ہیں چنانچہ میں نے ایک جماعت کو دیکھا - کہ احرام میں ایک مونڈھا کھولتے ہیں - اور عرصہ دراز تک دھوپ میں کھڑے
ہوتے ہیں - تو ان کی کھال اُتر جاتی ہے اور سر کی بُری حالت آماس کی مانند ہوجاتی ہے - تو اس سے لوگوں میں اپنی فضیلت
وبزرگی ثابت کرتے ہیں حالانکہ صحیح بخاری میں حدیث ابن عباس سے آیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو دیکھا کہ نکیل
کے ساتھ طواف کعبہ کرتا ہے تو اُس کی رسی کاٹ دی دوسری روایت میں اس طرح آیا کہ حضرت صلعم نے ایک کو دیکھا - کہ وہ
دوسرے کو جس کی ناک میں رسی پڑی ہے کھینچتا ہوا طواف کراتا ہے تو اپنے ہاتھ سے اُسکو قطع کر دیا پھر حکم کیا کہ ہاتھ تھا کر
طواف کرا دے **مصنف** رح نے کہا کہ یہ حدیث دین میں بدعت نکالنے سے مانع ہے اگرچہ بدعتی نے اس سے بندگی کا
قصد کیا ہو **فصل** ابلیس نے ایک قوم پر تلبیس ڈالی تو وہ توکل کے مدعی بنکر بغیر زاد راہ چل کھڑے ہوتے ہیں اور جہالت سے
سمجھتے ہیں کہ یہ توکل ہے حالانکہ یہ تو بہت بڑی غلطی ہے امام **احمد** رح سے ایک نے کہا کہ میں حج مکہ کو بغیر زاد راہ کی توکل پر جانا چاہتا
ہوں تو امام احمد رح نے فرمایا کہ پھر بغیر قافلہ کے اکیلا بیابان میں چل نکل - قافلہ کے ساتھ نہ ہو کہنے لگا کہ جی نہیں یہ تو نہیں
کر سکتا میں تو قافلہ ہی کے ساتھ رہونگا - تو امام رح نے فرمایا کہ پھر تو تم نے آدمیوں کے قافلہ پر توکل باندھا ہے **مجاہدین
پر تلبیس ابلیس کا بیان** **مصنف** نے فرمایا کہ ابلیس نے بہت لوگوں پر تلبیس کی کہ وہ جہاد کو نکل کھڑے ہوتے اور اس
سے اُن کی صرف یہ مراد و نیت ہوتی ہے کہ اس ریا و نمود سے لوگوں میں فخر و عزت حاصل ہو - اور لوگ کہیں کہ فلاں غازی ہے
اور اکثر یہ مقصود ہوتا ہے کہ شجاع و بہادر کہا جاوے یا غنیمت حاصل کرنی مقصود ہوتی ہے اور اعمال کا مدار تو نیتوں پر ہی ہوتا ہے

ولابد ان یری ان الغلول من الغنائم معصیۃ وفی الصحیحین من حدیث ابی ہریرۃ قال خرجنا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر ففتح اللہ علینا فلم نغنم ذہبا ولا ورقا غنمنا المتاع
والطعام والثیاب ثم انطلقنا الی الوادی ومع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد لہ فلما نزلنا
قام عبد رسول اللہ صلعم یحل رحلہ فرمی بسہم فکان فیہ حتفہ فقلنا ہنیئا لہ الشہادۃ یا رسول اللہ صلعم
فقال کلا والذی نفس محمد بیدہ ان الشملۃ لتلتہب علیہ نارا اخذہا من الغنائم یوم خیبر لم تصبہا
المقاسم قال ففزع الناس فجاء رجل بشراک او بشراکین فقال اصبت یوم خیبر فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم شراک من نار او شراکان من نار **فصل** وقد یکون الغازی عالما بالتحریم الا انہ یری الشیٔ
الکثیر فلا یصبر عنہ وربما ظن ان جہادہ یدفع عنہ ما فعل وہہنا یتبین اثر الایمان والعلم **وعن**
ابی عبیدۃ العنبری قال لما ہبط المسلمون المداین وجمعوا الاقباض قبل رجل بحق معہ فدفعہ الی صاحب
الاقباض فقال الذین معہ ما رأینا مثل ہذا قط ما یعدلہ ما عندنا ولا یقاربہ فقالوا لہ ہل اخذت منہ شیئا

ترجمہ اور یہ نا جانا کہ غنیمت کے مال مین خیانت کرنا معصیت اور گناہ ہے کیونکہ وہ تمام مجاہدین کا حق ہے اور صحیحین مین
حدیث ابوہریرہ رضہ سے آیا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے اللہ تعالی نے ہم کو فتح دی وہان ہم نے
غنیمت مین کچھ سونا چاندی نہ پایا۔ بلکہ اسباب واناج وکپڑے پائے پھر ہم لوگ وادی کی طرف روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ آپکا ایک غلام تھا جب ہم منزل پر اُترے تو وہ غلام کھڑا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ کھولنے لگا
اتنے مین کہین سے اُس کو ایک تیر لگا جس سے اُسکی موت تھی تو ہم لوگون نے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ اُس کو شہادت
مبارک ہو تو حضرت نے فرمایا کہ ہرگز نہین قسم اُس پاک پروردگار کی جس کے قبضے مین میری جان ہے کہ اُس کے سر پر ایک
بوٹے دار کمل جس کو اُس نے فتح خیبر کے روز تقسیم سے پہلے لے لیا تھا آگ بھڑکا رہا ہے۔ یہ سنتے ہی لوگ خوف زدہ ہوگئے
اور ایک شخص تسمہ یا دو تسمہ لایا اور عرض کیا کہ اس کو مین نے خیبر کے روز پایا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ یہ آگ کا تسمہ یا آگ کے تسمے ہین **فصل** کبھی غازی کو معلوم ہوتا ہے کہ بغیر تقسیم کے کوئی چیز لے لینا حرام ہے
لیکن اُس نے جو چیز پائی۔ وہ ایسی بیش قیمت ہوتی ہے کہ اُس سے صبر نہین کرسکتا۔ اور اکثر یہ گمان کرتا
ہے کہ میرے جہاد سے یہ خیانت دفع ہوجائے گی حالانکہ ایمان وعلم ظاہر ہونے کا یہی وقت ہے **ابوعبیدہ**
عنبری نے بیان کیا کہ اہل اسلام صحابہ وتابعین نے جب مدائن دار السلطنۃ کسریٰ فتح کیا۔ اور وہان اُترے تو
مال غنیمت جہان جہان مقبوض تھا۔ سب کو جمع کیا۔ اس وقت ایک شخص جواہرات کے ڈبے لایا۔ اور جو شخص اموال
غنیمت قبض کرتا تھا اُس کے حوالہ کیا۔ تو جو لوگ وہان موجود تھے کہنے لگے کہ واللہ ہم نے ایسی دولت کبھی نہین دیکھی۔ اور جو کچھ
یہ تمام غنیمت موجود ہے۔ اُس کے برابر نہین ہے۔ اور نہ اُس کے قریب پہونچتی ہے پھر اس شخص سے کہا کہ کیا تمنے اسمین سے کچھ لیا ہے

ولکنك فعلت لیقال هو جواد فقد قیل ثم امر به فسحب علی وجهه حتی القی فی النار انفرد باخراجه مسلم وعن ابی حازم الرازی قال سمعت عبدة بن سلمان یقول کنا فی سریة مع عبدالله بن المبارك فی بلاد الروم فصادفنا العدو فلما التقی الصفان خرج رجل من العدو فدعا الی البراز فخرج الیه رجل فطارده ساعة فطعنه فقتله ثم اخر فقتله ثم اخر فقتله ثم دعا الی البراز فخرج الیه رجل فطارده ساعة فقتله الرجل فازدحم علیه الناس فکنت فیمن ازدحم علیه فاذا هو ملثم وجهه بکمه فاخذت بطرف کمه فمددته فاذا هو عبدالله بن المبارك فقال وانت یا ابا عمرو ممن یشنع علینا **قال المصنف** فانظروا رحمکم الله الی هذا السید المخلص کیف خاف علی اخلاصه ان یدخله برویة الناس له ومدحهم ایاه شوب فسر نفسه **وقد** کان ابراهیم بن ادهم یقاتل فاذا غنموا لم یاخذ شیئا لیتوفر له الاجر **فصل قال المصنف** وقد لبس ابلیس علی المجاهد اذا غنم فربما اخذ من الغنیمة ما لیس له اخذه فاما ان یکون قلیل العلم فیری ان اموال الکفار مباحة لمن اخذها

ترجمہ لیکن تونے اس لیے خرچ کیا کہ تو سخی کہلاوے وہ کہلایا گیا۔ پھر اللہ تعالی حکم فرماویگا تو یہ شخص منہ کے بل کھینچکر جہنم مین ڈالدیاجاویگا۔ (رواہ مسلم دون البخاری) **ابو حاتم** الرازی نے کہا کہ مین نے عبدہ بن سلمان المروزی سے سنا کہ ہم لوگ ایک لشکر مین عبداللہ بن مبارک کے ساتھہ بلاد روم مین نصاریٰ پر جہاد کرنے گئے تھے وہان دشمنون سے ہمارا مقابلہ ہوا جب دونون طرف سے صفین برابر ہوئین تو دشمنون کی طرف سے ایک شخص نکلکر میدان مین آیا اور مقابل طلب کیا ادہر مسلمانون سے بھی ایک شخص نکلکر میدان مین گیا اور کچھ دیر نصرانی کے ساتھہ کاواد کر اس کو قتل کرڈالا۔ پھر دوسرا بھی نکلا اس کو بھی مارا پھر تیسرا نکلا اس کو بھی مارا پھر انتظار کے بعد آواز دی کہ میدان مین آوے پھر چوتھا نصرانی نکلا اور اس کو بھی تھوڑی دیر گرداوا دینے کے بعد نیزہ مارکر قتل کرڈالا۔ تب تو اہل اسلام اپنے شہسوار کی طرف دوڑ پڑے تاکہ ایسے بہادر کو پہچان لین اور کسی طرح بہیانی سے پھیر لاوین کیونکہ بہت تھک گیا ہوگا عبدہ بن سلمان نے کہا کہ مین بھی ہجوم کرنیوالون مین تھا جب ہم اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ بڑی عمامہ سے ڈھاٹا باندھے ہے۔ مین نے اس کا ڈھاٹا کھینچ لیا تو معلوم ہوا کہ وہ امام عالم مشہور عبداللہ بن المبارک ہین انہون نے مجھہ سے فرمایا کہ ای ابو عمرو کیا تو بھی اُن لوگون مین سے ہے جو ہمپر تشنیع وملامت کرتے ہین **مصنف** نے کہا کہ ای بھائیو تمپر اللہ رحم کرے دیکھو اس اخلاص والے سردار کو کہ کیونکر اسکو اپنے اخلاص کے بارہ مین خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو لوگون کے دیکھنے اور مدح کرنے سے اس مین کسی قسم کا شائبہ اثر کرے تو اس کا جی خوش ہو ابراہیم بن ادہم جہاد مین قتال کرتے جب کچھ مال غنیمت حاصل ہوتا تو اس مین سے کچھ نہ لیتے۔ تاکہ ان کا ثواب مزید ہو **فصل** مصنف نے کہا کہ ابلیس کبھی مجاہد پر غنیمت ملنے کے وقت تلبیس کرتا ہے چنانچہ اکثر وہ غنیمت مین سے ایسی چیز لے لیتا ہے جسکے لینے کا اسکو حق نہ تھا پھر یا تو کم علم تھا اُسنی اپنی رای سے یہ زعم کیا کہ کفار کے اموال ساح مین جس نے لیا اسکو حلال ہے۔

فصل فاما اذا کان الآمر بالمعروف جاهلا فان الشیطان یتلاعب به وربما کان افساده فی امره اکثر من اصلاحه لانه ربما نهی عن شیء جائز بالاجماع وربما انکر ما قد تاوّل فیه صاحبه وتبع بعض المذاهب وربما کسر الباب وتسوّر الحیطان وضرب اهل المنکر وقذفهم فان اجابوه بکلمة تصعب علیه صار غضبه لنفسه وربما کشف ما قد امر الشرع بستره **وقد** سئل احمد بن حنبل عن القوم یکون معهم المنکر مغطی مثل طنبور ومسکر قال اذا کان مغطی لا تکسره **وقال** فی روایة اخری اکسره وهذا محمول علی ان یکون مغطی بشیء خفیف نصفه فیتیقن والاولی علی انه لا یتیقن **وسئل** عن الرجل یسمع صوت الطبل والزمار ولا یعرف مکانه فقال وما علیك ما غاب عنك فلا تفتش **وقال المصنف** وربما رفع هذا المنکر اهل المنکر الی من یظلمهم **وقد قال** احمد بن حنبل اذا علمت ان السلطان یقیم الحدود علیهم فلا ترفعهم الیه **فصل** ومن تلبیس ابلیس علی المنکر انه اذا انکر جلس فی مجمع یصف ما فعل ویتباهی ویسب اصحاب المنکر سب الحنق ویلعنهم ولعل القوم قد تابوا وربما کانوا خیرا منه لندمهم وکبره ویندرج فی ضمن حدیثه کشف عورات المسلمین

ترجمہ فصل جب امر معروف کا متصدی کوئی جاہل ہوتا ہے تو شیطان اُس سے کھیل کرتا ہے اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ اصلاح کار سے زیادہ بربادی کر دیتا ہے اور اکثر وہ ایسی چیز سے مانع ہوتا ہے جو بالاجماع جائز ہے اور کبھی ایسی چیز پر انکار کرتا ہے جس کا عامل بعض علماء کی پیروی پر تاویل کرنیوالا ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات جاہل اُس مکان کا دروازہ توڑ ڈالتا ہے جس مین ناجائز کام والے پوشیدہ تھے یا دیوار پھاند کر ان لوگون کو مارتا ہے اور گالیان دیتا ہے اگر انھون نے جواب مین ایک کلمہ کہا تو اُس پر گران گذرتا ہے۔ اور یہ سارا غصہ اپنی ذات کے واسطے ہو جاتا ہے اور جاہل بسا اوقات ایسے امر منکر کو برملا فاش کر دیتا ہے جس کی پردہ پوشی کے واسطے شرع نے تاکید فرمائی ہے **احمد بن حنبل** سے پوچھا گیا کہ ایک قوم کے ساتھ کوئی ناجائز چیز مانند طنبور و تاڑی وغیرہ کے پوشیدہ موجود ہے تو فرمایا کہ اگر ڈھکی ہوئی ہو تو اُس کو نہ توڑو اور ایک روایت مین فرمایا کہ توڑ و تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ توڑنے کا حکم ایسی حالت مین دیا کہ لوگون نے یہ چیز کچھ خفیف چیز سے چھپائی یا کچھ چھپائی اور کچھ نہ چھپائی کہ اُس کے موجود ہونے کا تیقن ہوا۔ اور نہ توڑنے کا حکم اُس وقت دیا کہ اُس کے موجود ہونے کا تیقن نہین ہو سکتا یعنی بالکل پوشیدہ ہے **احمد بن حنبل** سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے طبلہ و مزمار کی آواز سنی اور اُس کی جگہ نہین معلوم ہے تو فرمایا کہ تجھ پر اُس کا مواخذہ نہین ہے جو تیری نظر سے پوشیدہ ہو اُس کی تفتیش نہ کر **مصنف** رح نے کہا کہ بسا اوقات محتسب اُن بدکارون کو ایسے شخص کے پاس لیجاتا ہے جو اُن پر ظلم کرتا ہے **احمد بن حنبل** نے فرمایا کہ جب معلوم ہو کہ سلطان حدود شرعی قائم کرتا ہے تو بدکارون کو اُس کے پاس لے جاوے **فصل** محتسب پر ابلیس کی تلبیسون مین سے ایک یہ ہے کہ جب اُس نے کسی قوم کی بدکاری کو مٹایا ہو تو اپنے مجمع مین بیٹھکر اپنی کام کی تعریف کرتا اور فخریہ بیان کرتا ہے اور بدکارون پر غصہ ہو کر اُن کو گالیان دیتا اور لعنت کرتا ہے حالانکہ شاید قوم نے توبہ کر لی ہو۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگ بوجہ ندامت کے اس مغرور سے بہتر ہوتے ہین۔ اور اس محتسب کی برملا گفتگو کے ضمن مین مسلمانون کے عیوب فاش کرنا لازم آتا ہے + + + +

فقال اما والله لولا الله ما اتيتكم به فعرفوا ان الرجل شانا فقالوا من انت فقال لا والله لا اخبركم لتحمدوني و لا تغرّكم
انفر طوني ولكني احمد الله وارضى بثوابه فاتبعوه رجالا حتى انتهى الى اصحابه فسأل عنه فاذا هو عامر بن عبد قيس

ذكر تلبيس ابليس على الآمرين بالمعروف والناهين عن المنكر وهم قسمان عالم و

جاهل فدخول ابليس على العالم من طريقين الاوّل التزيين بذلك وطلب الذكر والعجب بذلك الفعل
وعن احمد ابن ابي الحواري قال سمعت اباسليمان يقول سمعت اباجعفر يبكي في خطبته يوم الجمعة فاستقبلني
الغضب وحضرتني نية ان اتوم فاعظه بما اعرف من فعله اذا نزل قال فكرهت ان اقوم الى خليفة فاعظه
والناس جلوس يرمقوني بابصارهم فتعرض لي تزين فامرني فاقبل على غير تصحيح فجلست وسكت
والطريق الثاني الغضب للنفس وربما كان ابتداء وربما عرض في حالة الامر بالمعروف
لاجل ما يلقى به المنكر من الاهانة فتنقلب خصومته لنفسه كما قال عمر بن عبد العزيز لرجل لولا اني
غضبان لعاقبتك وانما اردت ان اغضبتني فخفت ان تمتزج العقوبة من غضب الله ولي

ترجمہ اُس نے کہا کہ تم جان رکھو کہ واللہ اگر اللہ تعالی کے واسطے نہ ہوتا تو میں اُس کو تمہارے پاس بھی نہ لاتا۔ لوگوں نے
جانا کہ اس شخص کے خلوص ایمان وتقوی کی شان عظیم ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کون شخص ہیں فرمایا کہ واللہ میں تم کو نہ
بتاؤنگا کہ تم میری تعریف کرو اور نہ تم کو دھوکا دونگا۔ کہ میری حق میں افراط کرو بلکہ میں اللہ تعالی کی حمد وثنا کرتا اور اُسے
کے ثواب سے راضی ہوں۔ لوگوں نے خفیہ کچھ لوگ اُس کے پیچھے لگائے کہ دیکھو یہ شخص کہاں جاتا ہے۔ جب وہ شخص اپنی
قوم میں گیا تو جو لوگ پیچھے لگے تھے انہوں نے وہاں اُس کی قوم والوں سے پوچھا۔ کہ اُس شخص کا کیا نام ہے معلوم ہوا کہ وہ
عامر بن عبد قیس ہیں رضی اللہ عنہ **تلبیس ابلیس** ایسے لوگوں پر جو نیک باتوں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے منع کرنے
ہیں ایسے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں **عالم وجاهل** پس ابلیس عالم کے پاس دو طریق سے آتا ہے (اول) اُس کو اس کام میں
تزین وناموری وخود پسندی دکھلاتا ہے **احمد** بن ابی الحواری نے کہا کہ میں نے ابو سلیمان دارانی سے سنا کہ میں نے دیکھا کہ ابو جعفر
خلیفہ جمعہ کے خطبہ پڑھنے میں روتے ہیں تو مجھے غصہ آگیا۔ اور یہ نیت کی کہ جب یہ منبر سے اُترے تو میں اُٹھکر اُس کے اس
فعل پر اُس کو نصیحت کروں پھر میں نے ناپسند جانا کہ اُٹھکر خلیفہ کو نصیحت کروں اور لوگ کہ بیٹھے نگاہیں لڑائی مجھے دیکھتے
ہیں تو میرے نفس میں آرایش وتزین سمایا اور نفس نے مجھے حکم دیا کہ اب اُٹھو یعنی جب نیت خالص وصحیح نہ رہی تو میں بیٹھ گیا
اور خاموش ہوگیا **دوسرے** اپنے نفس پر غضب وغصہ ہے اور یہ کبھی تو ابتدا سے ہوتا ہے اور کبھی امر معروف اور نہی منکر کے درمیان میں
پیدا ہوتا ہے اس وجہ سے کہ جس کو نصیحت کی وہ انکار کرتا ہے تو اپنی اہانت سمجھ کر غصہ ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں جھگڑا کرنا
اپنی ذات کے واسطے ہو جاتا ہے لہذا عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے ایک سے فرمایا کہ اگر میں غصہ میں نہ ہوتا تو تجھے سزا دیتا اور مطلب
یہ تھا کہ تو نے مجھے غصہ میں کر دیا اب میں ڈرتا ہوں کہ جو عقوبت خدا کے لیے کرنا چاہیے تھا اس میں میرا ذاتی غصہ شریک نہ ہو جاوے

ستتبعه معه مشائخ لا يأكلون الا من صنعة ايديهم كابي بكر الخباز شيخ صالح امضى من اطلاعه في التنور وجماعة ما فيهم من يأخذ صدقة ولا تدنس لقبول عطاء صوام النهار قوام الليل ارباب بكاء فاذا اتبعهم مخلط رده وقال متى لقينا الجيش بمخلط انهزم الجيش

الباب التاسع في ذكر تلبيس ابليس على الزهاد

قال المصنف قد يسمع العامي ذم الدنيا في القرآن والاحاديث فيرى ان النجاة تركها ولا يدري ما الدنيا المذموم منها فيلبس عليه ابليس بانك لا تنجو في الآخرة الا بترك الدنيا فيخرج على وجهه الى الجبال فيبعد عن الجمعة والجماعة والعلم ويصير كالوحش ويخيل اليه ان هذا هو الزهد الحقيقي كيف لا وقد سمع عن فلان انه هام على وجهه وعن فلان انه تعبد في جبل وربما كانت له عائلة فضاعت او والدة فبكت لفراقه وربما لم يعرف اركان الصلاة كما ينبغي وربما كانت عليه مظالم لم يخرج منها وانما يتمكن ابليس من التلبيس على هذا لقلة علمه ومن جهله رضاه عن نفسه بما تعلم ولو انه وفق لصحبة فقيه يفهم الحقائق لعرفه ان الدنيا لا تذم لذاتها وكيف يذم ما من الله تعالى به وما هو ضرورة في بقاء الآدمي

ترجمہ تو اُن کے پیچھے مشایخ کی ایک جماعت ہو جاتی جن کی یہ صفت ہے کہ اپنے ہاتھ کی مزدوری سے کھاتے ہیں جیسے ابوبکر خباز اور یہ شیخ صالح ہیں کہ تنور کے کام میں اپنا پہلو گرم رکھتے ہیں۔ اور اسی قسم کی ایک جماعت ہیں ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جس نے صدقہ لینے کی گدڑی اوڑھی ہو یا قبول عطیہ کی نجاست سے ملوث ہوا ہو۔ یہ لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور راہ حق میں گریہ وزاری کرنے والے ہیں۔ اور جب کوئی مخلط جو اُن کی صفت پر نہیں ہے اُن کے ساتھ ہونا چاہے تو اس کو پھیر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے لشکر میں کوئی مخلط شامل ہوا۔ تو لشکر شکست کھائے گا

باب نہم زاہدوں پر تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف**ؒ نے کہا کہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ جاہل آدمی قرآن یا حدیث میں دنیا کی مذمت سنتا ہے تو جانتا ہے کہ نجات یہ کہ دنیا ترک کرے اور یہ نہیں جانتا کہ دنیا کیا چیز ہے تو ابلیس اس پر یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ تو دنیا ترک کر دے تو آخرت میں نجات پاوے گا پس منہ اُٹھا کر پہاڑوں کی طرف نکل جاتا ہے اور جمعہ و جماعت و علم سے دور ہو کر وحشی کے مانند ہو جاتا ہے اور شیطان اُس کے ذہن میں جماتا ہے کہ حقیقی زہد یہی ہے اور کیوں نہ سمجھے وہ سُن چکا کہ فلاں شیخ منہ اُٹھا کے جنگل کو چلا گیا اور فلاں شیخ پہاڑ میں عبادت کرتا رہا۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اُس جاہل کی آل و اولاد ہوتی ہے وہ پریشان برباد ہوتی ہے اور اس کی والدہ ہوئی تو فراق میں روتی ہے اور کبھی یہ جاہل نماز کے ارکان بھی ٹھیک نہیں جانتا اور کبھی اُس کے ذمہ لوگوں کے قرضہ وغیرہ حقوق و مظلمہ ہوتے ہیں جن کو اُس نے ادا نہ کیا اور اُن سے بیباک نہ کیا اور ابلیس کو اس جاہل شخص کی تلبیس کا قابو اسی وجہ سے ملا کہ اس کو علم کمتر ہے یہ بھی اس کی جہالت تھی کہ جو کچھ اُس کے نفس نے سمجھا اسی پر راضی ہوا اور اگر اُس نے کسی ایسے فقیہ کی صحبت اُٹھائی ہوتی جو حقائق سے آگاہ ہے تو وہ اسکو بتلا دیتا کہ دنیا کچھ بذات خود مذموم نہیں ہے اور ایسی چیز کیونکر مذموم ہو سکتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے احسان رکھا ہے اور جو آدمی کے باقی رہنے کے واسطے ضروری چیز ہے

لانہ یعلم من لا یعلم والستر علی المسلم واجب مہما امکن **وقال المصنف** سمعت بعض الجہلۃ بالانکار
علی انہ یہجم علی قوم ما یتیقن ما عندہم ویضربہم الضرب المبرح ویکسر الاوانی فکل ھذا بوجہ الجہل فاما العالم
اذا انکر فانت منہ فی امان **وقد** کان السلف یتلطفون فی الانکار فرأی صلۃ بن اشیم رجلا یکلم امرأۃ فقال
ان اللہ یراکما سترنا اللہ وایاکما **وکان** یمر بقوم یلعبون فیقول یا اخوانی ما تقولون فیمن اراد سفرا فنام طول
اللیل ولعب طول النہار فمتی یقطع سفرہ فانتبہ رجل منہم فقال یا قوم انہ یعیننا بھذا فتاب وصحبہ **فصل**
واولی الناس ان یتلطف فی الانکار علیہ الامراء فیصلح ان یقال لہم ان اللہ قد رفعکم فاعرفوا قدر نعمتہ فان
النعم تدوم بالشکر ولا یحسن ان یقابل بالمعاصی **فصل** قد لبس ابلیس علی بعض المتعبدین فیری منکرا
فلا ینکرہ ویقول انما یامر وینہی من قد صلح وانا لیس بصالح فکیف آمر غیری وھذا غلط لانہ یجب علیہ ان یامر
وینہی ولو کانت تلک المعصیۃ فیہ الا انہ متی تنکر متنزہ علی المنکر اثر انکارہ اذا لم یکن متنزہا لم یکد انکارہ یعمل
فینبغی للمنکر ان ینزہ نفسہ لیؤثر انکارہ **قال** ابن عقیل رأینا فی عصرنا ابا بکر الاقفالی فی ایام القائم اذا نہض لانکار منکر

ترجمہ کیونکہ وہ ایسے لوگوں کو بتلاتا ہے۔ جو جانتے تھے۔ حالانکہ جہانتک ہو سکے مسلمانوں کی پردہ پوشی واجب ہے **مصنف**رح
نے کہا کہ مین نے بعض جاہل کا حال سنا۔ کہ اُس نے بدگمانی پر ایک قوم کے یہاں ہجوم کیا حالانکہ یہ تیقین نہین کہ اُن کے یہان
کیا برائی ہے۔ اور اُن کو سخت کوڑے جس سے زخم پڑجائے مارنے لگا اور برتن توڑڈالے۔ یہ سب جہالت کا باعث ہی رہا
عالم جب کسی امر پر انکار کرے تو تم اُس کی طرف سے تمھیں امان ہے **سلف** رضی اللہ عنہم بُری باتون کے انکار کرنے مین نرمی
کرتے تھے چنانچہ صلہ ابن اشیم نے ایک مرد کو ایک عورت سے باتین کرتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونون کو دیکھتا ہے
اللہ تعالیٰ ہماری تمہاری پردہ پوشی فرماوے۔ اور صلہ رح کا گذر ایک قوم کی طرف ہوا جو کھیلتے تھے اُن سے فرمایا کہ اے میرے
بھائیو تم لوگ ایسے مسافر کے حق مین کیا کہتے ہو جو رات بھر سوتا رہا۔ اور دن بھر کھیل مین پڑا رہا تو سفر کس وقت پورا کرے
ان مین سے ایک جوان چونکا اور کہا کہ ای قوم آپ بزرگ ہم لوگون کو نصیحت کرتے ہین پھر توبہ کرکے ان کے ساتھ ہو گیا **فصل** سب سے
زیادہ نرمی سے انکار کے لائق بادشاہ وامراء ہین تو اُن سے یون کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا رتبہ بلند کیا تم کو چاہئے کہ اُس کی نعمت
کی قدر جانو کیونکہ شکر ہی سے نعمت کو دوام ہوتا ہے اور یہ مناسب نہین کہ ان نعمتون کے مقابلہ مین نافرمانیان کی جاوین **فصل** ابلیس نے
بعضے عابدون پر تلبیس کی کہ وہ منکرات کو دیکھتا ہے اور اُس سے انکار نہین کرتا اور کہتا ہے کہ امر و نہی وہ کرے جو اس لائق ہو گیا ہو اور مین
اِس لائق نہین ہون اور یہ غلط ہے اس لئے کہ اس پر امر و نہی واجب ہے اگرچہ خود کسی بدکاری مین مبتلا ہو تو بھی دوسرے کو اُس سے منع
کرے لیکن بات یہ ہوتی ہے کہ جو خود پرہیزگاری کا شیوہ اختیار کرتا ہے اور اُس کے بعد لوگون کو بُری کامون سے منع کرتا ہے تو اُس کا اثر زیادہ ہوتا
ہے اور جب خود مبتلا ہوتا ہے تو امید نہین کہ اُس کا انکار کچھ اثر کرے لہذا محتسب کو چاہئے کہ خود بُری باتون سے پرہیز کرے تاکہ اُس کا انکار
مفید ہو **ابن عقیل** رح نے کہا کہ ہم نے اپنے زمانہ مین خلیفہ قائم کے عہد مین ابوبکر اقفالی کو دیکھا۔ کہ جب وہ امر منکر کے مٹانے کو اُٹھتے

ومنهم من لايذوق الفاكهة ومنهم من يقلل المطعم حتى ييبس بدنه ويعذب نفسه بلبس الصوف ويمنعها
الماء البارد وما هذه طريقة الرسول صلى الله عليه وسلم ولا طريق صحابته واتباعهم وانما كانوا يجوعون
اذا لم يجدوا شيئا فاذا وجدوا اكلوا وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ياكل اللحم ويحبه وياكل الدجاج
ويحب الحلواء ويستعذب له الماء البارد ويجتنب الماء البائت فان الماء الحار يوذي المعدة ولا يروي وقد
كان رجل يقول انا لا آكل الخبيص لاني لا اقوم بشكره فقال الحسن البصري هذا رجل احمق وهل يقوم بشكر
الماء البارد وقد كان سفيان الثوري اذا سافر حمل في سفرته اللحم المشوي والدجاج والفالوذج وينبغي للانسان ان يعلم
ان نفسه مطيته ولابد من الرفق بها ليصل به الى المقصود فليأخذ ما يصلحها وليترك ما يؤذيها من الشبع والافراط
في تناول الشهوات فان ذلك يؤذي البدن والدين ثم ان الناس يختلفون في طباعهم فان الاعراب اذا
لبسوا الصوف واقتصروا على شرب اللبن لم نلمهم لان مطايا ابدانهم يحمل ذلك واهل السواد اذا لبسوا
الصوف واكلوا الخبز لم نلمهم ايضا ولا نقول في هؤلاء من تحمل على نفسه لان هذه عادة القوم

ترجمہ اور بعضے کسی میوہ کو یعنی پھل و میوہ جات سے کچھ نہیں چکھتے اور بعضے غذا یہاں تک کم کرتے ہیں۔ کہ ان کا بدن خشک
ہوجاتا ہے۔ اور صوف پہننے سے اپنے بدن کو ایذا دیتے ہیں اور سرد پانی نہیں دیتے حالانکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا طریقہ نہیں ہے اور نہ آپ کے صحابہ و تابعین و اتباع کا طریقہ ہے۔ اور وہ بزرگوار لوگ تو جبھی بھوک پر صابر رہتے
جب کچھ نہ پاتے اور جب پاتے تو کھاتے تھے اور البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھاتے اور اس کو پسند
فرماتے اور مرغ کا گوشت کھاتے اور حلوا پسند فرماتے اور آپ کے لیے میٹھا پانی لایا اور سرد کیا جاتا اور باسی پانی کو ترجیح دیتے
کیونکہ گرم پانی معدہ کو تکلیف دیتا اور پیاس نہیں بجھاتا ہے۔ زاہدوں میں سے ایک کہتا تھا کہ میں حلوا نہیں کھاتا
کیونکہ میں اس کا شکرادا نہیں کرسکتا۔ تو حسن بصری نے فرمایا۔ کہ یہ شخص احمق ہے کیا یہ سرد پانی کا شکرادا کر لیتا ہے اور
البتہ سفیان الثوری جب سفر کو جاتے تو ان کے دسترخوان سفر میں حلوان کا بھنا ہوا گوشت اور مرغ کا گوشت اور فالودہ
ہوتا تھا۔ آدمی کو جان لینا چاہیے کہ یہ نفس اس کی سواری ہے اور اس کے ساتھ نرمی کرنا ضرور ہے تاکہ مقصود کو
پہونچ جاوے۔ تو جو چیزیں اس کی اصلاح کرنے والی ہیں ان کو حاصل کرے اور جن سے اس کو مضرت ہو وہ ترک
کرے جیسے پیٹ تان کر کھانا اور خواہش کی چیزوں میں کثرت کرنا کیونکہ اس سے بدن کو اذیت ہوتی ہے اور دین میں
مضر ہے۔ پھر آدمیوں کی طبائع مختلف ہیں چنانچہ عرب کے جنگلی اگر بالوں کے کپڑے پہنیں اور فقط اونٹ کے دودھ پر زندگی
تو ان کو ضرر نہیں ہوتا کیونکہ انکے بدن اسکو برداشت کرتے ہیں اور ملک کے بھی مناسب اللہ تعالی نے رکھا ہے۔ اور
اگر سواد عراق کے لوگ صوف پہنیں یا آب کامہ کھائیں تو انکو بھی مضر نہیں ہوتا اور ہم یہ نہیں کہتے کہ انھیں بعض شخص نے
آپ کو اسقدر قلیل چیز پر آمادہ کرے کیونکہ انمیں بعض ایسے ہوگزرے ہیں اسلیے کہ اس قوم کی یہ عادت بچپن سے پڑ جاتی ہے

وسبب فی اعانته علی تحصیل العلم والعبادة من مطعم ومشرب وملبس ومسجد یصلی فیه انما المذموم اخذ الشیٔ من غیر حله او تناوله علی وجه السرف لا علی مقدار الحاجة وتصرف النفس فیه بمقتضی رعوناتها لا باذن الشرع وان الخروج الی الجبال المنفردة منهی عنه فان النبی صلی الله علیه وسلم نهی ان یبیت الرجل وحده وان التعرض لترك الجماعة والجمعة خسران والبعد عن العلم والعلماء یقوی سلطان الجهل وفراق الوالد والوالدة فی مثل هذا عقوق والعقوق من الکبائر واما من سمع عنه انه خرج الی الجبل فانهم یحتمل انهم لم یکن لهم عیال ولا والد ولا والدة فخرجوا الی مکان یتعبدون فیه مجتمعین ومن لم یحتمل حاله وجها صحیحا فهو علی الخطأ من کانوا وقد قال بعض السلف خرجنا الی جبل نتعبد فجاءنا سفیان الثوری فردنا **فصل** ومن تلبیسه علی الزهاد اعراضهم عن العلم شغلا بالزهد فقد استبدلوا الذی هو ادنی بالذی هو خیر وبیان ذلك ان الزاهد لا یتعدی نفعه عتبة بابه والعالم نفعه متعد وکم قد رد الی الصواب من متعد **فصل** ومن تلبیسه علیهم انه یوهمهم ان الزهد ترك المباحات فمنهم من لا یزید علی خبز الشعیر

ترجمہ اور جس کے ذریعہ سے آدمی علم و عبادت حاصل کر سکتا ہے جیسے کہانا و پینا و پہننا وغیرہ اور اسی مین مسجد ہے جس مین نماز پڑھتا ہے بلکہ مذموم فقط یہ ہے کہ کوئی چیز بغیر حلت کے لیلے یا اسراف کے طور پر تصرف کرے جو مقدار حاجت سے زائد ہو۔ اور نفس اس مین اپنی رعونت کے موافق بدون شرعی ادب کے تصرف کرے اور یہ بھی بتلا دینا کہ پہاڑون مین تنہا نکل جانا منع ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی تنہا رات بسر کرے اور خفیہ سمجھا دینا کہ ایسی حرکت اختیار کرنا جس سے جمعہ و جماعت فوت ہو جاوے محض خسارہ ہے نفع نہین ہے۔ اور علم و عالمون سے دور ہونے مین جہالت غالب ہو جاتی ہے۔ اور ایسے معاملہ سے مان و باپ کو فراق کا صدمہ دینا اُن کی نافرمانی و عقوق مین داخل ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ رہا یہ کہ اُس نے سُنا کہ فلان شیخ پہاڑون مین نکل گئے۔ تو احتمال ہے کہ اُن کے عیال و والدہ و والد وغیرہ نہ تھے اور کوئی باعث تھا کہ وہ ایسے مقام پر نکل گئے۔ کہ وہان اُن لوگون نے مجتمع ہو کر عبادت کی (مثلاً پہاڑ قریب آبادی کے تھا جیسے مکہ مین غار حرا ہے یا ملک مین فتنہ تھا) اور جس شخص کی حالت مین کوئی وجہ صحیح اس کی نہ ہو۔ تو وہ خطا پر تھا خواہ کوئی ہو اور بیشک بعض سلف نے بیان کیا کہ ہم لوگ عبادت کے لئے پہاڑ مین چلے گئے تو سفیان الثوری ہمارے پاس آئے اور ہم کو واپس لے گئے۔ **فصل** زاہدون پر ابلیس کی تلبیس مین سے یہ ہے کہ زہد و عبادت کے پیچھے علم چھوڑ دیتے ہین تو انہون نے بہتر و افضل چھوڑ کر حقیر و کمتر کو اختیار کر لیا **اس کا بیان یہ ہے** کہ زاہد کا نفع اُس کے دروازے سے آگے نہین بڑھتا۔ اور عالم کا نفع دوسرون کو پہونچتا ہے اور بہتیرے حد سے تجاوز کرنے والون کو عالم راہ راست پر پھیر لاتا ہے **فصل**۔ زاہدون پر تلبیس ابلیس مین سے یہ ہے کہ اُس نے اُن کے گمان مین جما دیا کہ مباحات کو ترک کرنا زہد ہے چنانچہ ان مین سے بعضے فقط جو کی روٹی پر کچھ زیادہ نہین کرتے (باوجودیکہ میسر ہے)

اما اهواء متبعة او رهبانية مبتدعة بين تجر اذيال المرح فی اللهو واللعب بين اهمال الحقوق واطراح العيال واللحوق بزوايا المساجد فهلا عبدوا علی عقل وشرع فصل ومن تلبيسه عليهم انه يوهمهم ان الزهد هو القناعة بالدون من المطعم والملبس فحسب فهم يقنعون بذلك وقلوبهم راغبة فی الرياسة وطلب الجاه فتراهم يترصدون لزيارة الامراء ويكرمون الاغنياء دون الفقراء ويتخاشعون عند لقاء الناس كانهم قد خرجوا من مشاهدة ورباد او ردوا هم المال لئلا يقال قد بدا له الزهد وهم من ترددا الناس اليهم وتقبيل ايديهم اوسع باب من ولايات الدنيا لان غاية الدنيا الرياسة فصل قال المصنف واكثر ما يلبس به على العباد والزهاد خفی الرياء واما الظاهر من الرياء فلا يدخل فی التلبيس مثل اظهار النحول وصفار الوجه وشعث الشعر ليستدل بذلك على الزهد وكذلك خفض الصوت لاظهار الخشوع وكذلك الرياء بالصلوة والصدقة ومثل هذه الظواهر لا يخفى وانما نشير الى خفی الرياء وقد قال النبی صلی الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات ومتى لم يرد بالعمل وجه الله تعالى لم يقبل

بلادون

ترجمہ تم دو باتوں کے بیچ میں پڑے ہو۔ یا تو اپنی نفسانی خواہشوں کے تابع ہو یا نصرانی راہبوں کی طرح رہبانیت نکالتے ہو۔ اول کا اثر یہ ہے کہ تکبر و غرور کی اور بچوں کی طرح کھیل و وجد و رقص کی رسی دراز کرتے ہو یا حقوق برباد کرتے اور بال بچوں کو چھوڑ تے اور مسجد میں جا کر بیٹھ رہتے ہو۔ بھلا یہ لوگ عقل و شرع کے موافق کیوں عبادت نہیں کرتے۔ **فصل** زاہدوں پر ابلیس یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ ان کے وہم میں جما دیا کہ زہد فقط اس امر کا نام ہے کہ سب سے کمتر کھانے اور لباس پر قناعت کریں لہٰذا یہ لوگ اسی مقدار پر کفایت کرتے اور ان کے دلوں میں ریاست وجاہ و مرتبہ کی خواہش بھری رہتی ہے اسی وجہ سے تم ان کو دیکھتے ہو کہ امیروں اور دولتمندوں کی ملاقات کے منتظر رہتے ہیں اور دولتمندوں کی تعظیم و تکریم اور فقیروں کی تحقیر کرتے ہیں اور لوگوں کی ملاقات کے وقت ایسا عجز و انکسار ظاہر کرتے ہیں گویا ابھی مشاہدہ سے نکلے ہیں اور بار بار انہیں سے بعضے مال پھیر دیتے ہیں تاکہ نہ کہا جاوے کہ اس نے زہد کا طریقہ بدل ڈالا ہے اور یہ لوگ دنیا کے خواہش کے وسیع دروازے میں اس ذریعہ سے گھسے ہیں کہ لوگ برابر ان کی خدمت میں آویں اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیں اس واسطے کہ دین کی انتہا یہی کہ ریاست حاصل ہو **فصل۔ مصنف** نے کہا کہ عابدوں و زاہدوں پر بکثرت جو امر ابلیس نے مکر سے ڈال رکھا ہے وہ یہ کہ ریاکاری چھپی ہوئی رکھتے ہیں اور ظاہری ریاکاری تو وہ خود علانیہ جانتے ہیں۔ وہ کچھ تلبیس میں شمار نہیں ہو سکتی۔ جیسے جسم کی نحافت ظاہر کرنا اور چہرہ کی زردی و بالوں کی پریشانی تاکہ اس کی ظاہری حالت سے ہر شخص جان لے کہ یہ صاحب بڑے زاہد ہیں۔ اسیطرح آواز پست رکھنا۔ تاکہ خشوع ظاہر ہو اور اسیطرح نماز و روزہ سے ریاکاری کرنا اور مال لٹانا تو ایسی کھلی ہوئی باتیں کچھ مخفی ریا میں نہیں ہو سکتی۔ پس بلکہ توجہ تو مخفی ریا پر ہے **حضرت** صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا مدار تو نیتوں پر ہے (صحاح)۔ اور جب کسی عمل سے خالص رضائے الٰہی مقصود نہ ہو۔ تو وہ قبول نہ ہوگا+

فاما اذا كان البدن مترفا قد نشاء على التنعم فانا نهى صاحبه ان يحمل عليه ما يوذيه فان تزهد واثر ترك الشهوات اما لان الحلال لا يحتمل السرف او لان الطعام اللذيذ يوجب كثرة التناول فيكثر النوم والكسل فهذا يحتاج ان ما يصلح تركه وما لا يضر فيأخذ قدر القوام من غير ان يؤذى النفس **وقد** ظن اقوام ان الخبز القفار يكفى فى قوام البدن ولو كفى الا ان الاقتصار عليه يؤذى من جهة ان اخلاط البدن يفتقر الى الحامض والحلو والحار والبارد والممسك والمسهل **وقد** جعل فى الطبع ميل الى الملائم فتارة تميل الى الحامض وتارة الى الحلو ولذلك اسباب مثل ان يقل عندها البلغم الذى لابد فى قوامها منه فيشتاق الى اللبن ويكثر عندها الصفراء فيميل الى الحموضة فمن كفها عن التصرف على مقتضى ما قد وقع فى طبعها مما يصلحها فقد اذاها الا ان يكفها عن الشبع والشره وما يخاف عاقبته فان ذلك يفسدها فاما الكف المطلق فخطأ فافهم هذا ولا تلتفت الى قول الحارث المحاسبى وابى طالب المكى فيما ذكروا من تقليل المطعم ومجاهدة النفس بترك مباحاتها فان اتباع الشارع وصحابته اولى **وكان ابن عقيل** يقول ما اعجب اموركم فى الدين

ترجمہ اور اگر بدن نازک ہو جو عیش میں پرورش ہوا ہے تو ہم اس کو منع کرتے ہیں کہ وہ اپنے بدن کو یکایک ایسی غذا پر آمادہ نہ کرے جو اس کو ضرر پہونچاوے پھر اگر کسی نے زہد اختیار کیا اور خواہش کی چیزوں کا ترک کرنا اختیار کیا خواہ اس وجہ سے کہ حلال مال میں لیسے زیادہ خرچ کی گنجایش نہیں ہوتی یا جب طعام لذیذ ہو تو کثرت سے کھایا جاتا ہے جس سے نیند بہت آتی ہے اور کسل پیدا ہوجاتا ہے اور ایسے شخص کو یہ جاننا ضروری ہے کہ کس چیز کا چھوڑنا مضر ہے اور کس کا چھوڑنا مضر نہیں تاکہ مقدار معتدل ایسی چیزوں سے اختیار کرے کہ جن سے بدن کا قوام بخوبی باقی رہے بدون اس کے کہ نفس کو خواہ مخواہ ایذا دینا لازم آوے اور بہت اقوام نے زعم کیا کہ روکھی پھیکی روٹی قوام بدن کے واسطے کافی ہے اگر فرض کر لو کہ اچھا کافی ہے تاہم وہ دوسری جہت سے بدن کی اخلاط کو مضر ہے جس کو کھٹے و میٹھے و سرد و گرم اور روکنے والی اور اسہال لانے والی چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے طبیعت مین مناسب چیز کا میلان رکھا ہے تو کبھی اس کو ترشی کی طرف میلان ہوتا ہے اور کبھی میٹھے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے مختلف اسباب ہوتے ہین مثلاً بدن مین وہ بلغم کم ہوگیا جس کی ضرورت بدن کو قوام باقی رکھنے مین لازم ہے تو طبیعت دودھ کی خواہش کریگی اور جب بدن مین صفرا زیادہ ہوا تو طبیعت کھٹائی کی خواہش کرتی ہے تو جس نے طبیعت کو اس کی مقتضائے جبلت کے موافق مفید چیزین تصرف سے روکا تو اس کو ایذا پہونچائی سوا اس کے کہ اس کو پیٹ بھر کے کھانے اور حرص وغیرہ ایسی چیز سے روکے جس کا انجام خوفناک ہے تو ایذا نہین اس لئے کہ ایسی چیزین اس کو مضر ہین رہا یہ کہ طبیعت کو مطلقاً سب چیز سے روک دے تو یہ غلطی ہے یہ بیان سمجھ لینا چاہئے اور خیالی اسی طرف نہ ڈھل جانا جو حارث محاسبی اور ابو طالب مکی نے لکھا ہے کہ نفس کو بہت ہی کم غذا دینے مین اس پر جہاد کرے اور مباحات و مستلذات سے اسکو بالکلیہ روک دے اس لیے کہ یہان بہتر طریقہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کی اتباع کرے **ابن عقیل** فرماتے تھے کہ ای صوفیہ دینداری مین تمہارے طریقے بہت ہی تعجب خیز ہین

فلما دخلت الدير اجتمعت النصارى فقالوا يا حنيفي ما الذى ادلى اليك الشيخ قلت من قوتہ قالوا
وما تصنع به نحن احق به ساوم قلت عشرون دينارا فاعطونى عشرين دينارا فرجعت الى الشيخ قال
اخطأت لو ساومتهم عشرين الفا لاعطوك هذا عز من لا يعبده فانظر كيف عز من يعبده يا حنيفي
اقبل على ربك قال المصنف ولخوف الريا ستر الصالحون اعمالهم حذرا عليها ويهرجوها بضدها
وكان ابن سيرين يضحك بالنهار ويبكى بالليل وكان فى ذيل ايوب السختيانى بعض الطول وكان ابن ادهم اذا مرض
يرى عنده ما ياكله الاصحاء وعن وهب بن منبه يقول كان رجل من افضل اهل زمانه وكان يزار ويعظم
فاجتمعوا اليه ذات يوم فقال انا قد خرجنا من الدنيا وفارقنا الاهل والاموال مخافة الطغيان وقد خفت ان
يكون قد دخل علينا فى حالنا هذه من الطغيان اكثر مما
يدخل على اهل الاموال فى اموالهم ارانا يحب احدنا
اذ يقضى له حاجته وان اشترى بيعا ان يقارب لمكان دينه و
ان لقى حيى ووقر لمكان دينه

ترجمہ میں اس دیر میں آیا تو نصاری نے میرے گرد جمع ہو کر پوچھنا شروع کیا کہ اے حنیفی تم کو بابا نے کیا عطا ہے - میں نے کہا کہ اپنی غذا میں سے یہ چنے دیئے ہیں نصاری نے کہا کہ اے حنیفی یہ چنے آپ کے کچھ کام کے نہیں ہیں اور ہم اس کے حقدار ہیں - آپ ہم سے اس کی قیمت لے لیجئے میں نے کہا کہ بیس دینار دو انہوں نے فوراً بیس اشرفیاں دیدیں - پھر میں راہ بدا کر سمعان کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ تو نے غلطی کی اگر تو ان سے بیس ہزار مانگتا تو وہ تجھے دیتے - اے حنیفی یہ اس کی عزت ہے جو اللہ تعالےٰ کو نہیں پوجتا - اب تو قیاس کر لے کہ جو اللہ تعالےٰ کی بندگی کرے اس کی کیا عزت ہو گی اے حنیفی اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جا ؤ مصنفؒ نے کہا کہ اسی ریا کے خوف سے صالحین نے اپنے اعمال چھپائے - تاکہ ان کو بچالیں اور ان کو بچانے کے لئے اس کے برعکس ناقص اعمال ظاہر کئے ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ تھا کہ دن میں لوگوں کے سامنے ہنسا کرتے اور رات کو رویا کرتے تھے - ایوب السختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دامن کو کچھ دراز رکھتے تھے ابراہیم بن ادہم جب بیمار ہوتے تو ان کے پاس وہ چیزیں رکھی ہوئی دکھائی دیتیں - جنکو تندرست لوگ کھایا کرتے ہیں وھب ابن منبہ کہا کرتے کہ ایک شخص اپنے زمانہ میں افضل لوگوں میں سے تھا - اور لوگ دور سے اسکی زیارت کو آتے اور اسکی تعظیم کرتے ایک روز اس کے پاس جمع ہوئے تو اس نے فرمایا کہ ہم طغیان و غرور کی خوف سے دنیا و اہل و اموال سے خارج ہوئے انکو چھوڑا اور اب مجھے یہ خوف ہے کہ جسقدر حد سے تجاوز مال والوں پر انکے مال سے نہیں آتا اسقدر طغیان ہم لوگوں میں ہماری اس حالت موجودہ سے سماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ہم میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اسکی دینداری کیوجہ سے اسکی ضرورت پوری کی جاوے اور اگر کچھ خریدے تو اسکے دام کم رکھے جاویں اور اگر کسی سے ملاقات کرے تو لوگ اسکی دینداری کیوجہ سے عزت و توقیر کیا کریں +

وقال مالك بن دينار قولوا لمن لم يكن صادقا لا تتعب واعلم ان المؤمن لا يريد بعمله الا الله تعالى سبحانه وانما يدخل عليه خفى الرياء فيلتبس الامر فنجاته منه صعبة وعن يوسف بن اسباط قال تعلموا صحة العمل من سقمه فانى تعلمته فى اثنين وعشرين سنة وعن ابراهيم بن ادهم يقول تعلمت المعرفة من راهب يقال له سمعان دخلت عليه فى صومعته فقلت له يا سمعان منذ كم انت فى صومعتك هذه قال منذ سبعين قلت وما طعامك قال يا حنيفى وما دعاك الى هذا قلت احببت ان اعلم قال فى كل ليلة حمصة قلت فما الذى يهيج من قلبك حتى تكفيك هذه الحمصة قال ترى الدير الذى بحذائك قلت نعم قال انهم ياتونى فى كل سنة يوما واحدا فيزينون صومعتى ويطوفون حولها ويعظمونى بذلك فكلما تثاقلت نفسى عن العبادة ذكرتها عن تلك الساعة فانا احتمل جهد سنة لعز ساعة فاحتمل يا حنيفى جهد ساعة لعزة الابد فوقر فى قلبى المعرفة فقال ازيدك قلت نعم قال انزل عن الصومعة فنزلت فادلى الى ركوة فيها عشرون حمصة فقال لى ادخل الدير فقد راوا ما ادليت اليك

ترجمہ - مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص سچائی سے عامل نہ ہو اس سے کہدو کہ کیون بیفائدہ رنج اٹھاتا ہے واضح ہو کہ مومن اپنے اعمال سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہے اور شیطان اسپر مخفی ریاکاری لیکر آتا ہی اور اس کو تلبیس میں ڈالتا ہی اور اس سے بچنا بہت سخت مشکل ہے یوسف بن اسباط رح فرماتے تھے کہ تم لوگ عمل کی صحت و سقم کو پہچاننا سیکھو۔ کیونکہ مینے اسکو بائیس (۲۲) برس میں سیکھا ہی ابراھیم بن ادہم فرماتے تھے کہ مینے معرفت ایک راہب سے سیکھی جس کو سمعان کہتے تھے چنانچہ میں اس کے صومعہ میں گیا اور اس سے کہا کہ اے سمعان تم کتنی مدت سے اس صومعہ میں رہتے ہو اُس نے کہا کہ ستر برس ہوئے ہیں میں نے کہا کہ تم کیا کھاتے ہو اس نے کہا کہ اے حنیفی تم کیوں اس دریافت میں لگے ہو۔ مین نے کہا کہ مجھے فقط دریافت کرنیکی خواہش ہی اُسنے کہا کہ ہر رات ایک چنا کھاتا ہون مینے کہا کہ تمہارے دلمیں کیا چیز جوشش کرتی ہی کہ یہ چنا تم کو کافی ہو جاتا ہی اسنے کہا کہ تم وہ دیر جو سامنے نظر آتا ہی دیکھتے ہو۔ مینے کہا کہ ہاں سمعان نے کہا کہ وہ لوگ سال میں ایکروز میری صومعہ میں آتے ہیں اور اسکی آرائش کرتے ہیں اور اسکے گرد گھومتے ہیں اور اس سے میری تعظیم کرتے ہیں تو جب کبھی میرا نفس عبادت سے کسل کرتا ہی تو مین اسدن اور اس گھڑی کو یاد کر لیتا ہوں تو اس ایک گھڑی کی یاد کے لئے تمام سال میں اس سخت جہد و مشقت کو برداشت کرتا ہوں اے حنیفی تجھے لازم ہے کہ دائمی عزت کے لئے جہد و کوشش کر اسکی گفتگو سے میرے دل میں معرفت گھر کر گیا پھر اس نے مجھ سے کہا کہ مین تجھے کچھ زیادہ دکھادوں میں نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے بولا کہ تم صومعہ سے نیچے اتر کر کھڑے ہو میں جب وہاں کھڑا ہوا تو اس نے رسی باندھکر ایک آبخورہ لٹکایا۔ میں نے کھول لیا۔ تو اس میں بیس (۲۰) چنے تھے۔ پھر مجھ سے کہا کہ تم ان کو لیے ہوئے اس دیر میں جاؤ کیونکہ انھوں نے مجھے لٹکاتے ہوئے دیکھ لیا ہی

واخذ بيده رغيفا وعرقا وخرج بلا رداء ولا قلنسوة ولا نعل ولا خف وجعل يمشي في الاسواق ويأكل فقيل للوليد ان يزيد قد اختلط واخبر بما فعل فتركه ومثل هذا اكثر **فصل** قال المصنف و من الزهاد من يستعمل الزهد ظاهرا وباطنا لكنه قد علم انه لابد ان يتحدث بتركه الدنيا اصحابه او زوجته فيهون عليه الصبر كما هان على الراهب الذي ذكرنا قصته مع ابن ادهم ولو انه اراد الاخلاص في زهده لاكل مع اهله قدر ما يحمي به النفس ويقطع الحديث عنه **وقد كان** داؤد بن ابي هند صام عشرين سنة فلم يعلم به اهله كان يأخذ غداه ويخرج الى السوق فيتصدق به في الطريق فاهل السوق يظنون انه قد اكل في البيت واهل البيت يظنون انه اكل في السوق وهكذا كان الناس **فصل** ومن المتزهدين من قوته الانقطاع في مسجد او رباط او جبل فلذته علم الناس بانفراده وربما احتج بان اخاف ان ارى في خروجي المنكرات وله في ذلك مقاصد منها الكبر واحتقار الناس ومنها انه يخاف ان يقصروا في خدمته ومنها حفظ ناموسه ورياسته فان مخالطة الناس تذهب ذلك وهو يريد ان يبقى طراوة ذكره

ترجمہ اور اپنے ہاتھ میں ایک گردہ روٹی اور گوشت دار ہڈی لے کر بغیر چادر و ٹوپی و موزہ و جوتی کے باہر نکل کر بازاروں میں پھرنا اور کھانا شروع کیا۔ لوگوں نے ولید خلیفہ کو خبر پہونچائی کہ یزید بن مرثد کی عقل مختلط مجنوں ہو گئی ہے۔ اور یہ سب حال بیان کیا گیا۔ تو خلیفہ نے ارادہ ترک کیا اور ایسے روایات بکثرت ہیں **فصل** مصنف نے کہا کہ زاہدوں میں بعضے ایسے بھی ہیں۔ جو ظاہر و باطن زہد کو عمل میں لاتے ہیں۔ لیکن شیطان ایسے زاہد کو تبلاتا ہے۔ کہ یہ ضرور ہے۔ کہ تو اپنے یاروں سے اور زوجہ سے اپنا ترک دنیا کرنا اظہار کرے پس اس حیلہ سے اسپر صبر کرنا آسان ہوتا ہے۔ جیسے اس راہب کو آسان ہوا ہے جسکا قصہ ہمنے ابراہیم بن ادہم کے ساتھ بیان کیا اور اگر ایسا زاہد خالص اخلاص چاہتا تو اپنی زوجہ وغیرہ کے ساتھ میں اسقدر کھالیا کرتا۔ جس سے اس نفس کو بچاتا اور اپنے حق میں ایسی گفتگو سے زبان بند کرتا **داؤد بن ابی ھند** نے بیس سال تک روزہ رکھا اور ان کے گھر والوں کو معلوم نہ ہوا کہ وہ اپنا کھانا گھر سے لے کر بازار کو جاتے اور راہ میں صدقہ کر دیتے اور بازار والے یہ سمجھتے کہ اپنے گھر سے کھا کر آئے ہونگے۔ اور گھر والے جانتے کہ انہوں نے بازار لے جا کر کھایا ہوگا۔ مردان خدا کا یہی طریقہ تھا۔ **فصل** زاہدوں میں بعضے وہ ہیں۔ جو الگ ہو کر مسجد میں یا رباط میں یا پہاڑ میں بیٹھ رہتے ہیں۔ اور ان کو یہ لذت ہے۔ کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ فلاں زاہد اکیلا ہو رہا ہے۔ اور بسا اوقات یہ حجت لاتا ہے کہ اگر میں باہر نکلوں۔ تو منکرات جو شرع میں ناجائز ہیں۔ وہ دیکھونگا۔ اور اس کے مقاصد دیگر بھی اس انقطاع میں ہیں **ازانجملہ** تکبر اور لوگوں کو حقیر سمجھنا اور **ازانجملہ** وہ خوف کرتا ہے کہ لوگ اس کی خدمت میں قصور کرینگے اور **ازانجملہ** اپنی ناموس و ریاست کی حفاظت ہے۔ کیونکہ لوگوں کے میل جول سے یہ بات جاتی رہیگی حالانکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ اُس کے ذکر کی تازگی قایم رہے +

فشاع ذلك الكلام حتى بلغ الملك فعجبه فركب ليه ليسلم عليه وينظر اليه فلما راٰه الرجل قيل له هذا الملك قد اتاك ليسلم عليك فقال وما يصنع فقال للكلام الذي وعظت به قال رُدّه فسال غلامه هل عندك طعام فقال شئ من ثمر الشجر ما كنت تفطر به فامر به فجيئ على مسح فوضع بين يديه فاخذ ياكل منه وكان يصوم النهار ولا يفطر فوقف عليه الملك فسلم عليه فاجابه باجابة خفية واقبل على طعامه ياكل فقال الملك اين الرجل قيل له هو هذا قال هذا الذي ياكل قالوا نعم قال ماعند هذا من خير وادبر فقال الرجل الحمد لله الذي صرفك عني بما صرفك به قال المصنف و في رواية اخرى عن وهب انه لما اقبل الملك قدم الرجل طعامه فجعل يجمع البقول في اللقمة الكبيرة ويغمسها في الزيت وياكل اكلا عنيفا فقال له الملك كيف انت يا فلان قال كالناس فرد الملك عنان دابته وقال ما في هذا من خير فقال الحمد لله الذي اذهبه عني وهو لي لائم وعن ابن عطاء قال اراد الوليد بن عبد الملك ان يولي يزيد بن مرثد فبلغ ذلك يزيد فلبس فروة فجعل الجلد على ظهره والصوف خارجاً

ترجمہ تو اس کی یہ گفتگو شائع ہوگئی۔ یہاں تک کہ بادشاہ تک خبر پہونچی۔ تو اس کو بہت پسند آیا اور اس کے دیدار و سلام کے واسطے سوار ہوا۔ جب قریب آیا تو اس سے کہا گیا کہ یہ بادشاہ آپ کی سلام کے واسطے آیا ہے۔ اس نے کہا یہ کس لئے۔ کہا گیا کہ اسی گفتگو کی وجہ سے جو آپ نے بطور وعظ بیان فرمائی تھی۔ کہا اُسے واپس کردو پھر غلام سے پوچھا۔ کہ بھلا تیرے پاس کچھ کھانا موجود ہے اس نے کہا کچھ چھوارے وغیرہ پھل ہیں جن سے آپ افطار کیا کرتے تھے۔ شیخ نے ان کو منگا تو ٹاٹ کے دسترخوان پر لا کے رکھے گئے اور شیخ نے کھانا شروع کیا۔ حالانکہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اتنے میں بادشاہ آکر کھڑا ہوا۔ اور سلام کیا۔ تو شیخ نے کچھ خفیف جواب دیا۔ پھر اپنے کھانے پر متوجہ ہوگئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ وہ شیخ کہاں ہیں۔ کہا گیا۔ کہ وہ یہی ہیں۔ کہا کہ جو کھانے میں مشغول ہیں کہا گیا کہ جی ہاں۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کے پاس تو کچھ خوبی نہیں ہے اور پھر کر چلا گیا۔ تو شیخ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے اس ذریعہ سے تجھے میرے پاس سے پھیر دیا۔ **مصنف** نے کہا کہ دوسری روایت میں وہب رحہ سے آیا ہے کہ جب بادشاہ آیا تو شیخ کے آگے اس کا طعام پیش کیا گیا تو شیخ نے ہر قسم کے ساگ کا بڑا لقمہ جمع کرکے روغن زیتون میں ڈبو کر کھانا شروع کیا اور بہت تیزی کے ساتھ کھانے لگے بادشاہ نے اس سے کہا کہ اے فلاں تیرا کیا حال ہے تو کیسا آدمی ہے شیخ نے کہا جیسے لوگ ہوتے ہیں پس بادشاہ نے اپنے گھوڑے کی باگ پھیر لی اور کہا کہ اس شخص میں کوئی بہتری نہیں ہے۔ شیخ نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس کو میرے پاس سے اس طرح پھیرا کہ مجھے ملامت کرتا ہوا چلا گیا ابن عطار نے کہا کہ ولید بن عبد الملک خلیفہ نے ارادہ کیا کہ یزید بن مرثد کو متولی مقرر کرے یہ خبر یزید کو پہنچی۔ تو الٹی پوستین پہنی + + + + + + + + + + +

ولا اری العالم ان یخرج الیوم لشراء حاجته لان ذلك یکشف نور العلم عند الجهلة وتعظیمه عندهم مشروع ومراعاة قلوبهم فی مثل هذا لا یخرج الی الریاء واستعمال ما یوجب الهیبة فی القلوب لا یمنع منه ولیس کلما کان فی السلف مما لا یتغیر به قلوب الناس یومئذ ینبغی ان یفعل الیوم قال الاوزاعی کنا نضحك و نمزح واذا صرنا یقتدی بنا لا اری ذلك یسعنا قال المصنف وقد روینا عن ابراهیم بن ادهم ان اصحابه کانوا یوما یتمازحون فدق رجل الباب فامرهم بالسکوت فقال له تعلمنا الریاء فقال انی اکره ان یعصی الله فیکم قال المصنف وانما خاف قول الجهلة انظروا الی هؤلاء الزهاد کیف یفعلون وذلك ان العوام لا یحتملون مثل هذا من المتعبدین **فصل** ومن هؤلاء قوم لو سئل احدهم ان یلبس اللین من ثوبه ما فعل لئلا ینکسر جاهه فی الزهد ولو خرج لما یاکل والناس یرونه ویحفظ نفسه من التبسم فضلا عن الضحك ویوهمه ابلیس ان هذا لاصلاح الخلق وانما هو ریاء یحفظ به قانون الناموس فتراه مطاطأ الراس علیه اثار الحزن فاذا خلا رایته لیث شری **فصل** وقد کان السلف یدفعون عنهم کلما یوجب الاشارة الیهم ویهربون من المکان الذی یشار الیهم فیه

ترجمہ اور آج کل میں کسی عالم کو نہیں دیکھتا کہ کسی ضروری چیز کی خرید کے واسطے نکلے اسلئے کہ جاہلوں کے نزدیک اس سے نور علم میں دھندلاہٹ آجاتی ہے اور نور علم کی تعظیم ان کے نزدیک مشروع ہے۔ اور ایسی باتوں میں عوام کے دلوں کی رعایت کرنا ریاکاری کیطرف نہیں لیجاتا اور ایسے طریقہ کا استعمال کرنا جس سے عوام کے دلوں میں ہیبت باقی رہے ان کے نزدیک ممنوع نہیں ہے اور ہر چیز جس سے اب لوگوں کے قلوب متغیر ہوں اگرچہ وہ سلف میں ہو تو اسکا عمل میں لانا ضرور نہیں ہے اوزاعی نے کہا کہ ہم پہلے ہنستے اور مزاح کرتے تھے اور جب ہماری یہ حالت پہنچی کہ ہمارے قول وفعل کی پیروی کی جائیگی تو ہم نے دیکھا کہ یہ باتیں ہم کو نہیں روا ہیں **مصنف**رح نے کہا کہ ہم کو ابراہیم بن ادہم سے روایت پہونچی کہ ایک روز ان کے اصحاب باہم خوش طبعی کرتے تھے کہ اتفاق سے کسی نے دروازہ کھٹکایا۔ تو ان کو خاموشی کا حکم کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آج ریا سیکھی تو فرمایا کہ میں یہ ناگوار سمجھتا ہوں کہ تمہاری پیروی سے اللہ تعالی کی نافرمانی کی جاوے **مصنف**رح نے کہا کہ ابراہیم رح نے جاہلوں کے قول سے خوف کیا تم لوگ ان زاہدوں کی طرف نظر کرو کہ کیونکر عمل کرتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ عوام لوگ عابدوں کے حق میں خوش طبعی وغیرہ کا گمان نہیں رکھتے **فصل** زاہدوں میں بعضے ایسے ہیں کہ اگر اس سے درخواست کیجاوے کہ نرم کپڑا پہنے تو منظور نکریگا تاکہ اسکے مرتبہ زہد میں نقصان نہ آوے اور اگر باہر ہو تو لوگوں کے سامنے نہ کھاوے اور اپنے آپ کو مسکرانے سے روکتا ہے ہنسنے کا کیا ذکر ہے اور ابلیس اسکو وہم دلاتا ہے کہ یہ خلق کی اصلاح ہے حالانکہ یہ ریاکاری ہے جس سے وہ اپنی ناموس کا قاعدہ محفوظ رکھتا ہے چنانچہ تو اس کو دیکھے کہ لوگوں کے سامنے سر جھکائے بیٹھا رہتا ہے اور اس کے چہرہ پر حزن وغم کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اگر کبھی اس کو خلوت میں تنہا دیکھے تو شری (سلمی پہاڑ کی گھاٹی) کا شیر نظر آئیگا **فصل**۔ سلف صالحین کا قاعدہ تھا کہ ہر خصلت جس سے وہ انگشت نما ہوتے اس کو دور رکھتے۔ اور جہاں وہ مشار الیہ بنائے جاتے وہاں سے ہٹ جاتے ❊

وربما كان مقصوده ستر عيوبه ومقابحه وجهله بالعلم فترى هذا يحب ان يزار ولا يزور وي
يفرح بمجيء الامراء اليه واجتماع العوام على بابه وتقبيلهم يديه فهو يترك عيادة المرضى وشهود
الجنائز ويقول اصحابه اعذروا الشيخ فهذه عادته ولا كانت عادة تخالف الشريعة ولو احتاج
هذا الشخص الى القوت ولم يكن عنده من يشتري له صبر على الجوع لئلا يخرج بنفسه لشراء ذلك
فيتضع من جاهه بمشيه بين العوام ولو انه خرج فاشترى حاجته لانقطعت عنه الشهرة ولكن في
باطنه حفظ الناموس وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج الى السوق ويشتري حاجته
ويحملها بنفسه وكان ابوبكر يحمل الثياب على كتفه فيبيع ويشتري وعن عبد الله
بن حنظلة زعم قال مر عبد الله بن سلام وعلى راسه حزمة حطب فقال له ناس ما يحملك على هذا وقد اغناك الله عنه
قال اردت ان ادفع به الكبر وقال انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يدخل الجنة عبد فيه مثقال ذرة من
كبر فصل قال المصنف وهذا الذي ذكرنه من الخروج لشراء حاجة ونحوها من التبذل كان عادة
السلف القدماء وقد تغيرت تلك العادة كما تغيرت الملابس والاحوال

ترجمہ اور بسا اوقات اس کا مقصود یہ ہوتا ہے۔ کہ اس جاہل زاہد کے عیوب و قبیح باتیں اور علم سے جاہل ہونا سب چھپا
رہے پس تو دیکھتا ہے کہ یہ زاہد چاہتا ہے کہ لوگ اس کے دیدار کو آویں اور وہ کسی کے دیکھنے کو نہ جاوے اور جب امراء
اس کے پاس آتے ہیں تو بہت خوش ہوتا ہے اور جب عوام اس کے دروازے پر جمع ہوتے ہیں اور اس کا ہاتھ چومتے
ہیں تو پھول جاتا ہے۔ پس وہ مریضوں کی عیادت کو نہیں جاتا۔ اور نہ جنازے کی نمازوں میں شریک ہوتا ہے۔ اور اس کے
مریدین کہتے ہیں۔ کہ شیخ کو معذور فرمائیے کہ ان کی عادت یہی ہے اس عادت میں کیا عذر ہو۔ جو شرع کے خلاف ہے
اگر یہ زاہد اپنی ضروری غذا وغیرہ کا کسی وقت حاجتمند ہوتا ہے۔ اور اتفاق سے کوئی شخص موجود نہ ہوا جو اس کے واسطے
خرید لاوے۔ تو بھوکا رہنے پر صبر کرتا ہے۔ تاکہ خود نکلکر خرید کرنے میں عوام کے درمیان چلنے پھرنے سے اس کا مرتبہ
ناقص نہو۔ اور اگر وہ خود نکلکر اپنی ضرورت کی چیز خریدی تو اسکی شہرت جاتی رہے لیکن اس کے دل میں حفظ ناموس کی بہت
خواہش ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں جاکر اپنی ضرورت کی چیز خریدتے اور خود اوٹھا لاتے تھے ابوبکر رضی
اللہ عنہ اپنے کندھے پر کپڑے لادے جاتے اور ان کی خرید و فروخت کرتے تھے عبد اللہ بن حنظلہ نے کہا کہ عبد اللہ بن سلام رض
اپنے سر پر لکڑیوں کا گٹھا لادے ہوئے گزرے تو کچھ لوگوں نے آپ سے کہا کہ کیا باعث ہے کہ آپ ایسا کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ کو اس سے بے پرواہ
کر دیا ہے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس ذریعہ سے نفس کا تکبر دور کروں اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے
کہ جنت میں وہ بندہ نہیں داخل ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو **فصل** یہ جو ہم نے ضرورت خرید و فروخت وغیرہ کے
واسطے نکلنے کا ذکر کیا جسمیں تبذل ہے یہ قدمای سلف کی عادت تھی اور یہ عادت بدل گئی جیسے لباس و حالات بدل گئے

وینسی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لاھلک علیک حقا وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمزح و یلاعب الاطفال ویحدث نسائہ وسابق عائشۃ الی غیر ذلک من الاخلاق اللطیفۃ فھذا المتزھد الجاھل زوجتہ کالایم وولدہ کالیتیم لانفرادہ عنھم وقبح اخلاقہ لانہ یری ان ذلک یشغلہ عن الآخرۃ ولا یدری لقلۃ علمہ ان الانبساط الی الاھل من العون علی الآخرۃ وفی الصحیحین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لجابر ھلا تزوجت بکرا تلاعبھا وتلاعبک وربما غلب علی ھذا الزاھد التقشف فترک مباضعۃ الزوجۃ فیضیع فرضا بنافلۃ غیر محمودۃ فصل ومن الزھاد من یری عملہ فلو قیل لہ انت من اوتاد الارض کان ذلک حقا عندہ ومنھم من یترصد لظھور کرامتہ ویخیل الیہ انہ لو قرب من لجۃ قدران یمشی علیہ فاذا عرض لہ امر فدعا فلم یجب تذمر فی باطنہ وکانہ اجیر یطلب اجرۃ عملہ ولو رزق الفھم لعلم انہ عبد مملوک والمملوک لا یمن بعملہ ولو نظر الی توفیقہ للعمل لرای وجوب الشکر فخاف من التقصیر منہ وقد کان ینبغی ان یشغلہ خوفہ عن العمل من التقصیر فیہ عن النظر الیہ کما کانت

ترجمہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھول جاتا ہے کہ تجھ پر تیرے اہل کا حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش طبعی فرماتے اور بچوں کو باتوں سے بہلاتے اور ازواج مطہرات سے دل بہلانی کی باتیں کرتے اور عائشہؓ کے ساتھ دوڑتے تھے اور اسی طرح دیگر اخلاق لطیفہ مروی ہیں۔ پھر اس زاہد جاہل کو دیکھو جس نے اپنی زوجہ کو بیوہ کے مانند بنا دیا۔ اور بچوں کو یتیم بنا دیا اور بُری اخلاق کا برتاؤ کیا۔ اور وہ الگ ہو بیٹھا کیونکہ یہ رای لگائی کہ ایسے امور اسکو شغل آخرت سے روکنے والے ہیں۔ اور کم علمی سے یہ نہ جانا۔ کہ اہل وعیال سے کشادہ روئی سے بسر کرنا آخرت کے واسطے معین ہے۔ اور صحیحین میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تونے کنواری لڑکی سے کیوں بیاہ نہ کیا جس سے تو کھیلتا۔ اور وہ تجھ سے کھیل کرتی اکثر اوقات اس بنے ہوئے زاہد پر خشکی غالب ہو جاتی ہے۔ تو وہ زوجہ سے ملنا بالکل ترک کر دیتا ہے جس کا حق فرض تھا۔ تو نفل کے پیچھے فرض کھو دیتا ہے یہ ثواب کی بات نہیں ہی **فصل** بعضے زاہد کا یہ حال ہی کہ وہ اپنے اعمال پر نظر کرتا ہو۔ تو اس سے اگر کہا جائے کہ آپ اوتاد میں سے ہیں تو اسکو حق سمجھتا ہی۔ اور بعض زاہد اپنے واسطے کرامت ظاہر ہونے کا منتظر رہتا ہے۔ اور اسکے خیال میں جم جاتا ہی کہ اگر وہ دریا سے قریب ہو تو اسکو قدرت ہی کہ پانی پر رواں ہو جائے پھر جب اس نے کسی معاملہ میں دعا کی اور وہ قبول نہوئی تو وہ دلمیں ناخوش ہوتا ہی گویا وہ مزدور تھا کہ اپنی مزدوری مانگتا ہی۔ اور اگر اس کو سمجھ ہوتی تو جانتا کہ وہ تو ایک بندہ مملوک ہی اور مملوک اپنی خدمت سے کچھ احسان نہیں رکھ سکتا ہے اور اگر یہ دیکھتا کہ اسکو نیک عمل کی توفیق ملی ہے۔ تو جانتا کہ اسپر شکر ادا کرنا واجب ہی تو اپنے قصور سے خوفناک ہوتا۔ اور اس پر لازم یہ تھا۔ کہ اپنے عمل کو دیکھنے سے اسکو یہ امر باز رکھتا۔ کہ میرے اعمال میں مجھ سے قصور سخت سرزد ہوا ہے جیسے رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ کہا کرتی تھیں کہ میں استغفر اللہ کہنے میں اپنی کم سچائی سے توبہ کرتی ہوں اور مغفرت مانگتی ہوں + +

وعن عبداللہ بن خفیف قال قال یوسف بن اسباط خرجت من سیح راجلا حتے اتیت المصیصة و جرابی علی عنقی فقام ذا من حانوته یسلم علیّ وذا یسلم فطرحت جرابی ودخلت المسجد اصلی رکعتین فاحدقوا بی واطلع رجل فی وجہی فقلت فی نفسی کم لقاقلبی علی ہذا فاخذت جرابی ورجعت بعرقی وعنائی الی سیح فما رجع الی قلبی سنتین فصل ومن الزہاد من یلبس الثوب المتخرق ولا یخیطہ ویترک اصلاح عمامتہ وتسریح لحیتہ لیریٰ انہ ما عندہ من الدنیا خیر وہذا من ابواب الریاء فان کان صادقا فی اعراضہ عن اغراضہ کما قیل لداؤد الطائی الا تسرح لحیتک فقال انی عنہا مشغول فلیعلم انہ قد سلک بہ غیر الجادة اذ لیست ہذہ طریقة الرسول ولا اصحابہ فانہ کان یسرح شعرہ و ینظر فی المرأة ویدہن ویتطیب وہو اشغل الخلق وکان ابوبکر وعمر یخضبان بالحناء والکتم وہما اخوف الصحابة وازہدہم ومن ادعی الزہد زیادة علی السنة وافعال الاکابر لم یلتفت الیہ فصل ومن الزہاد من یلزم الصمت الدائم وینفرد عن مخالطة اہلہ فیؤذیہم بقبح اخلاقہ وزیادة انقباضہ

ترجمہ عبداللہ بن خفیف نے کہا کہ یوسف بن اسباط نے بیان فرمایا کہ میں سیح سے پیدل نکلکر مصیصہ کو روانہ ہوا جب وہاں پہونچا تو میری جراب میرے گلے میں تھی۔ پس ادہر سے ایک دوکاندار نے اٹھکر مجھے سلام کیا اور ادہر سے دوسری نے اوٹھکر سلام کیا۔ میں اپنی جراب میں ڈالکر مسجد میں گھس گیا وہاں دورکعتیں پڑہنے لگا تو مجھے سب طرف سے لوگوں نے گھیر لیا۔ اور ایک شخص نے میرے چہرہ کے سامنے دیکھنا شروع کیا تو میں نے اپنے جی میں کہا کہ میرا جی کب تک اس حالت پر سلامت رہیگا۔ پس میں اپنی جراب لیکر باوجود پسینے میں غرق ہونے اور تھکے ماندے ہونے کے الٹے پاؤں سیح کی طرف واپس آیا۔ پھر دو سال تک میرا قلب بحال خود نہ آیا۔ فصل بعضے زاہد کا یہ طریقہ ہے کہ وہ پھٹا ہوا کپڑا پہنتا ہی اور اُسکو نہیں سیتا اور اپنے عمامہ و داڑہی کی درستی چھوڑ دیتا ہے تاکہ لوگ یہ جانیں کہ اس کے پاس دنیا سے سوائے اس لباس کے کچھ نہیں ہے اور یہ ریاکاری کے دروازوں میں سے ہے پھر اگر وہ اصلاح و درستی کرنے میں سچا بھی ہو جیسے داؤد طائی سے کہا گیا تھا کہ آپ اپنی داڑہی کیوں درست نہیں کرتے تو فرمایا تھا کہ میں اس کے فکر سے دوسری طرف مشغول ہوں تاہم اسے یہ جاننا چاہئے کہ زاہد موصوف ٹھیک راہ نہیں چلا اس لئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآپ کے اصحاب کا طریقہ نہ تھا۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں میں کنگھی کرتے اور آئینہ دیکھتے اور خوشبو لگاتے اور تیل ملتے حالانکہ آپ سب خلق سے زیادہ آخرت میں مشغول تھے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما داڑہی میں حنا وکتم کا خضاب لگاتے حالانکہ سب صحابہ سے بڑہکر خوف رکھنے والے اور سب سے زیادہ زاہد تھے۔ اور جو کوئی ان اکابر سے بڑہکر رتبہ کا مدعی ہو تو اسکی طرف التفات بھی نہ کیا جائیگا۔ فصل بعضے زاہد ہمیشہ چپ رہنے کو لازم کر لیتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ ملنے سے جدا ہوجاتے ہیں۔ پس اپنے قبیح اخلاق سے ان کو ایذا دیتے ہیں

فقال لی بلی تحل فقلت ما قال هذا احد فقال والله لقد افتیت بهذا من ههنا الی البصرة

قال المصنف قلت فانظر ما یصنع الجهل باهله ویضاف الیه حفظ الجاه خوفا ان یری الزاهد

بعین الجهل وقد کان السلف ینکرون علی الزاهد مع معرفته بکثیر من العلم ان یفتی لانه

لم یجمع شروط الفتوی فکیف لو رأوا تخبیط المتزهدین الیوم فی الفتاوی بالواقعات وعن

اسماعیل بن شبیه قال دخلت علی احمد بن حنبل وقد قدم احمد بن حرب من مکة فقال لی

احمد من هذا الخراسانی الذی قدم قلت من زهده کذا وکذا ومن ورعه کذا وکذا فقال لا ینبغی

لمن یدعی ما یدعیه ان یدخل نفسه فی الفتیا فصل ومن تلبیسه علی الزهاد احتقارهم العلماء

وذمهم ایاهم فهم یقولون المقصود العمل ولا یفهمون ان العلم نور القلب ولو عرفوا مرتبة العلماء فی حفظ

الشریعة وانها مرتبة الانبیاء لعدوا انفسهم کالبکم عند الفصحاء والعمی عند البصراء والعلماء ادلة الطریق

والخلق وراءهم وسلیه هؤلاء یمشی وحده وفی الصحیحین من حدیث سهل بن سعد ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعلی

علیه السلام والله لئن یهدی الله بك رجلا واحدا خیر لك من حمر النعم

شبیه

ترجمہ تو کہا کہ نہیں بلکہ وہ حلال ہے تو مین نے کہا کہ یہ حکم کسی عالم نے نہیں دیا تو کہا کہ واللہ مین نے یہان سے بصرہ تک بھی فتوی دیا ہی۔ مصنف نے کہا کہ بھائیو دیکھو جاہلوں کے ساتھ جہالت کیا کرتی ہے اور زاہد میں جہالت کے ساتھ اپنے مرتبہ کی حفاظت ملجاتی ہے اس خوف سے کہ اسکو جہالت کی نظر سے دیکھا جاوے اور سلف کا طریقہ یہ تھا کہ زاہد کو باوجود معرفت کی بہت سی علوم میں فتوی دینے سے روکتے اور انکار کرتے تھے کیونکہ اسمیں فتوی دینے کی شروط جمع نہیں ہیں پھر بھلا اگر ہمارے زمانہ کی زاہدون کی خبطگی دیکھتے کہ واقعات میں کیسے فتوی دیتے ہین تو کس طرح سخت انکار کرتے اسمعیل بن شبیہ نے کہا کہ مین احمد بن حنبل کے پاس گیا ان دنون احمد بن حرب مکہ سے آئے تھے تو امام نے مجھ سے پوچھا کہ یہ خراسانی کون شخص ہی جو فی الحال وارد ہوا ہے مین نے کہا کہ زہد میں ایسا ایسا ہی اور تقوی میں ایسا ایسا ہے تو فرمایا کہ اسکو فتوی دینے میں داخل ہونا چاہیئے۔ باوجود ان صفات کے جنکو اپنی نفس کیواسطے مدعی ہو **فصل** ابلیس کی تلبیس ان جاہل زاہدون پر یہ بھی ہی کہ عالمون کی حقارت و مذمت کرتے ہین اور کہتی ہیں کہ علم کا مقصود یہی تھا کہ عمل کریں اور یہ نہیں سمجھتے کہ علم تو قلب کا نور ہی اور اگر یہ جہال زاہد عالمونکا مرتبہ جانتے کہ کیونکر اللہ تعالی نے انکی ذات سے شریعت کی حفاظت فرمائی ہی اور یہ انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ ہی تو یہ زہاد ان کے سامنے اپنے آپ کو ایسا سمجھتے جیسے فصحاء کے سامنے گونگا اور جیسے آنکھوں والون کے سامنے اندھا ہوتا ہی۔ اور علماء راہ کے دلیل ہین اور سب خلق ان کے پیچھے اور روانا آدمی اکیلا نہیں چلتا ہے۔ **صحیحین** مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ واللہ اگر تیری ذات سے اللہ تعالی ایک شخص کو ہدایت کرو دیدے تو تیرے واسطے سرخ اونٹوں کے گلہ سے بہتر ہے۔

رابعة تقول استغفر الله من قلة صدقي في قولي استغفر الله وقيل لها هل عملت عملا ترين انه يقبل منك فقالت ان كان فخوفي ان يرد علي فصل ومن تلبيس ابليس على قوم من الزهاد الذي دخل عليهم فيه من قلة العلم انهم يعملون بواقعاتهم ولا يلتفتون الى قول الفقيه قال ابن عقيل كان ابو اسحاق الخراز صالحا وهو اول من لقنني كتاب الله وكان من عادته الامساك عن الكلام في رمضان فكان يخاطب بآي القرآن فيما يعرض له من الحوائج فيقول في اذنه ادخلوا عليهم الباب ويقول لابنه في عشية الصوم من بقلها وقثائها امر له ان يشتري البقل فقلت له تعتقد هذا عبادة وهو معصية فصعب عليه فقلت ان هذا القرآن العزيز نزل في بيان احكام شرعية فلا يستعمل في اغراض دنياوية وما هذا الا بمثابة صرك السدر والاشنان في ورق المصحف او توسدك له فهجرني ولم يصغ الى الحجة قال المصنف قلت وقد يسمع الزاهد القليل العلم من العوام شيئا فيفتي به حدثني ابو حكيم ابراهيم بن دينار الفقيه ان رجلا استفتاه فقال ما تقول في امرأة طلقت ثلاثا فولدت ذكرا هل تحل لزوجها قال فقلت لا وكان عندي الشريف الدحالي وكان مشهورا بالزهد عظيم القدر بين العوام

ترجمہ۔ رابعہ سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے کس عمل کو سمجھتی ہیں کہ وہ مقبول ہوا ہو تو فرمایا کہ واہ اگر کچھ ہے تو یہ کہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ مجھ پر رد نہ کر دیا جاوے فصل یعنے زاہد جنکی کم علمی سے شیطان نے اپر قابو پایا ہے یہ تلبیس ڈالی کہ وہ لوگ اپنے واقعات پر عمل کرتے ہیں اور کسی فقیہ کے قول پر التفات نہیں کرتے ابن عقیل نے کہا کہ ابو اسحاق الخراز مرد صالح تھے اور انہیں نے سب سے اول مجھے قرآن تلقین کیا۔ ان کی یہ عادت تھی کہ رمضان میں بولنا چھوڑ دیتے تھے اور جو ضرورتیں ان کو لاحق ہوتیں اُن میں آیات قرآنی سے خطاب کرتے چنانچہ جس سے کہنا ہوتا کہ پاس آو۔ یعنی اجازت دیتے تو بجائے اس کے یہ آیۃ پڑھتے۔ ادخلوا علیہم الباب یعنی اے بنی اسرائیل اس قوم کفار پر دروازہ سے داخل ہو الخ اور تیسرے پہر کو اپنے بیٹے کو کہتے من بقلہا وقثائہا یعنی زمین کی ساگ وککڑی سے یعنی بیٹے کو حکم دیا کہ بازار سے ساگ خرید و۔ میں نے شیخ سے عرض کیا کہ آپ اسکو عبادت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ گناہ ہے یہ کلمہ اپر دشوار گزرا تو میں نے کہا کہ یہ قرآنمجید احکام شرعیہ بیان کرنے کے لئے اترا ہے تو اسکو دنیاوی اغراض میں استعمال نہیں کرسکتے ہیں۔ اور یہ ایسا ہے جیسے اوراق مصحف میں سدر اشنان رکھے یا اس کو تکیہ بناوے تو شیخ نے مجھے سخت سست کہا اور اس دلیل کی جانب التفات نہیں کیا مصنف نے کہا کہ زاہد کم علم کبھی عوام سے کوئی بات سنکر اسی کے موافق فتویٰ دیتا ہے چنانچہ مجھ سے ابو حکیم ابراہیم بن دینار الفقیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک مرد نے فتویٰ پوچھا کہ ایک عورت کو تین طلاق دی گئیں اس کے لڑکا ہوا تو کیا وہ عورت اپنے شوہر کو حلال ہے میں نے کہا کہ نہیں اور میرے پاس شریف الدحالی بیٹھے تھے اور یہ زاہد مشہور تھے اور عوام میں انکی بڑی قدر تھی +

فقال حاتم لا اجلس قال مسئلة اسئلك عنها قال فسلني قال حاتم قم فاستوجالسا حتى اسئلك فامر غلمانه فاسندوه فقال حاتم علمك هذا من اين جئت به فقال حدثني الثقات من الثقات من الائمة قال عمن اخذوه قال عن التابعين فقال والتابعون عن من اخذوه قال عن اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال واصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم عمن اخذوه قال عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ورسول الله صلى الله عليه وسلم من اين جاء به قال عن جبريل عليه السلام عن الله عز وجل قال حاتم ففيم اداه جبرئيل عن الله عز وجل الى النبي صلى الله عليه وسلم واداه النبي صلى الله عليه وسلم الى اصحابه واداه اصحابه الى تابعيهم فاداه التابعون الى الائمة واداه الائمة الى الثقات فاداه الثقات اليك هل سمعت في هذا العلم من كانت داره في الدنيا احسن وفراشه الين وزينته اكثر كان له المنزلة عند الله عز وجل اكثر قال لا قال فكيف سمعت قال سمعت من زهد في الدنيا ورغب في الاخرة واحب المساكين وقدم لآخرته كان عند الله عز وجل له المنزلة اكثر واليه اقرب قال له حاتم وانت بمن اقتديت بالنبي صلى الله عليه وسلم وباصحابه والتابعين ومن بعدهم والصالحين على اثرهم او بفرعون ونمرود اول من بنى بالجص والآجر يا علماء السوء الجاهل المتكالب على الدنيا الراغب فيها

ترجمہ تو حاتم نے کہا۔ کہ میں نہیں بیٹھونگا مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ قاضی نے کہا کہ پوچھو۔ حاتم نے کہا کہ اٹھکر سیدھے بیٹھو۔ تو پوچھوں۔ پس ابن مقاتل نے اپنے غلاموں کو حکم دیا۔ انہوں نے تکیہ لگاکر ان کو بٹھایا۔ حاتم اصم نے کہا کہ اپنا یہ علم تم کس سے لائے ہو۔ کہا کہ ہم کو ثقہ مشائخ نے ثقہ اماموں سے پہونچایا ہے۔ کہا کہ انہوں نے کس سے لیا ہے کہا کہ تابعین سے پوچھا کہ تابعین نے کس سے لیا ہے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اصحاب نے کس سے لیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کہاں سے لائے۔ کہا کہ جبرئیل علیہ السلام سے لیا ہے جنہوں نے اللہ تعالے سے اصل کیا ہے حاتم اصم نے کہا کہ پھر تم نے اس علم میں جو اللہ تعالی سے جبرئیل۔ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچایا اور حضرت نے تابعین کو اور تابعین نے آئمہ کو اور آئمہ نے ثقات کو اور ثقات نے تم کو پہونچایا ہے۔ یہ پایا کہ دنیا مین جس کا گھر سب سے بہتر اور بچھونا نرم اور زینت زیادہ ہو تو اُس کی منزلت اللہ تعالی کے نزدیک بڑی ہے قاضی نے کہا کہ نہین۔ پوچھا کہ پھر تم نے کیونکر سنا ہے۔ کہا کہ مین نے سُنا کہ جو دنیا مین زاہد ہوا۔ اور آخرت میں راغب ہوا۔ اور مساکین کو پسند کیا اور اپنی آخرت کا سامان بھیجا تو اللہ تعالے کے نزدیک اسکی منزلت زیادہ اور قرب زیادہ ہوگا۔ حاتم نے کہا۔ کہ پھر تم نے کس کی اقتدار کی۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب و تابعین و مابعد صالحین کی اقتدار کی یا کہ فرعون و نمرود کی اقتدار کی۔ جس نے سب سے پہلے گچ اور اینٹ سے عمارت بنوائی ہے۔ اے برے عالمو۔ تمہارے سبب سے جاہل جو دنیا پر ہزار جان سے گرا پڑتا ہے ٭

فصل ومما یعیبون به العلماء تقبیح العلماء فی بعض المباحات التی یتقوّون بها علی دراسة العلم وکذلک یعیبون جامع المال ولو فهموا معنی المباح لعلموا انه لا یذم فاعله وغایة الامر ان غیره اولی منه فیحسن بمن صلّی یعیب من نام بعد الفرض فنام وعن ابی عبد اللہ الخواص وکان من علیه اصحاب حاتم الاصم قال دخلنا مع حاتم البلخی الی الری ومعه ثلثمائة وعشرون رجلا یریدون الحج علیهم الصوف والزرمانقات لیس فیهم من معه جراب ولا طعام فنزلنا علی رجل من التجار متنسک فضافنا تلک اللیلة فلما کان من الغد قال لحاتم یا ابا عبد الرحمن الک حاجة فانی ارید ان اعود فقیها لنا هو علیل فقال حاتم ان کان لک فقیه علیل فعیادة الفقیه لها فضل کبیر والنظر الی الفقیه عبادة وانا اجیء معک وکان العلیل محمد بن مقاتل قاضی الری فقال له سر بنا یا ابا عبد الرحمن فجاؤا الی باب داره فاذا البوّاب فبقی حاتم متفکرا یقول یا رب دار عالم علی هذه الحال ثم اذن لهم فدخلوا فاذا دار قوراء والة حسنة وبزة وفرش وستور فبقی حاتم متفکرا ینظر حتی دخلوا الی المجلس الذی فیه محمد بن مقاتل واذا بفراش حسن وطیء وهو علیه راقد وعند راسه غلام وناس وقوف فقعد الرازی وبقی حاتم قائما فاومی الیه محمد بن مقاتل بیده اجلس

ترجمہ فصل۔ جن امور سے یہ لوگ علمار کو عیب لگاتے ہیں۔ ایک یہ کہ علمار بعض مباحات کو استعمال کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے قوت حاصل کریں تاکہ درس کا کام پورا کریں اور اسی طرح بعض علمار پر مال جمع کرنے کا عیب لگاتے ہیں اور اگر یہ لوگ مباح کے معنی سمجھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ایسے شخص کی مذمت نہیں ہو سکتی ہے۔ انتہار درجہ یہ ہے کہ جمع نہ کرنے والا جامع مال سے بہتر ہو۔ پھر کیا جس نے نماز فرض ادا کی اور سو رہا تو اسکو وہ شخص عیب لگاوے جو نماز پڑھتا رہا۔ یہ تو بہتر نہیں ہی ابو عبد اللہ الخواص نے کہا کہ ہمارے یہاں حاتم الاصم گزرے ہم انکے ساتھ معہ ان کے تین سو بیس (۳۲۰) مریدوں کے ری میں داخل ہوئے۔ سب حج کا قصد کرتے تھے اور وہ صوف کے کپڑے اور صوف کے جبے اتھین سے کسی کے پاس تھیلا یا طعام کچھ نہ تھا ہم لوگ ایک سوداگر کے پاس اترے اس لئے رات کو ہماری مہمانی کی دوسرے روز اس نے سے کہا کہ ای ابو عبد الرحمن آپکو کچھ ضرورت تو نہیں میں چاہتا ہوں کہ ہماری یہاں ہمارا فقیہ بیمار ہی اسکی عیادت کروں حاتم نے کہا کہ اگر تیرا فقیہ بیمار ہی تو فقیہ کی عیادت کی بڑی فضیلت ہی اور اسکا دیکھنا عبادت ہی اور میں تمہاری ساتھ چلتا ہوں اور بیمار محمد بن مقاتل ری کی قاضی تھی۔ پس یہ سب لوگ قاضی کے دروازے پر آئے دیکھا تو دربان موجود ہی تو حاتم اصم رہ متفکر ہو گئے کہ عالم کی دروازے کی یہ حال ہی پھر قاضی نے انکو اجازت دی تو داخل ہو کر کیا دیکھتے ہیں کہ مکان چمکتا ہوا اور اسباب خوب موجود ہی اور کپڑے عمدہ و فرش و پردے ہیں حاتم اصم متفکر ہو کر دیکھنے لگے جب اس مجلس میں داخل ہوئے جہاں محمد بن مقاتل تھے تو دیکھا کہ عمدہ بچھونا ہی اس پر لیٹے ہیں اور سرہانے سورچل ہی اور لوگ کھڑے ہیں پھر سوداگر رازی بیٹھ گئے اور حاتم کھڑے رہے تو محمد بن مقاتل نے انکو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ

ال فاین قصور اهله وقصور اصحابه وازواجه قالوا ما کان لهم قصور انما کانت
لهم بیوت لاطیة قال حاتم یاقوم فهذه مدینة فرعون قال فلببوه وذهبوا به الی الوالی
قالوا هذا العجمی یقول هذه مدینة فرعون فقال الوالی لم قلت ذلك قال حاتم لا تعجل علی ایها
الامیر انا رجل غریب دخلت هذه المدینة فسألت ای مدینة هی قالوا مدینة رسول الله صلی الله علیه وسلم
قلت واین قصر رسول الله صلی الله علیه وسلم وقصور اصحابه قالوا انما کانت لهم بیوت لاطیة وسمعت الله عز وجل یقول
لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة فانتم بمن تأسیتم برسول الله صلی الله علیه وسلم او بفرعون
قال المصنف قلت الویل للعلماء من الزاهد الجاهل الذی یقتنع بعلمه فیری الفضل فرضا فان الذی انکره
مباح والمباح ما اذن فیه والشرع لا یاذن فی شئ ثم یعاتب علیه فما اقبح الجهل ولو انه قال لهم لو قصرتم مما انتم
فیه لیقتدی الناس بکم کان اقرب حاله ولو سمع هذا بان عبد الرحمن بن عوف والزبیر وابن مسعود وفلانا وفلانا
من الصحابة خلفوا اموالا عظیما اتراه ماذا کان یقول وقد اشتری تمیم الداری حلة بالف درهم کان یقوم فیها بالليل
ففرض الزاهد التعلم من العلماء فاذا لم یتعلم فلیسکت

ترجمہ حاتم نے کہا کہ پھر آپ کی خاندان اور اصحاب و ازواج کے محل کہان ہیں تو لوگون نے کہا کہ ان کے محل نہ تھے بلکہ ان کی مکانات
کچے تھے تو حاتم نے کہا کہ اے لوگو پھر یہ شہر فرعون ہے یہ کلمہ سنکر لوگوں نے حاتم کو گالیاں دین اور پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے
اور بیان کیا کہ یہ عجمی کہتا ہے کہ یہ شہر فرعون ہے حاکم نے کہا کہ تو نے ایسا کلمہ کیون کہا حاتم نے کہا کہ اے امیر جلدی نہ فرمایئے
مین ایک پردیسی ہون۔ جب اس شہر میں داخل ہوا تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شہر ہے جواب ملا کہ شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہے تو مینے کہا کہ محل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہان ہے اور آپ کے اصحاب کے محلات کہان ہیں تو لوگون نے کہا کہ اُن
بزرگوں کے محلات نہ تھے بلکہ کچے گھر تھے اور مین نے قرآن مجید مین سُنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لقد کان لکم الخ یعنی رسول اللہ
کی پیروی میں تمہاری بہتری ہے اب تم لوگ مجھے بتلادو کہ تم نے کس کی پیروی کی ہے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ
کے اصحاب کی پیروی کی یا کہ فرعون کی پیروی کی مصنف ؒ نے کہا کہ جاہل زاہد سے علماء کے حق میں افسوس ہے کہ جاہل
زاہد اپنے علم پر بھروسا کر کے فضیلت کو بھی فرض سمجھتا ہی کیونکہ حاتم نے جن امور کا اول سے آخر تک انکار کیا وہ مباح ہین
اور مباح میں شرع نے اجازت دی ہے اور جس چیز کی اجازت دی اسمین عتاب و عذاب نہین فرمایا جائیگا اب غور کرو
کہ جہالت کیسی قبیح چیز ہے ہان اگر حاتم ان علماء سے اسیقدر کہتے کہ یارو جس حالت میں تم لوگ پڑے ہو اگر اسمین کمی کرتے
کہ عوام الناس تمہاری اقتدار کرتے تو یہ کلام مناسب تھا اور دیکھو اگر یہ زاہد سنتا کہ عبد الرحمن بن عوف و زبیر و ابن مسعود و
فلان فلان صحابہ نے اموال عظیمہ چھوڑی تو بھلا تمہاری رائے مین یہ زاہد کیا کہتا اور تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے ہزار درم کو ایک حلہ
خرید اتھا اسکو پہنکر رات مین نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تھے بالجملہ زاہد پر فرض یہ ہی کہ عالموں سے علم سیکھے اور اگر نہ سیکھے تو خاموش رہے

يقول هذا العالم على هذه الحالة الا اكون انا قال فخرج من عنده وازداد محمد بن مقاتل مرضا وبلغ اهل الري ما جرى
بين حاتم وابن مقاتل فقالوا لحاتم ان محمد بن عبيد الطنافسي بقزوين اكثر شيئا من هذا فصار اليه فدخل عليه
الخلق حيد تهم فقال له رحمك الله انا رجل اعجمي جئتك لتعلمني مبدأ ديني ومفتاح صلاتي كيف اتوضأ
للصلوة فقال نعم وكرامة يا غلام اناء فيه ماء فجاء باناء فيه ماء فقعد محمد بن عبيد فتوضأ ثلثا ثلثا ثم قال له
هكذا فتوضأ قال حاتم مكانك رحمك الله حتى توضأ بين يديك ليكون اوكد لما اريد فقام الطنافسي وقعد
حاتم مكانه فتوضأ وغسل وجهه ثلثا حتى اذا بلغ الذراع غسل اربعا فقال الطنافسي اسرفت قال حاتم
فيما ذا اسرفت قال غسلت ذراعك اربعا قال يا سبحان الله انا في كف واحد اسرفت وانت في جميع
هذا الذي اراه كله لم تسرف فعلم الطنافسي انه اراده بذلك فدخل البيت ولم يخرج الى الناس
اربعين يوما وخرج حاتم الى الحجاز فلما صار الى المدينة احب ان يخصم علماء المدينة فلما دخل المدينة
قال فاين قصر رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اذهب اليه واصلي فيه ركعتين قالوا ما كان لرسول الله قصر انما كان له بيت لاطئ

ترجمہ یہ کہے گا کہ جب یہ عالم اس طرح پر ہے۔ تو میں کیوں نہو جاؤں۔ اور حاتم وہاں سے نکل آئے اور محمد بن مقاتل کا مرض زیادہ بڑھ
گیا۔ اور رے کے لوگوں نے یہ ماجرا جو حاتم وابن مقاتل کے درمیان واقع ہوا تھا۔ سب سنا تو حاتم سے کہا کہ قزوین مین محمد بن عبید
الطنافسی کا محل و دولت و سامان اس سے بھی زیادہ ہی۔ تو حاتم روانہ ہو کر محمد بن عبید کی پاس پہونچے ان کے پاس ایک جماعت
کثیر موجود تھی جنکو حدیث سناتے تھے اُنسے کہا کہ خدا تم پر رحم کرے مین ایک شخص عجمی ہوں اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے
میری نماز کی کنجی اور مبداُ دین سکھلا دیجے کہ وضو کیونکر کرتے ہیں محمد بن عبید نے کہا کہ بہت تکریم وخوشی کیساتھ سکھلاؤنگا
اے غلام برتن مین پانی لاؤ۔ پس وہ لایا تو محمد بن عبید نے تین بار وضو کر کے فرمایا۔ کہ اسی طرح وضو کیا کرو۔ حاتم نے کہا۔
کہ ذرا ٹھہر جائیے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے تاکہ میں آپ کے سامنے وضو کر لوں۔ تاکہ خوب مستحکم ہو جائے پس محمد بن عبید
کھڑے ہو گئے اور حاتم نے وضو کرنا شروع کیا۔ اور تین بار مُنہ دہویا۔ جب ہاتھوں کی باری آئی تو چار مرتبہ ہاتھ دھویا۔ طنافسی
نے کہا کہ تم نے اسراف کیا۔ حاتم نے کہا کہ کس چیز میں اسراف کیا۔ کہا کہ تم نے ہاتھ چار مرتبہ دہویا تو حاتم نے کہا ای سبحان اللہ مین
فقط ایک ہاتھ میں اسراف کا ملزم ہوا اور آپ اس تمام سامان مین جو دیکھ رہا ہوں کچھ مسرف نہ ہوئے طنافسی رہ نے جانا کہ اس شخص
نے اسی کے واسطے میرا قصد کیا تھا۔ پس وہ گھر چلے گئے۔ اور چالیس روز تک لوگوں کے پاس نہ نکلے۔ حاتم وہاں سے حجاز کو
گئے۔ جب مدینہ پہونچے تو جانا۔ کہ وہاں کے علماء کو بھی قائل کریں۔ پس جب مدینہ میں داخل ہوئے۔
تو پوچھا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا محل کہان ہے تاکہ میں وہاں جاکر دو رکعت نماز پڑھوں
لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا محل نہ تھا بلکہ آپ کے واسطے ایک کچی کوٹھری تھی +

لمشابهتهم اليه في الانقطاع الى الله سبحانه فتسموا بالصوفية وعن ابن سعيد الحافظ قال سألت وليد بن القاسم الى اى
شئ نسب الصوفي فقال كان قوم في الجاهلية يقال لهم صوفة انقطعوا الى الله عز وجل ووطنوا الكعبة فمن تشبه
بهم فهم الصوفيه قال عبد الغني فهؤلاء المعروفون بصوفة ولد الغوث بن مر اخي تميم بن مر وعن
الزبير بن بكار قال كانت الاجازة بالحج للناس من عرفة الى الغوث بن مر بن اد بن طابخة ثم كانت في
ولده وكان يقال لهم صوفة وكان اذا حانت الاجازة قالت العرب اجاز صوفة قال الزبير قال ابو عبيدة
وصوفة وصوفان يقال لكل من ولي من البيت شيئاً من غير اهله اذا قام لشئ من امر المناسك
يقال لهم صوفة وصوفان وعن ابن السائب الكلبي قال انما سمي الغوث بن مر صوفة لانه كان لا يعيش لامه
ولد فنذرت لئن عاش لتعلقن برأسه صوفة ولتجعلنه ربيط الكعبة ففعلت
فقيل صوفة ولولده من بعده وعن عقال بن شبة
قال قالت ام تميم بن مر وولدت نسوة فقالت لله علي ان ولدت غلاما لاعبدنه
للبيت فولدت الغوث بن مر فلما ربطته عند البيت اصابه الحر فمرت به وقد سقط واسترخى

ترجمہ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف انقطاع مین اُس کے ساتھ مشابہ ہوئے تو اپنا نام صوفیہ رکھا۔ **ابو سعید**
الحافظ رحمہ نے کہا۔ کہ مین نے ولید بن القاسم سے پوچھا کہ یہ صوفی کیا نسبت ہے۔ تو اُنھوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت
مین ایک قوم تھی جن کو صوفہ کہتے تھے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے واسطے الگ ہو گئے تھے۔ اور کعبہ مین وطن کر لیا تھا
تو جو کوئی اُن سے مشابہ ہو وہ صوفیہ ہے **عبد الغنی** نے کہا کہ ایسے لوگ معروف بصوفہ یعنی صوفہ کی طرف منسوب
ہین جو تمیم بن مر کے بھائی غوث بن مر کا فرزند تھا۔ زبیر بن بکار نے کہا کہ عرفہ سے لوگون کو حج کی اجازت دینا غوث بن مر
اد بن طابخہ کے حوالے تھی پھر اُس کے فرزند مین رہی اُس کو لوگ صوفہ کہتے تھے اور جب اجازت کا وقت آتا تو عرب کہتے
کہ اے صوفہ آپ نے اجازت دی۔ زبیر نے کہا کہ **ابو عبیدہ** رحمہ نے بیان کیا کہ **صوفہ** اور **صوفان** ہر ایسے شخص کو کہتے ہین
جو بیت اللہ والون کے سوائے دوسرے لوگون سے امر البیت کا متولی ہو جب کہ مناسک حج مین سے کسی چیز کا سرانجام
اُس کے تعلق ہو تو اُن کو صوفہ و صوفان کہتے ہین **ابن السائب الکلبی**رح نے کہا کہ غوث بن مر کا نام صوفہ اس لیے ہوا
کہ اُس کی مان کا کوئی لڑکا نہین جیتا تھا۔ اُس نے نذر مانی کہ اگر جیتا رہے۔ تو اُس کے سر مین صوف باندھیگی اور اُس کو
کعبہ کی خدمت سے مربوط کر دیگی یعنی ہمیشہ کعبہ کے پاس رہکر خدمت کرتا رہے گا پھر اُس نے اپنی نذر پوری کی تو اُس لڑکے
کا نام صوفہ پڑ گیا۔ اور جو اُس کی اولاد ہوئی وہ بھی صوفہ کھلائی **عقال** بن شبہ نے کہا کہ تمیم بن مر کی مان کی لڑکیان زیادہ
ہوئین تو اُس نے کہا کہ مجھپر للہ نذر ہے کہ اگر لڑکا ہوا تو مین اُس کو بیت اللہ کی خدمت کے واسطے دیدونگی تو غوث پیدا ہوا
اُس کی مان نے عہد کے موافق اُسکو خانہ کعبہ کی پاس باندہ دیا جب اُس کو سخت دھوپ لگی تو گر پڑا۔ یہ عورت اُدھر آئی

وعن مالك بن دينار يقول ان الشيطان ليلعب بالقراء كما يلعب الصبيان بالجوز وعن حبيب الفارسی
يقول والله ان الشيطان ليلعب بالقراء كما يلعب الصبيان بالجوز قال المصنف قلت المراد بالقراء الزهاد
وهذا اسم قديم لهم معروف الباب العاشر فی ذكر تلبيس ابليس على الصوفية قال المصنف
الصوفية من جملة الزهاد وقد ذكرنا تلبيس ابليس على الزهاد الا ان الصوفية انفردوا عن الزهاد
بصفات واحوال وتوسموا بسمات فاحتجنا الى افرادهم بالذكر والتصوف طريقة كان ابتداؤها
الزهد الكلی ثم ترخص المتسمون بها فی السماع والرقص فمال اليهم طلاب الآخرة من العوام لما يظهرونه من الزهد ومال
اليهم طلاب الدنيا لما يرون عندهم من الراحة واللعب فلا بد من كشف تلبيس ابليس عليهم فی طريق
القوم ولا ينكشف ذلك الا بكشف اصل هذه الطريقة وفروعها وشرح امورها والله الموفق
فصل قال المصنف كانت النسبة فی زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الاسلام والايمان فيقال مسلم ومؤمن ثم حدث اسم زاهد وعابد
ثم نشأ اقوام تعلقوا بالزهد والتعبد فتخلوا عن الدنيا وانقطعوا الى العبادة واتخذوا فی ذلك طريقة تفردوا بها واخلاقا تخلقوا بها
وراوا ان اول من انفرد به بخدمة الله سبحانه عند بيته الحرام رجل يقال له صوفة واسمه الغوث بن مر فانتسبوا اليه

ترجمہ۔ مالک بن دینار فرمایا کرتے ہیں کہ قاریوں کے ساتھ شیطان کھیل کرتا ہے جیسے لڑکے اخروٹ سے کھیلا کرتے ہیں حبیب
عجمیؒ کہا کرتے کہ شیطان قاریوں سے واللہ ایسے کھیلتا ہے۔ جیسے لڑکے اخروٹ سے کھیلتے ہیں مصنفؒ نے کہا کہ قاریون سے
زاہد مراد ہیں۔ اور یہ قدیم سے انکا متواتر نام معروف ہی **باب دہم** صوفیوں پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنفؒ نے کہا کہ صوفیہ
زاہدوں میں سے ایک قوم ہے اور ہم نے زاہدوں پر تلبیس ابلیس کا بیان لکھدیا ولیکن چند صفات واحوال میں صوفیہ اُن سے جدا ہیں
اور اپنے واسطے کچھ نشانات وعلامات خاص کر لئے ہیں لہذا ہم انکا ذکر علیحدہ بیان کرتے ہین تصوف ابتدا میں زہد کلیہ کا نام تہا پھر
لوگ تصوف کیطرف منسوب ہوئے اونہوں نے سماع ورقص کی اجازت دی تو عوام میں سے جو لوگ آخرت کے طالب ہوئے وہ انکی
طرف جھک پڑے اسوجہ سے کہ یہ لوگ زہد ظاہر کرتے تھے اور دنیا کے طالب بھی ان کی طرف جھک پڑے کیونکہ ان کے پاس راحت
وکھیل کو دنظر آیا تو ضرور ہوا کہ اس قوم کے طریقہ مین جو تلبیس ابلیس نے اُنپر ڈالی ہی اسکا حال کہول دینا چاہئے اور یہ جبھی ممکن ہے
کہ اس طریقہ کا اصل وفرع بیان ہو۔ اور اس کے امور کی شرح بیان کی جاوے **فصل** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ مین نسبت اسلام وایمان کی طرف ہوتی چنانچہ مسلم یا مومن کہا جاتا پھر پیچھے زمانہ میں زاہد وعابد وغیرہ نام پیدا ہوئے
پھر کچھ قومین پیدا ہوئیں۔ جنہوں نے زہد وعبادت سے تعلق کرکے دنیا سے انقطاع کر لیا اور عبادت کے واسطے علیحدہ
ہو گئے۔ اور اس میں ایک طریقہ بنا کر متفرد نام وطریقہ سے ممتاز ہوئے۔ اور کچھ اخلاق خاص کر لئے۔ جو اُن
کے سوائے دوسروں میں نہ ہوں۔ اور انہوں نے دیکھا۔ کہ بیت اللہ کے پاس خدمت کے واسطے جو شخص سب
سے اول منفرد ہوا تہا اس کا لقب **صوفہ** تہا اور نام **غوث بن مر** تہا۔ پس اس کی طرف منسوب ہوئے

وانما اکلوا من الصدقة ضرورة فلما فتح الله علی المسلمین استغنوا عن تلک الحال وخرجوا ونسبة الصوفی الی اهل الصفة غلط لانه لو کان ذلک لقیل صفی وقد ذهب قوم الی انه من الصوفانة وهی بقلة رعناء قصیرة فنسبوا الیهم لاجتزائهم بنبات الصحراء وهذا غلط ایضا لانه لو نسب الیها لقیل صوفانی وقال اخرون هو منسوب الی صوفة القفاء وهی الشعرات النابتة فی مؤخره کان الصوفی عطف به الی الحق وصرف عن الخلق وقال اخرون بل هو منسوب الی الصوف وهذا یحتمل والاول اصح وهذا الاسم ظهر للقوم قبل سنة مائتین ولما اظهره اوائلهم تکلموا فیه وعبروا عن صفته بعبارات کثیرة وحاصلها ان التصوف عندهم ریاضة النفس ومجاهدة الطبع برده عن الاخلاق الرذیلة وحمله علی الاخلاق الجمیلة من الزهد والحلم والصبر والاخلاص والصدق الی غیر ذلک من الخلال الحسنة التی یکسب المدائح فی الدنیا والثواب فی الاخرة وعن الجنید بن محمد قال سئل عن التصوف فقال الخروج عن کل خلق ردی والدخول فی کل خلق سنی وعن محمد بن حنیف قال رویم کل الخلق قعدوا علی الرسوم وقعدت هذه الطائفة علی الحقائق وطالب الخلق کلهم انفسهم بظواهر الشرع و طالبوهم انفسهم بحقیقة الورع ومداومة الصدق

ترجمہ اور صدقہ بضرورت کھایا۔ پھر جب اللہ تعالی نے مسلمانون پر فتح دے کر اُن کو مستغنی کر دیا تو یہ لوگ نکل کر چلے گئے اور صوفی کی نسبت اہل الصفہ کی طرف وجوہ بالا کے لحاظ سے غلط ہی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صفی کہا جاتا۔ اور ایک قوم اُس طرف گئی کہ صوفی لیا گیا ہے صوفانہ سے جو ایک خوشنما خودرو ساگ چھوٹا چھوٹا ہوتا ہے۔ تو اُسی کی طرف منسوب کیے گئے۔ کیونکہ یہ لوگ بھی جنگل کے ساگ پات پر کفایت اختیار کرتے ہین اور یہ بھی غلط ہی کیونکہ اگر اُس طرف نسبت ہوتی تو صوفانی کہا جاتا اور ایک اور جماعت نے کہا کہ صوفی منسوب ہے صوفة القفا کی طرف وہ چند بال گدی کے آخر مین جمتے ہین گویا صوفی اس سے حق کی طرف متوجہ اور خلق سے منہ پھیرے ہے۔ اور دیگر جماعت نے کہا کہ صوفی منسوب ہے طرف صوف کے اور یہ ہوسکتا ہے اور قول اول یعنی صوف کی طرف منسوب ہونا صحیح ہے اور یہ نام اس قوم کے واسطے ۲۰۰ ہجری سے پہلے ظاہر ہوا۔ اور جب صوفیون کے اول لوگون نے تصوف ظاہر کیا تو اس کے معنی مین کلام کیا۔ اور اُس کی صفت عبارات کثیرہ کے ساتھ بیان کی اُس کا حاصل یہ کہ تصوف اُن کے نزدیک اُس کا نام ہے کہ نفس کو کوشش و ریاضت سے اخلاق رذیلہ سی پھیرے اور اخلاق جمیلہ مانند زہد و حلم و صبر و اخلاص و صدق وغیرہ خصائل حسنہ پر آمادہ کرے جن سے دنیا مین مدح اور آخرت مین ثواب حاصل ہوتا ہے **حسین بن محمد** سے تصوف پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہر بُرے اخلاق سے نکلنا اور نیک خلق مین داخل ہونا **محمد بن حنیف** نے کہا۔ کہ رویم رح کہتے تھے کہ کل مخلوق تو رسوم پر بیٹھ گئی۔ اور یہ گروہ صوفیہ حقایق پر بیٹھا۔ اور سب خلق نے اپنے نفس سے ظواہر شرع کی درستی چاہی اور اس گروہ نے اپنے نفس سے حقیقت تقوے و مداومت صدق چاہا + + + + + +

فقالت ماصار ابنی الا صوفه فسمی صوفه وکان الحج واجازة الناس من عرفة الی منی ومن منی الی مکة لصوفه فلم یزل الاجازة الی عقب صوفه حتی اخذ تها عدوان فلم تزل فی عدوان حتی اخذ تها قریش فصل قال المصنف وقد ذهب قوم الی ان التصوف منسوب الی اهل الصفة وانما ذهبوا الی هذا لانهم رأوا اهل الصفة علی ما ذکرنا من صفة صوفه فی الانقطاع الی الله سبحانه وملازمة الفقر فان اهل الصفة کانوا فقراء یقدمون علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وما لهم اهل ولا مال فبنیت لهم صفة فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم وقیل اهل الصفة وعن الحسن قال بنیت صفة لضعفاء المسلمین فجعل المسلمون یوغلون الیها ما استطاعوا من خیر فکان رسول الله صلی الله علیه یاتیهم فیقول السلام علیکم یا اهل الصفة فیقولون وعلیک السلام یا رسول الله فیقول کیف اصبحتم فیقولون بخیر یا رسول الله وعن ابی ذر قال کنت من اهل الصفة وکنا اذا امسینا حضرنا باب رسول الله صلی الله علیه وسلم فیامر کل رجل فینصرف برجل فیبقی من بقی من اهل الصفة عشرة او اقل فیوتی النبی صلی الله علیه وسلم بعشائه فنتعشی معه فاذا فرغنا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ناموا فی المسجد قال المصنف قلت وهاؤلاء القوم انما قعدوا فی المسجد ضرورة

ترجمہ تو کہنے لگی کہ یہ صوفہ ہو گیا یعنی جیسے صوف کا ٹکڑا ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا نام صوفہ ہوا۔ پھر صوفہ کے متعلق یہ تھا۔ کہ لوگون کو حج کراوے اور ان کو عرفہ سے منی کی اور منی سے مکہ کی اجازت دینا صوفہ کے تعلق تھا اور برابر یہ اجازت صوفہ کے اولاد مین رہتی آئی۔ یہانتک کہ عدوان نے لے لی پھر برابر عدوان مین چلی آئی۔ یہان تک کہ اُن سے قریش نے لی + **فصل مصنف** رح نے کہا کہ ایک قوم اُس طرف گئی ہے کہ تصوف اہل صفہ کی طرف منسوب ہے یہ اس لیے کہ انہون نے دیکھا کہ اہل صفہ بھی اُسی صفت پر تھے جو ہم نے صوفہ کے حال مین بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع تھے اور ہمیشہ فقیر رہتے کیونکہ اہل صفہ محتاج تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے اُن کے پاس مال تھا نہ اہل وعیال۔ پس اُن کے لئے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک صفہ بنا دیا گیا تھا **حسن** رح سے روائت ہے۔ کہ ضعفا مسلمین کے لیے صفہ بنا دیا گیا تھا۔ تو مسلمانون نے جہان تک جس سے ہو سکتا وہان کھانا وغیرہ پہونچایا کرتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آیا کرتے اور فرماتے کہ السلام علیکم یا اہل الصفہ۔ وہ جواب دیتے۔ کہ وعلیک السلام یا رسول اللہ۔ پھر فرماتے۔ کہ کیف اصبحتم۔ تو وہ جواب دیتے کہ ہم نے خیریت کے ساتھ صبح کی یا رسول اللہ۔ **ابو ذر** رح نے کہا۔ کہ مین اہل الصفہ مین تھا۔ اور جب شام ہوتی۔ تو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہوتے۔ پس آپ ہر شخص کو حکم دیتے کہ وہ ایک شخص کو اپنے ساتھ لے جاتا پھر جو لوگ اہل الصفہ مین سے دس یا کم وبیش رہجاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عشا کا کھانا لایا جاتا پس ہم لوگ آپکے ساتھ کھاتے جب فارغ ہوتے تو ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جا کر مسجد مین سو رہو **مصنف** رح نے کہا کہ ان صحابہ نے بضرورت مسجد مین قیام کیا۔

فكأنهم تخايلوا شخصا استحسن الصورة فهاموا به هؤلاء بين الكفر والبدعة ثم تشعبت بأقوام منهم الطرق
ففسدت عقائدهم فمنهم من قال بالحلول ومنهم من قال بالاتحاد وما زال ابليس يخبطهم بفنون البدع حتى
جعلوا لانفسهم سننا وجاء ابو عبد الرحمن السلمي فصنف لهم كتاب السنن وجمع لهم حقائق التفسير فذكر عنهم فيه
العجب من تفسيرهم القرآن بما يقع لهم من غير اسناد ذلك الى اصل من اصول العلم وانما حملوه على مذاهبهم فالعجب من
ورعهم في الطعام وانبساطهم في القرآن وعن محمد بن يوسف القطان النيسابوري قال كان ابو عبد الرحمن السلمي
غير ثقة ولم يكن سمع من الاصم الا شيئا يسيرا فلما مات الحاكم ابو عبد الله بن البيع حدث عن الاصم بتاريخ
يحيى بن معين باشياء كثيرة سواه وكان يضع للصوفية الاحاديث قال المصنف قلت وصنف لهم ابو نصر السراج
كتابا سماه لمع الصوفية ذكر فيه من الاعتقاد القبيح والكلام المرذول ما سنذكر منه جملة ان شاء الله وصنف لهم
ابو طالب المكي قوت القلوب فذكر فيه الاحاديث الباطلة وما لا يستند فيه الى اصل
من صلوات الايام والليالي وغير ذلك من الموضوع وذكر فيه الاعتقاد
الفاسد وردد فيه قوله قال بعض المكاشفين وهذا كلام فارغ

ترجمہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ایک اچھی صورت کے شخص کا خیال باندھا اُسی میں محو ہو گئے یہ لوگ کفر و بدعت کے
درمیان ہیں۔ پھر ان لوگوں سے چند اقوام نے کچھ طریقے نکالے لہذا ان کے عقائد میں فساد آگیا بعض حلول کے قائل ہوئے
بعض اتحاد میں پڑ گئے اسی طرح شیطان اُن کو انواع انواع بدعتوں سے بہکاتا رہا یہانتک کہ انھوں نے اپنے لئے نئی سنتیں قرار دیں
ابو عبد الرحمن سلمی نے آکر اُن کے لئے کتاب السنن تصنیف کی اور تفسیر کے حقائق جمع کئے اور صوفیہ نے جو قرآن کی عجیب عجیب
تفسیریں بدون اسناد کے بیان کی ہے اُس کا تذکرہ کیا۔ اور جو کچھ وہ اپنے واقعہ میں دیکھتے جس کو علم کے اصول میں سے کسی اصل
کی طرف مستند نہیں کرتے اُس کا بیان کیا اور صرف اُس کو اپنے مذہب پر محمول کیا تعجب تو یہ ہے کہ یہ لوگ کھانے پینے میں
ورع اختیار کرتے ہیں۔ اور قرآن میں بے تکلف جو چاہتے ہیں کہہ گذرتے ہیں محمد بن یوسف قطان نیشاپوری نے کہا
کہ ابو عبد الرحمن سلمی ثقہ نہیں ہے اور اصم سے اُن کا سماع کچھ یونہیں تھوڑا سا ثابت ہے جب حاکم ابو عبد اللہ بن البیع انتقال
کر گئے تو ابو عبد الرحمن نے اصم سے تاریخ یحیی بن معین میں بہت سے اشیاء بیہودہ روایت کیں اور صوفیہ کے لئے حدیثیں بنایا
کرتے تھے مصنفؒ نے کہا صوفیہ کے لئے ابو نصر سراج نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام لمع الصوفیہ رکھا۔
اُس میں عجیب بڑے عقیدے بیان کئے۔ اور مہمل گفتگو کی جس کا کسی قدر بیان ہم آگے چل کر انشاء اللہ کریں گے
اور ابو طالب مکی نے قوت القلوب تصنیف کی جس میں باطل حدیثیں بغیر کسی اصل کی طرف اسناد کئے لکھی
ہیں۔ مثلاً رات اور دن میں نمازیں پڑھنا وغیرہ جو بالکل موضوع ہیں اور بر فاسد عقائد اُس میں بیان کئے اور اس
قول کو بار بار لکھا ہے قال بعض المکاشفین یعنی بعض اہل کشف نے ایسا کہا ہے حالانکہ یہ مقولہ محض خیالی بات ہے

قال المصنف وعلی هذا کان اوائل القوم فلبس ابلیس علیهم فی اشیاء ثم لبس علی من بعدهم من تابعیهم فکلما مضی قرن زاد طمعه فی القرن الثانی فزاد تلبیسه علیهم الی ان تمکن من المتاخرین غایة التمکن وکان اصل تلبیسه علیهم انه صدهم عن العلم واراهم ان المقصود العمل فلما اطفأ مصباح العلم عندهم تخبطوا فی الظلمات فمنهم من اراه ان المقصود ترك الدنیا فی الجملة فرفضوا ما یصلح ابدانهم وشبهوا المال بالعقارب ونسوا انه خلق للمصالح وبالغوا فی الحمل علی النفوس حتی انه کان فیهم من لا یضطجع وهؤلاء کانت مقاصدهم حسنة غیر انهم علی غیر الجادة وفیهم من کان لقلة علمه یعمل بما یقع الیه من الاحادیث الموضوعة وهو لا یدری ثم جاء اقوام فتکلموا فی الجوع والفقر والوساوس والخطرات وصنفوا فی ذلك مثل الحارث المحاسبی وجاء آخرون فهذبوا مذهب التصوف وافردوه بصفات میزوه بها من الاختصاص بالمرقعة والسماع والوجد والرقص والتصفیق وتمیزوا بزیادة النظافة والطهارة ثم ما زال الامر ینمی والاشیاخ یضعون لهم اوضاعا ویتکلمون بواقعاتهم ویتفق بعدهم من العلماء لا بل رؤیتهم فاهم فیه اولی العلوم حتی سموه بالعلم الباطن وجعلوا علم الشریعة العلم الظاهر ومنهم من خرج به الجوع الی الخیالات الفاسدة فادعی عشق الحق والهیمان فیه

ترجمہ مصنف رحمہ اللہ نے کہا کہ اوائل قوم کا یہی حال تھا۔ پھر ابلیس نے ان پر چند چیزون مین تلبیس کی پھر ان کے بعد والون پر تلبیس کی۔ اسی طرح جب کوئی زمانہ گزرا تو دوسرے زمانہ والون پر ابلیس کی طمع بڑھی اور اُس نے تلبیس زیادہ کی یہانتک کہ متاخرین مین اس نے پورا قابو حاصل کر لیا۔ اور اصل تلبیس یہ کہ اُن کو علم سے روکا اور یہ دکھلایا کہ عمل اصلی مقصود ہے تو جب علم کا چراغ گل ہوا تو اندھیرے مین ٹاک ٹوئیان مارنے لگے بعض صوفیہ وہ ہین۔ جن کو شیطان نے یہ بات دکھلا دی کہ مقصود اصلی دنیا کو بالکل ترک کر دینا ہے لہذا انھون نے بدن کی اصلاح کرنے والی چیزین چھوڑ دین اور مال کو مار و کژدم سے تشبیہ دی۔ اور یہ فراموش کر دیا کہ مال مصلحتون کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اپنے نفسون پر بار ڈالنے اور حملہ کرنے مین مبالغہ کیا حتے کہ بعض ایسے ہین جو لیٹتے نہین ان لوگون کے مقاصد واقعی اچھے تھے مگر تصوف کے طریق شرع کے خلاف ہین بعض صوفیہ بوجہ کم علمی کے جو موضوع حدیثین اُن کو ملتی ہین انہین پر عمل کرتے ہین اور کچھ خبر نہین رکھتے ایک قوم ان کے لئے ایسی نکل آئی جنھون نے اُن کے واسطے فقر و فاقہ وساوس و خطرات کے بارے مین کلام کیا۔ اور کتابین تصنیف کین مثلاً حارث محاسبی پھر کچھ لوگ ایسے آئے کہ انھون نے مذہب تصوف کو ترتیب دی اور اُس مذہب کو خاص صفات کے ساتھ ممتاز کیا مثلاً مرقع اور سماع اور وجد اور رقص اور تالیان بجانا وغیرہ اور طہارت و نظافت کی زیادتی سے تمیز بخشی بعد ازان اس امر مین ترقی ہوتی رہی اور شیوخ لوگ اُن کے لیے نئے طریقے ایجاد کرتے رہے اور اپنے واقعات سے گفتگو کرتے رہے کچھ اسوجہ سے نہین کہ علماء سے دور رہے بلکہ اپنی حالت کو دیکھکر سمجھ بیٹھے کہ یہی پورا اکمل علم ہے یہانتک کہ اسکا نام علم باطن رکھا اور علم شریعت کو علم ظاہر گردانا بعض صوفیہ ایسے ہین جو بہت بھوکا رہنے کیوجہ سے خیالات فاسدہ مین پڑ گئے اور اس حالت کو سمجھے کہ عشاق حق مین ہو کر مستغرق ہین

المحاضرة والمكاشفة واللوائح والطوالع واللوامع والتكوين والتمكين والشريعة والحقيقة وغير ذلك من التخليط الذي ليس بشيء وتفسيره اعجب منه وجاء محمد بن طاهر المقدسي فصنف لهم صفوة التصوف فذكر فيه اشياء يستحيي العاقل من ذكرها سنذكر منها ما يصلح ذكره في مواضعه ان شاء الله وكان شيخنا ابو الفضل بن ناصر الحافظ يقول كان ابن طاهر يذهب مذهب الاباحة قال وقد صنف كتابا في جواز النظر الى المرد واورد فيه حكاية عن يحيى بن معين رايت جارية بمصر مليحة صلى الله عليها فقيل له تصلي عليها فقال صلى الله عليها وعلى كل مليح قال شيخنا ابن ناصر وليس ابن طاهر ممن يحتج به وجاء ابو حامد الغزالي فصنف كتاب الاحياء على طريق القوم وملأه بالاحاديث الباطلة وهو لا يعلم بطلانها وتكلم في علم المكاشفة وخرج عن قانون الفقه وقال ان المراد بالكوكب والشمس والقمر اللواتي راهن ابراهيم انوار هي حجب الله عز وجل ولم يرد هذه المعروفات وهذا من جنس كلام الباطنية وقال في كتابه المفصح بالاحوال ان الصوفية في يقظتهم يشاهدون الملائكة وارواح الانبياء ويسمعون منهم اصواتا ويقتبسون منهم فوائد ثم يترقى الحال من مشاهدة الصور الى درجات يضيق عنها نطاق النطق **وقال المصنف** وكان السبب في تصنيف هؤلاء مثل هذه الاشياء قلة علمهم بالسنن

ترجمہ محاضرہ ومکاشفہ ولوائح وطوالع ولوامع تکوین وتمکین وشریعت وحقیقت وغیرہ میں کلام کیا جس کی کچھ حقیقت نہیں اور سراسر تخلیط ہی۔ پھران کی تفسیر جو اس شخص نے کی وہ زیادہ عجیب چیز ہے **محمد بن طاہر مقدسی** نے صفوۃ التصوف تصنیف کی اس میں ایسی چیزیں بیان کیں۔ جن کے ذکر کرنے سے اہل عقل کو حیا آتی ہے۔ ہم اُن میں سے جو کچھ ذکر کرنے کے قابل ہے موقع موقع پر انشاء اللہ بیان کریں گے **شیخ ابو الفضل بن ناصر** حافظ کہا کرتے تھے کہ ابن طاہر مذہب اباحت رکھتے تھے انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ جس میں امرد کی طرف دیکھنا جائز ثابت کیا ہے اور یحییٰ بن معین سے ایک حکایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے مصر میں ایک خوبصورت لڑکی دیکھی خدا اُس پر رحمت کرے لوگوں نے کہا کہ آپ اُس پر رحمت کیوں بھیجتے ہیں جواب دیا کہ خدا اُس پر رحمت کرے اور ہر ایک خوبصورت پر درود بھیجے **شیخ ابن ناصر** نے کہا کہ ابن طاہر اُن لوگوں میں سے نہیں جن کا قول حجت ہو **ابو حامد غزالی** نے آکر قوم صوفیہ کے طریقہ پر کتاب احیاء العلوم تصنیف کی اور اُس کو باطل حدیثوں سے بھر دیا جن کا بطلان وہ خود نہیں جانتے اور علم مکاشفہ میں گفتگو کی اور قانون فقہ سے باہر ہو گئے اُس میں لکھا ہے کہ وہ ستارہ اور سورج اور چاند جنکو حضرت ابراہیم نے دیکھا اُن سے مراد انوار ہیں جو اللہ عز وجل کے حجاب ہیں یہ مشہور چاند سورج ستارے مراد نہیں غزالی کا یہ کلام باطنیہ کے کلام کی قسم سے ہے اور اپنی کتاب مفصح بالاحوال میں لکھتے ہیں کہ صوفیہ حالت بیداری میں ملائکہ اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اُن سے آوازیں سنتے ہیں اور فوائد اخذ کرتے ہیں پھر ان صورتوں کے مشاہدہ سے ترقی کرکے حالت اُن درجات پر پہونچتی ہے جو تنگنائے کلام سے باہر ہیں **مصنف** رحمہ اللہ نے کہا کہ ان لوگوں نے جو یہ چیزیں تصنیف کیں اُسکا سبب یہ ہوا کہ سنن ++

وذكر فيه عن بعض الصوفية ان الله تعالى يتجلى في الدنيا لاوليائه وعن محمد بن علي بن العلاف قال دخل ابو طالب المكي الى البصرة بعد وفاة ابي الحسن بن سالم فانتمى الى مقالته وقدم بغداد فاجتمع الناس عليه في مجلس الوعظ فخلط في كلامه فحفظ عنه انه قال ليس على المخلوق اضر من الخالق فبدعه الناس وهجروه وامتنع من الكلام على الناس بعد ذلك قال الخطيب وصنف ابو طالب المكي كتابا سماه قوت القلوب على لسان الصوفية وذكر فيه اشياء منكرة مستبشعة في الصفات قال المصنف قلت وجاء ابو نعيم الاصبهاني فصنف لهم كتاب الحلية وذكر في حد التصوف اشياء قبيحة ولم يستحي ان يذكر في الصوفية ابا بكر وعمر وعثمان وعليا وسادات الصحابة وشريحا القاضي والحسن البصري وسفيان الثوري واحمد بن حنبل وكذلك ذكر السلمي في طبقات الصوفية الفضيل وابراهيم بن ادهم ومعروف الكرخي وجعلهم من الصوفية فان اشار الى انهم من الزهاد فالتصوف مذهب معروف يزيد على الزهد يدل على الفرق بينهما ان الزهد لم يذمه احد وقد ذموا التصوف على ما سياتي ذكره وصنف لهم عبد الكريم بن هوازن القشيري كتاب الرسالة فذكر فيها العجائب من الكلام في الفناء والبقاء والقبض والبسط والوقت والحال والوجد والوجود والجمع والتفرقة والصحو والسكر والذوق والشرب والمحو والاثبات والتجلي و

ترجمہ اس کتاب مین بعض صوفیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیا کو دنیا مین اپنا جلوہ دکھاتا ہے **محمد بن علی** علاف نے کہا کہ ابو طالب مکی بعد وفات ابو الحسن بن سالم کے بصرہ مین گئے بیٹھے بھی اُن کے مقولے سُننے بعد ازان بغداد آئے اُن کے وعظ مین لوگ جمع ہوے انھون نے اپنے کلام مین تخلیط کی لوگون نے اُن کا یہ قول یاد رکھا کہ مخلوق کے حق مین خالق سے زیادہ کوئی ضرر رسان نہین یہ مقولہ سنکر سب آدمیون نے اُنکو چھوڑ دیا۔ اور بدعتی بنایا بعد اس کے وہ لوگون کے سامنے وعظ کہنے سے باز رہے **خطیب** نے کہا کتاب قوت القلوب صوفیہ کی زبان پر لکھی اور اس مین صفات آلٰہی کی نسبت ناگوار اور منکر باتین بیان کین **مصنف** نے کہا کہ ابو نعیم اصفہانی نے صوفیہ کے لئے کتاب الحلیہ تصنیف کی اور حد و تصوف مین اشیائے قبیحہ کا ذکر کیا۔ اور اس بات سے ذرا شرم نہ آئی کہ صوفیہ مین حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی اور بڑے بڑے صحابہ اور قاضی شریح و حسن بصری و سفیان ثوری و احمد بن حنبل کا تذکرہ کیا اسی طرح سلمی نے طبقات صوفیہ مین فضیل و ابراہیم بن ادہم و معروف کرخی کو بیان کیا اور ان کو صوفی قرار دیا اگر ان بزرگون کو صوفی گردانتے سے سلمی کی مراد یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اہل زہد تھے تو تصوف ایک مشہور مذہب ہے۔ جس مین زہد سے زیادتی پائی جاتی ہے۔ اور زہد و تصوف مین فرق ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ زہد کی مذمت کسی نے نہین کی اور تصوف کو سب نے برا کہا ہے چنانچہ آگے ذکر آئے گا **عبد الکریم بن ہوازن قشیری** نے صوفیہ کے لئے کتاب الرسالہ لکھی جس مین عجیب عجیب باتین بیان کین فنا و بقا و قبض و بسط و وقت و حال و وجد و وجود و جمع و تفرقہ و صحو و سکر و ذوق و شوق و محو و اثبات و تجلی و

بلغكم ان مالك بن انس وسفيان الثوري والاوزاعي والائمة المتقدمة صنفوا هذه الكتب في الخطرات
والوساوس وهذه الاشياء هؤلاء قوم خالفوا اهل العلم ياتونا مرة بالحارث المحاسبي ومرة بعبد الرحيم الديبلي
ومرة بحاتم الاصم ومرة بشقيق ثم قال ما اسرع الناس الى البدع وعن ابي عبد الرحمن السلمي قال اول من تكلم في بلدته
في ترتيب الاحوال ومقامات اهل الولاية ذو النون المصري فانكر عليه ذلك عبد الله بن عبد الحكم وكان رئيس مصر وكان
يذهب مذهب مالك وهجره لذلك علماء مصر لما شاع خبره انه احدث علما لم يتكلم فيه السلف حتى رموه بالزندقة
قال السلمي واخرج ابو سليمان الداراني من دمشق وقالوا انه زعم انه يرى الملائكة وانهم يكلمونه وشهد قوم
على احمد بن ابي الحواري انه يفضل الاولياء على الانبياء فهرب من دمشق الى مكة وانكر اهل بسطام على ابي يزيد
البسطامي ما كان يقول حتى انه ذكر للحسين بن عيسى انه يقول لي معراج كما كان للنبي صلعم معراج فاخرجوه من بسطام
فاقام بمكة سنين ثم رجع الى جرجان فاقام بها الى ان مات الحسين بن عيسى ثم رجع الى بسطام قال السلمي وحكى رجل عن سهل بن عبد الله التستري انه يقول ان
الملائكة والجن والشياطين يحضرونه وانه يتكلم عليهم فانكر عليه العوام ذلك حتى نسبوه الى القبائح فخرج الى البصرة فمات بها قال السلمي وتكلم الحارث
المحاسبي في شيء من الكلام والصفات فهجره احمد بن حنبل فاختفى الى ان مات قال المصنف قلت وقد ذكر

ترجمہ بھلا کیا تم نے سنا ہے کہ مالک بن انس و سفیان ثوری و اوزاعی و دیگر آئمہ متقدمین نے خطرات و وساوس وغیرہ مین ایسی کتابین تصنیف کی ہین اس قوم نے اہل علم کی مخالفت کی کبھی حارث محاسبی اور کبھی عبد الرحیم دیبلی اور کبھی حاتم اصم اور کبھی شقیق سے سند لاتے ہین یہ بیان کر کے ابو زرعہ بولے کہ لوگ بدعت کی طرف کیا جلدی دوڑ کر جاتے ہین ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ پہلے پہل جس شخص نے اپنے شہر مین ترتیب احوال اور مقامات ولایت کی نسبت کلام کیا وہ ذوالنون مصری ہین عبد اللہ بن حکم نے جو مصر کے رئیس او مالکی مذہب تھے ذوالنون پر انکار کیا اور جب یہ بات شائع ہوئی کہ ذوالنون نے ایسا علم ایجاد کیا ہے جس کے بارے مین سلف نے گفتگو نہین کی۔ تو علمائے مصر نے انکو چھوڑ دیا حتی کہ اُن کو زندیقیت کا الزام لگایا سلمی نے کہا کہ ابو سلیمان دارانی دمشق سے نکالی گئی لوگ کہتے ہین کہ انکا خیال تھا مین فرشتون کو دیکھتا ہون اور فرشتے مجھ سے باتین کرتے ہین احمد بن ابی الحواری کی نسبت لوگون نے شہادت دی کہ وہ اولیا کو انبیا پر فضیلت دیتے تھے لہذا وہ دمشق سے مکہ کیطرف بھاگ گئے اور اہل بسطام نے ابو یزید پر اُن کی باتون کا انکار کیا حتی کہ وہ کہتے تھے کہ حسین بن عیسے کہتے ہین کہ مجھکو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند معراج ہوئی اس بنا پر ان کو بسطام سے نکالا یا چند سال مکہ مین رہے پھر جرجان مین آکر قیام کیا۔ یہانتک کہ حسین بن عیسے رحلت کر گئے۔ تو پھر ابو یزید بسطام مین واپس آئے سلمی نے کہا۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ سہل بن عبد اللہ کہتے تھے۔ کہ فرشتے اور جن اور شیاطین میرے پاس آتے ہین۔ اور مین اُن کو وعظ سناتا ہون۔ عوام نے اس بات کو سُن کر انکار کیا۔ حتی کہ اُن کو قبائح کی طرف منسوب کیا لہٰذا بصرہ کو چلے گئے اور وہین انتقال کیا سلمی نے کہا کہ حارث محاسبی نے کلام الٰہی و صفات الٰہی کے بارے مین کچھ کلام کیا اس پر احمد بن حنبل نے ان کو چھوڑ دیا لہذا وہ مرتے دم تک غائب و پوشیدہ رہے

والاسلام والآثار واقبالهم على ما استحسنوه من طريقة القوم لانه قد ثبت في النفوس مدح الزهد وما رأوا حالة احسن من حالة هؤلاء القوم في الصورة ولا كلاما ارق من كلامهم وفي سير السلف نوع خشونة ثم ان ميل الناس الى هؤلاء القوم شديد لما ذكرنا من انها طريقة ظاهرها النظافة والتعبد وفي ضمنها الراحة والسماع فالطباع تميل اليها وقد كان اوائل الصوفية يتفرون من السلاطين والامراء فصاروا اصدقاء **فصل** وجمهور هذه التصانيف التي صُنفت لهم لا تستند الى اصل وانما هي واقعات تلقفها بعضهم من بعض ودونوها وقد سموها بالعلم الباطن وسئل احمد بن حنبل عن الوساوس والخطرات فقال ما تكلم فيها الصحابة ولا التابعون قال المصنف وقد روينا في اول كتابنا هذا عن ذي النون نحو هذا وروينا عن احمد بن حنبل انه سمع كلام الحارث المحاسبي فقال لصاحب له لا ارى لك ان تجالسهم وعن سعيد بن عمرو البردعي قال شهدت ابا زرعة وسئل عن الحارث المحاسبي وكتبه فقال للسائل اياك وهذه الكتب هذه الكتب كتب بدع وضلالات عليك بالاثر فانك تجد فيه ما يغنيك عن هذه الكتب قيل له في هذه الكتب عبرة قال من لم يكن له في كتاب الله عز وجل عبرة فليس له في هذه الكتب عبرة

ترجمہ اور اسلام و آثار کا علم کم رکھتے تھے۔ اور صوفیہ کا طریقہ جو اچھا معلوم ہوا۔ اُسپر جُھک پڑے۔ اور وہ طریقہ صرف اس لئے اچھا معلوم ہوا۔ کہ دلون مین زہد کی خوبی بیٹھی ہوئی ہے۔ اور اس قوم کی ظاہری حالت اور اُن کے کلام سے کوئی کلام رقیق تر نہین دیکھا۔ اور سلف کے حالات مین ایک قسم کی سختی پائی جاتی ہے۔ پھر لوگون کی رغبت اس قوم کی طرف شدت سے ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے۔ یہ طریقہ ایسا ہے۔ جس مین بظاہر نظافت اور تعبد ہے۔ اور اُس کے ضمن مین راحت اور سماع ہے۔ لہذا طبیعتین اس طریقہ کی جانب مائل ہین۔ اوائل صوفیہ کا یہ حال تھا۔ کہ بادشاہون اور امیرون سے نفرت کرتے تھے۔ اب یہ لوگ دوست بن گئے **فصل** یہ سب کی سب تصنیفات جو صوفیہ کے لئے تصنیف کی گئین۔ اُن کا استناد کسی علمی اصول کی طرف نہین۔ صرف وہ واقعات ہین۔ جو بعض صوفیہ نے بعض سے اخذ کئے ہین۔ اور ترتیب دی ہے۔ اور ان کا نام علم باطن رکھا ہے۔ **احمد بن حنبل** سے کسی نے وساوس اور خطرات کی نسبت سوال کیا۔ جواب دیا کہ اس بارے مین صحابہ اور تابعین نے کچھ گفتگو نہین کی **مصنف** نے کہا ہم نے اس کتاب کے شروع مین بیان کیا ہے۔ کہ ذوالنون سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ اور احمد بن حنبل سے ہم روایت کر چکے کہ اُنہون نے حارث محاسبی کا کلام سُنا اور اپنے ایک ہمنشین سے کہا کہ مین تمہارے لئے اس قوم مین بیٹھنا اُٹھنا جائز نہین رکھتا **سعید بن عمرو البردعی** کہتے ہین کہ مین ابو ذرعہ کے پاس تھا۔ اُن سے کسی نے حارث محاسبی اور اُن کی تصنیفات کے بارے مین سوال کیا انہون نے اس سائل سے کہا کہ خبردار ان کتابون سے بچتے رہو۔ یہ کتابین بدعت اور گمراہی ہین بس حدیث کو لازم پکڑلو اس مین تم کو وہ چیز ملیگی جس سے ان کتابونکی پروا نرہیگی یہ سُنکر ایک شخص بولا کہ ان کتابون مین عبرت ہے ابو ذرعہ نے جواب دیا کہ جس شخص کے لئے اللہ کی کتاب مین عبرت نہوگی اُس کے لئے ان کتابون مین عبرت نہین

واصله التفرق عن الدنيا كما قال حارثة عرفت نفسي عن الدنيا فاسهرت ليلي واظمأت نهاري وعن ابي
بكر السقاق يقول من ضيع حدود الامر والنهي في الظاهر حرم مشاهدة القلب في الباطن وعن ابي الحسين النوري
وكان يقول لاصحابه من رأيتموه يدعي مع الله حالة تخرجه عن حد علم شرعي فلا تقربنه ومن رأيتموه مدعيا
حالة لا يدل عليها ولا يشهد لها حفظ ظاهره فاتهموه على دينه وعن الجريري يقول امرنا هذا كله مجموع على فصل
واحد وهو ان يلزم قلبك المراقبة ويكون العلم على ظاهرك قائما وعن ابي حفص انه قال من لم يزن افعاله و
احواله بالكتاب والسنة ولم يتهم خواطره فلا تعده في ديوان الرجال **فصل قال المصنف** واذ قد ثبت هذا
من اقوال شيوخهم فقد وقعت من بعض شيوخهم غلطات لبعدهم عن العلم فان كان ذلك صحيحا عنهم توجه الرد عليهم اذ لا محاباة في
الحق وان لم يصح عنهم حذرنا من مثل ذلك القول وذلك المذهب من اي شخص صدر فاما المشبهون بالقوم وليسوا منهم فاغلاطهم كثيرة و
نحن نذكر بعض ما بلغنا من اغلاط القوم والله يعلم اننا لم نقصد ببيان غلط الغالط الا تنزيه الشريعة والغيرة عليها من الدخل وما علينا
من القائل والفاعل وانما نؤدي بذلك امانة العلم وما زال العلماء يبين كل واحد منهم غلط صاحبه قصدا لبيان الحق لا لاظهار عيب الغالط ولا اعتبار

ترجمہ اور تصوف کی اصل یہ ہے۔ کہ دنیا سے علیحدہ ہو جاوے چنانچہ حارثہ کا قول ہے کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پہچانا۔
لہذا رات کو بیدار اور دن کو پیاسا رہا **ابو بکر سقاف** کہتے ہیں کہ جو شخص ظاہر میں امر و نہی کی حدود ضائع کر دے۔ وہ باطن میں
مشاہدہ قلبی سے محروم رہے گا **ابوالحسین نوری** اپنے اصحاب سے کہتے تھے کہ جس شخص کو تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ
کے ساتھ ایسی حالت کا دعوی کرتا ہے۔ جو اُس کو علم شرعی کی حد سے خارج کر دے تو اُس کے پاس نہ جاؤ۔ اور جس
شخص کو ایسی حالت کا مدعی دیکھو جس پر اُس کا حفظ ظاہری نہ دلالت کرتا ہے نہ شہادت دیتا ہے تو اُس کو اُس کے
دین کے بارے میں متہم کرو **جریری** کہتے ہیں کہ ہمارا یہ امر سب کا سب ایک فصل پر جمع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے
دل کے لئے مراقبہ لازم کر لو اور علم ظاہری پر قائم رہو **ابو حفص** نے کہا جس شخص نے اپنے افعال و احوال کو کتاب
وسنت کے ساتھ نہ تولا اور اپنے خطرات کو تہمت نہ لگائی اُس کو آدمیوں کے دفتر میں نہ شمار کرو **فصل مصنف** نے کہا جب
شیوخ صوفیہ کے اقوال ایسا ثابت ہو گیا تو اُن کے بعض شیوخ سے بوجہ کم علمی کے غلطیاں سرزد ہوئیں اگر یہ غلطیاں
جو ان حضرات سے روایت کی گئیں ہیں واقعی صحیح ہیں۔ تو ہمارا رد انہیں پر متوجہ ہو گا۔ کیونکہ حق بات بولنے میں کچھ
روک ٹوک نہیں اور اگر یہ روایتیں ان بزرگوں سے صحیح نہیں تو ہم ایسے قول اور مذہب سے حذر دلاتے ہیں۔ خواہ
کسی شخص سے صادر ہو باقی رہے وہ لوگ جو صوفیہ میں سے نہیں اور ان کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں تو ان کی غلطیاں
بکثرت ہیں ہم صوفیہ کی بعض غلطیاں جو ہم کو پہونچی ہیں بیان کریں گے اور خدا تعالیٰ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ غلط گو کی غلطی بیان
کرنے سے ہمارا مقصود فقط یہ ہے کہ شریعت پاک ہو جاوے اور لوگوں کو شرع پر غیرت دلائی جائے ہم کو اس بیان کی کوئی
حاجت نہیں صرف بات اتنی ہے کہ علمی امانت ادا کی جاتی ہے اور علماء میں ایک کلیہ قاعدہ رہا ہے۔ کہ ایک دوسرے کی
غلطی ظاہر کرتا یا جس سے غلبہ نہ ہوتا تھا کہ غلط گو کے عیب کا اظہار کیا جاوے بلکہ صرف اس لیے کہ حق ظاہر ہو جاوے اگر کوئی جاہل کہے

ابو بکر الخلال فی کتاب السنة عن احمد بن حنبل انه قال حذروا عن حارث اشد التحذیر حارث اصل البلیة یعنی فی حوادث
کلام جہم ذلک جالسه فلان وفلان واخرجہم الی رأی جہم ما زال یاوی اصحاب الکلام حارث بمنزلة الاسد المرابض انظر ای یوم یثب علی
الناس فصل قال المصنف وقد کان اوائل الصوفیة یقرون بان التعویل علی الکتاب والسنة وانما لبس الشیطان علیهم لقلة
وعن ابی سلیمان الدارانی قال ربما یقع فی قلبی النکتة من نکت القوم ایاما فلا اقبل منه الا بشاهدین عدلین
الکتاب والسنة وعن ابی یزید قال لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی تربع فی الهواء فلا تغتروا به حتی تنظروا
کیف تجدونه عند الامر والنهی وحفظ الحدود وعن ابی یزید البسطامی یقول من ترک قراءة القرآن والتقشف
ولزوم الجماعات وحضور الجنائز وعیادة المرضی وادعی بهذا الشان فهو مبتدع وعن سری یقول من ادعی باطن علم
ینقض ظاهر حکم فهو غالط وعن الجنید انه قال مذهبنا هذا مقید بالاصول والکتاب والسنة وعنه یقول علمنا
مضبوط بالکتاب والسنة من لم یحفظ الکتاب ولم یکتب الحدیث ولم یتفقه لا یقتدی به وعنه یقول ما اخذنا
التصوف عن القیل والقال لکن عن الجوع وترک الدنیا وقطع المالوفات والمستحسنات لان
التصوف هو صفاء المعاملة مع الله

التعفف

ترجمہ مصنف رح نے کہا ابو بکر خلال نے کتاب السنۃ میں روایت کیا کہ احمد بن حنبل نے کہا حارث سے نہایت حذر کرو حارث
بلاؤن کی جڑ ہے جہم کی حوادث مین مبتلا ہے فلان فلان شخص اس کی صحبت مین رہے سبکو جہمیہ بنا دیا اہل کلام کا قول ہمیشہ یہی
رہا کہ حارث ایسا ہے جیسے شیر دوزانو بیٹھا ہو دیکھتے ہو کس روز لوگون پر کود پڑے فصل مصنف رح نے کہا کہ اوائل صوفیہ
اقرار کرتے تھے کہ اعتماد کتاب و سنت پر کیا جاتا ہے اور ان لوگون کو صرف کم علمی کے سبب سے شیطان نے فریب دیا۔
ابو سلیمان دارانی کہتے ہین۔ کہ بعض اوقات میرے دل مین صوفیہ کے نکات سے کوئی نکتہ گذرتا ہے۔ بہت دنون
تک پڑا رہتا ہے مین اس کو قبول نہین کرتا مگر جبکہ دو شاہد عدل یعنی کتاب و سنت شہادت دین ابو یزید نے کہا اگر تم کسی
شخص کو دیکھو کہ اس کو کرامتین ملی ہین حتی کہ ہوا مین معلق دوزانو بیٹھ جاتا ہے تو دھوکا نہ کھاؤ جبتک اس امر کو نہ دیکھ لو۔ کہ
امر و نہی اور حدود شرعی کی نگاہداشت مین اس شخص کی کیا کیفیت ہے ابو یزید کہتے ہین جو شخص قرآن کی تلاوت، اور
شریعت کی حمایت اور جماعت کا لزوم اور جنازہ کے ساتھ چلنا اور مریضون کی عیادت کرنا چھوڑ دے اور شان باطنی کا
دعوے کرے وہ مدعی ہے سری کہتے ہین کہ جو شخص ظاہر مین احکام کی پیروی چھوڑ کر علم باطن کا دعوے کرے وہ
غلطی پر ہے جنید نے کہا کہ ہمارا یہ تصوف کا مذہب کتاب و سنت و اصول سے مقید ہے نیز جنید نے کہا کہ ہمارا علم
کتاب و سنت سے بندھا ہوا ہے جس شخص کو کتاب یاد نہین اور حدیث نہین لکھتا اور فقہ نہین سیکھتا اسکی
پیروی نہکی جاوے گی نیز جنید نے کہا کہ ہمنے قیل و قال سے تصوف نہین لیا بلکہ بھوک کی سختی جھیل کر اور دنیا کو چھوڑ
کر اور محبوب و عمدہ چیزون کو ترک کر کے حاصل کیا ہے کیونکہ تصوف کے معنی ہین اللہ تعالی کے ساتھ صاف معاملہ رکھنا

بوحمزة اذا سمع شيئا يقول لبيك لبيك فاطلقوا عليه انه حلولي ثم قال ابو علي وانما جعله داعيا من الحق
يقظه للذكر وعن ابي علي الروذباري قال اطلق على ابي حمزة انه حلولي وذلك انه كان اذا سمع صوتا مثل
هبوب الرياح وخرير الماء وصياح الطيور كان يصيح ويقول لبيك فرمي بالحلول قال السراج وبلغني عن ابي
حمزة انه دخل دار حارث المحاسبي فصاحت الشاة ميع فشهق ابو حمزة شهقة وقال لبيك يا سيدي فغضب
الحارث وعمد الى سكين وقال ان لم تتب من هذا الذي انت فيه اذبحك فقال ابو حمزة اذا انت لم تحسن ان تسمع هذا
الذي انا فيه فلم لا تاكل النخالة بالرماد قال السراج وانكر جماعة من العلماء على ابي سعيد احمد بن عيسى الخراز ونسبوه الى
الكفر بالفاظ وجدوها في كتاب صنفه وهو كتاب السر ومنه قوله عبد طائع ما اذن له ولزم التعظيم لله وقدس
الله نفسه قال وابو العباس احمد بن عطاء نسب الى الكفر والزندقة قال وكم من مرة قد اخذ الجنيد مع علمه و
شهد عليه بالكفر والزندقة وكذلك اكثرهم وقال السراج ذكر عن ابي بكر محمد بن موسى الفرغاني الواسطي انه قال من ذكر
افترى ومن صبر اجترى وقال اياك ان تلاحظ حبيبا او كليما او خليلا وانت تجد الى ملاحظة الحق سبيلا فقيل له اولا اصلي عليهم قال صل
عليهم بلا وقار ولا تجعل لها في قلبك مقدارا قال السراج وبلغني ان جماعة من الحلولية زعموا ان الحق اصطفى اجساما

ترجمہ کہ ابو حمزہ جب کوئی آواز سنتے تھے تو لبیک لبیک کہتے تھے لوگون نے انکو حلولی ٹھیرایا پھر ابو علی نے کہا کہ ابو حمزہ اُس آواز کو خدا کی
طرف سے پکارنیوالا سمجھتے تھے جو انکو ذکر الٰہی کے لئے بیدار کرتا تھا ابو علی رودباری نے کہا کہ ابو حمزہ کو حلولی اس لئے قرار دیا گیا کہ وہ جب کوئی
آواز مثلاً ہوا کا چلنا پانی کا شور پرندون کا غل سنتے تھے تو زور سے لبیک لبیک پکارتے تھے لہذا حلول کا الزام اُن کو لگایا گیا سراج
نے کہا مینے سنا ہے کہ ابو حمزہ ایکبار حارث محاسبی کے گھر گئے اتنے مین ایک بکری بولی ابو حمزہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا لبیک یا سیدی
حارث یہ سنکر غصے ہو گئے اور ایک چھری ہاتھ مین لیکر بولے کہ اگر تم اس حالت سے توبہ نکروگے تو مین تم کو ذبح کر ڈالونگا۔ ابو حمزہ نے
کہا کہ جب میری اس حالت کا سننا تمہین کو پسند نہین تو پھر تم بھوسہ اور خاک کیون نہین کھاتے سراج نے کہا کہ علما کی ایک جماعت
نے ابو سعید احمد بن عیسے خراز پر انکار کیا ہے اور بوجہ چند الفاظ کے جو اُن کی تصنیف کی ہوئی ایک کتاب موسوم بکتاب السر مین پائے گئے ہین اُنکو
کفر کیجانب منسوب کیا ہے اس کتاب مین وہ ایک جگہ لکھتے ہین کہ طاعت گزار بندہ جو فرض منصبی کو بجالاوے اللہ تعالیٰ کے لئے اُسکی تعظیم لازم ہے
اور خدا تعالیٰ اُس کے نفس کو پاک کر دیتا ہے سراج نے کہا ابو العباس احمد بن عطا بھی کفر و زندیقیت کیطرف منسوب کئے گئے ہین علی ہذا
القیاس اکثر صوفیہ کو ایسا ہی کہا گیا ہے اکثر مرتبہ جنید پر باوجود علم و فضل کے گرفت کی گئی اور کفر و زندقہ کی شہادت دی گئی سراج نے کہا
کہ بیان کرتے ہین کہ ابو بکر محمد بن موسی فرغانی نے کہا ہے کہ جس شخص نے ذکر الٰہی کیا اس نے بہتان باندھا اور جس نے صبر کیا اُس نے
جرأت کی اور یہ کہا ہے کہ خبردار جس حالت مین مشاہدہ الٰہی کا طریقہ ہاتھ آجائے تو حبیب یا کلیم یا خلیل کا لحاظ نہ کرو یہ قول سنکر کوئی بولا کہ کیا
ان پر درود نہ پڑھون۔ جواب دیا کہ ہان درود پڑھو مگر کچھ وقار نہ سمجھو اور اُس درود کی اپنے دل مین کوئی مقدار نہ خیال
کرو سراج نے کہا مینے سنا ہے کہ اہل حلول مین سے ایک جماعت کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ جسمونکو اختیار فرمایا ہے

كيف يرد على فلان الزاهد المتبرك به لان الانقياد انما يكون الى ما جاءت به الشريعة لا الى الاشخاص وقد يكون الرجل
من الاولياء واهل الجنة وله غلطات فلا يمنع منزلته بيان زلله واعلم من نظر الى تعظيم شخص ولم ينظر بالدليل الى
ما صدر عنه كان كمن نظر الى ما جرى على يد المسيح عليه السلام من الامور الخارقة ولم ينظر اليه فادعى فيه الالوهية
ولو نظر اليه وانه لا يقوم الا بالطعام لم يعطه ما لا يستحقه وعن يحيى بن سعيد قال سألت شعبة وسفيان بن سعيد
وسفيان بن عيينة ومالك بن انس عن الرجل لا يحفظ او يتهم في الحديث فقالوا جميعا بين امره وقد كان الامام احمد بن
حنبل يمدح الرجل ويبالغ ثم يذكر غلطه في الشيء بعد الشيء وقال نعم الرجل فلان لولا خلة فيه
وقال عن سري السقطي الشيخ المعروف بطيب المطعم ثم حكى له عنه انه قال ان الله تعالى لما خلق الحروف
سجد له الباء فقال نفروا الناس عنه سياق ما يروى عن جماعة منهم من سوء الاعتقاد وعن ابي عبد الله الرملي
يقول انه تكلم ابو حمزة في جامع طرسوس فقبلوه فبينما هو ذات يوم يتكلم اذ صاح غراب على سطح الجامع فزعق ابو حمزة وقال لبيك لبيك فنسبوه
الى الزندقة وقالوا حلولي زنديق وبيع فرسه بالمناداة على باب الجامع هذا فرس الزنديق وعن ابي بكر الفرغاني انه قال كان

ترجمہ کہ بھلا فلان زاہد متبرک پر کیونکر اعتراض کر سکتے ہین تو اس قول کا کچھ اعتبار نہین کیونکہ اطاعت صرف احکام شریعت
کی کی جاتی ہے ۔ لوگون کی اطاعت نہین ہوتی بسا اوقات انسان اولیاء اللہ اور اہل جنت سے ہوتا ہے اور غلطیان کرتا ہے
اُس کی لغزشون کا ظاہر کرنا اُس کے مرتبہ کا مانع نہین ۔ اور جاننا چاہیئے کہ جو شخص ایک آدمی کی تعظیم کا خیال کرے گا
اور اُس کے افعال پر دلیل کے ساتھ غور نہ کرے گا وہ ایسا ہے جیسے ایک شخص نے اُن کرامات و خوارق کو دیکھا جو
حضرت عیسے کے ہاتھ سے صادر ہوئین اور حضرت عیسے پر کچھ غور نہ کیا لہذا اُن کی الوہیت کا دعوی کر بیٹھا اور اگر اُن
کی طرف خیال دوڑاتا کہ وہ بھی فقط کھانے پینے ہی سے زندہ ہین تو ہرگز اُن کو وہ منصب نہ دیتا جس کے وہ مستحق نہین ۔
یحیے بن سعید نے کہا کہ مین نے شعبہ اور سفیان بن سعید اور سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس سے اُس شخص کی
نسبت سوال کیا جس کا حافظہ درست نہین یا حدیث کے بارے مین متہم ہے سب نے یہی جواب دیا کہ اُس کی حالت ظاہر کر دو ۔
امام احمد حنبل کا قاعدہ تھا کہ ایک شخص کی بہت مبالغہ کے ساتھ تعریف کیا کرتے تھے پھر اکثر اشیاء مین اُس کی غلطیان بیان
فرماتے تھے ایکبار آپ نے کہا کہ فلان شخص مین اگر ایک عادت نہ ہوتی تو بڑا اچھا آدمی تھا سری سقطی جو کہ شیخ طیب المطعم کے نام
سے مشہور ہین احمد بن حنبل کے سامنے ان کا ذکر آیا اور نقل کیا گیا کہ وہ کہتے ہین جب اللہ تعالی نے حروف کو پیدا فرمایا تو ب نے سجدہ
کیا امام نے کہا کہ لوگون کو اُن سے دور رکھو (جماعت صوفیہ سے جو سوء اعتقاد کی روایتین پہونچی ہین انکا بیان) ابو عبد اللہ رملی
کہتے ہین کہ ابو حمزہ نے طرسوس کی جامع مسجد مین وعظ کہا لوگون نے دل سے سنا ایک روز وہ وعظ بیان کر رہے تھے کہ یکایک جامع مسجد
کی چھت پر ایک کوا بولا ابو حمزہ نے زور سے ایک نعرہ مارا اور کہا لبیک لبیک اس بات پر لوگون نے اُن کو زندیقیت کی طرف
اور حلولی زندیق کہا اور جامع مسجد کے دروازے پر انکا گھوڑا یون پکار کر نیلام ہوا کہ یہ زندیق کا گھوڑا ہے ابو بکر فرغانی نے کہا +

وعن ابی بکر بن ممشاد حضر عندنا بالدینور رجل ومعہ مخلاۃ فما کان یفارقہا باللیل ولا بالنہار ففتشوا المخلاۃ فوجدوا فیہا کتابا للحلاج عنوانہ من الرحمن الرحیم الی فلان بن فلان فوجہ الی بغداد فاحضر وعرض علیہ فقال ہذا خطی وانا کتبتہ فقالوا کنت تدعی النبوۃ فصرت تدعی الربوبیۃ فقال ما ادعی الربوبیۃ ولکن ہذا عین الجمع عندنا ہل الکاتب الا اللہ والید فیہ آلۃ فقیل لہ ہل معک احد فقال نعم ابن عطاء وابو محمد الجریری وابوبکر الشبلی وابو محمد الجریری یستتر والشبلی یستتر فان کان فابن عطاء فاحضر الجریری وسئل فقال ہذا کافر یقتل من یقول ہذا وسئل الشبلی فقال من یقول ہذا یمنع وسئل ابن عطاء عن مقالۃ الحلاج فقال بمقالتہ وکان سبب قتلہ وسئل ابو عبد اللہ بن خفیف عن معنی ہذہ الابیات سبحان من اظہر ناسوتہ ٭ سر سنا لاہوتہ الثاقب ثم بدا فی خلقہ ظاہرا ٭ فی صورۃ الاکل والشارب حتی لقد عاینہ خلقہ ٭ کلحظۃ الحاجب بالحاجب فقال الشیخ علی قائلہ لعنۃ اللہ قال عیسی بن نزول القزوینی ہذا شعر الحسین بن منصور قال ان کان ہذا اعتقادہ فہو کافر الا انہ ربما یکون منقولا علیہ وحکی عن ابی القسم اسماعیل بن محمد بن زنجی عن ابیہ ان بنت السمری ادخلت علی حامد الوزیر فسالہا عن الحلاج فقالت حملنی ابی الیہ فقال لی قد زوجتک من ابنی سلیمان وہو مقیم بنیسابور فمتی جری شئی تنکرینہ

ترجمہ ابوبکر بن ممشاد نے کہا کہ دینور مین ہمارے پاس ایک آدمی آیا اس کے ساتھ ایک تھیلی تھی جسکو رات اور دن مین کسی وقت اپنے سے جدا نکرتا تھا لوگون نے اُس تھیلی کو ٹٹولا تو اس مین حلاج کا ایک خط نکلا جس کا عنوان یہ تھا کہ رحمان ورحیم کی طرف سے فلان بن فلان کو واضح ہو وہ خط بغداد بھیج دیا گیا حلاج کو بلوا کر وہ خط پیش کیا گیا کہا کہ یہ خط میرا ہے اور مین نے لکھا ہے لوگون نے کہا ابھی تک تو تم کو نبوت کا دعوی تھا اب ربوبیت کا دعوی کرنے لگے جواب دیا کہ مین ربوبیت کا مدعی نہین لیکن ہم لوگون کا یہ عین الجمع مذہب ہے بھلا کیا اللہ تعالی کے سوا اور بھی کوئی لکھنے والا ہے ہاتھ تو فقط ایک اوزار ہے اُن سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ اور بھی کسی کا یہ مذہب ہے جواب دیا کہ ہان ابن عطا اور ابو محمد جریری اور ابوبکر شبلی ہین لیکن جریری اور شبلی چھپاتے ہین اگر کچھ ہین تو ابن عطا ہین جریری کو بلوا کر پوچھا گیا جواب دیا کہ یہ شخص کافر ہے اور جس کا یہ قول ہو وہ قابل قتل ہے شبلی سے پوچھا تو کہا کہ جو ایسا کہے وہ منع کیا جاوے ابن عطا سے سوال کیا گیا تو انہون نے حلاج کی سی کہی یہی اُن کے قتل کا سبب ہوا۔ ابو عبد اللہ بن خفیف سے چند اشعار کا مطلب پوچھا گیا جن کا ترجمہ یہ ہے + پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ناسوت کو اپنے لاہوت درخشان کی روشنی کا مظہر بنایا۔ پھر اپنی مخلوق مین کھلم کھلا کھانے پینے والے کی صورت مین ظاہر ہوا حتی کہ اُس کی مخلوق نے اُس کو اس طرح دیکھا جیسے دونون بھوین مقابل مین نظر آتی ہین + یہ اشعار سنکر شیخ نے کہا کہ اس کے قائل پر خدا کی لعنت ہے عیسی بن فرزونی نے کہا یہ اشعار حسین بن منصور کے ہین شیخ نے کہا اگر حسین کا یہ اعتقاد تھا تو وہ کافر ہے ورنہ یہ دوسری بات ہے کہ لوگون نے اُس سے نقل کیا ہو ابو القاسم اسمعیل بن محمد بن یحی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ بنت سمری حامد وزیر کے پاس بھیجی گئی حامد نے اُس سے حلاج کی نسبت پوچھا کہنے لگی کہ میرا باپ مجکو اُن کے پاس لے گئے مجھ سے کہا کہ مین نے تیری شادی اپنے بیٹے سلیمان سے کر دی جو نیشاپور مین مقیم ہے جب میری تمہاری مرضی کے خلاف کوئی بات ہو

حل فیہا بمعانی الربوبیۃ وازال عنہا معانی البشریۃ ومنہم من قال بالنظر الی الشواہد المستحسنات ومنہم من قال حال فی المستحسنات قال وبلغنی عن جماعۃ من الشام انہم یدعون الرؤیۃ بالقلوب فی الدنیا کالرؤیۃ بالعیان فی الاخرۃ قال السراج وبلغنی ان ابا الحسن النوری شہد علیہ غلام خلیل انہ سمعہ یقول انا اعشق اللہ وہو یعشقنی فقال النوری سمعت اللہ یقول یحبہم ویحبونہ ولیس العشق باکثر من المحبۃ قال القاضی ابو یعلی وقد ذہب الحلولیۃ الی ان اللہ تعالی یعشق قال المصنف وہذا جہل من ثلثۃ اوجہ الاول من حیث الاسم فان العشق عند اہل اللغۃ لا یکون الا لما ینکح والثانی ان صفات اللہ منقولۃ فہو یحب ولا یقال یعشق کما یقال یعلم ولا یقال یعرف والثالث من این لہ ان اللہ یحبہ فہذہ دعوی بلا دلیل وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال انی فی الجنۃ فہو فی النار وعن ابی عبد الرحمن السلمی قال حکی عن عمرو المکی انہ قال کنت اماشی الحسین بن منصور فی بعض ازقۃ مکۃ وکنت اقرأ القرآن فسمع قراءتی فقال یمکننی ان اقول مثل ہذا ففارقتہ وعن محمد بن یحیی الرازی یقول سمعت عمرو بن عثمان یلعن الحلاج ویقول لو قدرت علیہ لقتلتہ بیدی فقلت ای شیء وجد الشیخ علیہ فقال قرأت ایۃ من کتاب اللہ تعالی فقال یمکننی ان اقول او اؤلف مثلہ واتکلم بہ

النوری

ترجمہ جن مین ربوبیت کے معنی سے حلول کیا اور بشریت کے معنی اُن سے زائل کر دیے۔ اور بعض اہل حلول اچھی صورتون کی طرف دیکھنے کے قائل ہین اور بعض کہتے ہین کہ اللہ تعالی اچھی صورتون مین حلول کئے ہوے ہے سراج نے کہا مینے سنا ہے۔ کہ اہل شام کی ایک جماعت کا دعوی ہے کہ دنیا مین قلوب سے رویت آلہی اسی طرح ہوتی ہے جیسے آخرت مین آنکھون سے ہوگی سراج نے کہا مینے سنا ہے کہ غلام خلیل نے ابو الحسن نوری پر شہادت دی کہ انکو یون کہتے ہوے سُنا کہ مین خدا کا عاشق ہون اور خدا مجھپر عاشق ہے نوری نے جواب دیا کہ مینے اللہ تعالی سے سنا ہے کہ فرماتا ہے یحبہم ویحبونہ یعنی اللہ تعالی اہل ایمان سے محبت رکھتا ہے اور اہل ایمان اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہین عشق کچھ محبت سے زیادہ نہین قاضی ابو یعلی نے کہا حلولیہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالی عشق رکہتا ہی مصنف نے کہا کہ اس مذہب مین تین وجہون سے جہالت ہے اول بحیثیت اسم کے کیونکہ اہل لغت کی نزدیک عشق فقط اس کے لئے ہوتا ہے جس سے نکاح ہو سکے دوسری صفات آلہی سب کی سب منقول ہین لہذا اللہ تعالی محبت رکھتا ہی یون نہین کہہ سکتے کہ عشق رکھتا ہے چنانچہ یوں کہتے ہین کہ اللہ عالم ہے یون نہین کہتے کہ عارف ہے تیسرے اس مدعی کو کہان سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کو اس سے محبت ہے یہ دعوی محض بلا دلیل ہے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یون کہے کہ مین جنتی ہون وہ دوزخی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ نقل کرتے ہین کہ عمرو مکی نے بیان کیا کہ مین حسین بن منصور کے ہمراہ مکہ کی ایک گلی مین جا رہا تھا اور قرآن شریف پڑھتا تھا۔ میری قرأت سنکر حسین بولے کہ ایسا کلام مین بھی کہہ سکتا ہون یہ بات سنتے ہی مینے انکو چھوڑ دیا محمد بن یحیی رازی کہتے کہ مینے محمد بن عثمان کو حلاج پر لعنت کرتے ہوے سنا اور کہتے تھے کہ اگر مین حلاج پر قابو پاتا تو اُس کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالتا مینے پوچھا کہ اے شیخ کس وجہ سی حلاج پر اسقدر ناراض ہو جواب دیا کہ مینے قرآن شریف کی ایک آیت پڑھی تو کہنے لگا کہ ممکن ہی مین بھی ایسا کہون یا تالیف کرون اور ایسا ہی کلام میرا ہو +

وعن ابی بکر بن ممشاد حضر عندنا بالدینور رجل ومعه مخلاة فما کان یفارقها باللیل ولا بالنهار ففتشوا
المخلاة فوجدوا فیها کتابا للحلاج عنوانه من الرحمن الرحیم الی فلان بن فلان فوجه الی بغداد فاحضر وعرض علیه
فقال هذا خطی وانا کتبته فقالوا کنت تدعی النبوة فصرت تدعی الربوبیة فقال ما ادعی الربوبیة ولکن هذا
عین الجمع عندنا هل الکاتب الا الله والید فیه آلة فقیل له هل معک احد فقال نعم ابن عطاء وابو محمد الجریری
وابو بکر الشبلی وابو محمد الجریری یستتر والشبلی یستتر فان کان فابن عطاء فاحضر الجریری وسئل فقال هذا
کافر یقتل من یقول هذا وسئل الشبلی فقال من یقول هذا یمنع وسئل ابن عطاء عن مقالة الحلاج فقال
بمقالته وکان سبب قتله وسئل ابو عبد الله بن حنیف عن معنی هذه الابیات "سبحان من اظهر ناسوته * سر سنا لاهوته الثاقب
ثم بدا فی خلقه ظاهرا * فی صورة الآکل والشارب" حتی لقد عاینه خلقه * کلحظة الحاجب بالحاجب" فقال الشیخ
علی قائله لعنة الله قال عیسی بن نزول القزوینی هذا شعر الحسین بن منصور قال ان کان هذا اعتقاده فهو کافر الا انه ربما
یکون منقولا علیه وعن ابی القسم اسماعیل بن محمد بن دلجی عن ابیه ان بنت السمری ادخلت علی حامد الوزیر فسالها عن الحلاج
فقالت وصلنی ابی الیه فقال لی قد زوجتک من ابنی سلیمان وهو مقیم بنیسابور فمتی جری شیء تنکرینه

ترجمہ ابو بکر بن ممشاد نے کہا کہ دینور میں ہمارے پاس ایک آدمی آیا اس کے ساتھ ایک تھیلی تھی جس کو رات اور دن میں کسی وقت اپنے
سے جدا نکرتا تھا لوگوں نے اُس تھیلی کو ٹٹولا تو اس میں حلاج کا ایک خط نکلا جس کا عنوان یہ تھا کہ رحمان رحیم کی طرف سے فلان بن فلان
کو پس وہ خط بغداد بھیج دیا گیا حلاج کو بلوا کر وہ خط پیش کیا گیا کہا کہ یہ خط میرا ہے اور میں نے لکھا ہے لوگوں نے کہا ابھی تک تو تم کو
نبوت کا دعوی تھا اب ربوبیت کا دعوی کرنے لگے جواب دیا کہ میں ربوبیت کا مدعی نہیں لیکن ہم لوگوں کا یہ عین الجمع مذہب ہے
کیا لکھنے والا اللہ تعالی کے سوا اور بھی کوئی ہے ہاتھ تو فقط ایک اوزار ہے اُن سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ اور بھی کسی
کا مذہب ہے جواب دیا کہ ہاں ابن عطا اور ابو محمد جریری اور ابو بکر شبلی ہیں لیکن جریری اور شبلی چھپاتے ہیں اگر کچھ ہیں تو ابن عطا
ہے جریری کو بلوا کر پوچھا گیا جواب دیا کہ یہ شخص کافر ہے ۔ اور جس کا یہ قول ہو وہ قابل قتل ہے شبلی سے پوچھا تو کہا کہ جو ایسا کہے
وہ منع کیا جائے ابن عطا سے سوال کیا گیا تو انہوں نے حلاج کی سی کہی یہی اُن کے قتل کا سبب ہوا ۔ ابو عبد اللہ بن حنیف سے
چند اشعار کا مطلب پوچھا گیا جن کا ترجمہ یہ ہے + پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ناسوت کو اپنے لاہوت درخشاں کی روشنی کے
راز کا مظہر بنایا ۔ پھر اپنی مخلوق میں کھلم کھلا کھانے پینے والے کی صورت میں ظاہر ہوا حتی کہ اُس کی مخلوق نے اُس کو اس طرح
دیکھا جیسے دونوں بھوین مقابل میں نظر آتی ہیں + یہ اشعار سنکر شیخ نے کہا کہ اس کے قائل پر خدا کی لعنت ہے عیسی بن نزول قزوینی
نے کہا یہ اشعار حسین بن منصور کے ہیں شیخ نے کہا اگر حسین کا یہ اعتقاد تھا تو وہ کافر ہے ورنہ یہ دوسری بات ہے کہ لوگوں نے اُس سے
نقل کیا ہو ابو القاسم اسمٰعیل بن محمد بن دلجی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ بنت سمری حامد وزیر کے پاس بھیجی گئی حامد نے اُس سے حلاج کی نسبت
پوچھا کہنے لگی کہ میرا باپ مجھکو اُن کے پاس لے گئے مجھسے کہا کہ میں نے تیری شادی اپنے بیٹے سلیمان سے کر دی جو نیشاپور میں مقیم ہے جب تمہاری مرضی کے خلاف کوئی بات ہو

حل فیہا بمعانی الربوبیۃ وازال عنہا معانی البشریۃ ومنہم من قال بالنظر الی الشواھد المستحسنات ومنھم من قال حال فی المستحسنات قال وبلغنی عن جماعۃ من الشام انہم یدعون الرویۃ بالقلوب فی الدنیا کالرویۃ بالعیان فی الاخرۃ قال السراج وبلغنی ان ابا الحسن النوری شھد علیہ غلام الخلیل انہ سمعہ یقول انا اعشق اللہ وھو یعشقنی فقال النوری سمعت اللہ یقول یحبہم ویحبونہ ولیس العشق باکثر من المحبۃ قال القاضی ابو یعلی وقد ذھب الحلولیۃ الی ان اللہ تعالی یعشق قال المصنف وھذا جھل من ثلثۃ اوجہ الاول من حیث الاسم فان العشق عند اھل اللغۃ لایکون الا لما ینکح والثانی ان صفات اللہ منقولۃ فھو یحب ولا یقال یعشق کما یقال یعلم ولا یقال یعرف والثالث من این لہ ان اللہ یحبہ فھذہ دعوی بلا دلیل وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال انی فی الجنۃ فھو فی النار وعن ابی عبد الرحمن السلمی قال حکی عن عمرو المکی انہ قال کنت اماشی الحسین بن منصور فی بعض ازقۃ مکۃ وکنت اقرأ القرآن فسمع قراءتی فقال یمکننی ان اقول مثل ھذا ففارقتہ وعن محمد بن یحیی الرازی یقول سمعت عمرو بن عثمان یلعن الحلاج ویقول لو قدرت علیہ لقتلتہ بیدی فقلت ای شیٔ وجد الشیخ علیہ فقال قرأت اٰیۃ من کتاب اللہ تعالی فقال یمکننی ان اقول او اؤلف مثلہ واتکلم بہ

ترجمہ جن مین ربوبیت کے معنی سے حلول کیا اور بشریت کے معنی اُن سے زائل کر دیے۔ اور بعض اہل حلول اچھی صورتون کی طرف دیکھنے کے قائل ہین اور بعض کہتے ہین کہ اللہ تعالی اچھی صورتون مین حلول کئے ہوے ہے سراج نے کہا مینے سنا ہے کہ اہل شام کی ایک جماعت کا دعوی ہے کہ دنیا مین قلوب سے رویت الٰہی اسی طرح ہوتی ہے جیسے آخرت مین آنکھون سے ہوگی سراج نے کہا مینے سنا ہے کہ غلام خلیل نے ابو الحسن نوری پر شہادت دی کہ انکو یون کہتے ہوے سُنا کہ مین خدا کا عاشق ہون اور خدا مجھپر عاشق ہے نوری نے جواب دیا کہ مینے اللہ تعالی سے سنا ہے کہ فرماتا ہے یحبھم ویحبونہ یعنی اللہ تعالی اہل ایمان سے محبت رکھتا ہے اور اہل ایمان اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہین عشق کچھ محبت سے زیادہ نہین قاضی ابو یعلی نے کہا حلولیہ کا مذہب ہے کہ اللہ عشق رکھتا ہے مصنف نے کہا کہ اس مذہب مین تین وجہون سے جہالت ہے اول بحیثیت اسم کے کیونکہ اہل لغت کی نزدیک عشق فقط اس کے لئے ہوتا ہے جس سے نکاح ہو سکے دوسری صفات الٰہی سب کی سب منقول ہین لہذا اللہ تعالی محبت رکھتا ہے یون نہین کہہ سکتے کہ عشق رکھتا ہے چنانچہ یون کہتے ہین کہ اللہ عالم ہے یون نہین کہتے کہ عارف ہے تیسرے اس مدعی کو کہان سے معلوم ہوا کہ اللہ کو اس سے محبت ہے یہ دعوی محض بلا دلیل ہے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یون کہے کہ مین جنتی ہون وہ دوزخی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ نقل کرتے ہین کہ عمرو مکی نے بیان کیا کہ مین حسین بن منصور کے ہمراہ مکہ کی ایک گلی مین جا رہا تھا اور قرآن شریف پڑھتا تھا۔ میری قرأت سنکر حسین کو کہ ایسا کلام مین بھی کہہ سکتا ہون یہ بات سنتے ہی مینے انکو چھوڑ دیا محمد بن یحیی رازی کہتے کہ مینے عمرو بن عثمان کو حلاج پر لعنت کرتے ہوے سنا اور کہتے تھے کہ اگر مین حلاج پر قابو پاتا تو اُس کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو نگا مینے پوچھا کہ اے شیخ کس وجہ سے حلاج پر اسقدر ناراض ہو جواب دیا کہ مینے قرآن شریف کی ایک آیت پڑھی تو کہنے لگا کہ ممکن ہے مین بھی ایسا کہہ لون یا تالیف کر لون اور ایسا ہی کلام میسر ہو

وما قال العلماء فيه والله المعين على قمع الجهال وعن عمر البناء البغدادي بمكة يحكي انه لما كانت محنة
غلام الخليل ونسب الصوفية الى الزندقة امر الخليفة بالقبض عليهم فاخذ النوري في جماعة فادخلوا على الخليفة
فامر بضرب اعناقهم فتقدم النوري مبتدرا الى السياف ليضرب عنقه فقال له السياف ما دعاك الى
البدارة قال آثرت حياة اصحابي على حياتي هذه اللحظة فتوقف السياف فرفع الامر الى الخليفة فرد امرهم الى
قاضي القضاة اسماعيل بن اسحاق فخلى سبيلهم وعن ابي العباس احمد بن عطاء يقول كان قد سعى بالصوفية ببغداد غلام
الخليل الى الخليفة فقال ههنا قوم زنادقة فاخذ ابو الحسين النوري وابو حمزة الصوفي وابو بكر الرقاق
وجماعة من اقران هؤلاء واستتر الجنيد بن محمد بالفقه على مذهب ابي ثور فادخلوا الى الخليفة فامر
بضرب اعناقهم فاول من بدر ابو الحسين النوري فقال له السياف لم بادرت انت من بين اصحابك ولم تدع قال
احببت ان اوثر اصحابي بالحياة مقدار هذه الساعة فرد الخليفة امرهم الى القاضي فاطلقوا قال المصنف قلت
من اسباب هذه الصفة قول النوري انا اعشق الله والله يعشقني فشهد عليه بهذا ثم تقدمه ليقتل
اعانة على نفسه فهو خطأ ايضا وعن الدقي يقول كان لنا بيت ضيافة فجاءنا فقير

ترجمہ اور جو کچھ علما نے اُس کے حق مین فرمایا ہے وہ بھی لکھا ہے اللہ سبحانہٗ تعالےٰ جاہلون کی بیخ کنی کرنے پر اعانت فرمائے
عمر البناء بغدادی نے مکہ مین بیان کیا کہ کہتے ہین جب غلام الخلیل کامیاب ہوے اور صوفیہ کو زندیقیت کی طرف
نسبت کیا تو خلیفہ نے صوفیہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ نوری بھی ایک جماعت مین پکڑے ہوے آئے خلیفہ کے سامنے لائے
گئے سب کو گردن مارنے کا حکم فرمایا۔ نوری سب سے پہلے آگے بڑھکر جلاد کے پاس گئے تاکہ اُن کا سر تن سے جُدا
کرے۔ جلاد نے پوچھا کہ تم نے سبقت کیون کی جواب دیا کہ اس وقت لحظہ بھر کے لئے مینے اپنے اصحاب کی زندگی اپنی
زندگی پر اختیار کر لی ہے۔ یہ سن کر جلاد ٹھیر گیا۔ اور اُس کی اطلاع خلیفہ کو دی گئی خلیفہ نے اُن کا معاملہ قاضی القضاۃ
اسمٰعیل بن اسحاق کو سپرد کیا انہون نے سب کو رہا کر دیا ابو العباس احمد بن عطا نے کہا کہ بغداد مین غلام الخلیل نے خلیفہ سے
صوفیہ کی چغلی کھائی۔ اور بیان کیا کہ یہان پر قوم زنادقہ ہے لہذا ابو الحسین نوری و ابو حمزہ صوفی و ابو بکر رقاق اور ان کے ہمعصرون
مین سے ایک جماعت گرفتار ہو کر آئے اور جنید بن محمد نے فقہ مین ابو ثور کا مذہب اختیار کیا وہ لوگ خلیفہ کے سامنے پیش ہوے
خلیفہ نے مار ڈالنے کا حکم دیا سب سے پہلے ابو الحسین نوری نے پیشقدمی کی جلاد نے اُن سے پوچھا کہ تمنے اپنے یارون مین سب سے
سبقت کیون کی حالانکہ تم بلائے نہین گئے جواب دیا مین پسند کرتا ہون کہ اتنی دیر کے لئے جان دے کر اپنے یارون کو بچالون
اس بات پر خلیفہ نے اُن سب کو قاضی کے حوالے کر دیا لہذا چھوڑ دئے گئے مصنفؒ نے کہا کہ اسی قسم کے اسباب سے نوری کا یہ
قول ہے کہ مجھکو خدا سے عشق ہے اور خدا میرا عاشق ہے اس قول کی شہادت لوگون نے اُنپر دی ہے پھر اس شخص کا قتل کے لئے آگے بڑھنا
اپنے نفس کی ہلاکت پر اعانت کرنا ہے لہذا یہ بھی خطا ہے دقی کہتے ہین کہ ہمارے یہان ایک لنگر خانہ تھا ایک روز ایک فقیر آیا

فصام یوماً واصعدنی فی آخر النهار الی السطح وقومنی علی الرماد واجعل فطری علیه وعلی ملح جریش واستقبلنی بوجهه واذکرنی ما انکرته منی فانی اسمع واری قالت وکنت لیلة نائمة فی السطح فاحسست به وقد غشینی فانتبهت مذعورة لما کان منه فقال انما جئتک لاوقظک للصلاة فلما نزلنا قالت لی بنته اسجدی له فقلت اویسجد احد لغیر الله فسمع کلامی فقال نعم اله فی السماء واله فی الارض قال المصنف قلت اتفق علماء العصر علی اباحة دم الحلاج واول من قال انه حلال الدم ابو عمرو القاضی ووافقه العلماء وانما سکت عنه ابو العباس بن شریح وقال ما ادری ما یقول والاجماع دلیل معصوم من الخطاء وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله اجارکم ان تجتمعوا علی ضلالة کلکم وعن ابی بکر محمد بن داؤد الفقیه الاصبهانی یقول ان کان ما انزل الله علی نبیه صلی الله علیه وسلم حقا فما یقول الحلاج باطل وکان شدیدا علیه قال المصنف قلت وقد تعصب للحلاج قوم من الصوفیة جهلا منهم وقلة مبالاة باجماع الفقهاء وعن ابراهیم بن محمد النصرابادی یقول ان کان بعد النبیین والصدیقین موحد فهو الحلاج قلت وعلی هذا اکثر قصاص زماننا وصوفیة وقتنا جهلا من الکل بالشرع وبعدا عن معرفة النقل وقد جمعت فی اخبار الحلاج کتابا وبینت حیله ومخاریقه

ترجمہ تو تم دن کو روزہ رکھنا اور شام کو کوٹھے پر چڑھنا اور خاکستر پر کھڑی ہونا اور وہین بے سائیدہ نمک سے روزہ کھولنا اور اپنا منہ میری طرف کرنا اور جو بات تم کو ناگوار معلوم ہوئی تھی مجھے یاد دلانا مین ہر بات سنتا اور دیکھتا ہون بنت سمری نے کہا۔ مین ایک رات کوٹھے پر سو رہی تھی مینے حلاج کو محسوس کیا وہ مجکو آ لپٹے تھے مین اُن کی اس حرکت سے خوف زدہ ہو کر جاگ اُٹھی مجھ سے کہا کہ مین تم کو صرف نماز کے واسطے جگانیکو آیا تھا جب ہم کوٹھے سے نیچے اُترے تو حلاج کی بیٹی مجھ سے بولی کہ اُن کو سجدہ کرو مین نے کہا کہین کوئی غیر خدا کو بھی سجدہ کرتا ہے حلاج میرا کلام سنکر کہنے لگے کہ ہان ایک خدا آسمان پر ہے اور ایک خدا زمین پر مصنف رح نے کہا علمائے عصر نے حلاج کا خون مباح ہونے پر اتفاق کیا ہے پہلے جس نے اس کا خون حلال بتایا ہے۔ وہ ابو عمرو قاضی ہین اور تمام علمار نے اُن سے موافقت کی فقط ابو العباس بن شریح نے سکوت کیا اور کہا کہ مین نہین جانتا حلاج کیا کہتا ہے۔ اور علمار کا اجماع ایسی دلیل ہے جو خطا سے محفوظ ہے ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تمکو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ تم سب کے سب ضلالت پر اجماع و اتفاق کرو۔ ابو بکر محمد بن داود فقیہ اصفہانی کہتے ہین کہ جو کچھ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اگر وہ حق ہے تو جو کچھ حلاج کہتا ہے وہ باطل ہے ابو بکر شدت سے حلاج کا خلاف کرتے تھے مصنف نے کہا صوفیہ مین سے ایک قوم نے حلاج کی طرفداری کی ہے جسکا سبب جہالت اور اجماع فقہا سے لاپروائی ہے ابراھیم بن محمد نصرآبادی نے کہا کہ بعد نبیون اور صدیقون کے اگر کوئی ہے تو ایک حلاج ہے۔ مصنف رح نے کہا کہ یہی مذہب ہمارے زمانہ کے واعظون اور ہمارے وقت کے صوفیون کا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سب کے سب شریعت سے ناواقف اور علم نقلی کی معرفت سے بے بہرہ ہین مینے ایک کتاب حلاج کی حکایات مین تالیف کی ہے جسمین اس کے حیلے اور خوارق بیان کیے ہین

ان الرجل رأى الله تعالى فلما انكر عوقب **وقد** ذكرنا ان قوما يقولون ان الله يرى في الدنيا **وقد** حكى ابو القاسم عبد الله بن احمد البلخي في كتاب المقالات قال قد حكى عن قوم من المشبهة انهم يجيزون رؤية الله تعالى بالابصار في الدنيا وانهم لا ينكرون ان يكون بعض من تلقاهم في السكك وان قوما يجيزون مع ذلك مصافحته وملابسته ويدعون انه يزورهم ويزورونه وهم يسمون بالعراق اصحاب الناظر واصحاب الوساوس واصحاب الخطرات **قال المصنف** وهذا فوق القبيح نعوذ بالله من الخذلان **ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في الطهارة قال المصنف** وقد ذكرنا تلبيسه على العباد في الطهارة الا انه قد زاد في حق الصوفية على الحد فقوي وساوسهم في استعمال الماء الكثير حتى انه بلغني ان ابن عقيل دخل رباطا فتوضأ فضحكوا به لقلة استعماله الماء وما علموا انه من اسبغ الوضوء برطل من الماء كفاه وبلغنا عن ابي احمد الشيرازي انه قال لفقير من اين فقال من النهر لي وسوسة في الطهارة فقال كان عهدي بالصوفية يسخرون من الشيطان والآن يسخر بهم الشيطان **ومنهم** من يمشي بالمداس على البواري وهذا لا باس به الا انه ربما نظر المبتدي الى من يقتدى به فيظن ذلك شريعة **وما كان** خيار السلف على هذا والعجب ممن يبالغ في الاحتراز الى هذا الحد تنظيفا لظاهره وباطنه محشو بالوسخ والكدر

ترجمہ کہ اُس شخص نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا مگر جب منکر ہوا تو عذاب کیا گیا اور ہم پیشتر ذکر کر چکے ہین کہ ایک قوم کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا مین ہوتا ہے **ابو القاسم** عبد اللہ بن احمد بلخی نے کتاب المقالات مین نقل کیا ہے کہ تشبیہ کے قائلین مین سے ایک قوم نے جائز رکھا ہے کہ دنیا مین اللہ تعالیٰ کا دیدار آنکھون سے ہوتا ہے اور وہ لوگ اس کا بھی انکار نہین کرتے کہ گلی کوچے کے ملنے والون ہی مین کوئی خدا ہو اور ایک قوم نے اسی کے ساتھ خدا تعالیٰ سے مصافحہ اور میل جول بھی جائز رکھا ہے اور دعویٰ کرتے ہین کہ خدا اُن کی پاس آتا ہے اور وہ خدا کے پاس جاتے ہین ان لوگون کو عراق مین اصحاب الناظر اور اصحاب الوساوس اور اصحاب الخطرات کہتے ہین **مصنف**ؒ نے کہا یہ مذہب نہایت ہی بدتر ہے خدا ایسی رسوائی سے پناہ مین رکھے **طہارت کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان** مصنفؒ نے کہا کہ طہارت کی نسبت جو شیطان نے عابدون کو فریب دیا ہے ہم بیان کر چکے مگر صوفیہ کے حق مین اُسکا فریب حد سے زیادہ ہے لہذا زیادہ پانی استعمال کرنے مین اُن کے وسوسے مضبوط ہین حتیٰ کہ مینے سنا ہے ابن عقیل ایکبار رباط مین داخل ہوئے صوفیہ اُنکو کم پانی استعمال کرتے ہوے دیکھکر ہنسنے لگے اور یہ نہ جانا کہ جو شخص ایک رطل پانی مین وضو کامل طور پر کرلے گا تو اُسکو کافی ہے ابو احمد شیرازی کی نسبت ہمنے سنا ہے کہ انہون نے کسی فقیہ سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو جواب دیا کہ نہر پر سے آتا ہون مجکو طہارت کے بارے مین وسوسہ ہے ابو احمد بولے کہ مینے ایک زمانہ مین صوفیہ کی یہ حالت دیکھی تھی کہ شیطان سے تمسخر کیا کرتے تھے اور اب یہ حال ہے کہ شیطان اُنسے مسخرا پن کرتا ہے بعض صوفیہ ایسے ہین کہ جنگلون مین اپنی ساتھ ہمایون وغیرہ پہنے ہین گو اسمین کچھ ڈر نہین لیکن بسا اوقات مبتدی اُس شخص کو دیکھتا ہی جو اس کا التزام رکھتا ہی تو اُسکو امر شرعی خیال کر بیٹھتا ہی سلف کا یہ طریقہ نہ تھا اور تعجب تو اس شخص پر ہے جو ظاہری پاکیزگی کے لیے احتیاط رکھنے مین اس قدر مبالغہ کرتا ہی اور اُسکا باطن میل

عليه خرقتان يكنى بابى سليمان فقال الضيافة فقلت لابنى امض به الى البيت فاقام عندنا تسعة ايام فاكل فى كل
ثلثة ايام قسمته المقام فقال الضيافة ثلث فقلت له لا تقطع عنا اخبارك فغاب عنا اثنتى عشرة سنة ثم قدم
فقلت من اين فقال رأيت شيخا يقال له ابو شعيب المقنع مبتلى فاقمت عنده اخدمه سنة فوقع فى نفسى ان
اسأله اى شئ كان اصل بلائه فلما دنوت منه ابتدانى قبل ان اسأله فقال وما سؤالك عما لا يعنيك فصبرت
حتى تولى ثلث فقال لى فى الثالث لا بد لك فقلت له ان رأيت فقال بينما اصلى بالليل اذ لاح لى من المحراب نور
فقلت اخسأ يا ملعون فان ربى اجل من ان يبرز للخلق ثلث مرات قال ثم اسمعت نداء من المحراب يا ابا شعيب قلت
لبيك فقال تحب ان اقبضك فى وقتك او نجازيك على ما مضى لك او نبتليك ببلاء نرفعك فى عليين فاخترت
البلاء فسقطت عيناى ويداى ورجلاى قال فمكثت اخدمه تمام اثنتى عشرة سنة فقال يوما
من الايام ادن منى فدنوت منه فسمعت اعضائه تخاطب بعضها بعضا ابرز منه حتى
برزت اعضاؤه كلها بين يديه وهو يسبح ويقدس ثم مات قال
المصنف وهذه الحكاية توهم

ترجمہ جو دو خرقے پہنے ہوئے تھا اور اُس کی کنیت ابو سلیمان تھی آکر کہنے لگا کہ مین مہمانداری چاہتا ہون مینے اپنے بیٹے سے
کہا کہ اس کو مہمانخانہ مین لے جاؤ وہ فقیر نو روز تک ہمارے پاس رہا اور ہر تیسرے دن تک اپنا ایک دن کا حصہ کھاتا تھا۔
چلتے وقت بولا کہ مہمانی تین دن تک ہوا کرتی ہے مینے اُس سے کہا کہ اپنے حالات سے ہم کو آگاہ کرتے رہنا وہ ہمارے پاس سے چلا
گیا بارہ برس کے بعد پھر آیا مینے پوچھا کہان سے آتے ہو۔ جواب دیا کہ مین نے ایک بزرگ کو دیکھا جن کا نام ابو شعیب مقنع تھا
اور مرض جذام مین مبتلا تھے مین ایک سال اُن کی خدمت مین مصروف رہا میرے جی مین آیا کہ اُن سے پوچھون کہ اس بلا مین
پڑنے کا اصل سبب کیا ہے جب مین اُن کے قریب گیا تو میرے پوچھنے سے پہلے ہی بول اُٹھے کہ جو بات تمہارے مفید مطلب
نہین اس کے سوال کرنے سے کیا حاصل ہے مین یہ سنکر باز رہا یہانتک کہ تین سال ہو گئے تیسرے سال مجھ سے بولے کہ کیا تم
ضرور ہی میرا حال سننا چاہتے ہو مینے کہا اگر آپ کی رائے ہو تو کیا مضایقہ ہے جواب دیا کہ ایک بار رات کو مین نماز پڑھ رہا
تھا یکایک محراب سے ایک روشنی نمودار ہوئی مینے کہا ای ملعون دور ہو میرے پروردگار کی یہ شان نہین کہ مخلوق پر ظاہر ہو تین بار مینے
یونہین کہا پھر محراب سے مجھکو ایک آواز سنائی دی کہ ای ابو شعیب مینے کہا لبیک آواز آئی کہ تو پسند کرتا ہے کہ مین اسی وقت تیری جان
قبض کرلون یا تیری گذشتہ اعمال کی تجھکو جزا دون یا تجھکو بلا مین مبتلا کرکے اُس کی بدولت علیین مین تیرا رتبہ بلند کرون مینے بلا
کو پسند کیا پس میری دونون آنکھین دونون ہاتھ دونون پاؤن گر پڑے یہ قصہ سُنکر مینے اُن بزرگ کی خدمت پورے بارہ برس
تک کی ایک روز مجھ سے کہنے لگے کہ میرے قریب آؤ مین اُنکے قریب گیا اُنکے اعضا کو مینے سنا کہ ایک عضو دوسرے عضو سے مخاطب ہو کر کہتا تھا
اس شخص سے جدا ہو جاؤ انکے تمام اعضا علحدہ ہو کر سامنے آگئے اور وہ تسبیح و تقدیس مین مصروف رہے پھر انتقال کر گئے مصنف رحمۃ اللہ نے کہا اس حکایت

والرابع انهم تشبهوا بانفراد النصارى في الديرة والخامس انهم تعزبوا وهم شباب واكثرهم محتاج الى النكاح والسادس انهم جعلوا لانفسهم علما ينطق بانهم زهاد فيوجب ذلك زيارتهم والتبرك بهم فان كان قصدهم غير صحيح فانهم قد بنوا دكاكين الكدية ومناخا للبطالة واعلاما لاظهار التزهد وقد رأينا جمهور المتاخرين منهم مستريحين في الاربطة عن كد المعاش متشاغلين بالاكل والشرب والغنا والرقص يطلبون الدنيا من كل ظالم ولا يتورعون من عطاء ماكس واكثر اربطتهم قد بناها الظلمة ووقفوا عليها الاموال الخبيثة وقد لبس عليهم ابليس بان ما يصل اليكم من رزقكم فاسقطوا عن انفسكم كلفة الورع فهمتهم دوران المطبخ والحمام والماء المبرد فاين جوع بشر واين ورع سري واين زهد الجنيد وهؤلاء اكثر زمانهم ينقضي في التفكه بالحديث او زيارة ابناء الدنيا فاذا افلح احدهم ادخل راسه في زرمانقته فغلبت عليه السوداء فقال حدثني قلبي عن ربي ولقد بلغني ان رجلا قرأ القرآن في رباط فمنعوه وان قوما قرأوا الحديث في رباط فقال لهم ليس هذا موضعه ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في الخروج من الاموال والتجرد عنها كان ابليس يلبس على اوائل الصوفية لصدقهم في الزهد فيريهم عيب المال ويخوفهم من شره فيتجردون من الاموال ويجلسون على بساط الفقر

كد المعاش

ترجمہ چوتھے انہوں نے نصاری سے مشابہت کی کہ وہ بھی دیروں میں تنہا رہتی ہیں پانچویں باوجود جوان ہونے کے بن بیاہے رہے حالانکہ اُن میں سے اکثر کو نکاح کی حاجت ہے چھٹے انہوں نے اپنے لئے مشہور نام مقرر کیا ہے کہ لوگ زاہد کہکر یاد کریں جس کی وجہ سے لوگ اُن کی زیارت کو آتے ہیں اور اُن سے برکت لیتے ہیں اور اگر اس قوم کا ارادہ ٹھیک نہیں تو انہوں نے جھوٹ کی دوکانیں بنائی ہیں اور بطالت کا گھر تیار کیا ہے اور زہد کے اظہار کو شہرت دی ہے ہمنے متاخرین صوفیہ میں جمہور کو دیکھا ہے کہ معاش کی محنت سے فارغ ہو کر آرام سے رباطوں میں پڑے ہیں کھانے پینے ناچ گانے میں مشغول ہیں ہر ایک ظالم سے دنیا کے طالب ہیں اور خراج لینے والوں کے ہدیئے قبول کرنے میں تقوی نہیں بجا لاتے اُنکی اکثر رباطیں وہ ہیں جنکو اہل ظلم نے بنوایا ہے اور حرام کے مال اپنر وقف کئے ہیں ابلیس نے ان لوگوں کو فریب دیکر کہا ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس آئے وہ تمہارا رزق ہے لہذا ورع و تقوی کی تکلیف اپنے سے ساقط کردی ابان کی ساری ہمت باورچیخانہ اور حمام اور ٹھنڈے پانی پر مبذول ہے کہاں ہے بشر کی بھوک اور کہاں ہے سری کا ورع اور کہاں ہے جنید کا زہد اس قوم کی تو یہ حالت ہے کہ اکثر وقت ہنسی مذاق کی باتوں میں کٹتا ہے یا اہل دنیا کی زیارت میں بسر ہوتا ہے جب کسی کو کچھ فراغت ملی تو ذرا صوف کے جبہ میں اپنا سر ڈالدیا کچھ سودا کا غلبہ ہوا تو بول اٹھا کہ حدثنی قلبی عن ربی یعنی میرے دل نے میرے پروردگار سے حدیث روایت کرتا ہی اور ہمنے سنا ہے کہ ایک شخص نے رباط میں قرآن شریف پڑھا صوفیہ نے اُسکو روکدیا اور کچھ لوگ رباط میں حدیث پڑھنے لگے اُنسے کہا گیا کہ یہ جگہ حدیث پڑھنے کی نہیں ہے

مال کو چھوڑ دینے اور اس سے علیحدہ ہوجانے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان

اوایل صوفیہ جو زہد و تقوی میں صادق تھے۔ اُن کو شیطان فریب دیتا تھا۔ اور مال کے عیوب اُن پر ظاہر کرتا تھا۔ اور اُس کے شر سے اُن کو ڈراتا تھا۔ لہذا وہ لوگ مال سے علیحدہ ہوجایا کرتے تھے۔ اور بساط فقر پر بیٹھ جاتے تھے*

ذکر تلبیسہ علیہم فی الصلاۃ قال المصنف قد ذکرتلبیسہ علی العباد فی الصلاۃ وہو بذلک یلبس علی الصوفیۃ ویزید وقد ذکر محمد بن طاہر المقدسی ان من سننہم التی ینفردون بہا وینتسبون الیہا صلوۃ رکعتین بعد لبس المرقعۃ والتوبۃ واحتج علیہ بحدیث ثمامۃ بن اثال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہ حین اسلم ان یغتسل قال المصنف قلت وما اقبح بالجاہل اذا تعاطی ما لیس من شغلہ فان ثمامۃ کان کافرا فاسلم واذا اسلم الکافر وجب علیہ الغسل فی مذہب جماعۃ من الفقہاء منہم احمد بن حنبل واما صلاۃ رکعتین فما امر بہا احد من العلماء من اسلم ولیس فی حدیث ثمامۃ ذکر صلاۃ فیقاس علیہا وما ہذا الا ابتداع بالواقع سمی سنۃ ثم من اقبح الاشیاء قولہ ان الصوفیۃ ینفردون بسنن لانہا ان کانت مسنونۃ بالشرع فالمسلمون کلہم فیہا سواء والفقہاء اعرف بہا فما وجہ انفراد الصوفیۃ بہا ان کان باراءہم فانما انفردوا بہا لانہم اخترعوہا ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی المساکن قال المصنف اما بناء الاربطۃ فان قوما من المتعبدین الماضین اتخذوہا للانفراد بالتعبد وہؤلاء اذا صح قصدہم فہم علی الخطاء من وجوہ احدہا انہم ابتدعوا ہذا البناء وانما بنیان الاسلام المساجد والثانی انہم جعلوا للمساجد نظیرا یقلل جمعہا والثالث انہم فاتوا انفسہم نقل الخطا الی المساجد

ترجمہ ۔ نماز کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنفؒ نے کہا نماز کی بنسبت اہل عبادت کو شیطان کا فریب دینا مذکور ہو چکا اس بارے میں وہ صوفیہ کو اور بھی زیادہ دھوکا دیتا ہے محمد بن طاہر مقدسی نے بیان کیا ہے کہ ان سنتوں میں سے جو صرف صوفیہ ہی کے لئے خاص ہیں اور صوفیہ ہی اُن سے نسبت رکھتے ہیں ایک یہ ہے کہ مرقعہ پہننے کے بعد دو رکعتیں پڑھے اور توبہ کرے اس مذہب کے لئے ثمامہ بن اثال کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ جب وہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اُنکو غسل کرنے کا حکم دیا مصنفؒ نے کہا کہ جاہل آدمی جب ایسے امر میں دست اندازی کرتا ہے جو اسکا کام نہیں تو کیسا برا معلوم ہوتا ہے ثمامہ کفر کی حالت میں تھے وہ اسلام لائے اور کافر جب اسلام لاتا ہے تو اسپر غسل واجب ہے یہ فقہا کی ایک جماعت کا مذہب ہے جن میں سے احمد بن حنبل بھی ہیں باقی رہا دو رکعت نماز پڑھنا اُسکا حکم کسی عالم نے اسلام لانے والے کو نہیں دیا ثمامہ کی حدیث میں کہیں نماز کا ذکر نہیں کہ اسپر قیاس کر لیا جائے اب یہ دو رکعتیں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ بدعت ہے جس کا نام سنت رکھدیا ہے پھر سب سے قبیح تر ابن طاہر کا یہ قول ہے کہ بہت سی سنتیں ایسی ہیں جو صرف صوفیہ ہی کے لئے خاص ہیں کیونکہ وہ سنتیں اگر شریعت سے مسنون ہیں تو تمام مسلمان ان میں مساوی ہیں اور فقہا اُنکو خوب جانتے ہیں صوفیہ کے لئے خاص ہونیکی کیا وجہ ہے اور اگر صوفیہ کی رائے سے ہیں تو صرف انہیں کے لئے اس وجہ سے مخصوص ہیں کہ انہوں نے ان کو ایجاد کیا ہے مساکن کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنفؒ نے کہا کہ رباطین بنانے کی نسبت اصل بات یہ ہے کہ اگلے صوفیہ نے رباطوں کو اس لیے اختیار کیا تھا ۔ کہ تنہائی میں عبادت کریں اور آجکل کے صوفی اگر اپنے ارادے میں ٹھیک بھی ہیں تو چند وجوہ سے خطا پر ہیں ایک تو انہوں نے یہ بنیاد بدعت نکالی ہے اسلام کی بنیاد فقط مسجدیں ہیں دوسرے اُنہوں نے مسجدوں کی ایک نظیر بنائی جسکی وجہ سے مسجدوں کی جمعیت کم ہوتی ہے تیسرے انہوں نے مسجدوں کی طرف قدم اٹھانے کی فضیلت سے اپنے آپ کو محروم رکھا

وزعمت ان الله تعالی لم ینظر لعباده حین نهاهم عن جمع المال وقد علم ان جمعه خیر لهم وما ینفعك الاحتجاج بمال الصحابة وددت بن عوف فی القیامة ان لم یرث من الدنیا الاقوتا قال ولقد بلغنی انه لما توفی عبد الرحمن بن عوف قال ناس من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم انا نخاف علی عبد الرحمن فیما ترك فقال کعب سبحان الله وما تخافون علی عبد الرحمن کسب طیبا وانفق طیبا فبلغ ذلك اباذر فخرج مغضبا یرید کعبا فمر بلحی بعیر فاخذه بیده ثم انطلق یطلب کعبا فقیل لکعب ان اباذر یطلبك فخرج هاربا حتی دخل علی عثمان یستغیث به واخبره الخبر فاقبل ابوذر یقتص الاثر فی طلب کعب حتی انتهی الی دار عثمان فلما دخل قام کعب فجلس خلف عثمان هاربا من ابی ذر فقال له ابوذر هیه یا ابن الیهودیة تزعم ان لا باس بما ترك عبد الرحمن بن عوف لقد خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم یوما فقال الاکثرون هم الاقلون یوم القیامة الا من قال هکذا وهکذا ثم قال یا اباذر وانت ترید الاکثر وانا ارید الاقل فرسول الله یرید هذا وانت تقول یا ابن الیهودیة لا باس بما ترك عبد الرحمن بن عوف کذبت وکذب من قال فلم یرد علیه حرفا حتی خرج قال الحارث فهذا عبد الرحمن فی فضله یوقف فی عرصة القیامة

ترجمہ اور یہ سمجھا کہ اللہ تعالی نے جو اپنے بندون کو مال جمع کرنے سے ممانعت فرمائی تو اُن کا کچھ لحاظ نہ کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا۔ کہ بندون کے حق مین مال جمع کرنا بہتر ہے یاد رکھ کہ صحابہ کے مال سے حجت پکڑنا تیرے لئے کچھ مفید نہین قیامت کے دن ابن عوف آرزو کرین گے کہ کاش دنیا مین بقدر کفاف ہی ملا ہوتا مجھکو حدیث پہونچی ہے کہ جب عبد الرحمن بن عوف نے وفات پائی۔ تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سے کچھ لوگ باہم کہنے لگے کہ ہم کو اس قدر ترکہ چھوڑ جانے سے عبد الرحمن کے حق مین خوف ہے کعب رضی اللہ عنہ بولے کہ سبحان اللہ عبد الرحمن کے حق مین کس بات کا خوف ہے انہون نے پاک طریقہ سے مال کمایا اور پاک جگہ خیرات کیا کعب کا یہ قول ابوذر کو معلوم ہوا غضبناک ہو کر کعب کی تلاش مین نکلے رستے مین اونٹ کے جبڑے کی ہڈی پڑی پائی اُسکو ہاتھ مین اٹھا لیا اور کعب کو ڈھونڈنے لگے کسی نے کعب سے جا کر کہا کہ ابوذر تمہاری تلاش مین پھرتے ہین کعب بھاگ کر حضرت عثمان کے پاس فریادی آئے اور تمام قصہ بیان کیا ابوذر بھی تلاش کرتے کرتے کعب کے نشان قدم پر حضرت عثمان کے مکان تک پہونچے جب اندر داخل ہوے تو کعب ڈر کے مارے اُٹھکر حضرت عثمان کے پیچھے جا بیٹھے ابوذر اُن سے بولے اے یہودیہ کے بیٹے ذرا ٹھہر تو رہ کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے جو اس قدر ترکہ چھوڑا ہی اُس کا کچھ ڈر نہین دیکھ ایک روز رسول اللہ صلعم باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ قیامت کے دن جو زیادہ مالدار ہون گے وہ زیادہ محتاج ہون گے۔ مگر ہان وہ شخص جس نے دونون ہاتھون سے اپنا مال لٹایا ہوگا پھر فرمایا اے ابوذر تو تو تونگری چاہتا ہے اور مین افلاس کا خواہان ہون غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محتاجی چاہتے ہین اور اے یہودیہ کے بیٹے تو یون کہتا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے جو کچھ چھوڑا اُسکا کوئی ڈر نہین تو جھوٹا ہے اور جو ایسا کہے وہ جھوٹا ہے کعب نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا حتی کہ ابوذر چلے گئے حارث نے کہا کہ یہ عبد الرحمن بن عوف با وجود فضل و کمال کے میدان قیامت مین

وکانت مقاصدهم صالحة وافعالهم فی ذلك خطأ لقلة العلم فاما الآن فقد کفی ابلیس هذه المؤنة فان اکف کسبهم للاموال صفر وعن ابی نصر الطوسی یقول سمعت جماعة مشائخ الری یقولون ورث ابو عبد الله المقری من ابیه خمسین الف دینار سوی الضیاع والعقار فخرج عن جمیع ذلك وانفقه علی الفقراء وقد روی مثل هذا عن جماعة کثیرة وهذا الفعل لا الوم صاحبه اذا کان یرجع الی کفایة قد ادخرها لنفسه او کانت له صناعة یستغنی بها عن الناس وکان المال من شبهة فیتصدق به فاما اذا اخرج المال الحلال کله ثم احتاج الی الناس او افقر عیاله فهو اما ان یتعرض بمنن الاخوان او بصدقاتهم او ان یاخذ من ارباب الظلم والشبهات فهذا الفعل هو المذموم المنهی عنه ولست اتعجب من المتزهدین الذین فعلوا هذا مع قلة علمهم انما اتعجب من اقوام لهم علم وعقل کیف حثوا علی هذا وامروا به مع مضادته للشرع والعقل فذکر الحارث المحاسبی فی هذا کلاما طویلا وشید بنیانه ابو حامد الطوسی ونصره والحارث اعذر عندی من ابی حامد لان ابا حامد کان افقه غیر ان دخوله فی التصوف اوجب علیه نصرة ما دخل فیه ومن کلام الحارث المحاسبی فی هذا انه قال ایها المفتون متی زعمت ان جمع المال الحلال اعلی وافضل من ترکه فقد ازریت بمحمد صلی الله علیه وسلم والمرسلین وزعمت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم ینصح الامة اذ نهاهم من جمع المال وقد علم ان جمعه خیر لهم

ترجمہ ان حضرات کے مقاصد تو نیک تھے مگر افعال اس بارہ میں بوجہ کم علمی کے خطا تھے اور اس زمانے مین تو شیطان کو اس محنت سے فراغت ہے کیونکہ صوفیہ کے ہاتھ کسب اموال سے خالی ہین ابو نصر طوسی نے کہا کہ مینے مشائخ رے کی ایک جماعت سے سنا کہتے تھے کہ ابو عبد اللہ مقری کو اپنے باپ کے ترکہ سے علاوہ اسباب و زمین کے پچاس ہزار دینار ورثہ مین ملے وہ تمام جائداد سے الگ ہو گئے اور فقرا کو خیرات کر ڈالی ایسی ہی روایتین ایک جماعت کثیر سے منقول ہین ہم اس فعل کے مرتکب کو ملامت نہین کرتے مگر جبکہ کفایت پر عمل ہو اور اپنے لئے ذخیرہ رکھ چھوڑا ہو یا اس کو کوئی ایسا پیشہ آتا ہو جسکی وجہ سے لوگونکا محتاج نہ ہونا پڑے یا مال مین شبہ تھا لہذا خیرات کر دیا لیکن جبکہ مال حلال سب کا سب نکال ڈالے پھر لوگونکا محتاج ہو یا اُس کے اہل و عیال مفلس ہو جائین تو ایسا شخص یا تو اپنے بھائیون کے احسان اور خیرات کا خواہان ہوگا یا ظالمون اور مشتبہ مال والون سے کچھ حاصل کریگا یہ فعل بیشک مذموم و ممنوع ہے ہمکو ان زاہدون پر تعجب نہین آتا جنہون نے بوجہ کم علمی کے ایسا کیا بلکہ تعجب تو صرف اُن لوگون پر ہے جو علم و عقل رکھتے ہین انہون نے کیونکر اس فعل کی ترغیب دی اور باوجود شرع و عقل کے خلاف ہونے کے کسطرح اس کا حکم کیا حارث محاسبی نے اس بارے مین کلام طویل ذکر کیا ہے۔ اور ابو حامد طوسی نے اُس کی تائید کی ہے میرے نزدیک ابو حامد کی نسبت اس امر مین حارث معذور ہے کیونکہ ابو حامد بہت بڑے فقیہ تھے مگر افسوس کہ تصوف مین پڑ جانیکی وجہ سے اُنپر تصوف کی حمایت و امداد لازم آگئی حارث محاسبی نے اس بارے مین جو کچھ لکھا ہے منجملہ اس کے ایک مقام پر یون لکھتے ہین اے مفتون جبکہ تیرا یہ خیال ہے کہ مال حلال کا جمع کرنا اس کے چھوڑ دینے سے اعلیٰ و افضل ہے تو گویا تو نے محمد صلعم و دیگر انبیاء کو عیب لگایا اور یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلعم نے جو مال جمع کرنے سے امت کو منع فرمایا تو اُن کی خیر خواہی

اذا قل ما فيه اشتغال الهم باصلاحه عن ذكر الله فينبغي للمريد ان يخرج عن ماله حتى لا يبقى له الا قدر ضرورته
فما بقي لهم درهم يلتفت اليه قلبه فهو محجوب عن الله تعالى **قال المصنف** وهذا كله خلاف الشرع والعقل وسوء
فهم للمراد بالمال **فصل** في رد هذا الكلام اما شرف المال فان الله تعالى عظم قدره وامر بحفظه اذ جعله قواما
للآدمي الشريف فهو شريف **فقال تعالى** ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التي جعل الله لكم قياما ونهى عز وجل ان
يسلم المال الى غير رشيد **فقال** فان آنستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم **وقد صح** عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم انه نهى عن اضاعة المال وقال لسعد لان تترك ورثتك اغنياء خير لك من ان تتركهم عالة يتكففون
الناس **وقال** ما نفعني مال كمال ابي بكر **وعن** عمرو بن العاص قال بعث الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال خذ عليك
ثيابك وسلاحك ثم ائتني فاتيته فقال اني اريد ان ابعثك على جيش فيسلمك الله ويغنمك وارغب لك من المال رغبة صالحة
فقلت يا رسول الله ما اسلمت من اجل المال ولكني اسلمت رغبة في الاسلام فقال يا عمرو نعم ما بالمال الصالح للمرء الصالح **وعن** انس بن
مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا له بكل خير وكان في آخر دعائه ان قال اللهم اكثر ماله وولده وبارك له

الصالح
نعم المال الصالح الرجل

ترجمہ کیونکہ کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ مال کی اصلاح کے تردد مین پڑکر ذکر الٰہی سے اُس کا دل برطرف ہوجائیگا لہذا مرید کو چاہیئے کہ مال سے
علیحدہ ہوجاے حتی کہ بقدر ضرورت اپنے پاس رکھے جبتک اُس کے پاس ایک درم بھی باقی رہیگا جس کی طرف اُس کا دھیان بٹیگا وہ اللہ تعالیٰ
سے محجوب رہیگا **مصنف** رح نے کہا کہ یہ سب باتین عقل و شرع کے خلاف ہین اور سمجھ کا قصور ہے کہ مال سے کیا مراد ہے **فصل** (کلام مذکور
کے رد مین) مال کا شرف تو یہین سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کا مرتبہ عظیم فرمایا۔ اور اُس کی محافظت کا حکم دیا کیونکہ اُس کو آدمی کے لیئے
باعث قیام بنایا ہے اور آدمی شریف ہے جو چیز شریف کے لیئے باعث قیام و حیات ہے وہ بھی ضرور شریف ہے لہذا اللہ تعالے
نے فرمایا ہے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما یعنی تم اپنے مال جنکو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے باعث قیام قرار دیا ہے
بیوقوفون کو مت دیدو اور نیز اللہ عز و جل نے ناسمجھ آدمی کو مال سپرد کرنے سے منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا۔ فان آنستم منہم رشدا فادفعوا
الیہم اموالہم یعنی جب تم یتیمون کو دیکھو کہ اچھی طرح سمجھ آگئی تو اُن کے مال اُن کو دیدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ نے
مال ضائع کرنے سے منع فرمایا۔ اور سعد کو ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے اپنے وارثون کو خوشحال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ اُن کو ایسی حالت
مین چھوڑ جاو کہ محتاج ہو کر لوگون کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرین اور نیز آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھکو ابوبکر کے مال سے بڑھکر کسی کے مال
نے نفع نہین پہونچایا **عمرو بن عاص** کہتے ہین کہ مجھکو رسول صلعم نے بلوا بھیجا اور فرمایا کہ کپڑے پہنکر اور ہتھیار سجکر میرے پاس آو مین آپ کی
خدمت مین حاضر ہوا ارشاد فرمایا کہ مین تم کو ایک لشکر پر حاکم کرکے بھیجتا ہون خدا تعالی تم کو سلامت رکھیگا۔ اور غنیمت عطا
فرمائے گا نیک نیتی کے ساتھ جس قدر جی چاہے مال لے لینا۔ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین کچھ مال کی خواہش سے اسلام نہین لایا
بلکہ اسلام کی محبت سے مسلمان ہوا ہون فرمایا اے عمرو اچھا مال اچھے آدمی کیلئے بہت بہتر ہوتا ہے **انس بن مالک** کہتے ہین کہ میرے لئے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر و برکت کی دعا کی اور دعا کے آخری الفاظ یہ تھے کہ خداوندا انس کو مال اور اولاد زیادہ عطا فرما اور اس مین برکت دے

بسبب ما كسبه من حلال للتعفف وبصنائع المعروف فيمنع من السعي الى الجنة مع الفقراء المهاجرين وصار يحبوا
في آثارهم وقد كانت الصحابة اذا لم يكن عندهم شئ فرحوا وانت تدخر المال وتجمعه خوفا من الفقر وذلك من سوء الظن
بالله وقلة اليقين بضمانه وكفى به اثما وعساك تجمع المال لنعيم الدنيا وزهرتها ولذاتها وقد بلغنا ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال من اسف على دنيا فاتته قرب من النار مسيرة سنة وانت تاسف على ما فاتك غير
مكترث بقربك من عذاب الله ويحك اني لك ناصح ارى لك ان تقنع بالبلغة ولا تجمع المال لاعمال البر فقد سئل
بعض اهل العلم عن الرجل يجمع المال لاعمال البر فقال تركه ابر منه وبلغنا ان بعض خيار التابعين سئل عن
رجلين احدهما طلب الدنيا حلالا فاصابها فوصل بها رحمه وقدم لنفسه والآخر جانبها ولم يطلبها و
لم يتناولها فايهما افضل فقال بعيد والله ما بينهما الذي جانبها افضل كما بين مشارق الارض ومغاربها
قال المصنف هذا كله كلام الحارث المحاسبي ذكره ابو حامد وشيّده وقوّاه بحديث ثعلبة
فانه اعطي المال فمنع الزكوة قال ابو حامد فمن راقب احوال الانبياء والاولياء واقوالهم لم يشك
في ان فقد المال افضل من وجوده وان صرف الى الخيرات

ترجمہ اس وجہ سے کہ عفت کے لئے طریق حلال سے مال حاصل کیا اور نیک راہ مین لگایا لہذا فقراء مہاجرین کے ساتھ جنت کی طرف نجانے پائینگے
بلکہ اُن کے پیچھے پیچھے گھٹنون کے بل چلینگے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب اُن کے پاس کچھ نہوتا تھا تو خوش ہوتے تھے اور تیرا حال یہ
ہے کہ ذخیرہ رکھتا ہے اور افلاس کے ڈر سے مال جمع کرتا ہے حالانکہ یہ حرکت گویا خدا کے ساتھ سوء ظن اور اُس کے رزق کا ضامن ہونے پر
یقین نہ لانا ہے اس سے بڑھکر اور کیا گناہ ہوگا اور ممکن ہے کہ تو دنیا کی زیب و زینت اور لذت و فراغت کے لئے مال جمع کرے ہم کو حدیث پہنچی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا کی فوت شدہ چیز پر افسوس کرے گا وہ ایک سال بھر کی راہ دوزخ سے قریب ہو جائیگا تیری کیفیت
یہ ہے کہ ذرا سی چیز کے فوت ہو جانے پر افسوس کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے نزدیک ہونیکی پروا نہین کرتا ہے وائے ہو تجھپر بھلا کیا تو اپنے زمانے مین حلال کو پاتا ہے
جس طرح صحابہ نے پایا اور دنیا مین حلال کہان رہا ہے جسکو تو جمع کریگا دیکھ مین تجکو سمجھاتا ہون جس قدر بہم پہونچ جائے اتنے ہی پر قناعت کر اور اعمال
نیک کے لئے مال جمع نہ کر بعض اہل علم سے کسی نے اُس شخص کی نسبت سوال کیا جو اچھے کامون کے لئے مال جمع کرتا ہے جواب دیا کہ ترک کر دینا
سب سے اچھا کام ہے اور ہم نے سنا ہے کہ کسی بزرگ تابعی سے دو شخصوں کے بارے میں سوال کیا گیا ایک نے حلال طریقہ سے دنیا طلب کی
اُس کو حاصل ہوئی اُس نے صلہ رحم کیا اور اپنے لئے آخرت کا سامان کیا اور دوسرے نے دنیا سے علیحدگی اختیار کی نہ اسکو طلب کیا
نہ صرف کیا ان دونون مین کون افضل ہے جواب دیا کہ واللہ دونون مین فرق ہے جو شخص دنیا سے علیحدہ رہا وہ دوسرے سے
اس قدر افضل ہے جتنا مشرق و مغرب مین فاصلہ ہے مصنف نے کہا یہانتک سب کا سب حارث کا کلام ہے ابو حامد نے اُس کا
ذکر کیا ہے اور تائید کی ہے اور ثعلبہ کی حدیث سے اس کلام کو قوت دی ہے کہ ثعلبہ کو مال ملا تو اُس نے زکوۃ نہین دی ابو حامد نے کہا کہ جو کوئی انبیا
و اولیا کے افعال و اقوال پر غور کریگا اُس کو اس بارہ مین کچھ شک نہ رہیگا کہ مال کے ہونے سے اُس کا نہ ہونا افضل ہے اگرچہ اچھے کامون مین کیون نہ لگایا جائے

صح ويحك هل تجد الدنيا وهي من حلال كما وجدت الصحابة واين الحلال فتجمعه

وكان سعد بن عبادة يدعو فيقول اللهم وسع علیّ وقال المصنف وابلغ من هذا ان يعقوب عليه السلام
لما قال له بنوه ونزداد كيل بعير مال الى هذا وارسل ابن يامين معهم وان شعيبا طمع فى زيادة ما يناله فقال
فان اتممت عشرا فمن عندك وان ايوب لما عوفى مر عليه جراد من ذهب فاخذ يحثى فى ثوبه يستكثر منه فقيل له اما شبعت
قال يا رب ومن يشبع من فضلك وهذا امر مركوز فى الطباع فاذا قصد به الخير كان خيرا محضا واما كلام المحاسبى فخطأ
يدل على الجهل بالعلم وقوله ان الله نهى عباده عن جمع المال وان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى امته عن جمع المال
فهذا محال انما نهى عن سوء القصد بالجمع او عن جمع من غير حلة وما ذكره من حديث كعب وابى ذر فمحال من وضع
الجهال وخفى صحته عنه الحقه بالقول وقد روى بعض هذا وان كان طريقه لا يثبت وعن مالك ابن عبد الله
الزيادى يحدث عن ابى ذر انه قال جاء يستاذن على عثمان فاذن له وبيده عصاه فقال
فقال عثمان يا كعب ان عبد الرحمن توفى وترك مالا فما
ترى فيه فقال ان كان يصل فيه حق الله فلا باس
فرفع ابو ذر عصاه فضرب كعبا وقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

ترجمہ سعد بن عبادہ دعا مانگا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ خداوندا مجکو فراخدستی عطا فرما مصنف نے فرمایا اس سے بڑھکر وہ ہی کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام سے جب اُن کے بیٹون نے آکر کہا۔ ونزداد کیل بعیر یعنی ایک اونٹ اناج کا اور زیادہ ملیگا تو حضرت یعقوب بھی اُدھر مائل
ہوگئے ابن یامین کو اُن کے ساتھ بھیجدیا اور حضرت شعیب نے اپنے نفع لینے مین زیادتی کی طمع کی چنانچہ حضرت موسی سے کہا فان اتممت
عشرا فمن عندک یعنی اگر تم دس برس پورے بکریان چرادوگے تو تمہاری عنایت ہے اور حضرت ایوب علیہ السلام جب شفا پاچکے تو
ایک سونے کی ٹدی اُن کے پاس سے گذری وہ اپنی چادر اُس کے پکڑنیکو پھیلانے لگے تاکہ زیادہ مالدار ہوجائین ارشاد ہوا کہ اے ایوب
کیا تیرا پیٹ نہین بھرا عرض کیا اے پروردگار تیرے فضل سے کس کا پیٹ بھرتا ہے غرضکہ مال جمع کرنا ایک ایسا امر ہے جو طبیعتون
مین رکھا گیا ہے جب اُس سے مقصود خیر ہو تو وہ بھی خیر محض ہوگا محاسبی کا جو کچھ اس بارہ مین کلام ہے وہ سراسر خطا ہے جو شریعت سے
واقف نہونے پر دلالت کرتا ہے محاسبی کا یہ قول کہ اللہ تعالی نے اپنے بندون کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مال جمع
کرنے سے منع فرمایا ہے دروغ محض ہی بلکہ اس بات سے منع فرمایا ہی کہ مال جمع کرنے سے بُرا مقصود ہو یا ناجائز طریقے سے جمع کیا جاے اور کعب و ابوذر رضی
کی حدیث نقل کی ہی بالکل جھوٹ اور جاہلونکی بنائی ہوئی ہے چونکہ محاسبی سے اس حدیث کی صحت مخفی رہی لہذا اس کو مان بیٹھے اس کے بعض
الفاظ روایت بھی کیے گئے ہین مگر اس کا طریقہ کوئی ثابت نہین ہوتا مالک بن عبداللہ زیادی نے ابوذر سے روایت کی کہ وہ حضرت عثمان کے
مکان پر آئے اور اندر آنیکی اجازت لی حضرت عثمان نے اجازت دیدی اسوقت ان کے ہاتھ مین لاٹھی تھی اتنے مین حضرت عثمان نے کعب سے پوچھا کہ ای
کعب عبدالرحمن انتقال کرگئے اور مال چھوڑ گئے تمہاری اسمین کیا رای ہے کعب نے کہا اگر اس مال مین سے اللہ کا حق ادا کرتے رہے ہے تو کچھ ڈر نہین یہ سن کر ابوذر
نے اپنی لاٹھی اوٹھائی اور کعب کے ماری اور کہا۔ کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے +

وعن عبد الله بن كعب بن مالك قال سمعت كعب بن مالك يحدث حديث توبته قال فقلت يا رسول الله ان من
توبتي ان انخلع من مالي صدقة الى الله تعالى والى رسوله فقال امسك بعض مالك فهو خير لك
قال المصنف هذه الاحاديث مخرجة في الصحاح وهي على خلاف ما تعتقد المتصوفة من ان اكثار
المال حجاب وعقوبة وان حبسه ينافي التوكل ولا ينكر انه يخاف من فتنته وان خلقا كثيرا اجتنبوه
لخوف ذلك وان جمعه من وجهه ليعز وسلامة القلب من الافتتان به تبعد واشتغال القلب مع
وجوده بذكر الآخرة ينذر ولهذا اخيف فتنته فاما كسب المال فان من اقتصر على كسب البلغة من حلها
فذلك امر لا بد منه واما من قصد جمعه والاستكثار منه من الحلال نظرنا في مقصوده فان
قصد نفس المفاخرة والمباهاة فبئس المقصود وان قصد اعفاف نفسه وعائلته وادخر لحوادث
زمانه وزمانهم وقصد التوسعة على الاخوان واغناء الفقراء وفعل المصالح اثيب على قصده وكان جمعه بهذه النية افضل من كثير من
الطاعات وقد كانت نيات خلق كثير من الصحابة في جمع المال سليمة لحسن مقاصدهم بجمعه فحرصوا عليه وسألوا زيادته وعن ابن عمر ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم اقطع الزبير حضر فرسه بارض يقال لها ثرير فاجرى الفرس حتى قام ثم رمى بسوطه فقال اعطوه حيث بلغ السوط

ترجمہ عبد اللہ بن کعب بن مالک نے کہا کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا اپنا توبہ کرنے کا قصہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ ہے کہ اپنا مال خدا اور رسول کے لئے خیرات کر دوں ارشاد فرمایا کہ کچھ مال اپنے
پاس رہنے دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے مصنف نے کہا یہ مذکورشدہ حدیثیں صحاح میں موجود ہیں اور صوفیہ کے عقیدہ کے خلاف
ہیں کہ وہ کہتے ہیں مال کا زیادہ ہونا حجاب اور عذاب ہے اور مال کا رکھ چھوڑنا توکل کے منافی ہے اس امر کا تو انکار
نہیں کیا جا سکتا کہ مال جمع کرنے میں فتنہ کا خوف ہے۔ اور اسی لئے جماعت کثیر نے مال سے پرہیز کیا ہے اور اس سے بھی انکار
نہیں ہو سکتا کہ حلال طریقے سے مال کا جمع کرنا بہت کم ہوتا ہے۔ اور اس کے فتنہ سے دل کا سلامت رہنا بعید ہی اور باوجود مال کے آخرت
کی یاد میں دل کا مشغول ہونا شاذ و نادر ہے اور اسی وجہ سے مال کے فتنہ کا خوف ہوا کرتا ہے باقی رہا مال کا حاصل کرنا تو بات یہ ہے کہ جس شخص
کو ذریعہ حلال سے بقدر کفاف حاصل کرنے کی احتیاج ہے تو ایسا امر ہے جو ضروری ہے اور جس شخص کا مقصود طریق حلال سے مال جمع کرنا اور
بڑھانا ہو تو ہم اس کے مقصود پر غور کریں گے اگر صرف فخر اور بڑائی چاہتا ہو تو بہت برا مقصود ہے اور اگر اپنی اور اہل عیال کی عفت چاہتا ہے اور
آئندہ زمانہ کی آفتوں کے لئے ذخیرہ رکھتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ بھائیوں کی امداد کرے فقیروں کو خوش کرے نیک کاموں کو سرانجام دے تو اس کے
قصد پر اس کو ثواب ملیگا۔ اور اس نیت سے اس کا جمع کرنا بہت سی عبادتوں سے افضل ہوگا صحابہ رضی اللہ عنہم کی نیتیں مال جمع کرنے میں خلل
سے پاک تھیں کیونکہ ان کے مقاصد نیک تھے لہذا اسکی حرص کی اور زیادتی چاہی ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے
لئے ان کے گھوڑے کا حصہ ایک زمین مقرر فرمائی جس کو ثریر کہتے ہیں حضرت زبیر نے اپنا گھوڑا دوڑایا حتی کہ دوڑتے دوڑتے کھڑا
ہو گیا تو حضرت زبیر نے اپنا کوڑا آگے کو پھینکدیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ جہانتک زبیر کا کوڑا پہونچا ہے وہیں تک ان کو زمین کی دو۔

ثم الحديث بروایة عمارة بن زاذان وقال البخاری ربما اضطرب حدیثه وقال احمد یروی عن انس احادیث مناکیر و قال ابو حاتم الرازی لا یحتج به وقال الدارقطنی ضعیف عن انس قال بینما عائشة فی بیتها سمعت صوتا فی المدینة فقالت ما هذا فقالوا عیر لعبد الرحمن بن عوف قدمت من الشام بحمل من کل شیٔ قال وکانت مائة سبع بعیر فارتجت المدینة من الصوت فقالت عائشة سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول قد رأیت عبد الرحمن بن عوف یدخل الجنة حبوا فبلغ ذلك عبد الرحمن فقال ان استطعت لادخلنها قائما فجعلها باقتابها واحمالها فی سبیل الله عز وجل وقوله ترك المال الحلال افضل من جمعه لیس کذلك بل متی صح القصد فجمعه افضل بلا خلاف عند العلماء والحدیث الذی ذکره عن رسول الله صلی الله علیه وسلم من اسف علی دنیا فاتت محال ما قاله رسول الله صلی الله علیه وسلم قط وقوله هل تجد فی دهرك حلالا فیقال له وقال النبی اصاب الحلال والنبی صلی الله علیه وسلم یقول الحلال بین والحرام بین اتری یرید بالحلال وجود خبیة خرجت من المعدن ما تقلبت فی شبهة هذا تبعید لما طولبنا به بل لو بلغ المسلم یهودیا کان الثمن حلالا بلا شك هذا فتوی الفقهاء واعجب بسکوت ابی حامد بل لنصرتها حکی وکیف یقول ان فقد المال افضل من وجوده

ترجمہ - یہ حدیث جو محاسبی نے روایت کی - وہ بروایت عمارہ بن زاذان ہے - اور بخاری کہتے ہیں کہ اکثر اوقات زاذان کی حدیث مضطرب ہوتی ہے احمد نے کہا کہ زاذان حضرت انس سے منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں ابو حاتم رازی نے کہا کہ زاذان قابل حجت نہیں دارقطنی نے کہا کہ زاذان ضعیف ہیں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں بیٹھی تھیں - یکایک کچھ آواز سنی پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ عبد الرحمن بن عوف کا قافلہ شام سے آیا ہے جو ہر قسم کا اسباب تجارت لایا ہے انس کہتے ہیں کہ سات سو اونٹ تھے تمام مدینہ آواز سے گونج اٹھا حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے عبد الرحمن بن عوف کو خواب میں دیکھا ہے کہ جنت میں گھٹنوں کے بل چل کر داخل ہوتے ہیں یہ خبر عبد الرحمن کو ملی کہنے لگے کہ اگر مجھ سے ہو سکا - تو بہشت میں کھڑا ہو کر داخل ہونگا - یہ کہکر وہ تمام اونٹ مع ان کے پالان اور اسباب کے خدا کی راہ میں دیدیئے محاسبی کا یہ قول کہ مال حلال کا چھوڑ دینا اس کے جمع کرنے سے افضل ہے غلط ہے ایسا ہرگز نہیں بلکہ جب قصد صحیح ہو تو علماء کے نزدیک بلا خلاف جمع کرنا افضل ہے اور یہ حدیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو شخص دنیا کی فوت شدہ چیز پر افسوس کریگا محض دروغ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا نہیں فرمایا اور محاسبی کا یہ مقولہ کہ دنیا میں حلال کہاں رہا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ آخر یہ ٹھیک طور پر حلال کیا چیز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں - کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر کیا حلال سے آپکی مراد ہے کہ معدن سے کوئی دفینہ ملے جسمیں کچھ شک وشبہ نہو حالانکہ یہ امر بہت دور کی بات ہے اور ہم سے اس کی بازپرس نہ ہوگی - بلکہ اگر مسلمان کو کوئی چیز یہودی کے ہاتھ سے ملے تو بلا شبہ حلال ہوگی - یہی فتوی فقہا کا ہے - مجھ کو تعجب اس امر کا ہے کہ ابو حامد نے سکوت کیا - بلکہ محاسبی کے قول امداد کی وہ کیونکر کہتے ہیں - کہ گو مال نیک کاموں میں صرف کیا جاوے - پھر بھی اس کا نہ ہونا ہونے سے افضل ہے *

ما احب لو ان لي هذا الجبل ذهبا انفقه ويتقبل مني اذر خلفي ست اواقي انشدك الله يا عثمان
اسمعت ثلاث مرات قال نعم قال المصنف وهذا الحديث لا يثبت وابن لهيعة مطعون فيه
قال يحيى لا يحتج بحديثه والصحيح في التاريخ ان ابا ذر توفي سنة خمس وعشرين وعبد الرحمن
توفي سنة اثنتين وثلثين فقد عاش بعد ابي ذر سبع سنين ثم لفظ ما ذكروه من حديثهم يدل على
ان حديثهم موضوع ثم كيف تقول الصحابة انا نخاف على عبد الرحمن او ليس الاجماع منعقدا على اباحة
جمع المال من حله فما وجه الخوف مع الاباحة او يأذن الشرع في شئ ثم يعاقب عليه هذا قلة فهم
وفقه ثم ينكر ابو ذر على عبد الرحمن وعبد الرحمن خير من ابي ذر بما لا يتقارب ثم تعلقه بعبد الرحمن
وحده دليل على انه لم يسبر سير الصحابة فان قد خلف طلحة ثلث مائة بهار في كل بهار ثلثة قناطير والبهار الحمل وكان مال الزبير خمسين الف
ومائتي الف وخلف ابن مسعود تسعين الفا واكثر الصحابة كسبوا الاموال وخلفوها ولم ينكر احد منهم على احد واما قوله ان عبد
الرحمن يحبو حبوا يوم القيامة فهذا دليل على انه ما يعرف الحديث فان هذا كان مناما وليس هو في اليقظة واعوذ بالله ان
يحبو عبد الرحمن في القيمة افترى من يسبق وهو من العشرة المشهود لهم بالجنة ومن اهل بدر والشورى

ترجمہ کہ یہ احد کا پہاڑ اگر میرے لئے سونا بن جائے میں اُس کو خدا کی راہ میں صرف کرون اور وہ میری خیرات مقبول ہو جائے تو جب بھی مین
مین پسند نہیں کرتا کہ اُس مین سے چھ اوقیہ کے برابر چھوڑ کر وفات پاؤن یہ کہکر ابو ذر نے تین بار کہا کہ اے عثمان مین تم کو خدا کی قسم دیتا ہون کہ
تم نے یہ حدیث سنی ہے حضرت عثمان سے جواب دیا کہ ہان مصنف نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں اس کے راویون مین ابن لہیعہ مطعون ہے
یحییٰ کہتے ہین کہ ابن لہیعہ کی حدیث قابل حجت نہین اور تاریخ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ ابو ذر نے سنہ پچیس[٢٥] ہجری مین انتقال کیا اور
عبد الرحمن نے سنہ بتیس[٣٢] ہجری مین رحلت کی لہذا عبد الرحمن بعد ابو ذر کے سات برس زندہ رہے علاوہ ازین اس حدیث کے الفاظ
دلالت کرتے ہین کہ موضوع ہے پھر کیونکر صحابہ کہہ سکتے ہین کہ ہمکو عبد الرحمن پر خوف ہے کیا بالاجماع ثابت نہین کہ حلال طریقہ سے مال جمع کرنا مباح
ہے باوجود مباح ہونے کے خوف کی کیا وجہ ہے کیا شریعت ایسا ہی کرتی ہے کہ کسی چیز کی اجازت دے اور پھر اسپر عذاب کرے یہ سب ناسمجھی اور کم علمی کی باتین
ہین۔ پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ عبد الرحمن پر ابو ذر انکار کرتے ہین حالانکہ ابو ذر سے عبد الرحمن افضل ہین اس لئے کہ وہ ایسے معروف نہین پھر اُن کا
ایک اکیلے عبد الرحمن کے پیچھے پڑ جانا دلالت کرتا ہے کہ اُنہون نے صحابہ کا رویہ اختیار نہین کیا طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد تین سو بہار چھوڑ گئے
ہر بہار مین تین تین قنطار تھی بہار بوجھ کو کہتے ہین (جو تین سو رطل کا ہوتا ہے اور ایک قنطار ایک ہزار دو سو اوقیہ کا ہوتا ہے) زبیر رضی
کا مال پانچ کروڑ دو لاکھ کا تھا۔ ابن مسعود نے نوے ہزار چھوڑ کر انتقال کیا۔ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے مال حاصل کیا اور چھوڑ گئے کسی نے
انپر اعتراض نہین کیا محاسبی کا یہ قول کہ عبد الرحمن قیامت کے دن گھٹنون کے بل چلین گے اس امر کی دلیل ہے کہ وہ حدیث نہین جانتے کیونکہ یہ واقعہ
خواب کا تھا بیداری مین ایسا نہین فرمایا اور خدا کی پناہ جب عبد الرحمن ایسے صحابی قیامت مین گھٹنون کے بل چلین گے تو پھر دوڑ کر کون
جائیگا حالانکہ عبد الرحمن اُن دس صحابہ مین سے ہین جن کے لئے زندگی مین جنت کی شہادت دے دی گئی اور اہل بدر اور اہل شوری سے ہین

يتعارف

تسعين

قال المصنف وهذا احتجاج من لا يفهم الحال فان ذلك الفقير كان يزاحم الفقراء في اخذ الصدقة وحبس ما كان معه
فلذلك قال كيتان ولو كان المكروه نفس ترك المال لما قال النبي صلى الله عليه وسلم لسعد انك ان تذر ورثتك اغنياء
خير لك من ان تتركهم عالة يتكففون الناس ولما كان احد من الصحابة يخلف شيئا وقد قال عمر بن الخطاب
رضي الله عنه حث رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصدقة فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ابقيت لاهلك فقلت
مثله فلم ينكر عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن جرير الطبري وفي هذا الحديث دليل على بطلان ما
يقوله جهلة المتصوفة انه ليس للانسان ادخار شيء في يومه لغده وان فاعل ذلك قد اساء الظن
بربه ولم يتوكل عليه حق التوكل قال ابن جرير فلذلك قوله عليه السلام اتخذوا الغنم فانها بركة فيه دلالة على فساد قول
من زعم من المتصوفة انه لا يصح للعبد التوكل على ربه الا ان يصبح ولا شيء عنده من عين ولا عرض ويمسي كذلك الا ترى كيف ادخر
رسول الله صلى الله عليه وسلم لازواجه قوت سنة **فصل** وقد خرج اقوام من اموالهم الطيبة ثم عادوا يتعرضون بالاوساخ ويطلبون وهذا
لان حاجة الانسان لا ينقطع والعاقل يعد للمستقبل وهؤلاء مثلهم في اخراج المال عند بداية تزهدهم
مثل من روي في طريق مكة فبدد الماء الذي معه وعن جابر بن عبد الله قال قدم ابو حصين السلمي

ترجمہ مصنف نے کہا کہ اس حدیث سے حجت لانا اس شخص کا کام ہے جو حقیقت حال نہیں سمجھتا کیونکہ یہ صحابی جو انتقال کر گئے تھے ان کا
یہ کام تھا کہ صدقہ لینے میں فقیروں سے مزاحمت کیا کرتے تھے اور جو اپنے پاس تھا اسے رکھ چھوڑا لہذا فرمایا کہ جہنم کے دو داغ ہیں اور اگر نفس مال ہی جمع چھوڑنا
مکروہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد سے نہ فرماتے کہ تمہارے لئے اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑ جانا اس سے بہتر ہے کہ ان کو ایسی حالت میں چھوڑ
جاؤ کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور نیز صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی اپنے بعد کچھ نہ چھوڑ جاتا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایکبار رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دی میں اپنا آدھا مال لے آیا آپ نے فرمایا اے عمر بال بچوں کے لئے کسقدر باقی رکھا ہے میں نے عرض کیا جس قدر
لایا ہوں اتنا ہی چھوڑ آیا ہوں یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر پر انکار نہیں فرمایا **ابن جریر** طبری کہتے ہیں کہ اس
حدیث میں دلیل ہے اس قول کے باطل ہونے پر جو جاہل صوفیہ کہتے ہیں کہ انسان کو نچاہیئے کل کے لئے آج کچھ شئ ذخیرہ رکھے اور کہتے ہیں
کہ ایسا کرنیوالا اپنے پروردگار کے ساتھ سوء ظن رکھتا ہے اور اسپر کماحقہ توکل نہیں کرتا ابن جریر نے کہا کہ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا یہ فرمانا کہ تم بکریاں پالو کیونکہ ان میں برکت ہے دلالت کرتا ہے اس قول کے فاسد ہونے پر جو بعض صوفیہ کا خیال ہے کہ جو بندہ
اپنے رب پر توکل رکھتا ہے اس کے لئے یہی بات شایاں ہے کہ صبح و شام میں کسی وقت کچھ مال اور روپیہ پیسہ اس کے پاس نہ ہو کیا تم نہیں
جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنی ازواج مطہرات کے لئے سال بھر کا رزق ذخیرہ رکھتے تھے **فصل** کچھ لوگ ایسے ہیں
جو اپنے پاک مالوں سے علیحدہ ہو گئے اور پھر صدقے جو لوگوں کی میل کچیل ہیں طلب کرنے لگے اور ان میں پڑ گئے کیونکہ انسان کی حاجت
منقطع نہیں ہوتی اور عاقل آدمی آیندہ کے لئے سامان کیا کرتا ہے اور ابتداء زہد میں اپنا مال جو علیحدہ کر ڈالتے ہیں ان کی مثال ایسی
ہے جیسے کوئی شخص مکے کے راستے میں پانی سے سیراب ہو گیا لہذا جو پانی اپنے ہمراہ لایا تھا اس کو پھینک دیا جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ابو حصین سلمی

وان صنا الی الخیرات ولو ادعی الاجماع علی خلاف هذا الصحیح ولکن الصواب غیر فتواه وعن المروزی قال سمعت رجلا
یقول انی کفایة فقال الزم السوق تصل بر الرحم و یعود به وقوله ینبغی للمرید ان یخرج من ماله قد بیّنا انه ان
کان حراما او فیه شبهة او ان تقنع بالیسیر او بالکسب جاز له ان یخرج منه والا فلا وجه لذلك واما ثعلبة فما ضره
المال انما البخل بالواجب واما الانبیاء فقد کان لابراهیم زرع ومال ولشعیب ولغیره وکان سعید بن المسیب
یقول لا خیر فیمن لا یطلب المال یقضی به دینه ویصون عرضه فان مات ترکه میراثا لمن بعده وخلف ابن المسیب اربعمائة
دینار وقد ذکرنا ما خلفت الصحابة وقد خلف سفیان الثوری مائتین وکان یقول المال فی هذا الزمان سلاح وما زال
السلف یمدحون المال ویجمعونه للنوائب واعانة الفقراء وانما تجافاه قوم منهم ایثارا للتشاغل بالعبادات وجمع الهم فقنعوا
بالیسیر ولو قال هذا القائل ان التقلل منه اولی قرب الامر ولکنه زاحم به مرتبة الاثم **فصل** واعلم ان الفقر مرض فمن ابتلی به فصبر علیه اثیب علی
صبره ولهذا یدخل الفقراء الجنة قبل الاغنیاء بخمسمائة عام لمکان صبرهم علی البلاء والمال نعمة والنعمة تحتاج الی شکر والغنی ان تعب وخاطر کالمفتی
والمجاهد والفقیر کالمعتزل فی زاویه وقد ذکر ابو عبد الرحمن السلمی فی کتاب سنن الصوفیة باب کراهیة ان یخلف الفقیر شیئا وذکر
حدیث الذی مات من اهل الصفة وخلف دینارین فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم کیتان

ترجمہ اگر حامد اس کے برخلاف اجماع ہونے کا دعوی کرین درست ہے لیکن صواب اُن کے فتوی کے خلاف ہے محاسبی کا یہ قول
کہ مرید کو چاہیئے اپنے مال سے جدا ہو جائے اس بارے مین ہم بیان کر چکے کہ اگر مال حرام یا مشتبہ ہو یا انسان تھوڑے مال پر یا اپنے کسب پر
قناعت کر سکے تو اُس کو جائز ہے کہ اپنے مال سے علیحدہ ہو جائے ورنہ کوئی اس کی وجہ نہین باقی رہا ثعلبہ کا قصہ تو اُسکو مال نے ضرر نہین
پہونچایا بلکہ مال پر بخل کرنا اس کے لئے مضر ہوا اور رہے انبیا علیہ السلام ان کا یہ حال تھا کہ حضرت ابراہیم و شعیب وغیرہ کے پاس مال
سعید بن مسیب کہا کرتے تھے کہ جو شخص مال نہین پیدا کرتا وہ خیر پر نہین مال سے قرض ادا کیے اپنی آبرو بچائے اگر مر جائے تو اپنے بعد
والون کے لئے میراث چھوڑ جائے **ابن مسیب** چارسو دینار ترکہ مین چھوڑ گئے تھے اور صحابہ نے جو جو ترکہ چھوڑا ہے وہ ہم ذکر
چکے **سفیان** ثوری نے دوسو ترکہ مین چھوڑے اور کہا کرتے تھے کہ اس زمانہ مین مال ایک ہتھیار ہے **سلف** ہمیشہ مال کی تعریف
کرتے رہے اور زمانے کی آفتون اور محتاجون کی اعانت کے لئے مال جمع کرتے رہے ہان البتہ ان مین سے بعض نے اس لئے
مال سے علحدگی اختیار کی کہ عبادات مین مشغول رہین اور دلجمعی حاصل رہے لہذا تھوڑے پر قناعت کی اگر حارث محاسبی یون
کہتے کہ تھوڑا مال رکھنا بہت بہتر ہے تو ایک بات بھی مگر وہ تو اس کو گناہ کا مرتبہ قرار دیتے ہین **فصل** جاننا چاہیئے کہ محتاجی ایک مرض ہی جو اسمین
مبتلا ہوا اور صبر کیا اسکو اس صبر کا ثواب ملیگا اسی لئے محتاج لوگ امیرون سے پانسو برس پیشتر جنت مین داخل ہون گے کیونکہ وہ بلا پر صابر رہے اور مال
ایک نعمت ہی اور نعمت کے لئے شکر ضروری ہی اور مالدار جبکہ محنت اٹھاتا ہی اور اپنے آپکو کار بزرگ مین ڈالتا ہی بمنزلہ مفتی اور مجاہد کے ہے اور محتاج ایسا
جیسے کوئی شخص ایک گوشے مین الگ بیٹھا ہی ابو عبد الرحمن سلمی نے کتاب سنن الصوفیہ مین ایک باب باندھا ہی جسمین ذکر کیا ہی کہ فقیر کے لئے کچھ چھوڑ مرنا
مکروہ ہے اور وہ حدیث لکھی ہی کہ اہل صفہ مین سے ایک صحابی نے دو دینار چھوڑ کر انتقال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے دو داغ ہین

مال اہل صفہ کیستان ہین

وروى ابو داؤد من حديث ابى سعيد الخدرى قال دخل رجل المسجد فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس ان يطرحوا ثيابا وطرحوا فامر له منها بثوبين ثم حث على الصدقة فجاء فطرح احد الثوبين فصاح به خذ ثوبك

وقال المصنف ونقلت من خط ابى الوفاء بن عقيل قال قال ابن شاذان دخل جماعة من الصوفية على الشبلى فانفذ الى بعض المياسير يسئله مما ينفقه عليهم فرد الرسول وقال يا ابا بكر انت تعرف الحق فهلا طلبت منه فقال للرسول رجع اليه قل له الدنيا سفلة اطلبها من سفلة مثلك واطلب الحق من الحق فبعث اليه مائة دينار قال ابن عقيل ان كان انفذ اليه المائة الدينار على الابتداء من هذا الكلام القبيح وامثاله فقد اكل الشبلى الخبيث من الرزق واطعمه اضيافه فصل وقد كان لبعضهم بضاعة فانفقها وقال اريد ان يكون نفسى الا بالله وهذا اقلة فهم لانهم يظنون ان التوكل قطع الاسباب واخراج الاموال وقد اخبرنا القزاز قال اخبرنا الخطيب قال اخبرنا ابو نعيم الحافظ قال اخبرنا جعفر الخلدى فى كتابه قال سمعت الجنيد يقول وقفت على ابى يعقوب الزيات بابه فى جماعة من اصحابه فقال اما كان لكم شغل فى الله عز وجل يشغلكم عن المجئ الى فقلت له اذا كان مجيئنا اليك شغلنا به فلم نقطع عنه فسألته عن مسئلة فى التوكل فاخرج درهما كان عنده ثم اجابنى فاعطى التوكل حقه

ترجمہ ابو داود نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ کچھ کپڑے خیرات کریں لوگوں نے کچھ کپڑے دیئے اُن کپڑوں میں سے آپ نے دو کپڑے اُس آدمی کو عنایت فرمائے پھر سب کو صدقہ کی ترغیب دی اُس آدمی نے بھی دونوں میں سے ایک کپڑا اُتار کر صدقے میں ڈالا آپ نے باواز بلند اُس سے فرمایا کہ تو اپنا کپڑا اُٹھا لے مصنفؒ نے کہا میں نے خود ابو الوفا ابن عقیل کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا کہ ابن شاذان کہتے ہیں صوفیہ کی ایک جماعت شبلی کے پاس گئی شبلی نے ایک تونگر آدمی کے پاس کسی کو بھیجا کہ اُن کے کہانے کے لئے کچھ اُس سے مانگ لا اُس تونگر نے قاصد کو واپس کیا اور کہلا بھیجا کہ اے ابو بکر تم تو خدا کے عارف ہو اُسی سے کیوں نہیں مانگ لیتی شبلی نے قاصد سے کہا کہ اُس سے جا کر کہو دنیا ایک سفلہ چیز ہے اس کو تجھ ایسے سفلہ سے طلب کرتا ہوں اور حق سے تو حق ہی کا طالب ہوں یہ سنکر اُس نے سو دینار بھیجدیئے ابن عقیل کہتے ہیں کہ اگر شروع ہی میں اس کلام قبیح سے پہلے تو وہ تونگر سو دینار دیدالتا تو کچھ نہ تھا لیکن اب تو شبلی نے ناپاک رزق کہایا۔ اور اپنے مہمانوں کو کھلایا فصل بعض صوفیہ کے پاس کچھ سرمایہ تھا انہوں نے سب خیرات کر ڈالا اور کہنے لگے ہم اپنے آپکو صرف خدا کے حوالے کرتے ہیں حالانکہ یہ کم فہمی ہے کیونکہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ اسباب سے قطع تعلق کرنا اور مال کو علیحدہ کر دینا یہی توکل ہے قزار نے ہم سے کہا کہ مجھ سے خطیب نے بیان کیا کہ مجکو ابو نعیم حافظ نے خبر دی کہ مجھ سے جعفر جلدی نے اپنی کتاب سے روایت کی کہ مینے جنید سے سنا کہتے تھے کہ مین ایک بار ابو یعقوب زیات کے دروازے پر اُن کے اصحاب کی جماعت میں جا کھڑا ہوا وہ بولے کہ تم لوگوں کو خدا تعالی کے ساتھ ایسا شغل کیوں نہیں جو تم کو میرے پاس آنے سے باز رکھے مینے جواب دیا کہ جب ہمارا آپ کے پاس آنا گویا خدا کے ساتھ شغل ہے تو خدا سے ہم نے قطع تعلق کہاں کیا اس کے بعد مین نے ان سے توکل کے بارے میں ایک مسئلہ دریافت کیا انہوں نے پہلے ایک درم نکالا جو اُن کے پاس تھا پھر مجکو جواب دیا اور کما حقہ توکل کا بیان کیا ہے

بذهب من معدنهم فقضو دينا كان عليه وفضل معه مثل بيضة الحمامة فاتى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله ضع هذه حيث اراك الله او حيث رأيت قال فجاءه عن يمينه فاعرض عنه ثم جاءه عن يساره فاعرض عنه ثم جاءه من بين يديه فنكس رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه فلما اكثر عليه اخذها من يده فخذفه بها لو اصابته لعقرته ثم اقبل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يعمد احدكم الى ماله فيتصدق به ثم يقعد فيتكفف الناس وانما الصدقة عن ظهر غنى وابدأ بمن تعول وقد رواه ابوداؤد فى سننه من حديث محمود بن لبيد عن جابر بن عبد الله قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ جاءه رجل بمثل البيضة بيضة من ذهب فقال يارسول الله اصبت هذه من معدن فخذها فهى صدقة ما املك غيرها فاعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم اتاه من قبل ركنه الايمن فقال مثل ذلك فاعرض عنه ثم اتاه من قبل ركنه الايسر فاعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم اتاه من خلفه فاخذها رسول الله صلى الله عليه وسلم فخذفه بها فلو اصابته لاوجعته او لعقرته فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ياتى احدكم بما يملك فيقول هذه صدقة ثم يقعد فيتكفف الناس خير الصدقة ما كان من ظهر غنى

وفى رواية اخرى خذ عنا مالك لا حاجة لنا به

ترجمہ اپنی معدن میں سے کچھ سونا نکال لائے اس سے اپنا قرضہ ادا کیا جس میں سے کبوتر کے انڈے کے برابر بچ رہا اُسکو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ اس کو جہاں مصلحت خیال فرمائیے کام میں لائیے راوی نے کہا کہ ابوحصین دہنی جانب سے گئے آپ نے مونہہ موڑ لیا پھر بائیں طرف سے آئے آپ نے مونہہ پھیر لیا پھر سامنے سے حاضر ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک جھکا لیا جب انہوں نے آپ کو بہت تنگ کیا تو آپ نے وہ سونا اس کے ہاتھ سے چھین کر اُن کو کھینچ مارا کہ اگر لگ جاتا تو اُن کی آنکھ پھوٹ جاتی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے۔ کہ تم میں سے بعض کی یہ حالت ہے کہ اپنا سارا مال خیرات کر ڈالتے ہیں پھر بیٹھکر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں دیکھو صدقہ تو بعد فارغ البالی کے ہوا کرتا ہے اور پہلے اپنے اہل و عیال کو دینا چاہیئے ابوداود نے اس حدیث کو بروایت محمود بن لبید اپنے سنن میں ذکر کیا ہے کہ جابر بن عبداللہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے اتنے میں ایک آدمی انڈے کے برابر سونا لے کر آیا اور عرض کی یارسول اللہ مجکو یہ سونا اپنے قبیلہ کی معدن سے ملا ہے اس کو صدقہ کرتا ہوں اور میرے پاس اس کے سوا کوئی مال نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر مونہہ پھیر لیا پھر وہ شخص دہنی جانب سے آیا آپ نے اعراض فرمایا پھر بائیں طرف سے آکر اسی طرح کہنے لگا آپ نے روگردانی فرمائی۔ پھر پشت مبارک کی طرف سے سامنے آیا آپ نے اس سے وہ سونے کا ٹکڑا لیکر اُسکو پھینک مارا اگر اس کے لگ جاتا تو آزار پہونچاتا یا کوئی عضو بیکار ہو جاتا پھر فرمایا تم لوگوں میں بعض کا قاعدہ ہے کہ جو کچھ انکے پاس ہوتا ہے سب کا سب لے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صدقہ ہے پھر محتاج ہوکر بیٹھ رہتے ہیں اور لوگوں کے سامنے بھیک مانگنے کو ہاتھ پھیلاتے ہیں دیکھو بہتر صدقہ وہ ہے جو اپنی فارغ البالی کے بعد ہو۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ نے اس شخص سے فرمایا اپنا مال ہمارے سامنے سے لیجاؤ ہمکو اسکی کچھ حاجت نہیں

لعورته

محمد

ركبته ركبته

وقد نسبوا النفع الی المال والضر الی الطعام فالتحاشی عن سلوک طریقة تعاط علی الشریعة فلا یلتفت الی هذیان من
هذی مثل هذا **فصل** قال المصنف وقد بینا انه کان اوائل الصوفیة یخرجون من اموالهم زهدا فیها وذکرنا
انهم قصدوا بذلک الخیر الا انهم غلطوا فی هذا الفعل کما ذکرنا فی مخالفتهم بذلک الشرع والعقل فاما متاخروهم
فقد مالوا الی الدنیا وجمع المال من ای وجه کان ایثارا للراحة وحبا للشهوات **فمنهم** من یقدر علی الکسب ولا یعمل
ویجلس فی الرباط او المسجد ویعتمد علی صدقات الناس وقلبه معلق بطرق الباب **ومعلوم** ان الصدقة لا تحل لغنی
ولا لذی مرة سوی ولا یبالون من بعث الیهم فربما بعث الظالم والماکس فلم یردوه وقد وضعوا بینهم فی ذلک کلمات
منها تسمیة ذلک بالفتوح ومنها انه من الله فلا یرد علیه ولا یشکر سواه وهذا کله خلاف للشریعة وجهل بها وعکس
ما کان السلف الصالح علیه فان النبی صلی الله علیه وسلم قال الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات فمن ترکها
استبرأ لدینه وقد قاء ابو بکر الصدیق من اکل الشبهة وکان الصالحون لا یقبلون عطاء ظالم ولا من فی ماله
شبهة وکثیر من السلف لم یقبل صلة الاخوان عفافا وتنزها وعن ابی بکر المروزی قال ذکرت لابی عبد الله رجلا من
المحدثین فقال رحمه الله ای رجل کان لولا خلة واحدة

ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفع کو مال کی طرف اور ضرر کو کھانے کی جانب منسوب فرمایا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے
کنارہ کشی کرنا شریعت پر دست درازی ہے لہٰذا جو شخص اس قسم سے بیہودہ بکے اس کے ہذیان کی طرف توجہ نہ کی جائیگی **فصل مصنف** نے
کہا کہ ہم ذکر کر چکے کہ اوائل صوفیہ اپنے مال سے بوجہ زہد و ورع کے علیحدہ ہو جایا کرتے تھے اور یہ بھی بیان کر چکے کہ اُن بزرگوں کا مقصود خیر تھا لیکن
اپنی اس حرکت میں غلطی پر ضرور تھے چنانچہ اُن کی مخالفت میں ہم شرع و عقل کا تذکرہ لا چکے باقی رہے متاخرین صوفیہ وہ دنیا اور مال جمع کرنے
کی طرف مائل ہیں خواہ کسی صورت سے ہو وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ راحت کو اختیار کیے ہوئے ہیں اور شہوت سے محبت رکھتے ہیں ان میں بعض ایسے
ہیں جو کسب پر قادر ہیں اور عمل میں نہیں لاتے رباط یا مسجد میں بیٹھکر لوگوں کی خیرات پر بھروسا کرتے ہیں اور ان کا دل ہر وقت اس بات
میں لگا رہتا ہے کہ کوئی آدمی اگر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے خوب معلوم ہے کہ مرد غنی اور پوری قوت والے کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں اور یہ لوگ
کچھ پرواہ نہیں کرتے خواہ کوئی صدقہ بھیجے اکثر اوقات ظلم کرنے والے چونگی لینے والے صدقہ بھیجتے ہیں اس کو رد نہیں کرتے اور اس بارے
میں باہم کچھ کلمات مقرر کیے ہیں ایک یہ ہے کہ اس کا نام فتوح رکھا ہے دوسرے یہ کہ یہ خدا کی طرف سے ہے لہٰذا خدا کا عطیہ رد نہیں کیا جا سکتا اور خدا
کے سوا کسی کا شکر نہ کرنا چاہیے حالانکہ یہ سب باتیں خلاف شریعت اور جہالت کی ہیں اور سلف صالحین کے طریقے کے برخلاف ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے۔ ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جس نے ان کو چھوڑا
اس نے اپنا دین پاک کیا **ابوبکر صدیق** کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتبہ چیز کے کھانے سے منع فرمایا صالحین
کا قاعدہ تھا کہ ظالم اور مشتبہ مال والے کا ہدیہ قبول نہ کرتے تھے اکثر سلف کا یہ حال تھا کہ عفت اور تنزہ کے خیال سے اپنے بھائیوں کا صلہ نہ
قبول فرماتے تھے **ابوبکر مروزی** نے کہا میں نے ابو عبد اللہ سے ایک محدث کا تذکرہ کیا سنکر بولے کہ خدا اس پر رحم کرے اگر ایک عادت انمیں نہ ہوتی تو کیا

ثم قال استحيي من الله تعالى ان اجيبك وعندي شئ قال المصنف قلت لو فهم هؤلاء معنى التوكل وانه ثقة القلب بالله تعالى لا اخراج صور المال ما قالوا هذا ولكن قل فهمهم وقد كان سادات الصحابة والتابعين يتجرون ويجمعون الاموال وما قال مثل هذا احد منهم وقد روينا عن ابي بكر الصديق انه قال حين امر فترك الكسب لاجل شغله بالخلافة فمن اين اطعم عيالي وهذا القول منكر عند الصوفية يخرجون قائله من التوكل وكذلك ينكرون على من قال هذا الطعام يضرني وقد رووا في ذلك حكاية عن ابي طالب الرازي يقول حضرت مع اصحابنا في موضع فقدموا اللبن فقالوا لي كل فقلت لا اكل فانه يضرني فلما كان بعد اربعين سنة صليت يوما خلف المقام ودعوت الله تعالى وقلت اللهم انك تعلم اني ما اشركت بك طرفة عين فسمعت هاتفا يهتف بي ويقول ولا يوم اللبن قال المصنف وهذه الحكاية والله اعلم بصحتها واعلم ان من يقول هذا يضرني لا يريد ان ذلك يفعل الضرر بنفسه وانما يريد انه سبب للضرر كما قال الخليل عليه السلام انهن اضللن كثيرا من الناس وقد صح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال ما نفعني مال كمال ابي بكر وقوله ما نفعني مقابل لقول القائل ما ضرني وصح عنه انه قال ما زالت اكلة خيبر تعادني حتى الآن حين قطعت ابهري وقد ثبت انه لا رتبة اوفى من رتبة النبوة

ترجمہ پھر بولے کہ مجکو اللہ تعالے سے حیا آتی اس بارے مین کہ تم کو جواب دون اور میرے پاس کچھ مال ہو مصنف رحمہ نے کہا کہ اگر یہ لوگ توکل کے معنی سمجھتے کہ توکل کہتے ہین خدا تعالی پر دل کے وثوق رکھنے کو۔ نہ اس کو کہ مال علیحدہ کر دیا جائے تو ایسا نہ کہتے مگر کیا کرین انکی سمجھ ہی کم ہے بڑے بڑے صحابہ و تابعین ذخیرہ رکھا کرتے تھے اور مال جمع کیا کرتے تھے اُن مین سے کسی نے ایسا نہین کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت ہم روایت کر چکے کہ جب خلیفہ ہوئے اور خلافت کے کاروبار کی وجہ سے اپنا کسب چھوڑ دیا تو فرمانے لگے کہ پھر مین اپنے بال بچون کو کہان سے کھلاؤن حالانکہ یہ قول صوفیہ کے نزدیک منکر ہے اور اس طرح کہنے والے کو توکل سے خارج کر دیتے ہین اور اسی طرح اُس شخص پر بھی انکار کرتے ہین جو یون کہے کہ فلان کھانا مجکو نقصان پہونچائیگا اس بارے مین ابو طالب رازی ایک حکایت نقل کرتے ہین انہون نے کہا کہ مین اپنے اصحاب کے ساتھ ایک مقام پر ٹھیرا وہان کے لوگ دودھ لیکر آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ یہ دودھ پی لو مینے کہا کہ مین دودھ نہین پیونگا کیونکہ دودھ مجکو نقصان پہونچاتا ہے اس واقعہ کو چالیس برس کا زمانہ گذر گیا ایک روز مینے مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی اور اللہ تعالی سے دعا کی اور عرض کیا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ مینے کبھی لمحہ بھی تیرے ساتھ شرک نہین کیا یکایک مین نے سُنا کہ ایک ہاتف مجکو آواز دیتا ہے کہ بھلا کیا دودھ والے روز بھی شرک نہین کیا مصنف رحمہ نے کہا خدا جانے یہ حکایت کہانتک صحیح ہے جاننا چاہئے کہ جو شخص یون کہتا ہے کہ فلان چیز مجکو ضرر پہونچاتی ہے تو اُس کی مراد یہ نہین ہوتی کہ خود وہ چیز ضرر کی فاعل ہے بلکہ صرف یہ معنی ہوتے ہین کہ وہ چیز ضرر کا سبب ہے جیسا کہ حضرت خلیل علیہ السلام نے کہا انہن اضللن کثیرا من الناس یعنی ان بتون نے بہت آدمیونکو گمراہ کر دیا اور صحیح طور پر رسول اللہ صلعم سے یہ فرمانا کہ نفع نہین دیا اسی قول کا مقابل ہے کہ نقصان نہین پہونچایا اور صحیح طور پر وارد ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھ کو خیبر کے زہر آلود لقمے کا اثر ہمیشہ مدت معینہ کے بعد اثر دکھاتا رہا حتے کہ اب میرے دل کی رگین کاٹ ڈالین یہ امر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ نبوت کے رتبہ سے بڑھکر کوئی رتبہ کامل اور پورا نہین ✦

يدخرون

لترك

فقالوا

حتى تطوفون على رؤسكم بالسلع يقعد احدكم عن الكسب مع قدرته معولا على الصدقات والصلات ثم
لا يكفيه حتى يأخذ ممن كان ثم لا يكفيه حتى يدور على الظلمة فيستعطي منهم ويهنيهم بملبوس لا يحل وولاية لا عدل
فيها والله انكم اضر على الاسلام من كل مضر فصل قال المصنف وقد صار جماعة من اشياخهم يجمعون المال
الحاصل من الشبهات ثم يقتسمون فمنهم من يدعي الزهد مع كثرة ماله وحرصه على الجمع وهذه الدعوى مضادة
للحال ومنهم من يظهر الفقر مع جمعه المال واكثر هؤلاء يضيقون على الفقراء باخذ الزكوة ولا يحل لهم ذلك
وقد كان ابو الحسن البسطامي شيخ رباط ابن المحبان يلبس الصوف ويقصده الناس يتبركون به فمات
فخلف اربعة آلاف دينار وقال المصنف وهذا فوق القبيح وقد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم ان رجلا من اهل الصفة
مات فخلف دينارين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيتان ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في لباسهم قال المصنف لما سمع اوائل
الصوفية ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يرقع ثوبه وانه قال لعائشة رضي الله عنها لا تخلعي ثوبا حتى ترقعيه وان عمر بن الخطاب كان في ثوبه
رقاع وان اويسا القرني كان يلتقط الرقاع من المزابل فيغسلها في الفرات ثم يخيطها فيلبسها اختاروا المرقعات
ولقد ابعدوا في القياس فان رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه كانوا يؤثرون البذاذة

ترجمہ اب امیرون کے پاس بھی جانے لگے تاکہ وہان کمر زدوشی کرین تم لوگ باوجود قدرت کے صدقون اور ہدیون پر تکیہ کر کے بیٹھ رہتے
ہو پھر اس پر بھی اکتفا نہ کر کے جس سے ملے لے لیتے ہو۔ پھر اس پر بھی کفایت نہین کرتے حتی کہ ظالمون کے پاس مانگتے پھرتے ہو۔
اور ان کو اس پوشاک پر جو جائز نہین اور اس حکومت پر جس مین انصاف نہین مبارکباد دیتے ہو خدا کی قسم تم اسلام کے لئے
سب ضرر رسانون سے بڑھکر ضرر رسان ہو فصل مصنف نے کہا صوفیہ کے شیوخ مین سے ایک جماعت کا یہ حال ہے کہ
مال مشتبہ جمع کرتے ہین پھر اس جماعت کی قسمین ہین بعض تو باوجود کثرت مال اور جمع کرنے کی حرص کے زہد کا دعوی کرتے ہین
حالانکہ یہ دعوی ظاہری حالت کے خلاف ہوتا ہے اور بعض باوجود مال جمع کرنے کے فقر وافلاس کا اظہار کرتے ہین اور اکثر یہ
لوگ زکوۃ کا مال لے کر فقیرون کا حق مارتے ہین حالانکہ زکوۃ لینا ان کو جائز نہین ابو الحسن بسطامی جو ابن المحبان کی رباط
کے شیخ تھے صوف پہنا کرتے تھے لوگ دور سے اُن کے ملنے کو آتے اور اُن سے برکت لیتے تھے جب انتقال کیا تو چار ہزار دینار
چھوڑ مرے مصنف نے کہا یہ نہایت قبیح بات ہے صحیح طور پر مروی ہے کہ اہل صفہ مین سے ایک شخص نے انتقال کیا اور دو دینار
چھوڑ مرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کے دو داغ ہین لباس کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان
مصنف نے کہا اوائل صوفیہ نے جب سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لباس مبارک مین پیوند لگایا کرتے تھے اور عائشہ سے
آپ نے فرمایا جب تک پیوند نہ لگایا کرو کپڑا پرانا نہ کیا کرو اور حضرت عمر رضی اللہ کے لباس مین پیوند لگے تھے اور اویس قرنی گھورون
پر سے پیوند چنا کرتے تھے اُن کو رات مین دھوتے پھر سی کر پہنتے تھے لہذا ان لوگون نے پیوند لگے لباس اختیار کئے حالانکہ اپنے
اس قیاس کرنے مین یہ لوگ بہت دور جا پڑے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم پھٹے پرانے حالمین رہنا پسند فرماتے تھے

ثم سکت ثم قال لیس کل الخلال یکملها الرجل فقلت له الیس کان صاحب سنة قال العمری لقد کتبت عنه ولکن
خلة واحدة کان لا یبالی ممن اخذ قال المصنف ولقد بلغنا ان بعض الصوفیة دخل علی بعض الامراء الظلمة
فوعظه فاعطاه شیئا فقبله فقال الامیر کلنا صیادوا انما الشباك یختلف ثم این هؤلاء من الانفة
من الذل للدنیا فان النبی صلی الله علیه وسلم قال الید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا
المعطیة هکذا فسرہ العلماء وهو الحقیقة وقد تاوله بعض القوم فقال العلیا هی الاخذة قال ابن قتیبة
ولا اری هذا الا تاویل قوم استطابوا السوال فهم یحتجون للدناءة فصل قال المصنف ولقد کان اوائل الصوفیة
ینظرون فی حصول الاموال من ای وجه ویفتشون عن مطاعمهم وسئل احمد بن حنبل عن سری فقال الشیخ المعروف
بطیب الطعمة وقال سری صحبت جماعة الی الغزو فاکترینا دارا فنصبت فیها تنورا فتورعوا ان یاکلوا من خبز ذلك
التنور فاما من یرما تجده من صوفیة زماننا من کونهم لا یبالون من این اخذوا فانه لعجب ولقد
دخلت بعض الاربطة فسألت عن شیخه فقیل لی قد مضی الی الامیر فلان یهنیه بخلعة قد خلعت علیه
وکان ذلك الامیر من کفار الظلمة فقلت ویحکم ما کفاکم ان فتحتم الدکان

ترجمہ یہ کہکر خاموش ہو رہے پھر کہنے لگے کہ تمام خصلتوں کو انسان کامل طور پر حاصل نہیں کر سکتا مینے اُن سے کہا کہ کیا وہ محدث صاحب
سنت نہین تھا بولا کہ اپنی جان کی قسم مینے خود اُن سے حدیث لکھی ہے لیکن ایک عادت اُن مین یہ تھی کہ کچھ پرواہ نہ کرتے تھے جس سے چاہتے
تھے لے لیتے تھے مصنف رحمہ اللہ نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ کوئی صوفی کسی امیر کے پاس گیا جو ظالم تھا اُس کو نصیحت کی اُس نے کچھ دیا صوفی
نے لے لیا امیر کہنے لگا کہ ہم سب لوگ شکاری ہین مگر جال مختلف ہین علاوہ اس بیان مذکورہ کے ہم کہتے ہین کہ دنیا کے واسطے ذلت اٹھانے
سے ان لوگون کی غیرت کہان جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر کے ہاتھ سے مراد
دینے والا ہے علما نے اس کے یہی معنی بیان کیے ہین اور یہی تفسیر حقیقی ہے۔ بعض صوفیہ نے اس کی تاویل کی ہے کہ اوپر کا ہاتھ لینے والا ہے
ابن قتیبہ نے کہا یہ تاویل میرے نزدیک فقط ان لوگون کی ہے جو بھیک مانگنے کو عمدہ جانتے ہین لہذا وہ دون ہمتی کے محتاج ہین فصل
مصنف رحمہ اللہ نے کہا اوائل صوفیہ مال کے حاصل ہونے پر غور کیا کرتے تھے کہ کس صورت سے آتا ہے۔ اور اپنے کھانے کی تفتیش کیا کرتے
تھے احمد بن حنبل سے کسی نے سری سقطی کی نسبت سوال کیا جواب دیا۔ کہ وہ بزرگ طیب الطعمہ یعنی پاک حلال کھانے والے
مشہور ہین سری کہتے ہین ایک مرتبہ جہاد مین میرا اور ایک جماعت کا ساتھ ہوا ہم نے کرایہ پر ایک مکان لیا اس مین مینے
ایک تنور لگایا وہ لوگ ورع کے خیال سے اس تنور کی روٹی نہ کھاتے تھے صوفیہ حال کے زمانے والے جو دیکھے پڑتے ہین انہون
نے نیا شیوہ اختیار کر رکھا ہے کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ کہان سے مال حاصل کیا ہے یہ امر تعجب خیز ہے میں خود ایک بار ایک
رباط مین داخل ہوا وہان کے شیخ کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ فلان امیر کو خلعت ملنے کی مبارکباد دینے کے لئے اُس کے پاس
گئے ہین یہ امیر اہل کفر و ظلم سے تھا مینے سنکر کہا وائے ہو تم پر یہ تمہارے لئے کافی نہ تھا کہ دوکان کھول رکھی ہے ٭

واحبوا التنعم ولم يروا الخروج من صورة التصوف لئلا يتعطل المعاش فلبسوا الفوطة الرفيعة واعتموا بالرومي الرفيع الا انه بغير طراز فالقميص والعمامة على احدهم بثمن خمسة اثواب من الحرير وقد لبس عليهم ابليس انكم صوفية بنفس النفس وانما ارادوا ان يجمعوا بين رسوم التصوف وتنعم اهل الدنيا ومن علاماتهم مصادقة الامراء ومفارقة الفقراء كبرا وتعظما وقد كان عيسى بن مريم يقول يا بني اسرائيل ما لكم تاتوني وعليكم ثياب الرهبان وقلوبكم قلوب الذئاب الضواري البسوا لباس الملوك والينوا قلوبكم بالخشية وعن مالك بن دينار قال ان من الناس ناسا اذا لقوا القراء ضربوا معهم بسهم واذا لقوا الجبابرة وابناء الدنيا اخذوا معهم بسهم فكونوا من قراء الرحمن بارك الله فيكم وعنه ايضا قال انكم في زمان اشهب لا يبصره الا البصير انكم في زمان كبرت انفاخهم قد انتفخت السنتهم في افواههم فطلبوا الدنيا بعمل الآخرة فاحذروهم على انفسكم لا يوقعوكم في شباكهم وعن مالك ايضا قال نظر الى شاب ملازم المسجد فجلس اليه فقال له هل لك ان اكلم بعض العشارين يجري عليك شيئا وتكون معهم قال ما شئت يا ابا يحيى قال فاخذ كفا من تراب فجعله على راسه وعنه ايضا قال كان فتى ينغري فكان يأتيني فابتلى فولى الجسر فبينما هو يصلي اذ مرت سفينة فيها بط فنادى بعض اعوانه

ترجمہ اور خوش عیشی پسند کی اور یہ بھی ٹھیک نہ سمجھا کہ تصوف کی صورت سے علیحدہ ہو جاویں تاکہ معاش کا سلسلہ بیکار نہ ہو جائے لہذا انہوں نے اعلیٰ درجہ کا فوطہ یعنی سندی کپڑے کا کرتا پہنا اور نفیس رومی عمامہ باندھا مگر وہ عمامہ بلا نقش و نگار یعنی سادہ رکھا اب ایک شخص کا یہ کرتا اور عمامہ پانچ ریشمی کپڑوں کی قیمت کا ہے ابلیس نے ان کو یہ بھی فریب دیا ہے کہ تم بذات خود صوفی ہو اور مقصود ان کا صرف یہ ہے کہ تصوف کی رسمیں اور اہل دنیا کی ناز و نعمت دونوں حاصل ہو جائیں ان لوگوں کی علامت ایک یہ ہے کہ بوجہ کبر و نخوت کے امیروں سے دوستی رکھتے ہیں اور فقیروں سے علیحدہ رہتے ہیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل تم کو کیا ہو گیا میرے پاس اس حالت میں آتے ہو کہ لباس تو راہبوں ایسا پہنے ہو اور تمہارے دل پھاڑ کھانے والے بھیڑیوں کے ایسے ہیں دیکھو لباس تو چاہے بادشاہوں ایسا پہنو مگر خوف الٰہی سے اپنے دلوں کو نرم کرو مالک بن دینار نے کہا کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ اگر قاریوں سے ملتے ہیں تو اُن کے ساتھ ایک حصہ لگاتے ہیں اور اُدھر ظالموں اور اہل دنیا سے ملتے ہیں تو ان کے ساتھ ایک حصہ لیتے ہیں پس تم لوگ خدا کے قاریوں میں سے ہو جاؤ خدا تعالیٰ تم کو برکت دے اور نیز مالک نے کہا کہ تم ایسے زمانے میں ہو جو دور رنگا ہے۔ تمہارے زمانے کو اہل بصیرت ہی دیکھتا ہے تم اُس زمانے میں ہو جس کو کبر و غرور بڑھ گیا ہے اور اُن کے مونہوں میں اُن کی زبانیں سوج گئی ہیں لہذا وہ لوگ آخرت کے اعمال سے دنیا طلب کرتے ہیں تم اُن سے بچتے رہو ایسا نہ ہو کہیں تم کو اپنے جال میں پھنسا لیں اور نیز مالک سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک جوان آدمی کو دیکھا جو ہر وقت مسجد میں رہتا تھا اس کے پاس جا بیٹھے اور کہنے لگے کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے بارے میں کسی چونگی وصول کرنے والے حاکم سے گفتگو کروں وہ تم کو کچھ دیدیا کرے اور تم اُن کے ساتھ رہو جوان نے کہا اے ابو یحییٰ جو آپکا جی چاہے کیجئے مالک نے ایک مٹھی خاک لی اور اُس کے سر پر ڈالدی اور نیز مالک سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں ایک جوان آدمی صوفی میرے پاس آیا کرتا تھا وہ اس بلا میں گرفتار ہوا کہ پل کی حکومت اُسکو ملی ایکبار وہ نماز پڑھ رہا تھا دریا سے ایک کشتی گذری جسمیں ایک بطخ تھی اس کے اعوان و اصحاب پکارے

ويعرضون عن زينة الدنيا زهدا وكان اكثرهم يفعل هذا لاجل الفقر كما روينا عن مسلمة بن عبد الملك انه دخل على عمر بن عبد العزيز وعليه قميص وسخ فقال لامرأته فاطمة اغسلي قميص امير المؤمنين فقالت والله ماله قميص غيره فاما اذا لم يكن هذا للفقر وقصد البذاذة فما له معنى **فصل قال المصنف** فاما صوفية زماننا فانهم يعمدون الى ثوبين او ثلثة كل واحد منها على لون فيجعلونها خرقة ويلفقونها فيجمع ذلك الثوب وصفين الشهوة والشهرة فان لبس مثل هذه المرقعات اشهى عند خلق كثير من الديباج وبها يشتهر صاحبها انه من الزهاد افتراهم يصيرون بصورة الرقاع كالسلف كذا قد ظنوا فان ابليس قد لبس عليهم قال انتم صوفية لان الصوفية كانوا يلبسون المرقعات وانتم كذلك آترىهم ما علموا ان التصوف معنى لا صورة وهؤلاء قد فاتتهم النسبة في الصورة والمعنى اما الصورة فان القدماء كانوا يرقعون ضرورة ولا يقصدون التحسن بالمرقع واما المعنى فان اولئك كانوا اصحاب رياضة وزهد **فصل قال المصنف** ومن هؤلاء المذمومين من اراد التشبه بالصوفية وصعب عليهم البذاذة فلبس الصوف تحت الثياب ويلوح بكمه حتى يرى لباسه هذا الصوف ومنهم من يلبس الثياب اللينة على جسده ثم يلبس الصوف فوقها وهذا نفاق مكشوف وجاء آخرون فارادوا التشبه بالصوفية وصعب عليهم البذاذة

ترجمہ اور بوجہ زہد و تقوے کے دنیا کی زینت سے مونہہ موڑتے تھے۔ اور اکثر بزرگوار تو محتاجی کے سبب سے ایسا کرتے تھے چنانچہ مسلمہ ابن عبد الملک سے مروی کہ وہ عمر بن عبد العزیز کے پاس گئے دیکھا تو ایک میلا کرتا پہنے ہوے ہین۔ ان کی بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیر المؤمنین کا کرتا دھو ڈالو وہ بولین کہ خدا کی قسم ان کے پاس بجز اس ایک کرتے کے کوئی اور کرتا نہین۔ لیکن جب یہہ فقر کی نیت اور خستہ حالی کے ارادے سے نہو تو اس کے کوئی معنی نہین **فصل مصنف** رح نے کہا ہمارے زمانے کے صوفیہ کی تو یہ حالت ہے کہ دو یا تین کپڑے مختلف رنگ کے لیتے ہین اور اُن کو پھاڑ کر جوڑتے ہین لہذا اُن کے لباس مین دو وصف جمع ہو جاتے ہین شہوت بھی اور شہرت بھی کیونکہ ایسے پیوند لگے لباس کا پہننا اکثر مخلوق کے نزدیک دیبا سے بھی مرغوب تر ہے اور ایسے لباس والا مشہور ہو جاتا ہے کہ زاہدوں مین سے ہے بھلا کیا تم ان لوگون کو دیکھتے ہو کہ پیوند لگے کپڑے پہنکر سلف کی مانند ہو جاتے ہین یہ محض ان کا خیال ہے کیونکہ شیطان نے ان کو فریب دیا ہے اور ان کے کانون مین پھونکتا ہے کہ تم صوفیہ ہو اس لئے کہ صوفیہ پیوند لگا لباس پہنا کرتے تھے اور تم بھی وہی پہنتے ہو یہ کمبخت اتنا نہین جانتے کہ تصوف صورۃً نہین ہوتا بلکہ معنیً ہوتا ہے۔ اور ان کو نہ صورۃً تصوف سے نسبت ہے نہ معنیً۔ صورۃً تو اس لئے نہین کہ متقدمین ضرورۃً پیوند لگاتے تھے۔ اور پیوند لگے لباس سے زینت نہ چاہتے تھے اور معنیً اس لئے نہین کہ وہ بزرگوار اہل ریاضت و اہل زہد تھے۔ **فصل مصنف** رح نے کہا کہ اسی قوم مذموم مین سے کچھ ایسے لوگ ہین جو کپڑون کے نیچے صوف پہنتے ہین اور اُس کی آستین ظاہر کر دیتے ہین تاکہ اپنا لباس لوگون کو دکھلا دین ایسے لوگ رات کے چور ہین بعض وہ ہین جو نرم کپڑے زیب تن کرتے ہین پھر اُن کے اوپر سے صوف ڈال لیتے ہین تاکہ لوگ کھلم کھلا دن دہاڑے ڈاکہ مارتے ہین دوسرے صوفیہ ایسے آئے کہ صوفیون سے مشابہ تو بننا چاہا مگر پھٹے پرانے حال سے رہنا ان پر گران گذرا

وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم وقد انبانا ابو زرعة طاهر بن محمد قال اخبرنی ابی قال لما دخلت بغداد فی رحلتی الثانیة قصدت الشیخ ابا محمد بن عبد الله بن احمد السکری لاقرأ علیه احادیث وکان من المنکرین علی هذه الطائفة فاخذت فی القراءة فقال ایها الشیخ لو کنت من هولاء الجهال الصوفیة لعذرتك انت رجل من اهل العلم تشتغل بحدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم وتسعی فی طلبه فقلت ایها الشیخ وای شئ انکرت علی حتی انظر فان کان له اصل فی الشریعة لزمته وان لم یکن له اصل فی الشریعة ترکته فقال هذه الشوازل التی فی مرقعتك فقلت ایها الشیخ هذه اسماء بنت ابی بکر تخبر ان النبی صلی الله علیه وسلم کان له جبة مکفوفة الجیب والکمین والفرجین بالدیباج وانما تم الانکار لان هذه الشوازل لیست من جنس الثوب والدیباج ولیس من جنس الجبة فاستدللنا بذلك علی ان لهذا اصلا فی الشرع یجوز مثله قال المصنف قلت لقد اصاب السکری فی انکاره وقل فقه ابن طاهر فی الرد علیه ظن الجبة المکفوفة الجیب والکمین قد جرت العادة بلبسها کذلك فلا شهرة فی لبسها فاما الشوازل فتجمع شهرة الصورة ودعوی الزهد وقد اخبرناك انهم یقطعون الثیاب الصحاح لیجعلوها شوازل لا عن ضرورة یقصدون الشهرة لحسن ذلك

ترجمہ ابن عمر رضی نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم سے مشابہت رکھیگا وہ انھین مین سے ہے ابوزرعہ طاہر بن محمد نے بیان کیا کہ مجکو میرے باپ نے خبر دی کہ مین جب اپنے دوسرے سفر مین بغداد کو گیا۔ وہان شیخ ابو محمد بن عبد اللہ بن احمد سکری کے پاس حدیث پڑہنے کے لئے حاضر ہوا وہ صوفیہ کے منکر تھے مین اُن سے پڑہنے لگا مجھ سے بولے اے شیخ اگر تم ان جاہل صوفیون مین سے ہوتے تو مین تم کو معذور رکھتا تم عالم آدمی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین مشغول ہو اور اسکی تلاش مین سعی کرتے ہو مینے جواب دیا اے شیخ میری کس بات پر آپ نے انکار کیا بھلا دیکھون تو سہی اگر شریعت مین اصل نکل آئی تو اُسکو لازم پکڑ لونگا۔ اور اگر شریعت مین کچھ اصل نہ ہوئی تو چھوڑ دونگا کہنے لگے یہ پیوند جو تمہارے مرقعے مین لگے مین مینے کہا اے شیخ حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جبہ تھا جس مین گریبان اور آستین اور چوبغلے دیباج کے جوڑے گئے تھے۔ آپ کا انکار اس لئے واقع ہوا کہ یہ پیوند اس کپڑے کی جنس سے نہین اور دیباج بہی جبۂ مبارک کی جنس سے نہ تھا۔ لہذا ہم نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ شریعت مین اس کی اصل ہے اور ایسا مرقع جایز ہے مصنف نے کہا کہ سکری کا انکار درست تھا ابن طاہر نے کم علمی سے اپنر رد کیا۔ کہ جوڑ لگی ہوئی آستینون اور گریبان والے جبہ کو جو عادت کے طور پر پہنا جاتا ہے۔ ایسا خیال کیا اس جبہ کے پہننے مین شہرت نہین لیکن یہ پیوند جو لگائے جاتے ہین انمین ظاہری شہرت اور زہد کے دعوے کی صورت پائی جاتی ہے۔ اور ہم بیان کر چکے ہین کہ یہ لوگ اچھے خاصے کپڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پیوند بنالیتے ہین جو محض بلا ضرورت ہوتا ہے اور بوجہ اس کے خوبصورت ہونے کے اپنی خواہش پوری کرتے ہین۔

قرب لناخذ للعامل بطة فاشار بيده اى سبحان الله بطين قال فكان ابي اذا حدث بهذا الحديث بكى واضحك الجلساء
وعن محمد بن خفيف يقول قلت لرويم اوصني فقال هو بذل الروح والا فلا تشتغل بترهات الصوفية وعن ابي
عبد الرحمن السلمي قال سمعت ابي يقول بلغني ان رجلا قال للشبلي قد ورد جماعة من اصحابك وهم في الجامع فمضى فرأى
عليهم المرقعات والفوط فانشأ يقول ـ اما الخيام فانها كخيامهم + واري نساء الحي غير نسائها + قال المصنف
قلت واعلم ان هذه البهرجة في تشبيه هؤلاء باولئك لا يخفى الا على غبي في الغاية فاما اهل الفطنة فيعلمون انه
تمليس بارد والامر في ذلك على نحو قول الشاعر تشبهت جوز الضبا بهم ان سكتت فيك لا مثل سكن + اصمات
بناطق وناقر بآنس ذو خلاء بلاء شجن + مشبه اعرفه وانما مغالطا قلت لصحبي دار من فصل قال المصنف و
انما اكره لبس الفوط والمرقعات لاربعة اوجه احدها انه ليس من لباس السلف وانما كانوا يرقعون ضرورة
والثاني انه يتضمن ادعاء الفقر وقد امر الانسان ان يظهر نعمة الله عليه والثالث انه اظهار للزهد
وقد امرنا بستره والرابع انه يتشبه بهؤلاء المتزحزحين عن الشريعة ومن تشبه بقوم فهو منهم

ترجمہ) اور کشتی کو قریب کر تا کہ ہم عامل صاحب کیلئے اونکی بطخ پکڑلین تو اونہون نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا یعنے دو لینا راوی
کہتا ہے کہ مالک اس حکایت کو نقل کرکے رو پڑتے تھے۔ اور ہم نشینون کو ہنسایا کرتے تھے **محمد بن خفیف** کہتے ہین کہ
مین نے رویم سے کہا مجکو کچھ وصیت کیجیئے جواب دیا کہ اصلی بات اپنی روح کا خدا کی راہ مین لگانا ہے ورنہ صوفیہ کی چکنی چپڑی باتون
مین مشغول نہ ہو **ابو عبدالرحمن سلمی** نے کہا مینے اپنے باپ سے سنا ہے کہتے تھے مجکو خبر ملی ہے کہ ایک آدمی نے شبلی سے آکر بیان
کیا کہ آپ کے اصحاب مین سے ایک جماعت یہان اُتری ہے جو جامع مسجد مین ٹھیری ہے شبلی دیکھنے کو گئے دیکھا کہ مرقعے
اور فوطے پہنے ہوے ہین یہ دیکھکر ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے خیمے تو ضرور ویسے ہی ہین جیسے معشوقہ کے قبیلہ کے خیمے ہین
مگر مین دیکھتا ہون کہ قبیلے کی عورتین ان عورتون سے بالکل جداگانہ ہین **مصنف** رح نے کہا جاننا چاہیئے کہ ان صوفیون کو
متقدمین کے ساتھ تشبیہ دینے مین یہ کھوٹاپن کسی پر چھپا نہین سوائے بڑے ہی غبی و کند ذہن آدمی کے اور اہل عقل تو خوب جانتے
ہین کہ بھونڈے طریقے سے پردہ مین بات کہی ہے اور یہ مضمون ایسا ہے جیسے کسی شاعر نے چند شعر کہے ہین جنکا ترجمہ یہ ہے + مین نے
جوزکو ان کے ضیا سے تشبیہ دی اگر تجھ مین حمی تو ساکن سکے برابر نہین ہے کیا غیر ناطق کو ناطق سے تشبیہ دی یا وحشی کو مانوس
سے یا محبت والے کو دشمنی والے سے تشبیہ ہے اس کو مین خوب جانتا ہون مگر فقط مغالطہ دینے کے طور پر اپنے ساتھیون سے پوچھا کہ یہ
کس کا ہے **فصل مصنف** نے کہا میرے نزدیک فوطہ اور مرقعون کا پہننا چار وجہ سے مکروہ ہے ایک تو یہ کہ سلف کا یہ لباس نہین وہ
بزرگ صرف ضرورتاً پیوند لگاتے تھے دوسرے اس لباس مین فقر وافلاس کا دعوی پایا جاتا ہے حالانکہ انسانکو حکم ہے کہ اللہ تعالی کی نعمت
کا اظہار کرے تیسرے زہد و تقوی کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ ہم کو اس کے چھپانے کا حکم ہے۔ چوتھے ان لوگون کی مشابہت پائی جاتی
ہے جو شریعت سے دور ہین اور جو شخص کسی قوم سے مشابہت کریگا۔ وہ انہین مین سے ہوگا+

وقد ذكر محمد بن طاهر في كتابه فقال باب السنة في لبس الخرقة من يد الشيخ فجعل هذه من السنة واحتج
بحديث ام خالد ان النبي صلى الله عليه وسلم اتي بثياب فيها خميصة سوداء فقال من ترون اكسو هذه فسكت
القوم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ائتوني بام خالد قالت فاتي بي فالبسنيها بيده وقال ابلي واخلقي قال
المصنف انما البسها رسول الله صلى الله عليه وسلم لكونها صبية وكان ابوها خالد بن سعيد بن
العاص وامها هينة بنت خلف قد هاجر الى ارض الحبشة فولدت لهما هنالك ام خالد واسمها امة ثم قدموا
فاكرمها رسول الله صلى الله عليه وسلم لصغرها فلا يصير هذا سنة وما كان من عادة رسول الله
صلى الله عليه وسلم الباس الناس ولا فعل هذا احد من اصحابه وتابعيهم ثم ليس من السنة عند الصوفية ان يلبس
الصغير دون الكبير ولا ان يكون الخرقة سوداء بل مرقعة او فوطة فهلا جعلوا السنة لبس الخرق السود كما في حديث ام خالد و
ذكر محمد بن طاهر في كتابه فقال باب السنة فيما شرط الشيخ على المريد في لبس المرقعة واحتج بحديث عبادة بايعنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم على السمع والطاعة في العسر واليسر قال المصنف فانظر الى هذا الفقه الدقيق واين اشتراط الشيخ على
المريد من اشتراط رسول الله صلى الله عليه وسلم الواجب الطاعة على البيعة الاسلامية اللازمة

ترجمہ محمد بن طاہر نے اپنی کتاب میں ایک باب باندھا ہے جس میں شیخ کے ہاتھ سے خرقہ پہننا سنت لکھا ہے اور اُسکو
سنت گردانا ہے اور ام خالد رضی اللہ عنہا کی حدیث سے حجت پکڑی۔ کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس کچھ کپڑے آئے۔ اون میں ایک سیاہ کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا بتاؤ یہ کرتی میں کس کو پہناؤں۔ سب لوگ خاموش
ہو رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔ مجھ کو آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا
گیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے مجکو وہ کرتی پہنائی اور فرمایا پہنو اور پھاڑو مصنفؒ نے کہا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو فقط اس لئے پہنایا تھا۔ کہ وہ اس وقت چار برس کی بچی تھیں ان کے باپ خالد بن سعید
بن العاص تھے اور ماں ہمینہ بنت خلف تھیں یہ دونوں حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے وہاں جاکر ام خالد پیدا ہوئیں ان کا نام امہ
تھا جب حبشہ سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو پیار کیا کیونکہ وہ کم سن تھیں لہذا یہ طریقہ سنت
نہو گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت لوگوں کو لباس پہنانیکی نہ تھی اور نہ صحابہ و تابعین نے ایسا کیا علاوہ ازیں صوفیہ
کے نزدیک بڑے کو چھوڑ کر چھوٹے کو پہنانا سنت نہیں اور نہ سیاہ خرقہ ہونا سنت ہی بلکہ مرقعہ یا فوطہ سنت بتاتے ہیں ام خالد کی حدیث
کے موافق انہوں نے سیاہ خرقے پہننا کیوں نہ سنت قرار دیا محمد بن طاہر نے اپنی کتاب میں ایک باب باندھا ہے جس
میں شیخ کا مرید کے ساتھ مرقعہ پہنانے میں شرط کرنا سنت لکھا ہے اور عبادہ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ ہم نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے اس امر پر بیعت کی کہ تنگی و فراخی میں اطاعت و فرمانبرداری کرینگے مصنفؒ نے کہا اس باریک فقہ پر غور کیجیئے
کہ کجا مرید کیساتھ شیخ کا شرط کرنا اور کجا بیعت اسلام پر جو لازم اور واجب الاطاعۃ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط فرمانا

والشهرة بالزهد ولهذا وقعت الكراهة وقد ذكرها جماعة من مشائخهم لما بينا وعن جعفر الحذاء يقول لما فقد والقوم الفوائد من القلوب اشتغلوا بالظواهر وتزئينها يعني بذلك اصحاب المصبغات والفوط وعن النوري قال كانت المرقعات غطاء على الدر فصارت جيفا على مزابل قال ابن باكويه واخبرني ابو الحسن الحنظلي قال نظر محمد بن علي الكتاني الى اصحاب المرقعات فقال اخواني ان كان لباسكم موافقا لسرائركم لقد احببتم ان تطلع الناس عليها وان كانت مخالفة لسرائركم فقد هلكتم ورب الكعبة وقال ابو عبد الله محمد بن عبد الخالق الدينوري لبعض صحابه لا يعجبنك ما ترى من هذه اللبسة الظاهرة عليهم فما زينوا الظواهر الا بعد ان خربوا البواطن و قال ابن عقيل دخلت يوما الحمام فرايت على بعض وتاد السلخ جبة مشبوزكة مرقعة بفوط فقلت للحمامي لمن السلخ الجبة فمن داخل فذكر لي بعض من يتصفف للبلاد خراشا للاموال قال المصنف وفي الصوفية من يرقع المرقعة حتى تصير كثيفة خارجة في الحد وعن ابن جابر ابي الحسن صاحب ابن الكريني قال اوصى الي ابن الكريني بمرقعته فاذا فيها احد عشر رطلا قال جعفر كانت المرقعات تسمى في ذلك الوقت كيلا فصار وقد قرروا ان هذه المرقعة لا تلبس الا من يد شيخ وجعلوا لها اسنادا متصلا كله كذب ومحال

ترجمہ اور زہد کی شہرت بھی چاہتے ہیں۔ اس لئے یہ لباس مکروہ ہے جس کا تذکرہ خود مشائخ صوفیہ کی ایک جماعت نے کیا ہی چنانچہ ہم بیان کر چکے جعفر حذاء کہتے ہیں جبکہ باطنی فوائد اس قوم نے گم کر دیے تو ظاہری آرائش و نمائش میں پڑ گئے قوم سے مراد فوط اور رنگے کپڑے پہننے والے ہیں نوری نے کہا کہ پیوند لگے لباس ایک زمانہ میں موتی کے پردے تھے اور اب تم زبلوں کے مردار ہو گئے ہیں ابن باکویہ نے کہا مجھ کو ابو الحسن حنظلی نے خبر دی کہ محمد بن علی نے پیوند لگی لباس والے لوگوں کو دیکھ کر کہا میرے بھائیو اگر تمہارے لباس تمہارے باطن کے موافق ہیں تو تم نے لوگوں کو اپنے باطن پر مطلع کرنا پسند کیا۔ اور اگر اس کے مخالف ہیں۔ تو خداوند کعبہ کی قسم کہ تم ہلاک ہو گئے **ابو عبد اللہ محمد بن عبد الخالق** دینوری نے اپنے بعض اصحاب سے کہا تم جو آج کل کے صوفیہ کا ظاہری لباس دیکھتے ہو اس کو دیکھ کر خوش نہ ہونا۔ یہ لوگ جب اپنا باطن خراب کر چکے تو ظاہر کو آرائش دے رہے ہیں **ابن عقیل** نے کہا میں ایک روز حمام میں گیا ایک کھونٹی پر ایک پیوند لگا جبہ دیکھا جس میں فوط کے جوڑ لگے ہوئے تھے میں نے حمامی سے پوچھا کہ یہ کھونٹی پر جبہ ٹنگا ہے۔ اندر کون گیا ہے اس نے مجھ سے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو ہر طرف سے مال جمع کرنے کے لئے شہر در شہر گھومتا پھرتا ہی **مصنف** نے کہا صوفیہ میں بعض ایسے ہیں جو مرقع کو پیوند پر پیوند لگاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ حد درجے کا کثیف ہو جاتا ہے **ابن جابر** ابو الحسن جو ابن الکرینی کی صحبت میں رہی ہیں کہتے ہیں کہ مجکو ابن الکرینی نے وصیت کی کہ میرا مرقعہ میرے بعد تم لینا میں نے دیکھا تو وہ مرقع گیارہ رطل کا تھا جعفر نے کہا اسوقت میں مرقعوں کا نام وزن سے لیا کرتے تھے **فصل** صوفیہ نے قرار دیا ہی کہ یہ مرقع صرف شیخ ہی کے ہاتھ سے پہنا جاتا ہی اور اس کے لئے ایک اسناد متصل مقرر کی ہے جو سر اسر کذب و دروغ ہے

وعن ابی هریرة وزید بن ثابت عن النبی صلی الله علیه وسلم انه نهی عن الشهرتین فقیل یا رسول الله وما الشهرتان قال رقة الثیاب وغلظها ولینها وخشونتها وطولها وقصرها ولکن سداد بین ذلک واقتصاد وعن ابن عمر قال من لبس ثوبا مشهورا اذله الله یوم القیمة قال المصنف وقد روی عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لبس ثوب شهرة البسه الله ثوب المذلة یوم القیامة وعن ابن عمر قال من لبس ثوب شهرة من الثیاب البسه الله ذلة وعن لیث عن شهر عن ابی الدرداء قال من رکب مشهورا من الدواب اولبس مشهورا من الثیاب اعرض الله عنه مادام علیه وان کان کریما قال المصنف وقد روینا ان ابن عمر رای علی ولده ثوبا قبیحا دونا فقال لا تلبس هذا فان هذا ثوب شهرة وعن مقاتل ابن بریدة عن ابیه بریدة قال شهدت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فتح خیبر وکنت فیمن صعد الثلمة فقاتلت حتی رای مکانی وایت وعلی ثوب احمر فما علمت انی رکبت فی الاسلام ذنبا اعظم منه للشهرة وقال سفیان الثوری کانوا یکرهون الشهرتین الثیاب الجیاد التی تشتهر ویرفع الناس الیه فیها ابصارهم والثیاب الردیة التی یحتقر فیها ویستذل وقال معمر عاتبت ایوب علی طول قمیصه فقال ان الشهرة فیما مضی کانت فی طوله وهی الیوم فی تشمیره

ترجمہ۔ ابوہریرہ اور زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شہرتوں سے منع فرمایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ دو شہرتین کیا ہین ارشاد فرمایا کہ لباس کا پتلا اور گاڑھا ہونا نرم اور سخت ہونا۔ بڑا اور چھوٹا ہونا لیکن ہان ان دونون کے درمیان راستی و میانہ روی اختیار کرو ابن عمر نے کہا جو شخص مشہور لباس پہنیگا قیامت کے دن خدا اسکو ذلیل کریگا مصنف نے کہا نیز ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا لباس پہنیگا قیامت کے دن اس کو اللہ تعالی ذلت کا لباس پہنائیگا ابن عمر نے کہا جو شہرت کا لباس پہنے گا خدا تعالی اُس کو ذلت پہنائیگا لیث نے شہر بن حوشب سے روایت کیا کہ ابو الدردا نے کہا جو شخص مشہور چارپاے پر سوار ہوگا یا مشہور لباس پہنے گا جبتک وہ اس کو پہنے رہیگا اللہ تعالی اس سے اعراض رکھیگا خواہ وہ شخص اللہ تعالی کے نزدیک قابل اکرام ہی کیون نہ ہو مصنف نے کہا ہم روایت کر چکے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کوئی بُرا کم درجے کا لباس پہنے دیکھا فرمایا اس کو مت پہنو یہ شہرت کا کپڑا ہے مقاتل بن بریدہ نے کہا میرے باپ بریدہ کہتے ہین کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح خیبر مین موجود تھا اور ان لوگون مین تھا جو قلعہ پر چڑھ گئے تھے مین وہان چڑھکر ایسا سامنے کھڑا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح مجکو دیکھا اور وہان سے آیا۔ تو مین سرخ کپڑے پہنے ہوے تھا مین نہین جانتا کہ شہرت کے واسطے اسلام مین اس سے بڑھکر کوئی گناہ مجھسے سرزد ہوا ہو سفیان ثوری نے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم دو شہرتون کو مکروہ جانتے تھے۔ ایک تو ایسے نفیس کپڑے جن کی وجہ سے مشہور ہو جاوے۔ اور لوگ اس کی طرف آنکھین اوٹھائین دوسرے ایسے ردی کپڑے جن سے حقیر ہو جائے اور ذلیل سمجھا جاے معمر نے کہا ایوب کا کرتا لمبا دیکھکر مینے ان پر ناراضی ظاہر کی کہنے لگے کہ سلف گذشتہ زمانے مین نیچا لباس رکہنا شہرت مین داخل تھا۔ مگر آجکل اونچا رکھنے مین شہرت ہے ◆

فصل واما لبس المصبوغات فانها ان كانت زرقاً فقد فاتتهم فضيلة البياض وان كانت فوطاً فهو ثوب شهرة وشهرته اشهر من شهرة الازرق وان كانت مرقعة فهى اكثر شهرة وقد امر الشرع بالثياب البيض ونهى عن لباس الشهرة **فاما** امره بالثياب البيض **فعن** ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البسوا من ثيابكم البيض فانها من خير ثيابكم وكفنوا فيها موتاكم **وعن** سمرة بن جندب عن النبى صلى الله عليه وسلم قال البسوا الثياب البيض فانها اطهر واطيب وكفنوا فيها موتاكم قال الترمذى هذان حديثان صحيحان **وفى** الباب عن ابن عمر قال وهذا الذى يستحبه اهل العلم **وقال** احمد بن حنبل واسحاق احب الثياب الينا ان نكفن فيها البياض **وقد** ذكر محمد بن طاهر فى كتابه فقال باب السنة فى لبس المصبغات واحتج بان النبى صلى الله عليه وسلم لبس حلة حمراء وانه دخل يوم الفتح وعليه عمامة سوداء **وقال المصنف** قلت ولا ينكر ان رسول الله صلعم لبس هذا ولا ان لبسه جائز **وقد** روى انه كان يعجبه الحمرة وانما المسنون الذى يامر ويداوم عليه وقد كانوا يلبسون الاسود والاحمر فاما الفوط والمرقع فانه لباس شهرة **فصل** فاما النهى عن لباس الشهرة وكراهيته **فعن** ابى ذر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال من لبس ثوب شهرة اعرض الله عنه حتى يضعه

ترجمہ **فصل** باقی رہا صوفیہ کا رنگے کپڑے پہننا پس وہ اگر نیلے رنگ کے ہین تو ان لوگون سے سفید لباس کی فضیلت فوت ہوتی ہے اور اگر سندی کپڑا یعنی فوطہ ہے تو وہ شہرت کا لباس ہے اور اس کی شہرت نیلے کپڑے سے زیادہ ہے۔ اور اگر پیوند لگے یعنی مرقعے ہین تو یہ اور بھی شہرت مین بڑھکر ہین شریعت نے سفید کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے اور شہرت کے لباس سے منع کیا ہے چنانچہ سفید کپڑے پہننے کی نسبت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب کپڑون مین سفید کپڑا پہنا کرو۔ کیونکہ وہ سب کپڑون سے اچھا ہے اور اسی مین اپنے مرنے والے کو کفن دیا کرو **سمرہ بن جندب** نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ بہت پاک اور عمدہ ہوتے ہین۔ اور اُن ہی مین اپنے موتے کو کفنایا کرو ترمذی نے کہا یہ دونون حدیثین صحیح ہین اور ابن عمر سے بھی اس باب مین مروی ہے نیز ترمذی نے کہا کہ اہل علم کے نزدیک یہی مستحب ہے **احمد بن حنبل** اور اسحاق کا قول ہے کہ ہمارے نزدیک کفن دینے کے لئے سفید کپڑا محبوب تر ہے **محمد بن طاہر** نے اپنی کتاب مین ایک باب باندھا ہے جس مین رنگے کپڑے پہننا سنت لکھا ہے اور اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ حلہ پہنا۔ اور فتح مکہ کے روز جب آپ تشریف لائے تو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے **مصنف** نے کہا اس بات کا انکار نہین کیا جاتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لباس پہنا ہے اور نہ اسکا انکار کیا جاتا ہے کہ اس کا پہننا جائز ہے خود آنحضرت سے مروی ہے کہ آپ کو سرخ رنگ خوش آتا تھا مسنون لباس تو فقط وہ ہے جس کا آپ حکم دیتے تھے اور جسپر مداومت فرماتے تھے یون تو صحابہ رضی اللہ عنہم سیاہ و سرخ لباس پہنا کرتے تھے لیکن فوطہ اور مرقعے ہم ضرور کہین گے کہ شہرت کے لباس ہین **فصل** لباس شہرت کی مکروہ و ممنوع ہونے کے بارے مین ابوذر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا لباس پہنیگا جبتک اس کو نہ اوتاریگا اللہ تعالی اس سے روگردان رہیگا

وعن الحسن انه جاءه رجل ممن يلبس الصوف وعليه جبة صوف وعمامة صوف ورداء صوف فجلس فوضع بصره في الارض فجعل لا يرفع راسه وكان الحسن خال فيه العجب فقال الحسن ها ان قوما جعلوا كبرهم في صدورهم شنعوا والله دينهم بهذه الصوفانية قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يتعوذ من زي المنافقين قالوا يا ابا سعيد وما زي المنافقين فقال خشوع اللباس بغير خشوع القلب قال ابن عقيل هذا كلام رجل قد عرف الناس ولم يغره اللباس ولقد رايت الواحد من هؤلاء يلبس جبة الصوف فاذا قال له قائل يا ابا فلان ظهر منه ومن اكوباشه الانكار فعلم ان الصوف قد عمل عند هؤلاء ما لا يعمله الديباج عند الاوباش وعن ضمرة قال سمعت رجلا يقول قدم حماد بن ابي سليمان البصرة فجاءه فرقد السبخي وعليه ثوب صوف فقال له حماد ضع عنك نصرانيتك هذه فلقد رايتنا ننتظر ابراهيم يعني النخعي يخرج علينا وعليه معصفرة وعن خالد ان ابا قلابة قال اياكم واصحاب الاكسية وعن ابي خالد قال جاء عبد الكريم ابو امية الى ابي العالية وعليه ثياب صوف فقال له ابو العالية انما هذه ثياب الرهبان ان كان المسلمون اذا تزاوروا تجملوا وعن الفضيل يقول تزينت لهم بالصوف فلم ترهم يرفعون بك راسا تزينت لهم بالقران فلم ترهم يرفعون بك راسا تزينت لهم لشيء بعد شيء كل ذلك انما هو لحب الدنيا وعن ابي سليمان قال يلبس احدهم عباءة بثلاثة دراهم ونصف

ترجمہ حسن کے پاس ایک آدمی صوف پہننے والوں میں سے آیا جو صوف کا جبہ پہنے تھا اور صوف کا عمامہ باندھے تھا اور صوف کی چادر اوڑھے تھا۔ آکر بیٹھا اور زمین کی طرف اپنی نگاہ کرلی اور ذرا اوپر سر نہ اوٹھایا شاید حسن کو اس کی یہ حرکت مغرورانہ معلوم ہوئی کہنے لگے ایسے بھی لوگ ہیں جو کبر وغرور اپنے سینوں میں رکھتے ہیں۔ خدا کی قسم اونھوں نے اپنے دین کو قابل تشنیع بنالیا پھر بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی ہیئت سے پناہ مانگا کرتے تھے لوگوں نے پوچھا اے ابو سعید منافقوں کی ہیئت کیا ہے جواب دیا لباس سے خشوع ظاہر کرنا اور دل میں خشوع نہ ہونا **ابن عقیل** کہتے ہیں کہ یہ کلام ایسے شخص کا ہے جو لوگوں کو خوب پہچانتا ہے اور لباس سے دہوکا نہیں کہاتا خود میں نے انہیں لوگوں سے ایک کو دیکھا ہے جو صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھا اگر کوئی اسکو یوں کہکر پکارتا تھا کہ اے فلاں کے باپ تو وہ اور اس کے ساتھی برا مانتے تھے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے نزدیک صوف وہ عمل کرتا ہے جو اوباش کے نزدیک دیباج بھی نہیں کرتا **ضمرہ** نے کہا مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حماد بن ابی سلیمان بصرہ میں داخل ہوئے ان کے پاس فرقد سبخی صوف کا کپڑا پہنے ہوئے آئے حماد انسے بولے اپنے اوپر سے یہ اپنی نصرانیت اوتار ڈالو ہمنے دیکھا ہے کہ ہم ابراہیم نخعی کا انتظار کیا کرتے تھے وہ نکلتے تھے اور زعفرانی لباس پہنے ہوتے تھے **خالد** سے مروی ہے کہ ابو قلابہ نے کہا صوف کے لباس والوں سے بچتے رہو **ابو خالد** کہتے ہیں کہ عبد الکریم ابو امیہ صوف کا لباس پہنے ہوئے ابو العالیہ کے پاس گئے ابو العالیہ انسے بولے کہ یہ راہبوں کی پوشاک ہے مسلمانوں کا تو یہ قاعدہ تہا کہ جب کہیں جانے آتے تھے تو آرایش کرتے تھے **فضیل** نے کہا تم لوگوں کے لئے صوف پہنکر آرایش کرو تو تمہارے سامنے سر نہ اوٹھاینگے اور قرآن شریف سے آراستہ ہو تو تمہارے آگے سر اونچا نکرینگے اسیطرح ایک چیز چھوڑ کر دوسری چیز سے زینت اختیار کرو یہ سب دنیا کی محبت کے لئے ہے **ابو سلیمان** نے کہا بعض لوگ ساڑھے تین درم کی عبا پہنتے ہیں ؛

فصل قال المصنف ومن الصوفية من يلبس الصوف ويحتج بان النبي صلى الله عليه وسلم لبس الصوف وبما روى في فضيلة لبس الصوف فاما لبس رسول الله صلى الله عليه وسلم الصوف فقد كان يلبسه في بعض الاوقات لم يكن لبسه شهرة عند العرب واما ما يروى في فضل لبسه فمن الموضوعات التي لا يثبت منها شيء ولا يخلوا لابس الصوف من احد امرين اما ان يكون متعودا لبس الصوف وما يجانسه من غليظ الثياب فلا يكره ذلك له لانه لا يشتهر به واما ان يكون مترفا لم يتعود فلا ينبغي له لبسه لوجهين احدهما انه يحمل بذلك على نفسه من لا يطيق ولا يجوز له ذلك والثاني انه يجمع بلبسه بين الشهرة واظهار الزهد وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لبس الصوف ليعرفه الناس كان حقا على الله ان يكسي ثوبا من جرب حتى تتساقط عروقه وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الارض لتعج الى ربها من الذين يلبسون الصوف رياء وعن خالد بن شوذب قال شهدت الحسن واتاه فرقد فاخذ الحسن بكسائه فمده اليه وقال يا فرقد ان البر ليس في هذا الكساء انما البر ما وقر في الصدور وصدقه العمل وعن ابي شداد المجاشعي قال سمعت الحسن وذكر عنده الذين يلبسون الصوف فقال ما لهم تفاقدوا ثلثا اكنوا الكبر في قلوبهم واظهروا التواضع في لباسهم والله ان احدهم اشد عجبا بكسائه من صاحب المطرف بمطرفه

ترجمہ فصل مصنفؒ نے کہا صوفیہ میں صوف کے پہننے والے بھی ہیں۔ اور حجت لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور صوف پہننے کی فضیلت منقول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صوف پہننے کی نسبت اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات آپ صوف پہنتے تھے اور اہل عرب کے نزدیک اس کا پہننا کوئی شہرت میں داخل نہ تھا اور صوف پہننے کی فضیلت میں یہ لوگ جو کچھ روایت کرتے ہیں تمام موضوعات ہیں جن میں سے کچھ بھی ثابت نہیں اور صوف پہننے والے کی حالت دو میں سے ایک ضرور ہوگی یا تو وہ صوف اور اسکے مانند سخت کپڑے پہننے کا عادی ہے اوس کے لئے صوف پہننا مکروہ نہیں کیونکہ اس کے پہننے سے اسکی شہرت نہیں ہوتی اور یا عادی تو نہیں مگر تکلف و اترانے کی راہ سے پہنتا ہے اسکے لئے دو وجہ سے جائز نہیں ایک تو یہ کہ اپنے نفس کو تکلیف مالایطاق دیتا ہے جو اسکو ناجائز ہے دوسرے اسکے پہننے میں شہرت اور اظہار زہد دونوں پائے جاتے ہیں انسؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں میں مشہور ہونے کے لئے صوف کا لباس پہنے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں ضرور خارش کا کپڑا پہنائیگا جس سے اس کی رگیں گر پڑینگی ابن عباسؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ریا کی غرض سے صوف کا لباس پہنتے ہیں اون سے اللہ کے سامنے زمین فریاد کرتی ہے خالد بن شوذب نے کہا میں حسن کے پاس موجود تھا اتنے میں فرقد آئے حسن نے آنکا کمبل پکڑ کر انکی طرف بڑھایا اور بولے کہ اے فرقد بیٹے اس کمبل میں کوئی بڑی نیکی نہیں۔ بلکہ اصلی بڑی نیکی اعتقاد دل اور صدق عمل ہے ابو شداد مجاشعی نے کہا حسن کے سامنے صوف پہننے والوں کا تذکرہ آیا میں نے سنا کہ تین بار حسن بولے خدا کھوئے ان کمبختوں کو کیا ہو گیا اپنے دلوں میں تو کبر و غرور پوشیدہ رکھتے ہیں اور لباس میں عجز و تواضع ظاہر کرتے ہیں خدا کی قسم ان لوگوں کو اپنے لباس پر اس سے بھی زیادہ غرور ہے کہ دوشالے والے کو اپنی دوشالے پر ہو+

قال يزيد فذهبت الى بشر فقلت له يا ابا نصر رأيت فلانا عليه جبة مسوح فانكرت عليه فقال
قد رأى ابو نصر فلم ينكر على قال فقال لى بشر لم يستشرلى يا ابا خالد ولو قلت له لقال لى لبس فلان ولبس
فلان وعن هشام بن خالد قال سمعت ابا سليمان الدارانى يقول لرجل لبس الصوف انك قد اظهرت
آلة الزاهدين فماذا اورثك هذا الصوف فسكت الرجل فقال له يكون ظاهرك قطنيا وباطنك صوفيا
وعن ابن سيرويه يقول دخل ابو محمد بن ابى معروف الكرخى على ابى الحسن بن بشار وعليه جبة صوف
فقال له ابو الحسن يا ابا محمد صوفت قلبك او جسمك صوف قلبك والبس القوهى على القوهى وعن النضر بن
شميل قال قال لبعض الصوفية تبيع جبتك الصوف فقال اذا باع الصياد شبكته باى شئ يصطاد قال ابو جعفر
بن جرير الطبرى ولقد اخطأ من اثر لباس الشعر والصوف على لباس القطن والكتان مع وجود السبيل اليه من حله
ومن اكل البقول والعدس واختاره على خبز البر ومن ترك اكل اللحم خوفا من عارض شهوة النساء فصل قال المصنف
قد كان السلف يلبسون الثياب المتوسطة لا المرتفعة ولا الدون ويتخيرون اجودها للجمعة والعيد وللقاء الاخوان ولم يكن غير الاجود
عندهم قبيحا وقد اخرج مسلم فى صحيحه من حديث عمر بن الخطاب انه رأى حلة سيراء تباع عند المسجد فقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم

الادون

ترجمہ تو کچھ انکار نہیں کیا یزید کہتے ہیں کہ میں بشر کے پاس گیا اور اُن سے بیان کیا کہ اے ابو نصر میں نے فلاں شخص کو ٹاٹ کا جبہ پہنے
دیکھا اس پر انکار کیا تو مجھ سے بولا کہ ابو نصر نے مجھ کو یہ جبہ پہنے ہوئے دیکھا تو کوئی اعتراض نہیں کیا یہ سُنکر بشر مجھ سے کہنے
لگے اے ابو خالد مجھ سے اُس شخص نے مشورہ نہیں لیا اور اگر میں اس پر کچھ اعتراض کرتا تو مجھ کو جواب دیتا کہ فلاں نے پہنا ہی
اور فلاں نے پہنا **ہشام بن خالد** نے کہا میں نے ابو سلیمان دارانی کو ایک صوف پہننے والے آدمی سے کہتے ہوئے سنا کہ تو نے
زاہدوں کا اوزار ظاہر کر دیا۔ تو جانتا ہے کہ اس صوف نے مجکو کیا نفع دیا وہ آدمی چپ ہو رہا ابو سلیمان بولے کہ تیرا ظاہر تو روئی دار
کپڑے والا اور باطن صوفی ہونا چاہیئے **ابن سیرویہ** کہتے ہیں ابو محمد بن ابی معروف کرخی ایکبار ابو الحسن بن بشار کے پاس
گئے اور صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھے۔ ابو الحسن بولے اے ابو محمد تم نے اپنے جسم کو صوفی بنایا ہے۔ یا دل کو دیکھو تصوف اختیار
کرو۔ اور سفید پر سفید کپڑے پہنو **نضر بن شمیل** نے کسی صوفی سے کہا تم اپنا صوف کا جبہ بیچتے ہو جواب دیا کہ جب شکاری
اپنا جال ہی بیچ ڈالے تو شکار کس چیز سے کریگا **ابو جعفر بن جریر طبری** نے کہا وہ شخص خطا پر ہے جو باوجود روئی اور کتان
کا کپڑا حلال طریقہ سے ملنے کے بال اور اُن کا لباس اختیار کرے اور گیہوں کی روٹی چھوڑ کر ساگ اور مسور کھانا پسند کرے
اور عورتوں کی خواہش لاحق ہونے کے خوف سے گوشت کھانا چھوڑ دے **فصل مصنف**ؒ نے کہا سلف صالحین
اوسط درجے کا لباس پہنا کرتے تھے جو نہ بہت بڑھکر ہوتا تھا اور نہ بالکل گھٹکر اور جمعہ اور عید اور بھائیوں کی ملاقات کیلیے
انہیں کپڑوں میں سے نفیس لباس اختیار کرتے اور بہت نفیس لباس پہننا اُن کے نزدیک کوئی قبیح نہ تھا مسلم نے اپنی صحیح میں عمر بن الخطاب
سے روایت کی کہ انہوں نے ایک حلہ سنہری دھاریوں والا مسجد کے قریب بکتا ہوا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا +

وشهرته في قلبه بخمسة دراهم اما يستحي ان تجاوز شهرته لباسه ولو ستر زهده بثوبين ابيضين من ابصار الناس كان اسلم له وعنه قال كان يعدل بابيه اي شئ ارادوا بلباس الصوف قلت التواضع قال ما يتكبر احدهم الا اذا لبس الصوف وعن عمرو بن يونس قال ابصر الثوري رجلا صوفيا فقال له الثوري لباسك هذا بدعة وعن ابي داود يقول قال سفيان الثوري لرجل عليه صوف لباسك هذا بدعة وعن عبد الله بن المبارك يقول رجل رأى عليه صوفا مشهورا اكره هذا اكره هذا وعن الحسن بن عمرو قال سمعت بشر بن الحارث يقول دخل علي الموصلي على المعافي وعليه جبة صوف فقال له ما هذه الشهرة يا ابا الحسن فقال يا ابا مسعود اخرج انا وانت وانظر اينا اشهر فقال له المعافي ليس شهرة البدن كشهرة اللباس وعن بشر بن الحارث يقول دخل بديل على ايوب السجستاني وقد مد على فراشه سبنية حمراء تدفع الريا فقال له بديل ما هذا فقال ايوب هذا خير من الصوف الذي عليك وعن بشر بن الحارث قال سئل عن لبس الصوف فشق عليه وتبين الكراهة في وجهه ثم قال لبس الخز والمعصفر الي من لبس الصوف في الامصار وعن محمد بن ادريس الانباري قال رأيت فتى عليه مسوح قال فقلت له من لبس ذا من العلماء من فعل هذا من العلماء قال قد رأني بشر بن الحارث فلم ينكر علي

ترجمہ اور اُن کے دلون مین اس کی شہرت پانچ درم کے برابر ہوتی ہے اُن کو اس بات سے شرم نہین آتی کہ ان کی شہرت اُن کے لباس سے زیادہ بڑھ گئی اگر دو سفید کپڑے پہنکر لوگون کی نگاہون سے اپنا زہد وتقوی پوشیدہ رکھتے تو اُن کے لیے زیادہ سلامتی کا سبب ہوتا **ابو سلیمان** نے کہا مجھ سے میرے باپ نے پوچھا کہ صوف کا لباس پہننے سے ان لوگون کی مراد کیا ہے مینے کہا عجز وتواضع جواب دیا کہ ان لوگون کا تو قاعدہ ہے کہ جب صوف کا کپڑا پہنتے ہین اسیوقت مغرور بھی ہوتے ہین **عمرو بن یونس** نے کہا سفیان ثوری نے ایک صوفی کو دیکھا بولے کہ تیرا یہ لباس بدعت ہے **ابو داود** نے بھی سفیان ثوری سے ایسا ہی روایت کیا **عبد اللہ بن المبارک** نے ایک آدمی کا صوف کا مشہور لباس دیکھکر دو بار کہا مین اس کو مکروہ جانتا ہون مین اس کو مکروہ جانتا ہون **حسن بن عمرو** نے کہا مینے بشر بن حارث سے سُنا بیان کرتے تھے کہ علی موصلی ایکبار معافی کے پاس گئے اور صوف کا جبہ پہنے ہوے تھے معافی بولے اے ابو الحسن یہ شہرت کیسی ہے علی نے جواب دیا اے ابو مسعود آؤ مین اور تم دونون باہر نکلین دیکھین ہم مین زیادہ مشہور کون ہے معافی نے کہا بدن کی شہرت ویسی نہین جیسی لباس کی شہرت ہے **بشر بن حارث** کہتے ہین ایوب سجستانی کے پاس بدیل گئے اُن کے بچھونے پر مقام سبن کا سرخ ریشمی کپڑا بچھا ہوا تھا جو ریاکاری کو دور کرتا تھا بدیل بولے یہ کیا ہے ایوب نے جواب دیا اس صوف کے لباس سے جو تم پہنے ہو یہ کپڑا اچھا ہے **بشر بن الحارث** سے کسی نے صوف پہننے کی نسبت سوال کیا اُن کو بہت ناگوار وگران گذرا اور اُن کے چہرہ سے کراہت ظاہر ہوئی پھر بولے میرے نزدیک خز اور زعفرانی لباس پہننا شہرون مین صوف کا کپڑا پہننے سے محبوب تر ہے **محمد بن ادریس انباری** کہتے ہین مینے ایک جوان آدمی کو ٹاٹ کا جبہ پہنے دیکھا اوس سے کہا کہ کس عالم نے اس کو پہنا ہے۔ کس عالم نے ایسا کیا ہے وہ شخص کہنے لگا مجھکو بشر بن حارث نے دیکھا

وعن عیسی بن حازم قال کان لباس ابراہیم بن ادہم کتانا قطنا فروا ولم ار علیہ ثیاب صوف و
لا ثیاب شہرۃ وعن محمد بن ریان قال رای علی ذو النون خفا احمر فقال انزع ہذا یا بنی فانہ شہرۃ
ما لبسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما لبس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفین اسودین ساذجین
وعن الربیع بن یونس قال قال ابو جعفر المنصور المغربی القادح خیر من الزی الفاضح فصل قال المصنف
واعلم ان اللباس الذی یزری بصاحبہ یتضمن اظہار الزہد واظہار الفقر وکانہ لسان الشکوی من اللہ تعالی
ویوجب احتقار اللابس وکل ذلک مکروہ منہی عنہ وعن الاحوص عن ابیہ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وانا قشف الہیئۃ فقال ہل لک مال قلت نعم قال من ای المال قلت من کل المال قد اتانی اللہ عز وجل
من الابل والخیل والرقیق والغنم قال فاذا اتاک اللہ عز وجل مالا فلیر علیک وعن جابر قال اتانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
زائرا فی منزلی فرای رجلا شعثا فقال اما کان یجد ہذا ما یسکن راسہ ثم رای رجلا علیہ ثیاب وسخۃ فقال اما
کان یجد ہذا ما یغسل بہ ثیابہ وعن ابی عبیدۃ معمر بن المثنی قال مضی علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الی الربیع بن زیاد یعودہ
فقال لہ یا امیر المؤمنین اشکو الیک عاصما اخی قال ما شانہ قال ترک الملاء ولبس العباء فغم اہلہ وحزن ولدہ

ترجمہ عیسیٰ بن حازم نے کہا ابراہیم بن ادہم کا لباس کتان روئی پوستین تھا میں نے ان کو کبھی صوف اور شہرت کا کپڑا پہنے ہوئے
نہیں دیکھا محمد بن ریان کہتے ہیں کہ میرے پاؤں میں ذوالنون نے سرخ موزہ دیکھا کہنے لگے بیٹا اسکو اتار ڈالو اس میں شہرت ہے ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں پہنا آپ نے تو صرف دو موزے سادے سیاہ رنگ کے پہنے ہیں ربیع بن یونس کہتے
ہیں کہ ابو جعفر منصور نے کہا طعن کے قابل ہیئت رسوا کرنے والی ہیئت سے بہتر ہے فصل مصنف نے کہا جاننا چاہیئے کہ جو لباس صاحب
لباس کے لئے عیب ناک ہے وہ ہے جس میں زہد اور افلاس کا اظہار پایا جائے ایسا لباس گویا خدا سے شکایت کرنے کی زبان اور
پہننے والے کی حقارت کا سبب ہے اور یہ سب مکروہ و ممنوع ہے احوص نے بیان کیا کہ میرے باپ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری ہیئت بوسیدہ تھی آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ مال ہے میں نے عرض کیا ہاں دریافت فرمایا
کس قسم کا مال ہے میں نے عرض کیا ہر قسم کا مال ہے مجکو اللہ تعالیٰ نے اونٹ گھوڑے غلام بکریاں سب کچھ دیا ہے فرمایا جب
تم کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے تو اپنے آپ کو تونگر ظاہر کرو جابر نے کہا ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر
ہم سے ملنے کو تشریف لائے ایک آدمی کے بال پریشان دیکھے فرمایا کیا اس شخص کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے بال درست
کرے پھر ایک اور آدمی کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا فرمایا کیا اس شخص کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے کپڑے دھوئے ابو عبیدہ
معمر بن مثنی کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ایک مرتبہ ربیع بن زیاد کی عیادت کو گئے ربیع نے کہا یا امیر المومنین میں
آپ سے اپنے بھائی عاصم کی شکایت کرتا ہوں دریافت فرمایا کہ اس کا کیا حال ہے جواب دیا کہ ٹھاٹ چھوڑ
دیا اور عبا پہن لی جس کی وجہ سے اس کی بی بی اور بال بچے غمناک و اندوہگین ہیں

لو اشتريتها اليوم الجمعة وللوفود اذا قدموا عليك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما يلبس
هذه من لا خلاق له في الآخرة فما انكر عليه ذكر التجمل بها وانما انكر عليه لكونها حريرا قال المصنف وقد ذكرنا
عن ابي العالية انه قال كان المسلمون اذا تزاوروا تجملوا وعن محمد قال كان المهاجرون والانصار يلبسون
لباسا مرتفعا وقد اشترى تميم الدارى حلة بالف ولكنه كان يصلي فيها وعن محمد بن سيرين
ان تميما الدارى اشترى حلة بالف درهم فكان يقوم فيها بالليل الى الصلوٰة وعن ثابت ان تميما الدارى
كانت حلة قد ابتاعها بالف كان يلبسها الليلة التى يرجى فيها ليلة القدر وعن ابن سيرين ان
تميما الدارى اشترى رداء بالف فكان يصلي باصحابه فيه وكان الحسن البصرى يلبس الثياب الجياد قال
كلثوم بن جوشن خرج الحسن وعليه جبة يمنية ورداء يمنية فنظر اليه فرقد فقال يا استاذ ينبغي لمثلك
ان يكون هكذا فقال الحسن يا ابن ام فرقد اما علمت ان اكثر اصحاب النار اصحاب الاكسية وكان مالك بن انس
يلبس الثياب العدنية الجياد وكان ثوب احمد بن حنبل يشترى بنحو الدينار وقد كانوا يؤثرون البذاذة الى حد
انما لبسوا خلقان الثياب في بيوتهم فاذا خرجوا تجملوا ولبسوا ما لا يشتهرون به من الدون ولا من الاعلى

ترجمہ کہ اگر آپ جمعہ کے لیئے اور باہر سے آنے والون کے لیے یہ حلہ خرید فرما لیتے تو بہتر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لباس
وہ لوگ پہنتے ہین جن کا آخرت مین کچھ حصہ نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر پر اُس حلہ سے آرایش کرنے کا انکار نہین
فرمایا بلکہ بوجہ اُس کے ریشمی ہونے کے انکار فرمایا مصنف رح نے کہا ہم ابو العالیہ سے روایت کر چکے کہ اُنھون نے کہا مسلمانون کا یہ
قاعدہ تھا کہ جب کہین آتے جاتے تھے تو زیب و زینت کرتے تھے محمد رح نے کہا کہ مہاجرین اور انصار اونچے درجے کا لباس پہنا کرتے
تھے تمیم الداری نے ایک حلہ ہزار درم کو خریدا تھا لیکن اس سے نماز پڑھا کرتے تھے محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ تمیم داری
نے ایک حلہ ہزار درم کو مول لیا اُس کو پہنکر تہجد ادا کیا کرتے تھے ثابت نے کہا کہ تمیم داری کے پاس ایک حلہ تھا جو انھون نے ہزار درم
مین خریدا تھا اُس کو اُس رات پہنا کرتے تھے جس مین شب قدر کی امید کیجاتی ہے ابن سیرین نے کہا تمیم داری نے ایک چادر ہزار
درم کو مول لی اُس کو اوڑھکر اپنے ساتھیون کو نماز پڑھایا کرتے تھے مصنف رح نے کہا کہ ابن مسعود بہت نفیس لباس پہنا کرتے تھے اور
بہت عمدہ خوشبو لگایا کرتے تھے حسن بصری اعلیٰ درجہ کی پوشاک پہنا کرتے تھے کلثوم بن جوشن کہتے ہین کہ ایک بار حسن بصری
ایک قیمتی جبہ پہنے ہوئے اور ایک گران بہا چادر اوڑھے ہوئے باہر نکلے اُن کو فرقد نے دیکھا اور بولے اے استاد کیا آپ کا لباس
ایسا ہونا چاہیے حسن نے جواب دیا اے ابن ام فرقد کیا تم نہین جانتے کہ اکثر اہل دوزخ وہ ہین جو صوف کا لباس پہنتے ہین مالک
بن انس نفیس کپڑے عدن کے پہنا کرتے تھے احمد بن حنبل کا کپڑا قریب قریب ایک دینار مین خریدا جاتا تھا غرضکہ سلف
پھٹے پرانے حال کو ایک حد تک اختیار کرتے تھے اور پرانے کپڑے صرف اپنے گھرون مین پہنتے تھے جب باہر نکلتے تو
زیب اور زینت کرتے تھے۔ اور ایسا لباس پہنتے تھے جس کے ادنیٰ یا اعلیٰ ہونے کی خواہش اُن کو نہ ہوتی تھی ✦

ھو قال المصنف قلت وقد كان ابن مسعود من اجود الناس ثوبا واطيبهم ريحا

ركوة فيها ماء فجعل ينظر فى الماء ويسوى شعره ولحيته فقلت يا رسول الله وانت تفعل هذا قال نعم اذا خرج الرجل
الى اخوانه فليهيئ من نفسه فان الله جميل يحب الجمال **وعن** عائشة من طريق اخر قالت خرج رسول الله صلى الله
عليه وسلم فمر بركوة لنا فيها ماء فنظر الى ظله فيها ثم سوى لحيته وراسه ثم مضى فلما رجع قلت يا رسول
تفعل هذا قال واى شئ فعلت نظرت فى ظل الماء فهيأت من لحيتى ورأسى ان لا باس يفعل الرجل المسلم اذا
خرج الى اخوانه يهيئ من نفسه **قال المصنف** فان قيل فما وجه ما رويتم عن سرى السقطى انه قال لو احسست
بانسان يدخل على فعلت كذا بلحيتى وامر بيده على لحيته كانه يريد ان يسويها من اجل دخول الداخل عليه لخشيت
ان يعذبنى الله على ذلك بالنار **فالجواب** ان هذا محمول على انه كان يقصد بذلك الرياء فى باب الدين من اظهار التخشع وغيره و عنه
قلنا اذا قصد تحسين صوته لئلا يرى منه ما لا يستحسن فان ذلك غير مذموم ولمن اعتقده مذموما فما عرف الرياء ولا فهم المذموم
ابن مسعود عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يدخل الجنة من كان فى قلبه مثقال ذرة من كبر فقال رجل ان احدنا يحب ان يكون ثوبه حسنا ونعله حسنا قال
ان الله جميل يحب الجمال والكبر بطر الحق وغمط الناس انفرد باخراجه مسلم ومعنى الكبر من بطر الحق وغمط الناس يعنى ازدراء واحتقر

ترجمہ ایک ناند تھی جس مین پانی بھرا تھا اس مین آپ دیکھ دیکھ کر سر کے بال اور ریش مبارک درست فرمانے لگے مینے عرض کیا یا
رسول اللہ آپ بھی ایسا کرتے ہین فرمایا ہان جب آدمی اپنے بھائیون کے سامنے جاے تو اپنے آپ کو درست کر لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالے
جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے **عایشہ** رضی اللہ عنہا سے دوسرے طور پر مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے
جانے کے لئے اٹھے ایک ناند آپ نے دیکھی جس مین پانی تھا اس مین اپنا عکس مبارک دیکھا پھر ریش اقدس اور سر اطہر کو درست
کیا اور باہر تشریف لے گئے جب واپس آئے تو مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی ایسا کرتے ہین فرمایا مینے کیا کیا فقط اتنا ہی تو کیا ہے
کہ پانی مین اپنا عکس دیکھا اور اپنی ڈاڑہی اور سر کے بال درست کئے اس مین کوئی حرج نہین مسلمان آدمی ایسا کیا ہی کرتا ہے کہ جب
اپنے بھائیون سے ملنے کو جاتا ہے تو اپنے آپ کو درست کر لیتا ہے **مصنف** رح نے کہا اگر کوئی کہے اس کی کیا وجہ کہ تم نے سری سقطی سے
روایت کیا ہے کہ انہون نے کہا اگر مین کسی آدمی کی اپنے پاس آتے ہوے آہٹ پاؤن اور اپنی ڈاڑہی پر ہاتھ پھیرلون یعنی اس
آنے والے کے سبب سے ڈاڑہی درست کرلون تو ڈرتا ہون کہ خدا تعالی مجکو اس حرکت پر دوزخ مین عذاب کرے **جواب** یہ ہے کہ یہ قول
اس پر محمول ہے کہ سری کی مراد دین کے بارے مین خشوع وغیرہ کا اظہار کرکے ریاکاری کا مرتکب ہونا ہے ہم کہتے ہین جبکہ اپنی صورت اچھی
بنانا مقصود ہو تاکہ کوئی نازیبا چیز نظر نہ آوے تو ایسا کرنا کچھہ مذموم نہین جو شخص اس کو مذموم تقین کرے وہ ریا کو نہین جانتا اور
مذموم کے معنی نہین سمجھتا ابن **مسعود** سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دل مین ایک ذرہ برابر
غرور ہوگا وہ بہشت مین نہ جایگا ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم مین ہر ایک پسند کرتا ہی کہ اس کا لباس اچھا ہو تا خوبصورت
ہو ارشاد فرمایا اللہ تعالی جمیل ہے اور جمال کو محبوب رکھتا ہے غرور تو اسکو کہتے ہین کہ حق بات سے سرکشی کرے اور
لوگون کو حقیر سمجھے یہ حدیث فقط صحیح مسلم مین ہے اور معنی یہ ہین حق سے گردنکشی کرنا اور لوگون کو حقیر سمجھنا غرور کا باعث ہے

اخبلك

فقال علیّ عاصما فلما حضر بشر فی وجهه وقال اترى الله احل لك الدنيا وهو يكره اخذك منها وانت
الله اهون على الله من ذلك والله لابتذالك نعم الله بالفعال احب اليه من ابتذالك اياها بالمقال فقال
يا امير المؤمنين انی اراك تؤثر لباس الخشن واكل الخشن فتنفس الصعداء ثم قال ويحك يا عاصم ان الله افترض
على ائمة العدل ان يقدروا انفسهم بالعوام لئلا يتبيغ بالفقير فقره قال ابوبكر الانباری المعنى يزيد
يعلو يقال تبيغ به الدم اذا زاد وجاوز الحد فصل قال المصنف فان قال قائل تجويد اللباس
هوی للنفس وقد امرنا بمجاهدتها وتزين للخلق وقد امرنا ان يكون افعالنا لله لا للخلق فالجواب انه
ليس كل ما تهوىه النفس يذم ولا كل التزين للناس يكره وانما ينهى عن ذلك اذا كان الشرع قد نهى عنه وكان
على وجه الرياء فی باب الدين فان الانسان يحب ان يرى جميلا وذلك حظ للنفس لا يلام فيه ولهذا
يسرح شعره وينظر فی المرأة ويسوی عمامته ويلبس بطانة الثوب الخشنة الى داخل وظهارته الحسنة الى الخارج
وليس فی شیٔ من هذا ما يكره ولا يذم وعن عائشة قالت كان نفر
من اصحاب رسول الله صلی الله عليه وسلم ينتظرونه على الباب فخرج يريدهم وفی الدار

فقر

ترجمہ حضرت علی نے حکم دیا کہ عاصم کو میرے پاس لاؤ جب عاصم آئے تو حضرت علی خندہ پیشانی سے اُن کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا
تم جانتے ہو کہ اللہ تعالے نے تمہارے لئے دنیا کو حلال کر دیا اور تم سے دنیا کا چھین لینا نہیں چاہتا اور خدا کی قسم کہ تم اللہ تعالی کے نزدیک
اس سے بھی ذلیل تر ہو واللہ اگر تم اس کی نعمتوں کا اظہار فعل کی راہ سے کرو تو میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ قول کی
راہ سے نعمت آلہی کا اظہار کرو عاصم نے کہا یا امیر المؤمنین میں دیکھتا ہوں کہ آپ موٹا کپڑا پہنتے ہیں اور موٹا اناج کھاتے ہیں حضرت علی نے
ٹھنڈی سانس بھری پھر فرمایا اے عاصم وائے ہو تجھ پر اللہ تعالیٰ نے انصاف کرنیوالے اماموں پر فرض کر دیا ہے کہ اپنے آپکو
عوام کے ساتھ اندازہ کریں تاکہ افلاس والے کے افلاس تابع نہو ابوبکر الانباری نے کہا اس آخری فقرے کے معنی یہ ہیں کہ
فقر وافلاس بہت زیادہ نہ بڑھ جائے محاورہ ہے کہ فلاں شخص کے مذمت تابع ہے یعنی اُس کی مذمت زیادہ حد سے بڑھی ہوئی ہے
مصنف نے کہا اگر کوئی یوں کہے کہ نفیس لباس پہننا خواہش نفسانی ہے اور ہم کو حکم ہے کہ نفس کو محنت میں ڈالیں اور نیز یہ آرائش
مخلوق کے لئے ہوں بلکہ خدا کے واسطے ہوں **جواب** یہ ہے کہ ہر چیز جس کی نفس خواہش کرے وہ مذموم نہیں اور ہر آرایش جو لوگوں
کے لئے ہو وہ مکروہ نہیں اس سے اسی وقت منع کیا جائے گا جب شریعت میں اس کی ممانعت ہو یا دین کے بارے میں ریا کی
صورت نکل آوے ہر انسان چاہتا ہے کہ وہ خوبصورت معلوم ہوا کرے یہ ایسی خواہش نفسانی ہے جس پر ملامت نہیں کر سکتے
اس لئے وہ بالوں میں کنگھا کرتا ہے اور آئینہ میں منہہ دیکھتا ہے اور عمامہ برابر کرکے باندھتا ہے اور لباس کا استر اندر ہونیکی وجہ سے موٹا
اور ابرہ اوپر ہونے کے سبب سے عمدہ رکھتا ہے ان میں کوئی ایسی شئی نہیں جو مکروہ اور مذموم ہو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا صحابہ
کی ایک جماعت دروازہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں تھی آپ اُن کے پاس جانے کو اُٹھے ۔ گھر میں

وعن ابی بکر الخطیب قال ادعی الحسن ابن غالب اشیاء تبین فیها کذبہ واختلافہ فان کانت صحیحۃ فقد بانہ
عن قلۃ فہم الشبلی حین احتج بہذہ الآیۃ وقلۃ فہم ابن مجاہد حین سکت عن جوابہ وذلک ان قولہ فطفق
مسحا بالسوق والاعناق لیس بافساد لانہ لایجوز ان ینسب الی نبی معصوم انہ فعل الفساد والمفسرون قد اختلفوا فی
معنی الآیۃ فمنہم من قال مسح علی اعناقہا وسوقہا وقال انت فی سبیل اللہ فہذا اصلاح ومنہم من قال عقرہا
وذبح الخیل واکل لحمہا جائز فما فعل شیئا فیہ جناح فاما افساد ثوب صحیح لا لغرض صحیح فانہ لایجوز ومن الجائز ان
یکون فی شریعۃ سلیمان جواز ما فعل ولا یکون فی شرعنا وعن ابی عبد اللہ احمد بن عطاء قال کان مذہب ابی
علی الروذباری تخریق الکمام وتفتیق قمیصہ قال فکان یخرق الثوب المثمن فیرتدی بنصفہ ویاتزر بنصفہ حتی
انہ دخل الحمام یوما وعلیہ ثوب فلم یکن مع اصحابہ ما یاتزرون بہ فقطعہ علی عددہم فاتزروا بہ
وتقدم الیہم ان یدفعوا الخرق اذا خرجوا الی الحمامی قال ابن عطاء قال لی ابو سعید الکازرونی کنت معہ فی ہذا
الیوم وکان الرداء الذی قطعہ یقوم بنحو ثلثین دینارا قال المصنف ونظیر ہذا التفریط عن ابی الحسن
البوشنجی یقول کانت لی قبۃ طلبت بمایۃ درہم

ترجمہ ابوبکر خطیب کہتے ہین کہ حسن ابن غالب نے ایسی چیز کا دعوی کیا ہے جن سے اُن کی دروغ گوئی اور خلاف ورزی ظاہر ہے اچھا اگر
یہ قصہ صحیح بھی ہو تو اس سے شبلی کی کم فہمی ظاہر ہوتی ہے جو اُس آیت سے حجت پکڑی اور ابن مجاہد کی کم فہمی ہے جو اُس کے جواب سے
خاموش ہو رہے جواب یہ تھا کہ آیہ فطفق مسحا بالسوق والاعناق مین اچھی چیز کا خراب کر ڈالنا نہین ہے کیونکہ نبی معصوم کی طرف
فاسد کر ڈالنے کو منسوب کرنا جائز نہین اور آیت کے معنون مین مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ گھوڑون کی گردنون اور
پنڈلیون پر مسح کیا یعنی ہاتھ پھیرا اور کہا کہ تم خدا کی راہ مین ہو ان معنون کے لحاظ سے تو یہ اصلاح ہوئی اور بعض کہتے ہین کہ اُنکی کونچین
کاٹ ڈالین اور گھوڑون کا ذبح کرنا اور اُن کا گوشت کھانا جائز ہے لہذا حضرت سلیمان نے کوئی فعل ایسا نہ کیا جس مین گناہ ہو لیکن
اچھے خاصے کپڑے کو بلا کسی غرض صحیح کے خراب کر ڈالنا ہرگز جائز نہین اور ممکن ہے کہ جو کچھ حضرت سلیمان نے کیا ان کی شریعت مین اُس کا
جواز ہو اور ہماری شرع مین نہ ہو ابو عبد اللہ احمد بن عطا کہتے ہین ابو علی روذباری کا مذہب تھا کہ اپنی آستین پھاڑ ڈالتے تھے
اور کرتے کو چاک کر لیتے تھے اُن کا قاعدہ تھا کہ گران قیمت کپڑے کو پھاڑ کر آدھا اوڑھ لیتے تھے اور آدھا باندھ لیتے تھے حتی کہ ایک روز
حمام کو گئے اور ایک لباس پہنے ہوے تھے ان کے ساتھیون کے پاس کوئی ایسا کپڑا نہ تھا جس کو باندھین انہون نے اپنے اصحاب کے
شمار پر اس لباس کے ٹکڑے کیے سب نے ایک ایک ٹکڑا باندھا اور پیشتر ان سے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ جب باہر نکلین تو وہ ٹکڑے حمام
والے کو دے دین۔ ابن عطا نے کہا۔ کہ مجھ سے ابو سعید گازرونی نے بیان کیا۔ کہ مین اُس روز ابو علی کے ہمراہ تھا
جس کے انہون نے ٹکڑے کیے تھے تیس دینار قیمت کی تھی مصنف نے کہا اسی قسم کی تفریط ابو الحسن بوشنجی
سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ میرے پاس ایک کبک تھا جو مین نے سو درم مین لیا تھا +

فصل قال المصنف وقد کان فی الصوفیۃ من یلبس الثیاب المرتفعۃ کما اخبرنا عن ابی العباس بن عطاء
قال کان یلبس المرتفع من الثیاب کالزیبقی ونسیج نسیج اللؤلؤ ویؤثر ما طال قال المصنف قلت وھذا فی
الشھرۃ کالمرقعات وانما ینبغی ان یکون ثیاب اھل الخیر وسطا فانظر الی الشیطان کیف یتلاعب بھؤلاء
بین طرفی نقیض فصل قال المصنف وقد کان فی الصوفیۃ من اذا لبس ثوبا خرق بعضہ وربما افسدوا الثوب
الرفیع القدر وعن عیسی ابن علی الوزیر یقول کان بن مجاھد یوما عندنا فقیل لہ الشبلی یدخل فقال ابن
مجاھد سا سکتہ الساعۃ بین یدیک وکان من عادۃ الشبلی اذا لبس شیئا خرق فیہ موضعا فلما جلس
قال لہ ابن مجاھد یا ابا بکر این فی العلم فساد ما ینتفع بہ فقال الشبلی این فی العلم فطفق مسحا بالسوق والاعناق
قال فسکت ابن مجاھد فقال لہ ابی اردت ان تسکتہ فاسکتک ثم قال لہ قد اجمع الناس انک مقرئ
الوقت این فی القرآن ان الحبیب لا یعذب حبیبہ قال فسکت ابن مجاھد فقال لہ ابی قل یا ابا بکر
قولہ تعالی وقالت الیھود والنصاری نحن ابناء اللہ واحباؤہ قل فلم یعذبکم فقال ابن مجاھد کاننی ما سمعتہا قط قال المصنف
قلت ھذہ الحکایۃ انا مرتاب بصحتہا لان الحسن بن غالب کان لا یوثق بہ

ترجمہ فصل مصنف نے کہا صوفیہ میں ایسے بھی گذرے ہیں جو اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے تھے چنانچہ ہم کو خبر ملی ہے کہ ابو العباس
بہت اعلیٰ درجہ کا کپڑا پہنا کرتے تھے مثلاً زیبقی اور لولو نامی شخص کا بنا ہوا کپڑا اور بہت نیچا لباس پسند کرتے تھے مصنف نے کہا اس
میں بھی مرقعوں کی طرح شہرت ہے نیک لوگوں کے لباس تو اوسط درجے کے ہونے چاہئیں غور کرنا چاہیئے کہ شیطان ان لوگوں
کے ساتھ دونوں مخالف طریقوں سے کس طرح کھیل کرتا ہے فصل مصنف نے کہا بعض صوفیہ ایسے ہیں کہ جب کوئی کپڑا پہنتے
ہیں تو اس کا کچھ حصہ پھاڑ ڈالتے ہیں اکثر اوقات اعلیٰ درجہ کے لباس کو خراب کر دیتے ہیں عیسی بن علی وزیر کہتے ہیں ایک روز
ابن مجاہد میرے باپ کے پاس تھے کسی نے شبلی کے اندر آنے کی خبر دی ابن مجاہد بولے کہ میں تمہارے سامنے اسی گھڑی شبلی کو
ساکت کر دونگا شبلی کی عادت یہ تھی کہ جب کچھ پہنتے تو اس کو کسی مقام سے چاک کر ڈالتے جیسے ہی شبلی آکر بیٹھے ابن مجاہد نے ان
سے کہا اے ابو بکر یہ کونسے علم کی بات ہے کہ جس چیز سے نفع اوٹھائیں اس کو خراب کریں شبلی نے جواب دیا یہ کونسے علم کی بات ہے
فطفق مسحا بالسوق والاعناق یعنی حضرت سلیمان گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹنے لگے یہ سن کر ابن مجاہد خاموش ہو رہے میرے
باپ ان سے بولے تم شبلی کو ساکت کرنا چاہتے تھے انہوں نے اولٹا تم کو ساکت کر دیا پھر شبلی نے ان سے کہا سب لوگ اتفاق
کرتے ہیں کہ تم قاری وقت ہو بھلا یہ تو بتاؤ قرآن شریف میں کس جگہ ہے کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہیں کرتا ابن مجاہد چپ ہو رہے میرے باپ کہنے
لگے اے ابو بکر آپ ہی بتائیے جواب دیا قولہ تعالیٰ قالت الیھود والنصاری نحن ابناء اللہ واحباءہ قل فلم یعذبکم یعنی یہود و نصاری کہتے
ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے حبیب ہیں اے محمد آپ انسے پوچھئے تو سہی کہ پھر تم کو خدا تعالیٰ عذاب کیوں کرتا ہے یہ سنکر ابن مجاہد بولے کہ یہ
کیا کبھی اس آیت کو سنا ہی نہ تھا مصنف نے کہا مجکو اس حکایت کے صحیح ہونے میں شک ہے کیونکہ اس کے راویوں میں حسن بن غالب غیر موثوق ہے۔

يقول لما تغير الحال على ابي عثمان وقت وفاته مزّق ابنه ابو بكر قميصا كان عليه ففتح ابو عثمان عينه وقال يا
بني خلاف السنة في الظاهر من رياء باطن في القلب فصل قال المصنف وفي الصوفية من يبالغ في تقصير ثوبه
وذلك شهرة ايضا كما روي عن العلاء عن ابيه انه سمع ابا سعيد يسئل عن الازار فقال سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول ازار المسلم الى انصاف الساقين لا جناح او لا حرج عليه ما بينه وما بين الكعبين ما كان
اسفل من ذلك فهو في النار وعن ابراهيم بن سعيد الجوهري قال كتب الي عبد الرزاق عن معمر قال كان في
قميص ايوب بعض التذييل فقال الشهرة اليوم في التشمير وقد روى اسحاق بن ابراهيم بن هاني قال دخلت
يوما على ابي عبد الله احمد بن حنبل وعليه قميص قصير اسفل من الركبة وفوق الساق فقال اي شيء هذا وانكره وقال
هذا بمرة لا ينبغي فصل قال المصنف وقد كان في الصوفية من يجعل على رأسه خرقة مكان العمامة وهذا ايضا
شهرة لانه على خلاف لباس اهل الشرع وكل ما فيه شهرة فهو مكروه وعن بشر بن الحارث ان ابن المبارك دخل المسجد يوم جمعة وعليه قلنسوة فرأى
الناس ليس عليهم قلانس فاخذها فوضعها في كمه فصل قال المصنف كان في الصوفية من استكثر من الثياب وسببه الوسوسة فيجعل للخلاء ثوبا وللصلاة
ثوبا وقد روي هذا عن جماعة منهم ابو يزيد وهذا لا بأس الا انه لا ينبغي ان يتخذ سنة

ترجمہ کہا جب نزع کی حالت میں ابو عثمان کا حال متغیر ہوا۔ تو اُن کے بیٹے ابو بکر نے اپنا کرتہ جو اس وقت پہنے ہوئے تھے چاک کر ڈالا۔
ابو عثمان نے آنکھ کھولی۔ اور کہا بیٹا ظاہر میں خلاف سنت کرنا دل کی باطنی ریا کا اثر ہے **فصل مصنف** ؒ نے کہا بعض صوفیہ ایسے
ہیں جو لباس کو نہایت کوتاہ رکھتے ہیں یہ بھی شہرت میں داخل ہے چنانچہ علا اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے
کہا ابو سعید سے کسی نے تہبند کے بارے میں پوچھا جواب دیا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے۔
مسلمان کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہونا چاہیئے ٹخنوں اور پنڈلیوں میں جو حصہ کھلا رہے کچھ حرج نہیں جو اس سے زیادہ نیچا ہوگا وہ دوزخ
کی نشانی ہے **ابراہیم بن سعید** جوہری نے بیان کیا مجکو عبد الرزاق نے لکھا کہ معمر نے بیان کیا ایوب کے کرتے میں دامن کچھ لمبا نیچا رہ گیا کہنے
لگے اس زمانے میں اونچا لباس رکھنا شہرت میں داخل ہے **اسحاق بن ابراہیم** ابن ہانی روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز ابو عبد اللہ احمد
بن حنبل کے پاس گیا اور ایک کرتا اونچا گھٹنوں سے نیچے پنڈلی سے اوپر تک کا پہنے ہوئے تھا احمد نے مجھ پر انکار کیا اور کہا یہ
کیا بلا ہے تم کو ایسا لباس زیبا نہیں **فصل مصنف** نے کہا صوفیہ میں بعض ایسے ہیں جو بجائے عمامہ کے سر پر ایک کپڑے کا ٹکڑا
لپیٹ لیتے ہیں یہ بھی شہرت ہے کیونکہ اہل شریعت کے لباس کے خلاف ہے اور جس چیز میں شہرت ہو وہ مکروہ ہے +
بشر بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ایک بار جمعہ کے روز ابن مبارک مسجد میں داخل ہوئے اُن کے سر پر کلاہ تھی لوگوں کو
دیکھا کہ اُن کے سروں پر کلاہ نہیں اس کلاہ کو اُتار کر کسی طاق میں چھپا کر رکھ دیا **فصل مصنف** نے کہا بہت سے صوفیہ
ایسے ہیں جو وسوسہ کی وجہ سے کئی کپڑے رکھتے ہیں ایک جوڑا قضائے حاجت کے لئے اور ایک جوڑا نماز کے لیے مقرر
کرتے ہیں **ابو یزید** نے اس بارے میں صوفیہ کی ایک جماعت سے روایت کی ہے اس فعل میں کچھ ڈر نہیں مگر یہ نہ چاہیئے کہ اس کو سنت قرار دیں

فنزل لی لیلة غریبان فقلت للوالدة عندك شیٔ لضیفی قالت لا الا الخبز فذبحت القبجة وقدمتها الیهما

قال المصنف قلت قد کان یمکنه ان یستقرض ثم یبیعها ویعطی فلقد فرّط وعن ابی عبد الرحمن السلمی

قال سمعت جدی یقول دخل ابو الحسین الدرّاج البغدادی الریّ وکان یحتاج الی لفاف لرجله فدفع الیه رجل

مندیلا زبیقیا فشقه بنصفین ولفّ به فقیل له لو بعته واشتریت به لفافا وانفقت الباقی فقال انا لا اخون

المذهب قال المصنف وقد کان احمد الغزالی ببغداد فخرج الی المحول فوقف علی ناعورة تأنّ فرمی طیلسانه

علیها فدارت فتقطع الطیلسان قال المصنف قلت فانظر الی هذا الجهل والتفریط والبعد عن العلم فانه

صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه نهی عن اضاعة المال ولو ان رجلا قطع دینارا صحیحا وانفقه

کان عند الفقهاء مفرّطا فکیف بهذا التبذیر المحرم ونظیر هذا

تمزیقهم الثیاب المطروحة عند الوجد علی ما سیأتی ذکره ان شاء

الله تعالی ثم یدعون هذه حالة ولا خیر فی حالة تنافی الشرع

افتراهم عبید نفوسهم امروا ان یعملوا بآرائهم ولان کانوا عرفوا انهم کانوا یخالفون

ترجمہ ایک رات میرے یہان دو مسافر آئے مین نے اپنی مان سے پوچھا کہ تمہارے پاس میرے مہمانون کے لئے کچھ ہے وہ کہنے لگین کچھ نہین صرف روٹی ہے مینے اُس کبک کو حلال کیا اور ان کے پاس لے گیا مصنفؒ نے کہا ابو الحسن کے لئے یہ بھی تو ممکن تھا کہ قرض لے لیتے پھر کبک کو بیچ کر ادا کر دیتے غرض انہون نے تفریط کی ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا مینے اپنے باپ سے سُنا بیان کرتے تھے کہ ابو الحسین بغدادی ایک بار رے مین داخل ہوئے اُن کو اپنے پاؤن پر پٹی باندھنے کی ضرورت ہوا کرتی تھی ایک آدمی نے ان کو زیبقی رومال دیا انہون نے رومال کے دو ٹکڑے کئے اور پٹی باندھی کسی نے کہا اگر آپ رومال کو بیچ کر پٹی خرید لیتے اور باقی قیمت کو خیرات کر دیتے تو بہتر تھا جواب دیا کہ مین مذہب مین خیانت نہین کرتا مصنفؒ نے کہا احمد غزالی بغداد مین تھے ایک بار چرخی دار کنو دن پر گذرے اور ایک چرخی پر جو چل رہی تھی اور جس مین سے آواز نکلتی تھی کھڑے ہو گئے وجد مین آکر اپنی طیلسان کی چادر اُس پر پھینک دی چرخی نے چکر کھایا چادر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی مصنفؒ نے کہا اس جہالت اور تفریط اور بےعلمی پر غور کرنا چاہیئے۔ صحیح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا اور اگر کوئی آدمی درست دینار کو کاٹ کر خرچ مین لادے فقہا کے نزدیک تفریط کرنے والا ٹھیریگا بھلا پھر اس فضول خرچی کا کیا ٹھکانا ہے جو بالکل حرام ہے اسی قسم سے صوفیہ کا ان کپڑون کو چاک کرنا ہے جو وجد کی حالت مین پھینکے جاتے ہین چنانچہ انشاء اللہ اس کا ذکر آئیگا طرہ یہ ہے کہ صوفیہ دعوی کرتے ہین کہ یہ ایک حالت ہے حالانکہ جو حالت شریعت کے خلاف ہو اس مین خیر نہین تم دیکھتے ہو کہ یہ اپنے نفسون کے بندے ہین یا اُن کو حکم ملا ہے کہ اپنی اپنی رائے پر عمل کرین یہ لوگ اسقدر پہچانتے ہین کہ اس فعل مین وہ شریعت کے خلاف ہین اور پھر بھی ایسا کرتے ہین تو کمال سرکش ہین اور اگر اس قدر نہین جانتے تو سخت جاہل ہین ابن عبد اللہ رازی نے

يشترى بدرهم دبسا وبدرهم سمنا وبدرهم دقيق الارز فيخلطه ويجعله ثلث مأئة وستين كرة فيفطر كل ليلة على واحدة **وحكى** عنه ابوحامد الطوسى قال كان سهل يقتات ورق النبق مدة واكل دقاق التبن مدة ثلث سنين واقتات ثلثة دراهم فى ثلث سنين **وعن** ابى جعفر الحداد يقول اشرف علىّ ابوتراب يوما وانا على بركة ماء ولى ستة عشر يوما لم اكل شيئا ولم اشرب فيها ماء فقال ما جلوسك ههنا فقلت انا بين العلم واليقين وانا انظر من يغلب فاكون معه فقال سيكون لك شأن **وعن** ابراهيم بن البناء البغدادى قال صحبت ذاالنون من اخميم الى الاسكندرية فلما كان وقت افطاره اخرجت قرصا وملحا كان معى وقلت هلم فقال ملحك مدقوق قلت نعم قال لست تفلح فنظرت الى مزوده فاذا فيه قليل سويق شعير ليستف منه **وعن** ابى سليمان قال الزبيب بالعسل اسراف **وعن** ابى سعيد صاحب سهل يقول بلغ اباعبدالله الزبيرى وزكريا الساجى وابن ابى اوفى ان سهل ابن عبدالله يقول انا حجة الله على الخلق فاجتمعوا عنده واقبل عليه الزبيرى فقال له بلغنا انك قلت انا حجة الله على الخلق فبماذا انبى انت ام صديق انت قال سهل لم اذهب حيث تظن ولكن قلت هذا لاخذى الحلال فتعالوا كلكم حتى نصحح الحلال قال فانت قد صححته

ترجمہ ایک درم کا دوشاب اور ایک درم کا گھی اور ایک درم کا چانولون کا آٹا خرید کر سب کو ملا لیا کرتے تھے اور اُس کے تین سو ساٹھہ حصہ بنا کر رکھہ چھوڑتے تھے ہر رات کو ایک حصہ پر روزہ افطار کرتے تھے **ابوحامد طوسی** نے انہین سہل بن عبداللہ کی حکایت لکھی ہے کہ ایک مدت تک بیری کے پتے کھاتے تھے بعد ازان ایک زمانے تک بہوسہ کھایا کیے اور تین برس مین فقط تین درم کا کہانا کہایا **ابوجعفر حداد** کہتے ہین ایک روز میرے پاس ابوتراب آئے اور مین ایک پانی کے حوض پر بیٹھا تھا اور سولہ روز سے نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا۔ مجھ سے بولے کہ تم یہان کیسے بیٹھے ہو مینے جواب دیا کہ علم اور یقین کا امتحان کرتا ہون دیکھون کون غالب آتا ہی جو غالب ہوگا اسی طرف ہو جاؤنگا ابوتراب نے کہا عنقریب تمہاری کوئی حالت ہو جائیگی **ابراہیم بن بنار بغدادی** کہتے ہین کہ مین اخمیم سے اسکندریہ تک ذوالنون کے ہمراہ تھا جب اُن کے روزہ افطار کرنے کا وقت آیا مینے روٹی کا ٹکڑا اور نمک جو میرے ساتھہ تھا نکالا اور اُن سے کہا آیئے کہائیے جواب دیا کہ تمہارا نمک پسا ہوا ہے مینے کہا ہان بولے کہ تم کو نجات نہ ملے گی۔ پھر مینے اُن کے توشے دان کو دیکھا تو اس مین تھوڑا سا جو کا ستو تھا اس کو پھانکنے لگے **ابوسلیمان** کا قول ہے کہ مسکہ کو شہد کے ساتھہ کھانا اسراف مین داخل ہے **ابوسعید** جو سہل کے اصحاب مین سے ہین بیان کرتے ہین کہ ابوعبداللہ زبیری اور زکریا ساجی اور ابن ابی اوفی نے سنا کہ سہل بن عبداللہ کہتے ہین مین مخلوق کے لئے حجت الٰہی ہون وہ تینون صاحب اُن کے پاس آئے زبیری اُن سے مخاطب ہو کر بولے ہم نے سُنا ہے کہ آپ کہتے ہین۔ مین مخلوق پر خدا کی حجت ہون آپ کس بارے مین حجت ہین آپ کوئی نبی ہین یا صدیق ہین سہل نے جواب دیا میرا یہ مطلب نہین جو تمہارا خیال ہے بلکہ مین نے یہ اس لئے کہا ہے کہ مین حلال کہانا کھاتا ہون آؤ ہم تم سب مل کر صحیح طور پر حلال معلوم کرین۔ اُنھون نے پوچھا کیا آپ کو صحیح طور پر حلال معلوم ہو گیا +

وعن جعفر عن ابیه ان علی بن الحسین قال یا بنی لو اتخذت ثوبا للغائط رایت الذباب یقع علی الشیٔ ثم یقع علی ثم انتبهته فقال ما کان لرسول الله صلی الله علیه وسلم ولا لاصحابه الا ثوب فریضة **فصل قال المصنف** وقد کان فیهم من لا یکون له سوی ثوب واحد هذا فی الدنیا وهذا حسن الا انه اذا امکن اتخاذ ثوب للجمعة والعید کان احسن واصلح **وعن** یوسف بن عبد الله بن سلام عن ابیه قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی یوم جمعة فقال ما علی احدکم لو اشتری ثوبین لیوم جمعة سوی ثوب مهنته **وعن** ابی هریرة قال قال محمد بن عمرو حدثنی عن محمد بن عبد الرحمن ایضا ببعض ذلک قالوا کان لرسول الله صلی الله علیه وسلم برد ثمینة وازار من نسج عمار فکان یلبسهما فی یوم الجمعة ویوم العید ثم یطویان **ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی مطاعمهم ومشاربهم قال المصنف** قد بالغ ابلیس فی تلبیسه علی قدماء الصوفیة بتقلیل المطعم وخشونته ومنعهم شرب الماء البارد فلما بلغ الی المتاخرین استراح من التعب واشتغل بالتعجب من کثرة اکلهم ورفاهیة عیشهم **ذکر طرف مما فعله قدماؤهم قال المصنف** کان فی القوم من یبقی الایام لا یاکل الی ان یضعف قوته **وفیهم** من یتناول کل یوم الشیٔ الیسیر الذی لا یقیم البدن **فروی لنا** عن سهل بن عبد الله انه فی بدایته

ترجمہ جعفر نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اُن سے علی بن حسین کہنے لگے اے بیٹا اگر قضاے حاجت کے لئے مین دوسرا کپڑا مقرر کر لیتا تو بہتر تھا مین دیکھتا ہون کہ مکھیان نجاست پر بیٹھتی ہین پھر اگر مجھ پر بیٹھتی ہین راوی کہتے ہین کہ پھر دوبارہ جو مین علی کے پاس گیا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس صرف ایک ہی کپڑا تھا جس مین نماز فرض ادا کیا کرتے تھے **فصل مصنف**ؒ نے کہا صوفیہ مین ایسے بھی ہین جن کے پاس فقط ایک جوڑا کپڑا ہوتا ہے یہ بات اچھی ہے مگر جب جمعہ اور عید کے لیے دوسرا کپڑا بنا لینا ممکن ہو تو عمدہ اور بہتر ہے **یوسف** بن عبد اللہ بن سلام کہتے ہین کہ میرے باپ نے بیان کیا ایک بار جمعہ کے دن ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا اسمین فرمایا کہ اگر تم کاروبار کے کپڑون کے سوا دو کپڑے جمعہ کے لئے خرید لیا کرو تو کیا حرج ہے **ابو ہریرہ** سے روایت ہے کہ محمد بن عمرو کہتے ہین کہ کچھ حصہ اس حدیث کا مجھ سے محمد بن عبد الرحمن نے بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قیمتی چادر اور عمار کی بنی ہوئی ازار تھی آپ یہ دو کپڑے جمعہ اور عید کے دن پہنا کرتے تھے پھر تہ کر کے رکھ دیئے جاتے تھے (**کھانے پینے کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان**) مصنفؒ نے کہا متقدمین صوفیہ کو اس امر کی نسبت فریب دینے مین شیطان نے بہت مبالغہ کیا کہ کھانا سخت اور کم کھائین اور ٹھنڈا پانی پینے سے اُن کو باز رکھا جب متاخرین کی باری آئی تو شیطان کو آرام مل گیا اور اُن کی خوش عیشی اور بسیار خواری دیکھکر تعجب مین پڑ گیا (متقدمین صوفیہ کے افعال کا کسی قدر بیان) **مصنف**ؒ نے کہا متقدمین بعض ایسے تھے جو کئی کئی دن تک بغیر کھانے کے گذار دیتے تھے جب بالکل طاقت نہ رہتی تھی تو کچھ کھا لیا کرتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ہر روز تھوڑا سا کھا لیتے تھے جس سے بدن قائم نہین رہتا تھا **سہل بن عبد اللہ** کی نسبت بیان کرتے ہین کہ اپنی ابتدائی حالت مین

فراٰه انسان فاتبعه لشئ فجاء برفق فوضعه بين يدي القوم فقال الشيخ من جنى منكم هذه الجناية فقال الرجل انا وجدت
قشر البطيخ فاكلته فقال كن مع جنايتك ومع هذا الرفق وخرج من الحرم ومعه اصحابه وتبعه الرجل فقال له الم
اقل لك كن مع جنايتك فقال الرجل انا تائب مما جرى فقال الشيخ لاكلام بعد التوبة وعن بنان بن محمد يقول
كنت بمكة مجاورا ورأيت بها ابراهيم الخواص وانى على ايام لم يفتح على بشئ وكان بمكة مزين يحب الفقراء وكان من
اخلاقه اذا جاءه الفقير يحتجم اشترى له اللحم وطبخه واطعمه فقصدته وقلت اريد ان احتجم فارسل من يشترى
اللحم وامر باصلاحه وجلست بين يديه فجعلت نفسي تقول ترى يكون فراغ القدر مع فراغ الحجامة ثم استيقظت و
قلت يا نفس انما جئت تحتجمين لتطعمي عاهدت الله ان ذقت من طعامه شيئا فلما فرغ انصرفت فقال سبحان الله
انت تعرف الرسم فقلت نعم عقد فسكت وجئت الى المسجد الحرام ولم يفتح لى شئ آكله فلما كان
من الغد بقيت الى آخر النهار ولم يتفق ايضا فلما قمت لصلاة العصر سقطت وغشى علي واجتمع علي
ناس وحسبوا انى مجنون فقام ابراهيم وفرق الناس وجلس عندي يحدثني ثم قال تاكل شيئا

ترجمہ کسی آدمی نے اس شخص کو چھلکا کھاتے دیکھہ لیا۔ کچھ کھانے کی چیز لے کر اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ اور ان سب کے سامنے لاکر
وہ کھانا رکھدیا شیخ ابو الحسن بولے تم مین سے کس نے یہ گناہ کیا۔ وہ شخص بولا کہ مین نے رستے مین ایک خربوزہ کا چھلکا
پایا تھا۔ اس کو کھالیا۔ یہ سنکر شیخ نے کہا کہ جا اپنے گناہ کے ساتھ رہ۔ اور یہ کھانا سنبھال یہ کہکر حرم سے مع اپنے
اصحاب کے چل کھڑے ہوے وہ شخص بھی پیچھے ہولیا شیخ اس سے بولے کیا مین نے تجھ سے نہین کہا کہ اپنے گناہ کے ساتھ
رہ اس نے کہا جو کچھ ہوا مین اس سے توبہ کرتا ہون شیخ نے کہا خیر توبہ کے بعد تو کچھ کلام ہی نہین بنان بن محمد کہتے ہین کہ
مین مکہ مین مجاور تھا۔ وہین مینے ابراہیم خواص کو دیکھا ایک بار مجھکو کئی دن گذر گئے کہ کہین سے کچھہ نہ آیا مکہ مین ایک حجام تھا
جو فقیرون سے محبت رکھتا تھا۔ اور اس کی عادت تھی کہ جب کوئی فقیر اس کے پاس پچھنا لگوانے کے لیے جاتا تو اس کے واسطے
گوشت مول لیتا اور پکا کر اس کو کھلاتا۔ مین بھی اس حجام کے پاس گیا اور کہا کہ پچھنا لگوانا چاہتا ہون اس نے گوشت
خریدنے کے لیے آدمی بھیجا اور اس کے پکانے کا حکم دیا۔ مین پچھنا لگوانے کو اس کے سامنے بیٹھا میرا نفس مجھسے کہنے لگا کہ
بھلا کیا پچھنون سے فراغت پانے کے ساتھ گوشت کی ہانڈی بھی پک چکے گی اسی اثنا مین مین چونکا اور کہا اے نفس کیا
تو اسی واسطے مجکو پچھنا لگوانے کے لئے لایا ہے کہ کھانا کھلاے مین خدا تعالے کے سامنے عہد کرتا ہون کہ اس حجام کے کھانے مین سے
کچھہ نہ چکھون گا غرض جب فراغت ہوئی مین اٹھکر چلا حجام کہنے لگا سبحان اللہ تم تو میری رسم جانتے ہو مین بولا کہ مین نے
عہد کر لیا ہے اور قسم کھالی ہے وہ چپ ہو رہا مین مسجد حرام کی طرف گیا وہان بھی مجھکو کچھ کھانے کی چیز نہ ملی جب دوسرا دن ہوا تو
دن بھر گذر گیا شام تک مینے کچھ نہ پایا جس وقت مین عصر کی نماز پڑھنے کو کھڑا ہوا تو گر پڑا اور مجھکو غش آگیا لوگ میرے گرد جمع
ہوے اور سمجھے کہ مین دیوانہ ہون ابراہیم خواص آئے اور لوگون کو ہٹا کر میرے پاس بیٹھے اور باتین کرنے لگے پھر مجھسے پوچھا کہ تم کچھہ کھاؤ گے

قال نعم قال وکیف قال سہل قسمت عقلی ومعرفتی وقوتی علی سبعة اجزاء فاترک حتی یذہب منہا ستة
اجزاء ویبقی جزء واحد فانی خفت ان یذہب ذلک الجزء ویتلف معہ نفسی خفت ان اکون قتلتہا علیہا وقتلتہا
دفعت الیہا من البلغة ما یرد الستة الاجزاء **وعن** ابی عبداللہ بن زوید قال منذ اربعین سنة ما اطعمت نفسی
طعاما الا فی وقت ما احل اللہ لہا المیتة **وعن** عیسی بن آدم بن اخی ابی یزید قال جاء رجل الی ابی یزید فقال ارید ان
اجلس فی مسجدک الذی انت فیہ قال لا تطیق ذلک فقال ان رایت ان توسع لی فی ذلک فعل فاذن لہ فجلس یوما
لا یطعم فصبر فلما کان فی الیوم الثانی قال لہ یا اوستاذ ارید القوت قال یا غلام القوت عندنا اللہ قال یا استاذ
ارید شیئا یقیم جسمی فی طاعة اللہ عزوجل فقال یا غلام ان الاجسام لا یقوم الا باللہ **وعن** ابراہیم الخواص یقول
حدثنی اخ لی کان یصحب ابا تراب نظر الی صوفی مد یدہ الی قشر البطیخ وقد کان طوی ثلثة ایام فقال لہ تمد
یدک الی قشر البطیخ انت لا یصلح لک التصوف الزم السوق **وعن** ابی القاسم القیروانی
یقول سمعت بعض اصحابنا یقول اقام ابو الحسن النصیبی بالحرم ایاما مع اصحاب لہ سبعة لم
یاکلوا فخرج بعض اصحابہ لیتطہر فرای قشر البطیخ فاخذہ فاکلہ

ترجمہ جواب دیا ہان وہ بولے کیونکر سہل نے کہا مینے اپنی عقل اور معرفت اور قوت کے سات ٹکڑے کیے ہین ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتا ہون
حتی کہ ان مین سے چھ ٹکڑے زائل ہوجاتے ہین۔ اور ایک باقی رہتا ہے پھر مین ڈرتا ہون کہ کہین یہ ایک ٹکڑا بھی جاتا نہ رہے اور اس
کے ساتھ میری جان تلف ہوجاوے مجھکو خوف ہوتا ہے کہ مین اپنے نفس کو تباہ کرون اور اس کا قاتل ٹھیرون لہذا اس کو بقدر رسد رمق
اس قدر کھانا پہونچا دیتا ہون جس سے وہ چھ کے چھ ٹکڑے پھر لوٹ آتے ہین **ابو عبداللہ بن موید** کہتے ہین چالیس برس
ہوے کہ مین اپنے نفس کو فقط ایسے وقت مین کھانا دیتا ہون جس حالت مین اس کے لئے خدا تعالے نے مردار کو حلال کر دیا ہے
عیسے بن آدم نے کہا ایک آدمی ابویزید کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جس مسجد مین آپ ہین۔ مین بھی اسی جگہ بیٹھنا چاہتا ہون۔
ابویزید بولے کہ تم مین اس کی طاقت نہین اس نے کہا مہربانی فرماکر مجھکو اجازت دیدیجئے تو بہتر ہے ابویزید نے اجازت دیدی
وہ شخص ایک دن تک بغیر کچھ کھائے بیٹھا رہا اور صبر کیا جب دوسرا دن ہوا تو ابویزید سے بولا کہ اے استاد مجھکو کھانا چاہیے +
ابویزید نے کہا اے صاحبزادے ہمارے یہان کا کھانا تو ذکر الٰہی ہے وہ کہنے لگا اے استاد مجکو کچھ ایسی چیز چاہیے جس سے میرا جسم خدا کی عبادت
مین قائم رہے جواب دیا کہ اے صاحبزادے اجسام تو اللہ تعالی کے ساتھ قائم رہتے ہین **ابراہیم خواص** کہتے ہین کہ مجھ سے میرے ایک
بھائی نے جو ابوتراب کی صحبت مین رہتا تہا بیان کیا کہ ابوتراب نے ایک صوفی کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ خربوزہ کے چھلکے کی طرف بڑھایا اور وہ
صوفی تین دن کا بھوکا تھا ابوتراب نے اس سے کہا تو اپنا ہاتھ خربوزہ کے چھلکے کی طرف بڑھاتا ہے تو تصوف کے لایق نہین بس بازار مین
رہا کر **ابو القاسم قیروانی** بیان کرتے ہین کہ مین نے ایک اپنے ہمصحبت سے سُنا کہتا تھا کہ **ابو الحسن نصیبی** اپنے اصحاب کے ساتھ ایک
ہفتہ بغیر کچھ کھائے حرم مین رہے ان کے اصحاب مین سے ایک شخص طہارت کی غرض سے باہر چلا رستے مین خربوزہ کا چھلکا دیکھا اس کو اٹھا کر کھا لیا

العروق
مدفون

فانما قوی الشیطان ان یجری فی العروق بها وفیهم من یمتنع من شرب الماء البارد فیشرب الحار وفیهم من کان یجعل
ماء فی الادن مدفون فی الارض فیصیر حارا وفیهم من کان قد نحا نفسه بترک المائدة وعن ابی یزید یقول ما اکلت
شیئا مما یاکله بنو آدم اربعین سنة قال واسهل ما لاقیت نفسی منی انی سألتها امرا من الامور فابت
فعزمت ان لا اشرب الماء سنة فما شربت سنة وحکی ابو حامد الغزالی عن ابی یزید انه قال دعوت نفسی الی الله تعالی فجمحت
فعزمت علیها ان لا اشرب الماء سنة ولا اذوق النوم سنة فوفیت لی بذلک **فصل قال المصنف** وقد
ذکر ابو طالب المکی للقوم ترتیبات فی المطاعم فقال استحب للمرید ان لا یزید علی رغیفین فی یوم ولیلة قال
ومن الناس من کان یعمل فی الاوقات فیتقللها وکان بعضهم یزن قوته بکربة من کرب النخل وهی تجف کل یوم
قلیلا فینقص من قوته بمقدار ذلک قال ومنهم من کان یعمل فی الاوقات فیاکل کل یوم ثم یترک
یومین وثلثة قال والجوع ینقص دم الفؤاد فیبیضه وفی بیاضه نوره ویذیب شحم الفؤاد وفی ذوبانه
رقته ورقته مفتاح المکاشفة **قال المصنف** وقد صنف لهم ابو عبد الله محمد بن
علی الترمذی کتابا سماه ریاضة النفوس قال فیه

ترجمہ کیونکہ اسی کی وجہ سے شیطان کو رگون مین دوڑنے کی قوت حاصل ہوتی ہے اور بعض ایسے تھے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے باز
رہتے تھے اور گرم پیتے تھے بعض ایسے ہوے ہین کہ پانی کو ایک مٹکے مین بھر کر زمین مین گاڑ دیتے تھے جس سے گرم ہوجاتا تھا اور
بعض ایسے گذرے ہین کہ اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے کہانے کی چیزین چھوڑ دیتے تھے **ابو یزید** کہتے ہین کہ بنی آدم جو کچھ کھاتے
ہین اُس مین سے چالیس برس تک مینے کچھ نہین کہایا اور بہت آسان برتاو جو مینے اپنے نفس سے کیا ہی یہ ہے کہ ایک بار مین نے اُس
سے ایک کام کرنے کو کہا اُس نے انکار کیا مینے قسم کھائی کہ سال بھر تک پانی نہ پیونگا لہذا ایک برس تک پانی نہین پیا **ابو حامد**
غزالی نے نقل کیا ہے کہ ابو یزید نے کہا مینے اپنے نفس کو خدا کی طرف بلایا وہ کچھ کسمسایا اس بات پر مینے عہد کیا کہ سال بھر تک نہ پانی پیونگا
نہ سوؤنگا مین نے اس عہد کو پورا کیا **فصل مصنف** نے کہا ابو طالب کی نے صوفیہ کے لئے کھانا کھانے مین کچھ ترتیب مقرر کی ہے اور
کہا ہے مرید کے لئے مستحب ہے کہ دن اور رات مین دو روٹی سے زیادہ نہ کھاے **ابو طالب** کہتے ہین کہ بعض لوگ ایسے گذرے ہین جو
تدبیر نکالکر اپنی خوراک کم کر دیتے تھے بعض ایسے تھے کہ کھجور کی جڑ لے کر اُس سے اپنی خوراک تولتے تھے وہ جڑ ہر روز تہوڑی تہوڑی سوکھ
کر ہلکی ہوتی رہتی تھی اُسی قدر خوراک کم ہوجاتی تھی۔ بعض یہ تدبیر نکالتے تھے کہ ہر روز کھاتے رہتے تھے پھر بتدریج دوسرے دن اسی طرح
تیسرے دن کھانے لگے ابو طالب کہتے ہین کہ بھوک سے دل کا خون کم ہو کر سفید ہوجاتا ہے اس کے سفید ہوجانے مین نور الٰہی
ہے اور بھوک سے دل کی چربی پگھل جاتی ہے اُس کے پگھلنے سے دل رقیق ہوجاتا ہے اور دل کا رقیق ہونا کشف کی کنجی ہے۔
مصنف رح نے کہا کہ صوفیہ کے لیئے ابو عبد اللہ محمد بن علی ترمذی نے ایک کتاب تصنیف کی
ہے جس کا نام ریاضۃ النفوس رکھا ہے۔ اس کتاب مین وہ لکھتے ہین +

فقلت قرب الليل فقال احسنتم يا مبتدئ ان تثبتوا على هذا تفلحوا ثم قام فلما صلينا عشاء الآخرة
اذا هو قد جاءني ومعه قصعة فيها عدس ورغيفان ودورق ماء فوضعه بين يدي وقال كل فاكلت
الرغيفين والعدس فقال فيك فضل تاكل شيئا اخر قلت نعم فمضى وجاء بقصعة عدس ورغيفين
فاكلتهما وقلت قد اكتفيت فاضطجعت فما قمت ليلتي ونمت الى الصباح ما طفت ولا صليت
وعن علي الروذباري يقول اذا قال الصوفي بعد خمسة ايام انا جائع فالزموه بالسوق وامروه بالكسب **وعن**
احمد الصغير يقول امرني ابو عبد الله بن خفيف ان اقدم اليه كل ليلة عشر حبات زبيب لافطاره
فاشفقت عليه ليلة فحملت خمسة عشر حبة فنظر الي وقال من امرك بهذا واكل عشر حبات وترك الباقي **وعن**
ابي عبد الله بن خفيف يقول كنت في ابتداء امري بقيت اربعين شهرا افطر كل ليلة بكف باقلا فمضيت يوما فافتصدت
فخرج من عرقي شبه ماء اللحم وغشي علي فتحير الفصاد وقال ما رأيت جسدا لا دم فيه الا هذا **فصل قال المصنف** فقد كان
فيهم قوم لا ياكلون اللحم حتى قال بعضهم اكل درهم من اللحم يقسي القلب اربعين صباحا **وكان** فيهم من يمنع الطيبات كلها **ويحتج** بما ورد **عن**
عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احرموا انفسكم طيب الطعام

ترجمہ مینے کہا اب تو رات بھی قریب ہے یہ سنکر بولے لے مبتدیو تم پر آفرین ہے اسی حالت پر ثابت قدم رہو نجات پاؤ گے پھر ابو الحسن اٹھکھڑے ہوے جب ہم عشا کی نماز پڑہ چکے تو میرے پاس آئے اور اپنے ساتھ ایک مسور کی دال کا پیالا اور دو روٹیاں اور ایک پانی کا کٹورا لاے اور میرے آگے رکھکر بولے کہ کھاؤ مینے وہ دونون روٹیان اور مسور کی دال کھالی پھر پوچھا کہ ابھی کچھ بھوک رہگئی ہو اور کھاؤ گے مینے کہا ہان وہ ایک دال کا پیالا اور دو روٹیان پھر لائے مینے اُن کو بھی کھالیا اور اُن سے کہا کہ بس اب پیٹ بھرگیا کھانا کھا کر مین لیٹ رہا اس رات برابر صبح تک سوتا رہا نہ مین نے نماز پڑہی اور نہ طواف کیا **علی رودباری** کا قول ہے کہ اگر صوفی پانچ دن کے بعد کہے مین بھوکا ہون تو اس سے کہو کہ بازار مین رہا کرے اور کوئی کسب کرے **احمد صغیر** کہتے ہین ابو عبد اللہ بن خفیف نے مجھ کو حکم دیا کہ ہر روز رات کو دس دانہ انگور کے روزہ افطار کرنے کے لئے اُن کے پاس لے جایا کرون ایک روز مجھ کو اُن پر ترس آیا اور پندرہ دانہ لے گیا انہون نے میری طرف دیکھا اور کہا تم کو یہ حکم کس نے دیا ہے یہ کہہ کر وہی دس دانہ کھائے اور باقی چھوڑدیے **ابو عبد اللہ بن خفیف** کہتے ہین جب مین مبتدی تھا چالیس مہینے اس طرح گذاری کہ ہر رات ایک مٹھی ساگ پر افطار کیا کرتا تھا - ایک روز مین نے فصد کھلوائی میری رگ مین سے ماء اللحم کے مشابہ کچھ پانی نکلا اور مجھ کو غش آگیا فصاد کو حیرت ہوئی اور کہنے لگا کہ مین نے اس شخص کے سوا کوئی بدن ایسا نہین دیکھا جس مین خون نہو **فصل مصنف** نے کہا صوفیہ مین ایسے بھی گذرے ہین جو گوشت نہ کھاتے تھے حتی کہ ان مین سے بعض کا مقولہ ہے ایک درم کی برابر گوشت کھانے سے چالیس روز تک دل سخت رہتا ہے اور بعض ایسے ہوئے ہین جو ہر ایک عمدہ کھانے سے باز رہتے تھے اور اس حدیث سے حجت پکڑتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نفسون کو عمدہ کھانے سے محروم رکھو

فانه جهل محض لانه ليس بين اليقين والعلم تضاد انما اليقين على مراتب العلم واليقين ترك ما يحتاج اليه النفس
من المطعم والمشرب وانما اشار بالعلم الى امر الشارع واشار باليقين الى قوة الصبر وهذا تخليط قبيح وهؤلاء قوم
شددوا فيما ابتدعوا وكانوا كقريش في تشددهم حتى سموا بالحمس فجحدوا الاصل وشددوا في الفرع و
قول الآخر ملحك مدقوق لست تفلح من اقبح الاشياء وكيف يقال عمن استعمل ما ابيح له لست تفلح و
اما سويق الشعير فانه يورث القولنج وقول الآخر الزبد والعسل اسراف قول مرذول لان الاسراف ممنوع منه
شرعا وهذا ماذون منه وقد صح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان ياكل القثاء بالرطب وكان
يحب الحلو والعسل واما ما روينا عن سهل انه قال قسمت قوتي وعقلي سبعة اجزاء ففعل مذموم به ويحمد لا
لم يامر الشرع بمثله وهو الى التحريم اقرب لانه ظلم للنفس وترك لحقها وكذلك قول الذي قال ما اكلت الا وقت ان يباح لي الميتة فانه
فانه فعل برأيه المرذول وحمل على النفس مع وجود الحلال وقول ابي يزيد انفقت عند الله كلام ركيك فان البدن قد بني على الحاجة الى الطعام حتى ان اهل النار
في النار يحتاجون الى الطعام واما التقبيح من اخذ قشر البطيخ بعد الجوع الطويل فلا وجه له والذي طوى ثلثا لم يسلم من لوم الشرع

ترجمہ یا یقین محض ایک جہالت ہے کیونکہ یقین اور علم مین باہم مخالفت نہین علم کا اعلیٰ مرتبہ یقین ہے۔ یہ کونسے یقین اور علم مین
داخل ہے۔ کہ وہ کھانا اور پینا جس کی نفس کو ضرورت ہے ترک کردے۔ حدادنے دراصل علم کا اشارہ تو امر شریعت کیجانب
کیا ہے۔ اور یقین کا اشارہ قوت صبر کی طرف ہے حالانکہ یہ نہایت قبیح تخلیط ہے یہی وہ لوگ ہین جنہون نے بدعتین نکالین
اور تشدد کیا۔ یہ لوگ اپنے تشدد مین قریش کے مانند ہین حتی کہ قریش کا نام تشدد کی وجہ سے حمس پڑگیا تھا (یعنی دین کے بارے مین
سختی کرنے والے) اسی واسطے قریش کا یہ حال تھا کہ اصل کا تو انکار کر بیٹھے اور فروع مین تشدد کیا **ذوالنون** کا یہ قول کہ تمہارا نمک
پسا ہوا ہے تم کو نجات نہ ملے گی۔ نہایت ہی قبیح بات ہے۔ بھلا جو شخص مباح شے کو استعمال مین لائے اس کو کیونکہ کہہ سکتے
ہین۔ کہ تم نجات نہ ملے گی۔ اور جو کا ستو کھانے سے قولنج کا عارضہ ہو جاتا ہے **ابوسلیمان** کا یہ قول کہ مکھن اور شہد ملا کر کھانا اسراف
مین داخل ہے۔ رد کیا ہوا مقولہ ہے۔ کیونکہ اسراف شرعی طور پر ممنوع ہے۔ اور مسکہ اور شہد کھانے کی شریعت مین
اجازت ہے حدیث صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی کو چھوارے سے ملا کر کھاتے تھے اور شیرینی اور شہد پسند
فرماتے تھے **سہل** کی نسبت جو ہم نے بیان کیا کہ وہ کہتے ہین مینے اپنی عقل اور قوت کے سات ٹکڑے کیے ہین یہ فعل مذموم ہے
قابل تعریف نہین شریعت نے ایسی حرکت کی اجازت نہین دی اور قریب قریب حرام ہونے کے ہے کیونکہ اس مین نفس کی حق تلفی
اور اس پر ظلم کرنا ہے علی ہذا القیاس اس شخص کا مقولہ جو یون کہتا ہے کہ مین اس وقت کھاتا ہون جب مردار میرے لئے مباح ہو جاتا
ہے اس شخص نے اپنی پوچ رائے پر عمل کیا۔ اور باوجود حلال ملنے کے نفس کو تکلیف دی **ابو یزید** کا یہ قول کہ ہماری روزی
تو ذکر الٰہی ہے کلام رکیک ہے کیونکہ بدن کا دارمدار کھانیکی حاجت پر ہے حتی کہ دوزخی بھی دوزخ مین کھانیکے حاجتمند ہون گے ابو تراب کا
اس صوفی کو خربوزہ کا چھلکا کھالینے پر ملامت کرنا بلاوجہ ہی اور وہ صوفی بھی جو تین دن تک بھوکا رہا شرع کی ملامت سے نہین بچ سکتا

فینبغی للمبتدی فی ہذا الامران یصوم شہرین متتابعین توبۃ من اللہ ثم یفطر فیطعم الیسیر ویاکل کسرۃ کسرۃ ویقطع الادام والفواکہ واللذۃ ومجالسۃ الاخوان والنظر فی الکتب وہذہ کلہا افراح النفس فتمنع النفس للتہا حتی تبلے غما **قال المصنف** وقد اخرج لہم بعض المتاخرین الاربعینیۃ یبقی احدہم اربعین یوما لا یاکل الخبز ولکنہ یشرب الربوبات ویاکل الفواکہ الکثیرۃ اللذیذۃ فہذہ نبذۃ من ذکر افعالہم فی مطاعمہم یدل مذکورہا علی مغفلہا **فصل فی بیان تلبیس ابلیس علیہم فی ہذہ الافعال وایضاح خطائہم فیہا**

قال المصنف اما ما نقل عن سہل ففعل لا یجوز لانہ حمل علی النفس ما تطیق ثم ان اللہ عز وجل اکرم الادمیین بالحنطۃ وجعل قشورہا لبہائمہم فلا یصلح مزاحمۃ البہائم فی اکل التبن وای غذاء للتبن ومثل ہذہ الاشیاء اشہر من ان یحتاج الی رد **وقد حکی** ابو حامد عن سہل انہ کان یرے ان صلوۃ الجائع الذی قد اضعفہ الجوع قاعدا افضل من صلوتہ قائما اذا قواہ الاکل **قال المصنف** وہذا خطاء بل اذا تقوی علی القیام کان اکلہ عبادۃ لانہ یعین علی العبادۃ واذا تجوع الی ان یصلی قاعدا فقد تسبب الی ترک الفرائض فلم یجز لہ ولو کان المتناول میتۃ ما جاز ہذا وکیف وہو حلال ثم ای قربۃ فی ہذا الجوع المعطل ادوات العبادۃ واما قول الحداد انا انظر بخلق العلم امرا لیقتین

ترجمہ کہ مبتدی صوفی کو چاہیے کہ توبہ کے طور پر دو مہینے پے درپے روزے رکھے پھر افطار کرے تو تھوڑا کھانا کھائے۔ اور ذرا ذرا سا لقمہ لے اور ترکاری کو بالکل چھوڑ دے اور میوے اور لذت کی چیزیں اور بھائیوں میں بیٹھنا اُٹھنا اور کتابوں کا مطالعہ ترک کردے یہ سب چیزیں نفس کو خوش کرنے والی ہیں اور نفس کا اس کی لذت سے باز رہنا اُسکو غم سے بھر دیتا ہے **مصنف** نے کہا بعض متاخرین نے صوفیہ کے لیئے چلہ نکالا ہے چالیس روز تک ایک آدمی روٹی نہیں کھاتا لیکن عمدہ عرقیات پیتا ہے۔ اور بہت سے لذیذ میوے کھاتا ہے الغرض یہ تھوڑا سا بیان کھانے کے بارے میں صوفیہ کی زیادتی کرنے کا تھا اور اس قدر مذکور شدہ باقی غیر مذکور پر دلالت کرسکتا ہے **فصل** (اس بیان میں کہ افعال مذکورہ کی بابت صوفیہ کو شیطان نے فریب دیا اور اس بارے میں صوفیہ کی خطا کا اظہار) **مصنف** نے کہا سہل بن عبداللہ کی نسبت جو کچھ نقل کیا گیا۔ وہ ایک ناجائز فعل ہے کیونکہ اس میں نفس کو تکلیف مالایطاق دینا ہوا علاوہ ازین اللہ عزوجل نے آدمیوں کو گیہوں کرامت فرمائی اور اُس کو چھلکا اُن کے چارپاؤں کے لیئے مقرر کیا خود بھوسہ کھانا اور چوپاؤں کو زحمت میں ڈالنا زیبا نہیں اور بھوسہ کونسی غذا کی چیز ہے ایسی چیزیں اس قدر مشہور ہیں جن کی تردید کی ضرورت نہیں۔ **ابو حامد** نے نقل کیا کہ سہل روایت کرتے ہیں جو بھوکا آدمی بھوک کے مارے ناطاقت ہو کر بیٹھ کر نماز پڑھے وہ افضل ہے اس سے کہ کھانے سے قوت پا کر کھڑا ہو کر نماز ادا کرے **مصنف**ؒ نے کہا یہ قول محض خطا ہے بلکہ سچ تو یوں ہے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت ملی تو وہ کھانا بھی عبادت میں داخل ہوا۔ کیونکہ اُس نے عبادت کے لیئے اعانت کی اور جب اس قدر بھوکا رہا کہ بیٹھکر نماز پڑھنی لگا تو وہ خود اپنے لیئے ترک فرائض کا سبب بنا لہذا بھوکا رہنا جائز نہیں ہاں اگر کھانا مردار ہوتا تو یہ حرکت جائز تھی لیکن جب کھانا حلال ملتا ہے تو کیونکر جائز ہوسکتی ہے علاوہ ازیں اس بھوک میں کونسی قربت ہے۔ جو عبادت کے اوزار بیکار کردے حداد کا جو یہ قول مذکور ہوا کہ میں دیکھتا ہوں علم غالب ہوتا ہے

والبرودة واليبوسة والرطوبة وجعل صحته موقوفة على تعادل الاخلاط الدم والبلغم والمرة
الصفراء والمرة السوداء فتارة تزيد بعض الاخلاط فيميل الى ما ينقصه مثل ان تزيد الصفراء
فتميل الطبع الى الحموضة او ينقص البلغم فتميل النفس الى المرطوبات فقد ركب في الطبع الميل الى ما
فاذا مالت النفس الى ما يصلحها فمنعت فقد قوبلت حكمة البارى سبحانه وتعالى بردها ثم يؤثر ذلك
فى البدن وكان هذا الفعل مخالفا للشرع والعقل ومعلوم ان البدن مطية الآدمى ومتى لم يرفق بالمطية لم يبلغ
وانما قلت علوم هؤلاء فتكلموا بآرائهم الفاسدة فان اسندوا فالى حديث ضعيف او موضوع او يكون فهمهم منه رديا
ولقد عجبت لابى حامد الفقيه كيف نزل مع القوم من رتبة الفقه الى مذاهبهم حتى انه قال لا ينبغى للمريد اذا تاقت
نفسه الى الجماع ان ياكل ويجامع فيعطى نفسه شهوتين فتقوى عليه قال المصنف وهذا قبيح فى الغاية فان الادام شهوة فوق الطعام فينبغى ان لا ياكل اداما والماء شهوة
اخرى اوليس فى الصحيح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم طاف على نسائه بغسل واحد فهلا اقتصر على شهوة واحدة اوليس فى الصحيحين انه عليه السلام كان ياكل القثاء
بالرطب وهاتان شهوتان اوما اكل عند ابى الهيثم بن التيهان خبزا وشواء وبسرا وشرب ماء باردا

ترجمہ و برودت و رطوبت و یبوست پر بنایا ہے اور اُس کی صحت کو چارون خلط یعنی خون و بلغم و سودا و صفرا کے اعتدال
پر موقوف رکھا ہے تو کبھی کوئی خلط زیادہ ہو جاتا ہے لہذا طبیعت اُس چیز کی رغبت کرتی ہے جو اُس کو کم کرے مثلاً صفرا
بڑھجاتا ہے تو طبیعت تُرشی کی طرف مائل ہوتی ہے یا بلغم کم ہو جاتا ہے تو طبیعت کو تر چیزون کی رغبت ہوتی ہے غرض طبیعت
مین اُس چیز کی خواہش قدرتی طور پر رکھی گئی ہے جو اُس کے موافق ہو جب نفس ایسی چیز کی خواہش کرے جس مین اُس کی اصلاح
ہو اور باز رکھا جاے تو گویا اللہ تعالیٰ کی حکمت کو رد کرنا چاہا۔ علاوہ ازین بدن پر بھی اس کا اثر پڑیگا اور یہ فعل شرع و عقل کے
خلاف ہوا۔ یہ بات معلوم ہے کہ بدن انسان کے لئے ایک سواری ہے جب سواری کے ساتھ نرم برتاؤ نہ کیا جائے گا تو منزل پر
نہین پہونچ سکتے افسوس کہ ان لوگون کا علم کم رہا لہذا اپنی ناکارہ رایون سے گفتگوئین کین اگر کبھی سند لاتے ہین تو کوئی ضعیف
یا موضوع حدیث پیش کرتے ہین یا اس مین اُن کی سمجھ ردی اور خراب ہوتی ہے مجھ کو تو ابو حامد پر تعجب آتا ہے کہ صوفیون کے ساتھ
فقہ کے رتبہ سے اُتر کر اُن کا مذہب اختیار کر لیا حتی کہ وہ کہتے ہین جب مرید کا نفس جماع کی خواہش کرے تو اُسکو نہ چاہیئے کہ کھانا
کھا کر اُس کو طاقت پہونچاے اور جماع کرے جس سے یہ لازم آئے کہ نفس کی دو خواہشین پوری کین اور نفس اُس پر غالب آجائے۔
مصنف نے کہا یہ قول نہایت قبیح ہے کیونکہ سالن بھی کھانے سے زیادہ ایک خواہش ہے۔ لہذا آدمی کو چاہیئے۔ کہ سالن
بھی نہ کھائے۔ اور پانی بھی ایک دوسری خواہش ہے بھلا کیا صحیح حدیث مین نہین آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ایک غسل سے تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے پھر آپ نے ایک ہی خواہش پر اقتصار کیون نہ فرمایا بھلا کیا
صحیحین مین یہ حدیث نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکڑی کو چھوارے سے ملا کر کھایا کرتے تھے یہ بھی دو خواہشین ہین
بھلا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الہیثم بن تیہان کے یہان روٹی اور بھنا ہوا گوشت اور گدر کھجورین نہین کھائے اور ٹھنڈا پانی

وکذلک الذی عاھد ان لا یاکل حین احتجم حتی وقع فی الضعف فانہ فعل ما لا یحل لہ **وقول** ابراھیم لہ احسنتم یا مبتدیین خطأ ایضا فانہ کان ینبغی ان یلزمہ بالفطر ولو کان فی رمضان ادمن لہ ایام لم یاکل وقد احتجم او غشی علیہ لا یجوز لہ ان یصوم **وعن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصابہ جھد فی رمضان فلم یفطر فمات دخل النار **قال المصنف** قلت کل رجالہ ثقات **وعن** عبد الرحمن بن یونس فذکرہ وقال من اصابہ جھد فی رمضان فلم یفطر دخل النار **قال المصنف** واما تقلیل ابن خفیف فعل قبیح لا یستحسن واما من روی ھذہ الاخبار عنہم ایراد مستحسن لھا الا جاھل باصول الشرع فاما العالم المتمکن لا یھولہ قول معظم فکیف یفعل جاھل برسم **واما** کونھم لا یاکلون اللحم فھذا مذھب البراھمۃ الذین لا یرون ذبح الحیوان واللہ تعالی اعلم بمصالح الابدان فاباح اللحم لتقویتھا فاکل اللحم یقوی القوۃ وترکہ یضعفھا ویسیئ الخلق **وقد کان** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکل اللحم ویحب الذراع من الشاۃ ودخل یوما فقدم الیہ طعام من طعام البیت فقال الم ار لکم برمۃ تفور **وکان** الحسن البصری یشتری کل یوم لحما وعلی ھذا کان السلف الا ان یکون فیھم فقیر فیبعد عھدہ باللحم لاجل الفقر **واما** من منع نفسہ الشھوات فان ھذا علی الاطلاق لا یصلح لان اللہ تعالی لما بنی الادمی علی الحرارۃ

یوسف

ترجمہ **بنان بن محمد** نے جو حجامت کے وقت عہد کیا کہ کچھ نہ کھاؤنگا حتی کہ ضعف طاری ہو گیا ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کیا پھر اُن سے ابراہیم خواص کا یہ کہنا کہ اے مبتدیو تم پر آفرین ہے محض خطا ہے کیونکہ اُن کو چاہئے تھا کہ ضرور روزہ افطار کراتے۔ خواہ رمضان ہی مین ایسا کیون نہ ہوتا۔ کہ کئی دن بغیر کھانے کے گذر جاتے اور جو شخص پچھنا لگائے۔ اور اُسکو غش آجائے اُس کو روزہ رکھنا جائز بھی نہین **ابن عمر** سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو رمضان شریف مین تکلیف پہونچے اور وہ پھر بھی افطار نہ کرے اور مر جائے تو دوزخ مین داخل ہوگا **مصنف** نے کہا اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہین **عبد الرحمن بن یونس** سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جس کو رمضان شریف تکلیف پہونچے اور افطار نہ کرے وہ دوزخی ہے **مصنف** نے کہا ابن خفیف کا اسقدر خوراک کم کر دینا فعل قبیح و غیر مستحسن ہے ایسی حکایتون کو ان لوگون کی خوبیان ظاہر کرنے کی غرض سے وہی شخص بیان کریگا۔ جو اصول شریعت سے ناواقف ہے اور جو شخص علمی لیاقت رکھتا ہے وہ تو بڑے آدمی کا قول سُنکر بھی ہول نہین کھاتا بھلا ایک جاہل کے رسمی فعل پر تو کیا التفات کریگا۔ باقی رہا ان لوگون کا گوشت نہ کھانا۔ یہ مذہب برہمنون کا ہے جن کے یہان جاندار کا ذبح کرنا جائز نہین اور اللہ تعالیٰ بدن کی مصلحتین خوب جانتا ہے لہذا اس کو قوی رکھنے کے لئے گوشت کو مباح کر دیا پس گوشت کھانا طاقت بخشتا ہے اور اُس کا چھوڑ دینا کمزور بناتا ہے۔ اور بد خلقی پیدا کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھایا کرتے تھے اور بکری کے دست کا گوشت پسند فرماتے تھے۔ مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر مین تشریف لائے آپ کے سامنے جو گھر مین پکا تھا وہ کھانا رکھدیا گیا۔ آپ فرمانے لگے کیا مینے وہ تمہاری ہنڈیا نہین دیکھی جو جوش مار رہی ہے۔ **حسن بصری** ہر روز گوشت خرید کرتے تھے **سلف** کا عموماً یہی قاعدہ تھا۔ لیکن اگر کوئی اُن مین نادار و مفلس ہوتا تو افلاس کے سبب سے گوشت نہین کھا سکتا تھا۔ اور جو شخص اپنے نفس کو اُس کی خواہشون سے باز رکھے تو مطلقاً یہ بات ٹھیک نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو حرارت

یوسف

مصلحتها ولو سمع بقراط هذه القسمة فی قوله ثلث وثلث لدهش من هذه الحکمة لان الطعام والشراب بربوفی المعدة فیقارب ملئها فیبقی للنفس من الثلث قریب فهذا العدل الاموی فان نقص منه قلیلا لم یضر وان زاد النقصان اضعف القوة وضیق مجاری الطعام **فصل قال المصنف** واعلم ان الصوفیة انما یامرون بالتقلل اشیاخهم ومبتدئیهم ومن اضر الاشیاء علی الشبان الجوع فان المشائخ یصبرون علیه والکهول ایضا فاما الشبان فلا یصبرون علی الجوع وسبب ذلک ان حرارة الشباب شدیدة فلذلک یجود هضمه ویکثر تحلل بدنه فیحتاج الی کثرة الطعام کما یحتاج السراج الکبیر الی زیادة زیت فاذا صابر الشاب الجوع وتمنّته فی اول النشو منع نشو نفسه فکان کمن یحرق اصل الحیطان ثم یمتد مد المعدة بعدم الغذاء الی اخذ الفضول المجتمعة فی البدن فتغذیه بالاخلاط فیفسد الجسم والذهن هذا اصل عظیم یحتاج الی تامل **فصل قال المصنف** فذکر العلماء التقلل الذی یضعف البدن **وعن احمد** بن حنبل قال قال له عقبة بن مکرم هؤلاء الذین یأکلون قلیلا ویقللون من مطعمهم ما یعجبنی **سمعت** عبد الرحمن بن مهدی یقول فعل قوم هذا فقطعهم عن الفرض **وعن** اسحاق بن داؤد بن صبیح قال قلت لعبد الرحمن بن مهدی یا ابا سعید ان ببلدنا قوما من هؤلاء الصوفیة

ترجمہ شارع علیہ السلام کی اس تہائی تہائی کی تقسیم کو اگر بقراط بھی سن لیتا۔ تو یہ حکمت دیکھ کر حیران رہجاتا۔ کیونکہ کھانا اور پانی معدہ مین جاکر پھیلتے ہین اور اُس کے بھر دینے کے قریب ہوجاتے ہین اور تہائی کے قریب سانس کے لئے رہجاتا ہے یہ تقسیم نہایت اعتدال پر واقع ہوئی ہے اگر اس سے تھوڑا سا کم ہوجائے تو کچھ مضر نہین اور اگر بہت ہی کمی کرے تو قوت مین ضعف آجائے گا۔ اور کھانے کے منفذ تنگ ہوجائین گے **فصل مصنف** رح نے کہا جاننا چاہئے کہ صوفیہ فقط مبتدیون اور جوانون کو غذا کم کرنے کا حکم کرتے ہین حالانکہ جوانون کے حق مین سب سے زیادہ ضرر رسان چیز بھوک ہے کیونکہ بڈھے اور ادھیڑ آدمی تو بھوک پر صبر کرسکتے ہین۔ مگر جوان ہرگز صابر نہین ہوسکتے اس کا سبب یہ ہے کہ جوانی کی حرارت بہت تیز ہوتی ہے لہذا ہضم عمدہ ہوتا ہے اور بدن کی کشادگی زیادہ ہوتی ہے اور زیادہ کھانے کی ضرورت پڑتی ہے جس طرح بڑے چراغ مین زیادہ تیل کی حاجت ہوتی ہے۔ اس حالت مین جب کہ جوان آدمی بھوک پر صبر کرین گے اور آغاز ترقی مین اُس کو ثابت رکھین گے تو اپنے نفس کی نشو ونما کو روکینگے اُن کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دیوارون کی جڑ کھودنے لگے علاوہ ازین معدہ جب غذا نہ پائیگا تو بدن مین جو فضولیات جمع ہین اُن کے لینے کے لئے ہاتھ بڑھائیگا۔ اور خلطون کو اپنی غذا بنائے گا جس سے جسم اور ذہن خراب ہوجائے گا یہ بیان بہت بڑی اصل ہے جس مین تامل کی ضرورت ہے **فصل مصنف** رح نے کہا علما نے اُس کم خوراکی کا ذکر کیا ہے جو بدن کو ضعیف کردے **احمد بن حنبل** سے مروی ہے کہ اُن سے عقبہ بن مکرم نے کہا یہ لوگ جو کم کھاتے ہین اور اپنی خوراک تھوڑی کرتے ہین مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا **عبد الرحمن بن مہدی** سے مین نے سُنا ہے کہتے تھے کچھ لوگون نے ایسا کیا تھا آخر ادائے فرض سے بازرہگئے **اسحاق** بن داؤد بن صبیح نے کہا مین نے عبد الرحمن بن مہدی سے ذکر کیا کہ اے ابو سعید ہمارے شہر مین صوفیہ کی ایک جماعت

قال كان الثوري يأكل اللحم والعنب والفالوذج ثم يقوم فيصلي وإنما تعلف الفرس الشعير والتبن والقت وتطعم الناقة الحنطة والحمص وهذا البدن ناقة وإنما نهي بعض القدماء عن الجمع بين ادامين على الدوام لئلا يتخذ ذلك عادة فيحوج الى كلفة وإنما يجتنب فضول الشهوات والحديث الذي احتجوا به احرموا انفسكم طيب الطعام حيث موضوع عملته يد ابن نبع الراوي واما اذا اقتصر على خبز الشعير والملح الجريش فانه ينحرف مزاجه لان خبز الشعير يابس مجفف والملح يابس قابض يضر الدماغ والبصر وتقليل المطعم يوجب تنشيف المعدة وضيقها وقد حكي عن يوسف الهمداني عن شيخه عبد الله الجوني انه كان يأكل خبز البلوط بغير ادام وكان اصحابه يسألونه ان يأكل شيئا من الدهن والدسومات فلا يفعل قال المصنف وهذا يورث القولنج الشديد واعلم ان المذموم من الاكل انما هو الشبع واحسن الادب في المطعم ادب الشارع صلى الله عليه وسلم وعن يحيى بن جابر الطائي قال سمعت المقدام بن معدي كرب سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما ملأ آدمي وعاء شرا من بطن حسب ابن آدم اكلات يقمن صلبه فان كان لا محالة فثلث طعام وثلث شراب وثلث لنفسه قال المصنف قلت فقد امر الشرع بما يقيم النفس حفظا لها وسعيا في

ترجمہ۔ ثوری گوشت اور انگور اور فالودہ کھایا کرتے تھے۔ پھر اوٹھکر نماز پڑھتے تھے بھلا کیا گھوڑے کو جو اور بھوسہ اور روٹی کے ٹکڑے نہیں کھلاتے اور گیہوں چنے اونٹ کو نہیں دیتے۔ بدن بھی بمنزلہ اونٹ کے ہے متقدمین نے ایک ساتھ ہمیشہ دو سالن کھانے سے صرف اس لئے منع کیا ہے تاکہ عادت نہ پڑجائے اور آخر کو تکلیف ہو اور فقط فضول خواہشوں سے پرہیز کیا جاتا ہے صوفیہ نے اس حدیث سے جو حجت پکڑی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نفسوں کو عمدہ کھانے سے محروم رکھو تو یہ حدیث موضوع ہے نبیع جو اس کے راویوں میں سے ہے اسی کی من گھڑت ہے اور انسان جب کہ صرف جو کی روٹی اور موٹا پسا ہوا نمک کھائے گا تو اس کا مزاج پھر جائے گا کیونکہ جو کی روٹی خشک اور خشکی پیدا کرنیوالی ہے اور نمک خشک اور قابض ہے جو دماغ اور بینائی کو ضرر پہونچاتا ہے۔ اور کھانا تھوڑا سا کھانا معدہ کے سمٹ جانے اور تنگی کا سبب ہوتا ہے یوسف ہمدانی اپنے شیخ عبد اللہ جوفی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بغیر سالن کے بلوط کی روٹی کھایا کرتے تھے ان کے اصحاب درخواست کیا کرتے تھے۔ کہ وہ کچھ روغنی اور چکنی چیز کھائیں۔ وہ قبول نہ کرتے تھے مصنف رح نے کہا یہ کھانا سخت قولنج پیدا کرتا ہے۔ اور جاننا چاہئے۔ مذموم کھانا صرف یہ ہے کہ خوب پیٹ بھر کر کھایا جائے۔ اور کھانے کی نسبت عمدہ ادب یہ ہے جو شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کیا یحیی بن جابر طائی سے مروی ہے کہ میں نے مقدام بن معدیکرب سے سنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے برا برتن جس کو آدمی بھرتا ہے وہ پیٹ ہے فرزند آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں اور اگر مجبوری ہی آپڑے تو ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے رکھے مصنف رح نے کہا شارع نے اس قدر کھانے کا حکم دیا ہے جو نفس کو قائم رکھے اسمیں نفس کی محافظت اور اس کی مصلحت کے لئے کوشش ہے

قال فسمعت ابا علی الرقاق یقول ما سمع احد هذه الحکایة من الشیوخ الا رق لهذه العجوزة وقال انها کانت منصفة
قال المصنف فان قیل کیف یمنعون من التقلل وقد رویتم ان عمر کان یاکل فی کل یوم احدی عشر لقمة وان ابن الزبیر کان
یبقی اسبوعا لا یاکل وان ابراهیم التیمی بقی شهرین فلنا قد تحری للانسان من هذا الفن فی بعض الاوقات غیر انه
لا یدوم ولا یقصد الترقی لیه وقد کان فی السلف من یجوع عوز او فیهم من کان الصبر له عادة لا یضر بدنه
وفی العرب من یبقی ایاما لا یزید علی شرب اللبن ونحن لا نامر بالتشبع انما ننهی عن جوع یضعف القوة ویؤذی البدن
واذا ضعف البدن قلت العبادة فان حملت قوة الشباب جاء الشیب فابدع بالراکب وعن انس قال کان یطرح
لعمر بن الخطاب الصاع من التمر فیاکله حتی حشفه وقد روینا عن ابراهیم ابن ادهم انه زبدا وعسلا وخبز
حواری فقیل له هذا اناکله فقال اذا وجدنا اکلنا اکل الرجال واذا عدمنا صبرنا صبر الرجال فصل قال المصنف
اما شرب الماء صافی فقد تخیره رسول الله صلی الله علیه وسلم
فعن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اتی قوما من الانصار
یعود مریضا واستسقی وجدول قریب منه

ترجمہ راوی کہتے ہین کہ مین نے ابو علی رقاق سے سنا تھا کہتے تھے اس عورت کا قصہ جو شیخ سنے گا وہ اس بڑھیا پر رحم کریگا
اور کہتے تھے کہ یہ بڑھیا منصف تھی مصنف رح نے کہا اگر کوئی کہے کہ تم خوراک کہنے سے کیونکر منع کرتے ہو حالانکہ تم نے روایت کیا
ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ہر روز گیارہ لقمے کہایا کرتے تھے۔ اور ابن زبیر ایک ہفتے تک بغیر کچھ کھائے ہوے رہتے تھے اور
ابراہیم تیمی دو مہینے تک بھوکے رہے جواب یہ ہے کہ بعض وقتون مین انسان کو اس قسم کا اتفاق ہو جاتا ہے مگر وہ اسپر
مداومت نہین کرتا اور اسمین ترقی نہین چاہتا سلف مین بعض ایسے تھے جو کسی پرہیز وغیرہ کی وجہ سے بھوکے رہتے
تھے کہ اُن کو صبر کی عادت ہو گئی تھی۔ اور اُن کے بدن کو کچھ ضرر نہ پہونچتا تھا عرب مین ایسے لوگ ہین جو کئی کئی دن تک
صرف دودہ پی کر رہتے ہین اور ہم یہ حکم نہین دیتے کہ خوب پیٹ بھر کر کھائے بلکہ اُس بھوک سے منع کرتے ہین جو قوت
کو ضعیف کر دے اور بدن کو تکلیف پہونچائے اور جب بدن ضعیف ہو جائیگا تو عبادت مین کمی واقع ہو گی اگر جوانی کی قوت
پر حملہ کیا جائیگا تو بڑہاپا آجائیگا جس کی وجہ سے وہ بدن جو سواری ہے خراب ہو جائیگا انس نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ
عنہ کے لیئے صاع بھر کر چھوارے ڈالدیے جاتے تھے حضرت عمر کہاتے جاتے تھے حتی کہ بہت خراب چھوارے بھی کھا گئے ابراہیم
بن ادہم کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ انہون مکھن اور شہد اور سفید خمیری روٹی خریدی کسی نے کہا کہ آپ ایسا کھانا کھاتے
ہین جواب دیا کہ جب ہم کو میسر آتا ہے تو مردون کا کھانا کھاتے ہین اور جب نہین ملتا تو مردون کی طرح صبر کرتے ہین فصل
مصنف رح نے کہا باقی رہا صاف پانی پینا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا ہے جابر بن عبد اللہ نے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک جماعت مین ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے اور پانی مانگا وہان ایک حوض قریب تھا

فقال لاتقرب هؤلاء فانه قد رأينا من هؤلاء قوما اخرجهم الامر الى الجنون وبعضهم اخرجهم الى الزندقة ثم قال خرج سفيان الثوري فی سفر فشيعته فكان معه سفرة فيها فالوذج وكان فيها حمل وعن احمد بن حنبل قال قال لی رجل انی منذ خمس عشرة قد ولع بی ابليس وربما وجدت وسوسة اتفكر فی الله تعالی لعلك كنت قد من الصوم افطر وكل دسما وجالس القصاص قال المصنف ومن هؤلاء القوم من يتناول الطعام الردية وتهجر الدسم فيجتمع فی معدته اخلاط فتغتذی المعدة منها مدة لان المعدة لابد لها من شیء تهضمه فاذا هضمت ما عندها من الطعام ولم تجد شيئا تناولت الاخلاط فهضمتها وجعلتها غذاء وذلك الغذاء الردی يخرج الی الوسواس والجنون وسوء الاخلاق وهؤلاء المتقللون يتناولون مع التقلل اردأ المأكولات فتكثر اخلاطهم فتشتغل المعدة بهضم الاخلاط ويتفق لهم تعود التقلل بالتدريج وتضييق المعدة فيمكنهم الصبر عن الطعام كرامة وانما السبب ما عرفتك وقد انبأنا عبد المنعم بن عبد الكريم قال حدثنی ابی قال كانت امرأة قد طعنت فی السن فسئلت عن حالها فقالت كنت فی حال الشباب اجد من نفسی احوالا

ترجمہ وہ بولے کہ اُن کے قریب نہ جانا کیونکہ مینے ان لوگون مین سے کچھ ایسے دیکھے ہین جو صوفی بن کر دیوانے ہو گئے اور بعض ایسے دیکھے کہ زندیق بن گئے پھر بولے کہ ایکبار سفیان ثوری سفر کو چلے مین اُن کو پہونچانے کے لئے کچھ دور گیا اُن کے ساتھ دسترخوان تھا جس مین فالودہ اور بکری کا گوشت تھا احمد بن حنبل سے کسی آدمی نے کہا کہ مجھکو پندرہ برس سے شیطان دہوکا دے رہا ہے اور بعض اوقات مجھ کو وسوسہ ہوتا ہے اور مین خدا تعالی کی ذات مین فکر دوڑانے لگتا ہون امام بولے کہ شائد تو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اسکو افطار کر اور چکنی چیزین کھایا کر اور واعظون کے پاس بیٹھا کر مصنف نے کہا صوفیہ مین ایسے بھی ہین جو خراب اور ردی کھانا کھاتے ہین اور چکنا چھوڑ دیتے ہین جسکی وجہ سے معدے مین اخلاط فاسدہ جمع ہوتے ہین معدہ ایک مدت تک اُن خلطون کو غذا بناتا رہتا ہے۔ کیونکہ معدہ کے لئے ایسی چیز ضرور ہونا چاہئے جس کو وہ ہضم کرے جو کھانا اس مین موجود تھا جب اُس کو ہضم کر چکا اور پھر کچھ نہ پایا تو خلطون کو لے کر ہضم کرتا ہے اور اُن کو غذا بناتا ہے اور یہ خراب غذا وسواس و جنون و بداخلاقی کا باعث ہوتی ہے اور یہ کم خوراک بنانے والے لوگ کم خوراکی کے ساتھ ردی اور خراب کھانے بھی کھاتے ہین۔ جس سے اُن کے اخلاط فاسدہ زیادہ ہوتے ہین اور معدہ ان اخلاط کے ہضم کرنے مین مشغول رہتا ہے اور یہ لوگ بتدریج کم کھانے کی عادت ڈالتے ہین اور معدہ کو تنگ کرتے ہین اور پھر کھانے سے باز رہنے کو کرامت خیال کر بیٹھتے ہین حالانکہ سبب وہی ہے جو ہم تمکو بتا چکے عبد المنعم بن عبد الکریم نے کہا میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک عورت بہت بڑھیا تھی اس سے کسی نے اس کی گذشتہ حالت دریافت کی کہنے لگی کہ جوانی کے عالم مین مین اپنے آپ مین ایسی حالتین پاتی تھی جو حالت کی طاقت سے زیادہ تھین جب مین بڑھی ہوئی تو وہ سب حالت مجھ سے زائل ہو گئی لہذا مجھکو معلوم ہوا کہ وہ جوانی کی قوت تھی جس پر مجھکو احوال کا توہم

شعر وكيف لا ناوي لها وهي التي * بها قطعنا السهل والحزونا واما معاقبة ابي يزيد نفسه بترك
الماء سنة فانها حالة مذمومة لا يراها مستحسنة الا الجهال ووجه ذمها ان للنفس حقا ومنع الحق
المستحق ظلم ولا يحل للانسان ان يؤذي نفسه ولا ان يقعد في الشمس في الصيف بقدر ما يتاذى و
في الثلج في الشتاء والماء يحفظ الرطوبات الاصلية في البدن وينفذ الاغذية وقوام النفس بالاغذية
فاذا بلغها اغذية الادميين ومنعها الماء فقد اعان عليها وهذا من افحش الخطاء وكذلك منعه
اياها النوم قال ابن عقيل وليس للناس اقامة العقوبات ولا استيفاؤها من انفسهم يدل
عليه ان اقامة الانسان الحد على نفسه لا يجزي فان فعله الامام وهذه النفوس ودائع الله حتى
ان التصرف في الاموال لم يطلق لاربابها الا على وجوه مخصوصة قال المصنف قلت وقد روينا في حديث الهجرة ان النبي صلى الله عليه وسلم
تزود طعاما وشرابا وان ابا بكر فرش له في ظل صخرة وحلب له لبنا في قدح وصب ماء على القدح حتى برد اسفله وكل
ذلك من الرفق بالنفس واما ما رتبه ابو طالب المكي من حمل على النفس ما يضعفها وانما يمدح الجوع اذا كان بمقدار وذكر
المكاشفة من حديث الفارغ واما ما صنفه الترمذي فكانه ابتداء شرع برأيه الفاسد

اقامة الامام

ترجمہ کسی کا شعر ہے جس کا یہ ترجمہ ہے ہم اپنی اونٹنی کو اچھی طرح کیون نرکھین اُسی سے توہم نرم وسخت زمین طے کرتے ہین *
ابویزید کا سال بھر تک پانی چھوڑ کر اپنے نفس کو عذاب مین ڈالنا ایک مذموم حالت ہے ان باتون کو صرف جاہل لوگ اچھا
سمجھتے ہین مذموم اس وجہ سے ہے کہ نفس کا ہمپر ایک حق ہے اور حقدار کا حق ادا نہ کرنا ظلم ہے انسان کے لئے ہرگز جائز نہین کہ اپنے نفس کو
تکلیف دے اور گرمی مین دھوپ مین اس قدر بیٹھے کہ تکلیف ہو اور جاڑے مین برف مین بیٹھے پانی کا خاصہ ہے کہ بدن مین اصلی
رطوبتون کی محافظت کرتا ہے اور غذا کو اُس کے مقام پر پہونچاتا ہے اور نفس کا مدار غذا پر ہے جب اس کو آدمیون کی غذا
دی اور پانی نہ دیا گیا تو گویا اُس پر حملہ کیا۔ اور یہ بڑی بُری خطا ہے علی ہذا القیاس ابویزید کا اپنے نفس کو خواب سے باز رکھنا ہے
ابن عقیل کہتے ہین لوگون کے لیے یہ امر جائز نہین کہ اپنے جی سے سزائین قائم کرین اور ان سزاؤنکو پورا کرین دلیل اُس کی
یہ ہے کہ انسان کا اپنے لئے خود حد شرع قائم کرلینا کافی نہین اور اگر ایسا کر گذرے توامام اُس حد کا اعادہ کریگا اور یہ نفوس اللہ
تعالی کی امانتین ہین حتی کہ مالدار آدمیون کے لئے مال مین تصرف کرنا علی الاطلاق نہین بلکہ خاص خاص صورتون مین کھا
گیا ہے مصنف نے کہا ہم نے ہجرت کی حدیث مین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زاد سفر کھانا پانی لیا اور
حضرت ابوبکر نے آنحضرت کے لئے ایک ٹیلے کے سایہ مین بچھونا بچھایا اور ایک پیالہ مین آپ کے واسطے دودہ دوہا پھر اس پیالہ
پر پانی چھوڑا حتے کہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا۔ یہ سب باتین نفس کے ساتھ نرمی کرنے کی ہین ابوطالب نے جو ترتیب مقرر
کی ہے وہ نفس پر حملہ کرنا ہے۔ تاکہ ضعیف ہوجائے بھوک فقط اسی وقت تک اچھی ہے جب ایک مقدار پر ہو باقی رہا
مکاشفہ کا ذکر یہ ایک خیالی بات ہے ترمذی نے جو کچھ تصنیف کیا ہے تو گویا اپنی رائے فاسد سے ایک نئی شریعت نکالی

فقال ان كان عندهم ماء بات في شن والا كرعنا اخرجه البخاري وعن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يستسقى له الماء العذب من بين السقيا قال المصنف وينبغي ان يعلم الماء الكدر يولد الحصى في الكلى والسدد في الكبد واما الماء البارد فانه اذا كان برودته معتدلة فانه يشد المعدة ويقوي الشهوة ويحسن اللون ويمنع عفن الدم وصعود البخارات الى الدماغ ويحفظ الصحة واذا كان الماء حارا افسد الهضم واحدث الرهل وازبل البدن وادى الى الاستسقاء والدق فان سخن بالشمس خيف منه البرص وقد كان بعض الزهاد يقول اذا اكلت الطيب وشربت الماء البارد متى تحب الموت وكذلك قال ابو خليل الطوسي اذا اكل الانسان ما يستلذه قسي قلبه وكره الموت واذا امنع نفسه شهواتها حرمها لذاتها اشتملت نفسه الآفات بالموت قال المصنف قلت واعجبا كيف يصدر هذا الكلام من فقيه اترى لو تقلبت النفس في اي فن كان من التعذيب احبت الموت ثم كيف يجوز لنا تعذيبها وقد قال عز وجل ولا تقتلوا انفسكم ورضي منا بالافطار في السفر رفقا بها وقال يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر وليست مطيتنا التي عليها وصلنا

ترجمہ فرمایا اگر تمہارے یہاں مشکیزہ میں رات کا رکھا ہوا پانی ہو۔ تو لاؤ۔ ورنہ پھر یہی حوض کا پانی پی لینگے یہ حدیث بخاری میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حوض میں سے صاف وشیرین پانی لایا جاتا تھا مصنف نے کہا یہ بات بھی معلوم ہونا چاہئے کہ گدلا پانی گردہ میں سنگریزہ اور جگر میں سدہ پیدا کرتا ہے اور ٹھنڈا پانی اگر اس کی برودت معتدل ہو تو معدہ کو مضبوط اور شہوت کو قوی اور رنگ کو خوبصورت کرتا ہے۔ اور خون میں عفونت نہیں آنے دیتا اور بخارات کو دماغ کی جانب چڑھ جانے سے باز رکھتا ہے اور تندرستی کی محافظت کرتا ہے اور جب پانی گرم ہوتا ہے تو ہضم کو خراب کر دیتا ہے۔ اور غفلت وسستی لاتا ہے اور بدن کو لاغر کرتا ہے اور جلندھر اور دق کی بیماری پر نوبت پہونچ جاتی ہے اور اگر آفتاب کے ذریعہ سے پانی گرم کیا جاوے تو جذام کے عارضہ کا خوف ہے بعض زاہدوں کا قول ہے کہ جب تم عمدہ کھانا کھاؤگے اور ٹھنڈا پانی پیوگے تو موت کو کب پسند کروگے ابو خلیل طوسی کہتے ہیں جب انسان مزیدار چیزیں کھائیگا تو اس کا دل سخت ہو جائیگا اور موت سے نفرت کریگا اور جس وقت اپنے نفس کو اس کی خواہشوں سے روکے گا اور لذتوں سے محروم رکھیگا تو اس کا نفس یہ آفتیں اٹھا کر موت کا خواہشمند ہوگا مصنفؒ نے کہا سخت تعجب آتا ہے کہ فقیہ آدمی کیونکر ایسی باتیں کرتا ہے کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ اگر نفس کو کسی قسم کے عذاب میں ڈالدیا جائے تو وہ موت کو پسند کریگا علاوہ ازیں ہمارے لئے کیونکر جائز ہے کہ نفس کو عذاب میں گرفتار کریں اللہ تعالی کا تو یہ حکم ہے۔ ولا تقتلوا انفسکم یعنی تم اپنے نفسوں کو مار نہ ڈالو اور اللہ تعالی نے ہمارے ساتھ یہ نرمی کی ہے۔ کہ سفر میں روزہ افطار کر لینے پر ہم سے رضامندی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر یعنی اللہ تعالے تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا پھر دیکھنا چاہیئے کہ بھلا کیا نفس ہمارے لئے ایسی سواری نہیں جسکے ذریعہ سے ہم منزل پر پہونچ

الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله غلبنی حدیث النفس فلم احب ان احدث شیئاً حتی اذکر
لک ذلک فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم وما تحدثک نفسک یا عثمان قال تحدثنی نفسی ان
اختصی فقال مهلا یا عثمان فان خصائص امتی الصیام قال یا رسول الله فان نفسی تحدثنی فی الجبال
فقال مهلا یا عثمان فان ترهب امتی الجلوس فی المساجد وانتظار الصلوة بعد الصلوة قال یا رسول الله
فان نفسی تحدثنی بان اسیح فی الارض قال مهلا یا عثمان فان سیاحة امتی الغزوة والجهاد فی سبیل الله والحج و
العمرة قال یا رسول الله فان نفسی تحدثنی بان اخرج من مالی کله قال مهلا یا عثمان فان صدقتک یوما
بیوم فی کف نفسک وعیالک وترحم المسکین والیتیم وتطعمه افضل من ذلک قال یا رسول الله فان نفسی
تحدثنی بان اطلق خولة امرأتی قال مهلا یا عثمان فان هجرة امتی من هجر ما حرم الله علیه او هاجر الی فی حیوتی او
زار قبری بعد موتی او مات وله امرأة او امرأتان او ثلث او اربع قال یا رسول الله فان نفسی تحدثنی ان لا
اغشاها قال مهلا یا عثمان فان الرجل المسلم اذا غشی اهله فان لم یکن من وقعته تلک ولد کان له وصیف فی
الجنة وان کان من وقعته تلک ولد فمات قبله کان له فرطا وشفیعا یوم القیامة وان کان له بعد کان له نورا یوم القیامة

ترجمہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی خدمت مین آکر عرض کیا یا رسول الله میرے جی مین کچھ باتین آئی ہین۔ مین نہین چاہتا کہ جب تک
آپ سے تذکرہ نہ کر لون کوئی نیا کام کرون۔ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جی مین کیا آتا ہے۔ عرض کیا میرے جی مین یہ
آتا ہے کہ خصی ہو جاؤن فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے عرض کیا یا رسول الله میرے جی مین آتا ہے
کہ پہاڑون مین جا بیٹھون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ مسجدون مین بیٹھین اور ایک نماز کے
بعد دوسری نماز کا انتظار کرین عرض کیا یا رسول الله میرے جی مین آتا ہے کہ زمین پر سیاحی کرون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو
میری امت کی سیاحی خدا کی راہ مین جہاد کرنا اور حج اور عمرہ ہے عرض کیا رسول الله میرے جی مین آتا ہے کہ اپنے تمام مال سے علٰحدہ ہو
جاؤن۔ فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو۔ سنو تمہارا ہر روز صدقہ دینا اور اپنے نفس اور بال بچون کی پرورش کرنا اور مسکین ویتیم پر رحم کرنا۔
اُن کو کھانا کھلانا اس فعل سے افضل ہے عرض کیا یا رسول الله میرے جی مین آتا ہے کہ خولہ اپنی بی بی کو طلاق دیدون اور چھوڑ
دون۔ فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو۔ میری امت کی ہجرت یہ ہے کہ جو کچھ الله تعالٰے نے حرام کر دیا ہے۔ اسکو
چھوڑ دے یا میری زندگی مین ہجرت کر کے میرے پاس آے یا میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے۔
یا اپنے مرنے کے بعد ایک یا دو یا تین یا چار بی بیان چھوڑ جائے۔ عرض کیا۔ یا رسول الله میرے جی مین آتا ہے۔ کہ
اپنی بی بی سے قربت نہ کرون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو مسلمان آدمی جب اپنی منکوحہ سے قربت کرتا ہے۔ تو اگر بر تقدیر
اس صحبت سے لڑکا نہ ہوا تو اُس کو بہشت مین ایک کنیزک ملے گی اور اگر لڑکا ہوا مگر اُس سے پہلے مر گیا
تو قیامت کے دن اس کا پیشرو اور شفیع ہوگا۔ اور اگر اُس کے بعد وہ لڑکا زندہ رہا تو قیامت مین اُس کے لئے نور ہوگا۔

وما وجه صوم شهرين متتابعين عند التوبة وما فائدة قطع الفواكه المباحة واذا لم ينظر في الكتب فبأي
سيرة تقيد واما الاربعينية فحديث فارغ ريتوكلون على حديث لا اصل له من اخلص لله اربعين صباحا ثم
الاخلاص يجب ابدا فما وجه تقديره باربعين يوما صباحا ثم لو قدرنا ذلك فالاخلاص عمل القلب فما بال المطعم ثم
ما الذي حسن اكل الفاكهة ومنع الخبز وهل هذا كله الا جهل وقد انبأ عبد المنعم بن عبد الكريم القشيري
قال حدثنا ابي قال حجج الصوفية اظهر من حجج كل احد وقواعد مذهبهم اقوى من قواعد كل مذهب لان الناس اما
اصحاب نقل واثر واما ارباب عقل وفكر وشيوخ هذه الطائفة ارتقوا عن هذه الجملة والذي للناس غيب
فلهم ظهور فهم اصل الوصال والناس اهل الاستدلال فينبغي لمريدهم ان يقطع العلائق واولها الخروج
من المال ثم الخروج من الجاه وان لا ينام الا غلبة وان يقلل غذاءه بالتدريج قال المصنف قلت من
من له ادنى فهم يعرف ان هذا الكلام تخليط فان من خرج عن النقل والعقل فليس بمعدود في
الناس وهل احد من الخلق الا وهو مستدل وذكر الوصال فارغ فنسأل الله العصمة من تخليط المريدين والاشياخ
فصل في ذكر احاديث من خطأهم في افعالهم عن سعيد بن المسيب قال جاء عثمان بن مظعون

ترجمہ توبہ کے وقت پے درپے دو مہینے کے روزے رکھنے کی کیا وجہ ہے اور میوے جو مباح ہین اُن کے چھوڑ دینے مین کیا
فائدہ ہے اور جب انسان کتابون کا مطالعہ نہ کریگا تو کس سیرت کا اتباع کریگا اور چلہ جو نکالا ہے محض خیالی مضمون ہے۔
جس کا مدار ایک بے اصل حدیث پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چالیس روز تک خدا تعالی کے ساتھ اخلاص
رکھیگا تو یون ہوگا ہم پوچھتے ہین کہ اخلاص تو ہمیشہ واجب ہے چالیس روز کی قید لگانے کی کیا وجہ ہے پھر اگر ہم اس کو مان
بھی لین تو اخلاص ایک دل کا عمل ہے کھانے مین کیا قباحت ہے پھر وہ کیا چیز ہے میوون کا کھا لینا اچھا ہوگیا اور روٹی سے باز
رکھا گیا۔ یہ سب باتین جہالت کی نہین تو کیا ہین عبد المنعم بن عبد الکریم قشیری نے کہا کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ صوفیہ
کی حجتین ہر ایک کی حجت سے ظاہر تر ہین اور ان کے مذہب کے قواعد ہر ایک مذہب کے قواعد سے زیادہ قوی ہین کیونکہ لوگ
یا تو اہل نقل و حدیث ہین اور یا اہل عقل و فکر اور اس گروہ کے مشائخ ان سب سے ترقی کر گئے ہین جو چیز لوگون کے لئے
غیب ہے وہ صوفیہ کے واسطے ظہور ہے لہذا صوفیہ اہل وصال ہین اور لوگ اہل استدلال پس ان کے ارادتمند کو چاہئے کہ تعلقات
کو قطع کر دے اول مال سے علیحدہ ہوجاے پھر جاہ و مرتبہ چھوڑ دے اور جب تک خواب کا خوب غلبہ نہو آرام نہ کرے اور اپنی غذا
کو آہستہ آہستہ کم کرے مصنف نے کہا جس کسی کو ذرا سی سمجھ بھی ہوگی وہ جان لیگا کہ کلام محض تخلیط ہے کیونکہ جو شخص عقل اور نقل
دونون ہی سے الگ ہوگیا وہ آدمیون کے شمار سے خارج ہے اور خلقت مین جو کوئی ہے وہ صاحب استدلال ہی ہے اور وصال
کا ذکر کرنا خیالی پلاؤ ہے ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہین کہ ان مریدون اور پیرون کی تخلیط سے محفوظ رکھے **فصل** (اُن حدیثون
کے بیان مین جن سے صوفیہ کے افعال خطا ثابت ہوتے ہین سعید بن مسیب نے کہا عثمان بن مظعون نے

وعن كهمس الهلالي قال اسلمت واتيت النبي صلى الله عليه وسلم فاخبرته باسلامي فمكثت حولا ثم اتيته وقد ضمرت ونحل
جسمي وخف في البصر ثم رفعه قلت ما تعرفني قال ومن انت قلت انا كهمس الهلالي قال فما بلغ بك ما ارى قلت ما افطرت
بعدك نهارا ولا نمت ليلا قال ومن امرك ان تعذب نفسك صم شهر الصبر ومن كل شهر يوما قلت زدني قال صم
شهر الصبر ومن كل شهر يومين قلت زدني قال صم شهر الصبر ومن كل شهر ثلثة ايام **وعن ايوب** عن ابي
قلابة بلغ به النبي صلى الله عليه وسلم ان ناسا من اصحابه حرموا النساء واللحم فاوعد فيه وعيدا شديدا وقال لو كنت تقدمت
فيه لفعلت ثم قال اني لم ارسل بالرهبانية ان خير الدين الحنيفية السمحة **قال المصنف** وقد روينا
حديثا اخر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ان الله تعالى عز وجل يحب ان يرى اثر نعمته على عبده في ماكله ومشربه قال
بكر بن عبد الله من اعطي خيرا فرئي عليه سمي حبيب الله محدثا بنعمة الله عز وجل ومن اعطي خيرا فلم ير عليه سمي بغيض الله
معاديا لنعمة الله عز وجل **فصل قال المصنف** وهذا الذي نهينا عنه من التقلل
الزائد في الحد قد انعكس في صوفية زماننا

ترجمہ **کہمش ہلالی** کہتے ہیں میں مسلمان ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اپنے مسلمان ہونے کی خبر
دی پھر سال بھر تک آپ سے جدا رہا اس کے بعد حاضر خدمت ہوا۔ اور اس وقت میں لاغر ہو گیا تھا۔ اور میرا جسم بالکل نزار تھا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر سے پاؤں تک مجکو دیکھا میں نے عرض کیا کیا آپ مجکو نہیں پہچانتے فرمایا تم کون ہو میں نے عرض کیا کہمش ہلالی
ہوں فرمایا تمہارا یہ حال کیونکر ہو گیا میں نے عرض کیا جب سے آپ سے جدا ہوا۔ دن کو کبھی بے روزہ نہیں رہا۔ اور رات کو خواب
نہیں کیا فرمایا تم کو کس نے حکم دیا تھا کہ اپنے نفس کو عذاب میں ڈالو بس پورے رمضان بھر اور ہر مہینے ایک روزہ رکھو میں نے عرض
کیا میں سیر نہیں ہوا اور کچھ زیادہ کیجیے فرمایا پورے رمضان بھر اور ہر مہینے دو روزے رکھو میں نے عرض کیا میرے لئے کچھ اور زیادہ کر دیجیے
فرمایا پورے رمضان بھر اور ہر مہینے تین روزے رکھا کرو **ایوب** نے ابو قلابہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو یہ خبر پہونچی کہ آپ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے عورتوں کی صحبت اور گوشت کھانے سے پرہیز اختیار کر لیا ہے
آپ نے یہ سنکر اس بارے میں سخت وعید فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا اگر میں اس بارے میں پہلے تم کو ہدایت کر چکا ہوتا تو آج تم پر کچھ
سختی کرتا۔ پھر فرمایا میں رہبانیت دیکر خدا کی طرف سے نہیں بھیجا گیا ہوں اچھا دین ملت ابراہیم ہے جو خالص اور آسان ہے +
مصنف نے کہا دوسری حدیث میں ہم روایت کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے
کہ اپنے بندے پر کھانے اور پینے میں اپنی نعمت کا اثر دیکھے **بکر بن عبد اللہ** کا قول ہے کہ جس شخص کو مال خیر عطا ہوا اور اس نے
اپنے اوپر اس کا اظہار کیا تو اس شخص کا نام حبیب اللہ ہو اور اس کی نعمت کا ذکر کرنیوالا کہا جاوے گا اور جس کو مال خیر ملا اور اس نے اپنے اوپر اسکا
اظہار نہ کیا اس کا نام بغیض اللہ اور اسکی نعمت کا دشمن کہنے والا پڑیگا **فصل مصنف** نے کہا ہے حد زیادہ خوراک کم کر دینا جس سے ہم کو شریعت
نے منع کیا ہے ہمارے زمانے کے صوفیہ میں اس کے برعکس مضمون ہے

قال یارسول اللہ فان نفسی تحدثنی ان لا اٰکل اللحم قال مھلا یا عثمان فانی احب اللحم واٰکلہ اذا وجدتہ ولو سألت ربی
ان یطعمنی ایاہ کل یوم لاطعمنیہ قال یارسول اللہ فان نفسی تحدثنی ان لا امس طیبا قال مھلا یا عثمان فان
جبرئیل امرنی بالطیب غبا ویوم الجمعۃ لا اترک لہ یا عثمان لا ترغب عن سنتی فمن رغب عن سنتی ثم مات
قبل ان یتوب صرفت الملائکۃ وجھہ عن حوضی قال المصنف ھذا حدیث عمیر بن مرداس وعن ابی بردۃ
قال دخلت امرأۃ عثمان بن مظعون علی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرأینھا سیئۃ الھیئۃ فقلن لھا مالک
فما فی قریش رجل اغنی من بعلک قالت مالنا منہ شیء اما لیلہ فقائم واما نھارہ فصائم فدخلن الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فذکرن لہ فلقیہ فقال یا عثمان اما لک بی اسوۃ قال بابی وامی انت وماذاک قال تصوم
النھار وتقوم اللیل قال انی لافعل قال لا تفعل ان لعینیک علیک حقا وان لجسدک علیک حقا وان
لاھلک علیک حقا فصل ونم وصم وافطر وعن ابی قلابۃ ان عثمان بن مظعون اتخذ بیتا فقعد یتعبد فیہ فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ فاخذ بعضادتی
باب البیت الذی ھو فیہ وقال یا عثمان ان اللہ تعالیٰ عزوجل لم یبعثنی بالرھبانیۃ مرتین او ثلثۃ وان خیر الدین عند اللہ الحنیفیۃ السمحۃ

ترجمہ عرض کیا یارسول اللہ میرے جی میں آتا ہے کہ گوشت نہ کھاؤں فرمایا اے عثمان ذرا ٹھہرو سنو مجکو گوشت مرغوب ہے۔
اور جب ملتا ہے کھاتا ہوں اور اگر میں اپنے پروردگار سے سوال کروں کہ ہر روز مجکو گوشت کھلائے تو ضرور کھلایا کرے عرض کیا
یارسول اللہ میرے جی میں آتا ہے کہ خوشبو نہ لگاؤں فرمایا اے عثمان ٹھیرو سنو جبرئیل نے مجکو گاہے گاہے خوشبو لگانے
کا حکم دیا ہے اور جمعہ کے روز تو اس کو ترک ہی نہیں کرتا اے عثمان میرے طریقہ سے مونھہ نہ موڑو جو شخص میری سنت سے پھر
گیا اور اسی حالت میں بغیر توبہ کئے مرگیا فرشتے اُس کا مونھہ میرے حوض سے پھیر دینگے مصنف نے کہا یہ حدیث
عمیر بن مرداس کی روایت سے ہے ابو بردہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کی بی بی ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ازواج مطہرات کے پاس آئیں ازواج مطہرات نے اُن کو کثیف حالتیں دیکھا اُن سے کہنے لگیں تم کو کیا ہوگیا تمہارے
شوہر سے مالدار تو قریش میں کوئی نہیں ہے۔ وہ بولیں کہ ہم کو اس شخص سے کچھ نفع نہیں رات بھر نماز پڑھتا ہے اور دن
بھر روزے رہتا ہے ازواج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تذکرہ کیا آپ عثمان سے ملے اور فرمایا اے عثمان
کیا تم میری پیروی نہیں کرتے عرض کیا یارسول اللہ آپ پر میرے ماں اور باپ قربان ہوں کیا بات ہے فرمایا تم دن بھر روزہ سے
رہتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو عرض کیا ایسا کرتا ہوں فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے تمہارے بدن کا
تم پر حق ہے تمہاری بی بی کا تم پر حق ہے لہذا نماز بھی پڑھو اور خواب بھی کرو اور روزہ بھی رکھو افطار بھی کرو ابو قلابہ سے
مروی ہے کہ عثمان بن مظعون نے ایک حجرہ میں بیٹھ کر عبادت کرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی خبر پہونچی آپ تشریف
لائے اور جس حجرہ میں عثمان بیٹھے تھے اس کے دروازہ کے دونوں بازو تھام کر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے عثمان مجکو اللہ نے رہبانیت
کے لئے نہیں بھیجا دو یا تین بار آپ نے یہی جملہ فرمایا پھر ارشاد کیا کہ اللہ تعالے کے نزدیک بہتر دین ملت ابراہیم ہی جو خالص اور آسان ہے۔

قالوا مشرق لونها مبيض شمسها مجرية فيها انهارها فقال يا اخوانى اغرسوا فيها اشجارها قال فاتى بذلك
الفستق والصنوبر فالقى فيها ثم اقبل ابو مرحوم على اصحابه فقال يا اخوانى كيف اصبحت الدنيا قالوا
مشرق لونها مبيض شمسها مجرية فيها انهارها قد اغرست فيها اشجارها وقد تدلى لنا ثمارها قال يا اخوانى
ارموا الدنيا بحجارتها قال فاتى بذلك السكر فالقى فيها ثم اقبل ابو مرحوم على اصحابه فقال يا اخوانى كيف
اصبحت الدنيا قالوا مشرق لونها مبيضة شمسها قد اجرى فيها انهارها وقد غرس فيها اشجارها وقد تدلى
ثمارها فقال يا اخوانى ما لنا وللدنيا اضربوا فيها براحتها قال فجعل الرجل يضرب فيها براحته
ويدفع بالخمس قال ابو الفضل احمد بن سلمة ذكرته لابى حاتم الرازى فقال املهٗ علىّ فامليته عليه فقال هذا
شان الصوفية قال المصنف قلت وقد رأيت منهم من اذا احضر دعوة بالغ فى الاكل ثم اختار من الطعام فربما ملا
كمه من غير اذن صاحب الدار وذلك حرام بالاجماع ولقد رايت شيخا منهم قد اخذ شيئا من الطعام ليحمله معه
فوثب صاحب الدار فاخذه منه

ذكر تلبيس ابليس على الصوفية فى السماع والرقص

قال المصنف اعلم ان سماع الغناء يجمع شيئين احدهما انه يلهى القلب عن التفكر فى عظمة الله سبحانه والقيام بخدمته

ترجمہ اونہوں نے کہا اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اسکا آفتاب روشن ہے اور اسکی نہریں اوسمیں جاری ہیں بولے کہ بھائیو دنیا
میں اوسکے درخت بہی لگا دو یہ کہکر وہ بادام اور پستہ منگایا گیا اور جادو نمیں ڈالدیا گیا پھر ابو مرحوم اپنے یاروں سے مخاطب ہوکر
کہنے لگے بھائیو دنیا کیسی ہو رہی ہے انہوں نے جوابدیا کہ اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اوسکا آفتاب روشن ہے اور اوسکی
نہریں اوسمیں جاری ہیں اور اسکے درخت لگا دیئے گئے ہیں۔ اور اُسکے پھل ہمارے لئے لٹک پڑے ہیں بولے کہ بھائیو دنیا میں اس
پتھر بھی پھینکدو یہ کہکر وہ شکر لاکر اوسمیں ڈالی گئی پھر ابو مرحوم اپنے ساتھ والوں سے مخاطب ہوکر بولے کہ بھائیو دنیا کیسی ہو رہی ہے
انہوں نے جوابدیا کہ اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اوسکا آفتاب روشن ہے اور اوسکی نہرین اوسمیں جاری کردی گئیں اور اُس
کے درخت بھی اس مین لگا دیئے گئے اور اُس کے پھل لٹک پڑے ہین اور اُس کے پتھر اُس مین پھینکدیئے گئے ہین ابو مرحوم نے
کہا بھائیو ہم کو دنیا سے کیا غرض ہے اس پر ہاتھ مارو یہ سُنکر اُس کھانے مین ہاتھ مارنے لگے حتی کہ بعض پانچون انگلیون سے کہاتے
تھے ابو الفضل احمد بن سلمہ کہتے ہین یہ قصہ مینے ابو حاتم رازی سے بیان کیا کہنے لگے کہ مجھکو لکھوا دو مینے اُن کو لکھوا دیا وہ بولے
کہ صوفیہ کی حالت یہی ہے مصنف رح نے کہا بعض صوفیہ کا مین نے یہ حال دیکھا ہے کہ جب کہین دعوت مین جاتے ہین تو خوب
کھاتے ہین۔ پھر کچھ کھانا ساتھ لے جانے کو لے لیتے ہین اور اکثر اوقات بلا اجازت صاحبخانہ کے اپنی جیب مین کھانا بھر لیتے
ہین حالانکہ یہ بالاجماع حرام ہے ایک بڈھے صوفی کو مینے دیکھا کہ اپنے ساتھ لے جانے کے لیئے کچھ کھانا لیا صاحبخانہ نے اُٹھکر اُس
سے چھین لیا (سماع و رقص کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف رح نے کہا جاننا چاہیئے۔ کہ راگ مین
دو باتین جمع ہوتی ہین ایک تو دل کو خدا تعالی کی عظمت مین غور کرنے اور اس کی خدمت قایم رہنے سے غافل کر دیتا ہے

فصارت همتهم فی الاکل کما کانت همة متقدمیهم فی الجوع لهم الغداء والعشاء والحلواء وکل ذالک او اکثره حاصل من اموال وسخة وقد ترکوا کسب الدنیا واعرضوا عن التعبد وافرشوا فرش البطالة فلا همة لاکثرهم الا الاکل واللعب فان احسن منهم محسن قالوا اطرح شکرا وان اسآ قالوا استغفروا یسمون ما یلزمونه ایاه واجبا وتسمیة ما لم یسمه الشرع واجبا جنایة علیه وعن محمد بن عبدوس السراج البغدادی قال قام ابو مرحوم القاص بالبصرة یقص علی الناس فابکی فلما فرغ من قصصه قال من یطعمنا ارزة فی الله فقام شاب من المجلس فقال انا فقال اجلس رحمک الله فقد عرفنا موضعک ثم قام الثانیة ذلک الشاب فقال اجلس فقد عرفنا موضعک فقام الثالثة فقال ابو مرحوم لاصحابه قوموا بنا الیه فقاموا معه فاتوا منزله قال فاتینا بقدر من باقلا فاکلناه بلا ملح ثم قال ابو مرحوم علی بخوان خماسی وخمسة مکاکیل ارز وخمسة امناء سمن وعشرة امناء سکر وخمسة امناء صنوبر وخمسة امناء فستق فجیء بها کلها فقال ابو مرحوم یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا قالوا مشرق لونها مبیضة شمسها قالوا اخرقوا فیها انهارها قال فاتی بذالک السمن فاجری فیها ثم اقبل ابو مرحوم علی اصحابه فقال یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا

ترجمہ جس طرح متقدمین صوفیہ کی ہمت بھوک اور فاقہ کی طرف مبذول تھیں اسی طرح اُن کی ساری ہمت کھانے کیطرف مبذول ہے ان لوگوں کو صدقہ کے کثیف اور میلے مال کی بدولت صبح وشام کا کھانا اور شیرینی حاصل ہے انہوں نے دنیا کے کاروبار کسب ومعرفت سب چھوڑ دئے اور عبادت سے مونہہ پھیر لیا اور بطالت کا فرش بچھالیا۔ ان میں سے اکثر کی ہمت کھانے اور کھیلنے کی جانب متوجہ ہے اگر ان کے ساتھہ کوئی شخص احسان کرے تو کہتے ہیں شکریہ ادا کرو اور اگر کچھ بُرائی کر دے تو کہتے ہیں توبہ کرو اور اس قصور کے عوض میں جو کچھ اس پر لازم کرتے ہیں اُس کو واجب کہتے ہیں حالانکہ جس چیز کو شریعت نے واجب قرار نہیں دیا اس کو واجب کہنا گناہ ہے محمد بن عبدوس سراج بغدادی کہتے ہیں ایکبار بصرہ میں ابو مرحوم واعظ کھڑے ہو کر وعظ کہنے لگے حتے کہ اپنے بیان سے لوگوں کو رولا دیا جب وعظ سے فراغت پائی تو کہنے لگے ہم کو خدا کی راہ میں کون شخص چانول کھلائیگا مجلس میں سے ایک جوان آدمی اُٹھکر بولا کہ میں بیغدمست بجالاؤنگا ابو مرحوم نے کہا بیٹھو خدا تم پر رحم کرے ہمکو تمہارا رتبہ معلوم ہوگیا۔ وہ جوان دوبارہ اُٹھکر بولا ابو مرحوم نے کہا بیٹھو خدا تم پر رحم کرے ہم کو تمہارا منصب معلوم ہوگیا پھر تیسری بار وہ جوان اُٹھکر بولا ابو مرحوم نے اپنے اصحاب سے کہا اُٹھو ہمارے ساتھہ اس شخص کے یہاں چلو۔ یہ سب اُن کے ساتھہ اُٹھہ کھڑے ہوئے اس جوان کے مکانپر آئے وہ جوان بیان کرتا ہے کہ ہم ایک ہنڈیا ساگ کی لائے اور بغیر نمک کے اُس کو کھایا پھر ابو مرحوم بولے میرے پاس ایک پانچ بالشت کا لمبا چوڑا دستر خوان اور پانچ پیمانے چاول یعنی بھات اور پانچ سیر گھی اور دس سیر شکر اور پانچ سیر بادام اور پانچ سیر پستہ لے آؤ یہ سب چیزیں حاضر کی گئیں ابو مرحوم اپنے ساتھیوں سے بولے بھائیو دنیا کیسی ہو رہی ہے انہوں نے جواب دیا۔ کہ اسکا رنگ چمک رہا ہے۔ اور اسکا آفتاب روشن ہے ابو مرحوم نے کہا اب دنیا میں بھی اسکی نہریں جاری کردو یہ کہکر وہ گھی منگایا گیا اور چاولوں میں بہایا گیا پھر ابو مرحوم اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر بولے بھائیو دنیا کیسی ہو رہی ہے

فصل قال المصنف وقد تكلم الناس في الغنا فاطالوا فمنهم من حرمه ومنهم من اباحه من غير كراهة ومنهم من كرهه مع الاباحة **وفصل الخطاب** ان نقول ينبغي ان ينظر ماهية الشيء ثم يطلق عليه التحريم او الكراهة او غير ذلك **والغنا** اسم يطلق على اشياء منها غناء **الحجيج** في الطرقات فان اقواما من الاعاجم للحجيج فينشدون في الطرقات اشعارا يصفون فيها الكعبة وزمزم والمقام وربما ضربوا مع انشادهم مما يخرج عن الاعتدال **وفي معنى** هؤلاء الغزاة فانهم ينشدون اشعارا يحرضون بها على الغزو **وفي معنى** هذا انشاد المبارزين للقتال تفاخرا عند النزال **وفي معنى** هذا اشعار الحداة في طريق مكة كقول قائلهم **شعر** بشرها دليلها وقالا ۔ تزين الطلح والجبالا ۔ وهذا تحريك الابل والادمي الا ان ذلك التحريك لا يوجب الطرب المخرج عن حد الاعتدال **واصل الحداة** ما حدثنا ابو البختري وهب عن طلحة المكي عن بعض علمائهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مال ذات ليلة بطريق مكة الى حاد مع قوم فسلم عليهم وقال ان حادينا نام فسمعنا حاديكم فملت اليكم فهل تدرون انى كان الحدا قالوا لا والله قال ان اباهم مضر خرج الى بعض رعاته فوجد ابله قد تفرقت فاخذ عصًا فضرب بها كف غلامه فعدا الغلام في الوادي وهو يصيح يا يداه وا يداه

ترجمہ **فصل مصنف** نے کہا راگ کے بارے مین لوگون نے بہت طول طویل کلام کیا ہے بعض نے حرام بتایا ہے اور بعض نے بغیر کراہت کے مباح رکہا ہے اور بعض نے اباحت کے ساتھ مکروہ کہا ہے اور ٹھیک ٹھیک فیصلہ یہ ہے کہ یون کہو پہلے ایک چیز کی ماہیت و حقیقت دیکھنا چاہیے پھر اس پر حرام یا مکروہ وغیرہ ہونے کا اطلاق کیا جاے غنا ایک اسم ہے جو کہ بہت سی چیزون پر بولا جاتا ہے ایک حج کو جانے والون کا راگ ہے جو رستون مین گاتے چلتے ہین اہل عجم مین سے بہت سے حاجیون کے گروہ راستون مین اشعار پڑھتے ہوے جن مین کعبہ و زمزم و مقام کی تعریف کرتے ہین اور بعض اوقات اشعار پڑھنے کے ساتھ کچھ بجانے لگتے ہین جو اعتدال سے خارج ہو جاتا ہے اسی قسم سے غازی لوگ ہین وہ بھی اشعار پڑھتے ہین جنمین جہاد و غزا پر برانگیختہ کرتے ہین اسی قسم سے جنگ کرنیوالون کے اشعار ہین جو فخر کے طور پر لڑائی کے وقت پڑھتے ہین اسی قسم سے مکہ کے راستے مین حُدا کے اشعار ہین چنانچہ کسی کا شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ۔ اونٹنی کو اس کے رہبر نے بشارت دی اور کہا کہ تو ریگستان اور پہاڑون کی زینت ہے ایسے اشعار سے اونٹ اور آدمی طرب مین آتے ہین مگر یہ طرب ایسی نہین ہوتی کہ حد اعتدال سے خارج کر دے اس حدا کی اصل یہ ہے جس طور پر ابو البختری نے وہب سے بروایت طلحہ مکی بیان کیا ہے کہ بعض علما نے کہا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے رستے مین ایک قوم کی طرف جا گذرے جن مین ایک حدا خوان تھا آپ نے اُن کو سلام علیک کر کے فرمایا کہ ہمارا حدا خوان سو رہا ہے ہم تمہارے حدا خوان کی آواز سُنکر تمہاری طرف آ نکلے بہلا کیا تم جانتے ہو کہ حُدی کہان سے نکلا ہے ۔ انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو تو معلوم نہین ہے ارشاد فرمایا ایکبار عرب کا جد اعلیٰ مُضر اپنے کسی چرواہے کے پاس گیا اور اپنے اونٹون کو دیکھا کہ متفرق ہو گئے تھے اس بات سے غصہ ہو کر ایک لکڑی لی اور اُس کو اُس چرواہے کے ہاتھ پر مارا وہ غلام جنگل مین دوڑتا پھرنے لگا اور چلا چلا کر کہتا تھا یا یداہ وا یداہ یعنی ہاے میرا ہاتھ ہاے میرا ہاتھ ۔

والثانی انه یمیله الی اللذات العاجلة تدعوا الی استیفائها من جمیع الشهوات الحسیّة و معظمها النکاح ولیس تمام لذته الا فی المتجددات ولا سبیل الی کثرة المتجددات من الحل فلذلک یحث علی الزنا فبین الزنا والغنا تناسب من جهة ان الغنا لذة الروح والزنا اکثر لذات النفس ولهذا جاء فی الحدیث الغنا رقیة الزنا **وقد ذکر** ابو جعفر الطبری ان الذی اتخذ الملاهی من ولد قابیل رجل یقال له ثوبال اتخذ فی زمانه مهلائیل بن قینان الآلات اللهو من المزامیر والطبول والعیدان فانهمک ولد قابیل فی اللهو وتناهی خبرهم الی من بالجبل من نسل شیث فنزل منهم قوم وفشت الفاحشة وشرب الخمر **قال المصنف** قلت لهذه الآلات الالتذاذ شیء یدعوا الی الالتذاذ لغیره خصوصا ما یناسبه ولما یئس ابلیس من المتعبدین ان یسمع احدهم شیئا من الاصوات المحرمة کالعود نظر الی المعنی الحاصل بالعود فدرجه فی ضمن الغنا بغیر العود وحسنه لهم وانما مراده التدریج من شیء الی شیء **والفقیه** من نظر فی الاسباب والنتائج وتامل للمقاصد فان النظر الی الامرد مباح اذا امنت الشهوة فان لم یؤمن لم یجز وتقبیل الصبیة التی لها من العمر ثلث سنین جائز اذ لا شهوة تقع هناک فی الاغلب فان وجدت شهوة حرم ذلک وکذلک الخلوة بذوات المحارم فان خیف من ذلک حرم فتامل هذه القاعدة

ترجمہ دوسرے دل کو جلد حاصل ہونے والی لذتوں کی طرف راغب کرتا ہے اور ان کے پورا کرنیکی ترغیب دیتا ہے ہر قسم کی حسی شہوتیں پیدا کرتا ہے جن میں بہت بڑی شہوت نکاح ہے اور نکاح کی کامل لذت نئی عورتوں میں ہے اور نئی لذتیں حلال ذریعہ سے حاصل ہونا دشوار ہے لہذا انسان کو زنا پر انگیختہ کرتا ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ زنا اور غنا میں باہم تناسب ہے۔ اس جہت سے کہ غنا روح کی لذت ہے اور زنا لذات نفسانی کا بڑا حصہ ہے اسی لئے حدیث شریف میں آیا الغنا رقیۃ الزنا یعنی راگ زنا کا افسون ہے **ابو جعفر طبری** نے بیان کیا ہے کہ جس شخص نے لہو کی چیزیں نکالی ہیں وہ قابیل کی اولاد میں سے ایک آدمی ہے جس کو ثوبال کہتے ہیں اس کے زمانے میں مہلائیل بن قینان نے آلات لہو مثل بانسلی اور ڈھول اور طنبورہ کے ایجاد کئے قابیل کی اولاد لہو و لعب میں پڑ گئی ان لوگوں کی خبر ان کو بھی پہونچی جو شیث علیہ السلام کی نسل سے پہاڑوں میں رہتے تھے ان میں سے ایک گروہ نیچے آیا اور فحش اور شراب کا پینا فاش طور پر ہونے لگا **مصنف** نے کہا ان لذت کے آلات میں ایسی بات رکھی گئی ہے جو ایک دوسری چیز سے لذت حاصل کرنیکا باعث ہوتی ہے خصوصاً وہ لذت جو اس لذت سے مناسب ہو **ابلیس** کو جب اس امر میں مایوسی ہوئی کہ عبادت کرنیوالوں کو کوئی آواز مثل عود وغیرہ کے سنا سکے تو اس چیز پر غور کیا جو عود سے حاصل ہوتی ہے لہذا بتدریج کام نکالنا چاہا پہلے ان کو بغیر عود کے راگ سنایا اور اس کی خوبی انپر ظاہر کر دی حالانکہ اس کمبخت کا مقصد صرف یہی ہے کہ آہستہ آہستہ ایک چیز سے دوسری چیز پر ترقی کرے **فقیہ** وہ ہے جو اسباب اور نتیجوں پر غور کرے اور مقاصد میں تامل کرے مثلاً امرد پر نگاہ ڈالنا مباح ہے بشرطیکہ وہاں شہوت سے بیخوف ہو اور اگر شہوت کا خوف ہو تو جائز نہیں اسی طرح چھوٹی لڑکی کا مونہہ چومنا جو تین برس کی ہو جائز ہے کیونکہ ایسی جگہ اکثر شہوت واقع نہیں ہوتی اور اگر شہوت پائی جاوے تو حرام ہے۔ علی ہذا القیاس محرم عورتوں کے ساتھ تنہا ہونے میں اگر شہوت کا خوف ہو تو حرام ہے اس قاعدہ پر غور کرنا چاہیئے۔

ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجی علیہ بثوبہ فانتہرہما ابو بکر فکشف رسول اللہ وجہہ وقال دعہن یا ابا بکر الی قولہ فانہا ایام عید اخرجاہ فی الصحیحین **قال المصنف** الظاہر من ہاتین الجاریتین صغر السن لان عائشۃ کانت صغیرۃ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسرب الیہا الجواری فیلعبن معہا **وعن** جعفر بن محمد قال قلت لابی عبد اللہ احمد بن حنبل حدیث عروۃ عن عائشۃ عن جواری مغنیات ای شئ ہذا الغناء قال غناء الراکب اتیناکم اتیناکم **قال** ابو عقیل عن بہثۃ عن عائشۃ قالت کانت عندنا یتیمۃ من الانصار فزوجناہا رجلا من الانصار فکنت فیمن اہداہا الی زوجہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ ان الانصار ناس فیہم غزل فما قلت قالت دعونا بالبرکۃ قال افلا قلتم اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم ✦ ولولا الذہب الاحمر ما حلت بوادیکم ولولا الحبۃ السمراء لم تسمن عذاریکم **وعن** ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعائشۃ اہدیتم الجاریۃ الی بیتہا قالت نعم قال فہلا بعثتم معہا من یغنیہم یقول ع اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم فان الانصار قوم فیہم غزل **قال المصنف** قلت فقد بان بما ذکرنا انہم کانوا یغنون بہ ولیس مما یطرب ولا کانت علی ما یعرف الیوم

ترجمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چادر سے موبہہ ڈھانکے ہوئے لیٹے تھے حضرت ابو بکر نے ان لڑکیوں کو جھڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک کھولکر فرمایا اے ابو بکر ان لڑکیوں کو کچھ مت کہو آجکل عید کے ایام ہین یہ حدیث صحیحین مین ہے **مصنف** نے کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکیاں کم سن تھیں کیونکہ حضرت عائشہ خود کم عمر تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ اُن کے پاس لڑکیوں کو بھیج دیا کرتے تھے وہ اُن کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں **جعفر بن محمد** نے کہا مینے ابو عبد احمد ابن حنبل سے دریافت کیا کہ عروہ کی حدیث جو حضرت عائشہ سے گانے والی لڑکیوں کی نسبت روایت کرتے ہیں یہ غنا کیا چیز اور کس قسم کا تھا جواب دیا ایسا تھا جیسے سوار آدمی کا راگ ہوتا ہے اتیناکم اتیناکم یعنی ہم تمہارے پاس آے ہم تمہارے پاس آے **ابو عقیل** نے بہثہ سے روایت کیا کہ حضرت عائشہ نے بیان کیا ہمارے یہان انصار مین سے ایک یتیم لڑکی تھی ہم نے ایک انصاری سے اس کی شادی کردی اس کے شوہر کے ساتھ اس کو رخصت کرنیوالوں مین سے ایک مین بھی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمانے لگے اے عائشہ یہ انصار لوگ غزل کو پسند کرتے ہین تم نے رخصتی کے وقت کیا کہا تھا۔ مینے عرض کیا برکت کی دعا کی تھی فرمایا یون کیون نہ کہا اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم ولولا الذہب الاحمر ما حلت بوادیکم۔ ولولا الحبۃ السمراء لم تسمن عذاریکم ابو زبیر نے جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے دریافت فرمایا۔ کہ کیا تم نے اس لڑکی کو اُس کے گھر کی طرف رخصت کر دیا عرض کیا ہان فرمایا اُس کے ہمراہ ایسی لڑکیاں کیون نہ بھیجدی جو گاتی ہوئی چلتین اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم کیونکہ انصار مین غزل کا رواج ہے **مصنف** نے کہا یہانتک جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ وہ لوگ جو گایا کرتے تھے اس قسم سے نہ تھا کہ طرب پیدا کرے اور ایسا نہ تھا جیسا آج کل معروف ہے

نحییکم احیانا وحیاکم

فسمعت الابل فعطفت عليه فقال مضر لو اشتق مثل هذا لاسمعت به الابل واجتمعت فاشتق الحدا **قال المصنف**

وقد كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم حاد يقال له انجشة وكان جيد الحدو فتعنق الابل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا انجشة

رويدك سوقا بالقوارير **وفي حديث سلمة بن الاكوع** قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى خيبر

فسرنا ليلا فقال رجل من القوم لعامر الا تسمعنا من هنياتك وكان عامر رجلا شاعرا فنزل يحدو بالقوم **يقول**

اللهم لولا انت ما اهتدينا - ولا تصدقنا ولا صلينا - فالقين سكينة علينا - وثبت الاقدام ان لاقينا - فقال رسول

الله صلى الله عليه وسلم من هذا السائق قالوا عامر بن الاكوع فقال يرحمه الله **قال المصنف** وقد روينا عن الشافعي

رحمه الله انه قال اما استماع الحدا ونشيد الاعراب فلا باس به **قال المصنف** ومن

انشاد العرب قول اهل المدينة عند قدوم رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهم طلع

البدر علينا من ثنيات الوداع * وجب الشكر علينا ما دعا لله داع * **ومن هذا**

الجنس كانوا ينشدون بالمدينة وربما ضربوا عليه بالدف عند انشاده ومنه حديث

الزهري عن عروة عن عائشة ان ابا بكر دخل عليها وعندها جاريتان في ايام منى تضربان بالدفين

ترجمہ اونٹون نے اس کی آواز سنی اور اس طرف جھک پڑے مضر نے اپنے جی مین کہا اگر اس قسم کا راگ نکالا جائے تو اونٹ اس کی آواز

سنا کرین گے اور ایک جگہ رہا کرین جمع ہی سے یہ حدا نکلا **مصنف** نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حدی خوان تھا۔

جس کا نام انجشہ تھا۔ حدا خوانی کیا کرتا تھا جس سے اونٹ تیز چلا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای انجشہ آہستہ آہستہ ذرا ہوشیار ہو کر شیشیان

پار کر لے اونٹ کو ہانک ہاں **سلمہ بن اکوع** کی حدیث مین ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف چلے رات کو چلے جاتے

تھے جماعت مین سے ایک شخص نے عامر سے کہا تم ہمکو کچھ اپنا مبارک کلام کیون نہین سناتے عامر شاعر آدمی تھے قوم کو یہ حدا سنانے

لگے اللهم لولا انت ما اهتدينا - ولا تصدقنا ولا صلينا - فالقين سكينة علينا - وثبت الاقدام ان لاقينا

یعنی خداوندا اگر تو ہم کو توفیق نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے - اور نہ زکوۃ و نماز ادا کرتے - خداوندا ہمارے دلون مین اطمینان غیبی القا فرما۔

اور جب ہم دشمن سے مقابلہ کرین تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔ یہ اشعار سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اونٹ ہنکانیوالا کون ہے

لوگون نے عرض کیا عامر بن اکوع ہین فرمایا خدا اُسپر رحم کرے **مصنف** نے کہا ہم شافعی علیہ الرحمۃ سے روایت کر چکے کہ انہون نے

کہا بدو لوگ جو حُدا گاتے ہین اُس کے سننے مین کچھ ڈر نہین **مصنف** نے کہا عرب کے اشعار پڑھنے کا واقعہ ایک وہ ہے کہ مدینہ والے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے مکہ سے تشریف لانے کے وقت پڑھتے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے + کوہ وداع کی گھاٹیون سے ہم پر ایک چودھوین رات کا چاند چمک اُٹھا

جبتک دعا کرنے والے خدا سے دعا کرین ہم پر اس نعمت کا شکر واجب ہے۔ اسی قسم کے اشعار مین وہ اشعار داخل ہین کہ مدینہ والے ہمیشہ انکا

کرتے تھے اور بعض اوقات گانے کے وقت دف بجانے لگتے تھے چنانچہ زہری نے عروہ سے روایت کیا کہ ایکبار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

ابوبکر صدیق تشریف لے گئے ایام حج کے تھے اُس وقت حضرت عائشہ کے پاس دو لڑکیان بیٹھی ہوئی گاتی تھین اور دف بجاتی تھین

مثل قول الشاعر ذهبي اللون تحسب من وجنتيه النار تقدح ٭ خوفني من فضيحته ليته وافى وانفضح٭ وقد اخرجوا لهذه الاشعار الحانا مختلفة كلها يخرج سامعها عن حيز الاعتدال وتثير حب اللهو ولهم شئ يسمونه البسيط يزعج القلوب على مهل ثم ياتون بالنشيد بعده فيجع القلوب وقد اضافوا الى ذلك ضرب القضيب والايقاع به على الانشاد بالدف وبالجلاجل والشبابة النائبة عن الزمر وهذا الغناء المعروف اليوم **فصل قال المصنف** وقبل ان نتكلم في اباحته او تحريمه او كراهته نقول ينبغي للعاقل ان ينصح نفسه واخوانه ويحذر تلبيس ابليس في اجراء هذا الغناء مجرى الاقسام المتقدمة التي يطلق عليها اسم الغنا فلا يحمل الكل محملا واحدا فيقول قد اباحه فلان وكرهه فلان **فنبدأ** بالكلام في النصيحة للنفس والاخوان فنقول معلوم ان طباع الادميين تتقارب ولا تكاد تتفاوت فاذا ادعى الشاب السليم البدن الصحيح المزاج ان رؤية المستحسنات لا تزعجه ولا تؤثر عنده ولا تضر في دينه كذبناه لما نعلم من استواء الطباع فان ثبت صدقه عرفنا ان به مرضا خرج من حيز الاعتدال فان تعلل فقال انما انظر الى هذه المستحسنات معتبرا

ترجمہ چنانچہ کسی شاعر کا قول ہے شعر ذهبي اللون تحسب من وجنتيه النار تقدح خوفني من فضيحته ليته وافى وافتضح یعنی ایک طلائی رنگ معشوق گویا اُس کے رخساروں سے شعلہ برستا ہے۔ مجکو رسوائی کا خوف دلاتا ہے۔ کاشکے وہ میرے پاس آجاے اور مین رسوائی اٹھاؤن۔ ایسے راگون کے لیئے لوگون نے طرح طرح کے الحان نکالے ہین وہ سب الحان سننے والے کو حد اعتدال سے خارج کر دیتے ہین اور لہو کی محبت برانگیختہ کرتے ہین ان لوگون کے پاس ایک اور چیز ہوتی ہے جس کا نام بسیط رکھا ہے اس سے بتدریج دلون مین بے قراری پیدا ہوتی ہے پھر اُس کی بعد شعر گاتے ہین جس سے دل سخت بےچین ہو جاتے ہین پھر انہون نے اس راگ کے ساتھ باجا وغیرہ ملا دیا ہے راگ کے موافق دف اور گھنگرو اور بانسلی وغیرہ بجاتے ہین آجکل گرمانے کا غنا جو معروف یہی ہے **فصل مصنف**ؒ نے کہا قبل اس کے کہ ہم راگ کی اباحت یا حرمت یا کراہت کے بارے مین گفتگو کرین یہ کہتے ہین کہ عاقل کو چاہیے اپنے نفس اور بھائیون کو نصیحت کرے اور اس غنا کو مذکور شدہ قسمون مین جن جن پر غنا کا لفظ صادق آتا ہے بیان کرکے شیطان کے فریب سے ڈرائے اور ہر ایک غنا کو ایک ہی صورت پر محمول نہ کرے اس کے بعد بیان کرے کہ فلان نے اُس کو مباح سمجھا ہے اور فلان نے مکروہ کہا ہے لہذا ہم پہلے نفس اور بھائیون کو نصیحت کرنے مین گفتگو شروع کرتے ہین اور کہتے ہین یہ سب کو معلوم ہے کہ آدمیون کی طبیعتین متفق ہین کبھی مختلف نہین ہوتین اگر جوان آدمی سلیم البدن صحیح المزاج دعوی کرے کہ اچھی صورتین دیکھنے سے وہ بے قرار نہین ہوتا اور اُس کے دل پر کچھ اثر نہین پڑتا اور اُس کے دین مین کچھ ضرر نہین آتا تو ہم اُس کو جھوٹا کہین گے کیون کہ ہم جانتے ہین سب طبیعتین مساوی ہین اور اگر اس دعوی مین اُس کی سچائی ثابت ہو جائے تو ہم جان لین گے۔ کہ اُس کو کوئی مرض ہے جو حد اعتدال سے خارج ہو گیا پھر اگر وہ بہانے ڈھونڈھے اور یہ کہے کہ مین اچھی صورتین فقط عبرت حاصل کرنے کی غرض سے دیکھتا ہون۔

ومن ذلك اشعار ينشدها المتزهدون بتطريب وتلحين تزعج القلوب الى ذكر الآخرة وسموها الزهديات كقول بعضهم يا غاديا في غفلة ورائحا الى متى تستحسن القبائحا وكم الى كم لا تخاف موقفا يستنطق الله به الجوارحا يا عجبا منك وانت مبصر كيف تجنبت الطريق الواضحا فهذا مباح ايضا والى مثله اشار احمد بن حنبل في الاباحة عن ابي حامد الخلقاني قال قلت لاحمد بن حنبل يا ابا عبد الله هذه القصائد الرقاق التي في ذكر الجنة والنار اي شئ تقول فيها فقال مثل اي شئ قلت تقولون اذا ما قال لي ربي اما استحييت تعصيني وتخفي الذنب من خلقي وبالعصيان تاتيني فقال اعد علي فاعدت عليه فقام ودخل بيته ورد الباب فسمعت نحيبه من داخل البيت وهو يقول اذا ما قال لي ربي اما استحييت تعصيني وتخفي الذنب من خلقي وبالعصيان تاتيني ومن الاشعار التي ينشدها النوائح يثيرون بها الاحزان والبكاء فينهى عنها لما في ضمنها فاما الاشعار التي ينشدها المغنون المتهيؤن للغناء يصفون فيها المستحسنات والخمر وغير ذلك مما يحرك الطباع ويخرجها عن الاعتدال ويثير منها من حب اللهو وهو الغناء المعروف في هذا الزمان

ترجمہ اسی نوع کے وہ اشعار ہین - جو زاہد لوگ طرب و الحان سے پڑھتے ہین جن سے دلون کا رجوع آخرت کی طرف ہوتا ہے ان اشعار کا نام زہدیات رکھا ہے چنانچہ کسی نے چند شعر کہے ہین جن کا ترجمہ یہ ہے سلے صبح و شام غفلت مین رہنے والے توکب تک بُری باتون کو اچھا سمجھتا رہیگا + کب تک تجکو اس مقام کا خوف نہوگا جس جگہ اللہ تعالے کے سامنے اعضا گفتگو کرینگے تجکو تیری حالت پر تعجب آتا ہے - کہ تو آنکھون والا ہوکر روشن راستے سے کیونکر دور ہوا جاتا ہے + ایسے اشعار بھی مباح ہین احمد بن حنبل نے اسی طرح سے اشعار کی جانب مباح ہونے کا اشارہ کیا ہے ابو حامد خلقانی کہتے ہین مین نے احمد بن حنبل سے کہا اے ابو عبد اللہ یہ قصیدے جو رقت آمیز بہشت و دوزخ کے بیان مین ہین آپ ان کے بارے مین کیا فرماتے ہین بولے کہ کس قسم کے قصیدے پوچھتے ہو مینے کہا مثلاً وہ کہتے ہین اذا ما قال لی ربی - اما استحییت تعصینی وتخفی الذنب من خلقی - وبالعصیان تاتینی + یعنی جب مجھ سے میرا خدا فرمائے گا کہ تجکو میری نافرمانی کرتے ہوئے شرم نہ آئی تو میری مخلوق سے گناہون کو چھپاتا تھا - اور میرے سامنے گناہ کیا کرتا تھا - احمد بن حنبل نے یہ شعر سُنکر کہا ذرا پھر پڑھو مینے دوبارہ پڑھے احمد اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنے حجرے مین داخل ہوکر دروازہ بند کر لیا مینے کان لگاکر سُنا تو حجرے کے اندر ان کے رونے کی آواز آتی تھی اور وہ بار بار کہتے تھے اذا ما قال لی ربی + اما استحییت تعصینی - وتخفی الذنب من خلقی وبالعصیان تاتینی وہ اشعار جو کہ نوحہ خوان لوگ پڑھتے ہین - جس سے حزن و بکا کا جوش ہوتا ہے ممنوع ہین کیونکہ ان کے ضمن مین معصیت اور گناہ ہے باقی رہے وہ اشعار جو کہ گانے والے لوگ گانے کا تہیہ کرکے گاتے ہین جن مین خوبصورت عورتون اور شراب وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے جس کو سُنکر طبیعت جنبش مین آتی ہے اور حد اعتدال سے خارج ہوجاتی ہے اور لہو و لعب کی محبت برانگیختہ ہوتی ہے یہی راگ اس زمانے مین مشہور ہے +

والثانی انه یقول فیه موجود شیٔ یشار به الی الخالق وتجل الخالق ان یقال فی حقه انه یعشق او یعشق وانما نصیبنا من معرفته الهیبة والتعظیم فقط واذ قد انتهت النصیحة فلنذکر ما قیل فی الغنا **فصل** اما مذهب احمد رحمه الله فانه کان الغنا فی زمانه انشاد قصائد الزهد الا انهم لما کانوا یلحنونها اختلف الروایة عنه فروی عنه ابنه **عبد الله** انه قال الغنا ینبت النفاق فی القلب لا یعجبنی **وروی** عنه اسمٰعیل بن اسحٰق الثقفی انه سئل عن استماع القصائد فقال اکرهه هو بدعة ولا یجالسون **وروی** ابو الحرث انه قال التغبیر بدعة فقیل له انه یرقق القلب فقال هو بدعة **وروی** عنه یعقوب الهاشمی التغبیر بدعة محدث **وروی** عنه یعقوب بن غیاث اکره التغبیر وانه نهی عن استماعه **قال المصنف** فهذه الروایات کلها دلیل علی کراهیة الغنا **وقال** ابو بکر الخلال کره احمد القصائد لما قیل له انهم یتماجنون ثم روی عنه ما یدل علی انه لا باس بها **قال المروزی** سألت ابا عبد الله عن القصائد فقال بدعة فقلت له یهجرون فقال لا یبلغ بهم هذا کله **قال المصنف** وقد روینا ان احمد سمع قوالا عند ابنه صالح فلم ینکر علیه فقال له صالح یا ابت الیس کنت تنکر هذا فقال انما قیل لی انهم یستعملون المنکر فکرهته فاما هذا فانی لا اکرهه

ترجمہ دوسری وجہ یہ کہ وہ شخص کہتا ہے راگ مین ایسی باتین موجود ہین جنکا اشارہ خالق ہی کی طرف ہو سکتا ہے حالانکہ خالق کی شان اس سے برتر ہے کہ اس کے حق مین یون کہا جاوے وہ معشوق ہے یا ہم اُس کے والہ و شیدا ہین ہمارا حصہ تو اُس کی معرفت سے فقط ہیبت اور تعظیم ہے اب یہانتک ہم نصیحت کا ذکر کر کے غنا کے بارے مین جو کچھ کہا گیا ہے بیان کرتے ہین **فصل** امام احمد کے مذہب کی نسبت تو اصل یہ ہے کہ اُن کے زمانے کا غنا زہدیہ قصیدے تھے مگر ہان لوگ اُن قصیدون کو الحان سے گاتے تھے اُن سے جو روایتین پہنچی ہین وہ مختلف ہین **عبد اللہ** اُن کے بیٹے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا غنا دل مین نفاق اُگا دیتا ہے مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا **اسمٰعیل بن اسحاق ثقفی** روایت کرتے ہین کہ احمد سے کسی نے قصیدے سننے کی نسبت سوال کیا جواب دیا کہ مین اس کو مکروہ سمجھتا ہون یہ بدعت ہے ایسی مجلس مین بیٹھنا نہ چاہیے **ابو الحارث** نے روایت کیا کہ احمد نے کہا تغبیر بدعت ہے کسی نے اُن سے کہا کہ تغبیر سے دل پر رقت طاری ہوتی ہے جواب دیا کہ وہ بدعت ہے **یعقوب ہاشمی** نے روایت کیا کہ احمد نے کہا تغبیر بدعت اور دین مین نئی بات نکالی ہوئی ہے **یعقوب بن غیاث** نے روایت کیا کہ احمد نے کہا کہ میرے نزدیک تغبیر مکروہ ہے اور اُس کے سننے سے منع کیا **مصنف** نے کہا یہ سب روایتین غنا کے مکروہ ہونے کی دلیل ہین **ابو بکر خلال** نے کہا احمد نے قصائد کو مکروہ کہا ہے کیونکہ اُن سے بیان کیا گیا کہ لوگ اُن کو سنکر بیباکی اختیار کرتے ہین پھر امام احمد سے ایسی بھی روایتین پہنچی ہین جو دلالت کرتی ہین کہ غنا مین کچھ ڈر نہین **مروزی** نے کہا مینے ابو عبد اللہ احمد سے قصائد کی نسبت سوال کیا جواب دیا کہ بدعت ہی مینے کہا کیا وہ لوگ متروک کیے جاوین فرمایا یہانتک انکو نہ پہنچایا جاے **مصنف** نے کہا ہم روایت کر چکے ہین کہ احمد نے اپنے بیٹے صالح کے پاس ایک قوال کو گاتے ہوے سنا اور اسپر انکار نہین کیا صالح نے اُن سے کہا ابا جان کیا آپ اسپر انکار نہین فرمایا کرتے تھے جواب دیا کہ مین نے یہ سنا تھا کہ لوگ منکرات عمل مین لاتے ہین اس لئے مکروہ جانتا تھا لیکن ایسے راگ کو مکروہ نہین سمجھتا

فالتعجب من جنس الصنعة فی زجج العینین ودقة الانف ونقاء البیاض قلنا له فی انواع المباحات ما یکفی فی العبرة
وههنا میل الطبع مشغل عن الفکرة ولا تدع عن لبلوغ شهوته وجه فکرة فان میل الطبع شاغل عن ذلک
وکذا من قال ان هذا الغنا المطرب المزعج للطبائع المحرک لها الی العشق وحب الدنیا لا یؤثر عندی ولا یلتفت
قلبی الی حب الدنیا الموصوفة فیه فانا نکذبه لموضع اشتراک الطباع ثم ان کان قلبه بالخوف من الله تعالی غائبا
عن الهوی لاحضر هذا المسموع الطبع وان کانت قد طالت غیبته فی سفر الخوف واقبح القبیح البهرجة
ثم کیف تغر البهرجة علی من یعلم السر واخفی ثم ان کان الامر کما زعم هذا المتصوف فینبغی ان لا یبیحه الا لمن
هذه صفته والقوم قد ابلحوا علی الاطلاق للشاب المبتدی والصبی الجاهل حتی قال ابو حامد الطوسی
ان التشبیب بوصف الخدود والاصداغ وحسن القد والقامة وسائر اوصاف النساء الصحیح انه لا یحرم
قال المصنف فاما من قال انی لا اسمع الغنا للدنیا وانما اخذ منه اشارات فهو مخطی من وجهین
احدهما ان الطبع یسبق الی مقصوده قبل اخذ الاشارات فیکون کمن قال انی انظر الی المرأة المستحسنة لا تفکر فی الصنعة

ترجمہ اور آنکھون کی کشادگی اور ناک کی باریکی اور گورے رنگ کی صفائی مین صنعت آلہی دیکھکر تعجب کرتا ہون ہم اُس شخص
سے کہین گے کہ طرح طرح کی مباح چیزون کے دیکھنے مین بہت کافی عبرت ہے۔ اور اچھی صورتون کے دیکھنے مین تو طبیعت
کا میلان صنعت مین غور کرنے سے باز رکھتا ہے کبھی یقین نہ کرو کہ باوجود شہوت کے غور کرنے کی نوبت آئیگی کیونکہ
طبعی میلان اس سے چھوڑا کر دوسری طرف لگا دیتا ہے علی ہذالقیاس جو شخص یون کہے کہ یہ طرب انگیز غنا جو طبیعت کو
بیقرار کرتا ہے اور اُس کے لئے عشق کا محرک ہوتا ہے اور دنیا کی محبت پیدا کرتا ہے مجھ پر کچھ اثر نہیں کرتا اور جس دنیا کا ذکر
اس غنا مین ہے میرا دل اُس کی طرف متوجہ نہین ہوتا ہم اُس شخص کو جھوٹا بتائینگے کیونکہ سب طبیعتین مشترک ہین پھر گر
اس کا دل خوف آلہی کے سبب سے خواہش نفسانی سے دور ہی ہو تو یہ غنا طبیعت کو اس سے نزدیک کریگا گو کہ کتنا ہی
اس کا خوف آلہی بڑھا ہوا ہو علاوہ ازین سب سے قبیح تر جگت اور کنایہ کی باتین ہین۔ پھر یہ جگت اور کنایہ اس ذات پر کیونکر چل
سکتا ہے جو ہر ایک راز جلی و خفی کا دانا ہے۔ پھر اگر در اصل یہی بات ہو جو کچھ ایسے صوفی ...... کا خیال ہے۔ جب
بھی اتنا ضرور ہے کہ اسی شخص کے لئے مباح ہو سکتا ہے جس کی یہ صفت ہو لیکن صوفیہ نے تو مطلق طور پر مبتدی جوان اور
نادان لڑکے کے لئے بھی مباح کر دیا ہے۔ حتی کہ ابو حامد طوسی نے کہا ہے وہ تشبیب جس مین رخسارون اور زلفون کی
تعریف اور قد و قامت کا وصف اچھی عورتون کے دیگر اوصاف کا ذکر ہو صحیح یہ ہے کہ حرام نہین **مصنف**ؒ نے کہا وہ شخص جو کہ
کہتا ہے مین دنیا کے لئے راگ نہین سنتا بلکہ اُس سے فقط اشارات اخذ کرتا ہون خطا پر ہے اس کی دو وجہ ہین
ایک تو یہ کہ اشارات اخذ کرنے سے پہلے طبیعت مطلب کی طرف دوڑتی ہے۔ لہذا اُس شخص کا حال ویسا ہی ہے
جیسا دوسرے شخص نے کہا تھا کہ مین صنعت آلہی مین غور کرنے کے لئے خوبصورت عورت کو دیکھتا ہون۔

بن احمد عن ابیہ عن اسحٰق بن عیسےٰ الطباخ قال سالت مالک بن انس عما یرخص فیہ اھل المدینۃ من الغنا فقال انما یفعلہ الفساق

فصل وانبانا ابو الطیب الطبری قال اما مالک بن انس فانہ نھی عن الغنا وعن استماعہ وقال اذا اشتری جاریۃ فوجدھا مغنیۃ کان لہ ردھا بالعیب وھو مذھب سائر اھل المدینۃ الا ابراھیم بن سعد وحدہ فانہ قد حکی زکریا الساجی انہ کان لا یری بہ باسا **فصل** واما مذھب ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ **فعن** ابی الطیب الطبری قال کان ابو حنیفۃ یکرہ الغنا مع اباحتہ شرب النبیذ ویجعل سماع الغنا من الذنوب قال وکذلک مذھب سائر اھل الکوفۃ ھی ابراھیم والشعبی وحماد وسفیان الثوری وغیرھم لا اختلاف بینہم فی ذلک قال ولا یعرف بین اھل البصرۃ خلافا فی کراھۃ ذلک المنع منہ الا ما روی عبید اللہ بن الحسین العنبری انہ کان لا یری بہ باسا **فصل** واما مذھب الشافعی رحمہ اللہ **فحدثنا** الحسن بن عبد العزیز الجروی قال سمعت محمد بن ادریس الشافعی یقول خلفت بالعراق شیئا احدثتہ الزنادقۃ یسمونہ التغبیر یشغلون بہ الناس عن القرآن **قال المصنف** وقد ذکر ابو منصور الازھری المغبرۃ قوم یغبرون بذکر اللہ بدعاء وتضرع **وقد** سموا ما یطربون بہ من الشعر فی ذکر اللہ تغبیرا کانہم اذا تناشدوھا بالالحان طربوا ورقصوا فسموا مغبرۃ لہذا المعنی **وقال** الزجاج سموا مغبرین لتزھیدھم الناس فی الفانی من الدنیا وترغیبھم فی الآخرۃ **وحدثنا**

ترجمہ بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اسحٰق بن عیسےٰ نے کہا میں نے مالک بن انس سے اُس غنا کی نسبت سوال کیا جس کی اہل مدینہ اجازت دیتے ہیں جواب دیا کہ یہ فعل فاسقوں کا ہے **فصل** ابو الطیب طبری نے کہا مالکؒ نے راگ اور اُس کے سننے سے منع کیا اور کہا کہ اگر کسی لونڈی کو خرید ا اور اُس کو گانے والی پایا تو اس عیب کی وجہ سے اس کا لوٹا دینا مشتری کو جائز ہے تمام علمائے مدینہ کا یہی مذہب ہے بجز ایک ابرٰہیم بن سعد کے ان کی نسبت زکریا ساجی نے نقل کیا ہے کہ اس عیب میں کچھ ہرج نہ گنتے تھے **فصل** ابو حنیفہ کے مذہب کی بابت ابو الطیب طبری نے کہا کہ ابو حنیفہ باوجود نبیذ کے پینے کو مباح بتانے کے غنا کو مکروہ کہتے ہیں۔ اور راگ سننا گناہ قرار دیتے ہیں اور یہی مذہب تمام اہل کوفہ ابراہیم اور شعبی اور حماد اور سفیان ثوری وغیرہ کا ہے اس بارے میں اُن کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور اہل بصرہ میں بھی اس کے مکروہ و ممنوع ہونے میں خلاف نہیں پایا جاتا صرف عبید اللہ بن حسین عنبری سے اتنا مروی ہے کہ وہ اس میں کچھ ڈر نہ جانتے تھے **فصل** شافعی کے مذہب کی نسبت حسن بن عبد العزیز جروی نے بیان کیا کہ مینے محمد بن ادریس شافعی سے سُنا کہتے تھے میں عراق میں ایک چیز چھوڑ آیا ہوں جس کو زندیقوں نے نکالا ہے اُس کا نام تغبیر رکھا ہے اُس کے ذریعہ سے لوگوں کو قرآن سے باز رکھتے ہیں **مصنف**ؒ نے کہا ابو منصور ازہری نے بیان کیا کہ مغبرہ وہ لوگ ہیں جو ذکر آلہی کو دعا اور تضرع سے بدل دیتے ہیں۔ ذکر آلہی کے اشعار کا جن پر اُن کو طرب آتا ہے تغبیر نام رکھا ہے گویا جب الحان کے ذریعہ سے اُن کو مشاہدہ حق ہوا۔ تو طرب میں آگئے اور وجد کرنے لگے اسی معنی کے لحاظ سے اس قوم کا نام مغبرہ پڑا **زجاج** نے کہا ان لوگوں کا نام مغبرہ اس لئے ہے کہ دنیائے فانی سے لوگوں کو بے رغبت کرتے ہیں اور آخرت کی ترغیب دیتے ہیں ॰

قال المصنف وقد ذكر اصحابنا عن ابي بكر الخلال وصاحبه عبد العزيز اباحة الغنا وانما اشار الى ما كان في زمانهما من القصائد الزهديات وعلى هذا يحمل ما لم يكرهه احمد ويدل على ما قلته ان احمد بن حنبل سئل عن رجل مات وخلف ولدا وجارية مغنية فاحتاج الصبي الى بيعها فقال لا تباع على انها مغنية فقيل له انها تساوي ثلاثين الف درهم ولعلها اذا بيعت ساذجة عشرين دينارا فقال لا تباع الا على انها ساذجة **قال المصنف** وانما قال هذا لان الجارية المغنية لا تغني بقصائد الزهد بل بالاشعار المطربة المثيرة للطبع الى العشق وهذا دليل على ان الغنا محظور اذ لو لم يكن محظورا ما جاز تفويت المال على اليتيم وصار هذا كقول ابي طلحة للنبي صلى الله عليه وسلم عندي خمر لايتام فقال اريقها فلو جاز استصلاحها لما امر بتضييع مال اليتامى **وروى** المروزي عن احمد بن حنبل انه قال كسب المخنث خبيث يكسبه بالغناء وهذا لان المخنث لا يغني بالقصائد انما يغني بالغزل والنوح فبان من هذه الجملة ان الروايتين عن احمد في الكراهة وعدمها يتعلق بالزهديات الملحنة **فاما الغناء** المعروف اليوم فمحظور عنده فكيف لو علم ما احدث الناس من الزيادات **فصل** واما مذهب مالك حدثنا عبد الله

ترجمہ مصنف نے کہا ہمارے اصحاب نے ابوبکر خلال اور اُن کے مصاحب عبد العزیز سے غنا کا مباح ہونا روایت کیا ہے اس کا اشارہ صرف انہیں قصاید زہدیہ کی طرف ہے جو ان دونوں بزرگوں کے زمانے میں رائج تھے اور اسی پر وہ غنا محمول ہوگا جس کو احمد نے مکروہ نہیں جانا بدلیل اس کے کہ احمد بن حنبل سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک آدمی مرگیا اور ایک بیٹا اور ایک گانے والی لونڈی چھوڑ مرا لڑکے کو اس لونڈی کے فروخت کرنے کی ضرورت پڑی احمد نے جواب دیا کہ گانے والی کہہ کر نہ بیچی جائے گی وہ شخص بولا کہ گانے والی کہنے کی حالت میں اُس کی قیمت تیس ہزار درم ہونگے اور شاید اگر وہ سادہ کہہ کر فروخت کی جائے تو فقط بیس ہی دینار کو بکے احمد نے کہا وہ یہی کہہ کر بیچی جائے گی کہ سادہ ہے **مصنف** نے کہا احمد نے یہ فتوی اس سے دیا کہ گانے والی لونڈی زہدیہ قصیدے نہیں گاتی بلکہ وہ اشعار جو طرب انگیز اور طبیعت کو عشق پر برانگیختہ کرنیوالے ہوتے ہیں گاتی ہے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ غنا ممنوع ہے کیونکہ اگر ممنوع نہ ہوتا تو احمد یتیم کا مال فوت کرنا جائز نہ رکھتے اور یہ قول ایسا ہوا جیسا ابو طلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ میرے پاس شراب ہے جو یتیموں کا مال ہی فرمایا اس کو بہا دو پس اگر اُس کی اصلاح کرنا جائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کا مال ضائع کرنے کا حکم نہ دیتے +

مروزی نے احمد بن حنبل سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا مخنث کی کمائی جس کو وہ غنا سے حاصل کرے ناپاک ہے یہ حکم اس لئے لگایا کہ مخنث قصائد نہیں گاتا بلکہ غزل اور نوحے گایا کرتا ہے اس تمام بیان سے ظاہر ہوا کہ احمد سے دو روایتیں کراہت کے بارے میں اور زہدیات کو الحان سے گانے کے غیر مکروہ ہونے میں آئی ہیں باقی سادہ غنا جو آجکل معروف و مشہور ہے احمد کے نزدیک ممنوع ہے اور اگر اُن کو یہ معلوم ہوتا کہ لوگوں نے کیا کیا نئی نئی باتیں نکالی ہیں تو خدا جانے کیا حکم دیتے **فصل** مالک کے مذہب کی نسبت عبد اللہ

ن: فبان

ن: نعنی

فاما الاستدلال من القرآن فبثلاث آيات **الاية الاولى** قوله تعالى ومن الناس من يشتري لهو الحديث
حدثنا سعيد بن جبير عن ابي الصهبا قال سالت بن مسعود عن قول الله عز وجل ومن الناس من يشتري لهو الحديث
فقال هو والله الغنا وحدثنا عطاء بن السائب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس ومن الناس من يشتري لهو الحديث
قال هو الغنا واشباهه **وعن** مجاهد قال هو الغنا **وعن سعيد** بن بشار قال سالت عكرمة عن لهو الحديث
قال هو الغنا **وكذلك** قال الحسن **و**سعيد بن جبير **و**قتادة **و**ابراهيم النخعي **الاية الثانية** قوله تعالى
وانتم سامدون حدثنا يحيى بن سعيد عن سفيان عن ابيه عن عكرمه عن ابن عباس وانتم سامدون قال
هو الغنا بالحميرية اسمدي لنا غني لنا **قال** مجاهد هو الغنا يقول اهل اليمن سمد فلان اذا غني
الاية الثالثة قوله تعالى واستفزز من استطعت منهم بصوتك حدثنا سفيان الثوري
عن ليث عن مجاهد واستفزز من استطعت منهم بصوتك قال هو الغنا والمزامير **واما السنة** فحدثنا
نافع عن ابن عمر انه سمع صوت زمارة راع فوضع اصبعيه في اذنيه وعدل راحلته عن الطريق وهو يقول يا نافع اسمع فاقول
نعم فيمضي حتى قلت لا فوضع يديه واعاد راحلته الى الطريق **وقال** رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترجمہ قرآن سے استدلال مین تین آیتین لاتے ہین پہلی آیت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث یعنی بعض لوگ کھیل کی
بات خریدتے ہین سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ابو الصہبار نے کہا مینے عبداللہ بن مسعود سے اس آیت کے معنی پوچھے **ومن الناس**
من یشتری لھو الحدیث جواب دیا کہ خدا کی قسم وہ غنا ہے **عطاء بن سائب** نے سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ ابن عباس نے کہا
ومن الناس من یشتری لھو الحدیث سے مراد غنا اور اس کے مشابہ اور چیزین ہین مجاہد نے کہا لھو الحدیث کے معنی غنا ہین۔
سعید بن بشار کہتے ہین مینے عکرمہ سے لہو الحدیث کے بارے مین سوال کیا جواب دیا کہ وہ غنا ہے **حسن** اور سعید
بن جبیر اور قتادہ اور ابراہیم نخعی کا قول بھی یہی ہے **دوسری آیت** وانتم سامدون یعنی تم غافل ہو **یحیی بن سعید** نے بیان
کیا کہ سفیان نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ عکرمہ نے ابن عباس سے نقل کیا کہ انھون نے کہا وانتم سامدون سے مراد غنا ہی قبیلہ حمیر مین
محاورہ ہے اسمدی لنا جس کے معنی ہین غنی لنا یعنی ہم کو گانا سناؤ **مجاہد** نے کہا سامدون کے معنی غنا ہین۔
جب کوئی گاتا ہے تو اہل یمن بولتے ہین سمد فلان یعنی فلان شخص نے راگ گایا **تیسری آیت** واستفزز
من استطعت منہم بصوتک یعنی اے ابلیس جس کو تجھ سے ہو سکے اپنی آواز سنا کر اپنی طرف ابھارے **سفیان ثوری** نے
لیث سے روایت کیا کہ مجاہد نے کہا اس آیت سے مراد غنا و مزامیر ہین **سنت** سے یون استدلال کرتے ہین نافع نے کہا ایک بار ابن
عمر نے کسی چرواہے کی بانسلی کی آواز سنی جلدی سے اپنے دونون کانون مین انگلیان ڈال لین اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ دیا۔
اور بار بار پوچھتے تھے کہ اے نافع کیا وہ آواز آتی ہے مین کہدیتا تھا ہان یہ سنکر چلے چلتے تھے جب مین نے کہا اب وہ آواز نہین آتی اس وقت
اپنے ہاتھ کانون سے جدا کئے اور سواری کو راستے کی طرف لوٹایا اور بولے کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

هبة الله بن احمد الجريري عن ابی الطیب طاهر بن عبد الله الطبری **قال** قال الشافعی الغنا لهو مکروه
یشبه الباطل ومن استکثر منه فهو سفیه ترد شهادته **قال** وکان الشافعی یکره التغبیر **قال** الطبری فقد اجمع
علماء الامصار علی کراهة الغنا والمنع منه وانما فارق الجماعة ابراهیم بن سعد وعبید الله العنبری **وقد قال** رسول
الله صلی الله علیه وسلم علیکم بالسواد الاعظم **وقال** من فارق الجماعة فقد مات میتة جاهلیة **قال المصنف**
قد کان رؤساء اصحاب الشافعی ینکرون السماع **واما** قدماءهم فلا یعرف بینهم خلاف **وانما** اکابر المتاخرین فعلی الانکار
منهم ابو الطیب الطبری وله فی ذم الغناء والمنع کتاب مصنف حدثنا به عنه ابو القاسم الحریری **ومنهم** القاضی
ابو بکر محمد بن المظفر الشامی انبانا عبد الوهاب بن المبارك الانماطی عنه قال لا یجوز الغناء ولا سماعه ولا الضرب
بالقضیب قال ومن اضاف الی الشافعی فقد کذب علیه **وقد** نص الشافعی فی کتاب ادب القضاء علی ان الرجل
اذا دام علی سماع الغناء ردت شهادته وبطلت عدالته **قال المصنف** وهذا قول علماء الشافعیة واهل
التدین منهم وانما رخص فی ذلك من متاخریهم من قل علمه وغلبه هواه **وقال** الفقهاء من اصحابنا لا تقبل شهادة
المغنی والرقاص **فصل** فی ذکر الادلة علی کراهة الغنا والمنع منه **قال المصنف** قد استدل اصحابنا بالقرآن والسنة والمعنی

ترجمہ ہبۃ اللہ بن احمد جریری نے ابو الطیب طاہر بن عبد اللہ طبری سے روایت کیا۔ کہ شافعی رح نے کہا غنا ایک لہو مکروہ ہے۔
جو باطل چیز کے مشابہ ہے جو شخص زیادہ غنا سُنے گا۔ وہ بیوقوف ہے اِس کی شہادت رد کی جائے گی **ابو الطیب** نے کہا
شافعی رح تغبیر کو مکروہ بتاتے تھے۔ اور نیز طبری نے کہا کہ ہر شہر کے علمار نے غنا کے مکروہ و ممنوع ہونے پر اتفاق کیا ہے۔
صرف ابراہیم بن سعد اور عبد اللہ عنبری علما کی جماعت سے جدا ہو گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم
بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ اور نیز فرمایا جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا **مصنف** رح نے
کہا اصحاب شافعی میں بڑے بڑے لوگ سماع کا انکار کرتے تھے ان میں سے متقدمین میں تو باہم انکار کرتے ہیں کوئی اختلاف
ہی نہیں پایا جاتا اور متاخرین میں جو اکابر ہیں وہ انکار پر ہیں اِن میں سے ایک ابو الطیب طبری ہیں جنہوں نے غنا کے مذموم و
ممنوع ہونے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ ابو القاسم حریری نے ابو الطیب سے وہ کتاب روایت کی ہے اور ایک اُن میں سے قاضی
ابو بکر محمد بن مظفر شامی ہیں جن سے عبد الوہاب بن مبارک انماطی نے روایت فرمایا کہ کہتے تھے راگ اور اُس کا سننا اور عود وغیرہ
بجانا جائز نہیں اور کہتے تھے کہ جو شخص شافعی کی طرف غنا کو منسوب کرے اُس نے انپر بہتان باندھا **شافعی** نے کتاب ادب القضاء میں قطعی
طور سے کہا ہے کہ جو آدمی راگ سننے پر مداومت کرے اُس کی شہادت مردود اور عدالت باطل ہے **مصنف** نے کہا علمار شافعیہ اور اہل دیانت
کا یہی قول ہے فقط اس کی نسبت متاخرین شافعیہ میں سے ان لوگوں نے رخصت دی ہے جنکا علم کم تھا اور ہوائے نفسانی انپر غالب تھی **فقہاء** حنبلیہ
کا قول ہے۔ کہ مغنی اور رقاص کی شہادت مقبول نہیں ہوگی **فصل** (غنا کے مکروہ و ممنوع ہونے کی دلائل کے بیان میں) **مصنف**
نے کہا ہمارے اصحاب یعنی حنبلیہ نے قرآن اور سنت اور آثار سے استدلال کیا ہے۔

وشق جیوب ورنة الشیطان وحدثنا عکرمة عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثت بھدم المزمار والطبل وفی روایة اخرے بعثت لکسر المزامیر وحدثنا ابو الفرج بن فضالة عن یحیی بن سعید عن محمد بن عمر عن ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فعلت امتی خمسة عشر خصلة حل بھا البلاء فذکر منھا اذا اتخذت القیان والمعازف وحدثنا محمد بن یزید عن المستلم بن سعید عن رمیح الجذامی عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتخذ الفیئ دولا والامانة مغنما والزکوة مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امرأته وعق امه وادنی صدیقه واقصی اباه وظھرت الاصوات فی المساجد وساد القبیلة فاسقھم وکان زعیم القوم ارذلھم واکرم الرجل مخافة شره وظھرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن آخر ھذه الامة اولھا فلیرتقبوا عند ذلک ریحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا وآیات تتابع کنظام بال قطع سلکه فتتابع وقد روی عن سھل بن سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال یکون فی امتی خسف وقذف ومسخ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی قال اذا ظھرت المعازف والقینات واستحلت الخمر

ترجمہ اور گریبان پھاڑنے اور شیطانی نوحہ کرنے سے منع کیا ہے عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اللہ تعالی نے مزمار اور ڈھول کے تباہ کرنے کو مبعوث فرمایا ہے دوسری روایت میں آیا ہے کہ مزامیر کو توڑ ڈالنے کو بھیجا ہے۔ ابو الفرج بن فضالہ نے یحیی بن سعید سے روایت کیا کہ محمد بن عمر نے حضرت علی سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت پندرہ خصلتیں اختیار کریگی تو اس پر بلا نازل ہوگی منجملہ پندرہ میں سے ایک آپ نے یہ فرمایا گانے والی لونڈیاں اور گانے بجانے کی چیزیں اختیار کریں گے محمد بن یزید نے مستلم بن سعید سے روایت کیا کہ رمیح جذامی نے ابو ہریرہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ محصول مملکت کو اپنی دولت بنا لینگے اور امانت کو غنیمت اور زکوة کو تاوان سمجھیں گے اور غیر دین کے لئے علم پڑھیں گے اور آدمی اپنی بی بی کا کہنا مانے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا اپنے دوست کو آرام پہونچائیگا۔ اور اپنے باپ کو ستائیگا اور مسجدوں میں شور مچائینگے۔ اور خاندان کا سردار فاسق شخص ہوگا اور قوم کا رئیس ایک رذیل آدمی ہوگا۔ اور انسان کے شر و فساد سے ڈر کر لوگ اس کی تعظیم کریں گے اور گانے والیاں اور گانے بجانے کی چیزیں علم طور پر ظاہر ہوں گی اور شرابیں پی جائینگی اور اس امت کے پچھلے لوگ اپنے پہلے والوں کو لعنت کریں گے اس حالت میں لوگ منتظر رہیں کہ ایک سرخ آندھی آئے گی اور زلزلہ آئیگا اور خسف واقع ہوگا۔ اور صورتیں مسخ ہو جائینگی اور آسمان سے پتھر برسیں گے اور ان کے علاوہ اور آیتیں پے در پے ظہور کریں گے جس طرح کسی موتی کی لڑی کا ڈورا توڑ دیا جائے اور موتی لگاتار گرتے چلے جائیں سہل بن سعد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں خسف یعنی زمین میں دھس جانا اور قذف یعنی آسمان سے پتھر برسنا اور مسخ یعنی صورتوں کا بدل جانا واقع ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول کیا ہوگا جب گانے بجانے کی چیزیں اور گانے والیاں ظاہر ہوں اور شراب حلال سمجھی جائے

سمعہ زمارۃ راع فصنعہ مثل ہذا **قال المصنف** اذا کان ہذا فعلہم فی حق صوت لا یخرج عن الاعتدال فکیف بغناء اہل الزمان و زمورہم **وحدثنا** علی بن یزید عن القاسم ابن ابی امامۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن شری المغنیات و بیعہن و تعلیمہن وقال ثمنہن حرام وقرأ ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذہا ہزوا اولئک لہم عذاب مہین **وقال** علیہ السلام ما من رجل یرفع صوتہ للغناء الا بعث اللہ الیہ شیطانین یرتد فانہ ہذا من ذا الجانب وہذا من ذا الجانب فلا یزالان یضربان بارجلہما فی صدرہ حتی یکون ہو الذی یسکت **وروت** عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ عز وجل حرم المغنیۃ و بیعہا و ثمنہا و تعلیمہا والاستماع الیہا ثم قرأ ومن الناس من یشتری لہو الحدیث **وروی** عبد الرحمن بن عوف عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال نہیت عن صوتین احمقین فاجرین صوت عند نغمۃ وصوت عند مصیبۃ **وعن** ابن عمر قال دخلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ابنہ ابراہیم یجود بنفسہ فاخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعہ فی حجرہ ففاضت عیناہ فقلت یا رسول اللہ اتبکی وتنہی عن البکاء فقال لیست عن البکاء نہیت ولکن نہیت عن صوتین احمقین فاجرین صوت عند نغمۃ وصوت عند مصیبۃ ضرب وجہہ

ترجمہ کسی چیز واسطے کی بانسلی سُنی تھی تو آپ نے یہی عمل فرمایا تھا جیسا میں نے کیا **مصنف** نے کہا جب صحابہ کا یہ فعل اس آواز پر تھا جو اعتدال سے خارج نہیں کرتی تو پھر اس زمانے والوں کے راگ اور باجوں کا کیا کہنا جائے **علی بن یزید** نے روایت کیا کہ قاسم بن ابی امامہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانیوالی لونڈیوں کے خریدنے اور بیچنے اور تعلیم کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اُن کی قیمت حرام ہے اور یہ آیت پڑھی ومن الناس من یشتری الخ یعنی بعض لوگ ایسے ہیں کہ لہو کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ خدا کی راہ سے گمراہ کریں۔ اور اُس کو ایک تمسخر سمجھیں ایسے ہی لوگوں کے لئے ذلت بخش عذاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آدمی گانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو شیطان بھیجتا ہے وہ دونوں اُس کے اوپر سوار ہو جاتے ایک اس جانب دوسرا اُس جانب ہوتا ہے اپنے پاؤں اس گانے والے کے سینے میں مارتے رہتے ہیں حتی کہ گانے سے خاموش ہو رہے **عائشہؓ** نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عز وجل نے فرمایا اللہ عز وجل نے گانے والی لونڈی کا خریدنا اور فروخت کرنا اور تعلیم دینا اور اس کا راگ سننا سب حرام کر دیا ہے اتنا فرما کر یہ آیت پڑھی ومن الناس من یشتری لہو الحدیث **عبد الرحمن بن عوف** نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو اللہ تعالیٰ نے دو آوازوں سے جن میں حماقت اور فجور پایا جاتا ہے منع فرمایا ہے ایک نغمہ کی آواز دوسرے مصیبت کے وقت کی آواز **ابن عمر** نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گیا آپ کے صاحبزادے ابراہیم اسوقت دم توڑ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی گود میں لے لیا اور آپ کی آنکھیں بھر آئیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ خود تو روتے ہیں اور دوسروں کو رونے سے منع فرماتے ہیں ارشاد فرمایا مجھکو رونے سے نہیں منع کیا گیا بلکہ حماقت اور فجور بھری ہوئی دو آوازوں سے ممانعت فرمائی گئی ہے ایک نغمہ کی آواز سے

قال الشعبی لعن المغنی والمغنی له **واخبرنا** ابوحفص عمر بن عبیدالله الارموی قال کتب عمر بن عبدالعزیز الی مؤدب ولدہ لیکن اول ما یعتقدون من ادبك بغض الملاهی التی بدؤها من الشیطان وعاقبتها سخط الرحمان فانه بلغنی عن الثقات من حملة العلم ان حضور المعازف واستماع الاغانی واللهج بها ینبت النفاق فی القلب کما ینبت العشب الماء **ولعمری** لتوقی ذلك بترك حضور تلك المواطن ایسر علی ذی الذهن من الثبوت علی النفاق فی قلبه **وقال** فضیل بن عیاض الغناء رقیة الزنا **وقال** الضحاك الغنا مفسدة القلب مسخطة للرب **وقال** زید بن الولید یا بنی امیة ایاکم والغنا فانه یزید الشهوة ویهدم المروة وانه لینوب عن الخمر ویفعل ما یفعل السکر فان کنتم لا بد فاعلین فجنبوه النساء فان الغناء داعیة الزنا **قال المصنف** وکم فتنت الاصوات بالغنا من عابد وزاهد **وقد** ذکرنا جملة من اخبارهم فی کتابنا المسمی بذم الهوی **عن** عبدالرحمن بن ابی الزناد عن ابیه قال کان سلیمان بن عبدالملك فی بادیة له فسهر لیلة علی ظهر سطح ثم تفرق عنه جلساؤہ فدعا بوضوء فجاءت به جاریة له فبینا هی تصب علیه اذ استمدها بیدہ واشار الیها فاذا هی ساهیة مصغیة بسمعها مائلة بجسدها کله الی صوت غنا یسمعه فی ناحیة العسکر فامرها فتنحت

ترجمہ شعبی نے کہا گانے والے اور گوانے والے پر لعنت ہے **ابوحفص عمر** بن عبیداللہ موری نے کہا عمر بن عبدالعزیز نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو تحریر کیا کہ تمہاری تعلیم مین سے پہلا عقیدہ ان لوگون کا یہ ہونا چاہئے کہ لہو کی چیزون سے سخت نفرت رکھین لہو کی چیزون کا آغاز شیطان کی طرف سے ہے اور انجام اس کا خداتعالےٰ کی ناراضی ہے مینے علماے ثقات سے سنا ہے کہ باجون کی محفل مین جانا اور راگ سننا اور اُن کا دلدادہ رہنا دل مین نفاق اگا دیتا ہے جس طرح گھانس کو پانی اوگاتا ہے اور اپنی جان کی قسم کہ ایسے مقامات مین جانا چھوڑ کر اس بلا سے محفوظ رہنا صاحب عقل کے لئے اس سے زیادہ آسانی ہے کہ اپنے دل کے نفاق پر ثابت قدم رہے **فضیل** بن عیاض کا قول ہے غنا منتر ہے زنا کا **ضحاک** نے کہا غنا دل کو خراب اور خدا کو ناراض کرتا ہے **زید بن ولید** نے کہا اے بنی امیہ تم غنا سے دور رہو کیونکہ غنا شہوت کو بڑہاتا ہے اور آدمیت کی بنیاد ڈھاتا ہے۔ اور شراب کا قائم مقام ہے اور نشہ کا عمل کرتا ہے اور اچھا اگر تم ضرور ہی ایسا کرو تو عورتون کو اس سے دور رکھو کیونکہ غنا حرام کاری کی طرف بلاتا ہے **مصنف** نے کہا راگ کی آوازین سنکر بہت سے عابد اور زاہد فتنہ مین پڑگئے ہین جن کی کچھ حکایتین ہم نے اپنی کتاب موسوم بذم الہوی مین نقل کی ہین **عبدالرحمن بن ابی الزناد** اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ ایکبار سلیمان بن عبدالملک اپنے ڈیرے مین تھے ایک رات کوٹھے پر دیر تک جاگتے تھے جب اُن کے اہل جلسہ چلے گئے۔ تو وضو کے لئے پانی مانگا ایک لونڈی لے کر آئی وہ وضو کرانے کے لئے پانی ڈال رہی تھی کہ اسی اثنا مین سلیمان نے اپنے ہاتھ کے لئے اس لونڈی سے کچھ مدد چاہی۔ اور اُس کی طرف کچھ اشارہ کیا کیا دیکھتے ہین کہ وہ بالکل غافل ہو رہی ہے اور کان لگائے ہوئے اور اپنا تمام بدن جھکائے ہوئے ایک راگ کی آواز سن رہی ہے جو لشکر کی جانب سے آتی تھی سلیمان نے بھی وہ آواز سنی اُس لونڈی کو حکم دیا وہ الگ ہوگئی +

وانبانا ابو الحسن سعد الخیر بن محمد الانصاری فی کتاب السنن لابن ماجۃ یرفعہ الی یحیی بن العلاء انہ سمع صفوان بن امیۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء عمرو بن قرۃ فقال یا رسول اللہ ان اللہ عزوجل قد کتب علی شقوۃ فما ارانی ارزق الا من دفی بکفی فاذن لی فی الغنا فی غیر فاحشۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا آذن لک ولا کرامۃ ولا نعمۃ عین کذبت یا عدو اللہ لقد رزقک اللہ حلالا طیبا فاخترت ما حرم اللہ علیک من رزقہ مکان ما احل اللہ لک من حلالہ ولو کنت تقدمت الیک لفعلت بک وفعلت قم عنی وتب الی اللہ اما انک لو قلت بعد التقدمۃ الیک ضربتک ضربا وجیعا وجعلت راسک مثلۃ ونفیتک من اھلک واحللت سلبک نھبۃ لفتیان المدینۃ فقام عمرو وبہ من الشر والحزن ما لا یعلمہ الا اللہ فلما ولی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھؤلاء العصاۃ من مات منھم بغیر توبۃ حشرہ اللہ عریانا لا یستتر بھدبۃ کلما قام صرع **واما الآثار** فقال ابن مسعود الغنا ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل وقال اذا رکب الرجل الدابۃ ولم یسم ردفہ الشیطان وقال تغنہ فان لم یحسن قال لہ تمنہ **ومر** ابن عمر بقوم محرمین وفیھم رجل یتغنی فقال الا لا یسمع اللہ لکم **وسأل** رجل القسم بن محمد عن الغنا فقال انھاک عنہ واکرھہ لک قال حرام ھو قال انظر یا ابن اخی اذا میز اللہ عزوجل الحق من الباطل فی ایھما یجعل الغنا

ترجمہ ابو الحسن سعد الخیر بن محمد انصاری نے کتاب السنن ابن ماجہ مین بروایت یحیی بن العلا بیان کیا کہ انہون نے صفوان بن امیہ سے سُنا کہتے تھے کہ ہم ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اتنے مین عمرو بن قرہ نے آکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے لئے اللہ تعالی نے شقاوت اور بدبختی مقدر فرمائی ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ مجکو بغیر دف بجانے کے رزق نہین مل سکتا آپ مجکو غنا کی اجازت دیدیجئے مین فحش گانا نہین گاؤن گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تجھکو اجازت نہ دون گا اور نہ تیری عزت کرونگا اور نہ تجھ کو چشم عطا سے دیکھونگا اے خدا کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے اللہ تعالی نے تجھکو حلال اور پاک رزق عطا فرمایا ہے اور تو خدا کے رزق مین سے حرام اختیار کرتا ہے **اگر** مین تجھ کو پیشتر ممانعت کر چکا ہوتا تو اس وقت تجھ سے بری طرح پیش آتا چل میرے پاس سے اُٹھ کھڑا ہو۔ اور خدا کے سامنے توبہ کر یاد رکھہ اگر اب سمجھانے کے بعد تو نے ایسا کیا تو مین تجھ کو دردناک مار مارون گا اور تیرا مونہ بگاڑ دون گا اور تجھ کو تیرے گھر بار سے نکال کر شہر بدر کرون گا۔ اور تیرا رخت و اسباب مدینہ کے نوجوانون مین لٹوا دون گا یہ باتین سُنکر عمرو بن قرہ نہایت غمناک اور اندوہگین وہان سے اُٹھکر چلے گئے جب وہ جا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہی لوگ عاصی و نافرمان ہین جو کوئی انمین سے بغیر توبہ مریگا حشر مین اللہ تعالی اُس کو ننگا اُٹھائیگا ایک چیتھڑا بھی بدن پر نہوگا جب کھڑا ہونے لگے گا لڑکھڑا کر گر پڑیگا **آثار** سے یون استدلال لاتے ہین **ابن مسعود** نے کہا غنا دل مین نفاق اوگا دیتا ہے جسطرح پانی سبزی کو اُگاتا ہے اور کہا جب آدمی چوپایہ پر سوار ہوتا ہے اور بسم اللہ نہین کرتا شیطان اُس کے پیچھے بیٹھ لیتا ہے اور اُس سے کہتا ہے گانا گا اگر اُس کو گانا اچھی طرح نہین آتا تو شیطان کہتا ہے آوازہی بنا **ابن عمر** ایکبار کچھ لوگون پر گذرے جو احرام باندھے ہوئے تھے انمین ایک آدمی غنا کرتا تھا کہنے لگے خدا تمہاری نہ سنے یعنی تمپر توجہ نہ کرے **قاسم** بن محمد سے کسی نے غنا کے بارے مین پوچھا جوابدیا کہ مین تمکو غنا سے منع کرتا ہون اور تمہارے لئے برا جانتا ہون وہ بولا کہ بھلا کیا غنا حرام ہے قاسم نے کہا اے برادرزادے جب اللہ نے حق اور باطل مین تمیز کردی تو غنا کو کس

المغنین **واما الغنا قال المصنف** فقد بینا ان الغنا یخرج الانسان عن الاعتدال وتغییر العقل وبیان هذا ان الانسان اذا طرب فعل ما یستقبحه فی حال صحته من غیر تحریک الراس وتصفیق یدیه ودق الارض برجله الی غیر ذلک مما یفعله ارباب العقول السخیفة **والغنا** یوجب ذلک بل تقارب فعله فعل الخمر فی تغطیة العقل فینبغی ان یقع المنع منه **وذکر** عند محمد بن منصور من اصحاب القصائد فقال هؤلاء الفرارون من الله عز وجل لو ناصحوا الله وصدقوه لاقادهم فی سرائرهم ما یشتغلهم عن کثرة التلاقی **قال** ابو عبد الله بن بطة العکبری سألنی سائل عن استماع الغنی فنهیته عن ذلک واعلمته انه مما انکره العلما واستحسنه السفهاء وانما یفعله طائفة سموا بالصوفیة وسماهم المحققون الجبریه اهل همم دنیة وشرائع بدعیة یظهرون الزهد وکل اشیاءهم ظلمة یدعون الشوق والمحبة باسقاط الخوف والرجا یستمعونه من الاحداث والنساء ویطربون ویصفقون ویتغاشون ویتماوتون ویزعمون ان ذلک من شدة حبهم لربهم وشوقهم الیه تعالی الله عما یقول الجاهلون علوا کبیرا

فصل فی ذکر الشبه التی تعلق بها من اجاز سماع الغنی فمنها

حدیث عائشة ان جاریتین کانتا یضربان عندها بدفین وفی بعض الفاظها دخل علی ابو بکر

ترجمہ گانے والے ہیں بکو خصی کرڈالو **مصنف** رح نے کہا غنا کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ اعتدال سے خارج کر دیتا ہے اور عقل میں تغیر لاتا ہے توضیح اس کی یہ ہے کہ انسان جب طرب ونشاط میں آتا ہے تو باوجود صحت ہوش وحواس کے ایسی حرکتیں کرگذرتا ہے جو بری معلوم ہوتی ہیں مثلاً سر ہلانا تالی بجانا زمین پر پاؤں ٹپکنا وغیرہ جو رکیک عقل والے کرتے ہیں اور راگ ایسی حرکتوں کا باعث ہوتا ہے۔ بلکہ اس میں تریب قریب شراب کا خاصہ ہے کہ عقل کو ڈھانک لیتا ہے۔ لہذا ضروری ہے۔ کہ اس سے منع کیا جائے **محمد بن منصور** کے سامنے قصیدے سننے والوں کا تذکرہ آیا کہنے لگے کہ یہ لوگ خدا کی طرف سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اگر اللہ تعالے سے حسن معاملت اور صدق نیت رکھتے تو وہ اُن کے دلوں میں ایسی باتیں القا فرماتا کہ یہ لوگ بیہودہ باتوں میں پڑنے سے باز رہتے ❊ **ابو عبد اللہ بن بطہ عکبری** نے کہا مجھ سے ایک شخص نے گانا سننے کی نسبت سوال کیا میں نے اُس کو ممانعت کی اور بتایا کہ غنا کو علما برا سمجھتے ہیں اور بیوقوف لوگ اچھا جانتے ہیں ایک گروہ اس حرکت کے مرتکب ہیں جن کو صوفیہ کہتے ہیں اور اہل تحقیق نے ان کا نام احمق برے لوگ کم ہمت والے بدعت کے طریقوں والے رکھا ہے۔ یہ لوگ زہد کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اُن کی سب باتیں تیرہ دلی کی ہیں امید وبیم سے آزاد ہو کر شوق ومحبت کا جھوٹا دعوی کرتے ہیں امردوں اور عورتوں سے گانا سُنکر طرب میں آتے ہیں اور تالیا بجاتے ہیں اور بیہوش اور مردہ بن جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کی شدت محبت اور کثرت شوق میں ان کا یہ حال ہو گیا نعوذ باللہ یہ جاہل جو کچھ بکتے ہیں ایسی باتوں سے اللہ تعالی نہایت پاک اور برتر ہے ❊ **فصل** (اُن شبہات کے بیان میں جن سے گانا سننے کو جائز بتلانے والے دلیل لاتے ہیں)۔ ایک تو حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ اُن کے پاس دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں۔ اور بعض الفاظ حضرت عائشہ کے یہ ہیں کہ میرے پاس حضرت ابو بکر آئے

واستمع هو الصوت فاذا صوت رجل يغني فانصت له حتى فهم ما يغني به من الشعر ثم دعا جارية من جواريه غيرها
فتوضأ فلما اصبح اذن للناس اذناً عاماً فلما اخذوا مجالسهم اجرى ذكر الغناء ومن كان يسمعه ولين فيه حتى ظن القوم
انه يشتهيه فافاضوا في التليين والتحليل والتسهيل فقال هل بقي احد يسمع منه فقال رجل من القوم يا امير المؤمنين
عندي رجلان من اهل ايلة حاذقان قال واين منزلك من العسكر فاومى الى الناحية التي كان الغناء منها فقال
سليمان تبعث اليهما فوجد الرسول احدهما فاقبل به حتى ادخله على سليمان فقال له ما اسمك قال سمير فسأله
عن الغناء فقال كيف هو فيه فقال حاذق محكم قال فمتى عهدك به في ليلتي هذه الماضية قال وفي اي نواحي العسكر كنت
فذكر له الناحية التي سمع منها الصوت قال فما غنيت فذكر الشعر الذي سمعه سليمان فاقبل سليمان فقال
هدر الجمل فضبعت الناقة وهب التيس فشكرت الشاة وهدر الحمام فزافت الحمامة وغنى الرجل فطربت المرأة ثم
امر به فخصي وسأل عن الغناء اين اصله واكثر ما يكون قالوا في المدينة وهو في المخنثين وهم الحذاق به والائمة
فيه فكتب الى عامله على المدينة وهو ابوبكر بن محمد بن عمرو بن حزم ان اخص من قبلك من المخنثين

ترجمہ اور خود کان لگا کر وہ آواز سننے لگے۔ معلوم ہوا کہ کوئی آدمی گا رہا ہے اُس کی آواز ہے تو خاموش ہو کر سننے لگے حتی کہ جو شعر
وہ گا رہا تھا سمجھ گئے۔ بعد ازان اُس لونڈی کے سوا دوسری لونڈی کو بلایا۔ اور وضو کیا جب صبح ہوئی لوگون کو اذن عام دیا
کہ سب حاضر ہون جس وقت سب لوگ آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے۔ سلیمان نے راگ کا اور اُن لوگان کا جو راگ سنتے تھے ذکر
چھیڑا۔ اور اس بارے مین ایسی نرم بیانی کی کہ لوگ سمجھے سلیمان غنا کی خواہش رکھتے ہین لہذا سب کے سب غنا کے اصول تلیین تحلیل
وتسہیل وغیرہ کا ذکر کرنے لگے۔ سلیمان نے کہا بھلا کیا کوئی اور آدمی بھی تم مین ایسا باقی رہ گیا ہے جس سے کچھ سنا جائے ایک شخص
بولا یا امیر المومنین میرے یہان ایلہ کے رہنے والے دو آدمی ہین۔ جو اس فن مین حاذق ہین۔ سلیمان نے پوچھا لشکر مین تمہارا مکان
کدھر ہے اُس نے اُسی جانب اشارہ کیا۔ جدھر سے راگ کی آواز آئی تھی حکم دیا کہ ان دونون کو بلوایا جائے قاصد گیا تو اُن مین سے
ایک کو پایا اور اُس کو سلیمان کے حضور مین پہنچایا سلیمان نے اُس کا نام پوچھا کہنے لگا میرا نام سمیر ہے پھر سوال کیا کہ تو گانا کیسا جانتا ہے جواب
دیا کہ اس فن مین بہت بڑا کامل ہون پوچھا کہ تو نے کب سے نہین گایا ہے اُس نے کہا کہ حضور مین نے آج ہی رات گایا
تھا سلیمان نے پوچھا کہ تو لشکر کی کس جانب مین تھا اُس نے وہی جانب بتائی جس طرف سے آواز آئی تھی دریافت کیا کہ رات
تو کونسا شعر گاتا تھا اس نے وہی شعر بتایا جو سلیمان نے سنا تھا۔ اُسی وقت سلیمان لوگون کی طرف مخاطب ہو کر بولے۔ کہ
اونٹ بلبلاتا ہے تو اونٹنی بیخود ہو جاتی ہے۔ اور بکرا جوش شہوت مین آکر آواز نکالتا ہے تو بکری مست ہو جاتی ہے اور کبوتر
غرغراتا ہے تو کبوتری مزے مین آتی ہے۔ اور مرد راگ گاتا ہے تو عورت طرب مین آتی ہے۔ یہ کہکر حکم دیا وہ آدمی خصی
کر دیا گیا اور دریافت کیا کہ غنا کی اصل کہان سے ہے لوگون نے کہا مدینے مین مخنث لوگ اس فن کے کامل اور پیشوا ہین۔
سلیمان نے اپنے عامل ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو جو مدینہ پر حاکم تھے تحریر کیا کہ جس قدر تمہارے یہان مخنث

عن عائشة رضی اللہ عنہا انها قالت لو رای رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد وانما ينبغي للمفتي ان يزن الاحوال كما ينبغي للطبيب ان يزن الزمان والسن والبلد ثم يصف على مقدار ذلك واين الغناء بما تقاولت به الانصار يوم بعاث من غناء امرد مستحسن بالات مستطابة وصناعة يجذب اليها النفس وغزليات يذكر فيها الغزال والغزالة فهل يثبت هناك طبع هيهات بل ينزعج شوقا الى المستلذ ولا يدعي انه لا يجد ذلك الا كاذب او خارج عن حد الآدمية ومن ادعى اخذ الاشارة من ذلك الى الخالق فقد استعمل في حقه ما لا يليق به على ان الطبع مشفقة الى ما يجد من الهوى **وقد اجاب** ابو الطيب الطبري عن هذا الحديث انه قال هذا حجتنا لان ابا بكر سمى ذلك مزمور الشيطان ولم ينكر النبي صلى الله عليه وسلم على ابي بكر قوله وانما منعه من التغليظ في الانكار لحسن رفقه لا سيما في يوم العيد **وقد كانت** عائشة صغيرة في ذلك الوقت ولم ينقل عنها بعد بلوغها الا ذم الغناء **وقد** كان ابن اخيها القاسم بن محمد يذم الغناء ويمنع من سماعه وقد اخذ العلم عنها **قال المصنف** واما اللهو المذكور في الحديث الآخر فليس بصريح في الغناء فيجوز ان يكون انشاد الشعر او غيره **واما** التشبيه بالاستماع الى القينة

مشفة

ترجمہ کہ حضرت عائشہ نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ عورتوں نے کیسی کیسی نئی باتیں نکالی ہیں تو اُن کو مسجد میں آنے سے روک دیتے فتوی دینے والے کو چاہئے کہ لوگوں کے احوال کا اندازہ کرے جس طرح طبیب کو لازم ہے کہ وقت اور عمر اور شہر کا اندازہ کرکے اُسی مقدار پر علاج کرے اور بھلا کہاں اُون اشعار کا گانا جو انصار نے جنگ بعاث کے روز باہم پڑھے تھے اور کہاں خوبصورت امرد کا راگ جسکو خوشش آیندہ آلات پر گاتا ہے اور اپنا ہنر دکھاتا ہے جس کی طرف نفس کھنچتا ہے اور وہ غزلیں گاتا ہے جن میں ہرن اور ہرنی کا ذکر ہوتا ہے ایسے مقام پر طبیعت کیونکر قایم رہ سکتی ہے ہرگز نہیں بلکہ شوق سے لذیذ چیز کیجانب بہنا بانہ دوڑیگی اور اس امر کا دعوی کہ مجھ پر ایسی حالت نہیں گذرتی وہی شخص کریگا جو کہ جھوٹا یا حد آدمیت سے گذرا ہوا ہوگا اور جو کوئی یہ دعوی کرے کہ میں ان غزلیات سے خالق کی طرف اشارہ لیتا ہوں وہ اللہ تعالی کے حق میں ایسی چیز عمل میں لاتا ہے جو اُس کی ذات کے شایان نہیں ❖ علاوہ ازین طبیعت اُسی طرف مشتاق ہوگی جو خواہش اس میں پائی جاتی ہے **ابو الطیب طبری** نے اس حدیث سے یہ جواب بھی دیا ہے کہ یہ حدیث ہمارے لئے حجت ہے کیونکہ حضرت ابوبکر نے اس گانے کا نام شیطان رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر پر انکار نہیں فرمایا فقط بوجہ خوش اخلاقی کے خاص کر عید کے دن کا لحاظ کرکے انکار میں تشدد کرنے سے منع فرمایا اور حضرت عائشہ اس وقت میں کم سن تھیں اور بعد بالغ ہونیکے اُن سے بجز راگ کی مذمت کے اور کچھ منقول نہیں اور اُن کے بھتیجے قاسم بن محمد غنا کو بُرا کہتے تھے اور اُس کے سننے سے منع کرتے تھے انہوں نے بھی حضرت عائشہ سے علم حاصل کیا ہے **مصنف** نے کہا دوسری حدیث میں جو لہو کا ذکر ہے یہ غنا کے بارے میں صراحت نہیں ہے بلکہ ممکن ہے کہ شعر وغیرہ کا پڑھنا مراد ہو باقی رہی وہ حدیث جس میں گانیوالی لونڈی کی طرف کان لگانے کی ساتھ تشبیہ واقع ہوئی ہے ❖

وعندی جاریتان من جوار الانصار یغنیان بما تقاولت به الانصار یوم بعاث فقال ابو بکر امزمور الشیطان
فی بیت رسول اللہ صلعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعهما یا ابا بکر ان لکل قوم عیدا وهذا عیدنا وقد سبق ذکر هذا الحدیث
ومنها حدیث عائشۃ رضی اللہ عنها انها زفت المرأۃ الی رجل من الانصار فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا
عائشۃ ما کان معهم من اللهو فان الانصار یعجبهم اللهو وقد سبق ومنها حدیث فضالۃ بن عبید عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انه قال للہ اشد اذنا الی الرجل الحسن الصوت بالقران من صاحب القینۃ الی قینته قال
ابو الطاهر وجه الحجۃ انه ثبت تحلیل استماع الغنا اذ لا یجوز ان یقاس علی محرم ومنها حدیث ابی هریرۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی یتغنی بالقرآن ومنها حدیث حاطب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انه قال فصل ما بین الحلال والحرام ضرب الدف فالجواب اما حدیث عائشۃ فقد سبق الکلام علیها وبینا انهم
کانوا ینشدون الشعر وسمی ذلک غنا لنوع تثبت فی الانشاد وترجیع ومثل ذلک لا یخرج الطباع عن
الاعتدال وکیف یحتج بذلک الواقع فی الزمان السلیم عند قلوب صافیۃ علی هذه الاصوات المطربۃ
الواقعۃ فی زمان کدر عند نفوس قد تملکها الهوی ما هذا الا مغالطۃ للفهم اولیس قد صح فی الحدیث

ترجمہ اُس وقت انصار میں سے دو لڑکیاں میرے پاس وہ اشعار گا رہی تھیں جو جنگ بعاث کے روز انصار نے فخریہ پڑھے تھے۔
حضرت ابو بکر بولے کہ رسول اللہ کے گھر میں شیطان کے آواز کا کیا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر ان کو کچھ نہ کہو ہر قوم
میں عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے اس حدیث کا ذکر پیشتر گذر چکا عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک یہ حدیث ہے کہ ایک عورت
ایک انصاری کے ساتھ بیاہی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ان کے ساتھ لہو کی چیزوں میں سے کیا کیا تھا کیونکہ انصار
لوگ لہو کو پسند کرتے ہیں یہ حدیث بھی مذکور ہو چکی ایک فضالہ بن عبید کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے
خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنے والے کی طرف اُس سے بھی زیادہ کان لگاتا ہے کہ کوئی اپنی گانیوالی لونڈی کا گانا سنتا ہو
ابو طاہر نے کہا کہ اس حدیث سے دلیل لانے کی وجہ یہ ہے کہ گانا سننے کا جواز ثابت ہو گیا کیونکہ جائز چیز کو حرام چیز پر قیاس کرنا جائز
نہیں ایک حدیث ابو ہریرہ کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے کسی چیز کی طرف ایسی توجہ نہیں فرمائی جیسے توجہ ایسے
نبی کی طرف فرمائی جو قرآن کے ساتھ تغنی کرتا ہو (یعنی خوش آوازی) اور ایک حدیث حاطب کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
حلال اور حرام میں فرق دف بجانے سے ہوتا ہے **جواب** ان شبہات کا یہ ہے کہ عائشہؓ کی حدیث پر گفتگو پیشتر ہو چکی اور ہم بیان
کر چکے کہ وہ لڑکیاں شعر پڑھتی تھیں اور اُس کو غنا اس لئے فرمایا کہ اس میں ایک قسم کا ٹھہراؤ اور ترجیع بھی پایا جاتا تھا اور اس قسم
کے گانے سے طبیعتیں اعتدال سے باہر نہیں ہوتیں اور بھلا اس گانے سے جو شعر خوانی تھا جو ایسے زمانہ میں واقع ہوا جو فتنے سے
محفوظ تھا اور صاف قلوب کے سامنے گایا گیا کیونکر حجت ہوگی ایسے راگ گانے پر جو آجکل کی کدورت آمیز زمانے کی طرب انگیز اور آواز ویسی
گاتے ہیں جن کو ایسے لوگ سنتے ہیں جو ہوائے نفسانی کے بندے ہیں یہ صرف سمجھ کا مغالطہ ہے بھلا کیا حدیث صحیح میں نہیں آیا +

علی انہ قد قال احمد بن حنبل ارجو ان لا یکون بالدف باس فی العرس ونحوہ واکرہ الطبل **وعن** عامر بن سعید البجلی قال طلبت ثابت بن سعد وکان بدریا فوجدتہ فی عرس لہ قال واذا الجوار یغنین ویضربن بالدفوف الا تنہی عن ھذا قال لا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخص لنا فی ھذا **وحدثنا** القاسم عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اظہروا النکاح واضربوا علیہ بالغربال یعنی الدف **قال المصنف** قلت وکلما احتجوا بہ لا یجوز ان یستدل بہ علی جواز ھذا الغنی المعروف المؤثر فی الطباع **وقد** احتج لہم اقوام مفتنون بحب التصوف بما لا حجۃ فیہ **فمنہم** ابو نعیم الاصفہانی **قال** کان البراء بن مالک یمیل الی السماع ویستلذ الترنم **قال المصنف** وانما ذکر ابو نعیم ھذا عن البراء لانہ روی عنہ انہ استلقی یوما فترنم فانظر الی ھذا الاحتجاج البارد فان الانسان لا یخلو من ان یترنم فاین الترنم من سماع الغنی المطرب **وقد** استدل لہم محمد بن طاہر باشیاء لولا ان یعثر علی مثلہا جاہل فیغتر لم یصلح ذکرہا لانہا لیست بشیء **فمنہا** انہ قال فی کتابہ **باب الاقتراح علی القوال** والسنۃ فیہ فجعل الاقتراح علی القوال سنۃ استدل بما روی عمرو بن الشرید عن ابیہ قال استنشدنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شعر امیۃ فاخذ یقول ھی ھی حتی انشدتہ مائۃ قافیۃ

ترجمہ تو کچھ حرج نہیں بنا برآنکہ احمد بن حنبل نے کہا۔ اُمید ہے کہ دف مین بیاہ شادی کے دن کوئی ڈر نہ ہو اور طبل میرے نزدیک مکروہ ہے **عامر بن سعید بجلی** نے کہا مین نے ثابت بن سعید کو ایک بار تلاش کیا وہ اہل بدر مین سے تھے مجھ کو ایک شادی کی محفل مین ملے وہان کچھ لڑکیان گاتی تھین اور دف بجاتی تھین مین نے کہا آپ اس سے منع نہین کرتے وہ بولے کہ نہین منع کرتا کیونکہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقع پر اس کی اجازت فرمائی ہے **قاسم** نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نکاح کا اظہار کرو اور اس کے لئے غربال یعنی دف بجاؤ **مصنف** نے کہا جن حدیثون سے ان لوگون نے حجت پکڑی ہے اُن سے اس مشہور غنا کے جواز پر جو طبیعتون مین اثر کرتا ہے استدلال نہین لاسکتے **صوفیہ** کے لئے کچھ لوگون نے جو تصوف کی محبت مین مفتون ہو گئے ایسے اقوال سے حجت پکڑی ہے جن سے حجت نہین نکلتی **ابو نعیم اصفہانی** نے کہا براء بن مالک سماع کے مائل تھے اور ترنم کو لذیذ سمجھتے تھے **مصنف** نے کہا ابو نعیم نے براء سے صرف یہی روایت کیا ہے کہ وہ ایک روز لیٹے اور ترنم کیا۔ اس بارد حجت لانے پر غور کرنا چاہیئے کوئی انسان ایسا نہین جو ترنم نہ کرے بھلا کہان ترنم اور کجا طرب انگیز راگ سننا **محمد بن طاہر** نے صوفیہ کے لئے ایسی چیزون سے دلیل پکڑی ہے کہ اگر اُن اشیاء پر جاہلون کے پھسل پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو ذکر کرنے کی قابل نہ تھین کیونکہ محض مہملات ہین۔ ایک اُن مین سے یہ ہے کہ ابو طاہر نے اپنی کتاب مین ایک باب باندھا ہے جس مین قوال سے فرمایش کرنا سنت قرار دیا ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ عمرو بن شرید نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ کے اشعار پڑھنے کو فرمایا آپ ہر شعر پر ھی ھی یعنی اور پڑھو فرمانے لگے حتی کہ مین نے سو شعر پڑھے

فلا يمتنع ان يكون المشبه حراما فان الانسان لو قال وجدت للعسل لذة الخمر كان كلاما صحيحا وانما وقع
التشبيه بالاصغاء فى الحالين فيكون احدهما حراما وحلالا لا يمنع من التشبيه وقد قال عليه السلام انكم لترون
ربكم كما ترون القمر ليلة البدر فشبه ايضاح الروية بايضاح الروية وانكان وقع الفرق بان القمر فى وجه يحيط به نظر
الناظر والحق منزه عن ذلك والفقهاء يقولون فى ماء الوضوء لا ينشف الاعضاء لانه اثر عبادة فلا يسن مسحه كدم
الشهيد فقد جمعوا بينهما من جهة اتفاقهما فى كونهما عبادة وان افترقا فى الطهارة والنجاسة فاستدلال ابن طاهر بان القياس
لايكون الا على مباح فقه الصوفية واما قوله يتغنى بالقران فقد فسره سفيان بن عيينة فقال معناه يستغنى به وقد
فسره الشافعى فقال معناه يتحزن ويترنم وقال غيرهما يجعله مكان غنا الركبان اذا ساروا واما الضرب بالدف
فقد كان جماعة من التابعين يكسرون الدفوف وما كانت هكذا فكيف لو رأوا هذه وكان الحسن البصرى
يقول ليس الدف من سنة المرسلين فى شئ وقال عبيد القاسم بن سلام من ذهب به الى
الصوفية فهو خطأ فى التاويل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فانما معناه عندنا اعلان
النكاح واضطراب الصوت به والذكر فى الناس قال المصنف قلت ولو حمل على الدف حقيقة

ترجمہ تو اس مین کچھ قباحت نہین کہ مشبہ بہ حرام ہو کیونکہ انسان اگر یون کہے کہ مینے شہد مین شراب کا مزا پایا تو یہ کلام صحیح ہوگا حدیث
مین صرف دونون حالت مین کان لگانے کے ساتھ تشبیہ واقع ہوئی ہے پھر ایک چیز کا حرام اور دوسری کا حلال ہونا تشبیہ کے لئے
مانع نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا ہے تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جیسے چاند کو چودھوین تاریخ مین
دیکھتے ہو یہان بھی صرف صاف طور پر دیکھنے مین تشبیہ دی گئی ہے گو کہ باہم فرق واقع ہے کیونکہ چاند ایسی چیز ہے جسکو دیکھنے والے
کی نگاہ احاطہ کر لیتی ہے اور اللہ تعالی اس سے منزہ و پاک ہے فقہاء وضو کے پانی کی نسبت کہتے ہین کہ اعضاء سے پونچھنا نہ چاہئے
کیونکہ وہ عبادت کا اثر ہے اُس کا پونچھنا مسنون نہین جس طرح شہید کا خون نہین پونچھا جاتا یہان خون اور پانی کو اس لیے جمع
کر دیا کہ عبادت ہونے کی رو سے دونون متفق ہین گو کہ طہارت اور نجاست کے حکم مین جدا جدا ہین اس بیان سے معلوم ہوا کہ
ابن طاہر کا یہ استدلال کہ قیاس ہمیشہ مباح چیز پر ہوا کرتا ہے صوفیہ کی فقہ دانی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ قرآن کے
پڑھنے مین غنا کرے اس کے معنی سفیان بن عیینہ نے یہی لئے ہین کہ خوش آوازی سے پڑھے شافعی رح نے یہ تفسیر کی ہے غناک
آواز سے ترنم کے ساتھ پڑھے ان دونون کے سوا دوسرے علما اس غنا کو ایسا گردانتے ہین جیسے اونٹون پر چلنے والے رات کو گاتے چلتے ہین
باقی رہا دف کا بجانا تابعین کی ایک جماعت دفون کو توڑ ڈالا کرتے تھے حالانکہ اسوقت ایسے دف نہ تھے جیسے آج کل ہین اگر ان دفون کو دیکھتے
خدا جانے کیا کرتے حسن بصری کہتے ہین کہ پیغمبرون کی سنت مین سے دف کسی چیز مین داخل نہین ابو عبید القاسم بن سلام نے
کہا صوفیہ مین سے جو دف کو جائز رکھتے ہین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجت لاتے ہین خطا پر ہین کیونکہ ہمارے نزدیک اُس کے
معنی یہ ہین کہ نکاح کا اعلان ہو اور سب مین اس کا شور مچ جائے اور لوگون مین چرچا ہونے لگے مصنف نے کہا اگر دف کو حقیقی معنون پر بھی محمول کیا جائے

رسالة معتبرة بانفاس .. ان زرت فديتك قف لي غير محتشم - فان حبك لي قد شاع في الناس - وكان قولي لمن ادى
رسالتها - قف لي لامشي على العينين والراس - فقال ابو علي فعند ما رأيت هذا لا يمكنني ان افتي في هذه المسالة بحظر
ولا اباحة **قال المصنف** وهذه الحكاية ان صدق فيها محمد بن طاهر فان شيخنا ابن ناصر الحافظ كان يقول ليس
محمد بن طاهر بثقة حملنا هذه الابيات على انه انشدها لا انه غنى بها بقضيب ومخدة اذ لو كان ذلك لذكره
ثم فيها كلام مختل قوله لا يمكنني ان اقول فيها بحظر ولا اباحة لانه ان كان مقلدا لهم فينبغي ان يفتي بالاباحة و
ان كان ينظر في الدليل فما يلزمه من حضورهم ثم يقدر صحتها افلا اتباع المذهب اولى لارباب
المذاهب **وقد ذكرنا عن ابي حنيفة** ومالك والشافعي واحمد رحمهم الله
ما يكفي في هذا وشيدنا هذا **وقال** ابن طاهر في كتابه باب اكرامهم القوال وافراد الموضع له واحتج
بان النبي صلى الله عليه وسلم رمى بردة كانت عليه الى كعب بن مالك لما انشده بانت سعاد وانما ذكرت
هذا ليعرف قدر فقه هذا الرجل واستنباطه والا فالزمان اشرف من ان يضيع بمثل هذا التخليط
حدثنا ابراهيم بن عبد الله وكان الناس يتبركون به قال حدثني المزني **قال مررنا**

ترجمہ اور یہ رسالہ معتبر بانفاس تھا (یا وہ خط بیخودی مین نہین بلکہ ہوش کی حالت مین تحریر کیا تھا) اس مین لکھا تھا کہ مین تجھپر قربان
جاؤن میرے پاس آ اور غرور کا برتاؤ میرے ساتھ نہ کر کیونکہ میرا تجھ سے عشق رکھنا تمام لوگون پر ظاہر ہوگیا جس نامہ بر نے معشوقہ کا
خط مجکو لاکر دیا مینے اُس سے یہ کہا تھا کہ ذرا ٹھیرو مین سر آنکھون سے وہان چلنے کو تیار ہون ۔ ابو علی نے کہا جب سے مینے یہ واقعہ
دیکھا ہے غنا کے ممنوع یا مباح ہونے کی نسبت کچھ کہہ نہین سکتا **مصنف** نے کہا اس حکایت کے روایت کرنے مین اگر
محمد بن طاہر سچے بھی ہون کیونکہ شیخ ابن ناصر حافظ کہتے ہین کہ محمد بن طاہر ثقہ نہین تو یہ اشعار اس امر پر محمول ہونگے کہ اُس
لڑکے نے پڑھے تھے نہ یہ کہ عود و چنگ بجاکر گائے تھے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ابو علی ضرور ذکر کرتے علاوہ برین یہ جملہ عجیب خلل
آمیز ہے کہ مین غنا کے ممنوع یا مباح ہونے کی نسبت کچھ نہین کہہ سکتا کیونکہ اگر ابو علی ان بزرگون کے مقلد تھے تو مباح ہونے
کا فتوے دینا چاہئے اور اگر دلیل پر غور کرتے تھے تو اس محفل مین ان علماء کے موجودگی سے اُس پر کیا لازم آیا کیا برعکس اجتہاد مذاہب کے
صحیح ہوگیا بلکہ اہل مذہب کے لئے اپنے مذہب کا اتباع کرنا بہتر ہے ہم ابو حنیفہؒ اور مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ رحمہم اللہ سے کافی بیان
اس امر مین کر چکے ہین اور اُس کی تائید مین بھی بہت کچھ لکھ چکے **ابن طاہر** نے اپنی کتاب مین ایک باب باندھا ہے جس مین قوال کی
عزت کرنا اور اس کے لئے محفلین خاص جگہ مقرر کرنا بیان کیا اور اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی چادر جس کو آپ اوڑھے ہوے تھے کعب بن مالک کی طرف پھینکدی جب انہون نے آپ کے سامنے قصیدہ بانت سعاد پڑھا تھا
مصنفؒ نے کہا ابن طاہر کے یہ اقوال ہمنے اس لئے ذکر کر دئے ہین تاکہ اس شخص کی فقہ دانی کا اندازہ معلوم ہو جاوے ورنہ زمانہ اس سے اشرف
ہے کہ ایسی تخلیط کی طرف توجہ کی جاوے ابراہیم بن عبد اللہ جن کو لوگ متبرک جانتے تھے کہتے ہین کہ مجھ سے مزنی نے بیان کیا کہ ہم ایک بار

وقال ایضا باب الدلیل علی استماع الغزل قال العجاج سالت اباطاہر عن قول الشاعر طاف الخیالان فہاجا سقما فقال ابو ہریرۃ کان ینشد مثل ہذا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المصنف قلت فانظر الی احتجاج ابن طاہر ما اعجبہ کیف یحتج بجواز انشاد الشعر علی جواز ان یغنی بہ وما مثلہ الا کمثل من قال یجوز ان یضرب بالکف علی ظہر العود فجاز ان یضرب باوتارہ اوقال یجوز ان یعصر العنب ویشرب فی یومہ فجاز ان یشرب بعد ایام فقد نسی ان انشاد الشعر لا یطرب کما یطرب الغنا وحدثنا ابو محمد التمیمی قال سالت الشریف ابا علی بن ابی موسی الہاشمی عن السماع فقال ما ادری ما اقول فیہ غیر انی حضرت دار شیخنا ابی الحسن عبد العزیز بن الحارث التمیمی سنۃ سبعین وثلثمائۃ فی دعوۃ عملہا لاصحابہ حضرہا ابو بکر الابہری شیخ المالکیین وابو القاسم الداری شیخ الشافعیین وابو الحسن طاہر بن الحسین شیخ اصحاب الحدیث وابو الحسن بن سمعون شیخ الوعاظ والزہاد وابو عبد اللہ بن مجاہد شیخ المتکلمین وصاحبہ ابو بکر بن الباقلانی وذا شیخنا ابو الحسن التمیمی شیخ الحنابلۃ فقال ابو علی سقط السقف علیہم لم یبق بالعراق من یفتی فی حادثۃ بسنۃ ومعہم ابو عبد اللہ غلام قلما وکان یقرأ القران بصوت حسن فقیل لہ قل شیئا فقال وہم یسمعون شعر خطت انا ملہا فی بطن قرطاس

ترجمہ نیز ابوطاہر نے ایک باب باندھا ہے جس مین غزل سننے کی دلیل یہ لکھی ہے کہ عجاج نے کہا مین نے ابوطاہر سے اس قسم کے اشعار کی نسبت دریافت کیا مصرع طاف الخیالان فہاجا سقما یعنی دو صورتین خواب مین نظر آئین اور مرض کو برانگیختہ کیا۔ ابوہریرہ نے جواب دیا ایسے اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پڑھے جایا کرتے تھے مصنف رح نے کہا ابوطاہر کے حجت لانے پر غور کرنا چاہئے کہ کس قدر تعجب خیز ہے یہ شخص شعر پڑھنے کے جواز سے اُس کے گانے پر کیونکر استدلال لاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے چونکہ عود کی پشت پر ہاتھ مارنا جائز ہے لہذا اُس کی تارون کو بھی ہاتھ سے بجانا جائز ہوا۔ یا یون کہے انگور کو نچوڑ کر اُسی روز پی لینا جائز ہے لہذا بعد کئی دن کے پینا بھی جائز ہوا۔ ابوطاہر کو یہ نہین یاد رہا کہ شعر پڑھنا ایسا طرب انگیز نہین جیسا غنا نشاط مین لاتا ہے ابو محمد تمیمی نے کہا مین نے شریف ابو علی بن موسی ہاشمی سے سماع کے بارے مین پوچھا جواب دیا کہ مین نہین جانتا اس بارے مین کیا حکم دون بجز اس کے کہ ایک روز ۳۷۰ھ تین سو ستر ہجری مین شیخ ابوالحسن عبد العزیز بن حارث کے یہان مین ایک دعوت مین گیا جس مین اُنھون نے اپنے اصحاب کو مدعو کیا تھا اُس دعوت مین ابوبکر ابہری شیخ مالکیہ اور ابوالقاسم داری شیخ شافعیہ اور ابوالحسن طاہر بن حسین شیخ اہل حدیث اور ابوالحسن بن سمعون شیخ واعظین وزہاد اور ابو عبد اللہ بن مجاہد شیخ متکلمین اور ابوبکر باقلانی اور یہ ہمارے شیخ ابوالحسن تمیمی شیخ حنبلیہ موجود تھے ابو علی نے کہا کہ اگر ان سب بزرگوارون پر چھت ٹوٹ پڑتی تو عراق مین کوئی ایسا عالم نہ رہے جو حادثہ مین سنت کے مطابق فتوی دے اس دعوت مین انکے ساتھ ابو عبد اللہ غلام قلما بھی تھا وہ بڑی خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھا کرتا تھا اُس محفل مین کسی نے اُس سے کہا کوئی چیز اس وقت گاؤ اُس نے چند اشعار گائے یہ جتنے بزرگ جمع تھے سب سن رہے تھے اُن اشعار کا ترجمہ یہ ہے معشوق کی انگلیون نے کاغذ پر لکھوا یک خط لکھا

والدليل على ما قلنا ما ذكرنا عن الشافعي وهؤلاء القوم جهلوا العلم فمالوا الى الهوى وقد انبانا زاهر بن طاهر قال
انبانا ابو عثمان الصابوني وابو بكر البيهقي قالا اخبرنا الحاكم ابو عبد الله النيسابوري قال اكثر ما التقيت انا وفارس
ابن عيسى الصوفي في دار ابي بكر الابريسمي للسماع من هزارة رحمها الله تعالى فانها كانت من مستورات القوالات
قال المصنف قلت وهذا قبيح شيء من مثل الحاكم كيف خفي عليه انه لا يحل ان يسمع من امرأة ليست
بمحرم ثم يذكر هذا في كتاب تاريخ نيسابور وهو كتاب علم من غير تحاش عن ذكر مثله لقد كفاه هذا قدحا في عدالته
قال المصنف انقول فيكم اخبركم به اسماعيل السمرقندي يرفعه قال كان عون بن عبد الله يقص فاذا فرغ
امر جارية له تقص وتطرب قال مغيرة فارسلت اليه او اردت ان ارسل اليه انك من اهل بيت صدق وان الله
لم يبعث نبيه بالحمق وان صنيعك هذا صنع احمق **فالجواب** انا لا نظن بعون انه امر الجارية ان تقص على الرجال
احب ان يسمعها منفردا وهي ملكه فقال له مغيرة الفقير هذا القول وكره ان نظرت الجارية له فما ظنك ان يسمعهن الرجال
وقد ذكر ابو طالب المكي ان عبد الله بن جعفر كان يسمع الغنا **قال المصنف** وانما كان يسمع انشاد جواريه وقد روى ابن طاهر
الحكاية التي ذكرها عن الشافعي وقد ذكرناها ابضا بحكاية احمد بن حنبل رواها من طريق عبد الرحمن السلمي عن ابي العباس

ترجمہ جو کچھ ہم نے شافعی سے نقل کیا ہے اس قوم کا یہ حال ہے کہ علم سے نادان رہے اور خواہش نفسانی مین پڑ گئے **زاہر بن طاہر**
نے ابو عثمان صابونی اور ابو بکر بیہقی سے روایت کیا کہ حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری نے کہا مین اور فارس بن عیسے اکثر ابو بکر ابریسمی کے مکان
مین یکجا ہو کر مسماۃ ہزارہ کا گانا سنا کرتے تھے خدا اس پر رحم کرے وہ پردہ نشین گانے والیون مین سے تھی **مصنف** نے کہا
حاکم ایسے شیخ سے ایسی حرکت ہونا نہایت قبیح ہے حاکم سے یہ بات کیونکر مخفی رہی کہ غیر محرم عورت کی آواز سننا جایز نہین۔ بلکہ اس سے
اور زیادہ تعجب یہ کہ بیباک ہو کر اس واقعہ کا بیان کتاب تاریخ نیشاپور مین لکھا وہ ایک علمی کتاب ہے جس مین ایسے واقعہ کے ذکر
کرنے سے کنارہ کشی لازم تھی حاکم کی عدالت مین فرق آنے کے لیئے یہ قصہ کافی ہے **اسماعیل** سمرقندی نے مرفوعاً بیان کیا کہ
عون بن عبد اللہ وعظ کہا کرتے تھے جب فارغ ہوتے تو اپنی لونڈی کو حکم دیتے وہ وعظ سناتی اور طرب مین لاتی۔ مغیرہ کہتے مین نے
عون کے پاس کسی کو بھیجا یا بھیجنا چاہا اور کہا کہ تم خاندان صدق و صفا سے ہو اللہ تعالے نے اپنے نبی کو حماقت سکھلانے کے واسطے
مبعوث نہین فرمایا اور تمہاری یہ حرکت احمقون کی حرکت ہے **مصنف** نے کہا ہم عون کی نسبت گمان نہین کر سکتے۔ کہ انہون
اپنی لونڈی کو آدمیون کے سامنے وعظ کہنے کا حکم دیا بلکہ یہ چاہا ہو گا کہ تنہائی مین خود اس کا وعظ سنین اور وہ لونڈی ان کی مملوکہ
تھی مغیرہ نے اُن سے کہا اس بات سے درگذر کر داسکو بھی روا نہ رکھا کہ خود عون اس لونڈی کے گانے سے طرب حاصل کرین چہ جائیکہ
غیر لوگ عورتون کی آواز سنین **ابو طالب** مکی نے کہا عبد اللہ بن جعفر غنا سُنا کرتے تھے **مصنف** نے کہا صرف اپنی لونڈیون سے
اشعار پڑھوا کر سنتے تھے **ابن طاہر** نے اس حکایت کے بعد جو شافعی سے نقل کی ہے ایک حکایت احمد بن حنبل سے روایت
کی ہے جس کو ہم نے بھی ذکر کیا ہے ابو طاہر نے وہ حکایت اس طریق سے روایت کی ہے۔ کہ عبد الرحمن سلمے نے ابو العباس

مع الشافعی و ابراهیم بن اسماعیل علی دار قوم وجاریة تغنیهم شعر خلیلی ما بال المطایا کاننا - نراها علی الاعقاب تنکفی فقال الشافعی میلوا بنا نسمع فلما فرغنا قال الشافعی لابراهیم ایطربك هذا قال لا قال فما لك حس قال المصنف قلت وهذا محال عن الشافعی لان الرواة مجهولون وابو طاهر لا یوثق به و قد کان الشافعی اجل من هذا کله ویدل علی صحة ما ذکرنا ما اخبرنا به ابو القاسم الجریری عن ابی طالب الطبری قال اما سماع الغنی من المرأة التی لیست بمحرم فان اصحب الشافعی قالوا لا یجوز سواء کانت حرة او مملوکة قال وقال الشافعی وصاحب الجاریة اذا جمع الناس لسماعها فهو سفیه ترد شهادته ثم غلظ القول فیه فقال وهو دیاثة قال المصنف وانما جعل صاحبها سفیها فاسقا قال المصنف وقد اخبرنا محمد بن القاسم البغدادی عن ابی عبد الرحمن السلمی قال اشتری سعد بن عبد الله الدمشقی جاریة قوالة للفقراء فکانت تقول لهم القصائد قال المصنف وقد ذکر ابو طالب المکی فی کتابه قال ادرکنا مروان القاضی وله جوار یسمعن التلحین قد اعدهن للصوفیة قال وکانت لعطاء جاریتان یلحنان فکان اخوانه یستمعون الیهما قال المصنف اما سعد الدمشقی فرجل جاهل والحکایة عن عطاء محال وکذب وان صحت الحکایة عن مروان فهو فاسق

ترجمہ شافعی اور ابراہیم بن اسماعیل کے ہمراہ ایک جماعت کے مکان کی طرف گذرے اُن لوگون کو ایک لونڈی ایک شعر گاکر سُنا رہی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے میرے دوستو معشوقہ سے بچھڑتے وقت سواریون کو کیا ہو گیا مین دیکھتا ہون کہ وہ پیچھے کی طرف مڑی آتی ہین شافعی کہنے لگے آؤ اس طرف چل کر سنین جب وہ لونڈی گا چکی شافعی نے ابراہیم سے کہا تم کو اس سے طرب آتا ہے - جواب دیا نہیں بولے کہ تمکو حس نہیں ہے **مصنف** رح نے کہا شافعی سے ایسی روایت محال ہے کیونکہ اس کے راوی سب مجہول ہیں اور ابو طاہر ثقہ نہیں اور شافعی رح کا مرتبہ اس سے بہتر تھا ہمارے دعوے کی دلیل یہ ہے کہ ابو القاسم جریری نے کہا کہ ابو طالب طبری کہتے ہیں غیر محرم عورت سے گانا سننے کی نسبت اصحاب شافعی کہتے ہیں کہ جائز نہیں خواہ وہ عورت حرہ ہو یا مملوکہ ہو طبری نے کہا شافعی کہتے ہیں جس لونڈی کا مالک لوگوں کو جمع کر کے انکو لونڈی کا گانا سناوے تو بیوقوف ہے اسکی شہادت رد کی جائیگی پھر شافعی نے اس بارے مین تشدد سے گفتگو کی اور دیانت کا حق ادا کیا **مصنف** رح نے کہا شافعی رح نے اس لونڈی کے مالک کو بیوقوف بمعنی فاسق قرار دیا ہے محمد بن قاسم بغدادی نے ابو عبد الرحمن سلمی سے روایت کیا کہ سعد بن عبد اللہ دمشقی نے فقرا کے لئے ایک گانے والی لونڈی خریدی وہ اُن کو قصیدے سنایا کرتی تھی **ابو طالب مکی** نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے کہ ہم نے مروان قاضی کو دیکھا ہے اُن کے یہان الحان سے گانا سنانے والی لونڈیان تھین جن کو انہون نے صوفیہ کے لئے تیار کر رکھا تھا ابو طالب نے کہا عطاء کے پاس دو لونڈیان گانے والی تھین عطا کے اصحاب اُن کا گانا سنا کرتے تھے **مصنف** رح نے کہا سعد دمشقی تو ایک جاہل آدمی ہے لیکن عطاء کی نسبت ایسی حکایت کرنا محال اور دروغ ہے اور مروان کی حکایت اگر صحیح ہے تو وہ فاسق ہے

تحریك النفس الی الھوی فھو کاذب وعن ابی علی الطبری قال قال بعضھم انا لانسمع الغناء بالطبع الذی تشترك
فیه الخاص والعام قال وھذا تجاھل منه عظیم لامرین احدھما انه یلزمه علی ھذا ان یستبیح العود والطنبور وسائر
الملاھی لانه یسمعه بالطبع الذی لا یشارکه فیه احد من الناس فان لم یستبح ذلك فقد نقض قوله وان استباح
فقد فسق والثانی ان ھذا المدعی لایخلو من ان یدعی انه فارق طبع البشر وصار بمنزلة الملائکة فان
قال ھذا فقد عرض علی طبعه وعلی کل عاقل کذبه اذا رجع الی نفسه ووجب ان لایکون له ثواب
علی ترك اللذات والشھوات وھذا لایقوله عاقل وان قال انا علی طبع البشر المجبول علی الھوی والشھوة
قلنا له فکیف تسمع الغناء المطرب بغیر طبعك او تطرب لسماعه لغیر ما فی شیء فی نفسك سئل
ابو علی الروذباری عمن سمع الملاھی ویقول ھی لی حلال لانی قد وصلت الی درجة لایؤثر فی اختلاف الاحوال
فقال نعم قد وصل لعمری ولکن الی السقر قال المصنف فان قیل قد بلغنا عن جماعة انهم سمعوا من المنشد
شیئا فاخذوه علی مقصودھم فانتفعوا به قلنا لاننکر ان یسمع الانسان بیتا من الشعر وکلمة فیاخذ ھا
اشارة تزعجه بمعناھا لان الصوت مطرب کما سمع بعض المریدین صوت مغنیة تقول کل یوم یتلون غیر ھذا ابل اجمل

ترجمہ اوراس کے نفس کو ہوا کی طرف حرکت نہین ہوتی یہ دعوٰے جھوٹا ہے **ابو علی طبری** نے کہا بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہم راگ
کو اس طبیعت سے نہین سنتے جس مین خاص و عام مشترک ہین ابو علی طبری کہتے ہین کہ اس دعوٰے مین دو وجہ سے ان لوگون کو
بہت بڑا تجاہل ہے ایک تو اس بنا پر ان کو یہ لازم آتا ہے کہ عود اور طنبور اور تمام ملاہی کو مباح کرلین کیونکہ یہ لوگ ایسی طبیعت سے
سنتے ہین جسمین دوسرکوئی ان کا شریک نہین اب اگر یہ لوگ تمام ملاہی کو مباح نہ کرین تو انکا دعوٰی ٹوٹ گیا اور اگر مباح بتائین
تو فاسق ہین دوسرے یہ دعوٰے کرنیوالے دو حال سے خالی نہین یا تو اس امر کا دعوٰی کرین کہ وہ بشری طبیعت سے علیحدہ
ہو کر بمنزلہ فرشتون کے ہو گئے اگر یہ دعوٰی ہے تو ان لوگون نے اپنی طبیعتون کو معرض اعتراض بنایا اور ہر اہل عقل کو انکی نفسون
پر خیال کرنے سے ان کا کذب و دروغ معلوم ہو گیا اور یہ بات بھی لازم آئی کہ ان لوگون کو لذات و شہوات کے ترک کرنے پر کچھ ثواب
نہ ملے اور یہ دعوٰی کوئی عقلمند آدمی کبھی ایسا دعوٰی نہین کرسکتا یا یہ لوگ کہنے لگین کہ ہم مین وہی بشری طبیعت موجود ہے جسکی سرشت و خمیر مین ہوا و شہوت
داخل ہے ہم کہین گے کہ پھر تم بغیر طبیعت کے کیونکر راگ سنتے ہو یا بغیر کسی قسم کی نفسانی خواہش کے گانا سنکر کیونکر طرب مین آتے
ہو **ابو علی رودباری** سے کسی نے ملاہی سننے والون کی نسبت سوال کیا کہ یہ لوگ کہتے ہین ہم ایسے درجہ پر پہونچ گئے کہ حالات
کے مختلف ہونے سے ہم مین کچھ اثر نہین ہوتا ابو علی نے جواب دیا ہان قسم ہے کہ یہ لوگ ضرور پہونچ گئے ہین مگر جہنم مین پہونچے ہین مصنف نے
کہا اگر کوئی کہے کہ ہم نے سُنا ہے کچھ لوگون نے کوئی شعر سُنا اور اسکو اپنے مقصود کے موافق اخذ کرکے اس سے نفع حاصل کیا تو جواب یہ ہے
کہ ہم اس امر کا انکار نہین کرتے کہ انسان کوئی شعر یا کلمہ سنکر اس سے اشارہ اخذ کرے اور اسکے معنی پر غور کرکے بیقرار ہو جاوے کیونکہ آواز
مین طرب انگیزی پائی جاتی ہے چنانچہ کسی مرید نے ایک گانیوالی عورت کو یہ شعر گاتے ہوئے سنا کل یوم یتلون غیر ھذا ابل اجمل

الفرغانی قال سمعت صالح ابن احمد بن حنبل یقول کنت احب السماع وکان ابی احمد یکرہ ذلك فوعدت لیلة ابن الخبازة فمکث عندی الی ان علمت ان ابی قد نام واخذ یغنی فسمعت حس ابی فوق السطح فصعدت فرأیت ابی یسمع وذیله تحت ابطه یتبختر علی السطح کانه یرقص **قال المصنف** قلت هذه قد بلغتنا من طرق ففی بعض الطرق **اخبرنا** ابو بکر بن مالك القطیعی حکی عن عبد الله بن احمد قال کنت ادعو ابن الخبازة وکان ابی ینهانا عن التغییر فکنت اذا کان عندی اکتمه من ابی لئلا یسمع وکان ذات لیلة عندی وکان یقول فعرضت لابی عندنا حاجة وکنا فی زقاق فجاء فسمعه یقول فتسمع فوقع فی سمعه شیٔ من قوله فخرجت لانظر فاذا بابی ذاهبا وجائیا فرددت الباب ودخلت فلما کان من الغد قال لی یا بنی اذا کان مثل هذا نعم هذا الکلام او معناه **قال المصنف** قلت هذا ابن الخبازة کان ینشد القصائد الزهدیة اللتی فیها ذکر الآخرة ولذلك استمع الیه احمد وقول من قال یتبختر فان الانسان عند الطرب فیمیل یمینا وشمالا وقد ذکرنا القدح فی السلمی وفی ابن طاهر لروایتهم هذا الغلط وقد احتج ابو طالب المکی علی جواز السماع منامات وقسم السماع الی انواع وهو تقسیم صوفی لا اصل له وقد ذکرنا ان من ادعی انه یسمع الغناء ولا یؤثر عنده ×

ترجمہ فرغانی نے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں میں نے صالح بن احمد بن حنبل سے سنا بیان کرتے تھے کہ مجھکو سماع کا شوق تھا اور میرے باپ احمد بن حنبل اُس سے نفرت رکھتے تھے میں نے ابن خبازہ سے ایک رات وعدہ لیا وہ میرے پاس ٹھیرا یہانتک کہ میں نے جانا میرے باپ کی آنکھ لگ گئی ابن خبازہ گانے لگا میں نے کوٹھے کی چھت پر اپنے باپ کی آہٹ پائی میں اوپر چڑھا اپنے باپ کو دیکھا کہ گانا سن رہے ہیں اور اپنا دامن بغل میں دبائے ہوئے ٹہل رہے ہیں گویا اُن پر رقص کی حالت طاری ہے مصنف رح نے کہا ہم کو یہ قصہ کئی طریقوں سے پہونچا ہے ایک طریق یہ ہے **ابوبکر بن مالک قطیعی** نے کہا کہ عبد اللہ بن احمد نے بیان کیا کہ میں ابن خبازہ کو بلایا کرتا تھا اور میرے باپ ہلوگونکو تغیر سے منع کیا کرتے تھے میرا یہ قاعدہ تھا کہ جب ابن خبازہ میرے پاس ہوتا تو اس کو اپنے باپ سے چھپا دیتا۔ تاکہ کہیں وہ اس کا گانا نہ سن لیں۔ ایک رات وہ میرے پاس تھا اور کچھ گا رہا تھا میرے باپ کو ہمارے پاس آنے کی کچھ ضرورت پیش آئی۔ ہم اس وقت بالاخانے میں تھے میں دیکھنے کے لیئے باہر نکلا دیکھتا کیا ہوں کہ میرے باپ ادہر سے ادہر جاتے ہیں اُدہر سے ادہر آتے ہیں میں نے دروازہ بند کر لیا اور اندر ہو گیا جب صبح ہوئی مجھ سے بولے کہ بیٹا اگر تم ایسا گانا سنتے ہو تو یہ کلام تو بہت خوب ہے یا کوئی ایسا ہی جملہ تعریف کا زبان پر لائے مصنف رح نے کہا یہ ابن خبازہ زہدیہ قصیدے پڑھا کرتا تھا جن میں عقبے کا ذکر ہوتا تھا اسی لیئے احمد نے اُس طرف کان لگائے اور یہ جو روایت کیا گیا کہ احمد اِدہر اُدہر ٹہلتے تھے تو انسان کو طرب بے قرار کر ہی دیتا ہے لہذا داہنی جانب اور بائیں جانب جھکنے لگتا ہے اور ہم نے سلمی اور ابن طاہر کا حال بیان کر دیا۔ یعنی قابل اعتبار نہیں ہیں جنہوں نے ان دونوں روایتوں سے غل مچایا ہے۔ ابو طالب مکی نے صوفیہ کے سننے جواز سماع پر منامات یعنی خواب کے وقوعات سے حجت پکڑی ہے اور سماع کی کئی قسمیں نکالی ہیں یہ تقسیم ایک صوفی کی ہے۔ جس کی کوئی اصل نہیں اور ہم بیان کر چکے کہ جو شخص اس بات کا دعوے کرے کہ وہ راگ سنتا ہے اس کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔

وتفعل فی طباع الغالب من الناس ما یفعله المسکر وسواء استعمل علی حزن تهیجه او سرور لان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن صوتین احمقین صوت عند نغمة وصوت عند مصیبة والمکروه القضیب لکنه لیس بمطرب فی نفسه وانما یطرب ما تبعه وهو تابع للقول والقول مکروه ومن اصحابنا من یحرم القضیب کما تحرم الات اللهو فیکون فیه وجهان کالقول نفسه والمباح الدف وقد ذکرنا عن احمد انه قال ارجوان لا یکون بالدف بأس فی العرس ونحوه واکره الطبل **وقال** ابو حامد من احب الله وعشقه واشتاق الی لقائه فالسماع فی حقه مؤکد لعشقه **قال المصنف** قلت وهذا قبیح ان یقال ان الله تعالی یعشق ثم ای توکید لعشقه فی قول المغنی شعر ذهبی اللون تحسب من وجنتیه النار تقتدح **قال المصنف** قلت وسمع ابن عقیل بعض الصوفیة یقول ان مشائخ هذه الطائفة کلما وقفت طباعهم حداها الحادی الی الله بالاناشید فقال ابن عقیل لا کرامة لهذا القائل انما تحدی القلوب بوعد القرآن ووعیده وسنة الرسول فاما تحریک الطباع بالالحان فقاطع عن الله والشعر یتضمن صفة المخلوق والمعشوق مما یتجدد عنه فتنة ومن سولت له نفسه التقاط العبر من محاسن البشر وحسن الصور فمفتون بل ینبغی النظر الی المحال التی لحالنا علیها من الابل والخیل والریاح

ترجمہ اور اکثر لوگوں کی طبیعت میں نشہ کا عمل کرتے ہیں اور ان باجوں کا استعمال غم ومصیبت میں ہو یا عیش وخوشی میں یکسان ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حماقت آمیز آوازوں سے منع فرمایا ہے ایک نغمہ کی آواز دوسرے غم کا نوحہ اور مکروہ لکڑیوں کا بجانا ہے کیونکہ یہ فی نفسہ طرب انگیز نہیں بلکہ طرب لانیوالی وہ چیز ہے جو اس کے تابع ہے یعنی جب گانے کے ساتھ بجائی اور گانے کی آواز مکروہ ہی اور ہمارے بعضے اصحاب اسکو بھی دیگر آلات لہو کی طرح حرام کہتے ہیں تو اسمین قوالی کی طرح دو وجہین ہین مباح دف ہے احمدؒ سے ہم روایت کر چکے کہ اونھوں نے کہا مین امید کرتا ہوں کہ بیاہ شادی میں دف بجانے میں کوئی ڈرنہ ہو اور طبل میرے نزدیک مکروہ ہے ابو حامد نے کہا جو شخص خدا سے محبت رکھے اور اس کا عاشق اور اس کی ملاقات کا مشتاق ہو تو اس کے حق مین سماع اس کے عشق کا تاکید کرنیوالا ہو گا مصنفؒ نے کہا یون کہنا بہت ہی قبیح ہی کہ اللہ تعالیٰ معشوق ہی علاوہ ازین اس شعر میں کونسی اُس کے عشق کی تاکید پائی جاتی ہے جس کا یہ ترجمہ ہے طلائی رنگ معشوق گویا اسکے رخسارون سے شعلہ برستا ہے ابن عقیل نے کسی صوفی کو سُنا کہتا تھا کہ گروہ صوفیہ کی مشائخ کی طبیعتین جب ٹھیر جاتی ہین او سیوقت غزلخوان اشعار سُنا کر ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف روانہ کر دیتا ہی ابن عقیل بولے کہ اس صوفی کا قول قابل وقعت نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف قرآن کے وعدہ وعید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے قلوب متوجہ ہوتے ہین اور خوش آوازی سے طبیعتون کا حرکت مین آنا اللہ تعالی سے دور کرتا ہے اور شعر تو مخلوق اور معشوق کی تعریف کو شامل ہوتا ہے جس سے نیا فتنہ اوٹھتا ہی جس شخص کو اس کے نفس نے یہ بات اچھی کر دکھائی کہ بشری خوبیون اور اچھی صورتون سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے وہ فتنہ مین پڑا ہوا ہی بلکہ ہم کو وہ چیزین عبرت کی نگاہ سے دیکھنی چاہیئن جنکی طرف ہمکو توجہ دلائی گئی ہی وہ اونٹ اور گھوڑے اور ہوائیں

فصاح فمات فهذا لم يقصد سماع المرأة ولم يلتفت الى التلحين وانما قتله المعنى ثم ليس سماع كلمة او بيت كالاستعداد لسماع الابيات الكثيرة المطربة مع انضمام الضرب بالقضيب والتصفيق الى ذلك ثم ان ذلك السامع لم يقصد السماع ولو سألنا هل يجوز لي ان اقصد سماع ذلك منعناه **وقال المصنف** وقد احتج ابو حامد الطوسي باشياء نزل فيها عن رتبته من الفهم مجموعها انه قال ما يدل على تحريم السماع نص ولا قياس **وجواب** هذا ما قد سلفناه وقال لا وجه لتحريم صوت طيب فاذا كان موزونا فلا يحرم ايضا واذا لم يحرم الاحاد لم يحرم المجموع فان افراد المباحات اذا اجتمعت كان المجموع مباحا قال ولكن ينظر فيما يفهم من ذلك فان فيه امر محذور حرم نثره ونظمه وحرم التصويت **قال المصنف** قلت واني لا تعجب من هذا الكلام فان الوتر بمفرده او العود وحده من غير وتر لو ضرب لم يحرم ولم يطرب فاذا اجتمعا وضرب لهما على وجه مخصوص حرم وكذلك ماء العنب جائز شربه فاذا حدث فيه شدة مطربة حرم فكذلك هذا المجموع يوجب طربا يخرج عن الاعتدال فيمنع منه لذلك **قال** ابن عقيل الاصوات على ثلاثة اضرب محرم ومكروه ومباح فالمحرم الزمر والناي والسرناي والطنبور والمعزفة والرباب ومثلها **نص** احمد على تحريم ذلك ويلحق به الجرانة والجنك لان هذه تطرب وتخرج عن حد الاعتدال

ترجمہ یہ شعر سنتے ہی نعرہ مارا اور مرگیا اس مرید نے عورت کے گانا سننے کو قصد نہ کیا تھا اور نہ الحان کی طرف متوجہ ہوا تھا بلکہ صرف معنی نے اُس کو مار ڈالا علاوہ ازین ایک شعر یا کلمہ کا سننا ایسا نہین جیسا بہت سے طرب انگیز اشعار سننے کیلیئے تیاری کرنا اور اس گانے کے ساتھ باجے اور تالیان بجانا پھر اس مرنے والے مرید نے قصداً وہ شعر نہ سُنا تھا اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ میرے لئے قصد کر کے شعر کا سننا جائز ہے ہم اُس کو منع کرینگے **ابو حامد طوسی** نے صوفیہ کے لیئے بہت سی چیزون سے حجت پکڑی ہے جنمین وہ عقل و فہم کے رتبہ سے اوتر آئے ہین ماحصل اون کے تمام کلام کا یہ ہے کہ سماع کے حرام ہونے پر کوئی نص اور قیاس دلالت نہین کرتا **مصنف**ؒ نے کہا جواب اس کا وہی ہے جو ہم پیشتر بیان کر چکے **ابو حامد** کہتے ہین عمدہ آواز کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہین۔ پھر اگر وہ موزون ہو جب بھی حرام نہین اور جس حالت مین افراد حرام نہوئے تو مجموعہ حرام نہین کیونکہ مباحات کے افراد جب مجتمع ہون تو وہ مجموعہ مباح ہی ہوگا مگر ہان اسکے مفہوم پر غور کیا جائیگا اگر اس مین کوئی امر ممنوع ہے تو اس کا نثر اور نظم سب حرام ہوگا اور آواز سے اس کا گانا بھی حرام ہوگا **مصنف**ؒ نے کہا۔ مجھکو اس کلام پر تعجب آتا ہے کیونکہ تار منفرد طور پر یا صرف عود بغیر تار کے اگر بجایا جائے تو نہ حرام ہوگا اور نہ طرب پیدا کرے گا۔ اور جب دونوں یکجا ہوے اور خاص طور پر بجائے گئے حرمت آگئی اور طرب پیدا ہوا علی ہذا القیاس انگور کے عرق کا پینا جائز ہی مگر جب اسمین سرور پیدا ہوا تو حرام ہوگیا لہذا اسی طرح سماع مجموعی طور پر طرب خارج از اعتدال کا باعث ہوتا ہے اس وجہ سے ممنوع ہی **ابن عقیل** نے کہا آوازین تین قسم کی ہین حرام اور مکروہ اور مباح حرام تو بانسلی اور نے اور شہنائی اور طنبور اور چغانہ اور رباب اور اس قسم کی سب باجی ہین **احمد** نے قطعی طور پر ان سب باجونکو صریح حرام کہا ہے اور چنگ و چغانہ کو بھی انہین مین شامل کیا ہی کیونکہ یہ باجے طرب لاتے ہین اور اعتدال سے خارج کر دیتے ہین

التی یجب بحکم الشرع محوها عن القلوب کما یجب کسر الاصنام **فصل** قال المصنف وقد کان جماعة من قدماء الصوفیة
ینکرون علی المبتدی السماع لعلمهم بما یثیر من قلبه حدثنا عبد الله بن صالح قال قال لی جنید اذا رأیت المرید یسمع السماع فاعلم ان فیه
بقایا من اللعب حدثنا المرتعش قال سمعت الحسن النوری یقول لبعض اصحابه اذا رأیت المرید یسمع القصائد ویمیل الی الرفاهیة فلا
ترج خیره قال المصنف هذا قول مشائخ القوم وانما رخص المتأخرون جاء اللهو فتعدی شرهم من وجهین احدهما سوء ظن العوام
بقدمائهم لانهم یظنون ان الکل کانوا هکذا والثانی جرّوا العوام علی اللعب فلیس للعامی حجة فی لعبه الا ان یقول فلان یفعل کذا وفلان
یفعل کذا **فصل** قال المصنف وقد نشب حب السماع بقلوب خلق منهم فاثروه علی قراءة القرآن ولا ذاک الا لتمکن هوی
باطن وغلبة طبع وهم یظنون غیر هذا وعن ابی حاتم السجستانی قال سمعت ابا نصر السراج یقول حکی لی بعض اخوانی عن ابی
الحسین الدراج قال قصدت یوسف بن الحسین الرازی من بغداد فلما دخلت الری سالت عن منزله فکل من سالته عنه یقول
ایش تفعل بذاک الزندیق فبضیقوا صدری حتی عزمت علی
الانصراف فبت تلک اللیلة فی مسجد ثم قلت جئت الی
هذه البلدة فلا اقل من زیارته فلم ازل اسأل عنه حتی وقعت الی مسجده

ترجمہ جن کا بحکم شریعت دلون سے محو کر ڈالنا ایسا واجب ہے جیسے بتونکا توڑنا **فصل** مصنف نے کہا متقدمین صوفیہ مین سے ایک جماعت مبتدی
کے لیئے سماع کا انکار کرتے تھے کیونکہ اُن کو معلوم تھا کہ مبتدی کے دل مین کس چیز کا جوش پیدا ہوگا **عبد اللہ بن صالح** کہتے ہیں
مجھ سے جنید نے کہا جب تم مرید کو دیکھو کہ سماع سنتا ہے تو جان لو کہ ابھی اس مین کچھ لہو ولعب کا مادہ باقی ہے مرتعش نے
کہا مینے ابوالحسن ثوری سے سُنا وہ اپنے ایک ہمنشین سے کہتے تھے جب تم مرید کو دیکھو کہ قصائد سنتا ہے خوشحالی کی طرف
راغب ہے تو اس سے خیر وفلاح کی امید نکرو **مصنف** نے کہا صوفیہ کے مشائخ کا تو یہ قول ہے لیکن متاخرین نے لہو ولعب کے
سبب سے اُس کی اجازت دی ہے اس مین دو قباحتین پیدا ہوئین ایک تو یہ کہ عوام لوگ متقدمین صوفیہ کے ساتھ سوء ظن کرتے ہیں یعنی وہ
خیال کرتے ہین کہ سب کے سب ایسے ہی تھے دوسرے عوام کو لہو ولعب پر دلیر کر دیا کیونکہ عامی کیلیئے لہو ولعب مین یہی حجت ہے کہ
فلان ایسا کرتا ہے اور فلان ایسا کرتا ہی **فصل** **مصنف** نے کہا صوفیہ کی جماعت کثیر کے دلون مین سماع کی محبت قرار پکڑ گئی ہے حتی کہ
قرآن پڑھنا چھوڑ کر اس کو اختیار کرتے ہین یہ سب باتین اسی وجہ سے ہین کہ یہ لوگ ہوائے نفسانی اور غلبہ طبیعت سے مجبور ہیں
خیال مین کچھ اور سمجھے ہوئے ہین **ابو حاتم سجستانی** نے کہا کہ مینے ابو نصر سراج سے سنا کہتے تھے مجھ سے میرے ایک دوست نے بیان
کیا ابو الحسین دراج کہتے ہین مین بغداد سے یوسف بن حسین کی ملاقات کو چلا جب رے مین پہونچا اونکا مکان دریافت کیا جس شخص سے
اونکا پتا پوچھتا تھا وہ یہی جواب دیتا تھا کہ اوس زندیق کو کیا پوچھتے ہو یہ باتین سُنکر مین بہت تنگدل ہوا حتی کہ واپس لوٹ جانیکا قصد
کیا اس رات ایک مسجد مین شب باش رہنے کا اتفاق ہوا پھر مین نے اپنے دل مین سوچا کہ مین اس شہر مین آیا ہوں تو کم از کم اون
سے ملکر ضرور جاؤنگا یہ سوچکر مین انکا پتہ دریافت کرتا رہا یہانتک کہ جس مسجد میں وہ رہا کرتے تھے اس میں پونچا

ونحو ذلك فانها منظورات لا تهيج طبعا بل تورث استعظاما للفاعل وانما خدعكم الشيطان فصرتم عبيد شهواتكم ولم تقنعوا حتى قلتم هذه الحقيقة زنادقة في زي عباد شرها في زي زهاد مشبهة يعتقدون ان الله يعشق ويهام فيه ويؤلف ويونس به وبئس التوهم لان الله سبحانه خلق الذات مشاكلة فهي تتوانس وتتلائم باصولها العنصرية وتراكيبها الثلثة في الاشكال الحديثة فمن ههنا جاء التلائم والميل والعشق بعضها بعضا وعلى قدر التقارب في الصورة يتأكد الانس ولو جل منا بالماء لان فيه ماء وهو بالنبات انس لقوته من الحيوانية بالقوة النمائية وهو بالحيوان انس لمشاركته في اخص النوع واقربه اليه اين المشاركة للخالق والمخلوق حتى يحصل الميل اليه والشوق والعشق وما الذي بين الطين والماء وبين خالق السماء من المناسبة وانما هؤلاء يصورون البارئ صورة تثبت في القلوب ما ذاك الله تعالى ذاك صنم شكله الطبع والشيطان وليس لله وصف تميل اليه الطباع ولا يشتاق اليه الانفس وانما مباينة الالهية للمحدث اوجبت في الانفس هيبة وحشمة فما يدعيه عشاق الصوفية لله في محبته لله انما هو وهم اعترض وصورة شكلت في العقل اقلقهم الشوق اليها فنالهم من الوجل وتحركات الطبع والهيمان ما ينال الهائم في العشق فنعوذ بالله من الهواجس الردية والعوارض الطبعية ....

ترجمہ اور اسی قسم کی چیزین ہین کیونکہ یہ چیزین ایسی ہین جن سے طبیعت مین ہیجان نہیں پیدا ہوتا بلکہ فاعل کی عظمت یاد دلانے کا باعث ہوتی ہین تم لوگون کو فقط شیطان نے بہکا دیا ہی لہذا تم اپنی نفسانی خواہشون کے بندے ہو گئے اور پھر اسپر بھی تم نے قناعت نہ کی حتی کہ اسکو حقیقت کہکر زندیقانہ الفاظ کے قائل ہو گئے تم لوگ عبادت کرنیوالون کے لباس مین زندیق ہو اور اس سے بدتر زاہدون کی صورت مین شریر ہو بلکہ فرقہ مشبہہ و مجسمہ سے ہو تمہارا اعتقاد ہے کہ اللہ تعہ معشوق ہی اور اسکے والہ و شیدا ہو سکتے ہین اور اس سے الفت اور انس ہوتا ہے یہ بڑا برا توہم ہے کیونکہ اللہ تعہ نے ذوات و اجناس کو باہم ہمشکل پیدا فرمایا ہے اسلیئے اُن مین باہم انس ہوا کرتا ہے وہ آپس مین بلحاظ اپنے عنصری اصول اور اشکال حادثہ کی مثلی ترکیب کے متحد ہین لہذا ایک کو دوسرے سے موافقت اور رغبت اور عشق ہے اور جسقدر صورت مین تقارب ہوگا اُسی قدر اُنس زیادہ ہوگا انسان کو پانی سے اس لیے عشق ہے کہ اسمین پانی کا جزو موجود ہی اور سبزہ سے اسلیئے رغبت ہی کہ اوسمین حیوانی قوتون مین سے نشو و نما کی قوت پائی جاتی ہے اور حیوان سے اسلیئے انس ہی کہ وہ اخص اور اقرب نوع مین انسان کا شریک ہے مگر خالق اور مخلوق مین کہان سی مشارکت آگئی کہ خالق کی طرف رغبت اور شوق اور عشق پیدا ہو بھلا آب و خاک اور خالق افلاک مین باہم کونسی مناسبت ہی یہ لوگ صرف ایک صورت اللہ تعالی قرار دے لیتے ہین وہ اُنکے دلون مین قرار پکڑ جاتی ہی وہ ہرگز خدا نہیں بلکہ ایک بت ہی جسکو طبیعت اور شیطان نے تراشا ہی اللہ تعہ مین ایسا وصف نہین جسکی طرف طبائع مائل اور یہ نفوس مشتاق ہون بلکہ شان الوہیت چونکہ بالکل مخلوق کے خلاف ہی اسلیئے نفوس مین اسکی ہیبت اور عظمت کا باعث ہوئی صوفیہ مین سے عاشقان خدا جس چیز کا دعوی محبت الہی مین کرتے ہین وہ ایک وہم ہی جو اُنکو پیش آیا اور ایک صورت ہی جو ذہن مین جم گئی اسکیلیئے یہ لوگ مشتاق و بیقرار ہین اور ... کی ... اور ... اور شوریدگی اُنمین آگئی جسطرح عاشق سرگشتہ کا حال ہوتا ہی ہم اس قسم کے خراب وسوسون ... اور طبیعت کے عوارض

فصل وقد اعتقد قوم من الصوفية ان هذا الغناء الذی ذکرناه عن قوم تحریمه وعن اٰخرین کراهته مستحب فی حق قوم **وسمعت** اباعلی الدقاق یقول السماع حرام علی العوام لبقاء نفوسهم مباح للزهاد لحصول مجاهداتهم مستحب لاصحابنا لحیوٰة قلوبهم **قال المصنف** قلت وهذا غلط من خمسة اوجه **احدها** انا ذکرنا عن ابی حامد الغزالی انه یباح سماعه لکل احد و ابوحامد کان اعرف من هذا القائل **والثانی** ان طباع النفوس لا تتغیر فانما المجاهدة یکف عملها فمن ادعی تغیر الطباع ادعی المحال فاذا جاء ما یحرک الطباع واندفع الذی کان یکفها عنه عادت العادة **والثالث** العلماء اختلفوا فی تحریمه واباحته ولیس فیهم من نظر فی السامع لعلمهم ان الطباع یساوی فمن ادعی خروج طبعه عن طباع الآدمیین ادعی المحال **والرابع** ان الاجماع انعقد علی انه لیس بمستحب وانما غایته الاباحة فادعاء الاستحباب خروج عن الاجماع **والخامس** انه یلزم عن هذا ان یکون سماع العود مباح او یستحب عن من تغیر طبعه لانه انما حرم لانه یؤثر فی الطباع ویدعوها الی الهوی فاذا امن ذلک فینبغی ان یباح وقد ذکرناها عن ابی الطیب الطبری **فصل قال المصنف** وقد ادعی قوم منهم ان السماع قربة الی الله عزوجل **قال** ابوطالب المکی حدثنا بعض اشیاخنا عن الجنید انه قال تنزل الرحمة علی هذه الطائفة فی ثلثة مواطن

ترجمہ فصل مصنفؒ نے کہا یہ غنا جسکے بارے میں ہم بیان کر چکے ہین کہ کچھ علما کے نزدیک حرام ہے اور کچھ مکروہ بتاتے ہین صوفیہ مین سے ایک جماعت کا عقیدہ ہے کہ یہی غنا ایک قوم کے حق مین مستحب ہے ابو علی دقاق کہتے ہیں عوام کیلئے سماع حرام ہے کیونکہ اُن کے نفوس زندہ ہین اور زاہدون کے لئے مباح ہے کیونکہ وہ مجاہدے اور نفس کشی کرتے ہین اور ہمارے اصحاب کے حق مین مستحب ہے کیونکہ اُن کے دل زندہ ہین **مصنف**ؒ نے کہا یہ قول پانچ وجہ سے غلط ہے ایک یہ کہ ابو حامد غزالی سے ہم روایت کر چکے کہ سماع ہر ایک کے لیئے مباح ہے اور ان ابو علی سے ابو حامد زیادہ عارف تہے دوسرے نفوس کی طبائع مین اختلاف نہین ہے مجاہدہ کا صرف یہ فائدہ ہے کہ طبائع کے عمل کو روکتا ہے جو شخص طبائع کے بدل جانے کا دعوی کرے وہ ایک امر محال کا مدعی ہے اور جب طبیعت کو حرکت مین لانے والی ایک چیز موجود ہوئی اور اس کے روکنے والی چیز جاتی رہی تو عادت پھر عود کر آئیگی تیسرے سماع کی حرمت اور اباحت مین علماء کا اختلاف ہے کسی عالم نے سننے والے کی حالت پر نظر نہین کی کیونکہ وہ جانتے ہین کہ سب طبیعتین یکسان ہین اب جو کوئی یہ دعوٰے کرے کہ اسکی طبیعت آدمیون کی طبیعت سے خارج ہے تو امر محال کا دعوی کرتا ہے چوتھے اس بات پر علما کا اجماع منعقد ہے کہ سماع مستحب نہین ہے نہایت مافی الباب یہ ہے کہ مباح ہو اب استحباب کا دعوی کرنا اجماع سے خارج ہونا ہے پانچوین لازم آتا ہے جس شخص کی طبیعت میں تغیر آگیا ہو اس کے لیئے عود کا سننا مباح یا مستحب ہو کیونکہ عود اسلیئے حرام ہے کہ طبیعتون مین اثر کرتا ہے اور انکو ہوائے نفسانی کیطرف بلاتا ہے جب یہ خوف نہ رہا تو مباح ہونا چاہیئے حالانکہ اسکی نسبت ہم ابو الطیب طبری سے نقل کر چکے ہین **فصل مصنف**ؒ نے کہا ان میں سے ایک قوم کا دعوی ہے کہ سماع سے قربت الٰہی ہوتی ہے **ابو طالب** مکی نے کہا کہ ہمسے ہمارے بعض شیوخ نے بیان کیا کہ جنیدؒ کہتے ہین۔ کہ اس گروہ پر تین وقت مین رحمت نازل ہوتی ہے

وهو قاعد في المحراب وبين يديه رحل على يده مصحف وهو يقرأ فدنوت فسلمت فرد السلام وقال من اين قلت من بغداد قصدت زيارة الشيخ فقال تحسن ان تقول شيئا فقلت نعم وقلت "رأيتك تبنى دائما في قطيعتي، ولو كنت ذا حزم لهدمت ما تبني"، فاطبق المصحف ولم يزل يبكي حتى ابتلت لحيته وثوبه حتى رحمته من كثرة بكائه ثم قال لي يا بني تلوم اهل الري على قولهم يوسف بن الحسين زنديق ومن وقت الصلوة هوذا اقرأ القران لم تقطر من عيني قطرة وقد قامت على القيامة بهذا البيت وحدثنا عبد الرحمن السلمي قال خرجت الى مرو في حيات الاستاد ابي سهل الصعلوكي وكان له قبل خروجي ايام الجمع بالغدوات مجلس دور القران والختمات فوجدته عند خروجي قد رفع ذلك المجلس وعقد لابن العقابي في ذلك الوقت مجلس القول يعني الغناء فداخلني من ذلك شيء فكنت اقول قد استبدل مجلس الختمات مجلس القول فقال لي يوما اي شيء يقول الناس فقلت يقولون رفع مجلس القرآن ووضع مجلس القول فقال من قال لاستاذه لم لم يفلح **قال المصنف** قلت هذه عادة الصوفية يقولون الشيخ يسلم له حاله وما لنا احد نسلم اليه حاله فان الادمي يردع عن مراداته بالشرع والعقل والبهائم بالصوت

ترجمہ۔ دیکھا کہ محراب میں بیٹھے ہوئے ہیں سامنے ایک رحل ہے اور ہاتھ میں قرآن شریف لیئے ہوئے پڑھ رہے ہیں مینے قریب جا کر سلام علیک کیا سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو مینے کہا بغداد سے آپ کی زیارت کا ارادہ کر کے چلا آتا ہوں کہنے لگے کہ تم کوئی چیز خوش الحانی سے پڑہنا جانتے ہو مینے کہا ہاں اور یہ شعر پڑہا رایتک تبنی دائما فی قطیعتی ولو کنت ذا حزم لهدمت ما تبنی یعنی اے محبوب مین دیکھتا ہوں کہ تو مجھسے قطع تعلق کرنے کی بنیاد ڈالتا ہے اگر تو دور اندیش ہوتا تو اس بنیاد کو منہدم کر دیتا یہ شعر سنکر اونہوں نے قرآن شریف بند کر دیا اور اسقدر روتے رہے کہ انکی ڈاڑہی تر ہو گئی اور کپڑے بھیگ گئے اور مجکو انکے زیادہ رونے پر رحم آیا پھر مجھسے بولے کہ بیٹا رے کے رہنے والے مجکو یوں کہہ کہہ کے ملامت کرتے ہیں کہ یوسف بن حسین زندیق ہے اور نماز کے وقت سے یہ حالت ہے کہ میں یہاں بیٹھا ہوا قرآن شریف پڑہ رہا ہوں اور ایک قطرہ آنسو کا میری آنکھ سے نہیں ٹپکا اور تمہارا یہ شعر سُنکر مجہپر قیامت نازل ہو گئی **عبد الرحمن سلمی** کہتے ہیں میں استاد ابو سہل صعلوکی کی حیات میں مرو کی طرف چلا گیا تھا میرے وہاں جانے سے پہلے اُستاد کے یہاں کچھ دن مقرر تہے جنمیں ہر صبح لوگ جمع ہوتے تھے اور قرآن خوانی اور ختم کی مجلس ہوا کرتی تھی جب مین چلنے لگا تو دیکھا کہ وہ مجلس اٹھا دیگئی اور اُس کی جگہ اوسی وقت مین ابن عقابی کے نام سے قوالی کی مجلس منعقد کی گئی مجھ کو اس حرکت سے کھٹک پیدا ہوئی اپنے جی مین کہا کرتا تھا کہ قرآن اور ختم کی مجلس کے بدلے مین قوالی اور راگ کی محفل قایم کی گئی ہے ایک روز اُستاد پوچھنے لگے کہ لوگ آپسمین کیا چہ میگوئیاں کرتے ہیں مینے کہا یوں کہتے ہیں کہ قرآن کی مجلس اٹہا لی گئی اور راگ کی محفل جمائی گئی اُستاد یہ سُنکر بولے کہ جو کوئی اپنے اُستاد سے یوں کہیگا کہ ایسا کیوں کیا وہ فلاح نہ پائیگا **مصنف** نے کہا یہ صوفیہ کی عادت ہے کہ کہتے ہیں اپنے آپ کو بالکل پیر کے حوالے کر دیا ہے حالانکہ کوئی شخص ایسا نہیں جسکے سپرد ہم اپنے آپکو کر دیں کیونکہ آدمی شریعت اور عقل کے زور سے اپنی آفت کو دور کرتا ہے اور چوپائے چیخ چلا کر اپنا کام نکالتے ہیں۔

وانا علی سطح وعلی یمینه جماعة وعلی یساره جماعة وعلیهم ثیاب لطاف فقال الطائفة منهم قولوا وغنوا
فاستغرقنی طیبه حتی هممت ان اطرح نفسی من السطح ثم قال ارقصوا فرقصوا اطیب ما یکون ثم
قال لی یا ابا الحارث ما اصبت منکم شیئا ادخل به علیکم الا هذا **ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة**
فی الوجد **قال المصنف** هذه الطائفة اذا سمعت الغنا تواجدت وصفقت وصاحت ومزقت
الثیاب وقد لبس ابلیس علیهم فی ذلک وبالغ وقد احتجوا بما اخبرنا به ابو نصر عبد الله بن علی السراج
الطوسی **قال** وقد قیل انه لما نزلت وان جهنم لموعدهم اجمعین صاح سلمان الفارسی صیحة ووقع
علی رأسه ثم خرج هاربا ثلثة ایام واحتجوا بما اخبرنا به عن ابی وائل قال خرجنا مع عبد الله ومعنا الربیع بن خیثم فمررنا
علی حداد فقام عبد الله ینظر الی حدیدة فی النار فنظر الربیع الیها فمال لیسقط ثم ان عبد الله مضی حتی اتینا علی اتون علی شاطئ
الفرات فلما راٰه عبد الله والنار تلهب فی جوفه قرأ هذه الاٰیة اذا راٰتهم من مکان بعید سمعوا لها تغیظا وزفیرا الی قوله
ثبورا کثیرا فصعق الربیع واحتملناه الی اهله ورابطه عبد الله حتی صلی الظهر

ترجمہ اور مین ہی ایک چھت پر تہا ایک جماعت اوسکے داہنی طرف تہی اور ایک بائین جانب اور وہ عمدہ عمدہ لباس پہنے
تھے انمین سے ایک گروہ نے کہا کہ کچھ بولو اور گاؤ مین اس راگ کی خوش آیندگی اور ذوق سے ایسا بیخود ہوگیا۔ کہ ارادہ کیا
کہ اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرا دون پھر شیطان نے کہا کہ ناچو وہ نہایت ہی عمدہ ناچ ناچے پھر شیطان مجھ سے بولا کہ اے ابوالحارث
مینے اس رقص وغنا کے سوا تم لوگوں سے کوئی ایسی چیز نہین پائی جس کی وجہ سے تم پر دخل پا سکون + (**وجد مین صوفیہ پر تلبیس**
ابلیس کا بیان) مصنف نے کہا یہ لوگ جب راگ سنتے ہین تو وجد کرتے ہین اور تالیان بجاتے ہین اور شور مچاتے ہین اور کپڑے
پھاڑتے ہین حالانکہ یہ سب انکو ابلیس نے فریب دیا ہے اور اپنا حیلہ کمال کو پہونچا دیا ہے اور حجت اس قوم کی وہ حدیث ہے جو ہم کو ابو نصر
عبد اللہ بن علی سراج طوسی سے پہونچی ہے اونہون نے کہا کہ کہتے ہین جب یہ آیت نازل ہوئی وان جہنم لموعدہم اجمعین یعنی
ان سب کفار کی وعدہ گاہ جہنم ہے۔ تو سلمان فارسی نے زور سے ایک نعرہ مارا اور سر کے بل گر پڑے پھر بھاگ کھڑے ہوئے اور تین دن
تک غائب رہے اور نیز وہ حدیث حجت ہے جو اونہین سے ہم کو پہنچی ہے کہ ابو وائل نے کہا کہ ہم عبد اللہ کے ساتھ جا رہے تھے اور ہمارے
ساتھ ربیع بن خیثم تھے ہمارا گذر ایک لوہار کے پاس ہوا عبد اللہ کھڑے ہو کر اس کے لوہے کو دیکھنے لگے جو آگ مین تھا ربیع نے
بھی لوہا دیکھا اور لڑکھڑا کر گرنے لگے پھر عبد اللہ آگے بڑھے یہانتک کہ فرات کے کنارے ایک لوہار کی بھٹی پر آئے اسمین آگ کو
شعلہ مارتے ہوئے دیکھکر عبد اللہ نے یہ آیت پڑھی اذا راتہم من مکان بعید سمعوا لہا تغیظا وزفیرا الی قولہ ثبورا
کثیرا یعنی جب آتش دوزخ دور سے اہل دوزخ کو دیکھے گی تو ان کو اوس کے جوش وخروش کی آواز سنائی دیگی۔ اور
جبوقت کسی مقام تنگ مین کئی کئی ایک ایک زنجیر مین جکڑ کر ڈالے جائینگے تو اوسوقت واویلا پکارینگے آج ایک اویلا کیا پکارتے ہو بہت بہت
واویلا پکارو۔ یہ آیت سنکر ربیع غش کہا کر گرے ہم لوگ انکو انکے گھر تک اوٹھا لائے عبد اللہ بھی اُن کے پاس ہی یہانتک کہ ظہر کی نماز پڑہی

عند الاکل لانهم لا یاکلون الا عن فاقة وعند المذاکرة لانهم یتجاوزون فی مقامات الصدیقین واحوال النبیین وعند السماع لانهم یستمعون بوجد ویشهدون حقا قال المصنف قلت وهذا ان صح عن الجنید واحسنّا به کان محمولا علی ما یسمعونه من القصائد الزهدیة فانها یوجب الرقة والبکاء فاما ان ینزل الرحمة عند وصف سعدی ولبنی ویحمل ذلک علی صفات الباری سبحانه فلا یجوز اعتقاد هذا ولو صح اخذ الاشارة من ذلک کانت الاشارة مستغرقة فی جنب غیبة الطباع ویدل علی ما حملنا الامر علیه انه لم یکن ینشد فی زمان الجنید مثل ما ینشدون الیوم الا ان بعض المتأخرین قد حمل کلام الجنید علی کلما یقال وقد نقل عنهم ان الدعاء عند حدو الحادی وعند حضور المخدة یجاب وذلک انهم یعتقدون انه قربة یتقرب بها الی الله تعالی وقال وهذا کفر لان من اعتقد الحرام او المکروه قربة کان بهذا الاعتقاد کافرا قال والناس بین تحریمه وکراهیته وقال صالح المری ابطا الصرعی نهضة صریع هوی یدعیه الی الله قربة واثبت الناس قدما یوم القیمة اخذهم بکتاب الله وسنة نبیه علیه السلام وسمعت علیان السائح یقول سمعت ابا الحارث الاولاسی یقول رأیت ابلیس فی المنام علی بعض سطوح الاولاس

ترجمہ ایک کہانا کہانے کے وقت کیونکہ یہ لوگ بغیر فاقہ کے نہین کہاتے دوسرے جب باہم مل کر ذکر آلہی کرتے ہین کیونکہ اسحالت مین وہ صدیقون کے مقامات اور انبیا کے احوال طے کرتے ہین تیسرے سماع کے وقت کیونکہ وہ وجد کیساتھ سنتے ہین اور ان کو شہود حق حاصل ہوتا ہے مصنف نے کہا مین کہتا ہون کہ یہ نقل اگر جنید سے صحیح ہے اور اس کو ہم اچھا جانین تو قصائد زہدیہ کے سماع پر محمول ہے کیونکہ وہی باعث رقت وزاری ہین لیکن یہ بات کہ سعدی اور لبنی کی تعریف کے وقت نزول رحمت ہو اور اوسکو صفات آلہی پر حمل کرین تو یہ اعتقاد جائز نہین اور اگر اس سے اشارہ لے لینا صحیح خیال کرین تو یہ اشارہ غلبہ طبیعت کے پہلو مین مستغرق ہوگا ہمنے اس امر کو جس بات پر محمول کیا ہے اوس کی دلیل یہ ہے کہ جنید کے زمانہ مین ایسے اشعار نہ پڑہے جاتے تہے جیسے آجکل گائے جاتے ہین مگر بعض متاخرین نے جنید کے قول کو ہر قوالی پر محمول کیا ہے اسی گروہ سے نقل ہے کہ شعرخوان کے شعر گانے کے وقت اور مزمار بجانیکے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے عقیدہ مین اس کو قربت سمجھتے ہین جس سے تقرب آلہی ہوتا ہے مصنف نے کہا یہ کفر ہے کیونکہ جو شخص حرام یا مکروہ کو قربت آلہی خیال کرے اس اعتقاد سے کافر ہو جائیگا ۔ اور کہا کہ علما سماع کو حرام بتاتے ہین یا مکروہ کہتے ہین صالح المری نے کہا کہ گر پڑنے والون مین زیادہ دیر کر کے وہ شخص اٹہے گا جسکو ہوائے نفسانی نے پچھاڑا ہے ۔ اور وہ اُسکو قربت آلہی سمجھتا ہے ۔ اور زیادہ ثابت قدم قیامت کے دن وہ شخص ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو لیئے ہوئے ہے اور ہمنے علیان سائح سے سُنا کہتے تھے کہ مین نے ابو الحارث اولاسی سے سُنا بیان کرتے کہ مینے شیطان کو خواب مین اولاس کی کسی ایک چھت پر دیکھا

ذکر دیکھنا ابلیس کو خواب مین ابو الحارث نے بر سطح اولاس

وعن احمد بن عطاء انه قال كان للشبلي يوم الجمعة نظرة ومن بعدها صيحة ضاح يوماً صيحة يشوش من حوله من الخلق
وكان بجنب حلقته حلقة ابو عمران الاشيب فجرد ابو عمران اهل حلقة **قال المصنف** واعلم وفقك الله ان قلوب
الصحابة كانت اصفى القلوب وما كانوا يزيدون عند الوجل على البكاء والخشوع فجرى من بعض غربائهم نحو ما انكرناه فبالغ
رسول الله صلى الله عليه وسلم في الانكار عليه **وحدثنا** ثابت عن انس انه قال وعظ رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً فاذا رجل قد صعق
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذا الملبس علينا ديننا ان كان صادقا فقد شهر نفسه
وان كان كاذبا فمحقه الله **وقال** انس لقد رأينا وقد وعظنا رسول الله صلى الله عليه
وسلم ذات يوم حتى سمعت للقوم حنينا حين اخذتهم الموعظة وما سقط منهم احد
قال المصنف قلت هذا حديث العرباض بن سارية وعظنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم موعظة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب **قال** ابو بكر الآجري ولم يقل صرخنا ولا ضربنا صدورنا
كما يفعل كثير من الجهال الذين يتلاعب بهم الشيطان وعن حصين بن عبد الرحمن قال قلت لاسماء بنت ابي بكر كيف كان اصحاب رسول
الله صلى الله عليه وسلم عند قراءة القرآن قالت كانوا كما ذكرهم الله او كما وصفهم الله عز وجل تدمع عيونهم

ترجمہ۔ احمد بن عطا کہتے ہیں کہ شبلی جمعہ کے روز ایک تیز نگاہ ڈالا کرتے تھے اور بعد اس کے ایک چیخ مارتے تھے تو ایک روز
نعرہ مارا اور اپنے گرد کی مخلوق کو تیز نظروں سے دیکھنے لگے انکے حلقہ کے پہلو میں ابو عمران الاشیب کا حلقہ تھا اونہوں نے اپنے حلقہ
والوں کو وہاں سے علیحدہ کر لیا **مصنف**ؒ نے کہا کہ خدا سب کو توفیق دے جان لینا چاہیئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب نہایت
ہی مصفا تھے اور یہ حضرات وجد میں زاری اور تضرع سے زیادہ اور کچھ نہ کرتے تھے اون میں سے بعض اعراب صحرا نشینوں پر ایسا
بھی گذرا جس کا ہم نے انکار کیا ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کے انکار میں تاکید فرمائی **ثابت** نے ہم کو انسؓ
سے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز وعظ فرما رہے تھے یکایک ایک آدمی غش کہا کر گر پڑا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے جو ہمارے دین کو ہم پر مشتبہ کرتا ہے اگر صادق ہے تو اپنے آپ کو شہرت دی اور اگر کاذب ہے تو خدا
اسکو غارت کرے **انس**ؓ نے کہا کہ ہم نے دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں وعظ سنایا یہانتک کہ چینے لوگوں
کے رونے کی آواز سنی جسوقت کہ وعظ نے اُنپر اثر کیا اور ان میں سے کوئی گرا پڑا نہیں **مصنف**ؒ نے کہا کہ یہ حدیث عرباض بن
ساریہ کی ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو وعظ سُنایا جس سے دل خوف کہا گئے اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے
ابو بکر الاجرمی کہتے ہیں کہ راوی نے یوں تو نہیں بیان کیا کہ ہم نے شور مچایا اور اپنی چھاتیاں کوٹیں جیسے اکثر وہ جہال
کرتے ہیں جنکو ساتھ شیطان کھیلتا ہے **حصین بن عبد الرحمن** سے روایت ہے کہ میں نے اسماء بنت ابی بکر سے پوچھا کہ اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت قرآن شریف پڑہتے وقت کیا ہوتی تھی جواب دیا کہ اُن کا حال
وہی ہوتا تھا جیسا اللہ تعالے نے ان کا ذکر کیا۔ یا یوں کہا کہ وصف کیا ہے ان کی آنکھیں اشک آلود ہو جاتی تھیں

فلم یفق ثم الی العصر فلم یفق ثم الی المغرب فافاق فرجع عبد اللہ الی اهله **قالوا** وقد اشتهر عن خلق کثیر من العباد
انهم کانوا اذا سمعوا القران **فمنهم** من یموت **ومنهم** من یصعق و یغشی علیه **ومنهم** من یصیح و هذا
کثیر فی کتب الزهد **فالجواب** اما ما ذکروہ عن سلمان فمحال و کذب ثم لیس له اسناد و الآیة نزلت بمکة
و سلمان انما اسلم بالمدینة ولم ینقل احد من الصحابة مثل هذا اصلا **واما** حکایة الربیع بن خیثم فان
راویها عیسی بن سلیم و فیه معمر والحدیث باسناد عن ابی جعفر بن موسی العقیلی قال احمد بن حنبل عیسی بن سلیم عن
ابی وائل لا اعرفه **وحدثنا** ابن ادم قال سمعت حمزة الزیات قال لسفیان انهم یروون عن الربیع بن خیثم
انه صعق فقال ومن یروی هذا انما کان یرویه ذلك القاص یعنی عیسی بن سلیم فلقیته فقلت له عمن ترویه انت
دا منکر علیه **قال المصنف** قلت فهذا سفیان الثوری ینکر ان یکون الربیع بن خیثم جری له هذا لان الرجل کان علی
السمت الاول وما کان فی الصحابة من یجری له مثل هذا ولا التابعین **ثم نقول** علی تقدیر الصحة ان الانسان قد یغشی علیه من
الخوف فیسکنه الخوف و یسکته فیبقی کالمیت وعلامة الصادق انه لو کان علی حائط لوقع لانه غائب فاما من یدعی الوجد و یتحفظ من ان تزل
قدمه ثم یتعدی الی تخریق الثیاب و فعل المنکرات فی الشرع فانا نعلم قطعا ان الشیطان یلعب به

ترجمہ اُن کو ہوش نہ آیا پھر عصر کی نماز ادا کی جب بھی افاقہ نہوا بعد مغرب وہ سنبھلے تو عبد اللہ اپنے گھر واپس آئے صوفیہ کہتے ہیں
کہ کثرت سے بندگان خدا کی نسبت مشہور ہے کہ جب اونھوں نے قرآن شریف سُنا تو کوئی مرگیا کوئی پچھاڑ کر گرا کوئی بیہوش ہوگیا
اور کوئی نعرہ زن ہوا اس قسم کی باتیں کتب زہد میں بہت سی ہیں **الجواب** سلمان رض کی نسبت جو کچھ ذکر کیا ہو غلط ہے اور محض
دروغ ہے پھر اس حدیث کی کوئی اسناد بھی نہیں اور آیت مذکورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے اور سلمان مدینہ میں اسلام لائے۔
اور کسی صحابی نے ایسا قصہ ہرگز نقل نہیں کیا باقی رہی ربیع بن خیثم کی حکایت تو اُسکا راوی عیسےٰ بن سلیم ہے جس میں ضعف
ہے اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ عیسےٰ بن سلیم کا ابو وائل سے روایت کرنا مجھے معلوم نہیں اور ہم سے ابن آدم نے بیان کیا۔ کہ
مینے حمزہ زیات سے سُنا کہ انھوں نے سفیان سے کہا کہ لوگ ربیع بن خیثم کی نسبت روایت کرتے ہیں کہ وہ بیخود ہو کر گر پڑے سفیان
نے جواب دیا کہ جو شخص یہ بیان کرتا ہے تو اس قصہ گو یعنی عیسےٰ بن سلیم ہی نے اپنی آنکھوں دیکھا ہوگا حمزہ کہتے ہیں پھر میں عیسےٰ بن
سلیم سے ملا اور اُن سے کہا کہ تم یہ حدیث کس سے روایت کرتے ہو تو اونھوں نے نہ پہچانا **مصنف** رح نے کہا میں کہتا ہوں کہ سفیان
ثوری ایسا اہلم انکار کرتا ہے کہ ربیع بن خیثم پر یہ حالت گذری ہو کیونکہ وہ شخص سلف کے طریقہ پر تھا اور صحابہ میں کوئی ایسا نہیں
ہوا جسپر ایسا واقعہ گذرا ہوا ور نہ کوئی تابعین میں تھا پھر ہم کہتے ہیں کہ بر تقدیر صحت کے بھی یہ بات ہے کہ انسان کو کبھی
خوف سے غش آجاتا ہے تو خوف اس کو ساکن اور ساکت کر دیتا ہے پس وہ مردہ ایسا رہ جاتا ہے اور صادق کی علامت یہ ہے
کہ اگر دیوار پر ہو تو نیچے گر پڑے کیونکہ وہ اپنے آپ میں نہیں مگر جو شخص کہ وجد کا مدعی ہے اور اپنے قدم کو لغزش سے محفوظ
رکھتا ہو اسپر بھی حوصلہ کیساتھ کپڑے پھاڑتا ہو اور ایسی حرکتیں کرتا ہو جس سے شریعت میں انکار ہی تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ اسکیساتھ شیطان کھیل کرتا ہے

فلا يصيبهم هذا افتراهما خشع لله تعالى من ابي
بكر وعمر فرأيت ان ذلك كذلك
فتركتهم فقال يا بني بل قال تفيض اعينهم
من الدمع وقال تقشعر جلودهم **واخبرنا**
جرير بن حازم انه شهد محمد بن سيرين فقيل
له ان ههنا رجالا اذا قرئ على احدهم
القران غشي عليه فقال محمد بن سيرين
يقعد احدهم على جدار ثم يقرأ عليه القرآن من اوله الى آخره
فان وقع فهو صادق **قال** ابو عمر وكان محمد ابن سيرين
يذهب الى ان هذا تصنع وليس بحق من قلوبهم **وعن** الحسن
انه وعظ يوما فتنفس رجل في مجلسه فقال الحسن ان كان لله فقد
شهرت نفسك وان كان لغير الله فقد هلكت **وقال** الفضيل بن
عياض لابنه وقد سقط يا بني لئن كنت صادقا لقد
فضحت نفسك ولئن كنت كاذبا لقد اهلكت نفسك
وفي رواية اخرى انه قال يا بني ان كنت صادقا فقد اظهرت كمالك

ترجمہ اونپر یہ کیفیت نہین طاری ہوتی تھی کیا یہ لوگ ابوبکر وعمر سے زیادہ خوف خدا رکھتے ہین مین نے جان لیا کہ ٹھیک بات ہی
اور ان لوگون کو ترک کیا یہ میرے باپ نے کہا کہ بیٹا بلکہ خدا نے تو یون فرمایا ہے تفيض اعينهم من الدمع یعنی ان کی آنکھون سے
آنسو جاری ہو جاتے ہین اور فرمایا ہے تقشعر جلودهم یعنی ان کے جسمون پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین **جریر بن حازم** نے
ہمکو خبر دی کہ وہ محمد بن سیرین کے پاس تھے ان سے پوچھا گیا کہ یہان کچھ ایسے لوگ ہین کہ جب ان مین سے کسی کے سامنے
قرآن پڑھا جاتا ہے تو اس کو غش آجاتا ہے محمد بن سیرین نے جواب دیا کہ ان مین سے کوئی دیوار پر بیٹھ جائے پھر تم اس
کے سامنے قرآن اول سے آخر تک پڑھو اگر زمین پر گر پڑے تو صادق ہے **ابو عمر** نے کہا کہ محمد بن سیرین کا یہ مذہب تھا کہ یہ
سب بناوٹ ہے اور حق نہین کہ ان کے دلون مین اثر ہو **حسن** سے روایت ہے کہ اونہون نے ایک روز وعظ بیان کیا ایک
شخص نے مجلس وعظ مین سانس بھری حسن نے کہا کہ اگر خدا کے لیئے ہے تو تو نے اپنے آپ کو مشہور کیا اور اگر غیر خدا کے لیئے ہو
تو تو ہلاک ہو گیا **فضیل بن عیاض** نے اپنے بیٹے سے کہا جو اسیطرح گر پڑے تھے کہ اے بیٹا اگر تم سچے ہو تو تم نے اپنے آپ کو رسوا
کیا اور اگر جھوٹے ہو تو اپنی جان کو ہلاک کیا دوسری روایت مین یون ہے کہ انہون نے کہا کہ بیٹا اگر صادق ہو تو تم نے جو بھید تھا د

وتقشعر جلودهم فقلت لها ان ههنا رجالا اذا قرئ على احدهم القرآن غشي عليه فقالت اعوذ بالله من الشيطان الرجيم **وعن** ابي حازم قال مر ابن عمر برجل ساقط من اهل العراق فقال ما شانه فقالوا انه اذا قرئ عليه القرآن يصيبه هذا فقال انا لنخشى الله عز وجل وما نسقط **وحدثنا** سفيان بن عيينة عن عبيد الله بن ابي بردة عن ابن عباس انه ذكر الخوارج وما يلقون عند تلاوة القرآن فقال انهم ليسوا باشد اجتهادا من اليهود والنصارى وهو يصلون **وقيل** لانس بن مالك ان ناسا اذا قرئ عليهم القرآن يصعقون فقال ذلك فعل الخوارج **وبلغ** عبد الله بن الزبير ان ابنه عامرا صحب قوما يتصعقون عند القرآن فقال له يا عامر لاعرفن ما صحبت الذين يتصعقون عند القرآن لاوسعك جلدا **ومن** رواية اخرى **عن** عامر بن عبد الله بن الزبير قال جئت الى ابي فقال اين كنت فقلت وجدت اقواما ما وجدت خيرا منهم يذكرون الله عز وجل فيرعد احدهم حتى يغشى عليه من خشية الله فقعدت معهم فقال لا تقعد معهم بعدها فرآني كانه لم ياخذ ذلك في فقال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتلو القرآن ورأيت ابا بكر وعمر يتلوان القرآن

ترجمہ ان کے جسم پر روئیں کھڑے ہو جاتے تھے مینے کہا کہ یہاں پر اکثر ایسے آدمی ہین کہ جب انمین سے کسی کے سامنے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو اسکو غش آجاتا ہے اسمار رضہ نے کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم **ابو حازم** سے روایت ہے کہ ابن عمر رضہ کا گذر ایک عراقی آدمی پر ہوا جو گرا ہوا پڑا تہا دریافت کیا کہ اس کا کیا حال ہے لوگون نے کہا کہ جب اس کے سامنے قرآن شریف پڑہا جاتا ہے تو اسکی یہ کیفیت ہو جاتی ہے ابن عمر بولے کہ ہم لوگ ضرور اللہ تعے سے ڈرتے ہین مگر گرتے پڑتے نہین۔ **سفیان بن عیینہ** نے ہم سے حدیث بیان کی کہ عبید اللہ بن ابی بردہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ انہون نے خوارج کا تذکرہ کیا اور تلاوت قرآن کے وقت جو انپر گذرتا تہا بیان کیا پس کہا کہ وہ لوگ نماز ادا کرتے وقت محنت کشی مین یہود ونصاریٰ سے بڑہکر نہین **انس بن مالک** سے کسی نے کہا کہ بعض لوگ ایسے ہین کہ جب اُن کے سامنے قرآن شریف پڑہا جاتا ہے تو بیہوش ہو کر گر پڑتے ہین جواب دیا کہ یہ خوارج کا فعل ہے **عبد اللہ بن زبیر** کو خبر ملی کہ اُن کے بیٹے عامر ایک قوم مین جا کر بیٹھے ہین جو قرآن پڑہتے وقت گر پڑتے ہین اونسے کہا کہ اے عامر خبردار آئیندہ مجکو یہ نہ معلوم ہو کہ تم ایسے لوگون مین گئے تھے جو قرآن پڑہتے وقت بیہوش ہو جاتے ہین ورنہ مین کوڑے سے تمہاری خبر لونگا دوسری روایت مین یون ہے کہ عامر بن زبیر نے کہا کہ مین اپنے باپ کے پاس آیا انہون نے پوچھا تم کہان تھے مینے جواب دیا کہ ایسے لوگون کو مینے دیکہا کہ انسے بہتر کسی کو نہین پایا۔ وہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے تھے ہر ایک ان مین سے کانپتا تہا یہانتک کہ اسکو خدا کے خوف سے غش آجاتا تھا مین بھی اُن کے ساتھہ بیٹھگیا میرے باپ نے کہا کہ اب کبھی اُن کے ساتھہ مت بیٹھو اتنا کہکر انہون نے معلوم کیا کہ مجہپر اس قول کا اثر نہین ہوا تو کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاوت قرآن کرتے دیکھا ابو بکر وعمر کو قرآن پڑہتے دیکھا ●

قال **المصنف** التولة ضرب من السحر يحبب المرأة الى زوجها **فصل** فان قال قائل
فنفرض الكلام فيمن اجتهد فى دفع الوجد فلم يقدر وغلبه الامر فمن اين يدخل الشيطان
فالجواب انا لا ننكر ضعف بعض الطباع عن الدفع الا ان علامة الصادق انه
لا يقدر على ان يدفع ولا يدرى ما يجرى عليه فهو من جنس قوله تعالى وخر موسى
صعقا **قيل** قرئ على عبد الله بن وهب كتاب اهوال القيامة فخر مغشيا عليه فلم يتكلم بكلمة
حتى مات بعد ذلك بايام **قال المصنف** قلت وقد مات خلق كثير عن سماع الموعظة و
غشى عليهم **قلنا** هذا التواجد الذى يظهر حركات المتواجدين وقوة صياحهم وتخبيطهم
فظاهره انه متعمل والشيطان معين عليه **قال المصنف** فان قيل فهل فى حق المخلص نقص
بهذه الحالة الطارية عليه قيل نعم من جهتين **احدهما** انه لو قوى العلم امسك
والثانى انه قد خولف به طريق الصحابة والتابعين ويكفى هذا نقصا وحدثنا
سفيان بن عيينة قال سمعت خلف بن حوشب يقول كان جواب
يرعد عند الذكر فقال له ابراهيم ان كنت تملكه فما ابالى ان لا اعتد بك

ترجمہ۔ مصنف رح نے کہا کہ تولہ جادو کی قسم سے ہے جس سے شوہر کو بی بی کی محبت ہو جاتی ہے **فصل** اگر کوئی کہے
کہ ہم اس شخص کے بارے مین کلام کرتے ہین جو وجد کے دفعیہ کی محنت سے کوشش کرتا ہے مگر قدرت نہین رکھتا۔
اور مغلوب ہو جاتا ہے پھر کہان سے شیطان آگھسا تو جواب یہ ہے کہ ہم اس کا انکار نہین کرتے کہ بعض طبیعتین دفعیہ مین
کمزور ہین لیکن صادق کی پہچان یہ ہے کہ دفع کرنے پر قادر نہین ہوتا اور نہین جانتا کہ اس پر کیا گذری پس وہ اس قبیل
سے ہے جیسا اللہ تعالےٰ نے فرمایا **وخر موسے صعقا** **فصل** عبد اللہ بن وہب کے روبرو اہوال قیامت
کی کتاب پڑھی گئی وہ غش کھا کر گر پڑے اور کوئی کلمہ مونہہ سے نہین نکالا یہانتک کہ اس کے بعد چند روز مین انتقال
کر گئے **مصنف** رح نے کہا۔ کہ مین کہتا ہون اکثر لوگ وعظ سنکر مر گئے اور بیہوش ہو گئے ہین ہم کہتے ہین کہ وجد کرنا
جو مکارون کی حرکتون کو شامل ہے اور زور سے چیخنا اور کج مج چلنا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بناوٹ ہے اور شیطان
ان لوگون کا یار و مددگار ہے **مصنف** رح نے کہا کہ اگر کہا جائے کہ کیا صاحب اخلاص کا حق اسپر یہ حالت طاری ہونے سے کم
ہو جائے گا۔ تو جواب دیا جائے گا۔ کہ ہان دو وجہ سے ایک یہ کہ اگر اس کا علم قوی ہوتا تو ضبط کرتا دوسرے
صحابہ و تابعین کے طریقہ کے خلاف کیا گیا۔ اور یہی نقص اور کمی کافی ہے **سفیان بن عیینہ** سے ہم کو حدیث
پہونچی۔ اونہون نے کہا مین نے خلف بن حوشب سے سنا ہے کہ جواب رح وعظ کے وقت کانپتے تھے۔
ان سے ابراہیم نے کہا کہ اگر تم قابو رکھتے ہو تو مین کچھ پرواہ نہین کرتا ہون کہ تم کو حقیر سمجھون

وان کنت کاذبا فقد اشرکت باللہ فصل قال المصنف فان قال قائل انما نفرض الکلام فی الصادقین لا فی اھل الریاء فما تقول فی من ادرکہ الوجد ولم یقدر علی دفعہ فالجواب ان اول الوجد انزعاج فی الباطن فان کف الانسان نفسہ لئلا یطلع علی حالہ یئس الشیطان منہ فبعد عنہ کما قال ایوب السختیانی اذا تحدث فرق قلبہ مسح انفہ وقال ما اشد الزکام وان اھمل الانسان نفسہ ولم یبال بظہور وجدہ واحب اطلاع الناس علی حالہ نفخ فیہ الشیطان فانزعج علی قدر نفخہ کما روی عن ابن اخی زینب عن زینب امرأۃ عبد اللہ قالت جاء عبد اللہ ذات یوم وعندی عجوز ترقینی من الحمرۃ فادخلتھا تحت السریر قالت فدخل فجلس الی جنبی فرای فی عنقی خیطا فقال ما ھذا الخیط قلت خیطا رقی لی فیہ رقیۃ فاخذہ فقطعہ ثم قال ان ال عبد اللہ لاغنیاء عن الشرک سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الرقی والتمائم والتولۃ شرک قالت فقلت لہ لم تقول ھذا وقد کانت عینی تقذف وکنت اختلف الی فلان الیہودی یرقیہا فکان اذا رقاھا سکنت قال انما ذالک من عمل الشیطان کان ینخسہا بیدہ فاذا رقیتہا کف عنہا انما کان یکفیک ان تقولی کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذھب الباس رب الناس اشف وانت الشافی لا شفاء الا شفاؤک شفاء لا یغادر سقما

ترجمہ اور اگر کاذب ہو تو تم نے خدا کے ساتھ شرک کیا فصل مصنفؒ نے کہا اگر کوئی کہے کہ کلام صادقین مین کیا جاتا ہے ریاکارون کا ذکر نہین اس شخص کے بارے مین کیا کہتے ہو جسپر وجد طاری ہوا اور وہ اُس کے دفعیہ پر قادر نہین تو جواب یہ ہے کہ شروع وجد مین ایک اندرونی حرکت اور جوش ہوتا ہے اگر انسان اپنے آپ کو باز رکھے اور روکے رہے تاکہ کسیکو اس کے حال کی خبر نہو تو شیطان اس سے نا امید ہو کر دور ہو جاتا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ ایوب سختیانی جب حدیث بیان کرتے تھے اور اُن کے دل کو رقت ہوتی تھی تو اپنی ناک پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ زکام کسقدر سخت ہے اور اگر انسان اپنے آپ کو بے قابو چھوڑ دے تو شیطان اس مین اپنی سانس بھر دیتا ہے بقدر اس کے پھونکنے کے انسان بیقرار ہوتا ہے چنانچہ زینب کے بھتیجے سے روایت ہے کہ زینب حضرت عبد اللہ کی بی بی کہتی ہین کہ ایک روز عبد اللہ باہر سے آئے میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی تھی جو بیرا سرخ بادہ جھاڑتی تھی مینے اُسکو چارپائی کے تلے چھپا لیا عبد اللہ آکر میرے پاس بیٹھ گئے تو میری گردن مین ایک ڈورا دیکھا پوچھا کہ یہ ڈورا کیسا ہے مینے کہا میرے واسطے پڑھکر پھونکا گیا ہے عبد اللہ نے وہ ڈورا لیا اور توڑ ڈالا اور بولے کہ آل عبد اللہ شرک سے مستغنی ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ فسون اور تعویذ اور تولہ شرک ہے زینب کہتی ہین مینے کہا تم یون کیون کہہ رہے ہو حالانکہ ایک دفعہ میری آنکھہ مین درد ہوتا تھا۔ اور مین فلان یہودی کے پاس جایا کرتی تھی وہ جھاڑ دیا کرتا تھا تو درد تھم جاتا تھا عبد اللہ نے کہا کہ یہ صرف شیطان کی کارروائی تھی وہ آنکھہ مین کچھہ اپنے ہاتھہ سے چونک دیتا تھا پھر جب یہودی جھاڑتا تھا تو رک جاتا تھا تمہارے لئیے یہی کافی تہا کہ جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُسطرح کہتین اذھب الباس رب الناس اشف وانت الشافی لا شفاء الا شفاؤک شفاء لا یغادر سقما

دلالة علی جواز الرقص فی الاسلام جاز ان یحمل قوله تعالی لموسی اضرب بعصاک الحجر دلالة علی ضرب المخاد بالقضبان نعوذ بالله
من التلاعب بالشرع واحتج بعض قاصریهم بان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت منی وانا منک فحجل وقال لجعفر اشبهت
خلقی وخلقی فحجل وقال لزید انت اخونا ومولانا فحجل ومنهم من احتج بان الحبشة رقصت والنبی صلی الله علیه وسلم ینظر
الیهم فالجواب اما الحجل فهو نوع من المشی یفعل عند الفرح فاین هو والرقص وکذلک رقص الحبشة نوع من المشی
یتسبب بفعل اللقاء للحرب واحتج لهم ابو عبد الرحمٰن السلمی علی جواز الرقص بروایه عن ابراهیم بن محمد الشافعی ان
سعید بن المسیب مر فی بعض ازقة مکة فسمع الاخضر الحدای یتغنی فی دار العاص بن وائل بهذا البیت تضوع مسکا
بطن نعمان ان مشت ✽ به زینب فی نسوة عطرات ✽ فلما رأت رکب النمیری اعرضت ✽ وهن من ان یلقینه خفرات ✽
قال فضرب برجله الارض زمانا وقال هذا مما یلذ سماعه وکانوا یروون الشعر لسعید بن المسیب قال المصنف
قلت هذا اسناد مقطوع مظلم لا یصح عن سعید بن المسیب ولا هذا شعره کان ابن المسیب اوقر من هذا وهذه الابیات مشهورة
لمحمد بن عبد الله بن نمیر النمیری الشاعر ولم یکن نمیریا وانما نسب الی اسم جده وهو ثقفی وزینب التی تشبب بها
بنت یوسف اخت الحجاج وسأله عبد الملک بن مروان عن الرکب ما کان فقال کانت احمرة عجافا

ترجمہ اسلام مین رقص کے جواز پر دلالت کرے تو جائز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ کو یہ فرمان اضرب بعصاک الحجر یعنی اپنی لاٹھی
پتھر پر مارو لکڑیون سے تاشے بجانے پر دلالت کرے۔ نعوذ باللہ من التلاعب بالشرع بعض کم عقلون نے اس حدیث سے حجت نکالی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تم میرے ہو اور مین تمہارا ہون یہ سُنکر حضرت علی رفتار حجل چلے آپ نے حضرت
زید سے فرمایا کہ تم ہماری بھائی ہو اور آزاد کردہ ہو زید سُنکر حجل چال چلے بعض صوفیہ نے یون حجت پکڑی ہی حبشیون نے رقص کیا تھا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف دیکھتے تھے جواب یہ ہے کہ حجل ایک قسم کی رفتار ہے کہ آدمی خوشی کی حالت مین جھومتا
ہوا چلتا ہے۔ تو کہان وہ چال اور کجا یہ رقص اور علی ہذا القیاس حبشیون کا رقص کرنا ایک قسم کی چال تھی جس کی جنگ مین مقابلہ
کے لئے مشق کرتے ہین صوفیہ کے لیئے جواز رقص پر ابو عبد الرحمٰن السلمی نے یون احتجاج کیا ہے۔ کہ ابراہیم بن محمد
شافعی سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب مکہ کی کسی گلی مین گذرے تو اخضر گویئے کو سُنا کہ عاص بن وائل کے گھر مین یہ شعر گا رہا تھا جنکا
ترجمہ یہ ہے بطن نعمان مشک سی مہک اُٹھے اگر وہان زینب عطر مین بسی ہوئی عورتون کے ہمراہ گذری پھر جب نمیری کی سواریان دیکھے۔ تو
منھ پھیر لے اور وہ عورتین نمیری کی ملاقات سے پرہیز کرنے والی ہون راوی کہتا ہی کہ یہ سُنکر سعید بن مسیب نے تھوڑی دیر اپنا پاؤن
زمین پر مارا اور کہا یہ وہ چیز ہے جسکا سُننا لذت بخش ہے لوگ یہ شعر سعید بن مسیب کے بیان کرتے ہین مصنفؒ نے کہا کہ مین کہتا
ہون یہ اسناد مقطوع اور مظلم ہے ابن مسیب سے صحیح نہین اور نہ یہ اُن کے شعر ہین ایسی باتون سے ابن مسیب زیادہ عالی وقار تھے
یہ اشعار محمد بن عبد اللہ بن نمیر نمیری شاعر کے مشہور ہین وہ نمیری نہین تھا اپنے دادا کیطرف منسوب ہے، اور ثقفی ہی اور زینب جسکی نسبت اسکے ساتھ
کیجاتی ہی وہ یوسف کی بیٹی حجاج کی بہن ہی اس سے عبد الملک بن مروان نے پوچھا تھا کہ تیری شعر مین یہ سواریان کیا چیز ہین جواب دیا کہ میرے پاس کچھ

وان كنت لاتملكه فقد خالفت من كان قبلك وفي رواية اخرى فقد خالفت من هو خير منك قال المصنف ابراهيم هو النخعي الفقيه وقد كان متمسكا بالسنة شديد الاتباع للاثر وقد كان من الصالحين الجواب من الصالحين البعداء عن التصنع وهذا خطاب ابراهيم له فكيف عمن لايخفى حاله في التصنع فصل فاذا طرب اهل التصوف لسماع الغناء صفقوا قيل كان ابن بنان يتواجد و كان ابو سعيد الخراز يصفق قال المصنف والتصفيق منكر يطرب ويخرج عن الاعتدال وتتنزه عن مثله العقلاء ويتشبه فاعله بالمشركين فيما كانوا يفعلونه عند البيت من التصدية وهي التي ذمهم الله عز وجل عليها فقال تعالى وما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية فالمكاء الصفير والتصدية التصفيق قال المصنف قلت وفيه ايضا تشبه بالنساء والعاقل يانف من ان يخرج عن الوقار الى افعال الكفار والنسوة فصل فاذا قوي طربهم رقصوا وقد احتج بعضهم بقوله تعالى لايوب اركض برجلك قال المصنف قلت وهذا الاحتجاج بارد لانه لو كان امر بضرب الرجل فرحا كان لهم فيه شبهة وانما امر بضرب الرجل لينبع الماء قال ابن عقيل اين الدلالة في مبتلى امر عند كشف البلاء بان يضرب برجله الارض لينبع الماء اعجازا من الرقص ولئن جاز ان يكون تحريك رجل قد انحلها تحكم الهوام

ترجمہ اور اگر اختیار نہیں رکھتے تو اپنے سے پہلے والوں کے خلاف کرتے ہو دوسری روایت میں ہے کہ تم اون لوگوں کی مخالفت کرتے ہو جو تم سے بہتر تھے مصنف رح نے کہا کہ یہ ابراہیم وہی نخعی فقیہ ہیں بڑے سنت کے پابند اور نہایت اثر کے تبع تھے اور جواب نیک لوگوں میں سے اور بناوٹ سے دور تھے ابراہیم کا یہ خطاب ایسے شخص سے ہے پھر وہ انسان کس شمار میں ہے جس کی تصنع اور بناوٹ کا حال پوشیدہ نہیں فصل پھر جب اہل تصوف راگ سنکر سرور میں آتے ہیں تو تالیاں بجاتے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت بنان وجد کرتے تھے اور حضرت ابو سعید الخراز تالیاں بجاتے تھے مصنف رح نے کہا کہ تالیاں بجانا برا اور منکر ہے۔ جو طرب میں لاتا ہے اور اعتدال سے باہر کر دیتا ہے اہل عقل ایسی باتوں سے دور رہتے ہیں اور ایسا کرنیوالا مشرکین کی مشابہ ہے جیسا کہ انکا فعل بیت اللہ کے پاس آکر تالیاں بجانا تھا اسی کی مذمت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی وما کان صلاتہم عند البیت الا مکاء و تصدیہ یعنی مشرکین کی نماز بیت اللہ کے پاس آکر یہی ہے کہ فریاد کرتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں۔ مصنف رح نے کہا کہ نیز اس میں عورتوں سے مشابہت ہے اور عاقل آدمی اس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ وقار کو چھوڑ کر مشرکین اور عورتوں کی حرکتیں اختیار کرے فصل پھر جب انکو کامل سرور ہوتا ہے تو رقص کرتے ہیں ان میں سے بعض نے یوں حجت پیش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ارکض برجلک یعنی ای ایوب اپنا پاؤں زمین پر مار و مصنف رح نے کہا میں کہتا ہوں کہ یہ حجت لانا بارد ہے کیونکہ اگر یہ فرمان خوشی کے مارے زمین پر پاؤں مارنے کو ہوتا تو ان کے لئے شبہ ہو سکتا تھا پاؤں مارنیکا حکم تو فقط اس لیے تھا کہ پانی نکل آئے ابن عقیل کہتے ہیں کہ ایک مریض آدمی کا قصہ جسکو مصیبت دور کرنے کے وقت حکم دیا گیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارے تاکہ معجزہ سے پانی نکل آوے رقص کی دلیل کہاں سے ہو گیا اور اگر ایسا جایز ہو کہ اس پاؤں کا ہلانا جسکو

ثم هو الى اهل الدارين ان يتشمس بالرقص شمس البهائم ويصفق تصفيق النسوة والله لقد رأيت مشائخ في عمري
ما بان لهم سن في تبسم فضلا عن ضحك مع ادمان مخالطتي لهم كالشيخ ابي القاسم بن زيدان وعبد الملك بن
بشران وابي طاهر بن العلاف والجنيد والدينوري **فصل** فاذا تمكن الطرب من الصوفية في حال رقصهم جذب احدهم بعض
الجلوس ليقوم معه ولا يجوز على مذهبهم للمجذوب ان يقعد فاذا قام قام الباقون تبعا له فاذا كشف احدهم
راسه كشف الباقون رؤوسهم موافقة له ولا يخفى على عاقل ان كشف الراس مستقبح وفيه اسقاط مروة وترك ادب
وانما يقع في المناسك تعبدا لله وذلة **فصل** فاذا اشتد طربهم رموا ثيابهم على المغني فمنهم من يرمي بها صحاحا
ومنهم من يخرقها ثم يرمي بها وقد احتج لهم بعض الجهال فقال هؤلاء في غيبة فلا يلامون فان موسى عليه السلام
لما غلب عليه الغم بعبادة قومه العجل رمى الالواح فكسرها ولم يدر ما صنع والجواب ان نقول من يصحح عن موسى انه رماها رمي
كاسر والذي ذكر في القران القاؤها فحسب فمن اين لنا انها تكسرت ثم قيل لو تكسرت فمن اين لنا انه قصد
كسرها ثم لو صححنا ذلك عنه **قلنا** كان في غيبة حتى لو كان بين يديه حينئذ بحر من نار لخاضه

ترجمہ پھر اس کا ٹھکانا بہشت و دوزخ دونوں سے ایک جگہ ہو وہ رقص سے یون اوچھلے جیسے چوپائے اچھلتے ہین اور اس طرح
تالیان بجائے جس طرح عورتین بجاتی ہین خدا کی قسم مینے اپنے زمانے مین وہ مشائخ دیکھے ہین جن کا مسکرانے مین بھی کوئی دانت
ظاہر نہین ہوا چہ جائیکہ ان کو ہنسی آئے باوجودیکہ مین ہمیشہ اُن کی صحبت مین رہا جیسے شیخ ابو القاسم بن زیدان اور عبد الملک بن
بشران اور ابو طاہر بن علاف اور جنید اور دینوری **فصل** جبکہ صوفیہ مین بحالت رقص خوب طرب قرار پکڑتا ہے ان مین سے ایک کسی بیٹھے
ہوئے کو کھینچ لیتا ہے کہ اسکے ساتھ اوٹھ کھڑا ہو اور ان کے مذہب مین یہ بات جائز نہین کہ جسکو کھینچا جائے وہ بیٹھا رہے جب وہ
کھڑا ہوتا ہے تو اسکی پیروی کی وجہ سے باقی لوگ بھی اوٹھ کھڑے ہوتے ہین پھر اگر کوئی ان مین سے اپنا سر کھول لیتا ہے تو باقی
بھی اس کی موافقت مین اپنے سرون کو ننگا کر لیتے ہین اور عاقل آدمی پر پوشیدہ نہین کہ سر کھولنا قبیح ہے اور اس مین آدمیت
کا دور کرنا اور ترک ادب ہے صرف مناسک حج مین اللہ تعالیٰ کے آگے اظہار عبودیت اور عاجزی کے لئے واقع ہوتا ہے **فصل** جب انکا
سرور زیادہ ہوتا ہے تو کپڑے اوتار کر گانے والے پر پھینکدیتے ہین بعض تو ویسی طرح سالم و درست پھینکدیتے ہین اور بعض انکو
پھاڑ ڈالتے ہین پھر پھینکتے ہین اور ان کے لئے بعض جہال نے یہ حجت پکڑی ہے کہ وہ اپنے آپ سے گذر جاتے ہین لہذا ملامت
نکرنا چاہئے کیونکہ جب موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم کی گوسالہ پرستی کا غم ہوا تو توریت کے تختے پھینکدیئے اور اُن کو توڑ ڈالا اور
کچھ خبر نہ تھی کہ کیا کیا **جواب** یہ ہے کہ ہم کہتے ہین موسیٰ علیہ السلام کی نسبت اس امر کی تصحیح کس نے کی کہ انہون نے تختے اس طرح
پھینکے جیسے کوئی توڑ ڈالنا چاہتا ہے اور قرآن شریف مین جو مذکور ہے تو انکا ڈالدینا ہی بس یہی کافی ہے یہ بات کہانسے نکلی کہ
وہ ٹوٹ گئے ہم یہ کیونکر کہدین کہ انہون نے توڑنے کا قصد کیا تھا پھر اگر موسیٰ علیہ السلام کے بارے مین اسکو صحیح بھی مان لین
تو ہم کہین گے کہ وہ اسوقت بیخود تھے کہ اگر اس گھڑی ان کے سامنے آگ کا دریا بھی ہوتا تو اس مین داخل ہو جاتے

حملت عليها قطرانا من الطائف فضحك عبد الملك وامر الحجاج ان لا يؤذيه قال المصنف ثم لو قدرنا ان ابن المسيب ضرب برجله الارض فليس في ذلك حجة على جواز الرقص فان الانسان قد يضرب الارض برجله او يدق بها لشيء يسمعه ولا يسمى ذلك رقصا فما اقبح هذا التعليق واين ضرب الارض بالقدم مرة او مرتين من رقصهم الذي يخرجون به عن سمت العقلاء ثم دعونا من الاحتجاج تعالوا نتقاضى الى العقول اي معنى في الرقص الا اللعب الذي يليق بالاطفال وما الذي فيه من تحريك القلوب الى الآخرة هذه والله مكابرة باردة ولقد حدثني بعض المشايخ عن الغزالي انه قال الرقص حماقة بين الكتفين لا تزول الا بالتعب وقال ابن عقيل قد نص القرآن على النهي عن الرقص فقال تعالى

ولا تمش في الارض مرحا وذم المختال والرقص اشد المرح والبطر اولسنا الذين قسنا النبيذ على الخمر لاتفاقهما في الاطراب والسكر فما بالنا لا نقيس القضيب وتلحين الشعر معه على الطنبور والمزمار والطبل لاجتماعهما في الاطراب وهل شيء يزري بالعقل والوقار ويخرج عن سمت الحلم والادب اقبح من ذي لحية فكيف اذا كانت شيبة ترقص وتصفق على وقاع الالحان والقضبان خصوصا ان كانت اصوات نسوان ومردان وهل تحسن بمن بين يديه الموت والسؤال والحشر والصراط

ترجمہ جن پر طائف سے ... لا بار کرکے لایا تھا عبد الملک ہنس پڑا اور حجاج کو حکم دیا کہ اسے ایذا نہ دے مصنفؒ نے کہا پھر اگر ہم مان بھی لیں کہ ابن المسیب نے اپنے پاؤں زمین پر مارے تو یہ جواز رقص پر حجت نہیں کیونکہ اکثر اوقات آدمی اپنا پاؤں زمین پر مارتا ہے یا کسی چیز کے سنکر زمین کو ٹھونکتا ہے اور اسکو رقص نہیں کہتے پس یہ تعلیق کسقدر قبیح ہے اور کہاں پاؤں کا ایک بار یا دو بار زمین پر مارنا اور کہاں ان لوگوں کا وہ رقص کہ اہل عقل کے طریقہ سے باہر چلے جاتے ہیں پھر ہم احتجاج سے درگذر کرکے بلاتے ہیں کہ آؤ ہم تم عقل کے پاس چل کر قضیہ فیصل کریں رقص میں کونسی بات ہے بجز اس کے کہ کھیل ہے جو لڑکوں کے لائق ہے اور یہ جو دعوے ہے کہ اس میں قلوب کو آخرت کی طرف تحریک ہوتی ہے تو یہ بات بخدا از بردستی ہے **بعض مشایخ** نے مجکو غزالیؒ سے خبر پہونچائی کہ انہوں نے کہا رقص ایک حماقت ہے دونوں شانوں میں جو بغیر محنت کے زائل نہیں ہوتی **ابن عقیل** نے کہا کہ قرآن میں قطعی طور پر رقص سے ممانعت ہے اللہ تعالی نے فرمایا **ولا تمش فی الارض مرحا** یعنی زمین پر خوش ہوتا ہوا نہ چل اللہ تعالی نے مختال یعنی اترا کر چلنے والے کی مذمت فرمائی اور رقص نہایت ہی خوشی اور اترانا ہوتا ہے بھلا کیا ہم وہی لوگ نہیں کہ ہم نے نبیذ کو شراب پر قیاس کیا ہی بوجہ اس کے کہ سرور لانے اور نشہ پیدا کرنے میں دونوں متفق ہیں پھر ہمیں کیا ہوگیا کہ لکڑی بجانا اور اس کے ساتھ اشعار گانا طنبورا اور مزمار اور طبل پر قیاس نہ کریں کیونکہ دونوں طرب و سرور لانے میں متحد ہیں اور کیا ڈاڑہی والے آدمی سے کوئی شی جو عقل و وقار کو عیب لگاوے اور حلم و ادب کے طریقہ سے نکال دے قبیح تر ہوگی پھر کیا کہا جاوے جبکہ بڈھے الحان اور لکڑیوں کے بجنے پر رقص کریں اور تالیاں بجائیں خاصکر اگر عورتوں اور امردوں کی آوازیں ہوں اور کیا تم پسند کرتے ہو کہ جس شخص کے سامنے موت و سوال اور حشر اور صراط ہوں

فلا سلامة فیه مع الحالین وتجنب مواضع الریب واجب واحتج لهم ابن طاهر فی تخریقهم الثیاب لحدیث عائشة
قالت نصبت حجلة لی فیها رقم فمدها النبی صلی الله علیه وسلم فشقها **قال المصنف** فانظر الی فقه هذا الرجل
المسکین کیف یقیس حال من یخرق ثیابه فیفسدها وقد نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اضاعة المال علی
من ستر لیحیط فانشق لاعن قصد ثم لو قدرنا انه قصد شقه جاز علی وجه العقوبات فی المنهیات کما امر
بکسر الدنان فی الخمر فان ادعی مخرق ثیابه انه غائب قلنا الشیطان غیبک لانک لو کنت مع الحق لحفظك
فان الحق لا یفسد **وعن ابی عمران الجونی** قال وعظ موسی بن عمران یوما فشق رجل منهم قمیصه فاوحی الله عز وجل الی
موسی علیه السلام قل لصاحب القمیص لا یشق قمیصه بل یشرح لی عن قلبه **فصل** وتکلم مشائخ الصوفیة فی الخرق المرمیة
فقال محمد بن طاهر الدلیل علی ان الخرقة اذا طرحت صارت ملکا لمن طرحت بسببه **حدیث جریر** جاء قوم
مجتابی النمار فحرض رسول الله صلی الله علیه وسلم علی الصدقة فجاء رجل من الانصار بصرة فتتابع الناس حتی رأیت کومین من
ثیاب وطعام **قال** والدلیل علی ان الجماعة اذا قد حضروا عند تفریق الخرق اسهم لهم حدیث ابی موسی قال قدمنا بعد خیبر بثلث فاسهم لنا

ترجمہ بہرحال دونون صورتون مین سلامتی نہین اور شک و شبہ کے مقامات سے بچنا واجب ہے **ابن طاہر** نے اس قوم کے لئے
اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رض نے فرمایا مینے اپنے لئے ایک حجلہ نصب کیا تہا جس مین نقش اور بیل بوٹی
تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہینچا اور چاک کر دیا **مصنف** رح نے کہا اس بیچارے غریب آدمی کے فقہ پر غور کرنا چاہئے کہ
جو شخص اپنے کپڑے پہاڑتا ہے حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے اوس کی حالت
کو اس پر قیاس کرتا ہے کہ گھیرنے کے لئے پردہ کھینچا جائے اور بلا قصد پھٹ جائے
اگر یہی مان لین کہ آپنے اُسکے چاک کرنیکا قصد کیا تہا تو بروجہ تنبیہ جائز ہی جیسا کہ ممنوعات مین کیا جاتا ہے چنانچہ آپ نے شراب کے
بارے مین اُس کے مٹکے توڑ ڈالنے کا حکم دیا تہا اب اگر کپڑے پہاڑنیوالا آدمی یہ دعوی کرے کہ وہ بیخود ہے تو ہم جواب دینگے کہ تجکو
شیطان نے بیخود بنا دیا۔ اگر تو حق کے ساتھ ہوتا تو محفوظ رہتا کیونکہ حق فاسد نہین ہوتا **ابو عمران الجونی** نے کہا کہ ایک روز
موسے بن عمران علیہ السلام نے وعظ بیان کیا سامعین مین سے ایک شخص نے اپنا کرتا پہاڑ ڈالا تو اللہ تعالی نے حضرت
موسے کو وحی بھیجی کہ اس کرتے والے سے کہدو کہ کرتا نہ پہاڑے بلکہ میرے لئے اپنا قلب صاف کرے **فصل** مشائخ صوفیہ
نے پھینکے ہوئے خرقون کے بارے مین کلام کیا ہے **محمد بن طاہر** نے کہا کہ اس بات کی دلیل کہ خرقہ جب پھینکا جاتا ہے
اس شخص کی ملک ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے پھینکا گیا حضرت جریر کی یہ حدیث ہے کہ کچھ لوگ پوستین پہنے ہوئے آئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو صدقہ کی ترغیب دی ایک انصاری ایک تھیلی لائے انکو دیکھکر اور لوگ بھی پے در پے لانے لگے
حتی کہ مینے دو ڈھیر غلہ اور کپڑون کے دیکھے **ابن طاہر** نے کہا کہ اس امر کی دلیل کہ جب لوگ خرقون کی تقسیم ہونیکے وقت آئین تو انکا حصہ لگایا
جائیگا حضرت ابو موسی کی حدیث ہی کہ ہم لوگ خیبر کے بعد تیسرے دن آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا حصہ لگایا۔

ومن يصحح لهؤلاء غيبتهم وهم يعرفون المغني من غيره ويحذرون من بئر لو كانت عندهم ثم كيف يقاس احوال الانبياء لحوال
هؤلاء السفهاء **ولقد** رأيت شابا من الصوفية يمشي في الاسواق ويصيح والعوام يمشون خلفه وهو يبربر ويخرج الى الجمعة
فيصيح صيحات ثم يصلي الجمعة فيسكت عن صلوته ان كانت وقت صلوته غائبا فقد بطل وضوءه وان كان حاضرا و
هو متصنع وكان هذا الرجل جلدا لا يعمل شيئا بل يدار له بزنبيل في كل يوم فيجمع له ما يأكلون هو واصحابه
فهذه حالة المتاكلين لا المتوكلين ثم لو قدرنا ان القوم يصيحون عن غيبة فان تعرضهم بما يغطي على العقول من
سماع ما يطرب منهي عنه كالتعرض بكل ما غالبه الاذى **وقد** سئل ابن عقيل عن تواجدهم وتخريق ثيابهم فقال
خطأ حرام **قد** نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اضاعة المال وعن شق الجيوب فقال له قائل فانهم
لا يعقلون ما يفعلون فقال ان حضروا هذه الامكنة مع علمهم ان الطرب يغلب عليهم فيزيل عقولهم اثموا بما
يدخل عليهم من التخريق وغيره مما يفسد ولا يسقط عنهم خطاب الشرع لانهم مخاطبون قبل الحضور
بتجنب هذه المواضع التي تفضي الى ذلك كما هم منهيون عن شرب المسكر فاذا سكروا وجرى منهم افساد الاموال لم
يسقط الخطاب لسكرهم هذا الطرب الذي يسميه اهل التصوف وجدا ان صدقوا فيه فسكر طبع وان كذبوا افسدوا مع الصحو

ترجمہ اس گروہ کی نسبت بیخودی کون صحیح بتاتا ہے حالانکہ یہ لوگ گانے والے کو غیروں سے تمیز کر لیتے ہین اور ان کے پاس کنواں ہو
تو اس سے بچتے ہین پھر انبیاء علیہم السلام کے احوال ان احمقوں پر کیونکر قیاس کئے جا سکتے ہین صوفیہ مین سے مینے ایک جوان کو بازار
مین دیکھا کہ شور مچاتا تھا اور عوام لوگ اوسکے پیچھے جاتے تھے وہ غصے مین بڑبڑاتا تھا اور نماز جمعہ کے لئے جاتا تھا کئی نعرے مارتا تھا اور
پھر جمعہ کی نماز پڑہتا تھا نماز سے خاموش ہو جاتا تھا اب اگر یہ شخص نماز پڑہنے کی حالت مین غائب و بیخود تھا تو اس کا وضو باطل
ہوگیا اور اگر ہوش تھا تو وہ محض بنا ہوا ہے اور یہ شخص تن و توش والا تھا کوئی کام نہ کرتا تھا ہر روز اس کے واسطے ایک زنبیل گھر
گھر پھیری جاتی تھی تو اسقدر کھانا جمع ہو جاتا تھا کہ وہ اور اسکے ساتھی کھاتے تھے پس یہ حالت کھانے والوں کی ہے توکل کرنیوالوں کی
نہین پھر اگر ہم مان لین کہ یہ لوگ بیخودی کیوجہ سے شور کرتے ہین تو انکا ایسی طرب انگیز چیز کے سننے کو جانا جو عقل پر پردہ ڈالتی ہے ممنوع اور منہی ہے
جیسا کہ ہر اس چیز کے پاس جانا جسمین آزار غالب ہو **ابن عقیل** سے ان لوگون کے وجد کرنے اور کپڑے پھاڑنے کے بارہ مین پوچھا گیا جواب دیا
کہ خطا ہے حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے اور گریبان پھاڑنے سے منع فرمایا پوچھنے والے نے ابن عقیل سے پوچھا کہ وہ لوگ بالکل
نہین جانتے کہ کیا کرتے ہین جواب دیا کہ اگر باوجود اس علم کے طرب اُنپر غالب ہوگا اور ان کی عقل زائل کر دیگا وہ ان مقامو مین حاضر ہون گے
تو گنہگار ہون گے بوجہ اس حالت کے جو انپر گذرتی ہے کپڑے پھاڑنا وغیرہ جسمین شے کا فاسد کرنا ہے اور اُن سے خطاب شرعی ساقط نہوگا کیونکہ وہ
اس مجلس مین حاضر ہونیسے پہلے مخاطب ہین کہ ان مقامات سے باز رہین جہان ایسی حالت کو پہنچین جسطرح انکو نشہ کی چیز پینے سے منع کیا گیا ہے
اب اگر وہ نشہ مین سرشار ہو جاوین اور اس حالت مین انسے مال ضائع کرنا سرزد ہو تو خطاب آلہی بوجہ اُنکے مست و بیخود ہونیکے ساقط نہوگا یہ طرب اور
سرور جسکو اہل تصوف وجد کہتے ہین اگر اس مین صادق ہین تو طبیعت پر نشہ غالب ہوگیا اور اگر کاذب ہین تو باوجود ہوش مین ہونیکے مال ضائع کرتے ہین

ماكان مجروحا قسم على الجمع وما كان سليما دفع الى القوال واحتج بحديث سلمة من قتل هو تيلح الفوائد قالوا سلمة بن الاكوع قال له سلبه اجمع فالقتل انما وجد من جهة القوال والسلب له قال المصنف فاقه انظروا اخواني عصمنا الله واياكم من تلبيس ابليس الى تلاعب هؤلاء الجهلة بالشريعة واجماع مشائخهم الذي لا يساوي بعرة فان مشائخ الفقهاء اجمعوا على ان الموهوب لمن وهب له سواء كان مخرقا او سليما ولا يجوز لغيره التصرف فيه ثم ان سلب القتيل كلما عليه فما بالهم جعلوا ما رمي به ثم ينبغي ان يكون الامر على عكس ما قاله الانصاري لان المجروح من الثياب ما كان بسبب الوجد فينبغي ان يكون المجروح للمغني دون الصحيح وكل اقوالهم في هذا محال وهذيان وحكى لي ابو عبد الله التكريتي الصوفي عن ابي الفتوح الاسفرائني وكنت انا قد رأيته وانا صغير السن قد حضر في جمع كبير في رباط وهناك المخاد والقضبان والدف بجلاجل فقام يرقص حتى وقعت عمامته فبقي مكشوف الرأس قال لي التكريتي ثم رقص بما في خفه ثم ذكر ان الرقص في الخف خطأ عند القوم فانفرد وخلعه ثم نزع ممطرا كان عليه فوضعه بين ايديهم فقطعوه للتلث الجماعة ثم اقتسموه خرقا قال ابن طاهر والدليل على ان الذي يطرح الخرقة لا يجوز ان يشتريها من الجمع

ترجمہ جو چاک شدہ ہین سب کو تقسیم کئے جائین اور جو سالم و درست ہین تو ا ا کو دیئے جائین اور حضرت سلمہ کی حدیث سے حجت لی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ فلان شخص کو کس نے قتل کیا۔ لوگون نے عرض کیا۔ کہ سلمہ نے مارا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سلمہ ہی کو اس کا سارا رخت ملے گا پس یہان پر قتل فقط قوال ہی طرف سے پایا گیا ہے لہذا رخت اسی کو ملے گا مصنف نے کہا میرے بھائیو خدا ہمین تمہین تلبیس ابلیس سے محفوظ رکھے ذرا ان نادانون کے شریعت کے ساتھ کھیل کرنے کو غور کرو اور ان کے مشائخ کا اجماع دیکھو جو اونٹ کی مینگنی برابر نہین کیونکہ مشائخ فقہا اسپر اجماع کرتے ہین کہ ہبہ کردہ چیز اس شخص کی ہے جسے ہبہ کی گئی خواہ ٹوٹی ہوئی ہو یا صحیح و درست ہو۔ اور غیر موہوب لہ کو اس مین تصرف کرنا جائز نہین پھر یہ سمجھو کہ مقتول کا رخت تو وہ سب ہے جو اس کے جسم پر ہے ان لوگون کو کیا ہو گیا کہ رخت اسی کو کہتے ہین جو پھینکدیا گیا پھر زیبا تو یون ہے کہ انصاری کے قول کے برعکس عملدرآمد ہو کیونکہ کپڑون مین جو پھٹے ہوئے ہین وہ بسبب وجد کے ہین۔ لہذا یون چاہیئے کہ قوال کو چاک شدہ مین اور درست نہ دین غرضکہ اس بارے مین اس فریق کے تمام اقوال بیہودہ اور خرافات ہین ابو عبد اللہ تکریتی صوفی نے مجھ سے بیان کیا کہ مین نے صغیر سنی مین ابو الفتوح اسفرائنی کو دیکھا ہے وہ ایک مجلس صوفیہ مین بہت بڑی جماعت مین موجود تھے جہان ڈھول باجا اور دف اور گھنگرو بجتے تھے ابو الفتوح اٹھکر رقص کرنے لگے یہانتک کہ انکا عمامہ گر پڑا وہ اسی طرح کھلے سر بجے تکریتی نے کہا کہ ابو الفتوح نے ایکدم رقص کیا اور موزہ پہنے ہوئے تھے پھر ذکر کیا کہ موزہ سمیت رقص کرنا صوفیہ کے نزدیک خطا ہے تو انہون نے موزہ اتار ڈالا پھر ایک پیراہن جو پہنے ہوئے تھے اتارا اور اس گناہ کے کفارہ مین جماعت کے سامنے رکھدیا لوگون نے اسکو پارہ پارہ کر کے باہم تقسیم کر لیا ابن طاہر نے کہا کہ جو خرقہ پھینکا جاتا ہے اگر

قال المصنف قلت لقد تلاعب هذا الرجل بالشريعة واستخرج بسوء فهمه ما يظنه يوافق مذهب المتاخرين
من الصوفية فانا ما عرفنا هذا في اوائلهم وبيان فساد استخراجه ان هذا الذي خرق الثوب ورمى به ان كان حاضرا فما جاز له
تخريقه وان كان غائبا فكذلك يزعمون كان ثوبه كالشيء الذي يقع من الانسان ولا يدري به ولا يجوز لاحد ان يتملكه
ان رماه في حال حضوره لا على احد فلا وجه لتملكه ولو رماه على المغني لم يملكه لان التمليك لا يكون الا بعقد شرعي
والرمي ليس بعقد ثم نقول انه ملك للمغني فما وجه تصرف الباقين فيه ثم اذا تصرفوا فيه خرقوه خرقا وذلك لا يجوز
لوجهين احدهما انه تصرف فيما لا يملكونه والثاني انه اضاعة للمال ثم ما وجه سهام من لم يحضر فان احتج بحديث ابي موسى
فقال العلماء منهم الخطابي يحتمل ان يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطاه عن رضى ممن شهد الوقعة او من الخمس الذي
هو حقه وعلى مذهب الصوفية يعطى هذا الخرق لمن جاء وهذا مذهب خارج عن اجماع المسلمين وما اشبه ما وضع هؤلاء بارائهم الفاسدة الا بما وضعت
الجاهلية من احكام البحيرة والسائبة والوصيلة والحام قال ابن طاهر اجمع مشائخنا على ان الخرقة المخرقة وما تبعها من الخرق الصحاح التي توافقها ان ذلك كله يكون حكم الجمع
يفعلون فيها ما يرى المشائخ واحتجوا بقول عمر الغنيمة لمن شهد الوقعة وخالفهم شيخنا ابو اسمعيل الانصاري فجعل الخرقة على ضربين

ترجمہ مصنف رح نے کہا کہ یہ شخص شریعت کے ساتھ کھیل کرتا ہے اور کج فہمی سے جو باتین متاخرین صوفیہ کے مذہب کے موافق پاتا
ہے نکالتا ہی کیونکہ ہمنے متقدمین صوفیہ مین یہ باتین نہین دیکھین اور اس شخص کے استخراج کی قباحت کا بیان یہ ہے کہ وہ شخص جسنے
چاک شدہ خرقہ پھینکا ہے اگر اپنے آپ مین تھا تو اسکو اسکا چاک کرنا جائز نہ تھا اور اگر ان کے خیال کے مطابق خودی سے گذرا
ہوا تھا تو اس کا کپڑا اس چیز کی مانند ہوگا جو بیخبری مین انسان سے گر پڑے کسی دوسرے کو جائز نہین کہ اس کا مالک بنے
اور اگر اس شخص نے بحالت ہوش اپنا کپڑا پھینکا مگر کسی آدمی پر نہین ڈالا تو اس کے مالک بنجانے کی کوئی وجہ نہین کیونکہ بغیر عقد
شرعی کے کسیکو مالک نہین بنا سکتے اور پھینکدینا عقد نہین ہی پھر ہم مانتے ہین کہ وہ کپڑا گانے والے کی ملکیت ہی تو اور لوگون کے
اوسمین تصرف کرنے کی کیا وجہ ہے پھر جب اسمین تصرف کرتے ہین تو اس کے کئی ٹکڑے کر دیتے ہین اور یہ دو وجہون سے
جائز نہین اول یہ کہ وہ ایسی چیز مین تصرف کرتے ہین جس کے مالک نہین اور دوم یہ کہ مال کا ضائع کرنا ہی پھر جو شخص موجود
نہین اس کا حصہ لگانیکی کیا وجہ ہے اگر حضرت ابو موسی کی حدیث کو کہا جائے تو خطابی وغیرہ علمانے کہا ہے کہ یہان احتمال ہو سکتا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حاضرین جنگ کی خوشی سے دیا ہو یا اس پانچوین حصہ مین سے عطا کیا ہو جو آپ کا حق تھا
اور بنا بر مذہب صوفیہ یہ کپڑے کی ٹکڑی ہر ایک آنیوالے کو ملتے ہین اور یہ مذہب اجماع مسلمین سے خارج ہے اگر سچ پوچھیے تو یہ لوگ جو کچھ اپنی
بیہودہ رایون سے مقرر کر رہے ہین کسقدر اس حالت سی ملتی جلتی ہے جو زمانہ جاہلیت کے بارہ مین بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کے احکام
کی قسم سے بیان کی گئی ہی ابن طاہر نے کہا کہ ہمارے مشائخ نے اجماع کیا ہے کہ چاک شدہ خرقے اور جو کچھ ان کے ساتھ درست خرقے انکے
موافق ہون وہ سب کے سب جمیع کے حکم پر ہین مشائخ اس مین جسطرح چاہین تصرف کرین اور انکی حجت حضرت عمر کا یہ قول ہی کہ غنیمت اس
کے لیے ہی جو جنگ مین حاضر تھا اس مذہب مین ہمارے شیخ ابو اسمعیل انصاری انکے خلاف ہین وہ [illegible]ون کے دو حصے کرتے ہین

ينتفع بها ثم لوفرق الثوب يضافرمي لا ينتفع بها ولو كسر السيف نصفين لا ينتفع بالنصف غيران الشرع تيلمح الفوائد العامة وليسي ما ينقص منها الا انتفاع اتلافا ولهذا نهى عن كسر الدرهم الصحيح لانه يذهب منه قيمته بالاضافة الى المكسور فليس العجب في تلبيس بلبيس على الجهال منهم بل على الفقهاء الذين اختار وابدع الصوفية على حكم ابي حنيفة والشافعي **فصل** ولقد غربوا فيما ابتدعوا واقام لهم الاعذار من الى هواهم مال ولقد ذكر محمد بن طاهر في كتابه فقال باب السنة في اخذ شئ من المستغفر واحتج بحديث كعب بن مالك في توبته يجزيك الثلث ثم قال باب الدليل على ان من وجبت عليه غرامة فلم يؤدها الزموه اكثر منها واستدل بحديث معاوية بن حيدة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال في الزكوة من منعها فانا اخذها وشطر ماله **قال المصنف** قلت فانظر الى تلاعب هؤلاء وجهل هذا المحتج لهم وتسمية ما يلزمونه بعضهم مما تلزمه غرامة وتسمية ذلك واجبا وليس لنا غرامة ولا وجوب الا بالشرع ومتى اعتقد الانسان ما ليس بواجب واجبا فقد كفر ومن مذهبهم كشف الرأس عند الاستغفار وهذه بدعة تسقط المروة وتنافي الوقار ----

ترجمہ پھاڑنے سے بھی نفع اوٹھا سکتے ہین اور تلوار کے اگر توڑ کر برابر برابر دو ٹکڑے کرلے جائین تو ایک ٹکڑے سے نفع نہین اُٹھا سکتے علاوہ ازین شریعت عام فائدون کو دیکہتی ہے اور جس چیز کے انتفاع مین نقصان آئے اُسکو تلف کر دینا کہتے ہین اسی لئے ثابت درہم کا توڑنا ممنوع ہے کیونکہ ٹوٹنے کی وجہ سے اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے شیطان اگر جہال صوفیہ کو فریب مین لے آئے تو کچھ تعجب نہین تعجب تو ان عالموں پر ہے جنہون نے ابو حنیفہ اور شافعی کے حکم کو چھوڑ کر صوفیہ کی بدعتین اختیار کی ہین **فصل** ان صوفیہ نے جو بدعتین ایجاد کین ہین اُن مین عجیب عجیب باتین نکالین ہین اور جو لوگ ان کی خواہش نفسانی کی جانب مائل ہوئے ہین اونھون نے ان کے لئے عذر ڈھونڈھے ہین محمد بن طاہر نے اپنی کتاب مین ایک باب باندہا ہے جس کا عنوان یہ ہے باب توبہ کرنیوالے سے کچھ تاوان لینے کے بارے مین سنت کیا ہے اور کعب بن مالک کی حدیث سے حجت لی ہے کہ اُن کی توبہ کے لیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے تہائی مال صدقہ دینا کافی ہوگا پہر کہا باب اسبات کی دلیل مین کہ جس شخص پر تاوان واجب ہو اور وہ اس کو ادا نہ کرے تو تاوان سے زیادہ اس پر لازم کردین اور معاویہ بن حیدہ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کے حق مین فرمایا کہ جو شخص زکوۃ کو روکیگا مین اس سے زکوۃ اور اس کا آدھا مال لونگا **مصنف** نے کہا ہے مین کہتا ہون کہ ان لوگون کے کھیل کرنے کو دیکھو اور اس صوفیہ کے لئے حجت لانے والے کی جہالت پر غور کرو کہ جو چیز اونھون نے ایک شخص پر جو ان پر لازم کردی اس کا نام تاوان رکہا ہے اور اس کو واجب بتاتے ہین حالانکہ ہماری واسطے کسی شے کا تاوان ہونا اور واجب ہونا فقط شریعت کی طرف سے ہے اور جبکہ انسان غیر واجب کو واجب اعتقاد کریگا تو یہ اعتقاد اسکو کافر بنا دیگا صوفیہ کا مذہب ہے کہ استغفار کے وقت سر کھول لے حالانکہ یہ بدعت اور خلاف آدمیت ہے

ــد فتنكر **قال المصنف** انظر الى بعد هذا الرجل عن
ـة المطروحة باقية على ملك صاحبها فلا تحتاج
انقطيعهم الثياب المطروحة خرقا وتفريقها **فصل** بينا
ه الى المغني ثم يهلكه بنفس الرمي حتى يملكه اياه فاذا ملكه
قد شهدت بعض فقهائهم يخرق الثياب ويقسمها ويقول
تفريط فقلت وهل التفريط الا هذا **ورأيت** شيخا
آخر منهم يقول خرقت خرقا في بلدنا فاصاب رجل منها خرقة فعملها كنفا فباعها بخمسة
دنانير فقلت له ان الشرع لا يجيز هذه الرعونات لمثل هذه النوادر فاعجب من هذين
الرجلين ابو حامد الطوسي فانه قال يباح لهم تمزيق الثياب اذا خرقت قطعا مربعة تصلح
لترقيع الثياب والسجادات فان الثوب يمزق حتى يخاط منه قميص ولا يكون
ذلك تضييعا ولقد عجبت من هذا الرجل كيف استلبه حب مذهب التصوف عن اصول
الفقه ومذهب الشافعي فنظر الى انتفاع خاص ثم ما معنى قوله مربعة فان المطاولة

ترجمہ اس کی دلیل حضرت عمرؓ کی یہ حدیث ہے کہ صدقہ کر کے واپس نہ لو مصنفؒ نے کہا کہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ شخص حدیث کے
معنی سمجھنے سے کس قدر دور ہے کیونکہ خرقہ تو ہنوز اپنے مالک کی ملک مین باقی ہے اسکو خریدنے کی حاجت نہین **فصل**
باقی رہا یہ کہ صوفیہ پھینکے ہوئے کپڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہین اور باہم بانٹتے ہین تو ہم بیان کر چکے کہ اگرچہ مالک لباس نے
اس کو قوال کی طرف پھینکا ہے لیکن فقط پھینکدینے سے اس کو دے نہین دیا کہ وہ اس کا مالک بن بیٹھا پھر جب وہ قوال
اس کا مالک بن گیا تو غیر کے تصرف کی اسمین کیا وجہ ہے **بعض** فقہائے صوفیہ کے پاس مین گیا جو خرقہ پھاڑتے تھے اور تقسیم
کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان خرقون سے نفع اوٹھایا جاتا ہے اور یہ کوئی تفریط نہین مینے کہا کہ اس کے سوا اور تفریط کسے کہتے ہین
اسی طرح ایک اور شیخ کو مینے دیکھا جو کہتے تھے کہ مینے اپنے شہر مین خرقے پھاڑکر تقسیم کئے ایک خرقہ ایک آدمی کو ملا اُسنے اس کا ایک
دوسرا لباس بناکر پانچ دینار مین فروخت کر دیا۔ مین نے اون سے کہا ان نادر باتون کے لئے شریعت یہ رعونتین جائز
نہین رکھتی پھر ان دونون شیخون سے زیادہ تعجب ابو حامد طوسی پر ہے۔ وہ کہتے ہین کہ صوفیہ کو کپڑون کا پارہ پارہ کرنا
جائز ہے بشرطیکہ مُربع ٹکڑے پھاڑے جائین۔ جو کہ کپڑون اور جانمازون مین پیوند لگانے کے کام آسکین۔
کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ کپڑا پھاڑ ڈالا جاتا ہے اور اس کا کرتا بنالیا جاتا ہے۔ اور اس کو تضییع نہین کہتے۔ میں اس
شخص پر تعجب کرتا ہون۔ کہ مذہب تصوف کی محبت نے اس کو اصول فقہ اور مذہب شافعی سے کیسا مسلوب
الحواس کر دیا۔ کہ خاص انتفاع پر نظر رکھتا ہے۔ پھر اس کے کیا معنی کہ مربع ٹکڑے ہون طول میں

والقسم الثانی قوم یتشبہون بالصوفیۃ فی ملابسہم و یقصدون والقسم الثالث قوم یبیحون النظر الی المستحسن و قد صنف ابو عبد الرحمن السلمی کتابا سماہ سنن الصوفیۃ فقال فی اخر الکتاب باب فی جوامع رخصہم فذکر فیہ الرقص و الغنا و النظر الی الوجہ الحسن وذکر فیہ ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ و انہ قال ثلثۃ تجلو البصر النظر الی الخضرۃ و النظر الی الماء و النظر الی الوجہ الحسن قال المصنف و ھذان الحدیثان لا اصل لہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما الحدیث الاول فاخبرنا بہ عبد الاول بن عیسی عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ قال یحیی بن معین و محمد بن عبد الرحمن لیس بشئی قال المصنف قد ورد ھذا الحدیث من طرق قال العقیلی لایثبت عن رسول اللہ صلعم فی ھذا شئ و اما الحدیث الاخر فانبانا ابو منصور بن خیرون عن ابن عبید الریحانی قال سمعت ابا البختری وھب بن وھب یقول کنت ادخل علی الرشید و ابنہ القاسم بین یدیہ فکنت ادمن النظر الیہ فقال اراک تدمن النظر الی القاسم ترید ان تجعل انقطاعہ الیک قلت اعیذک باللہ یا امیر المؤمنین ان ترمینی بما لیس فی و انما ادمانی النظر الیہ فان جعفر الصادق حدثنا عن ابیہ عن جدہ علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث یزدن فی قوۃ البصر النظر الی الخضرۃ و الی الماء الجاری و الی الوجہ الحسن

ترجمہ دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو صوفیہ کیسا تھ انکی لباس میں تشبیہ اختیار کرتے ہیں۔ اور ان سے قربت رکھتے ہیں۔ اور تیسری قسم وہ لوگ ہیں۔ جو اچھی چیز کو دیکھنا مباح جانتے ہین ابو عبد الرحمن السلمی نے ایک کتاب موسوم بہ سنن الصوفیہ تصنیف کی ہے آخر کتاب مین اس عنوان کا باب باندھا ہے (باب ان چیزون کے بیان مین جن کے لئے صوفیہ کے نزدیک رخصت ہے) اس باب مین رقص اور غنا اور اچھی صورت کا دیکھنا بیان کیا ہے اور وہ حدیث لکھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ فرمایا تم خیر کو اچھی صورتون کے پاس طلب کرو اور نیز فرمایا کہ تین چیزین بینائی کو جلا بخشتی ہین سبزہ دیکھنا پانی دیکھنا اچھی صورت دیکھنا مصنف رح نے کہا کہ ان دونون حدیثون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل نہین ہے پہلی حدیث کی اسناد یون ہو کہ ہمکو عبد الاول بن عیسے نے نافع سے خبر دی وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کو اچھی صورتون کے پاس ڈھونڈو یحیی بن معین کہتے ہین کہ رواۃ حدیث مین محمد بن عبد الرحمن کوئی چیز نہین مصنف رح نے کہا کہ یہ حدیث کئی طریقون سے روایت کی گئی ہے عقیلی کہتے ہین کہ اس بارے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہین اور باقی رہی دوسری حدیث اس کی اسناد یہ ہے کہ ہم سے ابو منصور بن خیرون نے بیان کیا انسے ابن عبید ریحانی نے کہا کہ مینے ابو البختری وہب بن وہب سے سنا کہتے تھے کہ مین ہارون رشید کے پاس جایا کرتا تھا اور اس کے سامنے اس کا بیٹا قاسم ہوتا تھا مین اسکی طرف ٹکٹکی لگائے رہتا تھا ہارون رشید نے کہا کہ مین تجکو دیکھتا ہون کہ تو قاسم ہی طرف نگاہ رکھتا ہے کیا تیرا یہ ارادہ ہے کہ قاسم تیرا ہی ہو رہے مینے کہا اے امیر المؤمنین خدا کی پناہ مجکو اس بات کی تہمت نہ لگایئے جو میرے جی مین نہین اور جو مین قاسم کی طرف نظر جمائے رہتا ہون تو مجھے امام جعفر صادق نے بیان کیا کہ اُن کے باپ ان کے دادا علی بن حسین سے روایت کرتے تھے اور اُن کے باپ نے ان کے دادا حضرت علی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزین ہین جنکا دیکھنا بینائی کی قوت زیادہ کرتا ہے سبزہ اور بہتا ہوا پانی اور اچھی صورت ؎

ولولا ورود الشرع بكشفه في الاحرام ما كان يكون له وجه واما حديث كعب بن مالك فانه قال ان من توبتي ان انخلع من مالي فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يجزيك الثلث لا على سبيل الالزام له وانما تبرع بذلك واخذ منه وان الزم الشرع تارك الزكوة ما يزيد عليها عقوبة من الزامهم المزيد غرامة لا تجب عليه فاذا امتنع ضاعفوها وليس لهم الالزام انما ينفذ بالزام الشرع وحده وهذا كله جهل وتلاعب بالشريعة فهؤلاء الخوارج عليها حقا ذكر تلبيس ابليس على كثير من الصوفية في صحبة الاحداث قال المصنف اعلم ان اكثر الصوفية المتصوفة قد سدوا على انفسهم باب النظر الى النساء الاجانب لبعدهم عن مصاحبتهن وامتناعهم من مخالطتهن واشتغلوا بالتعبد عن النكاح واتفقت صحبة الاحداث لهم على وجه الارادة وقصد الزهادة فاما لهم ابليس اليهم واعلم ان المتصوفة في صحبة الاحداث على سبعة اقسام القسم الاول اخبث القوم وهم ناس يتشبهون بالصوفية ويقولون بالحلول عن ابي نصر عبد الله بن علي السراج قال بلغني ان جماعة من الحلولية زعموا ان الحق اصطفى اجساما حل فيها بمعاني الربوبية ومنهم من قال هو حال في المستحسنات وذكر ابو عبد الله ابن حامد ان طائفة من الصوفية قالوا انهم يرون الله في الدنيا واجازوا ان يكون في صفة الآدمي ولم يأبوا كونه حالا في الصور الحسنة حتى انهما يستشهدون في رويتهم الغلام الاسود

ترجمہ اور احرام کی حالت مین سر کہولنے کے لئے اگر شریعت نہ وارد ہوتی تو کوئی اور وجہ نہ تھی باقی رہی یہ حدیث کہ کعب بن مالک نے کہا میری توبہ یہ ہی کہ اپنے مال مین سے کچھ نکالون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہائی مال کافی ہے یہ فرمانا کوئی لازم کر دینے کی راہ سے نہ تہا صرف گناہ سے پاک کرنا تہا اور اُنسے مال لے لیا گیا اور رہا شریعت کا یہ لازم کرنا کہ جو شخص زکوۃ نہ دے تو سزا کے طور پر اس سے اور زیادہ لیا جاوے اور رہا ان اس قوم کا یہ تاوان کے طور پر زیادتی کا لازم کرنا پھر اگر وہ نہ دے تو اسکو دوچند کر دیتے ہین۔ حالانکہ اُن کو لازم ہی کر دینا نچاہیئے۔ لازم کر دینا فقط شریعت کے اختیار ہے۔ اور یہ سب حرکتین نادانی اور شریعت کے ساتھ کھیلنا ہے درحقیقت یہ لوگ شریعت پر حملہ کرنیوالے ہین (اکثر صوفیہ کو نوجوانون کی صحبت کے بارہ مین تلبیس ابلیس کا بیان) جاننا چاہیئے کہ اکثر صوفیہ نے اپنے اوپر نوجوان عورتون کو دیکھنے کا دروازہ بند کر لیا ہے لہذا وہ اونکی مصاحبت سے دور رہتے ہین اور اُن کے ساتھ اختلاط رکہنے سے باز رہتے ہین اور نکاح کو چھوڑ کر عبادت الٰہی مین مشغول ہو جاتے ہین اور ارادت کے طور پر اور تعلیم زہد کی غرض سے اونکے ساتھ نوجوانون کی صحبت کا اتفاق ہوتا ہے ابلیس اونکو ان کی طرف مائل کر دیتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ نوجوانون کی صحبت کے بارے مین صوفیہ سات قسم کے ہین اول سب سے زیادہ خبیث ہین یہ وہ لوگ ہین جو صوفیہ کی مانند بنتے ہین اور حلول کے قائل ہین ابو نصر عبد اللہ بن سراج کہتے ہین مجھے خبر ملی ہے کہ حلولیہ گروہ مین سے ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالے نے بہت سے جسمون کو اپنے حلول کرنے کے لئے اختیار فرمایا ہے اور یہ ربوبیت کے معنی ہین بعض کہتے ہین کہ اللہ تعالی کا حلول خوبصورت اشیا مین ہے ابو عبد اللہ ابن حامد نے ذکر کیا ہے کہ صوفیہ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ اللہ تعو کو دنیا مین دیکھتے ہین اور اس بات کو جائز رکہتے ہین اللہ تعہ آدمی کی صفت مین ہو اور اچھی صورتون مین اسکے حلول کرنے سے انکار نہین کرتے حتیٰ کہ بسا اوقات حبشی لڑکے کو دیکھتے ہین اور

الکریم المبدئ المعید الا وقفت فوقف ساعۃ فاقبل یصعد النظر فیہ ویصوبہ ثم ذھب لیمضی فقال سألتک بالواحد الاحد الجبار الصمد الذی لم یلد ولم یولد الا وقفت فوقف ساعۃ فنظر الیہ طویلا ثم ذھب لیمضی فقال سألتک باللطیف الخبیر السمیع البصیر ومن لیس لہ نظیر الا وقفت فوقف فاقبل ینظر الیہ ثم اطرق رأسہ الی الارض ومضی الغلام فرفع راسہ بعد طویل و ھو یبکی **وقال** لقد ذکرنی ھذا بنظری الیہ وجھا جلّ عن التشبیہ وتقدس عن التمثیل وتعاظم عن التحدید واللہ لاجھدن نفسی فی بلوغ رضاہ بمجاھدتی جمیع عدائہ وموالاتی لاولیاءہ حتی اصیر الی ما اردتہ من نظری الی وجھہ الکریم وبھائہ العظیم **ولوددت** انہ قد ارانی وجھہ وحبسنی فی النار مادامت السموات والارض ثم غشی علیہ **وحدثنا** محمد بن عبد اللہ الفراری قال سمعت خیر النساج یقول کنت مع مخارق بن حسان الصوفی فی مسجد الخیف ونحن محرمون فجلس الینا غلام جمیل من اھل المغرب فرأیت مخارقا ینظر الیہ نظرا انکرتہ فقلت لہ بعد ان قام انک محرم فی شھر حرام فی بلد حرام فی مشعر حرام وقد رأیتک تنظر الی ھذا الغلام نظرا لا ینظرہ الا المفتون فقال لی تقول ھذا یا شھوانی القلب والطرف الم تعلم انہ قد منعنی من الوقوع فی شرک ابلیس ثلث فقلت وما ھن قال ستر الایمان وعفۃ الاسلام واعظمھا عندی الحیاء من اللہ ان یطلع علیّ وانا حائم

ترجمہ اور کریم ومبدی ومعید کے واسطے کھڑا رہ ۔ وہ لڑکا گھڑی بھر کھڑا رہا ۔ وہ اسکو سر پاؤن تک دیکھنے لگے پھر وہ چلنے لگا تو اس سے کہنے لگے کہ مین تجھ سے سوال کرتا ہون کہ اس واحد لا احد اور جبار اور صمد کے واسطے جو لم یلد ولم یولد ہے کھڑا رہ ۔ لڑکا کچھ دیر کھڑا رہا ۔ انہون نے خوب دیکھا پھر چلنے لگا تو بولے مین تجھسے سوال کرتا ہون کہ اس لطیف وخبیر اور سمیع وبصیر اور خدا بے شبیہ ونظیر کے واسطے ذرا کھڑا رہ لڑکا کھڑا ہو گیا وہ اس کی طرف دیکھتے رہے پھر اپنا سر زمین کی طرف جھکا یا اور وہ لڑکا چلا گیا بہت دیر کے بعد سر اوپر اوٹھایا تو رو رہے تھے اور کہتے تھے کہ اس لڑکے کے چہرے کی طرف دیکھنے سے مجھکو وہ ذات یاد آگئی جو تشبیہ سے عالی اور تمثیل سے پاک اور محدود ہونے سے مبرا ہے خدا کی قسم مین اس کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان کو اس کے دشمنون سے جہاد کی مشقت مین ڈالونگا اور اس کے دوستون سے محبت رکھونگا یہانتک کہ میری مراد حاصل ہو یعنی اس کی اچھی صورت اور پاکیزہ طلعت دیکھنے پاؤن (یعنی قیامت مین) اور مجھے تمنا ہے کہ کاش وہ مجھے اپنا دیدار دیکھنے دے اور تا قیام زمین وآسمان مجھکو آگ مین قید رکھے یہ کہہ کر غش کھا کر گر پڑے ۔ **محمد بن عبد اللہ** فراری نے ہم سے بیان کیا ۔ کہ مینے خیر نساج سے سنا کہتے تھے کہ مین مسجد خیف مین احرام باندہے ہوئے مخارق بن حسان صوفی کے ساتھ تھا کہ اہل مغرب مین سے ایک خوبصورت لڑکا ہمارے پاس آ بیٹھا تو مینے مخارق کو دیکھا کہ اس لڑکے کی طرف اس طور سے نظر کرتے تھے جسکو مینے بُرا جانا جب وہ لڑکا چلا گیا تو مینے اُن سے کہا کہ تم حالت احرام مین ہو اور یہ مہینہ حرمت کا ہے اور یہ شہر مبارک حرمت والا ہے اور مشعر حرام مین موجود ہو اس حال مین مینے تم کو دیکھا کہ اس لڑکے کو ایسی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ مفتونون کے سوا اسطرح کوئی نہیں دیکھتا مخارق نے جواب دیا کہ اے پُر شہوت دل اور آنکھ والے کیا تو مجھسے یون کہتا ہی کیا تو نہین جانتا کہ مجھ کو دام ابلیس مین پھنسنے سے تین چیزین روکتی ہین مینے پوچھا وہ کیا چیزین ہین کہا ایمان کا پردہ اور اسلام کی عفت اور سب سے بڑی چیز اللہ تعالیٰ سے شرمانا ہی کہ وہ اس امر پر مطلع نہ ہو کہ مین اس بُری بات کی طرف راغب ہون

قال المصنف قلت هذا حديث موضوع ولا يختلف العلماء في البختري انه كذاب وضاع ثم قد كان ينبغي لابي عبد الرحمن السلمي اذا ذكر النظر الى المستحسن ان يقيده بالنظر الى وجه الزوجة والمملوكة فاما اطلاقه فخبيثة سوء وقال شيخنا محمد بن ناصر الحافظ كان ابن طاهر المقدسي قد صنف كتابا في جواز النظر الى المرد وقال المصنف قلت والفقهاء يقولون من ثارت شهوته عند النظر الى الامرد حرم عليه ان ينظر اليه ومتى ادعى الانسان انه لا تثور شهوته عند النظر الى الامرد المستحسن فهو كاذب وانما ابيح على الاطلاق لئلا يقع الحرج في كثرة المخالطة بالمنع فاذا وقع الالحاح في النظر دل على العمل بمقتضى ثوران الهوى قال سعيد بن المسيب اذا رايتم الرجل يلح النظر الى غلام امرد فاتهموه القسم الرابع قوم يقولون نحن لا ننظر نظر شهوة وانما ننظر اعتبارا ولا يضرنا النظر وهذا محال منهم فان الطباع تتساوى فمن ادعى تميزه عن ابناء جنسه في الطبع ادعى المحال وقد كشفنا هذا في اول كلامنا في السماع حدثنا ابو حمزة الصوفي عن عبد الله بن الزبير الحنفي قال كنت جالسا مع ابي نصر الغنوي وكان من المبرزين العابدين فنظر الى غلام جميل فلم تزل عيناه واقفتين عليه حتى دنا منه فقال له سالتك بالسميع وعزة الرفيع وسلطانه المنيع الا وقفت علي اروى من النظر اليك فوقف قليلا ثم ذهب يمضي فقال له سالتك بالحكيم المجيد

ترجمہ مصنف نے کہا میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور ابو البختری کے بارے میں علماء کا کچھ اختلاف نہیں کہ وہ جھوٹا اور حدیث بنانیوالا ہے پھر ابو عبد الرحمن سلمی کو یوں چاہیے تھا کہ جب اچھی چیز کا دیکھنا ذکر کیا تھا تو اسکو بی بی اور مملوکہ لونڈی کا چہرہ دیکھنے پر موقوف رکھتا بالکل مطلق رکھنا ظاہر کرتا ہے کہ انکو بدی سے محبت ہے محمد بن ناصر الحافظ ہمارے شیخ نے بیان کیا کہ ابن طاہر مقدسی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں امردوں کو دیکھنے کا جواز لکھا ہے مصنف نے کہا کہ جس شخص کی شہوت امرد کی طرف دیکھنے میں حرکت میں آئے تو اُس کو دیکھنا حرام ہے اور جب انسان یہ دعوی کرے کہ خوبصورت امرد کے دیکھنے سے اس کی شہوت کو جوش نہیں ہوتا تو وہ جھوٹا ہے اور مطلق طور پر اس لئے مباح کر دیا گیا کہ لامحالہ بچوں سے خلط ملط بکثرت ضرور ہوتا ہے تو اس میں حرج مشکل نہ پڑے اور جب دیکھنے میں مبالغہ واقع ہو تو یہ حرکت دلیل ہے کہ خواہش نفسانی کے جوش کا تقاضا ہے سعید بن مسیب نے کہا جب تم کسی کو دیکھو کہ امرد لڑکے کو نظر جما کر دیکھ رہا ہے تو اسکو تہمت لگا دو۔ چوتھی قسم وہ گروہ ہے جو کہتے ہیں کہ ہم شہوت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ عبرت حاصل کرنے کی غرض سے نظر کرتے ہیں اور ہم کو اس دیکھنے سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا حالانکہ انکا یہ قول غلط ہے کیونکہ سب طبیعتیں مساوی ہیں تو جو شخص یہ دعوی کرے کہ وہ طبیعت میں اپنے ہمجنسوں سے جدا ہے تو ایک امر محال کا دعوے کرتا ہے اس بات کو ہم پہلے سماع کے بیان میں وضاحت کے ساتھ لکھ چکے ہیں ابو حمزہ صوفی نے ہمسے بیان کیا کہ عبد اللہ بن زبیر حنفی نے کہا کہ میں ابو نصر غنوی کے پاس بیٹھا تھا اور وہ ایک جفاکش عابد تھے انہوں نے ایک حسین لڑکے کو دیکھا ان کی دونوں آنکھیں اس لڑکے کی طرف گڑ کر رہ گئیں یہانتک کہ اس کے قریب ہو گئے اور اس سے کہنے لگے کہ میں تجھے سوال کرتا ہوں کہ خدا سمیع اور اسکی عزت رفیع اور سلطان منیع کے واسطے میرے آگے کھڑا رہ میں جی بھر کر تجھے دیکھ لوں لڑکا تھوڑی دیر کھڑا رہا پھر چلنے لگا تو اس سے کہنے لگے کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ واسطے حکیم و مجید

وربما زينته بالحلي والمصبغات من الثياب والحواشي وتزعم انها ايمان والنظر اليهم اعتبار واستدلال بالصنعة
على الصانع وهذا النهاية في متابعة الهوى ومخادعة العقل ومخالفة العلم قال الله تعالى وفي انفسكم افلا
تبصرون وقال افلا ينظرون الى الابل كيف خلقت وقال اولم ينظروا في ملكوت السموات والارض فعدلوا
عما امرهم الله به من الاعتبار الى ما نهاهم عنه وانما يفعل هذه الطائفة ما ذكرناه لتعجل الالوان الطيبة والماكل
الشهية فاذا اشتفت منها نفوسهم طالبتهم بما يتبعها من السماع والرقص والاستمتاع بالنظر الى وجه المرد ولو انهم تقللوا
من الطعام لم يجيبوا الى السماع ونظر قال ابو الطيب وقد اخبر بعضهم في شعره عن احوال المستمعين للغناء وما يجدونه في حال
السماع فقال اذكر وقتنا وقد اجتمعنا ٭ على طيب السماع الى الصباح ٭ ودارت بيننا كاس الاغاني ٭ فاسكرت النفوس
بغير راح ٭ فلم تر فيهم الا نشاوى ٭ سرورا والسرور هناك صاح ٭ اذا لبى اخو اللذات فيه ٭ منادى اللهو حي على الملاح ٭ ولم
نملك سوى المهجات شيئا ٭ ارقناها لالحاظ ملاح ٭ قال فاذا كان السماع تاثير في قلوبهم

✤ ✤

ترجمہ اور بسا اوقات امرد کو زیورات اور رنگین کپڑون اور زرین لباس سے آراستہ و پیراستہ کرتے ہین اور گمان کرتے
ہین کہ یہ حرکت عین ایمان ہے اور امرد کو دیکھنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور صنعت سے صانع پر استدلال لاتا ہے
حالانکہ ان باتون مین نہایت ہی خواہش نفسانی کا بندہ ہونا۔ اور عقل کو فریب دینا اور علم کے خلاف کرنا ہے قال
اللہ تعالی وفے انفسکم افلا تبصرون یعنی اللہ تعالے کی آئتین خود تمہاری ذاتون مین موجود ہین کیا تمہین نظر
نہین آتا اور فرمایا افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت کیا اونٹ کی طرف نظر نہین کرتے کہ کس طور پر پیدا
کیا گیا ہے اور فرمایا اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض کیا زمین و آسمان کی کائنات پر غور نہین
کرتے جس چیز سے عبرت حاصل کرنے کا حکم اللہ تعالے نے دیا تھا اُس کو چھوڑ کر یہ لوگ اس مین پڑ گئے جس سے منع
فرمایا اور اصل یہ ہے کہ یہ گروہ فقط عمدہ عمدہ غذائین اور لذیذ کھانے کھا کر مذکورہ حرکتین کرتے ہین جب غذاؤن سے
ان کے جی خوب بھر جاتے ہین تو ناچ اور راگ اور خوبصورت امردونکو دیکھنا اس قسم کی خواہشون مین پڑ جاتے ہین اور اگر
کہین کھانا کم کھائین تو سماع اور نظر کے پاس نجائین ابو الطیب نے کہا کہ راگ سننے والون کا حال اور جو کچھ سماع کی حالت
مین اپر کیفیت گذرتی ہے کسی صوفی نے چند اشعار مین صاف کھول دیا ہے ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے جس حال مین کہ
ہم صبح تک دل پسند راگ سننے کو جمع ہوئے ہین تو کیا اب بھی اپنے وقت کو یاد کرین ٭ ہم مین راگون کے پیالون کا دور چل رہا ہے
جن سے ہماری جانین بغیر شراب کے نشہ مین سرشار ہو گئین ٭ محفل مین جو ہے سرور کے مارے نشہ مین ہے اور اس مجلس مین
فقط سرور ہی ہوشیار رہی اس محفل مین جب لہو لعب کا منادی پکارتا ہے کہ نمکین معشوقون کی طرف چلو تو لذت و لطف اوٹھانیوالا
جواب دیتا ہے کہ حاضر ہوا اور ہمارے پاس دل خونشدہ کے سوا کچھ نہین جسے ہم آنکھون پر بہادین ابو الطیب کہتے ہین جبکہ سماع کی تاثیر دلون مین ہے

على منكر نهانى عنه ثم صعق حتى اجتمع الناس علينا قال المصنف انظروا الى جهل الاحمق الاول و رمزه الى التشبيه و ان تلفظ بالتنزيه والى حماقة هذا الثانى الذى ظن ان المعصية هى الفاحشة فقط وما علم ان نفس النظر بشهوة يحرم ومحا عن نفسه اثر الطبع بدعواه التى تلذذ بها شهوته للنظر وقد حدثنى بعض العلماء ان صبيا امرد حكى له قال قال لى فلان الصوفى وهو يحبنى يا بنى لله اليك اقبال و التفات حيث جعل حاجتى اليك وحكى ان جماعة من الصوفية دخلوا على احمد الغزالى و عنده امرد وهو خال به وبينهما ورد وهو ينظر الى الورد تارة والى الامرد تارة فلما جلسوا قال بعضهم لعلنا كدرنا فقال اى والله فتصايح الجماعة على سبيل التواجد وحكى لى ابو الحسين بن يوسف انه كتب اليه فى رقعة انك تحب هذا ملك التركى فقرأ الرقعة ثم استدعى الغلام فصعد به الى المنبر فقبل عينيه وقال هذا جواب الرقعة قال المصنف قلت لا اعجب من فعل هذا الرجل والقائه جلباب الحياء عن وجهه وانما العجب من البهائم الحاضرين كيف سكتوا عن الانكار عليه ولكن الشريعة بردت فى قلوب كثير من الناس وانبانا ابو الطيب الطبرى قال بلغنى عن هذه الطائفة التى تسمع السماع انها تضيف اليه النظر الى وجه الامرد

ترجمہ جس سے اوسنے مجکو منع فرما دیا یہ کہکر پچھاڑ کھا کر گر پڑے۔ یہانتک کہ لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے مصنفؒ نے کہا میں کہتا ہوں کہ مذکور القبل احمق کی جہالت کو دیکھنا چاہیئے اور اسکی تشبیہ کی رمز پر غور کرنا چاہیئے اگرچہ تنزیہ کا قائل ہے اور اس دوسرے کی حماقت پر نظر کرنا چاہیئے کہ فقط فعل فاحش ہی کو گناہ خیال کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ صرف شہوت سے نگاہ ڈالنا حرام ہے۔ اور اپنی ذات سے طبیعت کا اثر اس دعوی سے زائل کر دیا جس سے اسکی نظر شہوت کو لذت حاصل ہوتی تھی بعض علما نے مجھسے کہا کہ ایک امرد لڑکے نے مجھسے بیان کیا کہ فلان صوفی جو مجھ سے محبت رکھتا تھا کہنے لگا اے بیٹا تجھپر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت و توجہ ہے کہ مجکو تیرا حاجتمند بنایا نقل کرتے ہین کہ صوفیہ کی ایک جماعت احمد غزالی کے پاس گئی توان کے پاس ایک امرد لڑکا دیکھا وہ اُس کے ساتھ خلوت مین بیٹھے تھے اور دونون کے بیچ مین ایک گلاب کا پھول تھا۔ احمد کبھی گلاب کو دیکھتے تھے اور کبھی لڑکے کو جب وہ صوفیہ آکر بیٹھے توان مین سے کسی نے کہا کہ غالبا ہم لوگوں نے آکر آپ کو مکدر کیا جواب دیا کہ ہان ہان بیشک خدا کی قسم پھر سب نے ملکر وجد و حال کے طور پر نعرہ مارا ابو الحسین بن یوسف نے مجھسے بیان کیا کہ اونہون نے احمد غزالی کو ایک رقعہ مین لکھا کہ تم اپنے ترکی غلام کو چاہتے ہو۔ اونہون نے رقعہ پڑھا۔ [illegible] کو بلایا۔ اور ساتھ لیکر منبر پر چڑھے اور اسکی دونون آنکھون کا بوسہ لیکر کہا کہ اس رقعہ کا جواب یہ ہے مصنفؒ [illegible] اس شخص کی یہ حرکت اور اپنے چہرہ سے پردہ شرم و حیا اوٹھا دینا تو کوئی تعجب کی بات نہین تعجب تو ان [illegible] پر ہے جو وہان حاضر تھے کہ انکار و اعتراض کرنے سے کیونکر خاموش رہے لیکن افسوس کہ شریعت کی گرمی اکثر لوگون [illegible] مین سرد ہو گئی ابو الطیب طبری نے ہم سے بیان کیا کہ اس قوم کی نسبت جو راگ سنتی ہے مجکو خبر ملی ہے کہ یہ [illegible] سماع کے ساتھ امرد کی طرف نظر کرنے کو بھی ملاتے ہین۔

أنزه في روض المحاسن مقلتي ٭ وامنع نفسي أن تنال محرما ٭ وأحمل من ثقل الهوى ما لو انه ٭ على الجبل الصلد الأصم تهدما ٭ قال
المصنف وسيأتي حديث يوسف بن الحسين وقوله وعاهدت ربي أن لا أصحب حدثا مائة مرة ففسخها حلي قوام القد وغنج العيون
وعن أبي المختار الضبي قال حدثني أبي قال قلت لأبي الكميت الأندلسي وكان جوالا في أرض الله حدثني بأعجب ما رأيت من الصوفية
قال صحبت رجلا منهم يقال له مهرجان وكان مجوسيا فأسلم وتصوف فرأيت معه غلاما جميلا لا يفارقه وكان إذا جاء
الليل قام فصلى ثم ينام إلى جانبه ثم يقوم فزعا فيصلي ما قدر ثم يعود فينام إلى جانبه أيضا حتى يفعل ذلك
مرارا في الليلة فإذا أسفر الصبح أوتر ثم رفع يديه فقال اللهم إنك تعلم أن الليل قد مضى علي سليما
لم أقترف فيه فاحشة ولا كتبت علي الحفظة فيه معصية وأن الذي أضمره بقلبي لو حملته الجبال لتصدعت أو كان بالأرض لتدكدكت ثم
يقول يا ليل اشهد بما كان مني فيك فقد منعني خوف الله عز وجل عن طلب الحرام وتعرض للآثام ثم يقول
سيدي أنت تجمع بيننا على تقى ولا تفرق بيننا يوم تجمع فيه الأسباب فأقمت معه مدة طويلة أراه يفعل ذلك
في كل ليلة وأسمع هذا القول منه فلما هممت بالانصراف من عنده قلت له سمعتك تقول إذا انقضى الليل عنك

ترجمہ مین اپنی آنکھون کو حسن و خوبی کے باغ مین سیر کراتا ہون اور اپنے نفس کو حرام کے مرتکب ہونے سے باز رکھتا ہون
اور مین عشق و محبت کا اتنا بوجھ اٹھائے ہوئے ہون کہ اگر سخت اور مضبوط پہاڑ اٹھائے تو منہدم ہو جائے ٭ مصنف نے کہا کہ
عنقریب یوسف بن الحسین کی حدیث اور ان کے اس قول کا بیان آئیگا کہ مین نے اپنے خدا سے سو بار معاہدہ کیا کہ کسی نوجوان حسین
کے پاس نہ بیٹھون گا پھر سہی قد اور غمزہ بھری آنکھین دیکھکر وہ عہد توڑ ڈالا ابو المختار الضبی کہتے ہین کہ مینے ابو الکمیت
صوفی سے کہا اور وہ بڑے سیاح آدمی تھے۔ کہ صوفیون کی اپنی دیکھی ہوئی کوئی عجیب بات بیان
کیجئے کہنے لگے کہ صوفیہ مین سے ایک شخص کی مینے صحبت اوٹھائی جسکا نام مہرجان تھا وہ پہلے مجوسی تھا پھر مسلمان ہو گیا
اور صوفی بن گیا مینے اسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا دیکھا کہ اسکو اپنے سے جدا نہ کرتا تھا اور جب رات ہوتی تھی تو تہجد ادا کرتا
پھر اسکے پہلو مین لیٹتا تھا۔ پھر گھبرا کر اوٹھہ کھڑا ہوتا تھا پھر جسقدر ہو سکتا تھا۔ نماز پڑھتا تھا پھر لوٹ کر اس کے پہلو مین
لیٹتا تھا حتی کہ یہ حرکت رات مین بارہا کرتا تھا پھر جب صبح روشن ہو جاتی یا قریب صبح ہونیکے ہوتا تو وتر پڑھتا تھا پھر آسمان کی
طرف دونون ہاتھ اوٹھا کر کہتا تھا کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ آج کی رات مجھپر سلامتی سے گذری اس رات مین مینے کوئی فعل
بد کی خواہش نہین کی اور کراماً کاتبین نے میرے نامۂ اعمال مین کوئی گناہ نہین لکھا الا انکہ اس لڑکے کی محبت جو میرے دل مین
پوشیدہ ہے اگر اسکو پہاڑ بھی اٹھائین تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین اور اگر زمین اوٹھائے تو شق ہو جائے پھر کہتا تھا کہ اے رات تجھمین جو کچھ مجھسے ہوا
اسکی گواہ رہنا مجھکو اللہ کی خوف نے حرام کی خواہش اور گناہ کے تعرض سے باز رکھا پھر کہتا تھا کہ اے خدای کبیر مالک تو ہمکو پرہیزگاری پر ساتھ
رکھنا اور جس روز سب احباب اکٹھے ہون ہمکو جدا نہ کرنا راوی نے کہا کہ مینے اس صوفی کے پاس عرصہ دراز تک قیام کیا ہر رات اسکا یہی کام
تھا اور مین اسکی یہی باتین سنتا تھا پھر جب مینے اس کے پاس سے واپس آنے کا ارادہ کیا تو اس سے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ جب رات گذر جاتی ہے

ما ذکرہ ھذا القائل فکیف یجدی السماع نفعا و یفید فائدۃ **وقال** ابن عقیل قول من قال لا اخاف من رؤیۃ الصور المستحسنۃ لیس بشیئ فان الشریعۃ جاءت عامۃ الخطاب لا تمیز الا شخاص و آیات القرآن تنکر ھذہ الدعاوی **قال اللہ تعالیٰ** قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم **وقال** افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت فلم یحیل بالنظر الا علی صور لا میل للنفس الیہا و لا حظ للہوی فیہا بل عبرۃ لا یمازجہا شہوۃ ولا یعتریہا لذۃ فاما صور الشہوات فانہا تعبر عن العبرۃ بالشہوۃ وکل صورۃ معزۃ لا ینبغی ان ینظر لانہا قد تکون سببا للفتنۃ ولذلک ما بعث سبحانہ امرأۃ بالرسالۃ ولا جعلہا قاضیا ولا اماما ولا مؤذنا کل ذلک لانہا محل فتنۃ و شہوۃ و ربما قطعت عن ما قصدتہ الشریعۃ بالنظر فکل من قال انا اخذ من الصور المستحسنۃ عبر اکذبناہ وکل من میز نفسہ بطبیعۃ تخرجہ عن طباعنا بالدعوی کذبناہ فانما ھذا خدع الشیطان للمدعین **القسم الخامس** قوم صحبوا المردان و منعوا انفسہم من الفواحش یعتقدون ذلک مجاھدۃ و ما علموا ان نفس صحبتہم والنظر الیہم بشہوۃ معصیۃ وھذا من خلال الصوفیۃ المذمومۃ وقد کان قدماؤھم علی ھذا الخبر انا احمد بن علی بن ثابت قال انا ابو الرزیار

ترجمہ جو اس شاعر نے بیان کی تو پھر سماع کیونکر کوئی نفع پہونچا سکتا ہے اور کوئی فائدہ بخش سکتا ہے **ابن عقیل** نے کہا۔ جو شخص یون کہتا ہے کہ مجھ کو اچھی صورتوں کے دیکھنے سے کچھ خوف نہین تو اُس کا یہ قول کوئی چیز نہین ہے کیونکہ شریعت کا خطاب ہر ایک کے لیئے عام طور پر ہے کسی کو ممتاز نہین کیا۔ اور قرآن شریف کی آیتین ایسے دعوٰنکا انکار کرتی ہین اللہ نے فرمایا قل للمومنین یغضوا من ابصارھم یعنی اے رسول ان اہل ایمان سے کہدیجئے کہ اپنی آنکھین نیچی رکھا کرین اور فرمایا افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت الخ یعنی کیا اونٹ کو نہین دیکھتے کہ کس صورت پر مخلوق ہوا۔ اور آسمان کی طرف نگاہ نہین اٹھاتے کہ کس طرح بلند کیا گیا۔ اور پہاڑون پر نظر نہین کرتے کہ کیونکر نصب کیئے گئے پس انہین صورتون کا دیکھنا جائز ہوا جن کی طرف نفس کو کچھ رغبت نہین اور جن مین خواہش نفسانی کا کچھ حصہ نہین بلکہ یہ وہ عبرت ہے جس مین ذرا بھی شہوت کی آمیزش اور لذت کا لگاؤ نہین لیکن شہوت انگیز صورتون کی تو یہی تعبیر کی جائیگی کہ شہوت کے ساتھ عبرت حاصل کی جاتی ہے اور ہر ایک صورت باعث گناہ ہے اس قابل نہین کہ اُسپر نگاہ ڈالی جائے کیونکہ اکثر فتنہ کا سبب ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو پیغمبر بنا کر مبعوث نہین فرمایا اور نہ اُسکو قاضی یا امام یا مؤذن بنایا یہ سب کچھ اسی واسطے ہے کہ عورت آفت اور شہوت کی محل ہے اور اکثر اوقات عورت کو دیکھنے سے شریعت کا مقصود منقطع ہو جاتا ہے اب جو شخص یون کہے کہ مین اچھی صورتون سے عبرت لیتا ہون تو ہم اسکو جھوٹا بتائینگے اور جو کوئی اپنے آپ کو طبیعت مین ہماری طبیعتون سے ممتاز سمجھے ہم اس کے دعوٰی کو باطل کہینگے یہ باتین صرف شیطان کا مکر و فریب ہے کہ دعوٰی کرنیوالونکو دھوکا دے رکھا ہے پانچوین قسم کے صوفیہ وہ ہین جو لڑکون سے صحبت رکھتے ہین اور اپنے نفس کو فواحش سے روکتے ہین اور اسکو مجاہدہ و نفس کشی اعتقاد کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ فقط امردون سے صحبت رکھنا اور انکی طرف شہوت سے دیکھنا ہی گناہ ہے اور یہ صوفیونکی بُری خصلتین ہین اور ان کے قدما بھی اسی مذہب پر تھے احمد بن علی بن ثابت نے ہمکو خبر دی کہ ابو علی رودباری

وما مثل هولاء الا كمثل من اقبل الى سباع فى غيضة متشاغلة عنه لا تراه فانا رها عليه وحاربها و
قاواها فيا بعد سلامته من جراحة ان لم يهلك **فصل** وفى هولاء من قويت مجاهدته مدة ثم
ضعفت فدعته نفسه الى الفاحشة فامتنع حينئذ من صحبة المرد وعن ابى حمزة قال قلت لمحمد بن العلاء الدمشقى لم
هجرت ذلك الفتى الذى كنت اراه معك بعد ان كنت له مواصلا واليه مائلا قال والله لقد
فارقته عن غير قلى ولا ملل قلت ولم فعلت ذلك قال رايت قلبى يدعونى الى امر اذا خلوت به
وقرب منى لو اتيته سقطت من عين الله تعالى فهجرته لذلك تنزيها لله تعالى ولنفسى من مصارع
الفتن **فصل** وفيهم من تاب واطال البكاء على الطلاق نظره **اخبرنا عبيد الله** قال سمعت اخى ابا
عبد الله محمد بن محمد يقول سمعت خيرا النساج يقول كنت مع امية بن الصلت
الصوفى فنظر الى غلام فقرأ وهو معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير ثم قال واين الفرار من سجن الله
قد حصنه بملائكة غلاظ شداد تبارك الله فما اعظم ما امتحننى من نظرى الى هذا الغلام

ترجمہ اوران لوگون کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص درندون مین گذرا جو غافل اوراس سے بیخبر تہے اور اسکو نہ دیکہتے تھے
اُسنے ان کو ہشکارا اور انسے مقابلہ کرنے لگا اس صورت مین اگر وہ شخص ہلاک نہوگا تو مجروح ہونے سے تو ہرگز نہین بچ سکتا ہے **فصل**
صوفیہ مین اکثر ایسے بہی ہین جن کا مجاہدہ ایک مدت تک قوی رہا پہر کمزور ہوگیا اوران کے نفس نے بدی کی خواہش کی تو اس وقت
امردون کی صحبت ترک کردی ابو حمزہ کہتے ہین کہ مینے محمد بن علاء دمشقی سے پوچھا جو صوفیہ کے سرگروہ تہے۔ اور مین نے ایک
مدت تک ان کو ایک خوبصورت لڑکے کے ساتہہ چلتا پہرتا دیکہا تہا پہر انہون نے اس سے علحدگی اختیار کی تہی مینے کہا کہ
آپ نے اس نوجوان کو کیون چھوڑ دیا جس کو مین آپ کے ہمراہ دیکہا کرتا تہا اور آپ اس سے بہت ملے جلے رہتے تھے اور
اس کے جانب مائل تھے جواب دیا کہ خدا کی قسم مینے اس کو دشمنی اور ملال خاطر سے نہین چھوڑا مینے کہا کہ آخر آپنے ایسا
کیون کیا کہنے لگے کہ جب مین اس کے ساتہ تنہائی مین ہوتا تہا اور وہ میری پاس بیٹھتا تہا تو مینے اپنے دل کو دیکہا کہ
مجکو ایسے امر کی ترغیب دیتا تہا کہ اگر اس کا مرتکب ہوجاتا تو اللہ تعالیٰ کی نظرون سے گرجاتا اس لیئے مین نے اسکو چھوڑ دیا
تاکہ اللہ تعم عتاب نفرمائے اور میرا نفس فتنون کے مقامات سے سلامت رہے **فصل** اکثر صوفیہ مین ایسے لوگ بہی ہین جو تائب ہوگئے اور نظر
اوٹہا کر دیکہنے پر بہت دیر تک روتے رہے **عبید اللہ** نے ہم سے بیان کیا کہ مینے اپنے بہائی ابو عبد اللہ محمد بن محمد سے سنا کہتے تھے کہ مجھ
خیر النساج نے ذکر کیا کہ مین امیہ بن صلت صوفی کے ہمراہ تہا اتفاقا انہون نے ایک لڑکے کی طرف دیکہا اور یہ آیت پڑہی
ہو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر یعنی جہان کہین تم ہوگے خدا تمہارے ساتہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب دیکہتا
ہے۔ پہر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے قیدخانہ سے کون بہاگ سکتا ہے حالانکہ اُسنے اس قیدخانے کو کرخت
اور سخت فرشتون سے محفوظ کردیا ہے اللہ اکبر میرا اس لڑکے کی طرف دیکہنا کتنا بڑا اللہ تعم کا امتحان ہے +

كذا وكذا فقال او تسمعني قلت نعم قال فوالله يا اخي اني لا اداري من قلبي ما لو داراه سلطان
من رعيته لكان من الله حقيقا بالمغفرة فقلت وما الذي يدعوك الى صحبة من تخاف على نفسك
العنت من قبله **وقال** ابو محمد بن جعفر بن عبد الله الصوفي قال ابو حمزة الصوفي رأيت ببيت المقدس فتى من الصوفية
يصحب غلاما مدة طويلة فمات الفتى وطال حزن الغلام عليه حتى صار جلدا وعظما من الحزن والكمد
فقلت له يوما لقد طال حزنك على صديقك حتى اظن انك لا تسلو بعده ابدا فقال كيف اسلو عمن
جعل الله تعالى ان يعصيه معي طرفة عين وصانني عن نجاسة الفسق في طول صحبتي له وخلوا
في الليل والنهار **قال المصنف** هؤلاء قوم راهم ابليس لا ينجذبون معه الى الفواحش فحسن لهم بدايتها فجعلوا
لذة النظر والصحبة والمحادثة وعزموا على مقاواة النفس في صدها عن الفاحشة فان صدقوا وتم لهم ذلك
فقد اشتغل القلب الذي ينبغي ان يكون شغله بالله تعالى بغيره وصرف الزمان الذي ينبغي ان يخلو فيه
القلب بما ينفع في الآخرة بمجاهدة الطبع في كفه عن الفاحشة وهذا كله جهل وخروج عن ادب الشرع فان الله تعالى
امر بغض البصر لانه طريق الى القلب ليسلم القلب من شائب يخاف منه

ترجمہ تو مین تمکو اسطرح باتین کرتا ہوا سنتا ہون کہنے لگا کہ کیا تم سنا کرتے ہو مینے کہا ہان جوابدیا کہ اے بہائی خدا کی قسم میری دلین اس لڑکے
کی اتنی محبت ہی کہ اگر اسقدر محبت بادشاہ کو اپنی رعایا سے ہو تو اللہ تعالی کی طرف سے آمرزش کا حقدار ہوجاے مینے کہا کہ پہر یہ تو بتاؤ کہ جس شخص کی
طرف سے تمکو اپنے نفس پر فسق وفجور مین مبتلا ہونیکا خوف ہے تو اسکے ساتہہ صحبت ہی رکہنے کی کیا ضرورت ہے۔ **ابو محمد بن جعفر بن**
عبداللہ صوفی کہتے ہین کہ ابو حمزہ صوفی نے بیان کیا کہ مینے بیت المقدس مین ایک جوان صوفی کو دیکہا کہ ایک مدت دراز تک ایک
لڑکے سے صحبت رکہتا رہا پہر وہ صوفی مرگیا اس لڑکے کو اسکے مرنیکا نہایت غم ہوا یہانتک اُسکے رنج مین لاغر ہوگیا کہ اسکی جسم پر فقط کہال
اور ہڈی رہگئی ایک روز مینے اس سی کہا کہ تم کو اپنے دوست کا بڑا صدمہ ہوا حتی کہ مین خیال کرتا ہون کہ تمکو اسکی بعد کبہی قرار نہوگا جوابدیا کہ بہلا
ایسے شخص کے بعد مجکو کیا قرار آئے جسکے لئے اللہ نے مقرر کردیا تہا کہ آن واحد مین میری ساتہہ ملوث ہوجا اور پہر باوجود اسقدر طول صحبت
اور کثرت خلوت شب وروز کے مجکو فسق وفجور کی نجاست سے محفوظ رکہا **مصنف** نے کہا کہ اس قوم کو جب **شیطان** نے دیکہا کہ
اس کے ساتہہ فواحش کی طرف نہین جہکتے تو ان کی نظرون مین فواحش کے شروعات کو آرایش دی لہذا انہون نے نظر
کرنے اور صحبت رکہنے اور ہمکلام ہونے سے لذت اوٹہانا شروع کیا اور فاحشہ سے بچنے مین نفس کی مخالفت کا عزم کیا اب اگر وہ صادق
اور پورے ہین تو اتنا ضرور ہے کہ وہ دل جس کو بالکل خدا سے لگانا چاہیئے غیر خدا کے ساتہہ مشغول ہوگیا۔ اور وہ وقت
جس مین طبیعت کی جفاکشی اور ریاضت سے دل کو ان باتون کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے جو آخرت مین فائدہ بخشین فقط فاحشہ
سے باز رہنی مین صرف ہوا اور یہ سب نادانی اور آداب شریعت سے باہر آنا ہی کیونکہ اللہ تعالے نے انکہین نیچی رکہنے کا
حکم فرمایا ہے۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے دل بلاخوف وخطرہ اللہ تعالی کی جانب متوجہ ہوجاتا ہے ٭

قال ابو حمزة ونظر محمد بن عبد الله بن الاشعث الدمشقي وكان من خيار عباد الله الى غلام جميل فغشي عليه فحمل الى منزله واعتاده السقم حتى قعد من رجليه وكان لا يقوم عليهما زمانا طويلا فكنا نأتيه نعوده ونسأله عن حاله وامره وكان لا يخبرنا بقصته ولا بسبب مرضه وكان الناس يتحدثون بحديث نظره فبلغ ذلك الغلام فأتاه عائدا فهش اليه وتحرك وضحك في وجهه واستبشر برؤيته فما زال يعوده حتى قام على رجليه وعاد الى حالته فسأله الغلام يوما المصير معه الى منزله فأبى ان يفعل فكلمني الغلام ان اسأله ان يتحول اليه فسألته فأبى ان يفعل فقلت للشيخ وما الذي تكره من ذلك فقال لست بمعصوم من البلاء ولا آمن من الفتنة واخاف ان يقع علي من الشيطان محنة فيجري بيني وبينه معصية فاكون من الخاسرين

فصل ومنهم من دعته نفسه الى الفاحشة فقتل نفسه حكى ابو عبد الله الحسين بن محمد الدامغاني قال كان ببلاد فارس صوفي كبير فابتلي بحدث فلم يملك نفسه ان دعته الى الفاحشة فراقب الله فندم على هذه الهمة وكان منزله على مكان عال ووراء منزله بحر من الماء فلما اخذته الندامة صعد السطح ورمى نفسه الى الماء وقرأ

ترجمہ۔ ابو حمزہ کہتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ بن اشعث دمشقی خدا کے نیک بندون مین سے تھے اونہون نے ایک حسین لڑکے کو دیکھا او غشی آگیا لوگ اُن کو ان کے مکان پر اوٹھا کر لائے۔ پھر وہ بیمار ہو گئے حتی کہ اون کے پاؤن چلنے پھرنے سے رہ گئے اور بالکل اُن سے پاؤن کے سہارے کھڑا نہ ہوا جاتا تھا ایک زمانہ دراز تک یہی کیفیت رہی ہم لوگ ان کی عیادت کو جایا کرتے تھے اور ان کا حال اور قصہ دریافت کرتے تھے وہ ہمکو اپنی کیفیت نہین بتاتے تھے اور نہ بیماری کا سبب بیان کرتے تھے اور لوگ اُن کے اس لڑکے کی طرف دیکھنے کا قصہ کہا کرتے تھے یہ باتین اس لڑکے کے کان تک پونہچین وہ ان کی عیادت کو آیا اُس کو دیکھ کر خوش ہو گئے اور حرکت کرنے لگے اور اس کی صورت دیکھکر ہنسے اور اس کے دیدار سے شادان ہوئے وہ لڑکا ہمیشہ اونکی عیادت کرتا رہا یہانتک کہ وہ اپنے پاؤن کے سہارے کھڑے ہونے لگے اور اپنی اصلی حالت پر آ گئے ایک روز اس لڑکے نے ان سے اپنی ہمراہ اپنے مکان پر چلنے کے لیئے کہا اونہون نے انکار کیا اس لڑکے نے مجھ سے درخواست کی کہ اون سے اُسکے گھر پر نقل کرنے کو کہون میں نے اون سے کہا وہ انکار کرنے لگے مینے پوچھا کہ آپ وہان جانے مین کیا قباحت سمجھتے ہین جواب دیا کہ مین بلا سے محفوظ اور فتنے سے امن مین نہین ہون مین ڈرتا ہون کہ ایسا نہو شیطان مجھپر محنت ڈال دے اور میرے اور اسکے درمیان کوئی گناہ واقع ہو اور مین اہل خسران سے ہو جاؤن

فصل بعض صوفیہ ایسے ہین جن کو اون کے نفس نے فحش کی طرف بلایا انہون نے اپنے آپکو ہلاک کر دیا ابو عبد اللہ حسین بن محمد الدامغانی نقل کرتے ہین کہ بلاد فارس کیطرف ایک بڑا نامی صوفی تھا اتفاقاً ایک نوجوان پر مبتلا ہو گیا اور اپنے نفس پر قابو نہ پاسکا یہانتک کہ نفس نے فحش کا خواہشمند ہوا پھر مراقبہ مین گیا اور اپنے ارادہ پر پشیمان ہوا اسکا مکان ایک اونچی جگہ پر تھا اور اسکے عقب مین ایک دریا رواں تھا جب اسے ندامت ہوئی تو مکان کی چھت پر گیا اور دریا مین کود پڑا اور یہ آیت پڑھی

ما اشبهت لحظاتي اليه الا بنار وقعت على قصب في يوم ريح فما ابقت ولا تركت ثم قال استغفر الله من بلاء جنت عيناي على
قلبي لقد خفت ان لا انجو من معرته ولا اتخلص من اثمه ولو وافيت القيامة بعمل سبعين صديقا ثم بكى حتى كاد ان يقضي
فسمعته يقول في بكائه ـ يا طرف لاشغلنك بالبكاء ✱ عن النظر الى البلاء ✱ **فصل** وفيهم من تلاعب به
المرض من شدة المحبة **قال** ابو حمزة الصوفي كان عبد الله بن موسى من رؤساء الصوفية ووجوههم فنظر الى غلام حسن في بعض الاسواق
فبلي به وكاد ان يذهب عقله عليه صبابة وحبا له وكان يقف كل يوم في طريقه حتى يراه اذا اقبل واذا انصرف فطال به
البلاء واقعده عن الحركة الضنى وكان لا يقدر ان يمشي خطوة فاتيته يوما لاعوده فقلت يا ابا محمد ما قصتك وما هذا
الامر الذي بلغ بك ما ارى فقال امور امتحنني الله تعالى بها فلم اصبر على البلاء فيها ولم يكن لي بها طاقة
ورب ذنب استصغره الانسان هو عند الله اعظم من كبير وحقيق من تعرض للنظر الحرام ان يطول به الاسقام ثم بكى
فقلت ما يبكيك فقال اخاف ان يطول في النار شقائي فانصرفت عنه وانا احزن له
لما رأيت به من سوء الحال

ترجمہ میرے اس طرف دیکھنے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی روز ہوا چل رہی ہو اور نیستان میں آگ لگ جائے ایسی حالت
میں وہ آگ جو کچھ پائیگی باقی نہ چھوڑیگی پھر کہنے لگے کہ میری آنکھوں نے میرے دل پر جو کچھ بلا ڈالی ہے میں اس سے خدا
کی بخشش کا خواستگار ہوں اور مجھکو اس امر کا خوف ہے کہ اسکے گناہ سے مخلصی نہ پاؤں اور اسکی معصیت سے نجات نہ ملے
اگرچہ میں قیامت کے روز ستر صدیقوں کے عمل لیکر جاؤں یہ کہکر رونے لگے حتے کہ قریب مرنے کے ہوگئے میں نے سنا کہ روتے
وقت ایک شعر پڑھتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے اے آنکھ میں تجھکو گریہ وزاری میں مشغول رکھونگا کیونکہ تو ہی اس بلا انگیز نگاہ کا
باعث ہوئی **فصل** اکثر صوفیہ ایسے ہیں کہ شدت محبت کی وجہ سے انکو مرض نے آگھیرا **ابو حمزہ** صوفی نے کہا کہ عبد اللہ بن موسیٰ صوفیہ
کے سردار اور سرگروہ تھے انہوں نے کسی بازار میں ایک حسین لڑکے کی طرف دیکھا اور ایسے مبتلا ہوگئے کہ عشق و محبت کی وجہ سے قریب
تھا کہ عقل زائل ہوجائے ہر روز آکر اسکے راستے میں کھڑے ہوا کرتے تھے اور جب وہ آتا جاتا تھا تو اسکو دیکھتے تھے اسیطرح انکا عشق
بڑھگیا اور لاغری نے ان کو چلنے پھرنے سے بٹھا دیا یہ حال ہوگیا کہ ایک قدم نہیں چل سکتے تھے میں ان کے پاس ایک روز
عیادت کے لیئے گیا اور پوچھا کہ اے ابو محمد تمہارا کیا قصہ ہے اور یہ کیا آفت ہے جو میں دیکھتا ہوں کہ تمپر نازل ہوئی جواب دیا
کہ یہ وہ امور ہیں جنمیں مبتلا کرکے اللہ نے میرا امتحان کیا میں نے اس بلا پر صبر نہ کیا اور مجھ میں ان کے سہنے کی طاقت نہ تھی اور بہت
سے ایسے گناہ ہیں جنکو انسان حقیر سمجھتا ہے اور وہ خدا کے نزدیک گناہ کبیرہ سے بھی بڑا ہے اور جو شخص نظر
حرام میں پڑجائے وہ اس امر کا سزاوار ہے کہ مدت دراز تک امراض میں گرفتار رہے یہ کہکر رونے لگے میں
نے پوچھا تم کیوں روتے ہو کہنے لگے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں بدنصیب مدت دراز تک دوزخ میں نہ پڑا رہوں
راوی نے کہا کہ یہ باتیں کرکے میں ان کے پاس سے چلا آیا اور ان کی بری حالت دیکھکر مجھکو رحم آتا تھا+

فجعل الصوفی یبکی ویقول له بالله علیك الا ما اقدتنی به فقال الآن قد عفوت عنك فقام الصوفی فذهب
الی قبر الصبی فجعل یبکی علیه فلم یزل یحج عن الصبی ویهدی الیه الثواب **فصل** ومن هؤلاء من قارب
الفتنة فوقع فیها ولم یمنعه دعوی الصبر والمجاهدة حدثنا ادریس بن ادریس قال حضرت بمصر قوما
من الصوفیة ولهم غلام امرد یغنیهم قال فغلب علی رجل منهم امره فلم یدر ما یصنع فقال یا هذا قل لا اله
الا الله فقال الغلام لا اله الا الله فقال اقبل الفم الذی قال لا اله الا الله **القسم السادس** قوم لم یقصدوا
صحبة المردان وانما یتوب الصبی ویزهد ویصحبهم علی طریق الارادة فیلبس علیهم ابلیس ویقول
لا تمنعوه من الخیر ثم تتکرر نظرهم الیه لا عن قصد فیثیر فی القلب الفتنة الی ان ینال الشیطان منهم
قدر ما یمکنه وربما وثقوا بدینهم فاستفزهم الشیطان فرقاهم الی اقصی المعاصی کما فعل ببرصیصا وقال
المصنف وقد ذکرناقصته فی اول الکتاب وغلطهم من جهة تعرضهم بالفتن وصحبة من لا تؤمن الفتنة
فی صحبته **القسم السابع** قوم علموا ان صحبة المردان والنظر الیهم حرام لا یجوز غیر انهم لم
یصبروا عن ذلك وعن عبد الرحمن محمد بن الحسین +

ترجمہ صوفی رونے لگا اور کہنے لگا کہ تجھکو خدا کا واسطہ دیتا ہون کہ مجھ سے اپنے لڑکے کا بدلہ لے اوس نے کہا کہ اب مین نے
معاف کیا صوفی وہان سے اُٹھا اور لڑکے کی قبر پر آیا اور اس کے لئے روتا رہا پھر عمر بھر اوس لڑکے کی طرف سے حج کرتا رہا اور اُس
کو ثواب بخشتا رہا **فصل** صوفیہ مین ایسے بھی ہین جو فتنے کے قریب ہوے اور اس مین مبتلا ہو گئے اور صبر و مجاہدہ کے دعوے
نے اُن کو باز نہ رکھا ادریس بن ادریس کہتے ہین کہ مین مصر مین صوفیہ کی ایک جماعت پر گذرا ان کے پاس ایک امرد لڑکا
تھا جو ان کو گانا سُناتا تھا ان مین سے ایک شخص پر اس کا جوش غالب آیا اور اسکو کوئی تدبیر نہ سوجھی بولا کہ اے لڑکے کہو لا الہ الا
اللہ لڑکے نے لا الہ الا اللہ کہا وہ صوفی کہنے لگا کہ جس مونہہ سے لا الہ الا اللہ کہا ہے اس مونہہ کا بوسہ لے لون **چھٹی قسم**
وہ صوفی ہین کہ امردون کی صحبت کا قصد نہین کرتے بلکہ خود لڑکا توبہ کرتا ہے اور دنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے اور صوفیہ کے ساتھ
بطور ارادت رہتا ہے شیطان اُن کو فریب دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس لڑکے کو خیر و نیکی سے باز نہ رکھو پھر بلا قصد اُن کی نگاہین
بار بار اس پر پڑتی ہین لہذا دل مین فتنہ اثر کر جاتا ہے یہانتک کہ شیطان اپنی قدرت کے موافق اون سے اپنا مطلب نکال لیتا
ہے اور بسا اوقات ان لوگون کو اپنے دین پر وثوق ہوتا ہے اور شیطان اُن پر دخل پا کر اعلیٰ درجے کے گناہ مین پھنسا دیتا ہے
جیسا کہ برصیصا کے ساتھ کیا **مصنف** رح نے کہا کہ برصیصا کا قصہ ہم نے شروع کتاب مین ذکر کیا ہے - اور اُن کی غلطی
یہہ ہے - کہ وہ فتنون کے سامنے ہو جاتے ہین اور ایسے شخص سے صحبت رکھتے ہین جس کی صحبت مین فتنہ
کا خوف ہے - **ساتوین قسم** کے وہ صوفیہ ہین - جو جانتے ہین کہ امردون سے صحبت رکھنا اور ان پر نگاہ
ڈالنا حرام ہے - مگر وہ ضبط نہین کر سکتے ابو عبد الرحمن محمد بن حسین کہتے ہین +

فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم فغرق فی الماء قال المصنف فانظر الی ابلیس کیف درّج هذا المسکین من رؤیة الامرد الی دوام النظر الیه الی ان امکن المحبة من قلبه الی ان حرّضه علی الفاحشة فلما رای استعصامه حسّن له بالجهل قتل نفسه ولعله همّ بالفاحشة ولم یعزم والهمة معفو عنها لقول رسول الله صلی الله علیه وسلم عفو لامتی عما حدثت به انفسها ثم انه قد ندم علی همته والندم توبة فاراه ابلیس ان من تمام الندم قتل النفس کما فعل بنو اسرائیل واولئک امروا بذلک بقوله فاقتلوا انفسکم ونحن نهینا عنه بقوله تعالی ولا تقتلوا انفسکم فلقد اتی بکبیرة عظیمة وفی الصحیحین عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من تردّی من جبل فقتل نفسه فهو یتردی فی نار جهنم خالدا مخلدا فیها ابدا **فصل** وفیهم من فرق بینه وبین حبیبه فقتل حبیبه بلغنی عن بعض الصوفیة انه کان فی رباط عندنا ببغداد ومعه صبی فی البیت الذی هو فیه فشنّعوا علیه وفرقوا بینهما فدخل الصوفی الی الصبی ومعه سکین فقتله وجلس عنده یبکی فجاء اهل الرباط فرأوه فسألوه عن الحال فاقر بقتل الصبی فرفعوه الی صاحب الشرطة فاقر فجاء والد الصبی

ترجمہ فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم یعنی اے بنی اسرائیل خدا کے آگے توبہ کرو اپنے آپکو ہلاک کرو پھر پانی مین ڈوب مرا مصنف نے کہا ابلیس کو دیکھو کہ اوّل تو اس بیچارے کو یہ کہا یا کہ امرد کو دیکھے پھر پہانسی چڑہا کر اسباب پر آمادہ کیا کہ ہر وقت اوسی کو دیکھتا رہے یہانتک کہ اس کے دل مین امرد کی محبت قائم کر دی حتی کہ اسکو فحش کی حرص دلائی پھر جب اُسکو محفوظ رہتا دیکھا تو جہالت سے یہ امر اسکو اچھا کر دکھایا کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے فحش کا فقط دل مین ارادہ کیا تھا اور قطعی قصد نہ کیا تھا اور محض نیت گناہ کی کُنا شریعت مین معاف ہے بوجہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میری امت سے وہ گناہ معاف کر دیئے گئے جن کا صرف خیال دل مین آتا ہے پھر وہ شخص اپنے اس ارادہ پر نادم بھی ہوا تھا اور ندامت خود توبہ ہی لیکن شیطان نے اس کو یون سوجھایا کہ کمال توبہ خودکشی ہے جو بنی اسرائیل کا عمل تھا حالانکہ وہ خدا کی طرف سے مامور تھے جیسا کہ فرمایا فاقتلوا انفسکم یعنی اپنے آپ کو مار ڈالو اور ہم لوگ اس فعل سے منع کئے گئے ہین چنانچہ ارشاد ہے ولا تقتلوا انفسکم یعنی خودکشی مت کرو غرضکہ یہ صوفی بڑے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا **صحیحین** مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص پہاڑ سے نیچے گرے اور اپنے آپکو ہلاک کرے تو وہ آتش دوزخ مین گرتا ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے وہین رہیگا **فصل** بہت سے صوفیہ ایسے ہین کہ کسی صوفی کو اسکے حبیب سے علیحدہ کر دیا گیا تو اُسنے اپنے محبوب کو مار ڈالا ہمنے ایک صوفی کی نسبت سُنا ہی کہ وہ بغداد مین ایک رباط مین رہا کرتا تھا اور جس گھر مین وہ رہتا تھا وہین اسکے ساتھ ایک لڑکا تھا لوگون نے اُسپر تشنیع کی اور دونون مین جدائی کر دی وہ صوفی ایک چھری لیکر اس لڑکے کے پاس گیا اور اُسکو مار ڈالا اور اسکے پاس بیٹھکر رونے لگا رباط والے آئے اور یہ حال دیکھا کیفیت پوچھی اُسنے لڑکے کے مار ڈالنے کا اقرار کیا لوگ اسکو پکڑ کر کوتوالی لے گئے۔ وہان بھی اقرار کیا اس لڑکے کا باپ آیا + + + + +

فصل وكل من فاته العلم تخبط فان حصل له وفاته العمل به كان اشد تخبيطا ومن استعمل
آداب الشرع فی قوله تعالی قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم سلم وفی البدایة مما یصعب امره فی النهایة
وقد ورد النهی فی الشرع عن مجالسة المردان واوصی العلماء بذلك عن عمرو بن ازهر عن ابان عن
انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تجالسوا ابناء الملوك فان الانفس تشتاق الیهم ما
لا تشتاق الی الجواری العواتق وحدثنا الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال لا تملؤا اعینکم من ابناء الملوك فان لهم فتنة اشد من فتنة العذاری وقدم وفد عبد القیس
علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وفیهم غلام امرد ظاهر الوضاءة فاجلسه النبی صلی الله علیه وسلم وراء
ظهره وقال کان خطیئة داؤد النظر وعن ابی هریرة قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یحد الرجل
النظر الی الغلام الامرد وقال عمر بن الخطاب ما انا علی عالم من سبع ضار باخوف علیه من غلام امرد
وحدثنا عبد العزیز بن ابی السائب عن ابیه قال لانا اخوف علی عابد من غلام من سبعین عذراء وحدثنا ابو علی الروذباری قال سمعت
جنیدا یقول جاء رجل الی احمد بن حنبل ومعه غلام حسن الوجه

ترجمہ فصل جو شخص علم سے بے بہرہ رہیگا وہ ضرور خبط مین پڑے گا۔ اور جس کو علم ہو اور اس پر عمل نکرے
وہ نہایت ہی خبط کرے گا اور حسب فرمان باری تعالے قل للمومنین یغضوا من ابصارھم یعنی مومنون سے
کہدو کہ اپنی نگاہین نیچی رکہین جو شخص آداب شریعت پر عملدرآمد کرے گا وہ ابتدا ہی مین جان لے گا کہ اس کا معاملہ انتہا مین
کیسا سخت ہوگا۔ اور شریعت مین امردون کی ہمنشینی سے ممانعت آئی ہے۔ اور علمار نے اس سے احتراز رکہنے کے
لئے وصیت فرمائی ہے عمرو بن ازہر نے ابان سے روایت کی کہ انس رضی نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ تم شہزادون کے پاس نہ بیٹہو کیونکہ ان کا فتنہ دوشیزہ لڑکیون کی فتنے سے بہی سخت ہے ابو ہریرہ سے بہی ایسا ہی منقول ہے
وفد عبد القیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے ان مین ایک امرد لڑکا روشن چہرہ تھا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی پشت مبارک کے پیچھے بٹھایا اور فرمایا کہ حضرت داؤد کی خطا نگاہ ہی تھی۔
ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی کسی امرد لڑکے کو نظر جما کر دیکہے۔ عمر
بن الخطاب رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجہکو کسی عالم پر ایذا رسان درندے کا بہی اسقدر
خوف نہین۔ جتنا امرد لڑکے کی طرف سے ڈر ہے عبد العزیز بن ابی السائب نے اپنے باپ
سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ مین عابد شخص پر ایک امرد لڑکے کے بارے مین ستر باکرہ لڑکیون سے
بھی زیادہ ڈرتا ہون ابو علی رودباری نے کہا کہ مین نے جنید سے سُنا کہتے تھے۔ کہ احمد
بن حنبل کے پاس ایک شخص آیا اُسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا۔

كلما رأيتموني فعلته فافعلوه الا صحبة الاحداث فانه افتن الفتن ولقد عاهدت ربي اكثر من مائة مرة ان لا اصحب حدثا ثم فسختها على حسن الخدود وقوام القدود وغنج العيون وما سألني الله معهم عن معصية وانشد لصريع الغواني

ان ورد الخدود والحدق النجل وما في الثغور من اقحوان ۞ واعوجاج الاصداغ في ظاهر الخد وما في الصدور من رمان ۞ تركتني بين الغواني صريعا ۞ فلهذا ادعى صريع الغواني ۞ قال المصنف هذا الرجل قد فضح نفسه في شيء ستره الله عليه واخبر انه كلما رأى فتنة نقض التوبة واين عزائم التصوف حمل النفس على المشاق ثم ظن بجهله ان المعصية هي الفاحشة فقط ولو كان له علم لعلم ان صحبتهم والنظر اليهم معصية فانظر الى الجهل كيف يصنع باربابه وحكي عن ابي مسلم الخشوعي انه نظر الى غلام جميل فاطال ثم قال سبحان الله ما اهجم طرفي على مكروه وادمنه على سخط سيده واغراه بما قد نهي عنه والهجه بالامر الذي قد حذر منه لقد نظرت الى هذا نظرا لا احسب الا انه سيفضحني عند جميع من عرفني في عرصة القيامة ولقد تركني نظري هذا وانا استحيي من الله سبحانه وان غفر لي ثم صعق

ترجمہ کہ تم مجھ کو جو کام کرتے دیکھو وہ سب کرو۔ لیکن ایک نوجوان سے صحبت نہ رکھو کیونکہ یہ بڑا بھاری فتنہ ہے مینے اپنے پروردگار کے سامنے سو بار سے زیادہ عہد کیا کہ نوجوان سے صحبت نہ رکھون گا پھر گورے گورے رخسارے اور سیدہے سیدہے قامت اور غمزہ بہری آنکھین دیکھہ کر وہ عہد و پیمان توڑ ڈالے اور چند حسینون کے ساتھ مجھکو کسی گناہ کے بارے مین نہین پوچھیگا اور صریع الغوانی کے چند شعر کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ پھول ایسے رخسارے اور بڑی بڑی آنکھین اور گل بابونہ ایسے دانت اور رخساروں پر خمدار زلفین اور سینون پر میوہائے انار ان سب چیزون نے مجکو حسین عورتون مین پچھاڑ گرایا اسی لئے مجکو صریع الغوانی (خوبصورت عورتون کا پچھاڑا ہوا) کہتے ہین مصنف نے کہا کہ مین کہتا ہون کہ ابو عبد الرحمن نے ایسے گناہ کے بارے مین جسکو اللہ تعالی نے پوشیدہ رکہا تھا اپنے آپ کو رسوا کیا اور لوگون کو خبر دی کہ وہ جب کسی فتنے کو دیکھتا ہے تو توبہ توڑ ڈالتا ہے تصوف کی وہ اہم باتین کہان گئین کہ نفس پر محنتین اور جفائین برداشت کرتے ہین پھر اگرچہ یہ شخص اپنی جہالت سے گمان کرتا ہی کہ معصیت لفظ فحش کو کہتے ہین لیکن اگر اُسکو علم ہوتا تو جان لیتا کہ حسینون کی صحبت اور انکی طرف دیکھنا بھی معصیت ہی جہالت پر غور کرنا چاہیے کہ جاہلون کے ساتھ کیا کیا کرتی ہے ابو مسلم خشوعی کی نسبت بیان کرتے ہین کہ اونہون نے بہت دیر تک ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا پھر کہنے لگے کہ سبحان اللہ مین اپنی آنکھہ کو مکروہ چیز پر ڈال رہا ہون اور اپنے مالک کی نافرمانی کر رہا ہون اور نگاہ کو ممنوع شے کی طرف متوجہ کرتا ہون اور جس امر سے پرہیز لازم ہے ادہر جھکاتا ہون مینے اس لڑکے کو ایسی نظر سے دیکھا جسکو مین بجز اسکے کچھ نہین خیال کرتا کہ قیامت کی میدان مین مجکو سب پہچاننے والون کے سامنے ذلیل و رسوا کریگی مجھکو اس نظر نی ایسی حالت مین کر دیا کہ گو اللہ تعالی مجھ کو بخش دے مگر اس سے شرمندہ ہی رہونگا۔ یہ کہہ کر بیہوش ہو کر گر پڑے

وكان سفيان لا يدع امردا يجالسه وقد روى ابراهيم بن هانئ عن يحيى بن معين قال ما طمع امرد بصحبتي ولا احمد بن
حنبل في طريق وعن ابي يعقوب قال كنا مع ابي نصر بن الحارث فوقفت عليه جارية ما رأينا احسن منها فقالت
يا شيخ اين مكان باب حرب فقال لها هذا الباب الذي يقال له باب حرب ثم جاء بعدها غلام ما رأينا احسن منه
فسئله فقال يا شيخ اين مكان باب حرب فاطرق الشيخ رأسه وغمض عينيه فقلنا للغلام تعال اي شيء تريد
فقال باب حرب فقلنا بين يديك فلما غاب قلنا للشيخ يا ابا نصر جاءتك جارية فاجبتها وكلمتها وجاءك
غلام فلم تكلمه فقال نعم يروى عن سفيان الثوري انه قال مع الجارية شيطان ومع الغلام شيطانان فخشيت
على نفسي من شيطانيه وفي رواية ومع الغلام بضعة عشر شيطانا وحدثنا ابو القاسم قال دخلنا على محمد بن
الحسين صاحب يحيى بن معين وكان يقال انه ما رفع راسه الى السماء منذ اربعين سنة وكان معنا غلام حسن في المجلس بين
يديه فقال له قم من حذائي فاجلسه من خلفه وعن ابي اسامة قال كنا عند شيخ يكنى فبقي عنده غلام يقرأ عليه فاردت
القيام فاخذ بثوبي قال اصبر حتى يفرغ هذا الغلام وكره ان يخلو مع الغلام وحدثنا ابو علي الروذباري قال قال لي ابو العباس
احمد المؤدب يا ابا علي من اين اخذ صوفية عصرنا هذا الانس بالاحداث فقلت له يا سيدي

ترجمہ سفیان کسی امرد کو اپنے پاس نہ بیٹھنے دیتے تھے ابراہیم بن ہانی نے روایت کیا کہ یحیی بن معین نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک رستے
میں کوئی امرد لڑکا میرے ساتھ چلنے کی طمع کرے اور وہاں احمد بن حنبل بھی ہوں ابو ایوب نے کہا کہ ہم ابو نصر بن حارث کے ساتھ
تھے اُن کے سامنے ایک لڑکی جس سے زیادہ خوبصورت ہمنے نہیں دیکھی آکر کھڑی ہوئی اور پوچھنے لگی کہ اے شیخ باب حرب کس مقام پر ہے اُنہوں
نے جواب دیا کہ یہی سامنے پھاٹک ہے جسکو باب حرب کہتے ہیں بعد اُس کے ایک لڑکا کہ کبھی ایسا حسین دیکھنے میں نہیں آیا آکر پوچھنے لگا
کہ اے شیخ باب حرب کدہر ہے ابو نصر نے سر جھکا لیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں ہمنے لڑکے سے کہا کہ یہاں آؤ کیا پوچھتے ہو بولا کہ باب حرب کہاں ہے
ہم نے جواب دیا کہ تمہارے آگے ہے جب وہ لڑکا چلا گیا تو ہمنے شیخ سے سوال کیا کہ اے ابو نصر آپ کے روبرو لڑکی آئی تو آپ نے اسکو
جواب دیا اور لڑکا آیا تو اس سے کلام نہ کیا کہنے لگے کہ ہاں سفیان ثوری سے روایت ہی کہتے ہیں کہ لڑکی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا
ہے اور امرد کے ساتھ دو شیطان ہیں اپنے نفس پر اُس کے دو شیطانوں سے ڈر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ لڑکے کے ساتھ کچھ اوپر دس
شیطان ہوتے ہیں ابو القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم محمد بن حسین کے پاس جو یحیی بن معین کے ساتھی تھے گئے اور کہا جاتا تھا کہ اونہوں نے
چالیس برس سے آسمان کی طرف سر اوٹھا کر نہیں دیکھا جب ہم اُن کے پاس گئے تو ہمارے ساتھ ایک نوجوان لڑکا مجلس میں اُن کے سامنے
تھا اس سے کہا کہ میرے آگے سے اوٹھ جا اور اسکو اپنے پیچھے بٹھلیا اور ابو اسامہ نے بیان کیا کہ ہم ایک شیخ کے پاس تھے جو حدیث بیان کرتے
تھے ان کے پاس ایک لڑکا رہگیا کہ انکو حدیث سناتا تھا میںنے اوٹھنا چاہا اونہوں نے میرا دامن تھام لیا اور کہنے لگے کہ ٹھیرو اس لڑکے کو فارغ
ہو جانے دو اوس لڑکے کے ساتھ خلوت میں رہنا ناپسند کیا ابو علی رودباری نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے ابو العباس احمد المودب نے
پوچھا کہ اے ابو علی ہمارے زمانہ کے صوفیوں نے نوجوانوں سے اُنس رکھنا کہاں سے نکالا میںنے جواب دیا کہ اے صاحب

فقال له من هذا قال ابنی قال احمد لا تجئی به معک مرۃ اخری فلما قام فقال له محمد بن عبد الرحمن الحافظ وفی روایۃ الخطیب فقیل له ایدالله الشیخ انه رجل مستور وابنه افضل منه فقال احمد الذی قصدنا الیه من هذا الباب لیس یمنع سترهما علیٰ هذا رأینا اشیاخنا وبه خبرونا عن سلافهم وقیل ان حسن بن البزاز اتی الی احمد بن حنبل ومعه غلام حسن الوجه فتحدث معه فلما اراد ان ینصرف قال له ابو عبد الله یا ابا علی لا تمش مع هذا الغلام فی طریق فقال له انه ابن اختی قال وان کان لا یهلک الناس فیک وعن فتح الموصلی انه قال صحبت ثلثین شیخا کانوا یعدون من الابدال کلهم اوصونی عند فراقی ایاهم اتقوا معاشرۃ الاحداث وقیل ان سلاما الاسود نظر الی رجل ینظر الی حدث فقال له یا هذا اتق علی جاهک عند الله عز وجل فانک لا تزال ذا جاه ما دمت له معظما وکان ابو منصور عبد القادر بن طاهر یقول من صحب الاحداث وقع فی الاحداث وقال خبرنا ابو عبد الرحمن السلمی قال قال مظفر القرمیسینی من صحب الاحداث علی شرط السلامۃ والنصیحۃ اداہ ذلک الی البلاء فکیف من صحبهم علی غیر وجه السلامۃ فصل وقد کان السلف یبالغون فی الاعراض عن المرد وقد روینا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه اجلس الشاب الحسن الوجه وراء ظهره

ترجمہ پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے جواب دیا۔ کہ میرا بیٹا ہے۔ کہنے لگے کہ اب دوبارہ اس کو اپنے ہمراہ نہ لانا جب کھڑا ہوا۔ تو محمد بن عبد الرحمن حافظ نے کہا اور خطیب کی روایت مین ہے کہ اُس سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ شیخ کو توفیق دے یہ شخص پرہیزگار ہے اور اُس کا بیٹا اُس سے بڑھکر ہے تو امام احمد نے کہا کہ ہم نے اس بارے مین جو کچھ چاہا ہے ان دونون کے پرہیزگار ہونیکے لیے مانع نہین یون ہی ہمکو اشیاخ نے اسلاف سے خبر دی حسن بن البزاز کی نسبت سُنا ہی کہ احمد بن حنبل کے پاس آئے اور اُن کے ساتھ ایک خوبصورت امرد لڑکا تھا اور ان سے باتین کین جب اوٹھکر جانے لگے تو ان سے ابو عبد اللہ نے کہا کہ اے ابو علی اس لڑکے کے ساتھ کسی رستہ مین نہ چلا کرو کہنے لگے کہ یہ تو میرا بھانجا ہے جواب دیا کہ خواہ بھانجا ہی کیون نہو لوگ تمہارے بارے مین ہلاک نہون (یعنی تم کو لوگ متہم کرینگے) اور شجاع ابن مخلد سے روایت ہے کہ انہون نے بشر ابن حارث کو کہتے ہوئے سُنا کہ ان نوعمرون سے پرہیز کرو فتح موصلی کہتے ہین کہ مین تیس مشائخ سے ملا جو ابدال شمار کیے جاتے تھے ہر ایک نے مجکو بروقت رخصت وصیت کی کہ نوجوانون کی ہمنشینی سے بچتے رہنا سلام الاسود کی نسبت کہتے ہین کہ کسی آدمی کو دیکھا جو ایک نوجوان کو دیکھ رہا تھا کہنے لگے کہ اے فلان اپنے مرتبے کا خیال کر کے اللہ تعالیٰ سے خوف کر کیونکہ تو جبتک خدا کی تعظیم بجا لاتا رہیگا صاحب رتبہ وجاہ رہیگا اور ابو منصور عبد القادر ابن طاہر کا قول ہے کہ جو شخص نوجوانون سے صحبت رکھیگا مکروہات مین پڑ جائیگا سلام نے کہا کہ ہم سے ابو عبد الرحمن سلمی نے بیان کیا کہ مظفر قرمیسینی نے کہا کہ جو کوئی بشرط سلامت ونصیحت نوجوانون سے صحبت رکھیگا تو بلا مین گرفتار ہو جائیگا پھر اس شخص کا کیا پوچھنا جو بغیر شرط سلامت ان سے صحبت رکھے فصل اگلے لوگ امردون سے پرہیز رکھنے کے بارے مین تاکید کرتے تھے ہم روایت کرتے ہین کہ رسول صلعم نے خوبصورت نوجوانون کو اپنے پس پشت بٹھلیا ✦

فقال یا بنی لتجلا غبه ولو بعد حین فبقیت عشرین سنة وانا اراعی فما اجد لك الغب فنمت لیلة وانا متفکر فیه فاصبحت وانا انسیت القران کله واخبرنا ابوبکر الکتانی قال رأیت بعض اصحابنا فی المنام فقلت ما فعل الله بك قال عرض علی سیاتی وقال فعلت کذا وکذا فقلت نعم ثم قال وفعلت کذا وکذا فاستحییت ان اقر فقلت انی لاستحیی ان اقر فقال انی قد غفرت لك ما اقررت فکیف بما استحییت فقلت له ما کان ذلك الذنب فقال مر بی غلام حسن الوجه فنظرت الیه وفی روایة لما استحییت وقعت فی العرق حتی سقط لحم وجهی وقد بلغنا عن ابی یعقوب الطبری انه قال کان معی شاب حسن الوجه یخدمنی فجاء نی انسان من بغداد صوفی فکان کثیر الالتفات الی ذلك الشاب فکنت اخذ علیه لذلك فنمت لیلة من اللیالی فرأیت رب العزة فی المنام فقال یا یعقوب لم لم تنه واشار الی البغدادی عن النظر الی الاحداث فوعزتی انی لا اشغل بالاحداث الا من باعدته من قربی قال ابو یعقوب فانتبهت وانا اضطرب فحکیت الرؤیا للبغدادی فصاح صیحة ومات فغسلناه ودفناه واشتغل قلبی به فرأیته بعد شهر فی النوم فقلت ما فعل الله بك قال وبخنی حتی خفت ان لا اتخلص ثم عفی عنی قلت انما مددت النفس یسیرا فی هذا الباب

ترجمہ فرمایا کہ بیٹا بعد چند کے تم اس کا نتیجہ پاؤ گے مین بیس برس تک منتظر رہا وہ نتیجہ نہ دیکھا ایک رات اسی سوچ بچار مین سو رہا جب صبح کو اٹھا۔ تو تمام قرآن شریف بھول گیا تھا ابوبکر کتانی نے ہم سے بیان کیا کہ مینے اپنے ایک رفیق کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ خدا نے کیا معاملہ کیا۔ جواب دیا کہ مجھپر میری برائیان پیش کین اور کہا کہ تونے ایسا ایسا کیا مینے کہا ہان پھر پوچھا کہ تونے ایسا ایسا بھی کیا تو مجھکو اسکے اقرار سے شرم آئی مینے جواب دیا کہ اسکے اقرار کرنے سے شرماتا ہون فرمایا کہ جب ہم نے تیرے اقرار کردہ گناہ بخش دیئے تو جس پر تجھکو شرم آئی کیونکر نہ بخشین مینے اُن سے پوچھا کہ وہ گناہ کیا تھا بولے کہ ایک خوبصورت لڑکا میرے سامنے گزرا تھا مینے اُسکو دیکھا تھا ایک روایت مین یون آیا ہے کہ جب مین شرمندہ ہوا تو پسینہ آگیا یہانتک کہ میرے چہرے کا گوشت گر پڑا ابو یعقوب طبری سے ہمکو روایت پہونچی ہے کہ اونہون نے کہا میرے پاس ایک خوبصورت جوان رہا کرتا تھا جو میری خدمت کیا کرتا تھا ایک بار میرے پاس بغداد سے ایک صوفی آدمی آیا وہ اکثر اسکی طرف دیکھا کرتا تھا مین اس حرکت سے اس کو فہمایش کرتا تھا ایک رات مین سویا اور اللہ رب العزت کو خواب مین دیکھا مجھسے فرمایا کہ تم نے اس شخص یعنی بغدادی کو نوجوانون کے دیکھنے سے منع کیون نہین کیا مجھکو اپنی عزت کی قسم ہے کہ اس شخص کو نوجوانون کی جانب مشغول کرتا ہون جسکو اپنے قرب سے دور رکھتا ہون ابو یعقوب کہتے ہین کہ مین بیدار ہوا اور نہایت بیقرار تھا اس بغدادی سے خواب بیان کیا اس نے زور سے ایک چیخ ماری اور مر گیا ہم نے اُسکو غسل دیا اور دفن کیا اور میرا جی اسی مین لگا رہا بعد ایک مہینے کے مینے اُسکو خواب مین دیکھا۔ پوچھا کہ اللہ تعالے نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ جواب دیا کہ مجھپر زجر و توبیخ فرمائی۔ یہانتک کہ مجھکو خوف ہوا کہ نجات نہ ملے گی۔ پھر میرا قصور معاف کر دیا گیا مین کہتا ہون کہ مینے اس بارے مین تھوڑی سی تطویل کی ہے۔

انت بهم اعرف وقد يصحبهم السلامة في كثير من الامور فقال هيهات قد رأينا من كان اقوى ايمانا منهم اذا رأى الحدث قد اقبل يفر كفراره من الزحف وانما ذلك على حسب الاوقات اللتي يغلب الاحوال على اهلها فيأخذها عن تصرف الطباع ما اكثر الخطر ما اكثر الغلط فصل وصحبة الاحداث اقوى حبائل ابليس اللتي يصيد بها الصوفية حدثنا عبد الرحمن السلمي قال سمعت ابا بكر الرازي يقول قال يوسف بن الحسين نظرت في آفات الخلق فعرفت من اين اتوا ورأيت آفة الصوفية في صحبة الاحداث ومعاشرة الاضداد وارفاق النسوان وعن المخرق البصري يقول رأيت ابليس في النوم فقلت له كيف رأيت نزعنا عن الدنيا ولذاتها واموالها فليس لك الينا طريق فقال كيف رأيت ما اشتملت به قلوبكم باستماع الغنا ومعاشرة الاحداث قال ابو سعيد وقل من يتخلص من هذا من الصوفية فصل في عقوبة النظر الى المردان عن عبد الله بن الجلا قال كنت واقفا انظر الى غلام نصراني حسن الوجه فمر بي ابو عبد الله البلخي فقال ايش وقوفك فقلت يا عم اما ترى هذه الصورة كيف تعذب بالنار فضرب بيديه بين كتفي وقال لتجدن غبها ولو بعد حين قال فوجدت غبها بعد اربعين سنة انسيت القرآن وعن ابي الاديان قال كنت مع شيخي ابي بكر الرقاق فمر حدث فنظرت اليه فرآني وانا انظر اليه

ترجمہ تم ان لوگون کو خوب پہچانتے ہو اکثر امور مین اُن کے ساتھ سلامتی رہتی ہے کہنے لگے کہ ہیہات ہم نے ان بزرگون کو دیکھا ہے جو ان لوگون سے زیادہ قوی ایمان رکھتے تھے کہ جب کسی نوجوان کو دیکھا تو ایسے بھاگے جیسے کوئی جنگ حرب سے بھاگتا ہے اور یہ سب باتین صرف اُن اوقات کے موافق ہین کہ اکثر لوگون پر احوال غالب ہوجاتے ہین او طبیعتون کے تصرف حاوی ہوتے ہین کمال خطر کی بات اور نہایت ہی غلطی ہے **فصل** نوجوانون کی صحبت ابلیس کا بڑا مضبوط جال ہے جس سے وہ صوفیون کو شکار کرتا ہی عبد الرحمن سلمی نے ہم سے نقل کیا کہ مین نے ابوبکر رازی سے سُنا کہ یوسف بن حسن نے کہا کہ مینے خلقت کی آفات پر غور کیا تو معلوم ہو گیا کہ کہان سے آئی ہین اور صوفیہ کی آفتین مینے نوجوانون کی صحبت اور ناجنس کی ہمنشینی اور عورتون کی رفاقت مین پائین مخرق بصری کہتے تھے کہ مینے شیطان کو خواب مین دیکھا اور کہا کہ کیون تو نے ہمکو کیسا پایا ہمنے دنیا اور اُسکی لذتون اور دولتون سے منہ پھیر لیا اب تجکو ہمپر قابو نہین کہنے لگا کہ تم کو کچھ خبر بھی ہے تمہارے دل راگ سننے پر اور نوجوانون کی صحبت پر کیسے مائل ہین ابو سعید کہتے ہین کہ اس بلا سے صوفیہ بہت کم نجات پاتے ہین **فصل** (امردونکی طرف دیکھنے کی سزا کا بیان) ابو عبد اللہ بن الجلا کہتے ہین۔ کہ مین کھڑا ہوا ایک خوبصورت نصرانی لڑکے کو دیکھتا تھا اتنے مین ابو عبد اللہ بلخی میرے سامنے گذرے پوچھا کیسے کھڑے ہو مینے کہا کہ حضرت آپ اس صورت کو دیکھتے ہین کیونکر آتش دوزخ مین عذاب کیا جائے گا۔ اونہون نے اپنے دونون ہاتھ میرے شانون کے بیچ مین مارے۔ اور کہا کہ اس کا نتیجہ تجھ کو ملے گا۔ اگرچہ کچھ مدت گذر جائے مین نے چالیس برس کے بعد اُس کا ثمرہ پایا کہ قرآن شریف مجھ کو یاد نہ رہا **ابو الادیان** کہتے ہین۔ کہ مین نے اپنے استاد ابوبکر رقاق کے ساتھ تھا ایک نوجوان لڑکا سامنے آیا مین اس کو دیکھنے لگا استاد نے مجھ کو اس کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ لیا۔

قال المصنف قلة العلم اوجبت هذا التخليط ولو عرفوا ماهية التوكل علموا انه ليس بينه وبين الاسباب
تضاد وذلك ان التوكل اعتماد القلب على الله وحده وذلك لا يناقض حركات البدن في التعلق
بالاسباب ولا ادخار المال فقد قال عز وجل ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التي جعل الله لكم قياما اي قواما
لابدانكم وقال عليه السلام نعم المال الصالح للرجل الصالح وقال عليه السلام لان تخلف ورثتك
اغنياء خير من ان تتركهم عالة يتكففون الناس واعلم ان الذي امر بالتوكل امر باخذ الحذر وقال
خذوا حذركم وقال واعدوا لهم ما استطعتم من قوة وقال وقد ظاهر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين
درعين وشاور طبيبين واختفى في الغار وقال من يحرسني الليلة وامر بغلق الباب في الصحيحين من
حديث جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اغلق بابك وقد اخبر ان التوكل لا ينافي الاحتراز وحدثنا
ابو قرة قال سمعت انس بن مالك يقول جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اعقلها
واتوكل او اطلقها واتوكل قال اعقلها وتوكل وقال سفيان بن عيينة تفسير التوكل ان يرضى بما يفعل به وقال
ابن عقيل يظن اقوام ان الاحتياط والاحتراز ينافي التوكل وان التوكل هو اهمال العواقب

ترجمہ مصنف نے کہا کہ کم علمی کی وجہ سے یہ تخلیط کی اور اگر یہ لوگ توکل کی حقیقت پہچانتے تو جان لیتے کہ توکل اور اسباب مین
باہم مخالفت نہین کیونکہ توکل یہی کہ دل فقط اللہ پر بھروسہ کرے اور یہ بات اسکے خلاف نہین کہ بدن کو اسباب کے ساتھ تعلق
رکھنے مین اور مال جمع کرنے مین جنبش ہو اللہ تعالے نے فرمایا ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما
یعنی تم احمقون کو اپنے وہ مال مت دو جن کو اللہ تعالے نے تمہاری زندگی کا سہارا بنایا ہے۔ قیاما کے یہ معنی ہین کہ تمہارے
ابدان اُن کی وجہ سے قائم ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا وہ مال نیک ہے جو نیک آدمی کے کام آوے۔
اور فرمایا کہ اپنے وارثون کو تونگر چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ اون کو محتاج چھوڑ کر مرے کہ لوگون کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھرین اور
جاننا چاہئے کہ جس نے توکل کا حکم دیا ہے اُسی نے ہتھیار باندھنے کو فرمایا ہے اور ارشاد کیا خذوا حذرکم یعنی اپنے اسلحہ
لے لو اور فرمایا واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ یعنی کفار کے لئے جسقدر قوت ہوسکے بہم پہونچاؤ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اوپر تلے دو زرہین زیب بدن فرمائین اور طبیبون سے مشورہ لیا اور غار مین پوشیدہ ہوئے اور ایک مقام پر فرمایا تھا۔
کہ آج کی رات میری نگہبانی کون کریگا اور دروازہ بند کردینے کا حکم دیا صحیحین مین جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اپنا دروازہ بند کر لیا کرو اور آپ نے خبر دی کہ توکل احتراز کے منافی نہین ابو قرہ نے بیان کیا کہ مین نے انس بن مالک
سے سُنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اپنی اونٹنی کو باندھون اور توکل
کرون یا اسکو چھوڑ دون اور توکل کرون فرمایا کہ ہان باندھ رکھو اور توکل کر سفیان نے کہا توکل کی تعریف یہ ہے کہ جو کچھ اس کے ساتھ کیا
جاوے اسپر راضی رہے ابن عقیل کہتے ہین کہ ایک قوم کا یہ گمان ہے کہ احتیاط اور احتراز توکل کے خلاف ہے اور توکل صرف اسی کا نام ہے

لانہ مما تعم بہ البلوی عند الاکثرین فمن اراد الزیادۃ فیہ وفیما یتعلق باطلاق البصر وجمیع اسباب الھوی فلینظر
فی کتابنا المسمی بذم الھوی وفیہ غایۃ المراد من جمیع ذلک ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی ادعاء
التوکل وقطع الاسباب وترک الاحتراز فی الاموال حدثنا احمد بن ابی الحواری قال سمعت ابا
سلیمان الدارانی یقول لو توکلنا علی اللہ ما بنینا الحیطان ولا جعلنا للباب للدار غلقا مخافۃ اللصوص وعن ذی النون
المصری انہ قال سافرت سنین وما صح لی التوکل الا وقتا واحدا رکبت البحر فکسر المرکب فتعلقت بخشبۃ من خشب
المرکب فقالت نفسی ان حکم اللہ علیک بالغرق فما ینفعک ھذہ الخشبۃ فخلیت الخشبۃ فطفیت علی
الماء فوقعت الی الساحل وسمعت الجنید یقول سالت ابا یعقوب الزیات عن مسئلۃ فی التوکل فاخرج
درھما کان عندہ ثم اجابنی فاعطا التوکل حقہ ثم قال استحییت ان اجیبک وعندی شیء وذکر ابو نصر السراج فی کتاب اللمع قال
جاء رجل الی عبد اللہ بن الجلاء فسألہ عن مسئلۃ التوکل وعندہ جماعۃ فلم یجبہ ودخل البیت فاخرج الیھم صرۃ فیھا اربعۃ دوانیق وقال اشتروا بھذہ
شیئا ثم اجاب الرجل عن سؤالہ فقیل فی ذلک فقال استحییت من اللہ ان اتکلم فی التوکل وعندی اربعۃ دوانیق قال السراج سھل بن
عبد اللہ من طعن فی الاکتساب فقد طعن علی السنۃ ومن طعن علی التوکل فقد طعن علی الایمان

ترجمہ کیونکہ اکثر لوگون کے نزدیک اس مین عام لوگ مبتلا ہین اور جو شخص اس سے بھی زیادہ چاہے اس بارے مین اور نظر ڈالنے
اور خواہش نفسانی کے تمام اسباب کی بارے مین تو چاہیئے کہ ہماری کتاب ذم الھوی کو دیکھے کیونکہ اسمین ان سب باتون کی بارےمین
پوری بحث ہی د توکل کے دعوے رکھنے اور اسباب کے قطع کرنے اور مال جمع کرنا چھوڑ دینے مین صوفیہ
پر تلبیس ابلیس کا بیان احمد بن ابی الحواری نے ہمسے بیان کیا کہ مینے ابو سلیمان دارانی سے سُنا کہتے تھے کہ اگر ہم اللہ تعالی
پر توکل کرتے تو دیوارین نہ بناتے اور چورون کے خوف سے گھر کے دروازے پر قفل نہ لگاتے ذوالنون مصری کہتے ہین کہ
مینے برسون سفر کیا مگر میرا توکل درست نہین رہا بجز ایک وقت کے کہ مین دریا کے سفر مین تھا کشتی ٹوٹ گئی مینے اس کے تختون
مین سے ایک تختہ پکڑ لیا میرے جی نے مجھ سے کہا کہ اگر اللہ تعالی نے تیرے ڈوب جانے کا حکم فرما دیا ہے تو یہ تختہ تجھکو کچھ نفع نہ دیگا
مینے وہ تختہ چھوڑ دیا اور پانی پر تیر کر کنارے آ لگا جنید سے مینے سُنا کہتے تھے کہ مینے ابو یعقوب زیات سے توکل کے بارےمین
ایک مسئلہ پوچھا انہون نے ایک درم جو ان کے پاس تھا نکالا پھر مجکو مسئلہ کا جواب کما حقہ دیا پھر بولے کہ مجھے اس بات سے شرم
آئی کہ میرے پاس کچھ مال موجود ہو اور مین تم کو توکل کے مسئلہ کا جواب دون ابو نصر السراج نے کتاب اللمع مین بیان کیا ہے کہ
عبد اللہ بن جلا کے پاس ایک آدمی کوئی توکل کا مسئلہ پوچھنے آیا اون کے پاس اونکے مریدین بیٹھے تھے اسکو کچھ جواب نہ دیا اور گھر
مین گئے اس جماعت کے سامنے ایک تھیلی نکال لائے جسمین چار دانگ تھے اور بولے کہ انکا کچھ خرید لاؤ بعد ازان اس شخص کو مسئلے
کا جواب دیا لوگون نے اس بارےمین انسے سوال کیا کہنے لگے کہ مجھکو اللہ تعالی سے شرم آئی کہ توکل مین کلام کرون اور میرے پاس چار دانگ ہون۔
سراج سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ جو شخص پیشہ پر طعن کرے تو اُسنے گویا سنت پر طعن کیا اور جو توکل پر طعن کرے تو اسنے ایمان پر طعن کیا ۔

ووقاه ابوبکر رضی الله عنه لسد اثقاب الغار واعطی القوم التحرز حقه ثم توکلوا وقال تعالی
فی باب الاحتیاط لاتقصص رؤیاک علی اخوتک وقال لاتدخلوا من باب واحد وقال
فامشوا فی مناکبها وهذا لان الحرکة للذب عن النفس استعمال لنعمة الله وکما ان الله تعالی
یرید اظهار النعمة المبتدأة یرید اظهار ودائعه فلا وجه لتعاطی ما اودع اعتمادا علی ما جادبه
لکن یجب استعمال ما عندک ثم اطلب ما عنده وقد جعل سبحانه للطیر والبهائم اسلحة
تدفع بها عنها الشر وکالمخلب والظفر والناب والحمة وخلق للآدمی عقلا یقوده الی حمل
الاسلحة ویهدیه الی التحصن بالابنیة والدروع ومن عطل نعمة الله بترک الاحتراز
فقد عطل حکمة کمن یترک الاغذیة والادویة ومات جوعا او مرضا ولا ابله ممن
یدعی العقل والعلم ویستسلم للبلاء انما ینبغی ان یکون اعضاء المتوکل فی الکسب وقلبه
ساکن مفوض الی الحق منع او اعطی لانه یری ان الحق لا یتصرف الا بحکمة ومصلحة فمنعه عطاء
فی المعنی وکم زین للعجزة عجزهم وسولت لهم انفسهم ان التفریط توکل فصار فخرا وکبرهم

ترجمہ اورغار مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے آپکو اسکے سوراخ بند کرکے بچایا اورصحابہ احتیاط کا پوراحق بجالائے پھر توکل کیا اللہ تعالیٰ
نے احتیاط کے باب مین فرمایا لاتقصص رؤیاک علی اخوتک یعنی حضرت یعقوب نے حضرت یوسف علیہما السلام سے کہا۔
کہ اپنا خواب اپنے بھائیون سے بیان نکرنا اور فرمایا لاتدخلوا من باب واحد یعنی حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون سے کہا کہ مصر مین
جاکر سب ایک دروازے سے داخل نہونا اور فرمایا فامشوا فی مناکبہا یعنی زمین کے اونچے مقامون پر چلو اور یہ احتیاط اسلیے
ہے کہ اپنی ذات سے ضرر دور کرنیکے واسطے حرکت کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا عمل مین لانا ہے اورجس طرح اللہ تعالیٰ اپنی عطا کی ہوئی نعمت
کا اظہار چاہتا ہے۔ اسیطرح اپنی ودیعتون کا اظہار بھی چاہتا ہے لہذا اسکی کوئی وجہ نہین کہ اسکی عنایت ہی پر بھروسا کرکے اسکی ودیعت
کو مہمل چھوڑدے ہان پہلے جو تمہارے قبضہ مین ہے اسکو عمل مین لاؤ پھر جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اُسکو طلب کرو اللہ تعالیٰ
نے پرندون اور چوپایون کو وہ اوزار عطا فرمائے ہین جن کے ذریعہ سے وہ اپنے سے شر کو دور کرتے ہین مثلاً پنجے اور ناخن اور
دانت اور منقار اور آدمی کے لیے عقل پیدا کی جو اسکو اسلحہ باندہنے کی ہدایت کرتی ہے اور مکان اور زرہ وغیرہ کے ذریعے سے
محفوظ رہنے کی رہبر ہوتی ہے پھر جو شخص احتیاط کو ترک کرکے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بیکار کردے تو گویا اُسنے خدا کی حکمت کو معطل کیا جیسے کوئی
شخص غذا اور دوا چھوڑدے اور بھوک اور بیماری مین مرجائے اور اس شخص سے زیادہ کوئی احمق نہین جو عقل وعلم کا دعوے
کرے اور بلا کے سامنے گردن جھکادے بلکہ شایان یہ ہے کہ توکل کرنیوالے کے اعضا وجوارح کسب وپیشہ مین لگے رہین اور دل اطمینان کے
ساتھ خدا کے سپرد رکھے اب چاہے وہ عطا کرے یا نکرے کیونکہ ایسا شخص یقیناً جانیگا کہ خدا کا تصرف حکمت ومصلحت سے ہوتا ہے
اسکا عطا نکرنا بھی حقیقت مین عطا کرنا ہے عاجز لوگون کے لیے اُن کی عجز اور انکی نفسون نے اس امر کو اچھا اور آراستہ کرکے کہا کہ تفریط

واطراح التحفظ وذلك عند العلماء العجز والتفريط الذی یقتضی من العقلاء التوبيخ والتهجين ولم يامر الله
عزوجل بالتوكل الا بعد التحرز واستفراغ الوسع فی التحفظ **فقال سبحانه وتعالیٰ** وشاورهم
فی الامر فاذا عزمت فتوكل علی الله فلو كان التعلق بالاحتياط قادحا فی التوكل لما خص الله تعالیٰ به نبيه حين
قال له وشاورهم فی الامر فهل المشاورة الا استفادة الرأی الذی منه يوجد التحفظ والتحرز من العدو
ولم يقنع فی الاحتياط بان يكله الی رائهم واجتهادهم حتی نص عليه وجعله عمادا فی نفس الصلوٰة وهی
اخص العبادات **فقال** فلتقم طائفة منهم معك وليأخذوا اسلحتهم وبين علة ذلك **بقوله** ود الذين
كفروا لو تغفلون عن اسلحتكم وامتعتكم فيميلون عليكم ميلة واحدة **ومن** علم الاحتياط هكذا لا يقال
ان التوكل عليه ترك ما علم لكن التوكل التفويض فيما لا وسع فيه ولا طاقة **قال عليه السلام** اعقلها وتوكل
ولو كان التوكل ترك التحرز لخص به خير الخلق صلی الله عليه وسلم فی خير الاحوال وهی حالة الصلوٰة **وقد** ذهب الشافعی
الی وجوب حمل السلاح حينئذ لقوله فليأخذوا اسلحتهم فالتوكل لا يمنع من الاحتراز والاحتياط فان موسیٰ
عليه السلام لما قيل له ان الملأ يأتمرون بك خرج ونبينا صلی الله عليه وسلم خرج من مكة لخوفه من المتوامرين عليه

ترجمہ اور اپنی حفاظت چھوڑ دے علما کے نزدیک یہ عجز اور تفریط ہے جسکو اہل عقل خراب اور برا جانتے ہین اور اللہ تعالےٰ نے بعد محافظت
اور پوری کوشش صرف کرنیکے توکل کا حکم فرمایا ہے ارشاد ہوا ہے وشاورهم فی الامر فاذا عزمت فتوكل علی الله یعنی آپ
صحابہ سے اپنے امور مین مشورہ لیجیے پھر جب مستقل ارادہ ہو تو خدا پر توکل کیجیے اگر احتیاط کا پابند ہونا توکل مین نقص ڈالتا ہی تو اللہ تعالےٰ
اپنے نبی کو خاص نکرتا جیساکہ فرمایا **وشاورهم فی الامر** مشورہ کرنا تو اسی کا نام ہی کہ جس شخص مین دشمن سے نگہداشت اور تحفظ کا
مادہ ہو اس سے راے لی جاوے اور پھر احتیاط کے بارے مین اتنا ہی نہین کیا کہ اسکو صحابہ کی رائی اور اجتہاد پر چھوڑ دیا ہو بلکہ اسپر
قطعی حکم لگا دیا اور نماز مین جو خاص ترین عبادت ہے اسکو رکن قرار دیا فرمایا **فلتقم طائفة منهم معك** الخ یعنی چاہئے کہ
صحابہ کی ایک جماعت نماز مین آپ کے ساتھ کہڑی ہو اور اپنے اپنے ہتیار لئے رہین پھر اسکی علت بیان فرمائی ود الذين كفروا الخ
یعنی کفار چاہتے ہین کہ تمکو تمہارے اسلحہ اور رخت سے غافل پاکر ایک بارگی تم پر ٹوٹ پڑین اب جو شخص احتیاط کو اسطور سے جان
لیگا تو یہ نہین کہا جائیگا کہ توکل کرنا اس چیز کو چھوڑ دینا ہے جسکو جانتے تھے بلکہ توکل یہ ہے کہ جس امر مین اپنی وسعت اور طاقت نہین۔
اسکو خدا پر چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی کو باندہ رکہو اور توکل کرو اور اگر توکل یہ ہوتا کہ اپنی نگہداشت ترک کرے
تو بہترین خلایق صلی اللہ علیہ وسلم بہترین احوال یعنی حالت نماز مین اس صفت کے ساتھ مخصوص ہوتے **شافعیؒ** کا مذہب ہے کہ
اسوقت مین ہتھیار باندہے رہنا واجب ہے بقولہ تعالیٰ فليأخذوا اسلحتهم پس توکل احتراز اور احتیاط کا مانع نہین جب
موسےٰ علیہ السلام سے کہا گیا ان الملأ يأتمرون بك یعنی رئیس لوگ تمہارے گرفتار کرنے کا مشورہ کرتے
ہین تو آپ شہر سے نکل گئے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بارے مین تدبیر سوچنے والونکی خوف سے باہر تشریف لیگئے مکہ سے

امر بالتوکل فقال التوکل حال رسول الله صلی الله علیه وسلم والکسب سنته رسول الله صلی الله علیه وسلم وانما سن الکسب لمن ضعف عن التوکل وسقط عن درجة الکمال التی هی حاله فمن اطاق التوکل فالکسب غیر مباح له بحال الا کسب معاونة لا کسب اعتماد علیه ومن ضعف عن حال التوکل التی هی حال رسول الله صلی الله علیه وسلم ابیح له طلب المعاش فی الکسب لئلا یسقط عن درجة سنته حتی لیسقط عن درجة حالته وعن یوسف بن الحسین یقول اذا رأیت المرید یشتغل بالرخص والکسب فلیس یجیئ منه شی قال المصنف هذا کلام قوم ما فهموا معنی التوکل وظنوا انه ترک الکسب وتعطیل الجوارح عن العمل وقد بینا ان التوکل فعل القلب فلا ینافی حرکة الجوارح ولو کان کل کاسب لیس بمتوکل کان الانبیاء غیر متوکلین فقد کان ادم علیه السلام حراثا ونوح وزکریا نجارین وادریس خیاطا وابراهیم ولوط زراعین وصالح تاجرا وکان داؤد یعمل الخوص بیده ویاکل من ثمنه وکان موسی وشعیب ومحمد علیهم السلام رعاة قال نبینا صلی الله علیه وسلم کنت ارعی غنما لاهل مکة بالقراریط فلما اغناه الله عز وجل بما فرض له من الفیء لم یحتج الی الکسب وقد کان ابوبکر الصدیق وعثمان وعبد الرحمن وطلحة ومحمد بن سیرین و میمون بن مهران بزازین وکان الزبیر وعمرو بن العاص وعامر بن کریز

ترجمہ یاکہ توکل کو جواب دیا کہ توکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے اور کسب آپکی سنت ہے اور کسب اسی شخص کیواسطے مسنون ہے جو توکل کرنیمین ضعیف ہی اور درجہ کمال یعنی حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ساقط ہے لہذا جو کوئی توکل کی طاقت رکھے اُسکو کسب کسی حال مین مباح نہیں مگر یہ کہ بطور مدد پہونچنے کے کسب کرے نہ یہ کہ کسب پر بھروسا کرے اور جو شخص توکل کرنیمین جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے کمزور ہو اُسکو بذریعہ کسب طلب معاش کرنا جائز ہے تاکہ درجہ سنت نبوی سے نہ گر پڑے یہانتک کہ حالت نبوی کے درجہ سی ساقط ہوجائے یوسف بن الحسین سے روایت ہی کہ کہتے تھے کہ جب تم کسی مرید کو دیکھو کہ شرع مین جو چیزین آسان کی گئی ہین اُن کو تلاش کرتا ہے اور کمائی کرنے مین مشغول ہوتا ہے تو اس سے کچھ نہو گا مصنف رح نے یہ کلام اس قوم کا ہے جو توکل کے معنی نہیں سمجھے اور یہ گمان کیا کسب کا چھوڑنا اور عمل سے جوارح کا معطل کرنا توکل ہی اور ہم بیان کر چکے ہین کہ توکل دل کا فعل ہی لہذا جوارح کی حرکت کے منافی نہین اور اگر ایسا ہوتا کہ جو کسب کرے وہ توکل کرنیوالا نہین ہی تو انبیا علیہم السلام گویا توکل کرنیوالے ہی نہ ٹھہرے حضرت آدم علیہ السلام کاشتکار تھے اور حضرت نوح اور زکریا علیہم السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے اور حضرت ابراہیم اور لوط علیہ السلام کھیت بوتے تھے اور حضرت صالح علیہ السلام سوداگر تھے اور حضرت داود علیہ السلام زرہین اپنے ہاتھ سے بناتے تھے اور اسکی قیمت سے بسر کرتے تھے اور حضرت موسیٰ اور شعیب اور ہمارے نبی علیہم الصلوۃ والسلام نے بکریاں چرائین ہین ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین مکہ والون کی بکریان چند قیراط پر چرایا کرتا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت سے غنی کر دیا تو آپ کو کسب کی ضرورت نہ رہی اور حضرت ابوبکر صدیق اور عثمان اور عبد الرحمن اور طلحہ اور محمد بن سیرین اور میمون بن مہران کپڑے بیچا کرتے تھے اور حضرت زبیر اور عمرو بن عاص اور عامر بن کریز

پیشۂ انبیاء و صحابہ و تابعین

بمثابة من اعتقد التهور شجاعة والخور حزما ومتى وضعت اسباب فاهملت كان ذلك جهلا بحكمة الواضع
مثل وضع الطعام للشبع والماء للري والدواء للمرض فاذا ترك الانسان ذلك اهوانا بالسبب ثم دعا وسأل
فربما قيل له قد جعلنا لعافيتك سببا فاذا لم تتناوله كان اهمالا لعطائنا فربما لم نعافك بغير سبب
لاهوانك بالسبب وما هذا الا بمثابة من بين قراحه وماء الساقية رفسه مستحيا فاخذ يصلي صلوة الاستسقاء
طلبا للمطر فانه لا يستحسن منه ذلك شرعا ولا عقلا وقال المصنف فان قال قائل كيف احترز مع
القدر قيل له وكيف لا تحترز مع الاوامر من المقدر فالذي قدر هو الذي امر وقد قال تعالى خذوا حذركم
قيل كان عيسى عليه السلام يصلي على راس جبل فاتاه ابليس فقال له انت الذي تزعم ان كل شيء
بقضاء وقدر قال نعم قال فالق نفسك من الجبل وقل قدر علي فقال يا لعين ان الله يختبر العباد وليس
العباد يختبرون الله فصل وفي معنى ما ذكرنا من تلبيسه عليهم في ترك الاسباب انه قد لبس على خلق كثير منهم بان التوكل
ينافي الكسب قال سهل بن عبد الله التستري من طعن التوكل فقد طعن في الايمان ومن طعن على الكسب فقد طعن على السنة
حدثنا محمد بن عبد الله الرازي قال سأل رجل ابا عبد الله بن سالم وانا اسمع انحن مستعبدون بالكسب

ترجمہ بیباکی کو شجاعت اور سستی کو دور اندیشی خیال کرے اور جبکہ اسباب بنائے گئے ہوں اور بیکار چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بنانیوالے کی
حکمت کا نہ جاننا ہی چاہیے کہ کھانا پیٹ بھرنے کا سبب اور پانی پیاس بجھانے کا سبب اور دوا بیماری کے لئے موضوع ہیں اب جس وقت
آدمی سبب کو حقیر سمجھ کر ان سے دست بردار ہو پھر دعا مانگے اور سوال کرے تو اسکو جواب ملیگا کہ ہم نے تیری عافیت کے لئے
سبب بنا دیا تھا جبکہ تو نے اسکو اختیار نہ کیا تو ہماری بخشش کو مہمل جانا اکثر اوقات تجھکو بغیر کسی سبب کے ہم عافیت نہ دینگے
کیونکہ تو سبب کو تو ذلیل گردانتا ہے اور اسکی مثال ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص اپنی کھیتی کے پختہ ہونے پر خوش ہوتا ہے اور اس کھیت میں
ایک نہر سے پانی آتا ہے جو اسکے پاس جاری ہے اب یہ شخص ٹیلے پر چڑھکر بارش مانگنے کے لئے نماز استسقاء پڑھنے لگے تو اسکی
یہ حرکت نہ شریعت کے رو سے اچھی ہے اور نہ عقل کے لحاظ سے مصنف نے کہا اگر کوئی یوں کہے کہ جب ہر ایک امر مقدر ہے
تو احتراز کیونکر ہو سکتا ہے جواب دیا جائیگا حکم اور فرمان موجود ہیں تو کیونکر احتراز نہ کیا جائے اسلئے کہ جسنے مقدر کیا ہے اسی نے
علم دیا ہے اور فرمایا ہے خذوا حذركم کہتے ہیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام ایک پہاڑ کی چوٹی پر نماز ادا کر رہے تھے ان کے پاس شیطان
آیا اور کہنے لگا کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ ہر شی قضا و قدر سے ہوتی ہے جواب دیا کہ ہاں بولا کہ اچھا تو پھر تم اپنے آپکو پہاڑ سے نیچے گرا دو
اور سمجھ لو کہ میرے لئے یہ مقدر تھا حضرت عیسے نے کہا کہ اے لعین اللہ تعالی بندوں کو آزماتا ہے بندے اللہ تعالی کو نہیں آزماتے
فصل اور اسی معنی میں ہیں کہ ترک اسباب کے بارے میں ابلیس نے لوگوں پر تلبیس کی ہے یہ ہے کہ بہتوں پر ابلیس نے یہ تلبیس کی ہے کہ توکل کسب کے
خلاف ہے سہل بن عبد اللہ التستری کا قول ہے کہ جس نے توکل پر طعن کیا اسنے ایمان پر طعن کیا اور جسنے کسب پر طعن کیا اسنے سنت پر
طعن کیا محمد بن عبد اللہ رازی نے ہم سے بیان کیا کہ میری موجودگی میں ایک آدمی نے ابو عبد اللہ بن سالم سے سوال کیا کہ ہم کسب کو عبادت سمجھیں

قد کان ابو تراب یقول لاصحابہ من لبس منکم مرقعۃ فقد سأل ومن قعد فی خانکاہ او مسجد فقد سأل وقال المصنف وقد کان السلف ینہون عن التعرض لہذہ الاشیاء ویامرون بالکسب وقال عمر بن الخطاب رضی اللہ یا معشر القراء ارفعوا رؤسکم فقد وضع الطریق فاستبقوا الخیرات ولا تکونوا عیالا علی المسلمین وعن محمد بن عاصم قال بلغنی ان عمر بن الخطاب کان اذا رای فتی فاعجبہ حالہ سأل عنہ ہل لہ حرفۃ فان قیل لہ لا قال سقط من عینی وحدثنا قتادۃ عن سعید بن المسیب قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتجرون فی بحر الشام منہم طلحۃ بن عبید اللہ وسعید بن زید وحدثنا ابو القاسم قال سألت احمد بن حنبل فقلت ما تقول فی رجل جلس فی بیتہ او فی المسجد وقال لا اعمل شیئا حتی یاتینی رزقی فقال احمد ہذا رجل جہل العلم اما سمعت قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل اللہ رزقی تحت ظل رمحی وحدیث آخر ذکر الطیر فقال تغدو خماصا فذکر انہا تغدو فی طلب الرزق وقال اللہ تعالی وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ وقال لا جناح علیکم ان تبتغوا فضلا من ربکم وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتجرون فی البر والبحر ویعملون فی نخیلہم ولنا القدوۃ بہم وقد ذکرنا فیما مضی عن احمد ان رجلا قال لہ ارید الحج علی التوکل

ترجمہ ابو تراب۔ اپنے مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ جس نے پیوند لگا لباس پہنا تو وہ ضرور سائل ہے اور جو خانقاہ یا مسجد میں بیٹھ رہا وہ بھی ضرور سائل ہی مصنف نے کہا کہ میں کہتا ہوں اگلے بزرگ لوگ اس قسم کی باتوں میں پڑنے سے منع کرتے تھے۔ اور کسب کا حکم دیتے تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے قاریوں کی جماعت ذرا اپنے سر اوٹھاؤ کیونکہ رستہ بالکل روشن ہے نیکیوں کے لئے سبقت کرو اور مسلمانوں کے محتاج بنکر نہ رہو محمد بن عاصم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی جوان آدمی کو دیکھکر اس کی حالت سے خوش ہوتے تو اس کا حال دریافت کرتے کہ آیا کوئی پیشہ کرتا ہے اگر لوگ کہتے کہ اسکا کچھ پیشہ نہیں ہے تو فرماتے کہ یہ شخص میری نظر سے گر گیا قتادہ سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بحر شام کی طرف تجارت کو جایا کرتے تھے منجملہ اُن کے حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید ہیں ابو القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ مینے احمد بن حنبل سے پوچھا کہ آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنے گہر میں یا مسجد میں بیٹھ رہے اور کہے کہ میں کچھ پیشہ نہ کرونگا میرا رزق خود میرے پاس آئیگا احمد بن حنبل نے جواب دیا کہ یہ شخص علم نہیں رکھتا کیا تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں سُنا کہ میرا رزق میرے نیزہ کے سایہ تلے ہے اور ایک اور حدیث ہے جسمیں آپ نے پرندوں کا ذکر کیا کہ وہ صبح کے وقت بھوکے ہوتے ہیں اور غدو یا علی الصباح تلاش رزق میں جاتے ہیں قال اللہ تعالی وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ یعنی دوسرے وہ لوگ ہیں جو زمین میں سفر کرتے ہیں اور اللہ تعالی کے فضل کی جستجو کرتے ہیں اور فرمایا لا جناح علیکم ان تبتغوا فضلا من ربکم یعنی تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تری و خشکی میں تجارت کے لیئے پھرتے تھے اور اپنے باغوں میں کام کرتے تھے ہم کو صحابہ ہی کی پیروی کرنی چاہیئے اور ہم سابق میں امام احمد کا قول لکھہ چکے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے کہا میں توکل پر حج کو جانا چاہتا ہوں

كزبزازين وكان سعد بن ابي وقاص يبري النبل وكان عثمان بن طلحة خياطا وما زال الناس يعرفون ومن بعدهم يكتسبون بالكسب ويامرون به وحدثنا عطاء بن السائب قال لما استخلف ابوبكر اصبح غاديا الى السوق وعلى رقبته اثواب يتجر بها فلقيه عمر وابو عبيدة فقالا له لا تصنع هذا وقد وليت امور المسلمين قال فمن اين اطعم عيالي وعن ميمون لما استخلف ابوبكر جعلوا له الفين فقال زيدوني فان لي عيالا وقد شغلتموني عن التجارة فزادوه خمسمائة قال المصنف لو قال رجل للصوفية من اين اطعم عيالي لقالوا له قد اشركت ولو سئلوا عمن يخرج الى التجارة لقالوا ليس بمتوكل ولا موقن وكل هذا لجهلهم بمعنى التوكل واليقين ولو كان احدهم يغلق عليه الباب بتوكل قرب امر دعواه ولكنهم بين امرين اما الطلب من الناس فمنهم من يسعى للدنيا مستخدما منهم من يبعث غلامه فيدور بالزنبيل فيجمع له واما الجلوس في الرباط في هيئة المساكين وقد علم ان الرباط لا يخلو من فتوح كما لا يخلو الدكان من ان يقصد للبيع والشرى وعن سهل بن هاشم عن ابراهيم بن ادهم قال كان سعيد بن المسيب من لزم المسجد وترك الحرفة وقبل ما ياتيه فقد الحف في السوال

ترجمہ کزبیر رفوگری کرتے تھے اور حضرت سعد بن ابی وقاص تیر بناتے تھے اور حضرت عثمان بن طلحہ درزی کا کام کرتے تھے اور تمام تابعین اور ان کے بعد والے ہمیشہ کسب کرتے رہے اور کسب کرنیکا حکم دیتے رہے **عطاء بن السائب** نے ہمسے بیان کیا کہ جبتک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو دوسرے روز صبح کو بازار کی طرف چلے اور آپ کے سر پر کپڑوں کی گٹھری تھی جن کی آپ تجارت کرتے تھے۔ رستے میں حضرت عمر اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما ملے پوچھنے لگے کہ آپ کہاں تشریف لیجاتے ہیں جواب دیا کہ بازار جاتا ہوں وہ کہنے لگے کہ آپ امور مسلمین کے والی اور مختار ہوکر ایسا کرتے ہیں فرمایا کہ آخر میں اپنے اہل و عیال کو کہاں سے کھلاؤں اور میمون کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو صحابہ نے مل کر حضرت ابوبکر کے لئے دو ہزار درم سالانہ مقرر کر دئے آپ نے کہا کہ اس سے اور زیادہ کرو کیونکہ میرا کنبہ بہت ہے اور تجارت سے تم نے مجکو دوسری طرف لگا دیا صحابہ نے پانسو اور بڑہا دئے **مصنف** نے کہا کہ اگر کوئی آدمی ان صوفیہ سے کہے کہ میں اپنے اہل و عیال کو کہاں سے کھلاؤں تو اُسکو جواب دینگے کہ تو مشرک ہی اور اگر ان سے پوچھا جاے۔ کہ جو شخص سوداگری کے لئے جاے اس کا کیا حکم ہے تو کہینگے کہ وہ توکل کرنیوالا اور یقین کرنیوالا نہیں ان لوگون کی یہ سب باتیں فقط اسوجہ سے ہیں کہ توکل اور یقین کے معنی نہیں جانتے اور اگر کوئی ان مین سے اپنے اوپر دروازہ بند کرلے اور توکل کرے تو ان کے دعوے کا حال کہلجائے لیکن ان لوگوں کی حالت دو حال سے خالی نہیں یا لوگون سے مانگنا تو بعض وہ لوگ ہیں جو دنیا کے لئے کوشش کرتے ہین اور لوگون سے اپنی خدمت لیتے ہین اور بعض وہ ہیں جو اپنے خادم کو بھیجتے ہین وہ کشکول لے کر گھومتا ہی اور کھانا جمع کرتا ہی رباط مین مسکینوں کی صورت بنا کر بیٹھنا اور یہ بات معلوم ہے کہ رباط فتوح سے خالی نہیں جسطرح دکان اس امر سے خالی نہیں کہ خرید و فروخت کا قصد کیا جاتا ہی **سہل بن ہاشم** نے ابراہیم بن ادہم سے روایت کیا کہ سعید بن مسیب نے کہا جو شخص مسجد میں بیٹھ رہے اور کسب چھوڑ دے اور پھر جو چیز اسکے پاس لائیں اُسکو قبول کرلے تو اس شخص نے گڑگڑا کر سوال کیا

وقال لآخر اعمل وتصدق بالفضل على قرابتك وقال احمد بن حنبل قد امرتهم يعني اولاده ان يختلفوا الى السوق و
ان يتعرضوا للتجارة وعن الفضل بن محمد بن زياد قال سمعت ابا عبد الله يامر بالسوق وكان يقول ما احسن الاستغناء
عن الناس وكان يقول احب الدراهم الي درهم من تجارة واكرهها عندي الذي من صلة الاخوان قال المصنف وقد كان
ابراهيم بن ادهم يحصد وسليمان الخواص يلقط وحذيفة المرعشي يضرب اللبن قال ابن عقيل التسبب لا يقدح في التوكل لان تعالي تنبيه الترفع على رتبة الانبياء
نقص في الدين ولما قيل لموسى عليه السلام ان الملأ يأتمرون بك ليقتلوك خرج ولما
جاع واحتاج الى عفة نفسه اجر نفسه ثمان سنين وقد قال تعالى فامشوا
في مناكبها وهذا الان الحركة استعمال لنعمة الله وهي القوى فاستعمل ما
عندك ثم اطلب ما عنده وقد يطلب الانسان من ربه وينسى ماله
عنده من الذخائر فاذا تأخر عنه ما يطلبه يسخط فترى بعضهم يملك عقارا
واثاثا فاذا ضاق به القوت واجتمع عليه دين فقيل له لو بعت عقارك فقال كيف
افرط في عقاري واسقط عند الناس جاهي وانما يفعل هذه الحماقات المعتادات

ترجمہ اور ایک دوسرے شخص سے کہا کہ کام کر اور حاجت سے زائد کو اپنے اہل قرابت پر صدقہ کر احمد بن **حنبل** نے کہا کہ میں نے اپنی
اولاد کو حکم دیا ہے کہ بازار میں آئیں جائیں اور تجارت میں لگے رہیں اور **فضل** ابن محمد ابن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ
کو بازار کے اختیار کرنیکا حکم کرتے ہوئے سُنا اور اکثر کہا کرتے تھے کہ لوگوں سے بے نیاز ہو کر رہنا کیا اچھی بات ہے اور کہتے تھے
کہ میرے نزدیک درموں میں سے وہ درم اچھا ہے جو تجارت سے حاصل ہوا اور بُرا درم وہ ہے جو احباب کے احسان سے ملا +
مصنفرح نے کہا کہ ابراہیم بن ادہم کھیتی کاٹا کرتے تھے اور سلیمان خواص خوشہ چین تھے اور حذیفہ مرعشی اینٹیں بناتے تھے **ابن
عقیل** نے کہا کسی سبب پر عمل کرنے سے توکل نہیں ٹوٹتا کیونکہ انبیا کے مرتبہ سے اپنی ترقی چاہنا دین کی بربادی ہے **موسی** علیہ
السلام سے جب کہا گیا کہ ان الملأ یأتمرون بك الخ یعنی رئیس لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کرتے ہیں حضرت موسی وہاں سے بھاگ
نکلے بعد اس کے جب بھوک لگی اور اپنے نفس کے پاک رکھنے کی ضرورت پڑی تو آٹھ برس کے لئے اپنے آپ کو اجرت میں دیدیا
اللہ تعالی نے خود فرمایا فامشوا فی مناکبها یعنی زمین کی بلندیوں میں سفر کرو یہ ارشاد اس لئے ہے کہ جنبش کرنا گویا اللہ تعالے
کی نعمت کو عمل میں لانا ہے اور اسکی نعمت قوائے انسانی ہیں لہذا جو تمہارے پاس ہے پہلے اُس کا استعمال کرو پھر جو خدا کے پاس ہے
اسکو ڈھونڈو بسا اوقات انسان اللہ تعالی سے طلب فضل کرتا ہے اور جسقدر ذخیرہ و مال اس کے پاس ہے اس کو بھول جاتا ہے
پھر جب کہ اس کے مطلب بر آنے میں تاخیر ہوتی ہے تو ناراض ہو جاتا ہے تم بعض لوگوں کو دیکھتے ہو کہ ان کے پاس زمین اور جائداد
ہوتی ہے پھر جب اس پر روزی تنگ ہوتی ہے اور قرض بہت ہو جاتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ کاش تم اپنی زمین بیچڈالتے - تو کہتا ہے
کہ میں اپنی جائداد میں کیونکر کمی کروں اور لوگوں کے سامنے اپنا مرتبہ کیوں گھٹاؤں اور اس قسم کی حماقتیں صرف عادات سے ہوتی ہیں +

فقال له فاخرج فی غیر القافلة قال لا قال فعلی جراب الناس توکلت وحدثنا ابوبکر المروزی قال قلت لابی عبداللہ
هؤلاء المتوکلون یقولون نقعد وارزاقنا علی الله عزوجل فقال هذا قول ردی خبیث الیس قد قال الله تعالیٰ اذا
نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع ثم قال اذا قال لا اعمل وجیئی الیه بشیء قد عمل والکسب
لای شیء یقبله من غیره وعن صالح انه سال اباه یعنی احمد بن حنبل عن التوکل فقال التوکل حسن ولکن ینبغی
للرجل ان لا یکون عیالا علی الناس ینبغی ان یعمل حتی یغنی نفسه وعیاله ولا یترك العمل قال وسئل ابی وانا شاهد
عن قوم لا یعملون ویقولون نحن متوکلون فقال هؤلاء مبتدعة وکان ابن عیینة یقول هم مبتدعة
فقال ابوعبدالله هؤلاء قوم سوء یریدون تعطیل الدنیا وحدثنا المروزی قال سألت ابا
عبدالله عن رجل جلس فی بیته وقال اجلس واصبر فی البیت وقال لا اطلع علی ذلك احدا فقال
لو خرج فاحترف کان احب الیّ فاذا جلس خفت ان یخرجه جلوسه الی غیر هذا قلت الی ای
شیء یخرجه قال الی ان یکون یتوقع الی ان یرسل الیه وعن ابی بکر المروزی قال سمعت رجلا یقول
لابی عبدالله احمد بن حنبل انی فی کفایة قال الزم السوق تصل به الرحم وتعود به علی قد ابتك

ترجمہ فرمایا کہ پھر قافلہ کو چھوڑ کر جاؤ اس نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا جواب دیا کہ پھر کیا لوگوں کے تھیلوں پر توکل کر کے چلا **ابوبکر مروزی** نے
ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو عبداللہ سے کہا کہ آجکل توکل کرنیوالے کہتے ہیں کہ ہم ایک جگہ بیٹھ جاتے ہیں ہمارا روزی رسان خدا ہی جواب دیا
کہ یہ قول لچر پوچ ہے کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة الخ یعنی جب جمعہ کی اذان ہو تو اللہ تعالیٰ کی عبادت
کے لئے جلدی کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو پھر بولے کہ جب ایک شخص یہ کہتا ہی کہ میں کوئی پیشہ نکروں گا تو جب کوئی چیز کسب اور پیشہ
کے ذریعہ سے حاصل کر کے اس کے پاس کوئی دوسرا آدمی لے جاتا ہے تو اسکو وہ قبول کیوں کرتا ہے **صالح** سے روایت ہے کہ اونھوں
نے اپنے باپ یعنی احمد بن حنبل سے پوچھا کہ توکل کیسا ہے جواب دیا کہ توکل اچھا ہے لیکن آدمی کو چاہئے کہ لوگوں کے ذمے نہ ہو جاے بلکہ چاہئے کہ
کسب کرے تاکہ خود بھی اور اوسکی اہل و عیال بھی خوشحال رہیں اور حرفہ کو نہ چھوڑے نیز **صالح** کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں میرے باپ سے اس قوم کی نسبت
سوال کیا گیا جو پیشہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم اہل توکل ہیں جواب میں فرمایا کہ یہ لوگ اہل بدعت ہیں **ابن عیینہ** کہا کرتے
تھے کہ یہ لوگ بدعتی ہیں **ابو عبداللہ** نے کہا کہ یہ لوگ برے ہیں جو کہ دنیا کو بیکار رکھنا چاہتے ہیں **مروزی** نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عبداللہ
سے میں نے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہے کہ میں گوشہ گزیں ہوتا ہوں اور صبر کر کے گھر بیٹھ رہتا ہوں
اور کہے کہ اس امر کی کسی کو خبر نہ دونگا ابو عبداللہ نے جواب دیا ہے کہ اگر یہ آدمی گھر سے نکلتا اور حرفہ کرتا تو مجھ کو اچھا معلوم ہوتا اور جبکہ
ایک جگہ بیٹھ رہا تو میں ڈرتا ہوں کہ یہ بیٹھ رہنا اسکو کسی دوسری چیز کا مرتکب نہ بنا دے میں نے کہا وہ دوسری کیا چیز ہے کہنے لگے کہ کہیں
ایسا نہ ہو اس بات کی توقع کرے کہ لوگ اسکے پاس کچھ لے کے آئیں اور ابوبکر مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو سنا کہ ابو عبداللہ احمد
ابن حنبل سے کہہ رہا تھا کہ میں خوشحالی میں ہوں فرمایا کہ بازار کو اختیار کر تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنے اقارب پر احسان اور اہل و عیال کو خوشحال کریگا

طلبت المعاش لاکل الحلال فاصطدت السمک فوقعت فی الشبکة سمکة فاخرجتها ثم طرحت الشبکة فوقعت اخریٰ
فیها فرمیت بها ثم عدت فهتف بی هاتف لم تجد لک معاشا الا ان تاتی الی من یذکرنا فتقتله قال فرمیت الشبکة وترکت
الصید **قال المصنف** هذه القصة ان صحت فان الهاتف من ابلیس لان الله تعالیٰ اباح الصید فلا یعاتب علی المباح
وکیف یقال له تعمد الی من یذکرنا فتقتله وهو الذی اباح قتله وکسب الحلال مما حث علیه ولو ترکنا الصید وذبح الانعام
لانها تذکر الله تعالیٰ لم یکن لنا ما نقیم قوی الابدان لانه لا یقیمها الا اللحم فما لمعترض من هذا السمک او ذبح الحیوان
مذهب البراهمة فانظر الی الجهل ما یصنع والی ابلیس کیف یتمکن وقیل لفتح الموصلی الا تصطاد السمک لتقوت به
لعیالک فقال اخاف ان اصطاد مطیعا لله فی جوف الماء فاطعمه عاصیا لله علی وجه الارض **قال المصنف** ان صحت
هذه الحکایة عن فتح فهو من التغفیل البارد المخالف للشرع والعقل لان الله تعالیٰ اباح الکسب ... فاذا قال
قائل ربما اشتریٰ خبزا فاطعمه عاصیا کان حدیثا فارغا لانه یجوز ان یطعم المسلم الفاسق ... ولو فتشنا ما ... الجاهل
ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی ترک التداوی **قال المصنف** ... وانا اری بعضهم ان التداوی
ترک وقد ذکرنا کلام الناس فی هذا وبیناه ... فی کتاب ... فی الطب

ترجمہ کہ میں روزی حلال کی غرض سے طلب معاش کے لیئے نکلا اور مچھلی کے شکار کا ارادہ کیا جال میں ایک مچھلی آئی میں نے اسکو نکال لیا پھر
جال ڈالا دوسری مچھلی پڑی میں نے اسکو پھینکدیا پھر واپس لوٹا تو مجھکو ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے فلاں تیرے لیئے فقط یہی معاش
رہگیا ہے کہ ان جانداروں کو پکڑے جو ہمارا ذکر کرتے رہتے ہیں اور تو ان کو مار ڈالتا ہے یہ آواز سنکر میں نے جال پھینکدیا اور شکار چھوڑدیا۔
مصنف نے کہا کہ یہ قصہ اگر صحیح ہے تو یہ ہاتف شیطان ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شکار کو مباح کردیا ہے لہٰذا مباح چیز پر عتاب نفرمائیگا اور کیونکر
کسی سے کہا جا سکتا ہے کہ تم ایسی چیز کو کیوں ستاتے ہو جو ہمارا ذکر کرتی ہے حالانکہ خود اسی نے اس چیز کا قتل کرنا جائز کردیا ہے اور کسب
حلال عمدہ چیز ہے اب اگر ہم شکار کرنا اور چوپایوں کا ذبح کرنا اس وجہ سے چھوڑدیں کہ وہ ذکر خدا کرتے ہیں تو ہمارے لئے وہ شے نہ رہیگی
جو قوائے بدن کو قائم رکھے کیونکہ ان کا قائم رکھنے والا صرف گوشت ہی ہے پس مچھلی پکڑنے اور جانوروں کے ذبح کرنے سے پرہیز رکھنا برہمنوں کا
مذہب ہی لہٰذا جہالت کو دیکھنا چاہیئے کیا کرتی ہے اور شیطان کیسا دھوکا دیتا ہے فتح موصلی سے کسی نے کہا کہ تم ماہی گیری کیوں نہیں کرتے
اپنے بال بچوں کے لیئے شکار کیوں نہیں کرتے جواب دیا کہ مجھکو یہ خوف ہے کہ پانی میں خدا کی عبادت کرنے والوں کو شکار کرکے لاؤں اور
زمین پر خدا کے نافرمان بندوں کو کھلاوں مصنف نے کہا کہ فتح موصلی کی یہ حکایت اگر درست ہے تو یہ غفلت بارد ہے شرع اور عقل کے خلاف ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسب کو مباح فرمایا ہے اور لوگوں کو کسب کیطرف بلایا ہے اب اگر کوئی کہنے لگے کہ بسا اوقات میں روٹی پکاتا ہوں اور
ایک گنہگار کھا جاتا ہے تو یہ بات لغو ہوگی کیونکہ ہمارے لیئے جائز ہے کہ روٹی یہود و نصاریٰ کو ... آلہی اپنی رحمت سے ہمکو ہر
چیز کی توفیق دے جس سے تو راضی ہے ... علاج کرنیکے بارے میں صوفیہ پر ابلیس کی تلبیس کا بیان ... نے کہا کہ علما کا اسمیں کچھ اختلاف
نہیں کہ معالجہ کرنا جائز ہے فقط بعض کی رای یہ ہے کہ ترک علاج عمدہ ہے ہمنے اس بارہ میں لوگوں کا کلام جو کچھ ہم کو خبر ملی ہے ... اب

وانما قعد اقوام عن الکسب استثقالاً له فکانوا بین امرین قبیحین اما تضییع العیال فترکوا الفرائض والتزین باسم انه متوکل فحینئذ علیهم المکتسبون فضیقوا علی عیالهم لاجلهم واعطوهم وهذه الرذیلة لم تدخل قط الا علی دنی النفس والا فالرجل کل الرجل من لم یضیع جوهرہ الذی اودعہ اللہ ایثاراً للکسل او لاسم یتزین به بین الجہال فان اللہ تعالیٰ قد یحرم الانسان المال ویرزقه جوهرا یتسبب به الی تحصیل الدنیا بقبول الناس علیه

فصل وقد تشبث القاعدون عن المکسب بتعللات قبیحة منها انهم قالوا لابد ان یصل رزقنا الینا وهذا فی غایة القبح فان الانسان لو ترک الطاعة وقال لا اقدر بطاعتی ان اغیر ما قضی اللہ علی فان کنت من اهل الجنة فانا من اهل الجنة او من اهل النار فانا من اهل النار قلنا له هذا یرد الاوامر کلها ولو صح لاحد ذلک لم یخرج ادم من الجنة لانه کان یقول ما فعلت الا ما قضی علی ومعلوم اننا مطالبون بالامر لا بالقدر و منها انهم یقولون این الحلال حتی یطلب وهذا قول جاهل فان الحلال لا ینقطع ابدا لقوله علیه السلام الحلال بین والحرام بین ومعلوم ان الحلال ما اذن الشرع فی تناوله وانما قولهم هذا احتجاج للکسل و منها انهم قالوا اذا کسبنا اغنا الظلمة والعصاة وحدثنا ابو عثمان بن الآدمی قال سمعت ابراهیم الخواص یقول

ترجمہ اور بعض لوگ جو کسب سے دست بردار ہو گئے ہیں وہ عرفہ کو ایک گرانباری سمجھکر ایسا کر بیٹھے لہٰذا دو بری باتوں میں پڑ گئے یا تو اپنے اہل وعیال کو ضائع کیا اور فرائض کو چھوڑ دیا اور یا اسلیئے کہ لوگ انکو متوکل سمجھیں توکل کے نام سے زینت حاصل کرے لہٰذا کسب کرنے والے اُسکے اہل وعیال پر ترس کہاتے ہیں اور اُن کی خبرگیری کرتے ہیں اور ان کو کچھ دیتے ہیں اور یہ رذیل عادت بجز دنی الطبع کے کسی میں نہیں ہوگی ورنہ انسان کامل وہ آدمی ہے جو اپنے اس جوہر کو جو اللہ تعالیٰ نے اُسکو بخشا ہی ہر ایک پر احسان کرنیکے لیئے ضائع کرے نہ یہ کہ لوگوں میں ایک نام پیدا کرے جسکے جاہلوں میں زینت پکڑے کیونکہ کبھی اللہ تعالیٰ انسان کو مال سے محروم کردیتا ہی اور ایک ایسا جوہر عطا فرماتا ہی جس سے وہ ایسا سبب نکالتا ہی کہ لوگوں کے نزدیک مقبول ہوکر دنیا حاصل کرتا ہے **فصل** جو لوگ کسب کرنے سے بیٹھ رہے ہیں وہ دلائل قبیحہ سے حجت پکڑتے ہیں ان میں ایک دلیل یہ بیان کرتے ہین کہ جو ہمارا رزق ہی وہ ضرور ہم کو ملے گا حالانکہ یہ بات نہایت قبیح ہی کیونکہ انسان اگر عبادت چھوڑ دے اور کہنے لگے کہ میں اپنی عبادت سے اللہ کی تقدیر کو نہیں بدل سکتا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھکو اہل جنت سے لکھدیا ہی تو اہل جنت سے ہونگا اور اگر اہل دوزخ لکھدیا ہی تو دوزخ میں جاؤنگا ہم اس شخص کو جواب دینگے کہ تمہارا یہ قول تو تمام احکام الٰہی کو رد کرتا ہی اور اگر کسی کے لیے ایسا کہنا جائز ہوتا تو حضرت آدم جنت سے نہ نکلتے کیونکہ وہ یوں کہہ سکتے تھے کہ مینے وہی کام کیا جو میرے لیئے مقدر تہا اور یہ بات معلوم ہے کہ ہم لوگوں سے جو باز پرس ہوگی وہ امر کی وجہ سے ہوگی نہ بوجہ تقدیر کے یہ لوگ ایک دلیل یوں لاتے ہیں کہ روزی حلال کہاں ہے جو ہم طلب کریں اور یہ قول کسی جاہل کا ہے کیونکہ رزق حلال کبھی منقطع نہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ حلال وہ روزی ہے جس کے لینے کی اجازت شریعت نے دیدی ہو اور ان لوگوں کا یہ قول فقط سُست آدمی کی حجت ہی ایک دلیل انکی یہ ہی کہ جب ہم کسب کرینگے تو ظالموں اور گنہگاروں کی مدد کرینگے ابو عثمان بن الآدمی نے ہمسے بیان کیا کہ مینے ابراہیم خواص سے سُنا کہتے تھے

اشتغالا بالعلم والتعبد الا ان عزلة القوم لم تقطعهم عن جمعة ولا جماعة ولا عيادة مريض ولا شهود جنازة ولا قيام بحق وانما هی عزلة عن الشر واهله ومخالطة البطالين **وقد لبس ابليس علی جماعة من المتصوفة** فمنهم من اعتزل فی جبل کالرهبان يبيت وحده ويصبح وحده ففاتته الجمعة وصلاة الجماعة ومخالطة اهل العلم ومعظمهم اعتزل فی الاربطة ففاتهم السعی الی المساجد وتوطأوا علی فراش الراحة فترکوا الکسب **وقد قال** ابو حامد الغزالی فی کتاب الاحياء مقصود الرياضة تفريغ القلب وليس ذلك الا بالخلوة فی مکان مظلم فان لم يکن مکان مظلم فيلف راسه فی جيبه او يتدثر بکساء او ازار ففی مثل هذه الحالة يسمع نداء الحق و يشاهد جلال الحضرة الربوبية **قال المصنف** انظر الی هذه الترتيبات واعجب کيف تصدر من فقيه ومن اين له ان الذی يسمعه نداء الحق وان الذی يشاهده جلال الربوبية وما يومنه ان يکون ما يجده من الوساوس والخيالات الفاسدة وهذا الظاهر ممن يستعمل التقلل فی المطعم فانه يغلب عليه المالیخوليا وقد يسلم الانسان فی مثل هذه الحالة من الوساوس الا انه اذا تخشی بثوبه وغمض عليه تخايل الاشياء لان فی الدماغ ثلث قوی قوة يکون بها التخيل وقوة يکون بها الفکر وقوة يکون بها الذکر وموضع التخيل البطنان المقدمان من بطون الدماغ وموضع الفکر البطن الاوسط من بطون الدماغ وموضع الحفظ المؤخر

ترجمہ تو اسلئے تھا کہ علم پڑہنے میں اور خدا کی عبادت میں مشغول ہوں مگر ان لوگوں کی گوشہ نشینی میں یہ بات نہ تہی کہ جمعہ و جماعت میں نہ شامل ہوں مریض کی عیادت نہ کریں جنازہ کیساتھہ نہ جائیں کسیکو حق بات نہ بتائیں یہ گوشہ نشینی محض اسلیے ہوتی تھی کہ شر سے بچیں فساد والوں سے محفوظ رہیں بُرے لوگوں سے اختلاط نہ کریں صوفیہ کی ایک جماعت کو شیطان نے دہوکا دیا لہذا انمیں سے بعض تو کسی پہاڑ پر راہبوں کی طرح سے الگ جا بیٹہے رات دن اکیلے رہتے ہیں جمعہ اور نماز جماعت کو فوت کرتے ہیں اہل علم سے نہیں ملتے جلتے عوام صوفیہ رباطوں میں رہتے ہیں اور مسجد میں نماز کے لئے نہیں آتے اور بستر راحت پر پڑے ہوئے ہیں اور کسب کو چھوڑ رکھا ہے **ابو حامد غزالی** نے کتاب احیاء العلوم میں بیان کیا ہے کہ ریاضت سے مقصود یہ ہے کہ دل یکسو ہو جائے اور یہ بات جبھی حاصل ہو گی کہ آدمی ایک تاریک مکان میں تنہا رہے اور اگر مکان تاریک نہو تو اپنا سر گریبان میں ڈالے یا کسی چادر وغیرہ سے لپٹے اس حالت میں وہ آواز حق سنیگا اور حضرت ربوبیت کی جلال کو مشاہدہ کریگا **مصنف** نے کہا کہ ان ترتیبوں پر غور کرنا چاہیے اور تعجب یہ ہے کہ ایک فقیہ شخص سے یہ امر کیونکر صادر ہوتا ہے اور اسکو یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ جو وہ سنتا ہے۔ وہ آواز خدا کی ہے اور جس کا وُہ مشاہدہ کر رہا ہے جلال ربوبیت ہی ہے۔ یوں سمجھنے سے کیا مانع ہے کہ جس چیز کا اُسکو وجدان ہوا وہ وسوسے اور فاسد خیالات ہیں۔ حالانکہ جو شخص ضرورت سے کم کہانا کہائے۔ اسکے حق میں یہ بات ظاہر ہے کیونکہ اس پر مالیخولیا غالب ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسی حالت میں آدمی وساوس سے محفوظ ہی رہتا ہے۔ مگر جب کہ وہ چادر اوڑہ لے اور آنکہیں بند کر لے تو اکثر چیزیں خیال میں آتی ہیں۔ کیونکہ دماغ میں تین قوتیں ہیں ایک خیال کی قوت ہے دوسری فکر کی اور تیسری ذکر کی خیال کا مقام دماغ کے پردوں میں سے آگے کے دو پردے ہیں اور فکر کا مقام درمیانی پردہ ہے اور ذکر و حفظ کا مقام پیچھے کا پردہ ہے جبکہ آدمی اپنا سر جہکا تا ہے

والمقصود ههنا ان نقول اذا ثبت ان التداوی مباح بالاجماع مندوب الیه عند بعض العلماء فلا یلتفت الی قول قوم قد رأوا ان التداوی خارج عن التوکل لان الاجماع علی انه لا یخرج من التوکل **وقد** صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه تداوی وامر بالتداوی ولم یخرج بذلک عن التوکل ولا اخرج من امره بالتداوی من التوکل **وفی** الصحیح من حدیث عثمان بن عفان رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رخص اذا اشتکی المحرم عینه ان یضمدها بالصبر **قال** الطبری وفی هذا الحدیث دلیل علی فساد قول اهل التصوف والعباد من ان التوکل لا یصح لاحد عالج علة به فی جسده بدواء اذ ذاک عندهم طلب العافیة من غیر من بیده العافیة والضر والنفع وفی اطلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم للمحرم علاج عینیه بالصبر لدفع المکروه ادل دلیل علی ان معنی التوکل غیر ما قاله الذین ذکرنا قولهم وان ذلک غیر مخرج فاعله من الرضی بقضاء اللہ کما ان من عرض له جوع الکلب لا یخرجه فزعه الی الغذاء من التوکل والرضی بالقضاء لان اللہ تعالی لم ینزل داء الا انزل له دواء الا الموت وجعل اسبابا لدفع الداء کما جعل الاکل سببا لدفع الجوع وقد کان قادرا ان یحیی خلقه بغیر هذا لکنه خلقهم ذوی حاجة فلا یندفع عنهم اذی الجوع الا بما جعله سببا لدفعه عنهم فکذا الداء العارض **ذکر تلبیسه علی الصوفیة فی الوحدة والعزلة قال المصنف** کان خیار السلف یؤثرون الوحدة والعزلة عن الناس

ترجمہ اس مقام پر صرف اسقدر مقصود ہے کہ ہم یہ بیان کریں جب علاج کرنیکی اباحت بالاجماع ثابت ہوگئی اور بعض علماء کے نزدیک مستحسن ٹھہرا تو ہم اوس قوم کے قول کیطرف توجہ نہ کرینگے جو کہتے ہیں علاج کرنا توکل سے خارج ہے کیونکہ اتفاق اس امر پر ہے کہ یہ بات توکل سے خارج نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت صحیح ثابت ہے کہ آپنے علاج کیا اور علاج کرنے کا حکم فرمایا اور اسکی وجہ سے توکل سے نہیں نکلے اور نہ اسکو توکل سے نکالا جسنے انکو دوا کرنیکا حکم کیا صحیح بخاری میں بروایت حضرت عثمانؓ آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ حالت احرام میں اگر آشوب چشم کی شکایت ہو تو ایلوے کا لیپ کرے **طبری** نے کہا کہ اس حدیث میں توکل کرنے والوں اور عبادت کرنے والوں کے اس قول کے فاسد ہونے پر دلیل ہے کہ جو شخص کسی مرض کیوجہ سے اپنے جسم کا کسی دوا سے علاج کرے تو اسکا توکل صحیح نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا ان کے نزدیک جس ذات پاک کے قبضے میں عافیت ہے اور نفع و نقصان ہے اسکو چھوڑ کر دوسرے سے عافیت طلب کرنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رفع تکلیف کے لئے احرام باندھنے والے کے حق میں آنکھوں کا علاج ایلوے کے ساتھ مطلق فرمایا تو اس بات کی قوی دلیل ہے کہ توکل کے معنی وہ نہیں جو ان لوگوں نے بیان کئے ہیں جنکا قول ہمنے نقل کیا ہے اور اس امر کی دلیل ہے کہ علاج کرنیوالا رضا بقضائے الٰہی سے خارج نہیں ہوتا جیسے کسی شخص کو جوع الکلب کا عارضہ ہو تو اسکا غذا کیلئے بیقرار ہونا اسکو رضا بقضا اور توکل سے خارج نہ کریگا کیونکہ اللہ نے موت کے سوا جو بیماری پیدا کی ہے اسکی دوا بھی ضرور اتاری ہے اور مرض دور کرنیکے اسباب بنائے ہیں جسطرح کھانے کو بھوک کے زائل کرنیکا سبب قرار دیا حالانکہ وہ قادر تھا کہ مخلوق کو بغیر اسکے بھی زندہ رکھے لیکن اُسنے مخلوق کو اہل حاجت بنا کر پیدا کیا ہے لہذا اُنسے بھوک کی تکلیف اسی چیز سے دور ہوگی جسکو اس کے زائل کرنیکا سبب بنایا یہی حالت مرض لاحق کی ہے۔

(تنہائی اور گوشہ نشینی کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) اگلے نیک لوگ جو تنہائی اور لوگوں سے علیحدگی اختیار کرتے تھے +

انی لم ابعث بالیهودیة ولا بالنصرانیة ولکنی بعثت بالحنیفیة السمحة والذی نفس محمد بیده لغدوة او روحة فی سبیل الله
خیر من الدنیا وما فیها ولمقام احدکم فی الصف خیر من صلاته ستین سنة **ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة**
فی التخشع ومطاطاة الراس واقامة الناموس **قال المصنف** اذا سکن الخوف القلب وجب
خشوع الظاهر ولا یملک صاحبه دفعه فتراه مطرقا متادبا متذللا وقد کانوا یجتهدون فی ستر ما یظهر منهم من
ذلک وکان محمد بن سیرین یضحک بالنهار ویبکی باللیل ولسنا نامر العالم بالانبساط بین العوام فان ذلک یوذیهم فقد
ورد عن علی علیه السلام انه قال اذا ذکرتم العلم فاکظموا علیه ولا تخلطوه بضحک فتمجه القلوب ومثل هذا لا
یسمی ریاء لان قلوب العوام تضیق عن التاویل للعالم اذا انبسط فی المباح فینبغی ان یلقاهم بالصمت والادب وانما
المذموم تکلف التخاشع والتباکی ومطاطأة الراس لیری الانسان بعین الزهد وتهیأ للمصافحة وتقبیل الید
وربما قیل له ادع لنا فیتهیأ للدعاء کانه یستنزل الاجابة وقد ذکرنا عن ابراهیم النخعی انه قیل له ادع لنا
فکره ذلک واشتد علیه وقد کان فی الخاشعین من حمله الخوف علی شدة الذل والحیاء فلم یرفع راسه الی السماء ولیس هذا بفضیلة
لا خشوع فوق خشوع رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد روی فی صحیح مسلم من حدیث ابی موسی قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم کثیرا ما یرفع راسه الی السماء

ترجمہ کہ میں نصرانیت اور یہودیت کے لیئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ شریعت خالص اور آسان دین کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں قسم اس ذات
پاک کی جسکے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ خدا کی راہ میں صبح شام ایک بار قدم اٹھانا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور تمہارے لیے جماعت کی
صف میں کھڑا ہونا ساٹھ برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے **تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر خشوع اور سر جھکانے اور ناموس قائم رکھنے**
کے بارے میں **مصنف**رح نے کہا جبکہ خوف الٰہی دلمیں قرار پکڑ جاتا ہے تو ظاہر میں خشوع اور عجز ونیاز کا باعث ہوتا ہے کہ انسان اسکو ضبط نہیں
کرسکتا اسلیئے سر جھکائے اور باادب اور منکسر رہتا ہے سلف صالحین ایسی باتوں کے چھپانے میں کوشش کرتے تھے محمد بن سیرین
دنمیں ہنسا کرتے تھے اور رات کو رویا کرتے تھے ہمارا مقصود یہ نہیں کہ عالم کو عوام میں بیٹھکر بے تکلفی کرنا چاہیے بلکہ اس سے تو انکو
تکلیف ہوگی علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جب تم علم کا ذکر کیا کرو تو وقار قائم رکھو اور علم کو ہنسی کے ساتھ خلط نکرو تاکہ اسکو لوگ
دلوں سے نکال نہ پھینکیں اس قسم کی حالت کو ریا نہیں کہتے کیونکہ عوام کے قلوب عالم کو کسی فعل مباح میں مبتلا دیکھ کر تاویل کرنے سے
عاجز ہیں لہذا چاہیئے کہ خاموشی اور ادب کیساتھ انکے سامنے رہے مذموم تو یہ ہے کہ بناوٹ سے خشوع ظاہر کرے اور رونی صورت بنائے
اور سر کو جھکائے تاکہ لوگ اسکو بڑا زاہد سمجھیں اور مصافحہ اور ہاتھ پر بوسہ دینے کے لئے دوڑیں اور بسا اوقات جب اس سے کہا جائے
کہ ہمارے لئے دعا کیجیے تو دعا مانگنے کے لیئے تیار ہوجائے گویا کہ وہ اجابت کو اتارتا ہے ابراہیم نخعی کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ ان سے کہا گیا
ہمارے لئے دعا کیجیے تو ان کو بہت برا معلوم ہوا اور سخت ناگوار گذرا بعض خوف کرنیوالے ایسے ہیں جو خوف کے مارے نہایت ذلت
اور شرم سے بسر کرتے ہیں اور آسمان کی طرف سر نہیں اٹھاتے حالانکہ یہ کوئی فضیلت میں داخل نہیں کیونکہ رسول اللہ علیہ وسلم کے خشوع
سے بڑھکر کوئی خشوع نہیں **صحیح** مسلم میں حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سر مبارک آسمان کی جانب اٹھاتے تھے۔

فاذا اطرق الانسان وغمض عينيه جال الفكر والتخيل وعن ابی عثمان بن الادمی قال كان ابو عبيد البسری اذا كان
اول يوم من شهر رمضان يدخل البيت ويقول لامرأته طينی باب البيت والقی الی كل ليلة من الكوة رغيفا
فاذا كان يوم العيد دخلت فوجدت ثلثين رغيفا فی الزاوية ولا اكل ولا شرب ولا تهيأ للصلوٰة يبقى على طهر
واحد الی اخر الشهر قال المصنف هذه الحكاية عندی بعيدة من الصحة من وجهين احدهما بقاء الادمی شهرا
لا يحدث ولا يتوضأ والثانی ترك المسلم الصلاة الجمعة والجماعة وهی واجبة لا يجوز تركها فان صحت هذه الحكاية فما
ابقی ابليس لهذا فی التلبيس بقية وعن ابی عبد الله النيسابوری قال سمعت ابا الحسن البوشنجی الصوفی غير مرة يعاتب فی
ترك الجماعة والجمعة والتخلف عنها فيقول ان كانت الفضيلة فی الجماعة فان السلامة فی العزلة فصل وقد جاء النهی عن
الانفراد الموجب للبعد عن العلم والجهاد للعدو وحدثنا القاسم عن ابی امامة قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
فی سرية من سراياه قال فمر رجل بغار فيه شیء من ماء قال فحدث نفسه ان يقيم فی ذلك الغار فيقوته ما كان فيه من ماء ويصيب ما حوله
من البقل ويتخلی من الدنيا ثم قال لو انی اتيت نبی الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فان اذن لی فعلت والا لم افعل فاتاه فقال
يا نبی الله انی مررت بغار فيه ما يقوتنی من الماء والبقل فحدثتنی نفسی بان اقيم فيه واتخلی من الدنيا قال فقال النبی صلى الله عليه وسلم

ترجمہ اور آنکھیں بند کر لیتا ہے تو فکر اور خیال کا جولان ہوتا ہے ابو عثمان بن الآدمی نے کہا کہ ابو عبید بسری کا قاعدہ تہا کہ رمضان
شریف کی پہلی تاریخ ہوتی تو گھر میں جا کر اپنی بی بی سے کہتے تھے کہ میرے حجرے کے دروازہ کو مٹی سے بند کر دو اور ہر رات روزن کی راہ سے
مجھکو ایک روٹی دیدیا کرنا پھر جب عید کا دن آتا تو ان کی بی بی اوس گھر مین جا کر دیکھتی تہیں تو گوشہ مین تیس روٹیاں باقی تھیں
نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور آخر ماہ مبارک تک ایک وضو سے رہتے تھے مصنف نے کہا کہ یہ قصہ میرے نزدیک دو وجہ سے بعید از صحت
ہے اول یہ کہ ایک مہینے تک انسان کیونکر رہ سکتا ہے کہ نہ محدث ہو اور نہ وضو کرے دوسرے مسلمان ہو کر جمعہ اور جماعت کی نماز چھوڑ دے
حالانکہ یہ واجب ہے اور اسکا ترک کرنا جائز نہیں پہر اگر یہ حکایت درست بہی ہو تو اس شخص کے حق میں شیطان نے دہوکا دینے میں
کوئی بات اٹھا نہیں رکھی اور ابو عبد اللہ نیشاپوری کہتے ہیں کہ مینے بارہا ابو الحسن بوشنجی صوفی کو سنا کہ جمعہ اور جماعت سے پیچھے
رہ جانے اور ترک کرنے پر انکو عتاب کیا جاتا تہا تو کہتے تھے کہ اگر فضیلت جماعت میں ہے تو سلامت تنہائی مین ہے فصل ایسی علیحدگی
کے بارے مین جس کی وجہ سے علم اور جہاد کفار سے دور ہو جاوے نہی وارد ہوئی ہے قاسم نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ ہم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک لشکر مین جاتے تھے ہم مین سے ایک آدمی کا گذر ایک غار پر ہوا جسمیں تھوڑا سا پانی تہا اس شخص نے اپنے
جی مین کہا کہ میں اس غار میں مقام کرون اور جو کچھہ اسمیں ہے اسکو قوت مقرر کرون اور اسکے گرد جو سبزی پتی ہیں انپر بسر کرون
اور دنیا سے الگ ہو جاونگا پھر کہا کہ بہتر یہ ہی کہ میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرون اگر آپ اجازت دینگے تو میں ایسا کرونگا ورنہ
نہیں کرونگا غرض کہ وہ شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین ایک غار پر گذرا وہان پر پانی اور سبزی اسقدر
ہے جس سے میں بسر کر سکتا ہوں میری جی میں آتا ہی کہ وہاں قیام کرون اور دنیا سے علیحدہ ہو جاون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قال المصنف وقد كان السلف يسترون احوالهم ويتصنعون بترك التصنع وقد ذكرنا عن ايوب السختياني
انه كان في ثوبه بعض الطول ليستر حاله وكان سفيان الثوري يقول لا اعتد بما ظهر من عملي وقال لشاب
ورآه يصلي ما اجرك تبلى والناس يرونك ومر ابو امامة برجل ساجد فقال يا لها من سجدة لو كانت في بيتك
وقال رجل في مجلس الحسين بن عمارة آه قال فجعل يبصره ويقول من هذا حتى ظننا انه لو عرفه امر به وعن حرملة
قال سمعت الشافعي رحمه الله تعالى قال يقول ودع الذين اذا اتوك تنسكوا واذا خلوا فهم ذئاب خفاف وقال
ابراهيم بن سعد كنت واقفا على راس المامون فقال لي يا ابراهيم قلت لبيك قال عشرة من اعمال البر لا تصعد الى الله
الله لا يقبل منها شيئا قلت ما هي يا امير المؤمنين فقال بكاء ابراهيم بن بريهة على المنبر وخشوع عبد الرحمن بن اسحق
ونقشف ابن سماعة وصلاة ابن حضويه بالليل وصلاة عياش الضحى وصيام ابن السندي الاثنين والخميس
وحديث ابي رجاء وقصص ابن مرجي وصدقة حفصويه وكتاب اليتامى ليعلى بن قريش ذكر تلبيس ابليس على الصوفية
في ترك النكاح قال المصنف النكاح مع خوف العنت واجب ومن غير خوف العنت سنة مؤكدة عند جمهور الفقهاء
ومذهب ابي حنيفة واحمد بن حنبل انه حينئذ افضل من جميع النوافل لانه سبب في وجود الولد

ترجمہ مصنف نے کہا کہ سلف اپنا احوال چھپاتے تھے۔ اور ترک تصنع میں تصنع کرتے تھے۔ ایوب سختیانی کی نسبت ہم بیان
کر چکے کہ ان کے لباس میں کسی قدر طول تھا تاکہ حال پوشیدہ رہے سفیان ثوری کہا کرتے تھے کہ میرے جو اعمال ظاہر ہو گئے انکو
شمار نہیں کرتا سفیان نے کسیکو نماز پڑھتے دیکھکر کہا کہ اس نماز کا تجکو کیا اجر ملیگا جسے آدمی دیکھ رہے ہیں ابو امامہ نے کسی شخص کو
سجدہ میں دیکھکر کہا کہ یہ سجدہ کیا خوب ہوتا اگر تیرے گھر میں ہوتا حسین بن عمارہ کی مجلس میں کسی نے آہ کی لوگ کہتے ہیں کہ حسین اسکو
دیکھنے لگے اور پوچھنے لگے کہ یہ کون آدمی ہے حتی کہ خیال کیا کہ اگر اس شخص کو پہچان جائینگے تو اسکے بارے کچھ حکم لگائینگے حرملہ سے روایت
ہے کہ شافعی رح کو مینے سنا کہ یہ شعر پڑھتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے ایسے لوگونکو ترک کرو جو کہ جسوقت تمہارے پاس آئیں تو سر جھکا لیں
اور جب علیحدہ ہوں تو چالاک بھیڑیے بنجائیں ابراہیم بن سعید نے کہا کہ میں خلیفہ ماموں رشید کی خدمت میں کھڑا تھا مجھے آواز دی کہ اے
ابراہیم مینے جواب دیا ہاں حضور کہا کہ دس اعمال نیک ایسے ہیں کہ خدا کے پاس نہیں پہنچتے ہیں اور انمیں سے کچھ بھی اللہ تعالی کی جناب میں
مقبول نہیں مینے پوچھا یا امیر المومنین وہ کیا ہیں جواب دیا کہ ابراہیم بن بریہہ کا منبر پر چڑھکر رونا اور عبد الرحمن بن اسحق کا خشوع اور ابن
سماعہ کا چہرہ درویشی سے متغیر ہو جانا اور ابن حضویہ کا رات کو نماز پڑھنا اور عیاش کا چاشت کی نماز ادا کرنا اور ابن سندی کا پیر اور جمعرات
کے دن روزہ رکھنا اور ابی رجا کا حدیث بیان کرنا اور مرجی کی قصہ گوئی اور حفصویہ کا صدقہ اور یعلی بن قریش کی کتاب الیتامی (صوفیہ
پر ترک نکاح کے بارے میں تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف رح نے کہا کہ خوف زنا کی حالت میں نکاح
کرنا واجب ہے اور اگر زنا کا خوف نہو۔ تو سنت موکدہ ہے یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور
احمد بن حنبل رح فرماتے ہیں کہ نکاح ایسی حالت میں تمام نوافل سے افضل ہے کیونکہ وجود اولاد کا سبب ہے

وفی الحدیث دلیل علی استحباب النظر الی السماء لاجل الاعتبار بآیاتها وقد قال اللہ عز وجل اولم یروا الی السماء فوقهم کیف بنیناها وقال قل انظروا ماذا فی السموات والارض وفی هذا رد علی المتصوفین بان احدهم یبقی سنین لا ینظر الی السماء وقد ضم هؤلاء الی ابتداعهم الرمز الی التشبیه ولو علموا ان اطراقهم کرفعهم فی باب الحیاء من اللہ لم یفعلوا ذلک غیر ان شغل ابلیس لتلاعب بالجهلة فاما العلماء فهو بعید عنهم شدید الخوف منهم لانهم یعرفون جمیع امره و یحترزون من فنون مکره وعن ابی مسلمة بن عبد الرحمن قال لم یکن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم متحرفین ولا متماوتین وکانوا یتناشدون الشعر فی مجالسهم ویذکرون امر جاهلیتهم فاذا ارید احد منهم علی شیء من امر دینه دارت حمالیق عینیه کانه مجنون وقد نظر عمر بن الخطاب الی شاب قد نکس راسه فقال له یا هذا ارفع راسک فان الخشوع لا یزید علی ما فی القلب فمن اظهر للناس خشوعا فوق ما فی قلبه فانما اظهر نفاقا علی نفاق وقیل ان رجلا تنفس عند عمر بن الخطاب کانه یتحازن فلکزه عمر او قال لکمه و عن ابی خیثمة عن ابیه قال قالت الشفاء بنت عبد اللہ ورأت فتیانا یقصدون فی المشی ویتکلمون رویدا فقالت ما هذا فقالوا نساک فقالت کان واللہ عمر اذا تکلم اسمع واذا مشی اسرع واذا ضرب اوجع وهو الناسک حقا

ترجمہ: اور اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ آیات آسمانی سے عبرت حاصل کرنیکیلئے آسمان کی طرف نظر کرنا مستحب ہے و قال اللہ تعالیٰ اولم یروا الی السماء فوقهم کیف بنیناها یعنی کیا اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھتے کہ ہمنے اسکو کس طرح بنایا ہے اور فرمایا۔ قل انظروا ماذا فی السموات والارض یعنی دیکھو زمین اور آسمان میں کیا کیا خدا کی نشانیاں ہیں ان آیتوں میں صوفیہ پر رد ہے اس دعویٰ کیلئے کہ ان میں کا ایک مدت تک کئی سال تک آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھاتا اس قوم نے اپنی بدعتوں کے ساتھ تشبیہ کی رمز کو بھی ملایا ہے اور اگر یہ علم رکھتے کہ خدا سے شرمانے کے باب میں ان کا سر جھکانا سر اٹھانے کی برابر ہے تو ایسا نہ کرتے لیکن ابلیس کا شغل تو یہ ہے کہ جاہلوں کے ساتھ کھیل کرتا ہے باقی رہے علماء تو ان سے ابلیس دور رہتا ہے اور بہت ڈرتا ہے کیونکہ وہ اسکی تمام کیفیت سے واقف ہیں اور اس کے مکر و فن سے احتراز کرتے ہیں ابو مسلمۃ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منحرف اور مردہ سے نہ تھے اور اپنی مجلسوں میں شعر اشعار پڑھا کرتے تھے اور اپنی جاہلیت کی حالت بیان کیا کرتے تھے پر جب کسی کے سامنے اسکے امر دین کا ذکر آتا تھا تو اس کی آنکھوں کے ڈھیلے ایسے پھرتے تھے گویا کہ وہ دیوانہ ہے کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے تھا فرمایا اے فلان اپنا سر اوٹھا کیونکہ جسقدر خشوع دل میں ہے اس سے زیادہ نہیں ہوتا اور جس شخص نے اپنے دلی خشوع سے زیادہ لوگوں کے سامنے خشوع ظاہر کیا تو اس نے نفاق پر نفاق ظاہر کیا کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ کے سامنے کسی شخص نے سانس بھری گویا کہ وہ غمگین بنا تو آپ نے اسکو گھونسا مارا یا لات ماری ابن ابی خیثمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ شفا بنت عبد اللہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو آہستہ چلتے تھے اور نرم آواز سے گفتگو کرتے تھے۔ پوچھنے لگیں کہ یہ کیا بات ہے حاضرین بولے کہ عابد لوگ ہیں کہنے لگیں کہ واللہ حضرت عمر رضہ جب گفتگو کرتے تھے تو سب کو سناتے تھے اور جب چلتے تھے تو تیز قدم اٹھاتے تھے اور جب کسیکو مارتے تھے تو درد اٹھا دیتے تھے حالانکہ آپ سچے عابد تھے

واخبرنا ابوبکر المروزی قال سمعت اباعبد الله احمد بن حنبل یقول لیس العزوبة من امر الاسلام فی شئ فان النبی صلی الله علیه وسلم تزوج اربع عشرة امرأة ومات عن تسع ثم قال لو کان بشر بن الحارث تزوج کان قد تم امره کله ولو ترك الناس النکاح لم یغزوا ولم یحجوا ولم یکن کذا ولم یکن کذا وقد کان النبی صلی الله علیه وسلم یصبح وما عندہ شئ وکان یختار النکاح ویحث علیه وینهی عن التبتل فمن رغب عن فعل النبی صلی الله علیه وسلم فهو علی غیر الحق ویعقوب علیه السلام فی حزنه قد تزوج وولد له والنبی علیه الصلوٰة والسلام قال حبب الی النساء قلت فان ابراهیم بن ادهم یحکی عنه انه قال لروعة صاحب عیال فما قدرت ان اتم الحدیث حتی صاح بی وقال وقعنا فی بنیات الطریق انظر عافاك الله ما کان علیه محمد واصحابه ثم قال لبکاء الصبی بین یدی ابیه یطلب منه خبزا افضل من کذا وکذا این یلحق المتعبد العزب فصل وقد لبس ابلیس علی کثیر من الصوفیة فمنعهم من النکاح فقدما و هو ترکوا ذلك تشاغلا بالتعبد ورأوا النکاح شاغلا عن طاعة الله وهؤلاء ان کان بهم حاجة الی النکاح او نوع تشوق الیه فقد خاطروا بابدانهم وادیانهم وان لم یکن بهم حاجة الیه فقد فاتهم الفضیلة وفی الصحیحین من حدیث ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال فی بضع احدکم صدقة قالوا یاتی احدنا بشهوته ویؤجر قال ارأیت لو وضعها فی حرام

ترجمہ۔ ابوبکر المروزی نے ہمسے بیان کیا کہ میں نے احمد بن حنبل سے سُنا کہتے تھے کہ بن بیاہا رہنا امور اسلام سے کسی میں داخل نہیں کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ نکاح کئے اور نو بیبیاں چھوڑ کر وفات پائی پھر کہا کہ اگر بشر بن الحارث شادی کر لیتے تو اُن کے سب کام پورے ہوجاتے اور اگر آدمی نکاح کرنا چھوڑ دیتے تو نہ جہاد کرتے اور نہ حج کرتے اور نہ یہ ہوتا اور نہ وہ ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ اکثر اوقات آپکے گھر میں کچھ کھانے پکانے کو نہ ہوتا تھا اسپر بھی آپ نکاح کو پسند فرماتے تھے اور لوگوں کو اسکی ترغیب دیتے تھے اور ترک نکاح سے منع فرماتے تھے اب جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے پھر جائے وہ کبھی حق پر نہیں یعقوب علیہ السلام نے غم وملال کی حالت میں بھی نکاح کیا اور آپ کی اولاد ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو عورتوں کی محبت دی گئی ہے ابراہیم بن ادہم سے نقل ہے کہ ایک نے انسے شکایت کی کہ میں نے بیاہ کیا تو عیال کی وجہ سے بلا میں پڑ گیا ہنوز اس نے کلام پورا نہ کیا تھا کہ ابراہیمؒ نے اسکو بلند آواز سے ڈانٹا اور کہا کہ ہم نے راہ دیکھ لی ہے خدا تجھے عافیت میں رکھے تو اس طریقہ پر نظر کر جسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے اصحابؓ تھے پھر کہا کہ بچے کا اپنے باپ سے رو کر روٹی مانگنا ایسی اور ایسی فضیلت رکھتا ہے یہ باتیں بن بیاہی عابد کو کب حاصل ہیں **فصل** ابلیس نے اکثر صوفیہ کو دھوکا دیا اور انکو نکاح سے باز رکھا لہذا قدمائے صوفیہ نے عبادتمیں مشغول ہونے کی وجہ سے نکاح کو ترک کیا اور سمجھے کہ نکاح عبادت الٰہی سے پھیر دیتا ہے یہ لوگ اگر نکاح کی حاجت رکھتے تھے یا کسی قسم کا رجحان اسطرف تھا تو ضرور اپنے جسم اور دین کو خطرہ میں ڈالا اور اگر انکو نکاح کی ضرورت نہ تھی تو فضیلت سے محروم رہے صحیحین میں حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا تمہارے عضو مخصوص مین بھی صدقہ ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ایک شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے اسپر بھی اجر ملتا ہے فرمایا بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اس خواہش کو حرام جگہ پوری کرتا۔

وقال عليه السلام تناكحوا تناسلوا وقال النكاح سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني وعن سعد بن ابي وقاص قال ولقد رد رسول
الله صلى الله عليه وسلم على عثمان بن مظعون التبتل ولو اذن له لاختصينا وعن انس بن مالك ان نفرا من
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم سألوا ازواج النبي صلى الله عليه وسلم عن عمله في السر فاخبرنهم فقال
بعضهم لا اتزوج النساء وقال بعضهم لا آكل اللحم وقال بعضهم لا انام الليل على فراش وقال بعضهم اصوم
ولا افطر فحمد الله النبي صلى الله عليه وسلم واثنى عليه ثم قال ما بال اقوام قالوا كذا وكذا لكني اصلي وانام و
اصوم وافطر واتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني وعن ابن عباس انه قال ان خير هذه الامة
اكثرها نساء وقال شداد بن اوس زوجوني فان رسول الله صلى الله عليه وسلم اوصاني ان لا القى الله عزوجل عزبا
وحدثنا محمد بن راشد عن مكحول عن رجل عن ابي ذر قال دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل يقال له
عكاف بن بشر التميمي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم يا عكاف هل لك من زوجة قال لا قال ولا جارية قال ولا جارية قال وانت
موسر بخير قال وانا موسر قال انت اذن من اخوان الشياطين لو كنت من النصارى لكنت من رهبانهم ان سنتنا النكاح شراركم
عزابكم واراذل موتاكم عزابكم اما الشياطين او برسوما للشياطين من سلاح ابلغ في الصالحين من ترك النساء

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ اور فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے اب جو شخص میری سنت سے منہ موڑے
وہ مجھ سے نہیں سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کو ترک نکاح سے منع فرمایا اور اگر آپ انکو اجازت
دیدیتے تو ہم لوگ خصی ہو جاتے انس سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک جماعت نے ازواج مطہرات
سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیونکر عمل فرماتے ہیں ازواج مطہرات نے بیان کیا تو صحابہ میں سے بعض نے کہا
کہ میں عورتوں سے نکاح نہ کرونگا بعض بولے کہ میں گوشت نہ کھاؤنگا بعض کہنے لگے کہ میں رات کو بچھونے پر نہ سوؤنگا بعض نے عہد کیا
کہ ہمیشہ روزہ رکھونگا کبھی افطار نہ کرونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں سنکر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ یہ لوگ کس
قسم کے ہیں جو ایسا ایسا ارادہ کرتے ہیں میں تو رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں
اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میری سنت سے برگشتہ ہوگا وہ مجھ سے نہیں ابن عباس کہتے ہیں کہ اس امت میں سب سے
افضل ترین وہ تھے جنکی بی بیاں سب سے زیادہ تھیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شداد بن اوس نے کہا کہ میری شادی کر دو کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو وصیت فرمائی ہے کہ میں اللہ تعالی کے سامنے بن بیاہا نہ جاؤں محمد بن راشد نے ہمسے بیان کیا کہ مکحول نے
ایک آدمی سے روایت کیا کہ ابوذر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا جسکا نام عکاف بن بشر تمیمی تھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عکاف تمہارے کوئی بی بی ہے عرض کیا نہیں دریافت فرمایا کہ کوئی لونڈی ہے جواب دیا نہیں استفسار فرمایا کہ تم فارغ البال ہو
کہا ہاں میں خوشحال ہوں ارشاد فرمایا کہ تو اسوقت شیطان کا بھائی ہے اگر تو نصاریٰ میں سے ہوتا تو کوئی راہب ہوتا ہماری سنت نکاح ہے تم
لوگوں میں سے برے لوگ بن بیاہے ہیں اور مرنیوالوں میں رذیل تر وہ ہیں جو بن بیاہے مرے ہیں صالحین کے لیے شیاطین کے پاس ترک نکاح سے بڑھکر اور کوئی ہتھیار زیادہ

وانی لا تعجب من کلامه اتراه ما علم ان من قصد عفاف نفسه او وجود ولدا وعفاف زوجته فانه لم یخرج عن
جادة السلوک او تری الانس الطبعی بالزوجة ینافی انس القلوب بطاعة الله والله سبحانه قد منّ علی الخلق بقوله
جعل لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة وفی الحدیث الصحیح عن جابر ان النبی صلی الله علیه وسلم
قال له هلا تزوجت بکرا تلاعبها وتلاعبک وما کان لیدله علی ما یقطع انسه بالله اتری رسول الله صلی الله علیه وسلم
لما کان ینبسط الی نسائه ولیسابق عائشة کان خارجا من الانس بالله هذه کلها جهالات بالعلم **فصل**
واعلم انه اذ دام ترک النکاح بشبان الصوفیة اخرجهم الی ثلثة انواع **النوع الاول** المرض بحبس الماء
فان الماء اذا طال احتقانه تصاعد الی الدماغ منه سمیة قال ابوبکر محمد بن زکریا
الرازی اعرف قوما کانوا کثیر المنی فلما منعوا انفسهم من الجماع لضرب من التفلسف
قلت شهواتهم وبردت ابدانهم وعسر حرکاتهم وهضمهم لکثرة المنی قال **و**رایت رجلا ترک
الجماع ففقد شهوة الطعام وصار ان اکل القلیل لم یستمرئه وتقیاه فلما عاد الی عادته من الجماع سکنت عنه هذه الاعراض
سریعا **النوع الثانی** النظر الی المتروک فان منهم خلقا کثیرا صابروا ترک النکاح فاجتمع الماء فاقلق فرجعا

ترجمہ مجھکو اس شخص کی کے کلام سے سخت تعجب ہے اسکو اتنی خبر نہیں کہ جو انسان اپنے نفس کی عفت اور اولاد ہونا چاہیگا اور اپنی بی بی
کی عصمت قائم رکھنے کی کوشش کریگا تو وہ راہ سلوک سے خارج نہوگا بھلا کیا جو رو سے طبعی انس، وناعبادت خدا کیطرف انس دلی ہونے
کے منافی ہے حالانکہ خود اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر احسان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے جعل لکم من انفسکم ازواجا الخ یعنی اللہ تمہیں میں سے تمہارے
لئے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم کو انسے آرام ملے اور تم میں باہم محبت اور رحمت پیدا کردی حدیث صحیح میں جابر رضی سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ اے جابر تمنے باکرہ سے شادی کیوں نہیں کی تاکہ تم اسکے ساتھ کھیلتے وہ تمہارے ساتھ کھیلتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر کو ایسی چیز کی ہدایت نکرتے جو ان کو انس آلہی سے جدا کردیتی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج
مطہرات کیساتھ خوش طبعی فرماتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑتے تھے بھلا کیا یہ امور انس آلہی سے خارج تھے۔
بلکہ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں **فصل** جاننا چاہیئے کہ جوان جوان صوفیہ جبکہ ترک نکاح پر مداومت کرتے ہیں تو ان کی تین قسمیں ہوجاتی
ہیں قسم اول حبس منی کی مرض مین گرفتار ہوجاتے ہین کیونکہ منی جب مدت دراز تک بند رہتی ہے تو اس کا زہریلا اثر دماغ کو چڑھجاتا ہے
ابوبکر محمد بن زکریا رازی کہتے ہیں کہ میں ایک قوم کو پہچانتا ہوں کہ انمیں منی بہت تھی پھر جب اونہوں نے فلسفیت کی وجہ سے اپنے
آپکو روکا تو انکی شہوتیں کم ہوگئیں اور ان کے جسموں میں برودت آگئی اور ان کی حرکات اور ہضم میں دشواری پڑگئی کیونکہ خزانہ
منی بھر اہوا ہے کہا اور میں نے ایک شخص تارک جماع کو دیکھا کہ اسکی خواہش طعام زائل ہوگئی تھی اور یہ حالت ہوگئی کہ اگر تھوڑا سا کھاتا تھا
تو اسکو ہضم نہیں ہوتا تھا اور قے کردیتا تھا پھر جب اپنی جماع کی عادت کیطرف رجوع کیا تو یہ بیماریاں فوراً زائل ہوگئیں دوسری قسم یہ کہ جس
چیز کو وہ ترک کرتے ہیں آخر میں اسی پر تل جاتے ہیں صوفیہ مین بہت سے ایسے ہیں کہ ترک نکاح پر صبر کیا اور منی جمع رہی پھر حرکت میں آئی

اکان یاثم قالوا نعم قال افتحسبون بالشر ولا تحسبون بالخیر ومنهم من قال النکاح یوجب النفقة و
الکسب صعب وهذه حجة للرفه عن تعب الکسب وفی الصحیح من حدیث ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
انه قال دینار انفقته فی سبیل الله ودینار انفقته فی رقبة ودینار تصدقت به ودینار انفقته
علی اهلک افضلها الدینار الذی انفقته علی اهلک ومنهم من قال النکاح یوجب المیل الی الدنیا
فروینا عن ابی سلیمان الدارانی انه قال اذا طلب الرجل الحدیث او سافر فی طلب المعاش او تزوج
فقد رکن الی الدنیا قال المصنف وهذا کله مخالف للشرع وکیف لا یطلب الحدیث والملائکة
تضع اجنحتها لطالب العلم وکیف لا یطلب المعاش وقد قال عمر بن الخطاب لان اموت من سعی علی رجلی اطلب کفاف
وجهی احب الی من ان اموت غازیا فی سبیل الله وکیف لا یتزوج وصاحب الشرع یقول تناکحوا
تناسلوا فما اری هذه الاوضاع الا علی خلاف الشرع قال ابو حامد ان جماعة من الصوفیة ترکوا النکاح لیقال
زاهد والعوام یعظم الصوفی اذا لم یکن له زوجة فیقولون ما عرف امرأة قط وهذه رهبانیة تخالف شرعنا وقال التکریتی
ینبغی ان لا یشغل المرید نفسه بالتزویج فانه یشغله عن السلوک ویأنس بالزوجة ومن انس بغیر الله شغل عن الله قال المصنف

ترجمہ تو گنہگار ہوتا عرض کیا ہاں فرمایا کہ پھر تم لوگ برائی کو شمار کرتے ہو اور خیر کا خیال نہیں رکھتے صوفیہ میں سے بعض کا قول ہے
کہ نکاح کی وجہ سے نان ونفقہ لازم آتا ہے اور کسب کرنا دشوار ہے یہ حجت فقط کسب کی محنت سے جان چرانے کے لیئے ہے صحیح بخاری
میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار وہ ہے کہ تم خدا کی راہ میں صرف کرتے ہو ایک دینار وہ ہے
جو غلام وبردہ کے لئے خرچ کرتے ہو ایک دینار وہ ہے جو صدقہ دیتے ہو ایک دینار وہ ہے جو اپنے اہل وعیال پر صرف کرتے ہو سب سے
افضل وہی دینار ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو صوفیہ میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ نکاح دنیا کی رغبت کا باعث
ہوتا ہے ابوسلیمان دارانی سے ہم روایت کرتے ہیں کہ کہا جسوقت آدمی حدیث طلب کرے یا طلب معاش میں سفر کرے تو وہ دنیا
کیطرف جھکتا ہے مصنف نے کہا کہ یہ سب شریعت کے مخالف ہے بھلا حدیث کیونکر نہ طلب کیجائے حالانکہ طالب علم کے لیئے فرشتے
اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور طلب معاش کیوں نہ کیا جائے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں ایسی حالت میں مروں کہ
اپنی محنت سے اپنی روزی تلاش کرتا ہوں تو مجھکو اس سے زیادہ پسند ہے کہ خدا کی راہ میں غازی ہو کر مروں اور بھلا شادی کسطرح نہ
کی جائے حالانکہ صاحب شرع نے فرمایا ہے کہ تم نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ۔ میرے نزدیک یہ سب اوضاع خلاف شریعت ہیں ابو حامد
نے کہا کہ صوفیہ میں سے ایک جماعت نے نکاح ترک کر دیا ہے تاکہ زاہد مشہور ہوں اور عوام لوگ صوفی کی بہت تعظیم کرتے ہیں جبکہ
اسکی کوئی بی بی نہو اور کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ نے کبھی عورت کی شکل بھی نہیں دیکھی حالانکہ یہ رہبانیت اور خلاف ہماری
شریعت کے ہے تکریتی نے کہا مرید کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو شادی کی طرف مشغول نہ کرے کیونکہ نکاح اسکو سلوک سے باز رکھیگا
اور جورو سے مانوس ہوگا اور جو شخص غیر خدا سے مانوس ہوا وہ خدا تعالے سے پھر گیا مصنف نے کہا

فخذه على سببه في ذلك تارة من حيث الطبع بايقاد نار الشهوة وتارة من باب الشرع لقوله تعالى وانكحوا الايامى منكم وقول الرسول صلى الله عليه وسلم تناكحوا تناسلوا فاني اباهي بكم الامم يوم القيامة ولو بالسقط وقد طلب الانبياء الاولاد وتسبب الصالحون الى وجودهم ورب جماع حدث منه ولد مثل ابي حنيفة رحمه الله وابي يوسف ومحمد رحمهما الله والشافعي واحمد بن حنبل فكان خيرا من عبادة الف سنة وقد جاء الخبر باثابة المباضع والمنفق على الاولاد ومن يموت له ولد ومن يخلف ولدا بعده فمن اعرض عن طلب الاولاد خالف المسنون والافضل وانما يطلب طريق الراحة وقال الجنيد الاولاد عقوبة شهوة الحلال فما ظنكم بعقوبة شهوة الحرام قال المصنف وهذا اغلط فان تسمية المباح عقوبة لا يحسن لانه لا يستباح شئ ثم يكون ما يتجدد منه عقوبة ولا يندب الى شئ الا وحاصله مثوبة

ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في الاسفار والسياحة - قد لبس على خلق كثير منهم الى السياحة لا الى مكان معروف ولا الى طلب علم واكثرهم يخرج على الوحدة ولا يستصحب زادا ويدعي بذلك الفعل التوكل فكم يفوته من فريضة وفضيلة وهو يرى انه في ذلك على خير وانه يقرب بذلك من الولاية وهو من العصاة المخالفين واما السياحة والخروج لا الى مكان مقصود فقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن السعي في غير ارب

ترجمہ پس اسکو اس کے سبب پر برانگیختہ کیا کبھی طبعی طور پر آتش شہوت بھڑکا دی اور کبھی از روے شرع حکم فرمایا وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ یعنی بن بیاہوں کی شادی کردو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرو اور نسلیں بڑھاؤ کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کی وجہ سے اور امتوں پر فخر کرونگا خواہ حمل کا گرا ہوا بچہ ہی کیوں نہو خود انبیا علیہم السلام نے اولاد طلب کی ہے اور صالحین نے وجود اولاد کے لئے اسباب پیدا کئے ہیں بسا اوقات مباشرت وجماع کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے ایسا لڑکا پیدا ہوتا ہے جیسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہا اللہ اور شافعی اور احمد رحمہا اللہ ایسا جماع ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہوجاتا ہے خود حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جورو سے جماع کرنیوالا اور اولاد کو نفقہ دینے والا اور جس شخص کا لڑکا مرجائے اور جو شخص اولاد چھوڑ مرے ثواب پاتے ہیں اب جو شخص طلب اولاد سے روگردانی کرے تو سنت اور فضل کے خلاف کرتا ہے اور صرف آرام کا طریقہ چاہتا ہے جنید کا قول ہے کہ اولاد شہوت حلال کا عذاب ہی پھر شہوت حرام کے عذاب کو تم کیا کچھ خیال کرتے ہو مصنف نے کہا کہ یہ غلط ہی کیونکہ مباح کا نام عذاب رکھنا برا ہے اسلئے کہ جو چیز مباح ہو اس سے جو نتیجہ نکلے تو عذاب کیونکر ہوگا شریعت جس امر کی طرف پکارتی ہے اسکا حاصل تو ثواب ہوا کرتا ہے (سفر و سیاحت کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) اکثر صوفیہ کو شیطان نے فریب دیا تو ان کو سیاحت کے لیے نکالا نہ تو کسی خاص مقام کا ارادہ ہوتا ہے نہ طلب علم کی غرض ہوتی ہے بہت سے تنہا نکلتے ہیں اور اپنے ساتھ زاد سفر نہیں لیتے اور اس حرکت سے توکل کا دعوی کرتے ہیں اکثر فرائض و فضائل ان سے فوت ہوجاتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اس سیاحت میں عبادت پر قائم ہیں اور اسکی بدولت ولایت کے قریب ہوجاتے ہیں حالانکہ یہ لوگ نافرمان اور مخالف ہیں سفر وسیاحت اور کسی خاص مقام پر جانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر حاجت کے دوڑ دھوپ سے منع فرمایا

ولا مسولهم من الدنيا اضعافا مما فروا منه فكانوا كمن اطال الجوع ثم اكل ما ترك في زمن المتصبر النوع الثالث لانحراف الى صحبة الصبيان فان قوما منهم لما ايسوا انفسهم من النكاح فاقلقهم ما اجتمع عندهم فصاروا يرتاحون الى صحبة المردان فصل وقد لبس ابليس على قوم منهم تزوجوا وقالوا انا لا ننكح شهوة فان ارادوا ان الاغلب في طلبنا النكاح ارادة السنة جاز وان زعموا انه لا شهوة لهم في نفس الامر فمحال ظاهر فصل وقد حمل الجهل اقواما فجبوا انفسهم وزعموا انهم فعلوا ذلك حياء من الله تعالى وهذه غاية الحماقة لان الله تعالى شرف الذكر على الانثى بهذه الآلة وخلقها لتكون سببا للتناسل والذي يجب نفسه يقول بلسان الحال الصواب ضد هذا ثم قطعهم الآلة لا يزيل شهوة النكاح من النفس فما حصل لهم مقصود هم ذكر تلبيس ابليس على الصوفي في ترك طلب الاولاد وعن ابي الحواري قال سمعت ابا سليمان الداراني يقول الذي يريد الولد احمق لا للدنيا ولا للآخرة ان اراد ان ياكل او ينام او يجامع نغص عليه واذا اراد ان يتعبد شغله قال المصنف وهذا غلط عظيم وبيانه انه لما كان مراد الله تعالى من ايجاد الدنيا ايصال دوامها الى ان ينقضي اجلها وكان الآدمي غير محتمل البقاء فيها الا الى مدة يسيرة اخلف الله تعالى منه مثله

ترجمہ اور دنیا سے جسقدر بھاگتے تھے اوس سے کئی حصہ زیادہ میں گرفتار ہوگئے ان کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی شخص بہت دیر تک بھوکا رہا پھر جسقدر بھوک کی مدت میں چھوڑا تھا سب کھایا تیسری قسم یہ کہ لڑکوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں اکثر صوفیہ میں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپکو نکاح سے ناامید کردیا اور منی نے مجتمع ہوکر ان کو مضطرب کیا تو ان کی یہ حالت ہوگئی کہ امردوں کی صحبت سے راحت حاصل کرنے لگے فصل صوفیہ میں سے ایک جماعت کو شیطان نے فریب دیا کہ انہوں نے نکاح کیا اور کہنے لگے ہم شہوت کے خیال سے نکاح نہیں کرتے اگر اس قول سے ان کی یہ مراد ہے کہ طلب نکاح سے زیادہ تر ہمارا مقصود ادائے سنت ہے تو جائز ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ نفس نکاح کی اون کو خواہش نہیں تو دروغ ظاہر ہے فصل بعض لوگوں کو جہل نے اس بات پر آمادہ کیا کہ اونہوں نے عضو تناسل کو کاٹ ڈالا اور مجبوب ہوگئے اور خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے شرمانے کی وجہ سے ایسی حرکت ظاہر کی حالانکہ یہ نہایت حماقت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنس ذکور کو جنس اناث پر اسی عضو کے سبب سے شرف بخشا ہے اور یہ عضو اس لیے پیدا کیا کہ نسل قائم رہے اب جو شخص اپنے آپ کو مجبوب بناتا ہے گویا زبان حال سے کہتا ہے کہ راہ صواب اس کے خلاف ہے پھر اُس کے اس عضو کے کاٹ ڈالنے سے نفس سے شہوت نکاح زائل نہیں ہوتی لہذا انکا مطلب حاصل نہ ہوا طلب اولاد ترک کرنیکے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) ابو الحواری نے کہا کہ میں نے ابو سلیمان دارانی سے سُنا کہتے تھے کہ جو شخص فرزند کی خواہش رکھتا ہے وہ احمق ہے نہ دنیاوی نفع ہے نہ دینی فائدہ ہے کیونکہ اگر کھانا اور سونا اور جماع کرنا چاہیگا تو اس لڑکے کی وجہ سے اس کے عیش میں خلل آئیگا اور اگر خدا کی عبادت کا ارادہ کریگا تو وہ لڑکا اُسکو مشغول کردیگا مصنف رح نے کہا کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے جسکا بیان یہ ہے کہ ایجاد دنیا سے اللہ تعالیٰ کی مراد چونکہ یہ تھی کہ میعاد مقرر تک مداومت پائی جاسے اور انسان کے قیام کا زمانہ دنیا میں بہت کم مدت تک ہے لہذا اللہ نے آدمی میں سے اُسی کی مثل پیدا کرنا چاہا

فصل قال المصنف وفيهم من جعل دابه السفر والسفر لا يراد لنفسه قال النبي عليه الصلاة والسلام السفر قطعة من العذاب فاذا قضى احدكم نهمته من سفره فليتعجل الى اهله فمن جعل دابه السفر فقد جمع بين تضييع العمر وتعذيب للنفس وكلاهما مقصود فاسد قيل لابي حمزة الخراساني كان يقول لقد بقيت في غداء محرما اسافر كل سنة الف فرسخ تطلع الشمس علي وتغرب كلما احللت احرمت اللهم نسئلك التوفيق لما يرضيك عنا ذكر تلبيسه عليهم في دخول الفلاة بغير زاد قال المصنف قد لبس على خلق كثير منهم فاوهمهم ان التوكل ترك الزاد وقد بينا فساد هذا فيما تقدم الا انه قد شاع هذا في جهلة القوم وجاء حمقى القصاص يحكون ذلك عنهم على سبيل المدح لهم به فيتضمن ذلك تحريض المبتدئين على مثل ذلك وبافعال اولئك وبمدح هؤلاء لها فسدت الاحوال وخفيت على العوام طريق الصواب والاخبار عنهم بذلك كثيرة وانا اذكر منها نبذة اخبرنا علي بن سهل البصري قال اخبرني فتح الموصلي قال خرجت حاجا فلما توسطت البادية اذا انا بغلام صغير فقلت يا عجبا بادية بيداء وارض قفراء وغلام صغير فاسرعت فلحقته فسلمت عليه ثم قلت يا بني انك غلام صغير لم تجر عليك الاحكام قال يا عم قد مات من كان اصغر مني فقلت وسع خطاك فان الطريق بعيد حتى تلحق المنزل فقال يا عم على المشي وعلى الله البلاغ

ترجمہ فصل مصنف نے کہا کہ اکثر صوفیہ وہ ہیں جنہوں نے سفر اپنا شیوہ بنا رکھا ہے حالانکہ سفر فی نفسہ مقصود نہیں ہوا کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر ایک عذاب کا ٹکڑا ہے جب تم سفر میں اپنی حاجت پوری کر چکو تو اپنے گھر جلدی آؤ اب جو شخص سفر کو اپنا شیوہ بنالے تو وہ اپنی جان کو بھی عذاب میں ڈالتا ہے اور اپنی عمر بھی ضائع کرتا ہے اور یہ دونوں مقصود فاسد ہیں کہتے ہیں کہ ابو حمزہ خراسانی نے بیان کیا کہ میں احرام کیحالت میں رنج و مشقت اٹھاتا رہا ہر برس ہزار فرسخ سفر کرتا تھا آفتاب مجھ پر طلوع کرتا تھا اور غروب ہوتا تھا جب میں حلال ہوتا تھا تو پھر احرام باندھ لیتا تھا۔ الٰہی ہم تجھ سے اس چیز کی توفیق چاہتے ہیں جو ہم کو تجھ کو راضی کرے **بغیر زاد سفر کے ویرانوں میں جانے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان** مصنف نے کہا کہ ابلیس نے صوفیہ کی جماعت کثیر کو دھوکا دیا اور انکو شبہ میں ڈالا کہ ترک زاد سفر کو توکل کہتے ہیں ہم پیشتر اس کا فساد بیان کر چکے لیکن یہ بات جہلاء قوم میں شائع ہے اور احمق قصہ گو بطور مدح کے صوفیہ کی حکایتیں ایسے توکل کی نسبت کرتے ہیں گویا اس حرکت پر مبتدیوں کو ترغیب دیتے ہیں اس قوم کی ایسی حرکتوں سے اور ان جاہلوں کی تعریف سے حالات خراب ہوگئے اور راہ صواب عوام سے پوشیدہ ہوگیا اس بارے میں اس قوم کی نقلیں بہت ہیں ہم اونمیں سے تھوڑی سی بیان کرتے ہیں **علی بن سہل بصری** نے بیان کیا کہ فتح موصلی نے مجھسے ذکر کیا کہ میں حج کو چلا جب ٹھیک میدان میں پہونچا تو ناگاہ ایک چھوٹا لڑکا دیکھا میں نے جی میں کہا کہ اللہ اکبر یہ خالی میدان اور یہ ویران زمین اور یہاں یہ چھوٹا بچہ میں قدم بڑھا کر اس کے پاس گیا اور اسکو سلام کیا پھر اس سے کہا کہ بیٹا تم چھوٹے بچے ہو احکام شریعت تم پر جاری نہیں ہوئے کہنے لگا کہ اے بزرگوار مجھ سے بھی چھوٹی عمر کے بچے مرچکے ہیں میں نے کہا کہ قدم بڑھا کر چلو کیونکہ رستہ دور ہے تاکہ تم منزل تک پہونچ جاؤ وہ بولا کہ چچا جان میرے ذمہ چلنا ہے اور خدا کے اختیار پہونچا دینا ہے

وقال عليه السلام لا زمام ولا خزام ولا رهبانية ولا تبتل ولا سياحة في الاسلام قال ابن قتيبة الزمام في الانف حلقة من شعر تجعل في احد جانبي المنخرين واراد هو صلى الله عليه وسلم ما كان عباد بني اسرائيل يفعلونه من خرق التراقي وزم الانوف والتبتل ترك النكاح والسياحة مفارقة الامصار والذهاب في الارض وروى ابو داود في سننه من حديث ابي امامة ان رجلا قال يا رسول الله ائذن لي السياحة فقال عليه السلام ان سياحة امتي الجهاد في سبيل الله قال المصنف قد ذكرنا فيما تقدم في حديث عثمان بن مظعون انه قال يا رسول الله ان نفسي تحدثني ان اسيح في الارض فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مهلا يا عثمان فان سياحة امتي الغزو في سبيل الله والحج والعمرة وقد روى ابو اسحاق بن ابراهيم عن احمد بن حنبل انه سئل عن الرجل يسيح يتعبد احب اليك او المقيم في الامصار قال ما السياحة من الاسلام في شيء ولا من فعل النبيين ولا الصالحين فصل واما الخروج على الوحدة فقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يسافر الرجل وحده وعن ابي هريرة انه قال ان رسول الله صلى الله عليه لعن راكب الفلاة وحده فصل وقد يمشون بالليل ايضا على الوحدة وقد نهي عن ذلك فعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو يعلم الناس ما في الوحدة ما سار احد وحده بليل ابدا وقال عليه السلام اقلوا الخروج اذا هدأت الليل فان الله عز وجل يبث في خلقه ما شاء

ترجمہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمام اور خزام اور رہبانیت اور تبتل اور سیاحت یہ چیزیں اسلام میں نہیں۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ زمام نکیل ڈالنے کو کہتے ہیں اور خزام بالونکا حلقہ ہوتا ہے جو اونٹ کے نتھنوں کی ایکطرف ڈالا جاتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے وہ ہے جو کہ بنی اسرائیل میں عبادت کرنیوالے کیا کرتے تھے کہ گلے کی ہنسلی میں حلقہ ڈالتے تھے اور ناک میں نکیل ڈالتے تھے اور تبتل کے معنی ترک نکاح ہیں اور سیاحت یہ ہے کہ شہر کو چھوڑ دے اور روئے زمین میں گھومتا گھومتا پھرے ابو داؤد نے سنن میں حدیث ابوامامہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجکو سیاحت کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا کہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے مصنف نے کہا کہ حضرت عثمان بن مظعون کی حدیث ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اونھون نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں زمین میں سیاحت کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھہرو اے عثمان ٹھہرو کیونکہ میری امت کی سیاحت جہاد اور حج اور عمرہ ہے اسحق بن ابراہیم نے احمد بن حنبل سے روایت روایت کیا کہ کسی نے اُن سے دریافت کیا کہ جو شخص سیاحت کر کے ساتھ عبادت کرے آپ اسکو پسند کرتے ہیں یا جو شخص شہر میں مقیم ہے احمد بن حنبل نے جواب دیا کہ سیاحت نہ اسلام مین سے کوئی چیز ہے اور نہ انبیا و صالحین کا فعل ہے فصل باقی رہا تنہا سفر میں جانا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنہا جنگل میں چلنے والے پر لعنت کی فصل صوفیہ راتکو تنہا چلتے ہین حالانکہ یہ ممنوع ہے کیونکہ ابن عمر سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ تنہائی کا نقصان جانتے تو کبھی کوئی شخص راتکو تنہا نہ نکلتا اور فرمایا کہ جب رات قرار پکڑے تو تم نہ نکلا کرو کیونکہ رات میں اللہ جو کچھ چاہتا ہی اپنی مخلوق میں سے پھیلاتا ہے

ولا تقتلوا انفسكم وقد تكلمنا فيما تقدم في وجوب الاحتراز من المؤذي ولو لم يكن للمسافر بغير زاد الا انه خالف امر الله في قوله وتزودوا وعن ابي عبد الله بن خفيف قال خرجت من شيراز في السفرة الثالثة من شيراز فهمت في البادية وحدي واصابني من الجوع والعطش ما اسقط من اسناني ثمانية وانتثر شعري كله قال المصنف هذا قد حكى عن نفسه ما ظاهره طلب المدح على ما فعل والذم لاحق به وعن ابي حمزة الصوفي يقول اني لاستحيي من الله ان ادخل البادية وانا شبعان وقد اعتقدت التوكل لئلا يكون شبعي زادا تزودته قال المصنف وقد سبق الكلام على مثل هذا فان هؤلاء القوم ظنوا ان التوكل ترك الاسباب ولو كان هكذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما خرج الى الغار قد خرج من التوكل لانه تزود وكذلك موسى لما خرج لطلب الخضر تزود حوتا واهل الكهف حين خرجوا واستصحبوا دراهم وانما خفي معنى التوكل على هؤلاء فجهلوه وقد اعتذر لهم ابو حامد فقال يجوز دخول المفازة بغير زاد بشرطين احدهما ان يكون الانسان قد راض نفسه بحيث يمكنه الصبر عن الطعام اسبوعا ونحوه والثاني ان يمكنه التقوت بالحشيش ولا تخلو البادية من ان يلقاه آدمي بعد اسبوع او ينتهي الى حلة او حشيش يزجي به وقته قلت اقبح ما في هذا القول انه صدر من فقيه فانه قد لا يلقى احدا وقد يضل وقد يمرض فلا يصلح له الحشيش

ترجمہ لا تقتلوا انفسکم یعنی اپنی جانون کو ہلاک نکرو ہم اس بارے میں پہلے ہی کلام کر چکے ہیں کہ آزار دینے والی چیز سے پرہیز کرنا واجب ہے، اگرچہ یہ حکم اس مسافر کے لئے نہیں جو بغیر توشہ سفر کرے لیکن اس فرمان باری تعالیٰ کے خلاف کرتا ہے کہ تزودوا یعنی تم توشہ لیکر سفر کیا کرو۔ **عبد اللہ بن حفیف** نے کہا کہ میں تیسرے سفر میں شیراز سے چلا اور جنگل میں تنہا سویا بھوک اور پیاس کی تکلیف مجکو اسقدر پہونچی۔ کہ میرے آٹھ دانت گر پڑے اور سب بال جھڑ گئے **مصنف** رح نے کہا کہ اس شخص نے اپنا قصہ ایسا بیان کیا جس سے بظاہر اپنے فعل پر مدح چاہتا ہے حالانکہ ذم کا زیادہ سزاوار ہے **ابو حمزہ** صوفی نے کہا کہ مجھ کو خدا سے حیا آتی ہے کہ آسودہ شکم ہو کر جنگل کو جاؤن اور توکل کا دعوی کرون ایسا نہو کہ میری شکم سیری ایک توشہ ہو جائے جو مکان سے لیکر چلا تھا **مصنف** رح نے کہا کہ اس قسم کے بارے مین پیشتر کلام ہو چکا ہے ان لوگون کا خیال ہے کہ توکل ترک اسباب کا نام ہے اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب توشہ باندہکر غار کو تشریف لے گئے تھے توکل سے نکل جاتے اسیطرح حضرت موسی جب خضر علیہ السلام کی تلاش کو نکلے اور مچھلی ساتھ لے گئے اور اصحاب کہف جب شہر سے چلے اور کچھ درم پاس رکھتے تھے اصل یہ ہے کہ اس قوم کی سمجھ میں توکل کے معنی ہی نہین آئے لہذا جاہل رہے **ابو حامد** نے ان لوگوں کے لئے عذر نکالا ہے اور کہا ہے کہ جنگل میں بغیر توشہ کے جانا دو شرط سے جائز ہے ایک یہ کہ انسان کو اپنے نفس پر اسقدر اعتماد ہو۔ کہ کھانے سے کم و بیش ایک ہفتہ تک صبر کر سکے دوسرے یہ کہ اس کے لئے ممکن ہے کہ وہ گھانس پتی کھا سکے جنگل اس بات سے خالی ہوگا کہ یا تو بعد ایک ہفتہ کے اسکو کوئی آدمی مل جائے یا جنگل میں اوترے ہوئے لوگوں یا گھاس کے پاس پہونچ جائے جس سے اپنا وقت کاٹ لے میں کہتا ہون بہت بری بات اس قول میں یہ ہے کہ ایک عالم سے صادر ہوا ہے کیونکہ کبھی کسی سے ملاقات نہیں ہوتی ہے اور کبھی رستہ بھول جاتا ہے اور کبھی بیمار پڑ جاتا ہے تو اس کے لئے گھاس موافق نہیں ہوتی ہے ۔

اما قرأت قوله تعالى والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا فقلت له ما لا ارى معك زادا ولا راحلة قال يا عم زادي يقيني وراحلتي رجلاي قلت سألتك عن الخبز والماء قال يا عم اخبرني لو ان اخا من اخوانك او صديقا من اصدقائك دعاك الى منزله كنت تستحسن ان تحمل معك طعاما فتاكله في منزله فقلت ازودك فقال اليك عني يا بطال هو يطعمنا ويسقينا قال فتح فما رأيت صغيرا اشد توكلا ولا رأيت كبيرا اشد زهدا منه قال المصنف بمثل هذه الحكاية تفسد الامور ويظن ان هذا هو الصواب ويقول الكبير اذا كان الصغير قد فعل هذا فانا احق بفعله منه وليس العجب من الصبي بل من الذي لقيه كيف لم يعرفه ان هذا الذي يفعله منكر وان الذي استدناك امرك بالتزود ومن ماله تتزود ولكن قد مضى على هذا كبار القوم فكيف الصغار سئل ابو عبد الله بن الجلاء عن هولاء الذين يدخلون البادية بلا زاد ولا عدة يزعمون انهم متوكلة فيموتون في البراري فقال هذا فعل رجال الحمق فان ماتوا فالدية على القاتل قال المصنف هذه فتوى جاهل بالشرع اذ لا خلاف بين فقهاء الاسلام انه لا يجوز دخول البادية بغير زاد وان من فعل ذلك فمات بالجوع فانه عاص لله سبحانه وتعالى مستحق لدخول النار وكذلك اذا تعرض بما غالبه العطب فان الله تعالى جعل النفوس وديعة عندنا وقال

ترجمہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں پڑھا کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہمارے لئے محنتیں اٹھاتے ہیں ہم اُن کو اپنی راہیں بتاتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کیا وجہ کہ میں تمہارے پاس توشہ اور سواری نہیں دیکھتا جوابدیا کہ اے چچا توشہ میرا یقین ہے اور سواری میری امید ہے میں نے کہا کہ میں تم سے روٹی اور پانی کے بارے میں پوچھتا ہوں کہنے لگا کہ اے چچا یہ تو بتائیے کہ اگر آپ کو کوئی آپ کا بھائی یا دوست اپنے مکان پر بلائے تو آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ اپنے ساتھ اپنے گھر سے کھانا لیجائیے اور اس کے مکان پر جا کر کھالیے میں نے اس سے کہا کہ میں تم کو توشہ دیدوں کہنے لگا کہ اے چھوٹے میرے پاس سے دور ہو اللہ تعالیٰ ہم کو کھلاتا پلاتا ہے فتح موصلی کہتے ہیں کہ اس لڑکے سے زیادہ میں نے کوئی چھوٹا بچہ صاحب توکل اور کوئی بڑا آدمی اس سے بڑھکر زاہد نہیں دیکھا مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایسی حکایتیں امور کو فاسد کرتی ہیں اور خیال ہوتا ہے کہ یہی راہ صواب ہے اور بڑا آدمی کہنے لگتا ہے کہ جب چھوٹے بچے نے ایسا کیا تو میں اس سے زیادہ مستحق ہوں کہ ایسا کروں اس لڑکے پر تو کچھ تعجب نہیں بلکہ عجب تو اس شخص پر ہے جو اس سے ملا اسنے اسکو کیوں نہ بتایا کہ یہ جو حرکت وہ کر رہا ہے خلاف شرع ہے اور کیوں نہ کہا کہ جس نے تجھکو بلایا ہے اسی نے توشہ لینے کا حکم دیا ہے اور اسی کے مال میں سے توشہ لیا جاتا ہے لیکن قباحت تو یہ ہے کہ بڑوں کا خود یہی طریقہ ہے چھوٹوں کا کیا ذکر ابو عبد اللہ بن الجلا سے کسی نے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا جو بغیر توشہ اور اسباب کے جنگل میں جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ اہل توکل ہیں اور وہیں جنگلوں میں مر جاتے ہیں جوابدیا کہ یہ کام احمق لوگوں کا ہے اگر وہ مر جائیں تو خونبہا قاتل پر ہوگی مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ فتوی ایسے شخص کا ہے جو شریعت سے ناواقف ہے کیونکہ فقہائے اسلام کے نزدیک بلا خلاف جنگل میں بغیر توشہ کے جانا جائز نہیں اور جس شخص نے ایسا کیا اور بھوک کے مارے مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے اور دوزخ میں پڑنے کا سزاوار اسیطرح جبکہ ایسی چیز کا سامنا کرے جس سے گمان غالب ہلاکت کا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نفوس کو ہمارے پاس امانت رکھا ہے۔ اور فرمایا ہے

وجاء رجل الی ابی عبد اللہ احمد بن حنبل فقال رجل یرید سفرا ایما احب الیک یحمل معہ زادا ویتوکل فقال لہ ابو عبد اللہ یحمل معہ زادا ویتوکل حتی لا یستشرف للناس فیعطونہ قال الخلال واخبرنی ابراھیم بن الخلیل ان احمد بن نصر حدثہم ان رجلا سال ابا عبد اللہ ایخرج الرجل الی مکۃ متوکلا لا یحمل معہ شیئا قال لا یعجبنی فمن این یاکل فقال یتوکل فیعطیہ الناس قال فاذا لم یعطوہ الیس یستشرف لہم فیعطوہ لا یعجبنی ہذا لم یبلغنی ان احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین فعل ہذا وجاء رجل الی احمد بن حنبل من اہل خراسان فقال لہ یا ابا عبد اللہ معی درہم احج بہ فقال لہ احمد اذہب الی باب الکرخ فاشتر بہذا الدرہم حبا واحمل علی راسک حتی یصیر عندک ثلثمائۃ فحج قال یا ابا عبد اللہ ما لی مکاسب الناس قال احمد انظر الی ہذا الخبیث یرید ان یفسد علی الناس معائشہم قال یا ابا عبد اللہ انا نتوکل قال فتدخل البادیۃ وحدک او مع الناس قال مع الناس قال کذبت لست انت متوکلا فادخل انت وحدک والا انک متوکل علی جراب الناس

فی ذکر شیء مما جری للصوفیۃ فی اسفارہم وسیاحاتہم من الافعال المخالفۃ للشرع عن ابی حمزۃ الصوفی قال سافرت سفرۃ علی التوکل فبینما انا اسیر ذات لیلۃ والنوم فی عینی اذ وقعت فی بئر فرأیتنی قد حصلت فیہا فلم اقدر علی الخروج لبعد مرتقاہا فجلست فیہا فبینا انا جالس اذ وقف علی رأس البئر رجلان

ترجمہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ ایک شخص سفر کرنا چاہتا ہے آپ کیا پسند کرتے ہیں توشہ ساتھ لیجاوے یا توکل کرے۔ جواب دیا کہ توشہ ساتھ لیجائے یا ایسا توکل کرے کہ لوگوں کے سامنے گردن نہ اُٹھائے تاکہ اُسے کچھ دیں خلال نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم ابن خلیل نے بیان کیا کہ احمد ابن نصر نے لوگوں سے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ آدمی توکل پر مکے کو جاوے اور اپنے ساتھ کچھ نہ لیجاوے فرمایا کہ مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے کھائیگا کہاں سے تو اسنے کہا کہ توکل کریگا تو لوگ اسکو دینگے فرمایا جب لوگ اسے نہ دینگے تو لوگوں کی طرف نظر نہ اوٹھائیگا تاکہ لوگ اُسے دیں یہ مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں پہنچی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تابعین نے ایسا کیا ہو احمد بن حنبل کے پاس ایک خراسانی آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو عبد اللہ میرے پاس ایک درم ہے اُسکو لیکر حج کو جاؤں امام نے اس سے کہا کہ تم باب الکرخ کی طرف جاؤ اور اس درم کی بہری خریدو اور سر پر رکھکر بیچنے پھر و اسیطرح جب تمہارے پاس تین سو درم ہو جائیں تو حج کو جاؤ۔ وہ بولا کہ اے ابو عبد اللہ آپ لوگوں کے لئے پیشے وکسب کیا خیال کرتے ہیں امام نے کہا دیکھو یہ خبیث کیا کہتا ہے کیا تو یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کے لئے ان کے معاش فاسد کر دے وہ کہنے لگے کہ اے ابو عبد اللہ ہم توکل کرتے ہیں امام نے پوچھا کہ تو جنگل کو اکیلا جائیگا یا لوگوں کے ہمراہ جواب دیا کہ لوگوں کے ساتھ جاؤنگا امام نے کہا کہ تو جھوٹا ہے تو توکل کرنیوالا نہیں اکیلا جا ورنہ تو صرف لوگوں کے تھیلوں پر توکل کرتا ہے (بیان ان حالات کا جو افعال صوفیہ سے سفر و سیاحت میں خلاف شریعت سرزد ہوے) ابو حمزہ صوفی نے کہا کہ مینے ایک سفر توکل پر کیا ایک رات میں چلا جا رہا تھا اور میری آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی کہ یکایک ایک کنوئیں میں گر پڑا تو مینے اپنے آپ کو دیکھا کہ کنوئیں میں موجود ہوں۔ اور اسمیں سے نکل نہ سکا وہ کیونکہ اسکا کنارہ بہت اونچا تھا لہذا میں اسمیں بیٹھ گیا وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں اس کنوئیں پر دو آدمی آکھڑے ہوئے۔

وقد يلقى من لا يطعمه ويتعرض بمن لا يضيفه وتفوته الجماعة قطعا وقد يموت ولا يليه احد ثم قد ذكرنا ما جاء في الوحدة وما المحوج الى هذا المحن ان يعتمد فيها على عادة او لقاء شخص او الى خبز الخشيش واي فضيلة في هذه الحالة حتى يخاطر فيها بالنفس واين امر الانسان ان يتقوت بحشيش ومن فعل هذا من السلف وكان هؤلاء يجربون على الله سبحانه هل يرزقهم في البادية ومن طلب الطعام في البرية فقد طلب ما لم تجر به العادة الا ترى ان قوم موسى لما سألوه من بقلها وقثائها قيل لهم اهبطوا مصرا وذلك ان الذي طلبوه في الامصار فهؤلاء القوم على غاية الخطاء في مخالفة الشرع والعقل والعمل بموافقات النفس حدثنا عكرمة عن ابن عباس رض قال كان اهل اليمن يحجون ولا يتزودون ويقولون نحن متوكلون فيحجون ويأتون الى مكة فيسألون الناس فانزل الله تعالى وتزودوا فان خير الزاد التقوى وعن محمد بن موسى الجرجاني قال سألت محمد بن كثير الصنعاني عن الزهاد الذين لا يتزودون ولا يتنعلون ولا يلبسون الخفاف قال سألتني عن اولاد الشياطين ولم تسألني عن الزهاد فقلت له فاي شيء الزهد قال التمسك بالسنة والتشبه باصحاب محمد صلى الله عليه وسلم وسئل احمد بن حنبل عن الرجل يدخل المفازة بغير زاد فانكره انكارا شديدا وقال اف اف لا لا والله ما هنا الا بزاد ورفقاء وقافلة

ترجمہ اور کبھی ایسے شخص سے ملاقات ہوتی ہے جو اس کو کھانا نہیں دیتا اور اس شخص کے پاس جاتا ہے جو اس کی مہمانداری نہیں کرتا ہے اور یقیناً جماعت فوت ہوتی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ شخص مرجائے اور کوئی آدمی اس کے پاس نہ آئے علاوہ ازین ہم ذکر کر چکے کہ تنہا سفر کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور کیا حاجت ہے ان مصیبتوں کے برداشت کرنیکی کہ بھروسہ کرے عادت پر یا کسی شخص کی ملاقات پر یا گھاس کی روٹی پر اور کونسی فضیلت ہے اس حالت میں کہ انسان اپنے آپ کو ہلاکی میں ڈالے اور کہاں انسان کو حکم ہے کہ وہ گھاس کو کھانا مقرر کرے اور سلف میں سے کس شخص نے یہ کیا ہے اور گویا کہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کا تجربہ کرتے ہیں کہ آیا اُن کو جنگل میں روزی دیتا ہے یا نہیں۔ اور جو شخص جنگل مین کھانا طلب کرتا ہے وہ غیر عادی چیز کو تلاش کرتا ہے کیا تم کو خبر نہیں کہ موسیٰؑ کی قوم نے جب ساگ اور ککڑی کی درخواست کی تو اُن کو حکم ہوا اهبطوا مصرا یعنی شہر مین اترو اور یہ ارشاد اسی لئے ہوا تھا کہ جو چیزین انھون نے طلب کی تھیں وہ شہرون ہی میں ہوتی ہیں لہذا یہ لوگ نہایت خطا پر ہیں اور شرع اور عقل کے مخالف ہیں اور موافق نفس کے عمل کرتے ہیں عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ اہل یمن حج کو آتے تھے اور توشہ ساتھ نہ لاتے تھے اور کہتے کہ ہم اہل توکل ہین وہ لوگ حج کرتے تھے اور مکہ مین آتے تھے اور لوگوں سے سوال کرتے تھے اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وتزودوا فان خیر الزاد التقوی یعنی اپنی ساتھ توشہ لایا کرو کیونکہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے محمد بن موسیٰ جرجانی نے کہا مینے محمد بن کثیر صنعانی سے اون زاہدون کے بارے میں سوال کیا جو نہ سفر مین توشہ لیجاتے ہیں اور نہ جوتا اور موزہ پہنتے ہیں جواب دیا کہ تمنے مجھ سے اولاد شیاطین کی نسبت سوال کیا ہی زاہدون کے بارے مین نہیں پوچھا مینے کہا زہد کیا چیز ہے بولے کہ رسول اللہ صلعم کی سنت پر عمل کرنا اور صحابہ رض کی مشابہت کرنا احمد بن حنبل سے اُس آدمی کے بارے مین پوچھا گیا جو بغیر توشہ کے جنگل مین جاتا ہے امام نے سخت انکار کیا اور کہا اُف اُف نہیں نہیں بغیر توشہ اور قافلہ اور ساتھیوں کے ہرگز نجانا چاہئے

نجيناك من التلف بالتلف وعن ابي عبدالله محمد بن نعيم يحكي عن ابي حمزة الصوفي الدمشقي انه لما خرج من البئر انشا يقول ؎ نهاني حيائي منك ان اكشف الهوى ٭ واغنيتني بالقرب منك عن الكشف تراأيت لي بالغيب حتى كانني ٭ يبشرني بالغيب انك في الكف اراك وبي من هيبتي لك وحشة ٭ وتونسني بالعطف منك وباللطف وتحيي محبا انت في الحب حتفه ٭ وذا عجب كون الحيوة مع الحتف قال المصنف اختلفوا في ابي حمزة هذا الواقع في البئر فقال ابو عبدالرحمن السلمي هو ابو حمزة الخراساني وكان من اقران الجنيد وقد ذكرنا في رواية اخرى انه دمشقي وقال ابو نعيم الحافظ هو ابو حمزة البغدادي واسمه محمد بن ابراهيم ذكره الخطيب في تاريخه وذكر له هذه الحكاية وايهم كان فانه مخطي في فعله مخالف للشرع في سكوته معين بصمته على نفسه وقد كان يجب عليه ان يصيح ويمنع من طم البير كما يجب عليه ان يدفع عن نفسه من يقصد قتله وقوله لا استغيث كقول القائل لا اكل الطعام ولا اشرب الماء وهذا جهل من فاعله ومخالفة للحكمة في وضع الدنيا فان الله تعالى وضع الاشياء على الحكمة فجعل للادمي يدا يدفع بها ولسانا ينطق به وعقلا يهديه الى دفع المضار واجتلاب المصالح وجعل الاغذية والادوية لمصلحة الادميين فمن اعرض عن استعمال ما خلق له وارشد اليه فقد رفض امر الشرع وعطل حكمة الصانع فان قال جاهل فكيف احترز من القدر قلنا وكيف لا نحترز مع امر القدر

ترجمہ ہمنے تلف سے بواسطہ تلف کے رہائی بخشی اور ابو عبداللہ محمد ابن نعیم ابوحمزہ صوفی دمشقی کی حکایت بیان کرتے ہین کہ جب وہ کنوئیں سے نکلے تو چند شعر پڑہے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ مجکو حیا مانع آئی کہ عشق کا اظہار کروں اور تیرے قرب کی وجہسے مجکو اظہار عشق کی ضرورت نرہی تو مجکو غیب مین ایسا معلوم ہوا کہ گویا باوجود غیب کے مجھ کو بشارت ملتی تھی کہ تو سامنے ہے مین تجکو دیکہتا ہوں اور تیری ہیبت کے مارے مجکو وحشت ہوتی ہے اور تو لطف و عنایت سے مجکو مانوس کرتا ہے تو اس عاشق کو زندہ کرتا ہے جسکو عشق میں ہلاک کرتا ہے اور یہ تعجب کی بات ہے کہ ہلاکت کے ساتھ زندگی ہے مصنفؒ نے کہا کہ ان ابوحمزہ کی نسبت جو کنوئیں میں گر پڑے تھے اختلاف ہے۔ ابو عبدالرحمن سلمے نے کہا کہ ابوحمزہ خراسانی ہیں جو جنیدؒ کے ہمعصر تہے اور دوسری روایت میں ہم ذکر کرچکے کہ وہ دمشقی ہیں ابونعیم حافظ نے کہا کہ وہ ابوحمزہ بغدادی ہیں اور ان کا نام محمد ابن ابراہیم ہے اور اُن کو خطیب نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ان کی اس حکایت کو بہی ذکر کیا ہے بہرحال کوئی ہوں اس خلاف شرع حرکت میں خطا کی کیونکہ کنوئیں میں خاموش بیٹھے رہے حالانکہ پکارنا اور کنوئیں کی آفت سے چھوٹنا واجب تہا جس طرح اگر کوئی شخص کسیکو قتل کرنا چاہے تو اسکا روکنا واجب ہے اور یوں کہنا کہ میں فریاد نہ کروں گا ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ میں کہانا نہ کہاونگا اور پانی نہ پیونگا حالانکہ جو ایسا کرے وہ جاہل ہے اور یہ حرکت باعتبار وضع عالم کے خلاف حکمت ہے کیونکہ اللہ تعالے نے اشیا کو حکمت پر وضع کیا ہے آدمی کو ہاتھ دیئے ہیں تاکہ ان سے روکے اور زبان دی تاکہ گفتگو کرے اور عقل بخشی جو اسکی رہبری کرتی ہے تاکہ نقصان کو اپنے سے دور کرے اور منفعتوں کو حاصل کرے غذائیں اور دوائیں آدمیوں کی مصلحت کے لئے مخلوق فرمائی ہیں۔ اب جو شخص اُن چیزوں کے استعمال سے روگردانی کرے جو اس کے لئے پیدا کی گئیں اور اسکو اسکی طرف ہدایت کی گئی تو وہ امر شریعت کو چہوڑتا ہے اور صانع کی حکمت کو بیکار کرتا ہے اگر کوئی جاہل کہے کہ قضا و قدر سے کیونکر احتراز کریں ہم جواب دینگے کہ کیونکر احتراز نکریں جبکہ خود مقدر

فقال احدهما لصاحبه تعال حتی نطم راس هذه البئر فی طریق المسلمین فقال الآخر فما تصنع قال فبدرت نفسی ان اقول انا فیها فنودیت تتوکل علینا و تشکو بلانا الی سوانا قال فسکت فمضیا ثم رجعا و معهما شئ فجعلاه علی راسها غطوها به فقالت لی نفسی امنت طمها ولکن حصلت فیها مسجونا فمکثت یومی ولیلتی فلما کان الغد اذا انا بشئ یهتف بی ولا اراه تمسک بی شدیدا فمددت یدای فوقعت علی شئ خشن فتمسکت به فعلاها وطرحنی فتاملت فوق الارض فاذا هو سبع فلما رایته لحق نفسی من ذلک ما یلحق من مثله فهتف بی هاتف یا ابا حمزة استنقذناک من البلاء بالبلاء وکفیناک ما تخاف بما تخاف وعن ابن المالکی یقول قال ابو حمزة الخراسانی حججت سنة من السنین فبینا انا امشی فی الطریق وقعت فی بئر فنازعتنی نفسی ان استغیث فقلت لا والله لا استغیث فما استتممت هذا الخاطر حتی مر براس البئر رجلان فقال احدهما للآخر تعال نسد راس البئر فی هذه الطریق فاتوا بقصب وبارية فهممت فقلت الی من هو اقرب الیک منهما وسکت حتی طموا راس البئر فاذا بشئ قد جاء فکشف عن راس البئر و دلی رجلیه وکانه یقول فی همهمته له تعلق فتعلقت به فاخرجنی فنظرت فاذا هو سبع فهتف لی هاتف وهو یقول یا ابا حمزة الیس هذا احسن

ترجمہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ چلو ہم چلیں اور اس کنوئیں کو مسلمانوں کے رستے میں چھوڑ دیں دوسرے نے کہا پھر اور کیا کروگے میرے جی میں آیا کہ پکار اُٹھوں کہ میں کنوئیں میں ہوں آواز آئی کہ تو ہم پر توکل کرتا ہے اور ہماری دی ہوئی بلا کی فریاد غیر کے پاس لیجاتا ہے لہذا میں خاموش رہا وہ دونوں آدمی چلے گئے بعد اسکے پھر واپس آئے اور کوئی چیز اپنی ساتھ لائے اور اس چیز کو کنوئیں کے مونہہ پر رکھکر ڈھانک دیا مجھسے میرے نفس نے کہا کہ کنوئیں کے بند کرنیسے تو تجھ کو نجات ملی لیکن اب تو اس کنوئیں میں قید رہگیا میں دن رات برابر وہاں رہا جب اگلا روز ہوا تو کسی چیز نے مجھ کو آواز دی اور وہ نظر نہ آتی تھی کہ مجھ کو زور سے پکڑ میںنے اپنا ہاتھ بڑہایا تو ایک سخت چیز پر پڑا مینے اسکو پکڑ لیا تو اُسنے اوپر اٹھایا اور مجھ کو زمین پر پھینکدیا پھر مینے غور سے زمین پر دیکھا تو وہ ایک درندہ تھا جب مینے یہ حال دیکھا تو مجھپر وہی کیفیت گذری جو ایسی حالت مین گذرتی ہے ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوحمزہ ہمنے تجھکو بلا کے ذریعہ سے بلا سے نجات دی اور بذریعہ خوفناک چیز کے خوفناک امر سے کفایت کی اور ابن مالکی کہتے ہیں کہ ابوحمزہ خراسانی نے کہا کہ مینے ایک سال حج کیا تو میں رستے میں جا رہا تھا کہ یکایک ایک کنوئیں میں گر پڑا تو میرے نفس نے مجھ سے مخالفت کی کہ مین فریاد کرون تو مینے کہا کہ واللہ ہرگز فریاد نہیں کرونگا نو میں نے اپنے ارادے کو پورا نہیں کیا تھا کہ کنوئیں کے سرے پر دو شخص گذرے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ آؤ اس راستے میں کنوئیں کا سرا بند کریں تو وہ نرسل اور ستون لائے تو مینے بولنے کا ارادہ کیا تو مینے کہا کہ کہہ تو اس شخص سے جو بہ نسبت ان دونوں کے تجھسے زیادہ قریب ہے اور چپکا رہا یہانتک کہ انھوں نے کنوئیں کا سرا بند کر دیا۔ پھر یکایک ایک چیز آئی اور اسنے کنوئیں کا سرا کہولا اور اپنے دونوں پیر لٹکائے اور گویا کہ وہ اپنی بولی مین کہتا تھا کہ لٹک جاؤ میں اسکے ساتھ لٹک گیا تو مجھ کو اسنے نکال لیا تو مینے دیکھا تو وہ درندہ تھا تو مجھ کو ایک شخص نے پکارا جو کہہ رہا تھا کہ اے ابوحمزہ کیا یہ بہتر نہیں ہے

وكانوا على قارعة الطريق فقالت لي نفسي مِل يميناً او شمالاً فابيت عليها الا ان اعبر عليهم فحملتها على ان مشيت حتى وقفت عليهم بالقرب منهم كاحدهم ثم رجعت الى نفسي لانظر كيف هي فاذا الروع قائم فابيت ان ابرح وهذه صفتي فقعدت بينهم ثم نظرت بعد قعودي فاذا الروع ضعف فابيت ان ابرح وهذه صفتي فوضعت جنبي فنمت مضطجعاً فغشاني النوم فنمت وانا على تلك الهيئة والسباع في المكان الذي كانوا فيه فقضي لي وقت وانا نائم فاستيقظت واذا السباع قد تفرقت ولم يبق منهم شئ واذا الذي كنت اجده قد زال فقمت وانا على تلك الهيئة فانصرفت قال المصنف فهذا الرجل قد خالف الشريعة في تعرضه بالسباع ولا يحل لاحد ان يتعرض لسبع او حية بل يجب عليه ان يفر منه وفي الصحيحين ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا وقع الطاعون وانتم بارض فلا تقدموا عليه وقال صلى الله عليه وسلم فر من المجذوم فرارك من الاسد ومر عليه السلام بحائط مائل فاسرع وهذا الرجل قد اراد من طبعه ان لا ينزعج وهذا شئ ما سلم منه موسى عليه السلام فانه لما رأى الحية ولى مدبراً فان صح ما ذكره فهو بعيد الصحة لان طباع الآدميين تتساوى فمن قال لا اخاف السبع بطبعي كذبناه كما لو قال لا اشتهي النظر الى المستحسن فكأنه قهر نفسه حتى نام بينهم استسلاماً للهلاك لظنه ان هذا هو التوكل وهذا الظن خطأ لانه لو كان هذا التوكل ما نهي عن مقاربة ما يخاف شره ولعل السباع اشتغلت عنه

ترجمہ اور وہ سب بالکل سرراہ تھے میرے نفس نے مجھسے کہا کہ دہنے بائیں مڑکر نکل جا مینے نفس کی بات نہ سنی اور کہا کہ درندوں میں ہوکر نکلونگا پھر نفس کو ابھارا اور چلکر درندوں کے سامنے کھڑا ہوگیا اور اتنا قریب ہوگیا کہ گویا اون میں مل گیا پھر اپنے نفس کی طرف رجوع کیا کہ دیکھوں اب اس کی کیا کیفیت ہے تو خوف وہراس مین پایا مینے وہاں سے ہٹ جانے سے انکار کیا اور درندوں میں بیٹھ گیا پھر بیٹھ کر بھی اپنے نفس کو خائف اور ہراسان پایا مینے اوٹھنے سے انکار کیا اور وہین لیٹ رہا اوسی حالت میں مجھکو نیند آگئی تو میں اسی طرح پر سوگیا اور درندے جہان تھے وہین تھے تو مجھ پر سونیکی حالت کچھ وقت گذرا بعد سونے کے میری آنکھ کھلی تو درندے چلے گئے تھے اور کوئی باقی نرہا تہا اور میرا خوف بھی زائل ہوگیا تھا اسی ہیئت سے میں اٹھا اور اپنا رستہ لیا مصنف نے کہا کہ اس شخص نے جو درندوں سے تعرض کیا تو یہ خلاف شریعت ہے کسی شخص کے لئے درندے یا سانپ کے سامنے ہوجانا جائز نہیں بلکہ اس کے آگے سے بھاگنا واجب ہے صحیحین مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شہر میں طاعون پھیلا ہو تم وہان نہ جاؤ اور نیز آپ نے فرمایا کہ مجذوم آدمی سے ایسا دور بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو اور نیز آپ ایک دیوار کے تلے سے گذرے جو جھک پڑی تھی آپنے تیزی سے قدم لوٹھائے اور اس شخص نے بہا پنی طبیعت سے اس امر کی درخواست کی کہ مضطرب نہو حالانکہ یہ ایسی شے ہے کہ جس سے حضرت موسیٰ علیہ بھی سلامت نرہے کیونکہ جب عصا کو سانپ دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے اگر اس شخص کا بیان درست ہے تو صحت سے دور ہے کیونکہ آدمیوں کی طبیعتیں برابر ہیں جو شخص یون کہے کہ میں اپنی طبیعت سے درندے سے نہیں ڈرتا تو ہم اُسکو جھوٹا کہینگے جیسے کوئی کہے کہ میں اچھی چیز کو خواہش سے نہیں دیکھتا گویا کہ اس شخص نے اپنے نفس پر قہر کیا یہانتک کہ اپنے آپکو ہلاکت کی سپرد کرکے درندوں میں سو رہا اس خیال سے کہ یہی توکل ہے حالانکہ یہ غلط خیالی ہے کیونکہ اگر یہ توکل ہوتا تو جس چیز کی شر سے خوف ہو اسکے پاس جانے سے منع نکیا جاتا اور عجب نہیں کہ درندے اس مردار اونٹ کہانے کی

وقد قال الله تعالیٰ خذوا حذرکم وقد اختفى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الغار وقال لسراقة اخف عنا واستاجر دليلا الى مكة ولم يقل الخروج على التوكل وما زال يتأدب مع الاسباب ويقلبه مع المسبب وقد احكمنا هذا الاصل فيما تقدم وقول ابى حمزة فنوديت من باطنى هذا من حديث النفس الجاهلة التى قد استقر عندها بانها ان التوكل ترك التمسك بالاسباب لان الشرع لا يطلب من الانسان ما نهاه عنه وهلا نافره باطنه فى مد يده وتعلقه بذلك وتمسكه بما دلى عليه لا بل هذا اكد لان الفعل اكد من القول فهلا سكن حتى يحمل بلا سبب فان قال هذا بعثه الله تعالى قلنا والذى جاء على البير من بعثه واللسان المستغيث من خلقه فانه لو استغاث كان مستعملا للاسباب التى خلقها الله تعالى للدفع عنه فلم يلم وانما بسكوته عطل الاسباب ودفع الحكم فصلح لومه واما تخليصه بالسبع فان صح هذا فقد يتفق مثله ثم لا ننكر ان الله تعالى يلطف بعبده وانما ننكر فعله المخالف للشرع وعن الجنيد قال قال لى محمد بن السمين كنت فى طريق الكوفة بقرب الصحراء التى بطريقنا والطريق منقطع فرأيت على الطريق جملا قد سقط ومات ورأيت عليه سبعة او ثمانية من السباع يتناهشون لحمه ويحمل بعضها على بعض فلما ان رأيتهم كان نفسى اضطربت

ترجمہ خذوا حذرکم رسول اللہ صلی علیہ وسلم غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے اور آپ نے سراقہ سے فرمایا تھا کہ ہمارا حال چھپانا اور مکہ تشریف لیجانے کے لیئے آپ نے ایک راہبر کو اجرت پر لیا اور یوں نفرمایا کہ ہم توکل پر چلے چلیں ہمیشہ ظاہر میں اسباب پر نظر فرمائی اور باطن میں مسبب پر بھروسا کیا اسکا بیان ہم پیشتر اچھی طرح مکمل کر چکے ہیں ابو حمزہ کا یہ قول کہ مجکو میرے باطن سے آواز آئی اس نفس نادان کی گفتگو ہے جس کے نزدیک جہالت سے یہ بات قرار پا گئی کہ توکل یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کرنا چھوڑ دے کیونکہ شریعت اس امر کی درخواست نہیں کرتی جس سے منع کر چکی ابو حمزہ کے باطن نے اسوقت نہ روکا جب ہاتھ بڑھایا اور اس چیز کو پکڑا اور اسکی ساتھ لٹک کر رہگئے کیونکہ یہ بھی تو اس ترک اسباب کے دعوے کے خلاف ہے جو اونھوں نے کیا تھا اور یوں کہنے میں کہ میں کنوئیں ہوں اور اس چیز کے پکڑنے میں جس سے لٹکے کیا فرق ہے بلکہ یہ پکڑنا اس کہنے سے بڑھکر ہے کیونکہ فعل میں بہ نسبت قول کے زیادہ تاکید ہوتی ہے ابو حمزہ ٹھہرے کیوں نرہے تاکہ بلا سبب اوپر آجاتے اگر یوں کہا جائے کہ اس چیز کو خدا نے میرے لئے بھیجدیا تھا تو ہم کہینگے کہ جو آدمی کنوئیں پر گذرا تھا اُسے کس نے بھیجا تھا اور زبان کو جو فریاد کرتی ہے کس نے پیدا کیا اگر فریاد کرتے تو اُن اسباب کو استعمال میں لاتے جنکو اللہ تعالےٰ نے دفع ضرر کے لئے پیدا کیا ہے لہذا قابل ملامت نہیں اور خاموش رہکر تو اسباب کو بیکار کر دیا اور حکمتوں کو دور کیا لہذا وہ قابل ملامت ہے اور شیر یا درندہ کے ذریعے سے رہائی پانا اگر صحیح ہی تو ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے پھر ہم اسکا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندے پر احسان فرماتا ہے ہم تو فعل مخالف شرع کا انکار کرتے ہیں جنید نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمین نے بیان کیا کہ میں کوفے کے راستے میں اس میدان کے قریب تھا جو ہمارے راستہ میں پڑتا ہے اور راستہ میں کوئی آتا جاتا نہیں۔ میں نے سر راہ ایک اونٹ مرا ہوا پڑا پایا۔ اور دیکھا کہ اسکو سات یا آٹھ درندے نوچ نوچ کر کہاتے تھے اور باہم ایک دوسرے پر حملہ کرتا تھا جب میں نے اُسکو دیکھا تو میرا نفس بیقرار ہوا

وما قدل على هذه الحالة موسى حين هرب من الحية فهذا كله مبناه على الجهل وعن احمد بن علی قال حج الدينوري اثنى عشرة حجة حافيا مكشوف الراس وكان اذا دخل فی رجله شوكة يمسح رجله بالارض ويمشى لا يتطاطأ الى الارض من صحة توكله **قال المصنف** انظروا الى ما يصنع الجهل باهله ليس من طاعة الله سبحانه ان يقطع الانسان تلك البادية حافيا لانه يؤذی نفسه غاية الاذی ولا مكشوف الراس واى قربة تحصل بهذا ولولا وجوب كشف الراس فی مدة الاحرام لم يكن لكشفه معنى ومن الذی امره ان لا يخرج الشوك من رجله واى طاعة تقع بهذا ولو ان رجله انتفخت بما يبقى فيه من الشوك وتلف كان قد عان على نفسه وهلا دلك الرجل بالارض الا دفع بعض شر الشوك فهلا دفع الباقی بالاخراج واين التوكل من هذه الافعال المخالفة للعقل والشرع لانهما يقضيان جلب المنافع للنفس ودفع المضار عنها وقد اجاز الشرع لمن ادركه ضرر فی احرامه ان يخرق حرمة الاحرام ويفدی وعن العباس بن محمد الدوری يقول سمعت ابا عبيد يقول انى لا تبين عقل الرجل ان يدع الشمس ويمشی فی الظل وعن علی بن عبد الله بن جهضم قال سمعت ابا بكر الرقی يقول حدثنی ابو بكر الدقاق قال خرجت فی وسط السنة الى مكة وانا حديث السن فی وسطی نصف حبل وعلى كتفی نصف حبل فرمدت عينى فی الطريق وكنت امسح دموعى بالحبل فاقرح الحبل الموضع وكان يخرج الدم مع الدموع فمن شدة الارادة وقوة سروری بحالی

ترجمہ اور حضرت موسیٰ بھی اس حالت پر قائم نہ ہوئے جب سانپ سے بھاگے اس تمام امر کی بنیاد جہالت پر ہے احمد بن علی نے کہا کہ دینوری نے بارہ حج پا برہنہ اور سر کھلے کئے جب ان کے پانوں میں کوئی کانٹا لگتا تھا تو پاؤں کو زمین سے رگڑتے تھے اور چل چلتے تھے کانٹا نکالنے کے لئے زمین کی طرف نہ جھکتے تھے تاکہ توکل صحیح رہے مصنف نے کہا کہ غور کرو جاہلوں کے ساتھ جہل کیا کیا کرتا ہے یہ کوئی اللہ کی فرمانبرداری نہیں کہ انسان پا برہنہ جنگل کو طے کرے کیونکہ اس سے جان کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور سر کشادہ جانا بھی عبادت میں داخل نہیں اور اس سے کوئی قربت نہیں حاصل ہوتی اگر احرام کی مدت میں سر کھلے رہنا واجب نہ ہوتا تو سر ننگا رکھنے کے کوئی معنی نہ تھے اس شخص کو کسنے حکم دیا تھا کہ اپنے پانوں سے کانٹا نہ نکالے اور اس سے کونسی طاعت واقع ہوتی ہے اور اگر پانوں کانٹے کی وجہ سے ورم کر آتا اور ضائع ہو جاتا تو اس شخص نے اپنے نفس کو خود تکلیف میں ڈالا اور پانوں کو زمین سے رگڑنا بھی تو کچھ تکلیف کانٹے کی دفع کر ہی دیتا ہے پھر باقی کانٹا خود کیوں نہ نکالا توکل میں اور ان افعال مخالف عقل و شریعت میں بڑا فرق ہے کیونکہ عقل و شریعت کا حکم ہے کہ اپنے نفس کو نفع پہونچائے اور نقصان اس سے دور کرے خود شرع نے اجازت دی ہے کہ جس شخص کو احرام میں کوئی ضرر پہونچے تو احرام کی حرمت توڑ ڈالے۔ اور فدیہ دے عباس ابن محمد دوری کہتے ہیں کہ ابو عبید سے مینے سُنا کہتے تھے کہ آدمی کی عقل میں یہ کب آتا ہے کہ دھوپ چھوڑ دے اور سایہ میں چلے علی ابن عبد اللہ بن جہضم نے کہا کہ مینے ابو بکر رقی سے سُنا کہتے تھے کہ مجھ سے ابو بکر دقاق نے بیان کیا کہ مین نصف سال گذرنے پر مکہ کی طرف چلا اور ان دنون میں نوجوان تھا اور میرے پاس ایک جھول تھا جس کو آدھا کمر سے باندھا تھا اور آدھا کاندھے پر ڈالا تھا راستے میں میری آنکھیں دکھنے آگئیں۔ میں اپنے آنسوؤں کو اس جھول سے پونچھتا تھا۔ جھول نے اس مقام کو زخمی کر دیا اور آنسوؤں کے ساتھ خون نکلنے لگا مین غلبۂ ارادت اور کمال سرور کی وجہ سے خون

فانه قد كان ابو تراب النخشبي من كبار القوم فلقيه السبع في البرية فنهشه فمات ثم لا ننكر ان الله تعالى لطف به ونجاه بحسن ظنه فيه غير انا نبين خطأ فعله للعامي الذي اذا سمع هذه الحكاية ظن انها عزيمة عظيمة ويقين قوي وربما فضل حالته على حالة موسى اذ هرب من الحية وعلى حالة نبينا صلى الله عليه وسلم اذ مر بجدار مائل فهرول وعلى حالة ابي بكر رضي الله عنه اذ سد خروق الغار اتقاء للاذى وهيهات ان تعلو مرتبة هذا المخالف للشرع على مرتبة الانبياء والصديقين بما تخايل له ظنه الفاسد من ان ما فعله هو التوكل وعن محمد بن عبد الله الفرغاني قال سمعت مؤملا المغازلي يقول كنت مع اصحاب محمد بن السمين فسافرت معه ما بين تكريت والموصل فبينا نحن في برية نسير اذ زأر السبع من قريب فجزعت وتغيرت وظهر ذلك على وجهي وهممت ان ابادر فضبطني وقال يا مؤمل التوكل ههنا ليس في المسجد الجامع قال المصنف لا شك ان التوكل ليظهر اثره عند المتوكل في الشدائد ولكن ليس من شرطه الاستسلام للسبع فانه لا يجوز قال الخواص حدثني بعض المشايخ انه قيل لعلي الرازي ما لنا لا نراك مع ابي طالب الجرجاني قال كنا في موضع فيه سباع فما نظر الي ولم انم طردني وقال ليس تصحبني بعد هذا اليوم قال المصنف لقد تعدى هذا الرجل اذ اراد من صاحبه تغيير ما طبع عليه البشر وذلك اليه ولا يطالبه به الشرع

ترجمہ کیونکہ کبار صوفیہ میں سے ابو تراب نخشبی تھے اون کو جنگل میں درندے ملے اور پھاڑ ڈالا اور مر گئے پھر اس بات کا انکار نہیں کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنپر مہربانی کی اور اون کے حسن ظن کی وجہ سے اُن کو نجات دی ہم تو صرف اُن کے فعل کی خطا بیان کرتے ہیں عامی آدمی کے لئے کہ جب وہ اس حکایت کو سنے گا تو خیال کریگا کہ بڑی عزیمت اور قوی یقین ہے اور بسا اوقات اس شخص کی حالت کو حضرت موسیٰ ؑ کی حالت پر فضیلت دیگا کہ سانپ کو دیکھکر بھاگے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حالت سے بڑہائیگا کہ جب جھکی ہوئی دیوار سے ہوکے گذرے تو تیزی سے قدم اوٹھائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حالت سے افضل جانیگا کہ غار کے سوراخون کو اذیت کے خوف سے بند کیا تھا حالانکہ اس مخالف شرع کا مرتبہ جو اپنے ظن فاسد سے خیال کرتا ہے کہ مینے جو کچھ کیا وہی توکل ہے انبیاء اور صدیقین کے مرتبہ سے ہرگز نہیں بڑھ سکتا محمد بن عبد اللہ فرغانی نے کہا کہ مینے مومل مغازلی سے سنا بیان کرتے تھے کہ میں محمد بن سمین کے ہمراہیون میں تھا اونکے ساتھ تکریت اور موصل کے درمیان سفر میں تھا ایک بار جنگل میں چلے جا رہی تھے کہ قریب آکر ایک شیر ڈکارا میری حالت متغیر ہو گئی اور میں ڈر گیا اور خوف کے آثار میرے چہرے پر نمایاں ہوے اور مینے آگے بڑھ چلنے کا قصد کیا محمد بن سمین نے مجکو تھاما اور کہا کہ اے مومل توکل کا کام یہان ہی مسجد جامع مین نہیں مصنف نے کہا کہ بیشک توکل کا اثر متوکل کے نزدیک سختیون ظاہر ہوتا ہے لیکن توکل کی شرطون میں سے یہ نہیں کہ اپنے آپ کو شیر کے حوالے کر دے کیونکہ یہ ناجائز ہے خواص نے کہا کہ مجھ سے بعض مشائخ نے بیان کیا کہ علی رازی سے کسی نے کہا کہ ہم آپ کو ابو طالب جرجانی کے ساتھ کیون نہیں دیکھتے جواب دیا کہ ایکبار ہم دونو ایک مقام میں تھے جہان درندے تھے جب ابو طالب نے مجکو دیکھا کہ نیند نہیں آئی تو ہٹکا دیا اور کہا آج کے بعد تو میرے پاس نہ آنا مصنف نے کہا کہ اس شخص نے اپنے ہمراہی پر زیادتی کی کہ اس سے ایسی چیز کا بدلنا چاہا جو اُسکی طبیعت مین داخل ہی اور اسکے اختیار میں نہیں اور شریعت بھی اسے

فله قدرة السوال التی هی الکسب مثله فی تلك الحال فاذا ترکه فقد فرط فی حفظ نفسه التی هی ودیعة عنده واستحق
العقاب ومن قد روی لنا فی هذا الباب عین هذا الرجل ما هو اظرف مما ذکره فعن ابی علی الروذباری یحکی عن ابی بکر الدقاق قال استضفت
حیا من العرب فرأیت جاریة حسناء فنظرت الیها فقلعت عینی التی نظرت بها الیها فقالت مثلك من نظر لله قلت فانظروا
الی جهل هذا الرجل المسکین بالشریعة والتعبد لانه ان کان نظر الیها من غیر تعمد فلا اثم علیه وان کان تعمد فقد اتی
صغیرة قد یکفی فیها الندم فضم الیها کبیرة وهی قلع عینه ولم یتب منها لانه اعتقد قلعها
قربة الی الله تعالی ومن اعتقد المحذور قربة فقد انتهی خطاءه الی الغایة ولعله سمع تلك الحکایة عن بعض بنی اسرائیل انه نظر الی امرأة
فقلع عینه وتلك مع بعد صحتها ربما جازت فی شریعتهم واما شریعتنا فانها قد حرمت هذا وکان هؤلاء القوم ابتکروا
شریعة سموها بالتصوف وترکوا شریعة محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم **وقد روی** عن بعض عابدات الصوفیة
مثل هذا عن شعرانة انه کان فی جیرانها امرأة صالحة فخرجت ذات یوم الی السوق فرآها بعض الناس فافتتن بها وتبعها الی
باب دارها فقالت له المرأة ای شیء ترید منی قال فتنت بك فقالت ما الذی استحسنت منی قال عینیك قد خلت
الی دارها وقلعت عینیها وخرجت الی خلف الباب ورمت بها الیه وقالت له خذها لا بارك الله فیك

ترجمہ تو اُسکو سوال کرنیکی قدرت ہے جو اس حالت میں بمنزلہ کسب کے ہوجائیگی اب جو وہ اُسکو چھوڑ دیگا تو اس نے نفس کی محافظت
میں کمی کی اور نفس اس کے پاس ایک امانت ہے لہذا عذاب کا مستحق ہوا اور اس شخص کی آنکھ جانیکے بارہ میں جو اندھا رہا اس سے
بھی بڑھکر منقول ہے ابو علی رودباری ابو بکر دقاق کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ میں عرب کے ایک قبیلے کا مہمان ہوا تو میں نے ایک خوبصورت
لڑکی دیکھی تو میں نے اسکی طرف نظر کی تو میں نے اپنی آنکھ نکال ڈالی جس سے اسکی طرف دیکھا تھا تو اس نے کہا کہ تم جیسا اللہ کیواسطے دیکھتا ہی
مین کہتا ہوں دیکھو اس شخص کی جہالت کو جو شریعت اور عبادت میں غریب ہی کیونکہ اگر اُسنے اسکی طرف بلا قصد دیکھا تھا تو اُسپر
کچھ گناہ نہیں اور اگر قصداً دیکھا تھا تو صغیرہ گناہ کیا جسمین ندامت کافی تھی تو اس نے اس کے ساتھ ایک کبیرہ گناہ ملا دیا اور وہ اپنی آنکھ
کا نکال ڈالنا ہی اور اس سے توبہ نہیں کی کیونکہ اس نے اعتقاد رکھا کہ اُسکا نکال ڈالنا قربت الٰہی ہے اور جو شخص کہ امر ممنوع کو قربت سمجھی
تو اسکی خطا انتہا کو پہونچ گئی اور شاید اس نے یہ حکایت بعض بنی اسرائیل سے سنی کہ اس نے ایک عورت کو دیکھا تو اپنی آنکھ نکال ڈالی اور یہ
حکایت باوجود بعد صحت کے ممکن ہو کہ ان کی شریعت میں جائز ہوا اور ہماری شریعت نے اسکو حرام کر دیا اور گویا اس قوم نے خود ایک شریعت
ایجاد کر کے اسکا نام تصوف رکھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت چھوڑ دی بعض صوفیہ عابدہ عورتوں سے بھی اس قسم کی
حکایتیں نقل کی گئیں ہیں شعرانہ نے کہا کہ ہماری پڑوس ایک صالحہ عورت رہتی تھی ایک روز بازار کو گئی کسی آدمی نے اسکو دیکھا
اور فریفتہ ہوگیا اور اس کے مکان تک اس کے پیچھے پیچھے آیا اس عورت نے اس سے کہا کہ اے شخص تو مجھ سے کیا چاہتا ہے وہ بولا
کہ مین تجھ پر مفتون ہوگیا پوچھنے لگی کہ تجھکو میری کونسی چیز پسند آئی اُسنے کہا کہ تیری آنکھیں اچھی ہیں وہ عورت گھر میں گئی اور اپنی آنکھیں
نکال ڈالیں اور دروازے کے پاس آکر اس شخص کی طرف پھینکیں اور کہا کہ یہ آنکھیں لیجا خدا تجھکو برکت نہ دے

لم افرق بين الدموع والدم وذهبت عيني في تلك الحجة وكانت الشمس اذا اثرت في يدي قبلت يدي ووضعتها على عيني سروراً مني بالبلاء وقال ابوبكر الرازي قلت لابي بكر الدقاق وكان بفرد عين ما سبب ذهاب عينك قال كنت ادخل البادية على التوكل فجعلت على نفسي ان لا اكل لاهل المنازل شيئاً تورعاً فسالت احدى عيني على خدي من الجوع قال المصنف اذا سمع مبتدئ هذا الرجل ظن ان هذه مجاهدات وقد جمعت فنوناً من المعاصي المخالفات منها خروجه في نصف السنة على الوحدة ومشيه بلا زاد ولباسه الجلّ ومسح عينه به وظنه ان ذلك يقربه الى الله سبحانه وانما يتقرب الى الله سبحانه بما شرعه لا بما نهى عنه ولو ان انساناً قال اريد ان اضرب نفسي بعصا لانها عصت اتقرب بذلك الى الله كان عاصياً وسرور هذا الرجل بهذا خطأ قبيح لانه انما يفرح بالبلاء اذا كان بغير سبب الانسان فلو ان انساناً كسر رجل نفسه ثم فرح بهذه المصيبة كان نهاية في الحماقة ثم تركه السؤال وقت الاضطرار وحمله على النفس شدة المجاعة حتى سالت عينه ثم تسمية هذا تورعاً حماقات الزهاد ثمرها الجهل البعد عن العلم وقد قال سفيان الثوري من جاع فلم يسأل حتى مات دخل النار قال المصنف فانظر الى كلام الفقهاء ما احسنه ووجهه ان الله تعالى قد جعل للجائع مكنة التسبيب فاذا عدم الاسباب الظاهرة

ترجمہ اور آنسوؤں کو علیحدہ نکرتا تھا اس حج میں میری آنکھ جاتی رہی جب دھوپ میرے ہاتھ میں اثر کر جاتی تھی تو میں اپنے ہاتھ کو بوسہ دیتا تھا اور اپنی آنکھ پر رکھ لیتا تھا کیونکہ میں بلا سے بہت خوش تھا ابوبکر رازی نے کہا ابوبکر دقاق سے پوچھا وہ یک چشم تھے کہ تمہاری آنکھ جاتے رہنے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ میں توکل پر جنگل کو جایا کرتا تھا میں نے اپنے جی میں عہد کیا کہ کار واںوں سے مانگ کر کچھ نہ کھاؤنگا۔ تاکہ تورع قائم رہے بھوک کی تکلیف سے میری ایک آنکھ بہ کر رخسارے پر آ پڑی مصنفؒ نے کہا کہ مبتدی آدمی جب اس شخص کا قصہ سنیگا تو سمجھیگا کہ یہ مجاہدہ ہے حالانکہ یہ حرکت بہت قسم کے گناہوں اور شریعت کے خلافوں کو جامع ہے۔ ایک شخص نصف سال گذرنے پر تنہا چلا پھر بغیر توشہ کے سفر کیا اور جھول کا لباس بنایا اور اس سے اپنی آنکھ پونچھی پھر یہ خیال کیا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوتی ہے حالانکہ قربت آلہی امر مشروع میں ہے امر ممنوع سے نہیں ہوتی اگر کوئی آدمی کہے کہ میں اپنے نفس کو لکڑی سے مارونگا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا نافرمان ہے تو عاصی ہوگا اور اس شخص کا اس حالت پر خوش ہونا خطائے قبیح ہے کیونکہ بلا سے اسوقت خوش ہونا چاہیے کہ بغیر سبب کے نازل ہو اگر کوئی آدمی خود اپنے پیر توڑ ڈالے اور پھر اس مصیبت سے خوش ہو تو نہایت احمق ہوگا پھر حالت اضطرار میں اس شخص کا سوال نہ کرنا اور اپنے نفس پر بھوک کی سختی برداشت کرنا حتے کہ اس کی آنکھ بہ گئی۔ پھر اُس کا نام تورع رکھنا سب خلاف ہے۔ زاہدوں کی حماقتیں ہیں۔ جن کو جہالت اور لاعلمی نے پیدا کیا +

سفیان ثوری نے کہا جو بھوکا ہو۔ اور سوال نہ کرے۔ یہانتک کہ مرجائے تو دوزخ میں جائے گا مصنف نے کہا۔ کہ فقہا کے کلام کو دیکھنا چاہیئے کہ کیسا اچھا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بھوکے کو سبب پیدا کرنے کی قدرت دی ہے۔ جب اسباب ظاہری نہ رہیں

فاصابتنى فاقة فرأيت المرحلة من بعيد فسررت لوصولى ثم فكرت فى نفسى انى سكنت واتكلت على غيره فآليت ان لا ادخل المرحلة الا ان احمل اليها فحفرت لنفسى فى الرمل حفرة وواريت جسدى فيها الى صدرى فسمعت صوتا فى نصف الليل عاليا يا اهل المرحلة ان لله وليا حبس نفسه فى هذا الرمل فالحقوه فجاء جماعة فاخرجونى وحملونى الى القرية قال المصنف لقد تنطع هذا الرجل على طبعه فاراد منه ما لم يوضع عليه لان فى طبع الآدمى لهشاشة الى ما يحب ولا لوم على العطشان اذا هش الى الماء ولا على الجائع اذا هش للطعام وكذلك كل من هش الى محبوب له وقد كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا قدم من سفر فلاحت له المدينة اسرع السير حب الوطن ولما خرج من مكة يلتفت شوقا اليها وكان بلال يقول لعن الله عتبة وشيبة اذ اخرجونا من مكة ويقول الا ليت شعرى هل ابيتن ليلة بواد وحولى اذخر وجليل فنعوذ بالله من الاعراض عن العمل بمقتضى العلم والعقل ثم حبسه لنفسه عن صلاة الجماعة قبيح واى شئ فى هذا من التقرب الى الله سبحانه انما هو جهل محض وعن كبه بن محمد قال كنت عند ابى الخير النيسابورى فبسطنى بمحادثته لى فذكر بدايته الى ان سألته عن سبب قطع يده فقال يد جنت فقطعت

ترجمہ مجھ کو فاقہ گذرا مین نے دور سے منزل کو دیکھا میں اپنے وہاں پہونچنے پر خوش ہوا پھر اپنے جی میں سوچا کہ مینے برا کیا۔ اور غیر خدا پر بھروسہ کیا لہذا مینے قسم کھائی کہ بغیر کسی کے لیجائے ہوئے مرحلہ مین نہ جاونگا مین نے وہیں بالو میں اپنے لیئے ایک گڑہا کہودا۔ اور اپنے بدن کو سینے تک اسمین پوشیدہ کیا آدہی رات گذرنے پر مینے ایک بلند آواز سنی کہ اے اہل قریہ ایک اللہ کا ولی اپنے آپ کو اس ریگ بیابان مین چھپائے ہوئے ہے اس کی خبر لو۔ اس گاؤن سے ایک جماعت آئی۔ اور مجھ کو گاؤن میں اٹھا لیگئی مصنف ؒ نے کہا کہ اس شخص نے اپنی طبیعت پر ظلم کیا کیونکہ اس سے وہ کام چاہا جسکے لئے وہ بنائی نہیں گئی کیونکہ آدمی کی طبیعت مین داخل ہے کہ جس چیز کو محبوب رکھتا ہی خوشی سے اسکی طرف جاتا ہے اگر پیاسا پانی کی طرف اور بھوکا کھانے کی جانب شوق سے جائے تو قابل ملامت نہیں علی ہذا القیاس ہر ایک شخص جو اپنی محبوب چیز کی طرف خوش ہوکر دوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تھے اور مدینہ ظاہر ہوتا تھا تو بوجہ محبت وطن کے چلنے میں تیزی فرماتے تھے۔ اور جب مکہ سے واپس ہوتے تہی تو کمال شوق کے سبب سے اسکو مڑ مڑ کر دیکھتے تھے بلال رضی اللہ عنہ مدینہ میں فرمایا کرتے تھے کہ عتبہ اور شیبہ پر اللہ تعالے لعنت کرے اوھون نے ہم کو مکہ سے نکال دیا اور شعر پڑہتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کاش یہ معلوم ہوتا کہ کوئی رات ایسی آئیگی کہ میں وادی مکہ میں شب باش ہونگا اور میرے گرد اذخر اور جلیل (دو گھاس ہوتے ہین) ہونگے۔ اب جو شخص مقتضائے علم و عقل پر عمل کرنے سے اعراض کرے تو اس سے خدا بچائے علاوہ ازین اپنے آپ کو نماز جماعت سے باز رکھنا عین قبیح ہے۔ اس بات مین کیا تقرب آلہی ہی یہ تو محض جہالت ہی بکر بن محمد کہتے ہیں کہ میں ابو الخیر نیشاپوری کے پاس تھا وہ بلا تکلف مجھ سے باتیں کرنے لگے تو اپنی ابتدا کا ذکر کیا یہانتک کہ مینے ان سے انکے ہاتھ کٹ جانیکا سبب پوچھا۔ جواب دیا کہ اسنے قصور کیا تو کاٹا گیا+

قال المصنف فانظروا اخوانی کیف یتلاعب ابلیس بالجهلة فان ذلك الرجل اتی بصغیرة بالنظر الیها واتت هی
بکبیرة ثم انها ما ظنت انها فعلت طاعة ثم کان ینبغی ان لا تکلم رجلا وقد وجد من القوم ضد هذا کما روی
عن ذی النون وغیره انه قال لقیت امرأة بالبریة وقلت لها وقالت لی وقد انکرت علیه امرأة متیقظة فروی محمد بن
یعقوب الفرجی عن ذی النون قال رأیت امرأة بنحو ارض البجه فنادیتها فقالت وما للرجال ان یکلموا النساء لو
لا ضعف عقلك لرمیتك بشیء وقال اسمٰعیل ابن محمد دخل ابراهیم الهروی مع سبتة البریة فقال سبتة
اطرح ما معك من العلائق قال فطرحتها کلها وابقیت دینارا فخطا خطوات ثم قال اطرح ما معك لا تشغل
سری قال فاخرجت الدینار ودفعته الیه فطرحه ثم خطا خطوات وقال اطرح ما معك قلت لیس معی شیء
قال بعد سری مشتغل ثم ذکرت ان معی سبحة شسوع فقلت لیس معی الا هذه قال فاخذها فطرحها ثم
قال امش فمشینا فما احتجت الی شسع فی البادیة الا وجدته مطروحا بین یدی فقال لی کذا من عامل الله بالصدق قال المصنف
هذه الافعال خطاء ورمی المال حرام والعجب ممن یرمی ما یملك ویاخذ ما لا یدری من این هو وسمعت
علی بن محمد المصری یقول سمعت ابا سعید الخراز یقول دخلت البادیة مرة بغیر زاد

ترجمہ مصنف نے کہا میرے بھائیو دیکھو تو سہی کہ شیطان جاہلوں کے ساتھ کیسا کھیل کرتا ہے یہ آدمی تو اُس عورت کی وجہ سے گناہ
صغیرہ ہی میں پڑا تھا مگر وہ اس کی وجہ سے گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوئی اور پھر یہ سمجھی کہ اُسکی یہ حرکت گویا عبادت ہے علاوہ ازین اسکو یہ بھی
تو چاہیے تھا کہ غیر آدمی سے بات نکرتی اور صوفیہ سے اس کے خلاف بھی پایا گیا چنانچہ ذوالنون وغیرہ کہتے ہیں کہ مین جنگل میں ایک عورت سے
ملا اوسنے مجھ سے باتین کی اور مینے اس سے گفتگو کی انہین بزرگ پر ایک بیداردل عورت نے انکار چنانچہ محمد ابن یعقوب فرجی
کہتے ہیں کہ ذوالنون کہتے ہیں کہ دریائی جیسی زمین مین مینے ایک عورت دیکھی اور اسکو پکارا وہ بولی کہ مردون کو عورتون سے بات
کرنیکا کیا کام اگر تمہاری عقل میں فتور نہوتا تو مین تم کو کچھ چیز اوٹھا کر مارتی اسمٰعیل بن محمدؐ نے کہا کہ ابراہیم ہروی ہمراہ ستیہ
کے صحرا کو گئے ستیہ نے ابراہیم سے کہا کہ علایق دنیاوی میں سے جو کچھ تمہارے پاس ہو اوسے پھینکدو ابراہیم کہتے ہیں کہ مینے تمام چیزین پھینکدیں
اور ایک دینار رکھ لیا چند قدم چلکر ستیہ نے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو پھینکدو اور میرے باطن کو پراگندہ نکرو مینے دینار نکالکر ان کو دیا انہون
نے پھینکدیا پھر چند قدم چلکر کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو پھینکدو مینے کہا میرے پاس کچھ نہیں انہون نے کہا میرا باطن ابتک پراگندہ ہے
پھر مجھے یاد آیا کہ میرے پاس ایک تسمونکا دستہ ہے مینے کہا کہ میرے پاس فقط یہ دستہ ہے اونہون نے مجھ سے دستہ لیکر پھینکدیا اور کہا
کہ اب چلو ہم دونوں چلا کئے رستہ میں مجکو جب کہیں تسمہ کی ضرورت ہوئی تو جنگل مین اپنے سامنے پڑا پایا ستیہ نے مجھ سے کہا
کہ دیکھو جو اللہ تعہ کی ساتھ صدق معاملت سے پیش آتا ہے اس سے یہ سلوک کیا جاتا ہے مصنف نے کہا یہ سب حرکتین غلط
ہین اور مال کا پھینکدینا حرام ہے اور تعجب اس شخص پر آتا ہے جو اپنی مملوک چیز کو پھینکتا ہی اور اس چیز کو لیتا ہی کہ اتنا بھی نہین جانتا
کہ وہ کہاں سے آئی علی بن محمد مصری سے مینے سنا کہتے تھے کہ مجھ سے ابوسعید خراز نے بیان کیا کہ مین ایکمرتبہ بغیر توشہ کے جنگل مین داخل ہوا

وسرت وخرجت الی انطاکیة فرای بعض اخوانی وعلم انی اریدا الثغر فدفع لی سیفا وترسا وحربة فدخلت الثغر وکنت حینئذ احتشم من الله عزوجل وراء السور خیفة العدو فجعلت مقامی فی غابة اکون فیها بالنهار واخرج باللیل الی شاطیء البحر فاغرز الحربة علی الساحل واسند الترس الیها محرابا اتقلد سیفی واصلی الی الغداة فاذا اصلیت الصبح غدوت الی الغابة فکنت فیها بالنهار اجمع فبدا لی فی بعض الایام فعثرت بشجرة فاستحسنت ثمرها ونسیت عقدی مع الله وقسمی به انی لا امد یدی الی شیء مما تنبت الارض فمددت یدی فاخذت بعض الثمرة فبینا انا امضغها ذکرت العقد فرمیت بها فی فمی وجلست ویدی علی راسی فدار بی فرسان وقالوا قم فاخرجونی الی الساحل فاذا امیر وحوله خیل ورجال وبین یدیه جماعة سودان کانوا یقطعون الطریق وقد اخذهم وافترقت الخیل فی طلب من هرب منهم فوجدونی اسود معه سیف وترس وحربة فلما قدمت الی الامیر قال ایش انت قلت عبد من عبید الله فقال للسودان تعرفونه قالوا لا قال بل هو رئیسکم وانما تفدونه بانفسکم لاقطعن ایدیکم وارجلکم فقدموهم ولم یزل یقدم رجلا رجلا ویقطع یده ورجله حتی انتهی الی فقال تقدم مد یدک فمددتها فقطعت ثم قال مد رجلک فمددتها ورفعت راسی الی السماء فقلت الهی فی یدی جنت فرجلی ایش عملت

ترجمہ پھر مین وہاں سے چلا اور انطاکیہ میں داخل ہوا میرے بعض احباب نے دیکھا اور جانا کہ مین حدود قلعہ کا ارادہ رکھتا ہوں تو مجھ کو ایک تلوار اور ایک ڈہال اور ایک کوڑا دیا تو مین قلعہ میں داخل ہوا اسوقت میں اللہ تعالے سے شرم رکھتا تھا کہ دشمن کے خوف سے دیوار کے پیچھے چھپ جاؤں مینے اپنا مقام ایک جنگل قرار دیا تھا کہ دن مین وہاں رہتا تھا اور رات کو دریا کے کنارے جاتا تھا اور ساحل پر اپنے اوزار حرب گاڑتا تھا اور ڈہال کو محراب کی طرح اُن کے سہارے کھڑا کرتا تھا اور تلوار کو حمایل کرکے صبح تک نماز پڑھتا تھا بعد ادائے نماز صبح کو پھر اسی جنگل کی طرف چلا جاتا تھا اور دن بھر وہیں رہتا تھا ایک روز میں نکلا اور مجھے ایک درخت ملا جسکے پھل مجھکو اچھے معلوم ہوئے اور اللہ تعالے کے ساتھ جو عہد کیا تھا وہ بھول گیا اور قسم یاد نرہی کہ کسی چیز کیطرف ہاتھ نہ بڑھاؤنگا جو زمین سے پیدا ہوتی ہے مینے دست درازی کی اور کچھ پھل توڑے میری مونہہ میں تھا اور اسکو کہا رہا تھا کہ وہ عہد وقسم یاد آئی مینے جو کچھ مونہہ میں تھا پھینکدیا اور مین سر پر ہاتھ رکھکر بیٹھگیا میرے پاس کچھ سوار آئے اور بولے کہ کھڑا ہو مجھ کو ساحل کیطرف لیگئے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سردار ہے اور اس کے گرد سوار اور پیادے ہیں اور اس کے سامنے ایک حبشیوں کی جماعت تھی جو رہزنی کرتے تھے اور سردار نے ان کو پکڑا تھا اور جو بھاگ گئے تھے ان کی تلاش میں سوار ادہر اُدہر گئے ہوئے تھے انھوں نے مجھکو بھی تلوار اور ڈہال اور اوزار حرب دیکھکر حبشی جانا جب میں سردار کے سامنے آیا تو اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے مینے کہا کہ خدا کے بندوں مین سے ایک بندہ ہوں پھر حبشیوں سے دریافت کیا کہ تم اسکو پہچانتے ہو وہ بولے کہ نہیں سردار نے کہا کیوں نہیں وہ تو تمہارا سردار ہے تم اپنی جانیں دیکر اسکو بچانا چاہتے ہو میں تمہارے ہاتھہ پاؤں کاٹونگا ڈاکو آگے بڑہائے گئے ایک ایک آدمی آگے بڑہایا جاتا تھا اور اسکے ہاتھہ پاؤں کاٹے جاتے تھے یہانتک کہ میری نوبت آئی مجھے کہا کہ آگے آکر اپنا ہاتھہ بڑہا مینے ہاتھہ سامنے کردیا اور وہ کاٹا گیا پھر کہا کہ پاؤں سامنے لا مینے پاؤں بڑہایا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا اے میری معبود اور آقا میرے ہاتھہ نے تو گناہ کیا تھا مگر میرے پاؤں نے کیا خطا کی

ثم اجتمعت به مع جماعة فسئلوه عن ذلك فقال سافرت حتى بلغت اسكندرية فاقمت بها اثنی عشرة سنة وكنت قد بنيت بها كوخا فكنت اجئ اليه من ليل الى الليل وافطر على ما اقتضته المرابطون واز احم الكلاب على قمامة السفر واكل من البردى فی الشتاء فنوديت فی سری يا ابا الخير تزعم انك لا تزاحم الخلق فی اقواتهم وتشير الى التوكل وانت فی وسط القوم جالس فقلت الهی وسيدی وعزتك لا امددت يدی الى شئ مما تنبته الارض حتى تكون الموصل الی رزقی من حيث لا اكون انا فيه فاقمت اثنی عشر يوما اصلی الفرض والسنة ثم عجزت عن السنة فاقمت اثنی عشر يوما اصلی الفرض لا غير ثم عجزت عن القيام فاقمت اثنی عشر يوما اصلی جالسا ثم عجزت عن الجلوس فرايت ان طرحت نفسی فلجأت الى الله بسری وقلت الهی وسيدی افترضت علی فرضا تسالنی عنه وقسمت لی رزقا وضمنته لی فتفضل علی برزقی ولا تؤاخذنی بما اعتقدته معك فوعزتك لاجتهدن ان لا احل عقدا عقدته معك فاذا بين يدی قرصان بينهما شئ فكنت اجده على الدوام من الليل الى الليل ثم طولبت بالمسير الى الثغر فسرت حتى دخلت فوجدت فی الجامع قاصا يذكر قصة زكريا والمنشار وان الله اوحى اليه حين نشر فقال ان صعدت الی منك انة لامحونك من ديوان النبوة فصبر حتى قطع شطرين قلت لقد كان زكريا صبارا الهی وسيدی لان ابتليتنی لاصبرن۔

ترجمہ پھر ایک جماعت کے ساتھ ان کے پاس گیا تو لوگون نے ان سے اوسکے بارے مین پوچھا تو کہا کہ مینے ایک سفر کیا تھا یہانتک کہ اسکندریہ پونچا اور وہان بارہ برس رہا مینے وہان ایک مکان بنایا اور مین وہان رات کی رات آیا کرتا تھا اور رباط والوں کے شکار پر فطار کرتا اور دسترخوان کا جوٹھا کتوں سے چھین لاتا اور جاڑے مین جڑین کہا لیتا تو میرے باطن مین مجھے آواز دی گئی کہ ای ابو الخیر تیرا خیال یہ ہے کہ مخلوق کو ان کی روزی کے بارے مین زحمت نہین دیتا اور توکل پر سفر کرتا ہی۔ حالانکہ تو قوم کے بیچ مین بیٹھا مینے عرض کیا کہ اے میرے معبود اور آقا تیری عزت کی قسم کہ مین اپنے ہاتھ اس چیز کی طرف نہ بڑہا ونگا جو زمین سے پیدا ہوتی ہے یہانتک کہ ایسی جگہہ سے مجھکو رزق پہونچے کہ میرا اس مین کچھ دخل نہو تو بارہ روز تک فقط فرض و سنت ادا کرتا رہا پھر سنت بھی نہ پڑھ سکا تو بارہ روز تک فقط فرض ادا کرتا رہا پھر مین قیام سے عاجز ہوگیا تو بارہ روز تک قیام کیا پھر بیٹھکر نماز پڑہتا رہا۔ پھر بیٹھنے کی طاقت نرہی مینے دیکھا کہ مینے اپنے آپ کو گرا دیا۔ پھر مینے اپنے اندرون سے اللہ تعالے سے التجا کی اور عرض کیا کہ اے میرے معبود اور آقا تونے مجھپر فرض مقرر کیا۔ جسکے بارے مین تو مجھ سے سوال کریگا اور میرے لئے روزی مقدر کی جس کا تو ضامن ہوا ہے اپنے فضل و کرم سے مجھکو روزی پہونچا۔ اور تیرے ساتھ جو مینے عقیدہ کیا ہے اس کے بارے مین مجھسے مواخذہ نکر تیری عزت کی قسم ہے کہ مین کوشش کرونگا کہ تیرے ساتھ جو عہد کیا ہی اسکو نہ توڑوں یکایک مینے دیکھا کہ میرے آگے دو روٹیاں تھیں اور ان مین کچھ سالن تھا مین ہمیشہ وہ کھانا پاتا رہا اور ایک رات سے دوسری رات تک اُسپہ بسر کرتا رہا پھر مجھ سے مطالبہ کیا گیا کہ قلعہ کیطرف جاؤں مین چلا شہر مین آیا تو جامع مسجد مین ایک واعظ کو دیکھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ بیان کرتا تھا کہ جب ان کے سر پر آرہ چلا تو اللہ تعالی نے وحی فرمائی کہ اگر مجھ تک تیری آہ کی آواز آئی تو تیرا نام دفتر نبوت سے مٹا دونگا زکریا نے صبر کیا حتی کہ دو ٹکڑے کر ڈالے گئے مینے کہا فی الحقیقت زکریا بڑے صابر تھے اے میرے معبود اور میرے آقا اگر تو میرا امتحان کریگا تو میں صبر کرونگا +

اوتبعث لی بجام فالوذج حار ولا اکلته الا بعد ان یحلف علیّ قال وکنا نمشی فی الصحراء فقالت له الجماعة الاخر جاهل
ومشینا فانتهینا الی قریة وقد مضی یوم ولیلتان لم یطعم فیها شیئا ففارقته الجماعة غیری فطرح نفسه فی مسجد
القریة مستسلما للموت ضعفا فاقمت علیه فلما کان فی الیوم الرابع وقد انتصف اللیل وکاد الشیخ
یتلف اذا بباب المسجد قد فتح واذا جاریة سوداء معها طبق مغطّیً فلما رأتنا قالت انتم غرباء او من اهل القریة فقلنا غرباء
فکشفت الطبق فاذا بجام فالوذج یفور حرارته قالت کلوا فقلت له کل فقال لا افعل فرفعت الجاریة یدها فصفعته صفعة عظیمة
وقالت والله لان لم تاکل لاصفعنک هکذا الی ان تاکل فقال کل معی فاکلنا حتی فرغ الجام فهمت الجاریة بالانصراف
فقلت للجاریة ما خبرک وخبر هذا الجام فقالت انا جاریة لرئیس هذه القریة وهو رجل حاد طلب منا جام فالوذج
فقمنا نتسلیه له فطال الامر علیه فاستعجل فقلنا نعم فعاد فاستعجل فقلنا نعم فحلف بالطلاق ان لا یاکله هو ولا احد
ممن هو فی داره ولا احد من اهل القریة ولا یاکله الا رجل غریب فخرجنا نطلب
الفقراء فی المساجد فلم نجد الا انتم ولو لم یاکل هذا الشیخ لقتلته ضربا الی ان یاکل لئلا تطلق سیدتی من زوجها فقال
الشیخ کیف ترا اذا اراد ان یرزق قال المصنف باشبع هذا جاهل اعتقده کرامة وما فعله الرجل من اقبح القبیح فانه یجرب علی الله وتعالی علیه یحمل علی نفسه

ترجمہ حتیٰ کہ گرم گرم فالودہ کا پیالہ میرے پاس بھیجا جائے اور اس کو نہ کھاؤنگا یہانتک کہ مجھ کو قسم دی جائے ہم لوگ صحرا کی طرف چلے جارہے تھے
شیخ کو ایک دوسری جماعت نے کہا کہ جاہل ہے ہم چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہونچے ایک دن اور دو راتیں گذر گئیں شیخ نے کچھ نہ کھایا جماعت
نے ان کو چھوڑ دیا فقط میں اُن کے ساتھ رہا اس گاؤں کی مسجد میں وہ لیٹ رہے اور ضعف کے مارے گویا اپنے آپ کو موت کے سپرد کر دیا میں
اُن کے پاس رہا جب چوتھا دن ہوا اور آدھی رات گذری اور شیخ مرنے کے قریب ہوئے کہ یکایک مسجد کا دروازہ کھلا اور ایک سیاہ فام لڑکی
ایک طبق سرپوش دار لیے ہوئے آئی اور جب اُسنے ہمکو دیکھا تو پوچھنے لگی کہ تم مسافر ہو یا گاؤں والے ہمنے کہا کہ مسافر ہیں اس نے وہ طبق کھولا اور
ایک فالودہ کا پیالا جو گرمی کیوجہ سے جوش مارتا تھا نکالا اور کہنے لگی کہ کھاؤ مینے شیخ سے کہا کہ اُسکو کھائیے جواب دیا کہ میں نہیں کھاؤنگا
لڑکی نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور زور سے طمانچہ مارا اور کہنے لگی کہ واللہ اگر تو نہ کھائیگا۔ تو ہم یونہیں تجھے طمانچہ مارتے رہینگے حتیٰ کہ تو کھالے
شیخ نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ کھا ہم دونوں نے کھایا اور پیالا خالی کر دیا جب اُسنے جانیکا ارادہ کیا تو مینے اس لڑکی سے پوچھا کہ تو کون
ہے اور یہ پیالا کیسا ہے وہ بولی کہ میں اس گاؤں کے رئیس کی لونڈی ہوں وہ ایک تندمزاج شخص ہے ہمسے فالودہ کا پیالا مانگا ہم اس کے لیئے
فالودہ تیار کرنے لگے تو اس میں دیر لگی پھر اُسنے جلدی کی تو ہم نے کہا بہت اچھا اوسنے جلدی کی تو ہم نے کہا بہت اچھا تو اس نے طلاق کی قسم
کھائی کہ یہ پیالا نہ میں کھاؤنگا اور نہ کوئی گھر کا اور نہ کوئی گاؤں کا اور فقط مسافر آدمی کھائے ہم مسجدوں میں فقیروں کو تلاش کرنے
لئے نکلے سوائے تمہارے کوئی نہ ملا اور اگر یہ شیخ نہ کھاتا تو اسکو برابر مارتی حتیٰ کہ کھا لیتا تاکہ میری سیدہ کو انکے شوہر کیجانب سے طلاق نہ پڑتی شیخ
نے مجھ سے کہا کہ کیوں تمنے دیکھا جب خدا رزق پہونچانا چاہتا ہے تو یوں دیتا ہے مصنفؒ نے کہا کہ بسا اوقات جاہل آدمی اس قصہ کو سنکر
اعتقاد کریگا کہ یہ کرامت ہے حالانکہ اس شخص نے جو کچھ کیا بریسے سے برا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تجربہ کرتا ہے اور اسپر قسم کھاتا ہے اور اپنے نفس پر حملہ کرتا ہے

فاذا بفارس قد وقف على الحلقة ورمى بنفسه الى الارض وصاح ايش تعملون تريدون ان تنطبق الخضراء على الغبراء هذا رجل صالح يعرف بابي الخير فرمى الامير نفسه واخذ يدي المقطوعة من الارض فقبلها وتعلق بي يقبل صدري ويدي ويقول سألتك بالله اجعلني في حل فقلت قد جعلتك في حل من اول ما قطعتها هذه يد جنت فقطعت **قال المصنف** فانظروا رحمكم الله الى عدم العلم كيف صنع بهذا الرجل وقد كان من اهل الخير ولو كان عنده علم لعلم ان ما فعله حرام عليه وليس لابليس عون على العباد والزهاد اكبر من الجهل **و** باسنادٍ قال دخلنا المصيصة مع حاتم الاصم فاعتقد انه لا ياكل فيها شيئاً حتى يفتح فمه ويوضع فيه ما ياكل فقال لاصحابه اتركوا وجلسوا فاقام تسعة ايام لا ياكل فيها شيئاً فلما كان في اليوم العاشر جاء اليه انسان فوضع بين يديه شيئاً يؤكل فقال كل فلم يجبه فقال له ثلاثاً فلم يجبه فقال هذا مجنون فاصلح لقمة واشار بها الى فمه فلم يفتح فمه ولم يكلمه فاخرج مفتاحاً كان معه في كمه وقال كل وفتح فاه بالمفتاح ودس اللقمة في فمه فاكل ثم قال له ان اجبت ان ينفعك الله به فاطعم اولئك واشار الى اصحابه **و**عن القاضي احمد بن سيار قال حدثني رجل من الصوفية قال صحبت شيخاً من الشيوخ انا وجماعة في سفر فجرى حديث التوكل والارزاق وضعف النفس فيها وقوتها فقال الشيخ علي وحلف ايماناً عظيمة لا ذقت ماكولا

ترجمہ اتنے میں ایک سوار آیا اور حلقہ میں آکر کھڑا ہوا اور زمین پر اپنے آپ کو گرا کر چلایا کہ اے لوگو یہ کیا کر رہے ہو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ زمین آسمان مل کر ایک ہو جائیں یہ شخص مرد صالح ابو الخیر کر کے مشہور ہیں سردار یہ سنکر زمین پر گر پڑا اور میرا دست بریدہ زمین سے اوٹھا کر بوسہ دینے لگا اور مجھکو لپٹ کر میرے سینہ اور ہاتھوں کو چومتا تھا اور کہتا کہ خدا کے لیے مجھکو معاف فرمائیے میں نے کہا کہ جب سے ہاتھ کاٹنا شروع کیا تھا میں جبھی معاف کر چکا کیونکہ اس ہاتھ نے گناہ کیا تھا اس لیے کاٹا گیا **مصنف**ؒ نے کہا غور کرنا چاہیے کہ بےعلمی نے اس شخص کے ساتھ کیا کیا حالانکہ اہل خیر میں سے تھا اگر یہ شخص علم رکھتا تو جانتا کہ جو کچھ اسنے کیا وہ اوسپر حرام تھا عابدوں اور زاہدوں کے حق میں ابلیس کا معاون جہل سے زیادہ کوئی نہیں **اسناداً** روایت ہے کہ راوی نے کہا ہم حاتم اصم کے ساتھ مصیصہ میں داخل ہوئے حاتم نے عہد کیا کہ میں کچھ نہ کھاؤنگا جبتک خود میرا منہہ نہ کھولا جائے اور کھانے کی چیز اس میں نہ رکھی جائے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم ادہر اودہر چلے جاؤ اور خود بیٹھ گئے نو دن تک بیٹھے رہے اور کچھ نہ کھایا جب دسواں روز ہوا تو اونکے پاس ایک شخص آیا اور ان کے سامنے کوئی کھانیکی شے رکھی اور کہا کہ اسے کھاؤ حاتم نے کچھ جواب نہ دیا تو اس نے تین مرتبہ کہا اس نے جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ یہ دیوانہ آدمی ہے ایک لقمہ درست کر کے ان کے مونہہ کی طرف لیگیا۔ حاتم نے اپنا مونہہ نکھولا اور نہ اس سے کلام کیا اور اس شخص نے ایک کنجی نکالی جو اس کی آستین میں تھی اس مفتاح سے انکا مونہہ کھولکر کہا کہ کھاؤ اور لقمہ ان کے مونہہ میں ٹھونس دیا حاتم نے کھایا پھر اس شخص سے بولے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ اس کھانے سے تمکو نفع پہونچائے تو ان لوگوں کو کھلا دو اپنے ہمراہیوں کی طرف اشارہ کیا قاضی احمد بن سیار نے کہا کہ صوفیہ میں سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک سفر میں ایک شیخ کے ساتھ میں اور چند لوگ تھے توکل کا کچھ ذکر آیا۔ اور روزیوں کا اور نفس کے ضعف و قوت کا دربارہ توکل تذکرہ ہوا شیخ نے کہا کہ میرے ساتھ آؤ میرے ساتھ آؤ۔ یہ کہہ کر بڑی سخت قسمیں کھائیں۔ کہ میں کوئی کھانے کی چیز نہ چکھوں گا۔

فی البادیة کلبًا یلهث عطشا فقال من یشتری سبعین حجة بشربة ماء فسقی الکلب ثم قال هذا خیر من سبعین حجة لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی کل ذات کبد حری اجر و انما
مثل هذه الاشیاء لیتنزه العاقل فی مبلغ علم هؤلاء و فهمهم التوکل و غیره فخالفتهم لاوامر الشرع و لیت
کیف یصنع من یخرج منهم و لا شیء معه بالوضوء و الصلوة و ان تخرق ثوبه و لا ابرة معه فکیف یفعل و قد
بعض مشائخهم یامر المسافر باخذ العدة قبل السفر **قال المصنف** و لقد کان ابراهیم الخواص مجرد فی
التوکل یدقق فیه و کان لا یفارقه ابرة و خیوط و رکوة و مقراض فقیل له لم تحمل هذا و انت تمنع من کل شیء فقال
مثل هذا لا ینقص التوکل لان للہ تعالی علینا فرائض و الفقیر لا یکون علیه الا ثوب واحد فربما یتخرق ثوبه و ان
لم یکن معه ابرة و خیوط تبدو عورته فیفسد علیه صلوته و ان لم یکن معه رکوة تفسد طهارته و اذا رأیت الفقیر لا
ابرة و لا ابرة و لا خیوط فاتهمه فی صلوته

ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة اذا قدموا من سفر

قال المصنف من مذهب القوم ان المسافر اذا قدم فدخل الی الرباط و فیه جماعة لم یسلم علیهم حتی یدخل المیضاة و اذا توضأ صلی رکعتین ثم سلم علی الشیخ ثم سلم علی الجماعة و هذا ابتدعه متاخروهم علی خلاف الشریعة و ان فقهاء الاسلام اجمعوا علی ان من دخل علی قوم

ترجمہ تو رستے میں دیکھا کہ جنگل میں ایک کتا پیاس کے مارے زبان نکال رہا ہے پکار کر بولے کہ کون ہی جو ایک گھونٹ پانی کے بدلے ستر حج خریدے ایک شخص نے پیاس بجھانے بھر پانی اُن کو دیا انہوں نے کتے کو پلا دیا اور کہا کہ یہ عمل ستر حج سے بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ذی روح کے ساتھ نیکی کرنے میں اجر ملتا ہے میں کہتا ہوں کہ میں نے ان امور کا اسواسطے ذکر کیا ہی کہ دانا دیکھ لے کہ ان لوگوں کے مبلغ علم کی اور توکل وغیرہ کے بارے میں ان کے فہم کی اور احکام شرع کے بارے میں ان کی مخالفت کی اور میں نہیں جانتا کہ ان میں سے جو شخص خالی ہاتھ باہر نکلے تو وضو اور نماز کے بارے میں کیا کریگا اور اگر کپڑا پھٹ جائے اور اس کے پاس سوئی نہو تو کیا کریگا اور ان کے بعض مشائخ مسافر کو سفر کے پہلے سامان لے لینے کا حکم کرتے تھے **مصنف** نے کہا کہ ابراہیم خواص توکل میں یکتا تھے اس میں بال کی کھال نکالتے تھے مگر سوئی اور ڈورا اور مشکیزہ اور قینچی کو کبھی اپنے سے جدا نہ کرتے تھے اُن سے کسی نے کہا کہ آپ یہ چیزیں کیوں جمع کرتے ہیں حالانکہ آپ ہر شے سے منع کرتے ہیں جواب دیا کہ ایسی چیزوں سے توکل میں نقصان نہیں آتا کیونکہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فرائض ہیں اور فقیر کے جسم پر صرف ایک کپڑا ہوتا ہی بسا اوقات اس کا کپڑا پھٹ جاتا ہی اگر اس کے پاس سوئی ڈورا نہ ہو تو اس کی شرمگاہ کھل جائے اور نماز فاسد ہو اور اگر اس کے ساتھ مشکیزہ یا لوٹا نہ ہو تو اُس کی طہارت فاسد ہوگی جب تم کسی فقیر کو بغیر سوئی اور ڈوری اور لوٹے کے دیکھو تو نماز کے بارے میں اسکو متہم کرو **تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر جب سفر سے واپس آتے ہیں** مصنف نے کہا اس قوم کا مذہب ہی کہ مسافر جب سفر سے آئے اور رباط میں داخل ہو اور وہاں پر لوگ ہوں تو ان کو سلام نہ کرے بلکہ پہلے وضو کرنے کو [illegible] جائے پھر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر شیخ کو سلام کرے بعد ازاں اور لوگوں کو سلام کرے یہ بدعت خلاف شریعت ان کے متاخرین صوفیہ نے نکالی ہی کیونکہ فقہائے اسلام نے اجماع کیا ہی کہ جو شخص جماعت پر آئے

وهذا لا يجوز له ولا ننكر ان يكون لطف به الا انه فعل ضد الصواب وربما كان انفاذ ذلك رزيا لانه يعتقد انه قد اكرم وان له منزلة وكذلك حكاية حاتم الذي قبلها فانها ان صحت دلت على جهل بالعلم وفعل لما لا يجوز لانه ظن ان التوكل انما هو ترك التسبيب فلو عمل بمقتضى واقعه لم يمضغ الطعام ولم يبلعه ثم اي قربة في هذا الفعل البارد وما اظن غالبه الا من المالنخوليا وهل هذا الا من تلاعب ابليس بالجهلة لقلة علمهم بالشرع وعن ابي اسحاق ابراهيم بن احمد الطبري قال قال لي جعفر الخلدي وقفت بعرفة ستا وخمسين وقفة منها احدى وعشرين على المذهب فقلت لابي اسحاق اي شيء اراد بقوله على المذهب فقال يصعد الى قنطرة الياسرية فينفض كميه حتى يعلم انه ليس معه زاد ولا ماء ويلبي ويسير قال المصنف وهذا مخالف للشرع فان الله تعالى يقول وتزودوا ورسول الله صلى الله عليه وسلم قد تزود ولا يمكن ان يقال ان هذا الآدمي لا يحتاج الى شيء في مدة اشهر فان احتاج فعطب اثم وان سأل الناس او تعرض لهم لم يف ذلك بدعوى التوكل وان ادعى انه يكرم ويرزق بلا سبب فنظره الى انه مستحق لذلك محنة ولو تبع الشرع وحمل الزاد كان اصلح له على كل حال ومن عجب ما بلغني ان ابا شعيب المقفع وكان قد حج سبعين راجلا احرم كل حجة من عند صخرة بيت المقدس ودخل بادية تبوك على التوكل فلما كان في حجته الاخيرة

ترجمہ اور یہ اس کے لئے جائز نہیں تھا ہم اس کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسپر مہربانی فرمائی مگر بات یہ ہی کہ اس شخص نے خلاف صواب کیا اور بسا اوقات اس کا جاری کرنا ردی ہوتا ہی کیونکہ وہ عقیدہ رکھتا ہی کہ خدا تعالیٰ نے اُسکا اکرام کیا اور اس کا کوئی رتبہ ہی اور ایسی ہی حکایت حاتم رازی کی ہی جو پہلے گذری کیونکہ اگر وہ صحیح ہو تو بعلمی اور نا جائز کام کرنے پر دلالت کرتا ہی کیونکہ اونھوں نے گمان کیا کہ توکل ہی کے ترک کر دینے کا نام ہے اگر وہ اپنے واقع کے مقتضی پر عمل کرتے تو نہ کہانے کو چباتے اور نہ نگلتے پھر اس بے فائدہ کام میں کونسی قربت الٰہی اور میں ان اکثر باتونکو مالیخولیا سمجھتا ہوں اور یہ جاہلوں کے ساتھ شیطان کا کھیل ہے اُن میں علم شرع کی کمی کی وجہ سے اور ابو اسحاق ابراہیم بن احمد طبری کہتے ہیں کہ مجھ سے جعفر خلدی نے ذکر کیا کہ میں عرفات پر چھپن بار وقوف کیا جنمیں اکیس مرتبہ موافق مذہب تھا میں ابو اسحاق سے دریافت کیا کہ موافق مذہب سے انکی کیا مراد تھی جواب دیا کہ یاسریہ کے پل پر چڑھتے تھے اور اپنی دونوں آستینیں جھاڑتے تھے تاکہ سب جان جائیں کہ اُن کے ساتھ توشہ اور پانی کچھ نہیں پھر تلبیہ پکارتے تھے اور چلتے تھے مصنف نے کہا کہ یہ مخالف شرع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وتزودوا یعنی اپنے ساتھ توشہ لو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توشہ ہمراہ لے گئے ہیں یوں کہنا ممکن نہیں یہ آدمی مہینوں کی مدت تک کسی چیز کی حاجت نہیں رکھتا۔ پھر اگر وہ حاجتمند ہوا اور ہلاک ہو گیا تو گنہگار ہو گیا اور اگر لوگوں سے کریگا اور ان سے کچھ مانگیگا تو دعوی توکل کے لیے یہ بات وافی نہو گی اور اگر یہ ادعا کرے کہ خدا تعالیٰ اُسکا اکرام فرمائیگا اور بلا اسکو رزق پہونچیگا تو اسکی نظر اسپر ہے کہ وہ اس اکرام کا خود کو مستحق سمجھتا ہے بہرحال اگر وہ شریعت کی پیروی کرتا اور توشہ تو اس کے لیے عین صلاح تھا ابو شعیب مقفع کی نسبت مجھکو بہت تعجب انگیز واقعہ معلوم ہوا کہ اونھوں نے پیادہ پا چلکر حج کئے ہر ایک حج میں بیت المقدس کے ٹیلے سے احرام باندھا اور میدان تبوک میں توکل پر داخل ہوئے جب آخری حج کو گئے

فما رجع قال التضرب **قال المصنف** قلت قد بينا ان الدف مباح ولما نذرت هذه امرأة مباحا امرها ان تفي به فكيف
يحتج بهذا على الغناء والرقص عند قدوم المسافر **فصل في ذكر تلبيس ابليس على الصوفية** اذا مات لهم ميت له في
ذلك تلبيسات **الاول** انهم يقولون لا نبكي على هالك ومن بكى على هالك خرج عن طريق اهل المعرفة **قال ابن عقيل** وهذه
دعوى يكذبها الشرع فهو حديث خرافة ونخرج عن العادات والطباع فهي انحراف عن المزاج المعتدل فينبغي ان يطلب لهذا العلاج بالادوية
المعتدلة للمزاج فان الله تعالى اخبر عن نبي كريم فقال وابيضت عيناه من الحزن وقال يا اسفا على يوسف **وبكى** رسول الله صلى
الله عليه وسلم عند موت ولده وقال ان العين لتدمع وقال واكرباه **وقالت** فاطمة رضي الله عنها واكرب ابتاه ولم ينكر وسمع
عمر بن الخطاب متمما ينشد اخاه ويقول وكنا كندماني جذيمة **حقبة** من الدهر حتى قيل لن يتصدعا فقال عمر ليتني كنت
اقول الشعر فاندب اخي زيدا فقال متمم لو مات اخي على ما مات عليه اخوك ما رثيته وكان مالك مات على الكفر وزيد قتل شهيدا فقال
عمر ما عزاني احد باخي كما عزيتني ثم ما تزال الابل الغليظة الاكباد تحن الى مألفها
الاعطان والاشخاص وترغوا للفصلان

ترجمہ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں دف بجا لے **مصنف** نے کہا کہ ہم بیان کر چکے کہ دف مباح ہے چونکہ اس لڑکی نے ایک امر مباح کی نذر کی تھی آپ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر اس حدیث سے مسافر کے واپس آنے کے وقت ناچ اور گانے پر کیونکر حجت پکڑی جا سکتی ہے۔

(تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر جب ان کے یہاں کوئی مرجائے) اس بارے میں شیطان کے بہت سے تلبیسات ہیں **تلبیس اول** یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو کسی مرنے والے پر رونا نہ چاہیے جو شخص کسی مردہ کو رویا تو اہل عرفان کے طریق سے نکل گیا **ابن عقیل** نے کہا کہ یہ دعوی شریعت پر زیادتی ہے اور یہ بات کم عقلی کی ہے اور عادات اور طبائع سے خارج ہے اور مزاج معتدل سے پھر جانے کی باتیں ہیں لہذا چاہیے کہ ایسے شخص کا علاج ان دواؤں سے کیا جائے جو مزاج کو اعتدال پر لائیں خود اللہ نے ایک نبی بزرگ یعنی حضرت یعقوب کی نسبت خبر دی ہے وابیضت عیناہ من الحزن الخ یعنی غم کے مارے روتے روتے ان کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئیں اور کہتے تھے کہ یا اسفا علی یوسف یعنی ہائے افسوس یوسف کیسا چلا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کی موت پر روئے اور فرمایا کہ آنکھیں ضرور آنسو بہاتی ہیں۔ اور فرمایا واکرباہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پاتے وقت کہا تھا واکرب ابتاہ آپ نے انکار نہیں فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متمم کو سنا کہ اپنے بھائی کا مرثیہ پڑھتا تھا جس کے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے ہم دونوں بھائی ایک مدت دراز تک ایسے ساتھ رہے جس طرح جذیمہ بادشاہ کے دو مصاحب تھے حتے کہ لوگ خیال کرتے تھے اب کبھی جدا نہونگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش میں بھی شاعر ہوتا تو اپنے بھائی زید کا مرثیہ کہتا متمم نے جواب دیا کہ اگر میرا بھائی اس طرح مرتا جس طرح آپکے بھائی نے قضا کی تو میں اوسکا مرثیہ نہ کہتا متمم کا بھائی مالک کفر پر مرا تھا اور حضرت زید نے شہادت پائی تھی حضرت عمر نے فرمایا کہ اے متمم کسی نے میرے بھائی کی تعزیت ایسی نہیں کی جیسی تو نے کی علاوہ ازیں خیال کرنا چاہیے کہ اونٹ ایسا سخت کلیجے والا جانور اپنی جائے مالوفہ اور اپنے آرامگاہ اور اپنے آدمیوں کیلئے زاری کرتا ہے اپنے بچے کے لئے بیقرار ہوجاتا ہے۔

سن له ان يسلم عليهم سواء كان على طهارة او لم يكن الا ان يكونوا اخذوا هذا من مذهب الاطفال فانه اذا قيل للطفل لم لا تسلم علينا يقول ما غسلت وجهي بعد او لعل الاطفال علموه من هؤلاء المبتدعين وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليسلم الصغير على الكبير والمار على القاعد والقليل على الكثير اخرجاه في الصحيحين ومن مذهب القوم تغمير القادم من السفر انبانا ابو زرعة طاهر بن محمد عن ابيه قال باب السنة في تغمير القادم من السفر اول ليلة لتعبه واحتج بحديث عمر قال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم وغلام له حبشي يغمز ظهره فقلت ما شانك يا رسول الله قال ان الناقة اقتحمت بي قال المصنف انظروا اخواني فقه هذا المحتج فانه قد كان ينبغي ان يقول باب السنة في تغمير من رمت به ناقته ويكون السنة تغمير الظهر لا القدم ومن اين له انه كان في سفر وانه غمز اول ليلة ثم يجعل تغمير النبي صلى الله عليه وسلم كما اتفق لاجل الم ظهره سنة لقد كان ترك استخراج هذا الفقه احسن من ذكره ومن مذهبهم عمل دعوة للقادم قال ابن طاهر باب اتخاذهم العشرة للقادم واحتج بحديث عائشة رضي الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سافر سفرا فنذرت جارية من قريش ان الله ان ردّه لها ان تضرب في بيت عائشة رضي الله عنها بالدف

ترجمہ سنت ہی کہ ان کو سلام کرے خواہ با وضو ہو یا نہو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ صوفیہ نے یہ مذہب چھوٹے لڑکوں سے لیا ہی کیونکہ اکثر جب کسی بچے سے کہتے ہیں کہ تم نے ہمکو سلام کیوں نہیں کیا تو جواب دیتا ہی کہ مینے ابھی اپنا مونہہ نہیں دہویا اور شاید کہ یہ بات لڑکون نے انہیں بدعتیوں سے سیکھی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوٹے کو چاہیئے کہ بڑی کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تہوڑی لوگ زیادہ جماعت کو سلام کریں یہ حدیث صحیحین میں ہی نیز صوفیہ کا مذہب ہی کہ جب کوئی سفر سے آئے تو اسکی چپی کرنا چاہیے چنانچہ ابوزرعہ طاہر بن محمد نے ہمکو خبر دی کہ ان کے باپ نے اپنی تصنیف میں ایک باب باندہا ہے جسمیں بیان کیا کہ جو سفر سے آئے تو بوجہ ماندگی کے پہلی رات اسکی چپی کرنے میں سنت طریقہ کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ کہتے ہین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ایک آپ کا غلام حبشی آپ کی پشت مبارک دبا رہا تھا مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حال ہی فرمایا کہ اونٹنی نے مجھہ کو گرا دیا مصنف رح نے کہا میری بہائیو اس شخص کے حدیث مذکور سے سند پکڑنے پر غور کرو اسکو اس مضمون کا باب باندہنا چاہیے تھا کہ جس شخص کو اونٹنی گرا دے اسکی چپی کرنا کس طرح سنت ہی اور یوں ہوگا سنت دبانا پیٹھ کا نہ قدم کا اور کہاں سے ان کو ثابت ہوا کہ آپ سفر مین تھے اور دبائے گئے اول رات میں۔ علاوہ ازین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹھ دبانا جیسا کہ اتفاق ہوا تہا بوجہ درد پشت کے سنت کرنا چاہیئے ایسے قصہ کے ذکر کرنے سے اس کے استخراج کا چھوڑ دینا بہتر ہے نیز صوفیہ کا مذہب ہے جو سفر سے آئے اس کی دعوت کی جائے ابن طاہر نے ایک باب باندہا جسمیں بیان کیا کہ صوفیہ سفر سے آنیوالے کے لئے عیش منائیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے حجت پکڑی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کیا قریش مین سے ایک لڑکی نے سنت مانی کہ اللہ تعالی آپ کو بخیریت واپس لائے تو مین حضرت عائشہ کے گھر مین دف بجاؤنگی۔

وقد قال عمر بن ذر لما مات ابنه لقد شغلني الحزن لك عن الحزن عليك وحدثنا خارجة بن زيد الانصاري عن ام العلاء قالت
لما مات عثمان بن مظعون دخل علينا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقلت رحمة الله عليك ابا السائب فشهادتي عليك
لقد اكرمك الله تعالى فقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم وما يدريك ان الله اكرمه والثالث انهم يرقصون ويلعبون في تلك الدعوة
فيخرجون بهذا عن الطباع السليمة التي يؤثر عندها الفراق فان كان منهم قد غفر له فما الرقص واللعب بشكر وان كان
معذبا فما هذا اثر الحزن

ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في ترك الاشتغال بالعلم

قال المصنف اعلم ان اول تلبيس ابليس على الناس صدهم عن العلم لان العلم نور فاذا اطفأ مصابيحهم
خبطهم في الظلم كيف شاء وقد دخل على الصوفية في هذا الفن من ابواب احدها انه منع جمهورهم من العلم اصلا
واراهم انه يحتاج الى تعب وكلف وحسن عندهم الراحة فلبسوا المرقع وجلسوا على بساط البطالة وقد قال الشافعي
اسس التصوف على الكسل وبيان ما قال الشافعي ان مقصود النفس اما الرياسة واما استجلاب الدنيا والرياسة واستجلاب المال بالعلوم يطول ويتعب البدن
هل يحصل المقصود او لا يحصل والصوفية قد تعجلوا الرياسة فانهم يرون بعين الزهد واستجلاب الدنيا فانها اليهم سريعة ومن الصوفية
من ذم العلماء ورأى ان الاشتغال بالعلم بطالة وقالوا ان علومنا بلا واسطة وانما رأوا بعد الطريق في طلب العلم فقصروا الثياب ورقعوا الجباب وحملوا الركاء

ترجمہ عمر بن ذر نے کہا جب انکا بیٹا مرگیا کہا کہ میں تیرے انجام کے غم کی وجہ سے تیرے مرنے پر غم کرنے سے مجبور ہوں خارجہ بن یزید انصاری
نے ام ہلال سے بیان کیا کہ جب عثمان بن مظعون نے انتقال کیا تو ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے اسوقت عثمان
کے بارے میں اتنا کہا کہ اے ابو السائب تجھ پر خدا کی رحمت ہو میں تیرے لئے شہادت دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا اکرام فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
یہ سنکر فرمانے لگے کہ اے ام ہلال تم کیا جانتی ہو کہ اللہ نے انکا اکرام فرمایا تیسرے یہ کہ صوفیہ اس دعوت عرس میں رقص کرتے ہیں اور
کھیلتے ہیں اس حرکت سے گویا طبائع سلیمہ کی حد سے خارج ہو جاتے ہیں کیونکہ طبع سلیم پر فراق کا اثر ہوتا ہے پھر اگر انکا مردہ بخشا گیا ہے
تو یہ رقص اور بازی کوئی شکریہ نہیں اور اگر گرفتار عذاب ہے تو غم و ملال کے آثار کہاں ہیں **تحصیل علم کے شغل کو ترک**
کرنیکی نسبت صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا جاننا چاہئے کہ لوگوں کے لئے شیطان کا پہلا فریب یہ ہے کہ انکو
علم سے باز رکھا کیونکہ علم ایک نور ہے جب شیطان نے انکے چراغ ہی بجھا دئے تو اندھیرے میں جسطور سے چاہے انکو ٹیڑھا ترچھا لیجائے
اس باب میں صوفیہ پر شیطان نے کئی جہت سے دخل پایا ایک یہ کہ انکی جماعت کثیر کو کلی طور پر علم سے باز رکھا اور انکو دکھلا دیا کہ علم
میں رنج و محنت اٹھانیکی ضرورت ہے اور آرام و تن آسانی کو ان کے لئے عمدہ کر دکھایا لہذا انہوں نے مرقع پہن لیا اور فرش بطالت پر بیٹھ
گئے شافعیؒ نے فرمایا کہ تصوف کی بنیاد سستی پر رکھی گئی ہے اور شافعی رح کے قول کا بیان یہ ہے کہ نفس کا مقصود یا ریاست ہے
یا دنیا کو حاصل کرنا اور ریاست اور مال کا سمیٹنا بوجہ علوم کے دیر میں حاصل ہوتا ہے اور بدن کو رنج میں ڈالتا ہے خواہ مقصود حاصل ہو یا
نہ ہو صوفیہ نے ریاست کو جلدی حاصل کیا کیونکہ وہ نگاہ زہد سے دیکھے جاتے ہیں اور دنیا کو حاصل کیا وہ انکے پاس دوڑکر آتی ہے صوفیہ
میں سے کچھ ایسے ہیں جو علما کی مذمت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ علم میں مشغول ہونا بطالت ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارے علوم بلا واسطہ ہیں
جب انہوں نے طلب علم میں بعد طریق دیکھا تو کوتاہ کپڑے پہن لئے اور پیوند لگے جبے سنبھالے اور لوٹا ساتھ لیا۔

وحمام الطير يرجع وكل ما خوذ بالهلاء فلا بد ان تيضرع ومن لم تحركه المسار والمطربات وتزعجه المحزنات فهو الى الجماد اقرب **وقد** بان النبى صلى الله عليه وسلم عن العيب فى الخروج عن سمت الطبع فقال للذى قال لم اقبل احدا من ولدى املك ان نزع الله الرحمة من قلبك وجعل يلتفت الى مكة لما خرج فالمطالب بما يخرج عن الشرائع وينبو عن الطباع جاهل يطالب بجهل **وقد** قنع الشرع منا ان لا نلطم خدا ولا نخرق جيبا فاما دمعة سائلة وقلب حزين فلا عيب فى ذلك **التلبيس الثانى** انهم يعملون عند موت الميت دعوة يسمونها عرسا يغنون فيها ويرقصون ويلعبون ويقولون نفرح للميت اذا وصل الى ربه **والتلبيس** فى هذا عليهم من ثلثة اوجه احدها ان المسنون ان يتخذ لاهل الميت طعام لاشتغالهم بالمصيبة عن اعداد الطعام لانفسهم وليس من السنة ان يتخذه اهل الميت ويبعثونه الى غيرهم والاصل فى اتخاذ الطعام لاهل الميت ما حدثنا به سفيان بن عيينة عن جعفر بن خالد عن ابيه عن عبد الله بن جعفر قال لما جاء نعى جعفر قال النبى صلى الله عليه وسلم اصنعوا لاهل جعفر طعاما فانهم قد جاءهم ما شغلهم **قال الترمذى** هذا حديث حسن صحيح **والثانى** انهم يفرحون للميت ويقولون وصل الى ربه ولا وجه للفرح لانا لا نتيقن انه غفر له وما يؤمننا ان نفرح له وهو فى العذاب بين

ترجمہ اور پرندے شور مچاتے ہیں جو کوئی بلا میں مبتلا ہوگا وہ ضرور ہی تضرع وزاری کریگا اور جس شخص کو خوشی اور خوش کن باتیں نہ ہلا دیں اور غم کی باتیں متغیر نکر دیں وہ قریب جماد کے ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتضائے طبیعت سے خارج ہونیکا عیب ظاہر فرمایا اس شخص سے فرمایا جو کہتا تھا کہ مینے آجتک اپنی اولاد میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا کہ اللہ تعالے نے تیرے دل میں سے رحمت نکال لی اور آپ جب مکہ سے نکلے تو اسکی طرف متوجہ ہوتے جاتے تھے تو جو شخص ایسی بات چاہتا ہے جو شریعت سے خارج اور طبیعت سے دور ہے وہ جاہل ہے جہالت کو چاہتا ہے شریعت نے ہم سے اسیقدر خواہش کی ہے کہ ہم مونہہ نہ پیٹیں اور گریبان نہ پھاڑیں لیکن آنسو بہانا اور دل میں غم رکھنا کوئی عیب نہیں تلبیس دوم یہ کہ صوفیہ کسی کے مرجانے کے بعد ایک دعوت کرتے ہیں جسکا نام عرس رکھا ہے اسمیں راگ گاتے ہیں اور رقص کرتے ہیں اور کھیلتے کودتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس بات کی خوشی مناتے ہیں کہ میّت اپنے پروردگار سے جا ملی اس امر میں تین وجہ سے اس قوم کو شیطان نے فریب دیا ہے ایک یہ کہ مسنون یوں ہے کہ اہل میت کو کھانا پکا کر پہونچایا جائے کیونکہ وہ لوگ بوجہ مصیبت کے کھانا تیار کرنے سے معذور ہیں لیکن یہ کوئی سنت نہیں کہ خود اہل میت کھانا پکائیں اور غیروں کے پاس بھیجیں اہل میت کو کھانا پہونچانے کے لئے وہ حدیث اصل ہے کہ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ہم سے جعفر بن خالد نے روایت کیا کہ میرے باپ نے عبداللہ بن جعفر سے خبر دی کہ جب جعفر کی خبر موت آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے اہل وعیال کو کھانا پکا کر پہونچاؤ کیونکہ آج اُن کو ایسا صدمہ ہے کہ وہ مجبور ہیں ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے دوسرے یہ کہ صوفیہ میت کے لئے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملا حالانکہ خوشی ہونیکی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہم یقین نہیں کرسکتے کہ وہ بخشا گیا یا نہیں اور یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ ہم اس کے لیئے خوشی کریں اور وہ عذاب میں گرفتار ہو

انه قال علم الباطن سر من سر الله عز وجل وحکم من حکم الله یقذفه الله فی قلوب من یشاء من اولیائه **قال المصنف** وهذا حدیث لا اصل له عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وفی اسناده مجاهیل لا یوثقون **و**عن ابی موسی قال کان فی ناحیة ابی یزید رجل فقیه عالم فقصد ابا یزید وقال له قد حکی لی عنک عجائب فقال ابو یزید وما لم تسمع من عجائبی اکثر فقال علمک هذا یا ابا یزید عن من ومن این فقال ابو یزید علمی من عطاء الله عز وجل **و**من حیث قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من عمل بما یعلم ورثه الله علم ما لا یعلم **و**من حیث قال علیه السلام العلم علمان علم ظاهر وهو حجة الله علی خلقه وعلم باطن وهو العلم النافع وعلمک یا شیخ نقل من لسان التعلیم وعلمی من الله الهام من عنده فقال له الشیخ علمی عن الثقات عن رسول الله صلی الله علیه وسلم عن جبریل عن ربه عز وجل فقال له ابو یزید یا شیخ کان للنبی صلی الله علیه وسلم علم عن الله لم یطلع علیه جبریل ولا میکائیل قال نعم ولکن ارید ان یصح لی علمک الذی تقول من عند الله قال نعم ابیّنه لک قدر ما یستقر فی قلبک معرفته ثم قال یا شیخ علمت ان الله عز وجل کلم موسی تکلیما وکلم محمدا صلی الله علیه وسلم وراٰه کفاحا وان حکم الانبیاء وحی قال نعم قال اما علمت ان کلام الصدیقین والاولیاء بالالهام منه وفوائده من قلوبهم حتی انطقهم بالحکمة ونفع بهم الامة

ترجمہ نے فرمایا علم باطن ایک راز ہے اسرار آلہی سے اور ایک حکم ہے احکام خدا سے اللہ تعالیٰ اس راز کو اپنے اولیا میں سے جسکے دل میں چاہتا ہے ڈالتا ہے **مصنف** رحمۃ اللہ نے کہا اس حدیث کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل نہیں اور اس کی اسناد میں نامعلوم غیر معتبر لوگ ہیں **ابو موسیٰ** کہتے ہیں کہ ابو یزید کے پہلو میں ایک عالم فقیہ رہتے تھے وہ ابو یزید کے پاس گئے اور انسے کہا کہ مینے بہت سی عجیب حکایتیں سنیں جو تم سے روایت کی گئیں جواب دیا کہ میری عجیب روایتیں جو تم نے نہیں سنیں ہیں وہ بہی زیادہ ہیں عالم نے کہا کہ اے ابو یزید تم نے یہ علم کس سے حاصل کیا اور کہانسے لائے کہنے لگے کہ میرا علم عطائے آلہی ہے اور اس مقام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جسقدر جانتا ہی اسپر عمل کریگا تو اللہ تعالیٰ اسکو اس چیز کا علم بہی بخش دیگا جسکو وہ نہیں جانتا نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم ظاہر جو خلق کے لئے اللہ تعالیٰ کی حجت ہے اور دوسرا علم باطن یہی علم نافع ہے اے بزرگ تمہارا علم تو بذریعہ لسان تعلیم کے منقول ہے اور میرا علم خدا کی طرف سے الہام ہے عالم نے جواب دیا کہ میرا علم ثقات سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں اور آپ جبریل سے اور جبریل اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں ابو یزید بولے کہ اے شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے ایک اور علم پہنچا جسکو نہ جبریل جانتے ہیں اور نہ میکائیل خبر رکہتے ہیں عالم نے کہا سچ ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ مجکو صحیح طور پر تمہارا علم معلوم ہو جا جسکو تم خدا کے یہانسے بتلاتے ہو ابو یزید نے کہا کہ بہت اچہا میں تم سے اُسقدر بیان کرتا ہوں جسقدر کی معرفت تمہارے دل میں قرار پکڑ سکے پہر بولے کہ اے شیخ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا اور رسول اللہ صلعم سے گفتگو کی اور آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کو بے پردہ دیکھا اور انبیا علیہم السلام کا حکم وحی ہوتا ہی عالم نے جواب دیا کہ سچ ہی ابو یزید بولے کہ تم جانتے ہو کہ صدیقین اور اولیا کا کلام الہام آلہی ہوتا ہی اور انکے دلونمیں خدا کی فوائد ہوتے ہیں۔ حتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو زبان حکمت عطا فرماتا ہے۔ اور امت کو ان کی ذات سے نفع پہونچتا ہے +

ما حکی بین الفقیہ والصوفی

واظهروا الزهد **والثاني** انه قنع قوم منهم باليسير منه ففاتهم الفضل الكثير فاقتنعوا باطراف الاحاديث واوهمهم ان علو الاسناد والجلوس للحديث كله رياسة ودنيا وان للنفس في ذلك لذة **وكشف هذا التلبيس** انه ما من مقام عال الا وله فضيلة وفيه مخاطرة فان الامارة والقضاء والفتوى كلها مخاطرة ولكن فضيلة عظيمة والشوك في جوار الورد فينبغي ان يطلب الفضائل ويتقي ما في ضمنها من الآفات فاما ما في الطبع من حب الرياسة فانه انما وضع لتجلب هذه الفضيلة كما وضع حب النكاح ليحصل الولد وبالعلم يتقوم قصد العالم كما قال **زيد بن هارون** طلبنا العلم لغير الله فابى ان يكون الا لله ومعناه انه دلنا على الاخلاص ومن طالب نفسه بقطع ما في طبعه لم يمكنه **والثالث** انه اوهم قوما منهم ان المقصود العمل وما فهموا ان التشاغل بالعلم اوفى الاعمال ثم ان العالم وان قصر سيره عمله فانه على الجادة والعابد بغير علم على غير الطريق **والرابع** انه ارى خلقا كثيرا منهم ان العلم ما اكتسب من البواطن حتى ان احدهم يتخايل له وسوسة فيقول حدثني قلبي عن ربي وكان الشبلي يقول ـ اذا طالبوني بعلم الورق برزت عليهم بعلم الخرق وقد سموا علوم الشريعة العلم الظاهر وسموا هواجس النفوس العلم الباطن **واحتجوا** له بما اخبرنا به الحسن بن علي عن علي بن ابيطالب عن النبي صلى الله عليه وسلم

ترجمہ اور زہد کا اظہار کیا۔ دوسری جہت یہ ہی کہ کچھ صوفیہ نے مختصر علم پر قناعت کی لہذا فضل کثیر ان سے فوت ہوگیا صرف الفاظ حدیث پر قانع ہوئے اور وہم میں پڑگئے کہ اسناد کا اعلی ہونا اور حدیث کے لئے درس و تدریس میں پڑنا سب ریاست اور دنیا طلبی ہے اور نفس کو اس میں مزہ ملتا ہی اس شیطانی فریب کا دور کرنا اسطور پر ہی کہ جو مرتبہ بلند ہوگا اسمیں فضیلت بھی ہوگی اور خطرہ بھی ہوگا امارت اور قضا اور فتوی سب میں خطرہ ہی لیکن بہت بڑی فضیلت بھی ہے اور ہمیشہ کانٹا گلاب کے ساتھ ہوتا ہی انسا کو چاہیے کہ فضائل کو طلب کیے اور ان کے ضمن میں جو آفتیں ہیں ان سے بچا رہے یہ بات کہ طبعی طور پر ریاست کی محبت انسانمیں رکھی گئی ہی تو وہ اسی فضیلت کے حاصل کرنیکو عطا ہوئی ہی جسطرح نکاح کی محبت طبعًا دی گئی تاکہ اولاد حاصل ہو اور عالم کا قصد علم ہی سے حاصل ہوتا ہی چنانچہ زید بن ہارون نے کہا کہ ہمنے علم کو غیر خدا کے لئے طلب کیا مگر علم ہمیشہ خدا ہی کا ہوکے رہا اسکا مطلب یہ ہی کہ علم نے ہمکو اخلاص کی ہدایت کی اور جو شخص یہ چاہے کہ نفس سے اسکی طبعی خواہش زائل کردے تو ممکن نہیں تیسری جہت یہ ہے کہ شیطان نے صوفیہ میں سے ایک قوم کو اس وہم مین ڈالا کہ مقصود اصلی عمل ہے یہ لوگ اتنا نہ سمجھے کہ علم میں مشغول ہونا پورا پورا عمل ہی پھر عالم اگر چہ عمل میں کوتاہی بھی کریگا تو راہ راست پر ہوگا اور عابد بے علم غیر طریق پر ہوگا چوتھی جہت یہ ہے کہ ابلیس نے ایک جماعت کثیر کو یہ پڑھا دیا۔ کہ علم وہ ہی کہ بذریعہ باطن حاصل ہوتا ہی حتی کہ ایک صوفی جسکے وسواس نے اس کے دل میں خیالات پراگندہ ڈالدئے کہتا ہے۔ کہ حدثنی قلبی عن ربی یعنی مجھ سے میرے دل نے بیان کیا کہ خدا فرماتا ہی اور شبلی رح ایک شعر پڑھتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے جب لوگ مجھ سے کتابی علم کے بارے میں مجھ سے بحث کرنے میں تو میں اُن کو خرق و کرامت کا علم سکھاتا ہوں اور انہوں نے علوم شرعیہ کا نام علم ظاہر رکھا اور خطرات نفسانی کا علم باطن اور اپنے حجت اس حدیث سے پکڑتے ہیں کہ حسن بن علی نے علی بن ابی طالب سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

كما ان العلوم العقلية لا تكفى عن العلوم الشرعية فان العقلية كالاغذية والنقلية كالادوية ولا ينوب هذا عن هذا و
اما قولهم اخذ وا علمهم ميتا عن ميت اصلح مما ينسب اليه هذا القائل انه ما يدرى ما فى ضمن هذا القول والا فهذا
طعن على الشريعة وعن ابى حفص بن شاهين قال من الصوفية من راى الاشتغال بالعلم بطالة وقالوا نحن علومنا
بلا واسطة قال وما كان المتقدمون فى التصوف الا رؤساء فى القران والفقه ولكن هؤلاء اجبوا البطالة
وقال ابو حامد الطوسى اعلم ان ميل اهل التصوف الى العلوم الالهامية دون التعليمية ولذلك لم يحرصوا
على دراسة العلم وتحصيل ما صنفه المصنفون بل قالوا الطريق تقديم المجاهدات بمحو الصفات المذمومة وقطع
العلائق كلها والاقبال على الله تعالى بكنه الهمة وذلك بان يقطع الانسان همه عن الاهل والمال والولد والعلم ويخلو بنفسه
فى زاوية ويقتصر على الفرائض والرواتب ولا يفرق همه بقراءة القران ولا بالتامل فى تفسيره ولا يكتب حديثا ولا غيره
فلا يزال يقول الله الله الى ان ينتهى الى حالة يترك تحريك اللسان ثم تمحى عن القلب صورة اللفظ **قال المصنف**
عزيز على ان يصدر هذا الكلام من فقيه فانه لا يخفى قبحه كانه على الحقيقة طى لبساط الشريعة التى حثت على
تلاوة القران وطلب العلم وعلى هذا المذهب فقد فاتت فضائل علماء الامصار فانهم ما سلكوا هذه الطريق وانما اشتغلوا بالعلم

ترجمہ جیسا کہ علم عقلی علم شرعی سے کافی نہیں ہوتا کیونکہ علم عقلی بمنزلہ غذا کے ہے اور علم شرعی مثل دوا کے ہے غذا اور دوا ایک دوسرے کے قائم مقام نہیں ہوسکتا **صوفیہ** کا یہ قول کہ علمانے مرے ہوؤں کا علم مرے ہوؤں سے لیا اس قائل کو بہتر ہے کہ اس کی طرف نسبت کیا جاوے کہ وہ نہیں جانتا اس قول کے ضمن میں کیا قباحتیں ہیں ورنہ یہ ہمیشہ شریعت پر طعن کرنا ہے **ابو حفص بن شاہین** کہتے ہیں کہ کچھ ایسے صوفیہ ہیں جو علم میں مشغول ہونا بطالت خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے علوم بلا واسطہ ہیں حالانکہ متقدمین جو اہل تصوف ہوئے ہیں وہ قرآن اور فقہ میں رئیس تھے کیا انہوں نے بطالت کو پسند کیا **ابو حامد طوسی** نے کہا جاننا چاہیے کہ اہل تصوف کی رغبت علوم الہام کی طرف ہوتی ہے علوم تعلیمی کی جانب نہیں ہوتی اسی لئے صوفیہ علم کی درس لینے اور مصنفوں کی تصنیفات حاصل کرنے کے حریص نہیں ہوتے بلکہ کہتے ہیں راہ راست یہ ہے کہ صفات مذمومہ کو مٹا کر اور تمام علائق سے قطع تعلق کر کے مجاہدات کو مقدم کرے اور کنہ ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور یہ اس طور پر ہے کہ اپنی قصد کو اہل وعیال مال واولاد اور علم سے علیحدہ کرے اور تن تنہا ایک گوشہ میں بیٹھے اور فرائض وواجبات کے ادا کرنے پر اکتفا کرے اور اپنے قصد کو تلاوت قرآن اور اس کی تفسیر کے سوچنے کے ساتھ متفرق نہ کرے اور حدیث وغیرہ نہ لکھے ہمیشہ اللہ اللہ کہتا رہے تا آنکہ ایسی حالت پر پہنچ جائے کہ زبان کو حرکت دینا بھی چھوٹ جائے پھر قلب پر سے لفظ کی صورت بھی محو ہو جائے **مصنف** نے کہا کہ مجھکو زیادہ اچنبا اس بات کا ہے کہ ایسا کلام ایک فقیہ سے صادر ہوا کیونکہ اس تقریر میں جو قباحت ہے پوشیدہ نہیں گویا حقیقت میں بساط شریعت کو بالکل طے کر دیا ہے وہ شریعت کہ تلاوت قرآن اور طلب علم پر برانگیختہ کرتی ہے اور اس مذہب کی بنا پر علمائے کرام کے سب فضائل فوت ہوئے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس طریق کی پیروی نہیں کی صرف علم میں مشغول رہے

ومما یؤکد ما قلت ما الھم اللہ تعالیٰ ام موسیٰ ان تلقی موسیٰ فی التابوت فالقتہ والھم الخضر فی السفینۃ وفی الغلام والحائط قولہ لموسیٰ وما فعلتہ عن امری وکما قال ابوبکر لعائشۃ رضی اللہ عنھما ان ابنۃ خارجۃ حاملۃ ببنت والھم عمر فنادی یا ساریۃ الجبل وعن ابراھیم قال حضرت مجلس ابی یزید والناس یقولون فلان لقی فلانا واخذ من علمہ وکتب منہ الکثیرۃ فلان لقی فلانا فقال ابو یزید مساکین اخذوا علمھم میتا عن میت واخذنا علمنا من الحی الذی لا یموت **قال المصنف** ھذا الفقۃ فی الحکایۃ الاولی من قلۃ العلم اذ لو کان عالما یعلم ان الالھام للشئ لا ینافی العلم ولا یقنع بہ عنہ ولا ینکر ان اللہ تعالیٰ یلھم الانسان الشئ کما قال ان فی الامم محدثین وان یکن فی امتی فعمر والمراد بالتحدیث الھام الخیر الا ان ھذا الملھم لو الھم ما یخالف العلم لم یجز لہ ان یعمل علیہ واما الخضر فقد قیل انہ نبی ولا ینکر للانبیاء الاطلاع بالوحی علی العواقب ولیس الالھام من العلم فی شئ انما ھو ثمرۃ العلم والتقوی فیوفق صاحبھما للخیر ویلھم الرشد فاما ان یترک العلم ویقول ویعتمد علی الالھام والخواطر فلیس ھذا بشئ اذ لو لا العلم النقلی ما عرفنا ما یقع فی النفس من الھام الخیر ووسوسۃ الشیطان واعلم ان العلم الالھامی الملقی فی القلوب لا یکفی عن العلم المنقول

ترجمہ اور میرے اس دعوی کی تاکید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو الہام فرمایا کہ موسیٰ کو تابوت میں ڈالدے اونھوں نے ویسا ہی کیا اور خضر علیہ السلام کو الہام فرمایا کشتی اور لڑکے اور دیوار کے بارے میں وزیر یہ قول الہام فرمایا کہ وما فعلتہ عن امری یعنی یہ سب باتیں مینے اپنے جی سے نہیں کیں اور جیساکہ حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بنت خارجہ ایک لڑکی سے حاملہ ہی حضرت عمر رضؓ کو الہام فرمایا آپنے خطبہ میں کہا تہا کہ یا ساریۃ الجبل الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کو تہام اور ابراہیم کہتے ہیں کہ میں ابویزید کی مجلس میں حاضر ہوا لوگ بیان کرنے لگے کہ فلان نے فلان سے روایت کی اور اس سے علم حاصل کیا۔ اور بہت سی حدیثیں نقل کیں اور فلان نے فلان سے ملاقات کی اور حدیث روایت کی ابویزید سنکر بولے ان مسکینوں نے مرے ہوئوں کا علم مرے ہوؤں سے لیا اور ہمنے حی لا یموت سے علم حاصل کیا **مصنف** رحؒ نے کہا کہ پہلی حکایت میں جو ابویزید نے استغراق کیا ہے بوجہ کم علمی کے ہے کیونکہ اگر عالم ہوتے تو جان لیتے کہ کسی شئے کا الہام ہونا علم کے منافی نہیں اور الہام کے سبب علم سے فراغت نہیں ہوسکتی اور اس کا کوئی انکار نہیں کرتا کہ اللہ کی طرف سے انسان کو کسی چیز کا الہام ہوتا ہی چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اور امتوں میں محدثین ہوئے ہیں اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر ہے محدث بنانے سے مراد الہام خیر ہے لیکن اس صاحب الہام پر اگر علم کے خلاف الہام ہو تو اسکو اسپر عمل کرنا جائز نہیں حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت یہ بہی کہا جاتا ہے کہ وہ نبی ہیں اور اسبات کا انکار نہیں کیا جاتا کہ انبیاء کو بذریعہ وحی کے نتائج امور پر اطلاع ہوجاتی ہے اور الہام تو کچھ علم میں داخل بھی نہیں فقط علم اور تقوی کا ثمرہ ہے تو صاحب تقوی کو خیر کی توفیق دیجاتی ہے۔ تو اس کو رشد کا الہام ہوتا ہے باقی رہا علم کا ترک کرنا اور الہام اور خواطر پر بھروسا کرنا یہ کوئی چیز نہیں کیونکہ اگر علم نقلی نہو تو ہم ہرگز نہ پہچانیں کہ نفس میں جو بات القا ہوئی الہام خیر ہے یا شیطانی وسوسہ ہے اور بیان لینا چاہیے کہ علم الہامی جو قلوب میں القا ہوتا ہے علم منقول سے کفایت نہیں کرتا۔

اعمل عامل قط على جهل الا كان ما يفسد اكثر مما يصلح **فصل** وقد فرق كثير من الصوفية بين الشريعة
والحقيقة وهذا جهل من قائله لان الشريعة كلها حقائق فان كانوا يريدون بذلك الرخصة والعزيمة فكلاهما شريعة
وقد انكر عليهم جماعة من قدمائهم في اعراضهم عن ظواهر الشرع وعن ابى الحسن غلام شعوانة بالبصرة يقول سمعت
الحسن بن سالم يقول جاء رجل الى سهل بن عبد الله وبيده محبرة وكتاب فقال لسهل جئت ان اكتب شيئا ينفعني الله به
فقال اكتب ان استطعت ان تلقى الله وبيدك المحبرة والكتاب فافعل فقال يا ابا محمد افدني فائدة فقال الدنيا كلها جهل
الا ما كان علما والعلم كله حجة الا ما كان عملا والعمل موقوف الا ما كان منه على السنة وتقوم السنة على التقوى
وعن سهل بن عبد الله انه يقول احفظوا السواد على البياض فما احد ترك الظاهر الا تزندق وعن سهل بن عبد الله انه قال ما
طريق الى الله افضل من العلم فان عدلت عن طريق العلم خطوة فتهت في الظلمات اربعين صباحا وعن ابى بكر الدقاق قال سمعت
ابا سعيد الخراز يقول كل باطن يخالف ظاهرا فهو باطل وعن ابى بكر الدقاق انه قال كنت مارا في تيه بني اسرائيل فخطر ببالي
ان علم الحقيقة مباين للشريعة فهتف بي هاتف من تحت شجرة كل حقيقة لا تتبعها الشريعة فهي كفر **قال المصنف**
رحمه الله وقد ذكر ابو حامد الغزالي في بعض كتب الاحياء فقال من قال ان الحقيقة تخالف الشريعة او الباطن يخالف الظاهر

ترجمہ جو عامل جہل پر عمل کریگا وہ ضرور جس قدر بگاڑیگا سنوارنے سے زیادہ ہوگا **فصل** اکثر صوفیہ نے شریعت و حقیقت میں فرق
نکالا ہے حالانکہ یہ قول فقط قائل کی نادانی ہے کیونکہ شریعت سب کی سب حقائق ہے پس اگر اس قول سے مراد عزیمت اور رخصت
ہے تو وہ دونوں بھی شریعت ہیں خود قدمائے صوفیہ کی ایک جماعت نے ان لوگوں کے ظواہر شرع سے اعراض کرنے پر انکار کیا ہے ٭
ابو الحسن جو بصرہ میں شعوانہ کے غلام تھے کہتے ہیں کہ ابو الحسن بن سالم نے بیان کیا کہ سہل بن عبد اللہ کے پاس ایک شخص آیا اس کے ہاتھ
میں دوات اور ایک بیاض تھی سہل سے کہا کہ میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ ایسی چیز لکھ جاؤں جس سے خدا مجکو نفع
پہونچائے سہل نے کہا ہاں لکھو اگر ممکن ہو سکے کہ تم خدا سے ایسی حالت میں ملو کہ تمہارے ہاتھ میں دوات اور بیاض ہو تو ایسا ہی
کرو وہ بولا کہ اے ابو محمد مجھے کوئی فائدے کی بات بتاؤ تب جواب دیا کہ دنیا سراپا جہل ہے بجز علم کے اور علم بالکل حجت ہے جس
پر عمل ہو اور عمل سب کا سب موقوف ہے بجز اس کے جو مطابق سنت ہو اور سنت تقوے پر قائم ہے اور سہل ابن عبد اللہ
کہتے ہیں کہ سیاہی کو سفیدی پر نگاہ رکھو جو شخص ظاہر کو چھوڑ دیگا ضرور زندیق ہو جائیگا سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ خدا سے ملنے کا
طریق علم سے افضل کوئی نہیں ہے طریق علم سے ایکقدم تجاوز نہ کیا ابو بکر دقاق نے کہا کہ ہے ابو سعید خراز سے سنا کہ جو باطن خلاف ظاہر ہو وہ باطل ہے تو چالیس دن ظلمات میں بھٹکتا رہے
ابو بکر دقاق نے کہا کہ میں اس میدان میں چلا جاتا تھا جہاں بنی اسرائیل بھٹکتے پھرے تھے کہ میرے دل میں
اندیشہ گذرا کہ علم حقیقت شریعت کے خلاف ہے اتنے میں درخت کے تلے سے مجکو ایک ہاتف نے آواز دی کہ
جو حقیقت تابع شریعت نہ ہو وہ کفر ہے **مصنف**ؒ نے کہا کہ امام ابو حامد غزالی نے احیاء العلوم کی بعض کتاب
میں اسکو بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص یوں کہے کہ حقیقت خلاف شریعت ہے یا باطن خلاف ظاہر ہے ۔

وعلى ما قد رتب ابو حامد يخلو النفس بوسواسها وخيالاتها ولا يكون عندها من العلم ما يطرد ذلك فيلعب بها ابليس اي ملعب ويريها الوسوسة محادثة ومناجاة ولا ينكر انه اذا طهر القلب انصبت عليه انوار الهدى ينظر بنور الله الا انه ينبغي ان يكون تطهيره بمقتضى العلم لا بما ينافيه فان الجوع الشديد والسهر وتضييع الزمان في التخيل امور نهى الشرع عنها فلا يستفاد من صاحب الشرع شئ بسبب قد نهى عنه كما لا يستباح الرخص في سفر نهى عنه ثم لا تنافي بين العلم والرياضة بل ان العالم يعلم كيفية الرياضة ويعين على تصحيحها وانما تلاعب الشيطان باقوام ابعدوا العلم واقبلوا على الرياضة بما ينهى عنه العلم والعلم بعيد عنهم فتارة يفعلون الفعل المنهي عنه وتارة يرون ما غيره اولى منه وانما كان يفتي في هذه الحوادث العلم وقد عزلوه فنعوذ بالله من الخذلان انبأنا ابن ناصر عن ابي علي بن البنا قال كان عندنا بسوق السلاح رجل كان يقول القرآن حجاب والرسول حجاب وليس الا عبد ورب فافتتن جماعة فاهملوا العبادات واختفى مخافة القتل وعن ابي بكر بن حبيش عن ضرار بن عمرو قال ان قوما تركوا العلم ومجالس اهل العلم واتخذوا محاريب فصاموا وصلوا حتى تبين جلد احدهم على عظمه وخالفوا السنة فهلكوا فوالله الذي لا اله غيره هو

ترجمہ اور جس بنا پر ابو حامد نے ترتیب دی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ نفس اپنے وسواس اور خیالات کا ہو رہے اور اس کے پاس وہ علم نہ ہو جو ان وساوس کو دور کرے لہذا شیطان اُسکے ساتھ خوب کھیل کھیلے گا اور وسوسہ کو کلام اور مناجات بتائیگا اور اس بات کا انکار نہیں کیا جاتا کہ جب قلب پاک ہوتا ہے تو انوار ہدایت اوسپر نزول کرتے ہیں اور وہ نور آلہی سے دیکھتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ قلب کی پاکی حسب مقتضائے علم ہو منافی علم نہ ہو کیونکہ سخت بھوک اور بیداری اور خیالات میں وقت کا ضائع کرنا ایسے امور ہیں جن سے شریعت منع کرتی ہے صاحب شرع سے کوئی چیز اس سبب کے ذریعہ سے نہیں مل سکتی جس سے اس نے منع فرما دیا جسطرح رخصت پر عمل کرنا اس سفر میں مباح نہیں جس سے ممانعت آئی ہے پھر علم اور ریاضت میں کوئی منافات نہیں بلکہ ریاضت کی کیفیت عالم خوب جانتا ہے اور اُسکے صحیح رکھنے کی کوشش کرتا ہے البتہ اس قوم کے ساتھ ضرور شیطان کھیلتا ہے جو علم سے دور ہیں اور ریاضت پر اس طریق سے متوجہ جس سے علم منع کرتا ہے اور اس قوم سے علم دور ہے لہذا کبھی وہ کام کر بیٹھتے ہیں جو ممنوع ہے اور کبھی ایسی حرکت بجالاتے ہیں جسکے خلاف کرنا بہتر ہے اور ان واقعات میں علم ہی فتوی دیتا ہے اور یہ لوگ علم سے برطرف ہیں ہم اس رسوائی سے خدا محفوظ رکھے ابن ناصر نے ابو علی بن بنا سے روایت کیا کہ بازار اسلحہ میں ہمارے پاس ایک شخص تھا جو کہتا تھا کہ قرآن حجاب ہے اور رسول حجاب ہے بجز معبد اور رب کے کچھ نہیں اس قول سے ایک جماعت فتنہ میں پڑ گئی اور عبادت کو بیکار کر دیا اور وہ شخص قتل کے خوف سے چھپ رہا اور ابو بکر ابن حبیش کہتے ہیں کہ ضرار ابن عمرو نے کہا کہ ایک قوم نے علم اور اہل علم کی مجلسوں کو چھوڑ دیا اور محرابوں کو اختیار کر لیا اور روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے لگے حتی کہ ہڈیوں سے کھال جدا ہو گئی اور سنت کے خلاف کیا لہذا ہلاک ہو گئے قسم اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں

ولقد كان موسى بن هارون يقرأ علينا فاذا فرغ من الجزء رمى باصله فى الدجلة ويقول قد اديته وعن ابى نصر الطوسى قال سمعت مشائخ الرى يقولون ورث ابو عبد الله المقرى عن ابيه خمسين الف دينار سوى الضياع والعقار فخرج عن جميع ذلك وانفقها على الفقراء قال فسالت ابا عبد الله عن ذلك فقال حرمت وانا غلام حدث وخرجت الى مكة على الوحدة حتى لم يبق شئ ارجع اليه وكان اجتهادى ان ازهد فى الكتب وما جمعت من الحديث والعلم اشد على من الخروج من املاكه والتقطع فى الاسفار والخروج عن املاكى وحدثنا عن محمد بن الحسين البغدادى قال سمعت الشبلى يقول اعرف من لم يدخل فى هذا الشان حتى انفق جميع ملكه وغرق فى هذه الدجلة سبعين قمطرا مكتوبا بخطه وحفظ الموطا وقرأ بكذا وكذا رواية يعنى بذلك نفسه **قال المصنف** وقد سبق القول بان العلم نور وان ابليس يحسن للانسان اطفاء النور ليتمكن منه فى الظلمة ولا ظلمة كظلمة الجهل ولما خاف ابليس ان يعاود هؤلاء مطالعة الكتب فربما استدلوا بذلك على مكائده حسن لهم دفن الكتب واتلافها هذا فعل قبيح محظور وجهل بالمقصود بالكتب وبيان هذا ان اصل العلوم القرآن والسنة فلما علم الشرع ان حفظها يصعب امر بكتابة المصحف وكتابة الحديث

ترجمہ کہتے ہیں کہ موسیٰ بن ہارون ہم کو حدیث پڑھکر سناتے تھے جب جزو پورا ہو جاتا تھا تو بجنسہ اس کو دجلہ میں بہا دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ مینے اسکا حق ادا کر دیا۔ اور ابو نصر طوسی کہتے ہیں کہ مشائخ رے سے مینے سنا ہی کہ ابو عبد اللہ مقری اپنے باپ کے ترکہ میں سے علاوہ اسباب اور زمین کے پچاس ہزار دینار کے وارث ہوئے تو تمام سے علیحدہ ہو گئے اور اسکو فقیروں پر خیرات کر دیا۔ راوی کہتا ہی کہ مینے ابو عبد اللہ سے اس بارے مین سوال کیا تو جواب دیا کہ ایک زمانے میں جب میں نوجوان لڑکا تھا تو مینے احرام باندہا اور تنہا مکہ کی طرف نکلا اسوقت کوئی ایسی چیز نہ رہی جس کے لئے میں پھر واپس آؤں۔ اور میری کوشش یہ تھی کہ کتابوں سے برطرفی اختیار کروں اور مینے جو حدیث اور علم جمع کیا تھا وہ میرے لئے اس سے بھی سخت تر تھا کہ مکہ کی طرف جاؤں اور سفر طے کروں اور اپنی جائداد سے علیحدہ ہوں اور محمد بن الحسین بغدادی سے سنا گیا۔ بیان کرتے تھے کہ مینے شبلی سے سنا کہنے لگے کہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو اس شان میں اسوقت داخل ہوا ہے کہ پہلے اپنا تمام مال خیرات کر چکا اور اس دجلہ میں ستر صندوق کتابوں سے بھرے ہوئے بہا چکا جنکو اسنے اپنے قلم سے لکھا تھا اور موطا کو حفظ کیا تھا اور فلاں فلاں کتاب پڑہی تہی شبلی کی مراد اس شخص سے خود اپنی ذات تھی **مصنف** نے کہا کہ پیشتر بیان ہو چکا کہ علم ایک نور ہے اور ابلیس انسان کو سمجھاتا ہی کہ نور کا بجھا دینا بہتر ہے تاکہ اُسپر تاریکی میں قابو پائے اور جہل کی تاریکی سے بڑھکر کوئی تاریکی نہیں جب ابلیس کو خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہو۔ یہ لوگ پھر دوبارہ کتابوں کا مطالعہ کریں اور اس کے مکائد پر آگاہ ہوں تو ان کو کتابوں کا دفن اور ضائع کر دینا عمدہ کر دکھایا حالانکہ یہ حرکت قبیح اور ممنوع ہے۔ اور کتابوں کے مقصود نہ جاننے کا نتیجہ ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ علوم کی اصل قرآن اور سنت ہے جب شرع نے یہ جانا کہ اسکی نگہداشت دشوار ہی تو قرآن اور حدیث لکھنے کا حکم دیا +

فهو الى الكفر اقرب منه الى الايمان وقال ابن عقيل جعلت الصوفية الشريعة اسما وقالوا المراد منها الحقيقة قال وهذا قبيح لان الشريعة
وضعها الحق لمصالح الخلق وتعبداتهم فما الحقيقة بعد هذا سوى واقع في النفوس من القاء الشياطين وكل من رام الحقيقة
في غير الشريعة فمغرور مخدوع **ذكر تلبيس ابليس على جماعة من القوم في دفنهم كتب العلم و
القائها في الماء** **قال المصنف** قد كان جماعة منهم تشاغلوا بكتابة العلم ثم لبس عليهم ابليس وقال
المقصود العمل فدفنوا كتبهم **و**حدثنا ابراهيم بن يوسف قال رمى احمد بن ابي الحواري كتبه في البحر وقال نعم
الدليل كنت والاشتغال بالدليل بعد الوصول محال وعن يوسف بن الحسين يقول لقد طلب احمد
بن ابي الحواري العلم ثلثين سنة فلما بلغ منه الغاية حمل كتبه الى البحر فغرقها وقال يا علم لم افعل بك هذا
تهاونا بك ولا استخفافا بحقك ولكني كنت اطلبك لاهتدي بك الى ربي فلما اهتديت بك استغنيت
عنك **و**بلغنا ان ابا الحسين بن الخلال كان حسن الفهم له صبر على الحديث وانه كان يتصوف ورمى بالحديث مرة ثم رجع فيكتب ولقد اخبرت
انه رمى بجملة من سماعاته القديمة في دجلة واول ما سمع على ابي العباس الاصم وطبقته وكتب الكثير **و**عن ابي طاهر الجنابذي

ترجمہ تو وہ بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب ہے **ابن عقیل** نے کہا کہ صوفیہ نے شریعۃ ایک نام گردانا ہے اور کہتے ہیں کہ مراد
اس سے حقیقت ہے ابن عقیل نے کہا کہ یہ قول قبیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شریعت کو خلقت کی مصلحتوں اور عبادتوں کیلئے
مقرر فرمایا ہے اب اس تحقیق کے بعد جسکو حقیقت کہتے ہیں وہ کچھ نہیں صرف ایک خیال ہے جو شیطان نے نفوس میں ڈال
دیا ہے اور جو شخص شریعت کو چھوڑ کر حقیقت کو طلب کرے وہ فریب کھایا ہوا اور دھوکا دیا ہوا ہے **(علم کی کتابیں دفن کر دینے
اور دریا میں بہا دینے کی نسبت صوفیہ کی ایک جماعت پر تلبیس ابلیس کا بیان)** مصنف نے کہا کہ صوفیہ میں سے
ایک گروہ ایسا ہی جو مدت تک کتابت علم میں مشغول رہے پھر ان کو شیطان نے فریب دیا اور یہ پٹی پڑھائی کہ مقصود اصلی عمل ہے لہذا
اونھوں نے کتابیں دفن کر دین ابراھیم بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن ابی الحواری نے اپنی کتابیں دریا میں بہا دیں اور کہا کہ کتابیں
عمدہ دلیل ہیں اور بعد وصول مطلب کے دلیل میں مشغول ہونا محال ہی یوسف ابن حسین کہتے ہیں کہ احمد بن ابی الحواری نے تیس برس تک
تحصیل علم کی تھی جب انتہا کو پہونچ گئے تو کتابیں لیکر دریا برد کر ڈالیں اور کہا کہ اے علم مینے تیرے ساتھ یہ معاملہ تجھ کو ذلیل اور ناقابل
وقعت سمجھکر نہیں کیا بلکہ میں تجھکو اسلئے حاصل کرتا تھا تاکہ تیری وجہ سی اپنے پروردگار کا رستہ پاؤں جب مجھ کو راہ ملگئی تو
تیری حاجت نہ رہی **ابوالحسین بن الخلال** کی نسبت ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ بڑے صاحب فہم تھے۔
اور حدیث کے لئے محنت کرتے تھے اور تصوف سیکھتے تھے۔ اور ایک مدت تک حدیث کو
دریا برد کرتے تھے۔ پھر رجوع کر کے لکھتے تھے مجھکو خبر پہونچی ہے۔ کہ اونھوں نے
اپنی تمام قدیمی سُنی ہوئی حدیثیں دجلہ میں پھینکدیں اور ان کا اول سماع ابوالعباس اصم
اور ان کے طبقہ سے ہے اور بہت سی حدیثیں اونسے لکھی تھیں اور ابوطالب طاہر جنابذی کہتے ہیں۔

ان لا اخذ الحديث الا من الكتاب فاذا كانت الصحابة قد روت السنة وتلقفها التابعون وسافر المحدثون وقطعوا شرق
الارض وغربها لتحصيل كلمة من ههنا وكلمة وصححوا ما صح وزيفوا ما لم يصح وجرحوا الرواة وعدلوا ودونوا السنن
وصنفوا ثم من يغسل ذلك فيضيع التعب ولا يعرف حكم الله في حادثة فما عوندت الشريعة بمثل هذا فهل
لشريعة من الشرائع قبلنا اسناد الى نبيهم وانما هذه خصيصة لهذه الامة وقد روينا عن الامام احمد بن حنبل
كونه طاف الشرق والغرب في طلب الحديث انه قال لابنه ما كتبت عن فلان فذكر له ان النبي صلى الله عليه كان يخرج يوم
العيد من طريق ويرجع من اخرى فقال الامام احمد بن حنبل انا لله سنة من سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم
لم تبلغني وهذا قوله مع اكثاره وجمعه فكيف بمن لم يكتب واذا كتب غسل أفترى اذا غسلت الكتب ودفنت
على من يعتمد في الفتاوى والحوادث على فلان الزاهد وفلان الصوفي او على الخواطر فيما يقع لها نعوذ بالله من الضلال بعد الهدى **فصل** ولا
تخلو هذه الكتب التي دفنوها من ان يكون فيها حق او باطل او قد اختلط الحق بالباطل فان كان فيه
باطل فلا لوم لمن دفنها وان كان قد اختلط الحق
بالباطل

ترجمہ کہ بغیر کتاب میں دیکھے حدیث نہ بیان کروں - اب جبکہ صحابہ نے سنت کو روایت کیا ہو اور ان سے تابعین نے لیا ہو - اور
محدثین نے سفر کئے ہوں اور زمین کے مشرق و مغرب کو طے کیا ہو تاکہ ایک کلمہ یہاں سے حاصل کریں دوسرا لفظ وہاں سے لیں
اور صحیح احادیث کی تصحیح کی اور غیر صحیح کو ناقص بتایا ہو اور راویوں میں جرح و تعدیل کی ہو اور سنن کو ترتیب دی ہو اور تصنیفیں
کی ہوں پھر جو شخص اسکو دہو ڈالے وہ اس جفاکشی کو اکارت کرتا ہے اور کسی واقعہ میں خدا کا حکم نہیں جانتا ہے ایسی باتوں میں کیا
شریعت کی مخالفت کی گئی ہے کسی دوسری شریعت میں یہ بات نہیں پائی جاتی - کیا ہم سے پہلی شریعتوں میں کسی شریعت کی اسناد
اس کے نبی تک پہونچی ہے ہرگز نہیں یہ خصوصیت فقط اسی امت کے لئے ہے امام احمد بن حنبل کی نسبت ہم بیان کر چکے
کہ باوجودیکہ وہ طلب حدیث میں مشرق و مغرب پھرے تھے ایکبار اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تمنے فلان شیخ سے کیا نقل کیا ان کے
بیٹے نے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نماز کو ایک رستہ سے تشریف لیجاتے تھے اور دوسری راہ سے
واپس ہوتے تھے امام احمد بن حنبل نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سنت مجھکو نہیں پہنچی
امام کا یہ قول ہے باوجود اسکے ہوکہ کثرت سے حدیثیں جمع کیں تھیں اب اس شخص کو کیا کہا جائے جو حدیث لکھتا ہی نہیں اور جب لکھتا
ہے تو دہو ڈالتا ہے تم کہہ سکتے ہو کہ جب کتابیں دفن اور دریا برد کر دی جائیں تو فتاوی اور نئے واقعات ظاہر ہونے کی حالت میں کس
چیز پر اعتماد کیا جائے گا کیا فلان زاہد اور فلان صوفی سے فتوی لیا جائیگا یا نفس میں جو خطرات آتے ہیں ان پر بہروسا کیا جائیگا -
ہدایت کے بعد گمراہی سے خدا پناہ دے اور یہ کتابیں جنکو ان لوگوں نے دفن کیا تین حال سے خالی نہیں یا ان میں حق ہوگا یا باطل
حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اگر ان میں باطل تھا تو جسنے دفن کیا اسپر کچھ ملامت نہیں اور اگر حق باطل سے ملا ہوا تھا

فلما القران فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا نزلت عليه اية دعا بالكاتب فاثبتها وكانوا يكتبونها فى الخشب والحجارة ثم جمع القران بعده فى المصحف ابوبكر رضى الله عنه ثم نسخ منه ذلك عثمان بن عفان رضى الله عنه كل ذلك لحفظ القران لئلا يشذ منه شئ **واما السنة** فان النبى صلى الله عليه وسلم قصر الناس فى بداية الاسلام على القران وقال لا تكتبوا عنى سوى القران فلما كثرت الاحاديث وراى قلة ضبطهم اذن لهم فى الكتابة **فروى ابو هريرة** ان رجلا شكى الى الرسول صلى الله عليه وسلم قلة الحفظ فقال استعن على حفظك بيمينك يعنى الكتاب **وروى عنه** عبد الله بن عمر انه قال قيدوا العلم فقلت يا رسول الله وما تقييده قال الكتاب **وروى عنه** رافع بن خديج قال قلنا يا رسول الله انا نسمع منك اشياء افنكتبها قال اكتبوا ولا حرج **قال المصنف** وليعلم ان الصحابة ضبطت الفاظ رسول الله صلى الله عليه وسلم وحركاته وافعاله واجتمعت الشريعة من رواية هذا ومن هذا **وقد قال** رسول الله صلى الله عليه وسلم بلغوا عنى **وقال** نضر الله امرأ سمع مقالتى فوعاها فاداها كما سمعها وتادية الحديث كما سمع لا يكاد يحصل الا من الكتاب لان الحفظ خوان **وقد كان** احمد بن حنبل يحدث بالحديث فيقال له امله علينا فيقول لا الا من الكتاب **وقد قال** على بن المدينى امرنى سيدى احمد بن حنبل

ترجمہ قرآن کے بارے میں یوں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ کاتب کو بلواتے تھے اور وہ آیت لکھواتے تھے صحابہ آیتوں کو لکڑیوں اور پتھروں پر لکھا کرتے تھے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کو مصحف میں جمع کیا بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے نقلیں کیں یہ سب کچھ اسی لیے تھا کہ قرآن شریف محفوظ رہے اور اس سے کوئی چیز جدا نہو باقی رہی سُنّت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع اسلام میں لوگوں کو صرف قرآن شریف ہی پر موقوف رکھا اور فرمایا کہ قرآن کے سوا کچھ مجھ سے سُنکر مت لکھو بعد ازاں جب حدیثیں بکثرت ہوئیں اور آپ نے قلت ضبط ملاحظہ فرمائی تو لکھ لینے کا حکم دیدیا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کمی حفظ کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ اپنے حفظ پر اپنے ہاتھ سے مدد لو یعنی لکھ لیا کرو عبد اللہ بن عمرؓ نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا علم کو مقید کر لو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا قید کرنا کیونکر ہے فرمایا کہ لکھ لو رافع بن خدیج نے روایت کی کہ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ آپ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں آیا انہیں لکھ لیا کریں فرمایا لکھا کرو کوئی حرج نہیں **مصنف**ؒ نے کہا کہ جاننا چاہیے صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اور حرکات اور افعال کو منضبط کیا ہے اور روایت در روایت پہونچکر شریعت جمع ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ سے سنو وہ دوسروں کو پہونچا دو اور نیز فرمایا کہ خدا اس شخص کو ہرا بھرا رکھے جو مجھسے کوئی بات سنے اور اسکو خوب نگاہ رکھے پھر جسطرح سنا تھا اسیطرح دوسرے کو پہونچا دے حدیث کو سُنکر لفظ بلفظ اسیطرح بیان کرنا بغیر لکھ لینے کے مشکل ہے کیونکہ یادداشت پر بھروسا نہیں ہو سکتا۔ احمد بن حنبل کی نسبت کہتے ہیں کہ آپ حدیث بیان کیا کرتے تھے لوگ اُنسے کہتے تھے کہ آپ زبانی سنا دیا کیجیے جواب دیتے تھے کہ نہیں بغیر کتاب کے نہ بیان کرونگا علی بن المدینی نے کہا کہ مجھکو میرے آقا احمد بن حنبل نے حکم دیا ہے۔

ان لا احدث الا من الكتاب فاذا كانت الصحابة قد روت السنة وتلقفها التابعون وسافر المحدثون وقطعوا شرق الارض وغربها لتحصيل كلمة من ههنا وكلمة وصححوا ما صح وزيفوا ما لم يصح وجرحوا الرواة وعدلوا ودونوا السنن وصنفوا ثم من يغسل ذلك فيضيع التعب ولا يعرف حكم الله في حادثة فما عوندت الشريعة بمثل هذا فهل لشريعة من الشرائع قبلنا اسناد الى نبيهم وانما هذه خصيصة لهذه الامة **وقد روينا** عن الامام احمد بن حنبل مع كونه طاف الشرق والغرب في طلب الحديث انه قال لابنه ما كتبت عن فلان فذكر له ان النبي صلى الله عليه كان يخرج يوم العيد من طريق ويرجع من اخرى فقال الامام احمد بن حنبل انا لله سنة من سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم تبلغني وهذا قوله مع اكثاره وجمعه فكيف بمن لم يكتب واذا كتب غسل أفترى اذا غسلت الكتب ودفنت على من يعتمد في الفتاوى والحوادث على فلان الزاهد وفلان الصوفي او على الخواطر فيما يقع لها نعوذ بالله من الضلال بعد الهدى **فصل** ولا تخلو هذه الكتب التي دفنوها من ان يكون فيها حق او باطل او قد اختلط الحق بالباطل فان كان فيه باطل فلا لوم لمن دفنها وان كان قد اختلط الحق بالباطل

ترجمہ کہ بغیر کتاب میں دیکھے حدیث نہ بیان کروں۔ اب جبکہ صحابہ نے سنت کو روایت کیا ہو اور ان سے تابعین نے لیا ہو۔ اور محدثین نے سفر کئے ہوں اور زمین کے مشرق و مغرب کو طے کیا ہو تاکہ ایک کلمہ یہاں سے حاصل کریں دوسرا لفظ وہاں سے لیں اور صحیح احادیث کی تصحیح کی اور غیر صحیح کو ناقص بتایا ہو اور راویوں میں جرح و تعدیل کی ہو اور سنن کو ترتیب دی ہو اور تصنیفیں کی ہوں پھر جو شخص اسکو دہوڈالے وہ اس جفاکشی کو اکارت کرتا ہے اور کسی واقعے میں خدا کا حکم نہیں جانتا ہے ایسی باتوں میں کیا شریعت کی مخالفت کی گئی ہے کسی دوسری شریعت میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ کیا ہم سے پہلی شریعتوں میں کسی شریعت کی اسناد اس کے نبی تک پہونچی ہے ہرگز نہیں یہ خصوصیت فقط اسی امت کے لئے ہے امام احمد بن حنبل کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ باوجودیکہ وہ طلب حدیث میں مشرق و مغرب پھرے تھے ایکبار اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تمنے فلاں شیخ سے کیا نقل کیا اُن کے بیٹے نے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نماز کو ایک رستہ سے تشریف لیجاتے تھے اور دوسری راہ سے واپس ہوتے تھے امام احمد بن حنبل نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سنت مجھ کو نہیں پہنچی امام کا یہ قول ہے باوجود اسکے ہو کہ کثرت سے حدیثیں جمع کیں تھیں اب اس شخص کو کیا کہا جائے جو حدیث لکھتا ہی نہیں اور جب لکھتا ہے تو دہو ڈالتا ہے تم کہہ سکتے ہو کہ جب کتابیں دفن اور دریا برد کر دی جائیں تو فتاوی لونے واقعات ظاہر ہونے کی حالت میں کس چیز پر اعتماد کیا جائے گا کیا فلاں زاہد اور فلاں صوفی سے فتوی لیا جائیگا یا نفس میں جو خطرات آتے ہیں انپر بھروسا کیا جائیگا۔ ہدایت کے بعد گمراہی سے خدا پناہ دے اور یہ کتابیں جنکو ان لوگوں نے دفن کیا تین حال سے خالی نہیں یا ان میں حق ہوگا یا باطل یا حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اگر ان میں باطل تھا تو جسنے دفن کیا اسپر کچھ ملامت نہیں اور اگر حق باطل سے ملا ہوا تھا

فلما القرآن فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا نزلت عليه آية دعا بالكاتب فاثبتها وكانوا يكتبونها في الخشب والحجارة ثم جمع القرآن بعده في المصحف ابوبكر رضي الله عنه ثم نسخ من ذلك عثمان بن عفان رضي الله عنه كل ذلك لحفظ القرآن لئلا يشذ منه شيء **واما السنة** فان النبي صلى الله عليه وسلم قصر الناس في بداية الاسلام على القرآن وقال لا تكتبوا عني سوى القرآن فلما كثرت الاحاديث ورأى قلة ضبطهم اذن لهم في الكتابة **فروى** ابوهريرة ان رجلا شكى الى الرسول صلى الله عليه وسلم قلة الحفظ فقال استعن على حفظك بيمينك يعني الكتاب **وروى** عنه عبدالله بن عمر انه قال قيدوا العلم فقلت يا رسول الله وما تقييده قال الكتاب **وروى** عنه رافع بن خديج قال قلنا يا رسول الله انا نسمع منك اشياء افنكتبها قال اكتبوا ولا حرج **قال المصنف** وليعلم ان الصحابة ضبطت الفاظ رسول الله صلى الله عليه وسلم وحركاته وافعاله واجتمعت الشريعة من رواية هذا ومن هذا **وقد** قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بلغوا عني **وقال** نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها فاداها كما سمعها وتادية الحديث كما يسمع لا يكاد يحصل الا من الكتاب لان الحفظ خوان **وقد** كان احمد بن حنبل يحدث بالحديث فيقال له امله علينا فيقول لا بل من الكتاب **وقد** قال علي بن المديني امرني سيدي احمد بن حنبل

ترجمہ قرآن کے بارے میں یوں ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ کاتب کو بلواتے تھے اور وہ آیت لکھواتے تھے صحابہ آیتوں کو لکڑیوں اور پتھروں پر لکھا کرتے تھے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کو مصحف میں جمع کیا بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے نقلیں کیں یہ سب کچھ اسی لیے تھا کہ قرآن شریف محفوظ رہے اور اس سے کوئی چیز جدا نہ ہو باقی رہی سنت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع اسلام میں لوگوں کو صرف قرآن شریف ہی پر موقوف رکھا اور فرمایا کہ قرآن کے سوا کچھ مجھ سے سنکر مت لکھو بعد ازاں جب حدیثیں بکثرت ہوئیں اور آپنے قلت ضبط ملاحظہ فرمائی تو لکھ لینے کا حکم دیدیا **ابوھریرہ** رض سے مروی ہی کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کمی حفظ کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ اپنے حفظ پر اپنے ہاتھ سے مدد لو یعنی لکھ لیا کرو عبداللہ بن عمرو نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا علم کو مقید کرلو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا قید کرنا کیونکر ہی فرمایا کہ لکھ لو رافع بن خدیج نے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ آپ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں آیا انہیں لکھ لیا کریں فرمایا لکھا کرو کوئی حرج نہیں **مصنف** رح نے کہا کہ جاننا چاہئے صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی الفاظ اور حرکات اور افعال کو منضبط کیا ہی اور روایت در روایت پہونچکر شریعت جمع ہوئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ سے سنو وہ دوسروں کو پہونچا دو اور نیز فرمایا کہ خدا اس شخص کو ہرا بھرا رکھے جو مجھ سے کوئی بات سنے اور اسکو خوب نگاہ رکھے پھر جسطرح سنا تھا اسیطرح دوسرے کو پہونچا دے حدیث کو سنکر لفظ بلفظ اسیطرح بیان کرنا بغیر لکھ لینے کے مشکل ہی کیونکہ یادداشت پر بھروسا نہیں ہوسکتا۔
احمد بن حنبل کی نسبت کہتے ہیں کہ آپ حدیث بیان کیا کرتے تھے لوگ انسے کہتے تھے کہ آپ زبانی سنا دیا کیجئے جواب دیتے تھے کہ نہیں بغیر کتاب کے نہ بیان کرونگا **علی بن المدینی** نے کہا کہ مجھکو میرے آقا احمد بن حنبل نے حکم دیا ہے۔

قال المصنف لما انقسم هؤلاء بين متكاسل عن طلب العلم وبين ظان ان العلم هو ما يقع في النفوس من ثمرات التعبد وسموا ذلك العلم الباطن نهوا عن التشاغل بالعلم الظاهر **حدثنا** ابو اسحق ابراهيم بن احمد بن محمد الطبري قال سمعت جعفر الخلدي يقول لو تركتني الصوفية لجئتكم باسناد الدنيا لقد مضيت الى عباس الدوري وانا حدث فكتبت عنه مجلسا واحدا وخرجت من عنده فلقيني بعض من كنت اصحبه من الصوفية فقال ايش هذا معك فاريته اياه فقال ويحك تدع علم الخرق وتاخذ علم الورق ثم خرق الاوراق فدخل كلامه في قلبي فلم اعد الى عباس **قال المصنف** وبلغني عن ابي سعيد الكندي قال كنت انزل رباط الصوفية واطلب الحديث في خفية بحيث لا يعلمون فسقطت الدواة يوما من كمي فقال لي بعض الصوفية استر عورتك **وحدثنا** ابو الحسين بن احمد الصفار قال كان بيدي محبرة فقال لي الشبلي غيب سوادك عني يكفيني سواد قلبي **و**سمعت علي بن محمد يقول وقفت ببغداد على حلقة الشبلي فنظر الي ومعي محبرة **فانشا** يقول

تسربلت للحرب ثوب الغرق، وهمت البلاد لوجد القلق، ففيك هتكت قناع الغرام، وعنك نطقت لدى من نطق، اذا خاطبوني بعلم الورق، برزت عليهم بعلم الخرق،

قال المصنف من اكبر المعاندة لله الصد عن سبيله واوضح سبيل الله العلم لانه دليل على الله وبيان لاحكام شرعه

ترجمہ **مصنف**ؒ نے کہا کہ جب صوفیہ کی دو قسمیں ہوئیں ایک تو وہ جو طلب علم میں کاہل رہے دوسرے وہ جنہوں نے یہ گمان کیا کہ علم وہی ہے جو عبادت کے نتائج سے نفس میں القا ہوتا ہی اور اس کا نام علم باطن رکہا ہے لہذا اس قوم نے علم ظاہر میں مشغول ہونے سے منع کیا ہے ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد طبری نے ہم سے بیان کیا کہ مینے جعفر خلدی سے سنا کہتے تھے کہ اگر مجھے صوفیہ چھوڑتے تو میں تمکو دنیا کی اسناد سناتا میں جس زمانے میں نوجوان تھا ایک بار عباس دوری کے پاس گیا اور ایک جلسہ میں جسقدر حدیثیں انہوں نے بیان کیں لکھہ لایا جب ان کے پاس سے اٹھ کے آیا تو راستے میں میرے ایک دوست جو صوفی تھے ملے پوچھنے لگے کہ تمہارے پاس یہ کیا ہے مینے وہ کتاب دکھائی کہنے لگے وائے ہو تجھپر علم خرق کو چھوڑکر علم ورق کو اختیار کرتا ہی یہ کہکر اون اوراق کو پھاڑ ڈالا میرے دل میں انکا کلام گھر کر گیا پھر میں کبھی عباس کے پاس نہیں گیا **مصنف**ؒ نے کہا کہ ابو سعید کندی کی نسبت مینے سنا ہی بیان کرتے تھے کہ میں صوفیہ کے رباط میں اترا تا تہا اور خفیہ طور پر حدیث طلب کرتا تہا کہ ان کو خبر نہوتی تھی ایک روز میری جیب سے دوات گر پڑی ایک صوفی نے مجھ سے کہا کہ اپنی شرمگاہ چھپاو **ابو حسین بن احمد** صفار نے بیان کیا کہ میری ہاتہ میں دوات تھی شبلی نے دیکھکر کہا اپنی سیاہی مجھ سے پوشیدہ کرو مجھکو اپنے دل ہی کی سیاہی کافی ہی **علی بن مہدی** سے مینے سنا کہ میں بغداد میں شبلی کے حلقہ میں جا کھڑا ہوا شبلی نے میری طرف دیکھا اور میری پاس دوات تھی دیکھکر چند اشعار پڑہے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ مینے لڑائی کے واسطے خوف کا لباس پہنا اور رنج و قلق کے مارے شہروں میں سراسیمہ پھرا۔ تیرے لئے مینے حجاب کا پردہ اٹھا دیا۔ اور جس سے گفتگو کی تیری ہی باتیں کی۔ جب لوگ مجھ سے علم ورق کے بارے میں درخواست کرتے ہیں تو میں ان کو علم خرق بتاتا ہوں **مصنف**ؒ نے کہا کہ اللہ تعالی کی سخت مخالفت یہ ہے کہ اسکے رستے سے لوگوں کو روکا جاے اور اللہ تعالی کا بہت روشن رستہ علم ہے کیونکہ علم اللہ تعالی کا دلیل ہے اور احکام شریعت کا بیان ہے،

ولم یمکن تمییزه کان عذراً فی اتلافها فان اقواماً کتبوا عن ثقات وعن کذابین فاختلط الامر علیهم فدفنوا کتبهم وعلی هذا یحمل ما یروی من دفن الکتب عن سفیان الثوری وان کان فیها الحق والشرع فلا یحل اتلافها بوجه لکونها ضابطة للعلم واموالاً فیسئ من یقصد اتلافها عن مقصوده فان قال تشغلنی عن العبادة قیل له جوابک من ثلاثة اوجه احدها انک لو فهمت لعلمت ان التشاغل بالعلم اوفی العبادات والثانی ان الیقظة التی وقعت لک لا تدوم فکانک وقد ندمت علی ما فعلت بعد الفوت واعلم ان القلوب لا تبقی علی صفائها بل تصدأ فتحتاج الی جلاءها کالنظر فی کتب العلم وقد کان یوسف بن اسباط دفن کتبه ثم لم یصبر عن التحدیث فحدث من حفظه فخلط والثالث اننا نقدر تمام یقظتک ودوامها والغنی عن هذه الکتب فهلا وهبتها للمبتدی من الطلاب لم یصل الی مقامک او وقفتها علی المنتفعین بها فاما اتلافها فلا یحل وقد روی المروزی عن احمد بن حنبل انه سئل عن رجل اوصی ان یدفن کتبه فقال ما یعجبنی ان یدفن العلم وعن المروزی یقول سمعت احمد بن حنبل یقول لا اعرف لدفن الکتب معنی

ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی انکارهم عن من اشتغل بالعلم

ترجمہ اور اس کی تمیز ممکن نہ تھی تو ان کے ضائع کرنے کے لئے بھی عذر ہے کیونکہ بہت سے لوگوں نے معتبر اور جھوٹے دونوں قسم کے لوگوں سے حدیث لکھی تو اصل بات اونپر مختلط ہوگئی۔ تو انہوں نے ان کی کتابوں کو دفن کردیا اور سفیان ثوری سے جو کتابوں کا دفن کرنا منقول ہے وہ اسی پر محمول ہے اور اگر انمیں حق اور شرع تھی تو انکا ضائع کرنا بالکل جائز نہیں کیونکہ وہ علم کے لئے قاعدہ اور مال نہیں اور جو شخص کہ انکی ضائع کرنیکا قصد کرتا ہی چاہیئے کہ اس کی غرض پوچھی جائے۔ اگر یوں کہے کہ کتابیں مجھکو عبادت سے دوسری جانب مشغول کردیگی تو اسکا جواب تین طرح سے ہے ایک یہ کہ اگر تم کو سمجھ ہوتی تو جان لیتے کہ علم کا شغل رکھنا پوری پوری عبادت ہے دوسرے یہ کہ جو روشن ضمیری تم کو حاصل ہوئی ہے یہ ہمیشہ نہیں رہ سکتی گویا کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں وقت گذر جانیکے بعد تم اپنی حرکت پر پشیمانی اوٹھارہی ہو اور واضح ہو کہ دل ہمیشہ صفائی پر نہیں رہتے بلکہ زنگ آلود ہو جاتے ہیں تو اونکے جلا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے علمی کتابوں کا دیکھنا۔ یوسف بن اسباط نے اپنی کتابیں دفن کردی تہیں اور حدیث بیان کئے بغیر صبر نہ آتا تھا لہذا یادداشت پر حدیث سنانے لگے اور خلط کردیا تیسرے یہ کہ ہم مان لیتے ہیں کہ تمہاری روشندلی کامل ہے اور ہمیشہ رہیگی اور تم کو کتابوں کی ضرورت بھی نہیں مگر اہل طلب میں سے کسی مبتدی کو جو تمہارے مقام تک نہیں پونہچا وہ کتابیں ہبہ کیوں نہیں کردیں یا ایسے لوگوں کو کیوں وقف نہ کیں جو انسے نفع اوٹھائے کتابوں کا ضائع کرنا کسی حال میں درست نہیں مروزی نے احمد بن حنبل سے روایت کیا کہ اونسے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو یہ وصیت کرے کہ اسکی کتابیں دفن کردی جائیں جواب دیا کہ میں اسکو پسند نہیں کرتا کہ علم کو دفن کردیا جائے اور مروزی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل سے سنا کہتے تھے کہ میرے نزدیک کتابیں دفن کرنے کی کوئی وجہ نہیں جانتا (علم میں مشغول رہنے والوں پر اعتراض کرنیکے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان)

ابن جهضم وكان كذابا ولعلها عمله **واما** ابن مسروق فحدثنا علي بن محمد بن نصر قال سمعت حمزة بن يوسف قال سمعت الدارقطني يقول ابو العباس بن مسروق ليس بالقوي يأتي بالمعضلات **ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في كلامهم في العلم قال المصنف** اعلم ان هؤلاء القوم لما تركوا العلم وانفردوا بالرياضات على مقتضى آرائهم لم يصبروا عن الكلام في العلوم فتكلموا بواقعاتهم فوقعت الاغاليط القبيحة منهم فتارة يتكلمون في تفسير القرآن وتارة في الحديث وتارة في الفقه وغير ذلك ويسوقون العلوم الى مقتضى علمهم الذي انفردوا به والله سبحانه لا يخلي الزمان من اقوام قوام بالشرع يردون على المتخرصين ويثبتون غلط الغالطين **ذكر نبذة من كلامهم في القرآن** قال حدثنا جعفر بن محمد الخلدي قال حضرت الشيخ الجنيد وقد سأله ابن كيسان عن قوله تعالى سنقرئك فلا تنسى فقال الجنيد لا تنس العمل به **قال** وسأله عن قوله ودرسوا ما فيه فقال له الجنيد تركوا العمل به فقال لا يفضض الله فاك **قال المصنف** اما قوله لا تنس العمل به فتفسير لا وجه له والغلط فيه ظاهر لانه فسره على انه نهي وليس كذلك انما هو خبر لا نهي وتقديره فما تنسى اذ لو كان نهيا كان مجزوما فتفسيره على خلاف اجماع العلماء **وكذلك** قوله تعالى ودرسوا ما فيه انما هو من الدراسة التي هي التلاوة من قوله تعالى **وبما كنتم تدرسون**

ترجمہ: ایسے ہی ابن جہضم ہی جو کذاب تھا صاحب تصنیف ہو اور ابن مسروق کی نسبت علی بن محمد بن نصر نے بیان کیا کہ میں نے حمزہ بن یوسف سے سنا کہتے تھے کہ دارقطنی سے سنا بیان کرتے تھے کہ ابو العباس ابن مسروق قوی نہیں اور معضلات روایت کرتا ہے **ذکر تلبیس ابلیس کا صوفیہ کی اس بیان میں کہ علم کے متعلق انہوں نے کلام کیا** مصنف نے کہا جاننا چاہیے کہ اس قوم نے جب علم کو چھوڑ دیا اور اپنی رائے کے مطابق ریاضتوں میں ہو بیٹھے تو علوم میں گفتگو کرنے سے نہ رہ سکے اپنے واقعات بیان کئے اور قبیح غلطیاں ان سے صادر ہوئیں کبھی تفسیر قرآن میں کبھی حدیث میں کبھی فقہ میں کبھی اور علوم میں تمام علوم کو اپنے اسی علم کی طرف لیجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے زمانہ کو ایسے لوگوں سے خالی نہیں رکھا جو شریعت کی حفاظت کریں اور بہت جواب دیں اور غلطی کرنے والوں کی غلطی ظاہر کریں **قرآن میں جو صوفیہ نے کلام کیا اسکا تھوڑا سا بیان** جعفر بن محمد خلدی نے بیان کیا کہ میں شیخ حضرت جنید کی خدمت میں حاضر ہوا ابن کیسان نے ان سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا سنقرئک فلا تنسی یعنی اے محمد ہم تم کو پڑھا دینگے اور تم نہ بھولوگے جنید نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اسپر عمل کرنا مت بھولو جعفر نے کہا کہ کسی نے جنید سے اس آیت کے معنی پوچھے ودرسوا ما فیہ یعنی جو اسمیں لکھا تھا پڑھا جنید نے کہا معنی یہ ہیں کہ اسپر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ تو اسنے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کی مہر نہ توڑے **مصنف** نے کہا کہ جنید کی یہ تفسیر کہ اسپر عمل کرنا مت بھولو بے وجہ ہے جسمیں صریح غلطی ہے کیونکہ یہ تفسیر اس بنا پر کہ لاتنسی صیغہ نہی ہے حالانکہ یہ جملہ خبریہ ہے نہی نہیں اور خبر کے معنوں میں ہے کیونکہ اگر نہی ہوتا تو حالت جزمی میں واقع ہوتا غرض یہ تفسیر اجماع علما کے خلاف ہے اسی طرح اسکی تفسیر کہ ودرسوا ما فیہ درس سے نکلا ہے جو بمعنی تلاوت ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا وبما کنتم تدرسون۔

وایضاح لما یحبه ویکرهه فالمنع منه معاداة لله ولشرعه ولکن الناهین عن ذلک ما فطنوا لما فعلوا **وقد** کان الامام احمد بن حنبل یری المحابر بایدی طلبة العلم فیقول هذه سُرج الاسلام وکان هو یحمل المحبرة علی کبره فقال له رجل الی متی یا اباعبدالله فقال الی المقبرة **وقال** فی قوله علیه السلام لا تزال طائفة من امتی منصورین لا یضرهم من خذلهم حتی یقوم الساعة فقال احمد ان لم یکونوا اصحاب الحدیث فلا ادری من هم **وقال ایضاً** ان لم یکونوا اصحب الحدیث الابدال فمن یکون **وقیل له** ان رجلا قال فی اصحاب الحدیث انهم کانوا قوم سوء فقال احمد هذا زندیق **وقال** الامام الشافعی رحمه الله اذا رأیت رجلا من اصحب الحدیث فکانی رأیت رجلا من اصحب رسول الله صلی الله علیه وسلم **وقال** یوسف ابن اسباط طلبة الحدیث یدفع الله بهم البلاء عن اهل الارض **حدثنا** ابن مسروق قال رایت کان القیامة قد قامت والخلق مجتمعون اذ نادی منادٍ الصلوة جامعة فاصطففنا صفوفا فاتانی ملک فتاملته فاذا بین عینیه مکتوب جبرئیل امین الله فقلت این النبی صلی الله علیه وسلم فقال مشغول بنصب الموائد لاخوانه الصوفیة فقلت وانا من الصوفیة فقیل نعم ولکن شغلک کثرة الحدیث **قال المصنف** معاذالله ان ینکر جبرئیل التشاغل بالعلم وفی اسناده هذه الحکایة

ترجمہ اور اس امر کی توضیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کس چیز کو پسند فرماتا ہے اور کس بات سے ناراض ہے اب علم سے منع کرنا خدا تعالیٰ اور اس کی شریعت سے عداوت رکھنا ہے اور لیکن یہ منع کرنیوالے لوگ نہیں سمجھتے کہ کیا غضب کر رہے ہیں **امام احمد بن حنبل** طالب علموں کے ہاتھوں میں دواتیں دیکھ کر فرماتے تھے کہ یہ اسلام کی شرح ہیں اور باوجود بڑھاپے کے دوات لیکر بیٹھتے تھے کسی شخص نے پوچھا اے ابو عبداللہ یہ دوات کب تک ساتھ رہیگی جواب دیا کہ قبر تک ساتھ رہیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ فتحمند رہے گا جو لوگ اُن کو چھوڑ دینگے وہ ان کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکینگے امام احمد بن حنبل نے کہا کہ یہ گروہ اگر اہل حدیث نہیں تو میں نہیں جانتا کہ پھر کون ہیں نیز امام نے کہا کہ ابدال اگر اہل حدیث نہونگے تو کون ہوگا کسی نے امام احمد سے کہا کہ فلاں شخص اصحاب حدیث کی نسبت کہتا ہے کہ برے لوگ تھے جواب دیا کہ وہ شخص زندیق ہے اور **امام شافعی** نے فرمایا کہ میں جب اہل حدیث میں سے کسی کو دیکھتا ہوں تو گویا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک کو دیکھتا ہوں **یوسف بن اسباط** نے کہا کہ طالبان حدیث کی برکت سے اللہ تعالیٰ اہل زمین کی بلائیں دفع کرتا ہے **ابن مسروق** نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور لوگ جمع ہیں اتنے میں منادی نے ندا کی کہ اے لوگو نماز ہونیوالی ہے۔ سب نے **صفیں** باندھیں میرے پاس ایک فرشتہ آیا میں نے غور سے دیکھا تو اسکی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا تھا جبریل امین اللہ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں جبریل نے جواب دیا کہ آپ اپنے صوفیہ بھائیوں کے لئے دسترخوان تیار کر رہے ہیں میں نے کہا کہ میں بھی تو صوفیہ میں سے ہوں کہنے لگے کہ ہاں تو بھی صوفی ہے مگر تجھکو کثرت حدیث نے دوسری جانب مشغول کر دیا **مصنف**ؒ نے کہا معاذاللہ کہ جبریل علیہ السلام علم میں مشغول ہونے سے انکار کریں اور اس حکایت کی اسناد میں

قلت ثم الآیة علی وجه الانکار ومعناها اذا اسرتموهم فدیتموهم واذا حاربتموهم قتلتموهم وهولاء قد فسروها علی ما یوجب المدح وقال محمد بن علی یحب التوابین من توبتهم وقال النوری یقبض ویبسط لا یاه وقال فی قوله ومن دخله کان امنا ای من هواجس نفسه ووساوس الشیطان وهذا غایة فی القبح لان لفظ الآیة لفظ الخبر ومعناها الامر وتقدیرها من دخل الحرم فآمنوه وهولاء قد فسروها علی الخبر ثم لا یصح لهم لانه کم من داخل الحرم ما امن من الهواجس ولا الوسواس وذکر فی قوله تعالی ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه قال ابوتراب هی الدعاوی الفاسدة والجار ذی القربی قال سهل هو القلب والجار الجنب النفس وابن السبیل الجوارح و قال فی قوله وهم بها قال ابوبکر الوراق الهمان لها ویوسف ما هم بها قلت وهذا خلاف صریح القرآن وقوله ما هذا بشرا قال محمد بن علی ما هذا باهل ان یدعی الی المباشرة وقال النیسابوری فی الرعد صفقات الملائکة والبرق زفرات افئدتهم والمطر بکاؤهم وقال فی قوله تعالی ولله المکر جمیعا قال الحسن لا مکر ابین فیه من مکر الحق بعباده حیث اوهم ان لهم سبیلا الیه بحال اوللحدث اقتران مع القدم ۔

ترجمہ میں کہتا ہوں کہ آیت تو انکار کے طور پر وارد ہوئی ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب تم کفار کو قید کرو (اور پھر انکو چھوڑنا چاہو) تو ان سے فدیہ لیلو اور جب ان سے جہاد کرو تو ان کو قتل کرو اور ان لوگوں نے اسکی طرح پر تفسیر کی جس سے مدح ثابت ہوتی ہے اور محمد بن علی نے کہا کہ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو اپنی توبہ سے توبہ کرتے ہیں اور نوری نے کہا تنگ اور کشادہ کرتا ہے اپنے واسطے قولہ تعالیٰ ومن دخله کان امنا یعنی جو حرم میں داخل ہوا وہ امن میں ہے کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہو کہ نفسانی خیالات اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ ہے اور یہ نہایت قبیح ہے کیونکہ لفظ آیت کے خبر کے ہیں اور معنی اس کے امر کے ہیں اور تقدیر اسکی یہ ہے من دخل الحرم فآمنوہ یعنی جو حرم میں داخل ہو اسکو امن دو ان لوگوں نے اس کی تفسیر امنا بفتحہ الف وکسرہ میم بیان کے علاوہ ازین ان کی تفسیر پر آیت درست نہیں رہتی بہت سے لوگ حرم میں داخل ہوتے ہیں اور اوہام نفسانی اور وساوس شیطانی سے نہیں بچتے قولہ تعالی ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه یعنی اگر تم ممنوعات کے کبائر سے اجتناب کروگے ابوتراب نے کہا کہ کبائر سے مراد فاسد دعوے ہیں سہل کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں والجار ذی القربی سے مراد قلب ہے اور الجار الجنب نفس ہے اور ابن السبیل جوارح ہیں قولہ تعالیٰ وهم بها یعنی یوسف نے زلیخا کا قصد کیا ابوبکر وراق نے کہا کہ دونوں قصد زلیخا کے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ نص قرآن کے خلاف ہے اور یوسف نے اس کا قصد نہیں کیا تھا قولہ تعالیٰ ما هذا بشرا یعنی یوسف آدمی نہیں محمد بن علی کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں یوسف اس قابل نہیں کہ مباشرت کی طرف بلایا جائے نیشاپوری نے کہا رعد ملائکہ کی دست زنی کی آواز ہے اور برق ان کے دلوں کے شعلے ہیں اور بارش ان کی آنکھوں کی گریہ ہے قولہ تعالی ولله المکر جمیعا حسین نے کہا کہ خدا کے مکر سے بڑھکر اس کے بندوں کے واسطے کوئی فریب نہیں کہ ان کو شبہ میں ڈالدیا ہے کہ ایک حال میں وہ خدا کا رستہ پاسکتے ہیں یا حدوث کو قدم کے ساتھ مقارنت ہے ۔

لامن درس الشئ الذی ھو ھلاکه **وحدثنا** محمد بن جریر قال سمعت باالعباس ابن عطا وقد سئل عن قوله تعالٰی فنجینٰك من الغم قال نجیناك من الغم بقومك وفتناك بنا عمن سوانا **قال المصنف** وھذہ جرأة عظیمة علی کلام اللہ تعالٰی ونسبة الکلیم الی الافتتان بمحبة اللہ سبحانه وجعل محبته فتنة غایة فی القباحة **و**سئل ابن عطاء عن قوله تعالٰی واما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنة نعیم فقال الروح النظر الی وجه اللہ والریحان الاستماع لکلامه وجنة نعیم ھو ان لا یحجب فیھا عن اللہ تعالٰی **قال المصنف** ھذا کلام بالواقع علی خلاف المفسرین وقد جمع ابو عبد الرحمٰن السلمی فی تفسیر القرآن من کلامھم الذی اکثرہ ھذیان لا یحل فی مجلدین سماھا حقائق التفسیر **ومن کلامھم** انھم قالوا انما سمیت فاتحة الکتاب بذالك لانھا اوائل ما فاتحناك به من خطابنا فان تادبت بذالك والا حرمت لطائف ما بعد **قال المصنف** وھذا قبیح لانه لا یختلف المفسرون ان الفاتحة لیست من اوائل ما نزل **و**قال فی قول الانسان آمین قاصدین نحوك **قال المصنف** وھذا قبیح لانه لیس من ام اذ لو کان کذلك کانت المیم المشددة **و**قال فی قوله تعالٰی وان یاتوکم اسارٰی قال ابو عثمان غرقٰی فی الذنوب قال الواسطی غرقٰی فی رؤیة افعالھم وقال الجنید اسارٰی فی اسباب الدنیا یھدیھم الی قطع العلائق ...

ترجمہ اس قول سے یہی نہیں نکلا کہ درس الشئے جس درس کے معنے ہلاکت کے ہیں محمد بن جریر نے کہا میں نے ابو العباس بن عطا سے سنا انسے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے فنجینٰك من الغم یعنی ہم نے تمکو غم سے نجات دی اور تمکو آزمایا ابو العباس نے کہا یعنی تمہاری قوم کے غم سے تمکو نجات دی اور اپنے ماسوا سے جدا کر کے تمکو اپنا مفتوں بنالیا **مصنف**ؒ نے کہا کہ اللہ تعالٰی کے کلام پر بڑی بھاری جرأت ہی اور حضرت موسیٰ کی نسبت کہنا کہ عشق الٰہی کے فتنے میں پڑ گئے اور خدا کی محبت کو فتنہ قرار دینا نہایت ہی قبیح بات ہے **ابن عطا** سے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے واما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنة نعیم جواب دیا کہ روح کے معنی ہیں دیدار خدا کا دیکھنا ریحان اسکا کلام سننا جنة نعیم وہ مقام ہے کہ اسمیں اللہ تعالٰی کا کوئی چیز حجاب نہو **مصنف**ؒ نے کہا یہ کلام فی الواقع مفسرین کے خلاف ہے اور ابو عبد الرحمٰن سلمی نے قرآن کی تفسیر میں صوفیہ کے بعض کلام مجلد میں جمع کئے ہیں جنمیں اکثر بیہودہ باتیں ہیں جو جائز نہیں ہیں۔ انکا نام رکھا ہے حقائق التفاسیر صوفیہ کی تفاسیر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کہتے ہیں کہ الحمد کو فاتحة الکتاب اسلئے کہتے ہیں کہ یہ شروعات ہیں جن سے ہمنے اپنے خطاب کو شروع کیا ہے اگر تم نے اسکا ادب کیا۔ تو خیر ورنہ مابعد کے لطائف سے محروم رہجاؤگے + **مصنف**ؒ نے کہا یہ توجیہ قبیح ہے کیونکہ مفسرین بلا اختلاف کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ اوائل میں نازل نہیں ہوئی صوفیہ میں سے کسی نے کہا ہی کہ انسان جو کہتا ہے آمین معنی یہ ہیں کہ ہم قصد کر کے تیری طرف آتے ہیں **مصنف**ؒ نے کہا یہ معنی قبیح ہیں کیونکہ یہ لفظ اَمّ بہ تشدید میم سے نہیں اگر ایسا ہوتا تو میم کو مشدد ہونا چاہیئے تھا قوله تعالٰی وان یاتوکم اسارٰی یعنی اگر کفار تمہارے پاس قید ہو کر آئیں۔ ابو عثمان نے کہا کہ اساری کے معنی ہیں گناہوں میں ڈوبے ہوئے واسطی نے کہا یہ مطلب ہے کہ اپنے افعال پر نظر کرنے میں غرق ہیں جنید کہتے ہیں مراد یہ ہی کہ اسباب دنیا میں گرفتار ہیں اللہ تعالٰی قطع علائق کی ان کو ہدایت کرتا ہے

قد يقطع باقوام في الجنة فيقال كلوا واشربوا هنيئا بما اسلفتم في الايام الخالية شغلهم عنه بالاكل والشرب ولا مكر فوق هذا ولا حسرة اعظم منه **قال المصنف** انظروا وفقكم الله الى هذه الحماقة وتسمية المنعم به مكرا واضافة المكر بهذا الى الله سبحانه وعلى مقتضى قول هذا ان الانبياء لا ياكلون ولا يشربون بل يكونون مشغولين بالله فما اجرأ هذا القائل على مثل هذه الالفاظ القبائح وهل يجوز ان يوصف الله عز وجل بالمكر على ما نعقله من معنى المكر وانما معنى مكره وخداعه انه يجازي الماكرين والخادعين وانى لا تعجب من هؤلاء وقد كانوا يتورعون في اللقمة والكلمة كيف انبسطوا في تفسير القرآن الى ما هذا حده **وقد قال** رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال في القرآن برأيه فاصاب فقد اخطأ **وقال** من قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار **قال المصنف**

وقد رويت لنا حكاية عن بعضهم فيما يتعلق بالمكر اني لاقشعر من ذكرها لكني انبه بها على قبح ما يتخايله هؤلاء الجهلة **اخبرنا** ابو عبد الله بن خفيف قال سمعت رويما يقول اجتمع ليلة بالشام جماعة من المشائخ فقالوا ما شهدنا مثل هذه الليلة وطيبتها

ترجمہ کہ قطعی طور پر بہت سے لوگوں کے ساتھ جنت میں فریب کیا گیا چنانچہ کہا جائیگا کلوا واشربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ یعنی خوشی سے کھاؤ پیو یہ تمہارے گذشتہ زمانے کی خوش اعمالی کا نتیجہ ہے ابوحمزہ نے کہا کہ اہل بہشت کو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے میں لگا کر اپنے سے دوسری جانب مشغول کر دیا اس سے بڑھکر کوئی مکر و فریب اور اس سے بڑی کوئی حسرت نہوگی۔ مصنفؒ نے کہا بھائیو خدا تمکو توفیق خیر دے اس حماقت پر غور کرو کہ نعمت و احسان کا نام مکر و فریب رکھتے ہیں اور اسی مکر کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں اس قول کی بنا پر لازم آتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نہ کھائیں نہ پئیں بلکہ خدا کی طرف ہی مشغول رہیں۔ یہ شخص کیا بے دھڑک ایسے الفاظ قبیحہ زبان پر لاتا ہے کیا یہ بات جائز ہے کہ ہم جو مکر کے معنی سمجھتے ہیں اس کے موافق اللہ تعالیٰ کی صفت مکر قرار دیجائے اللہ تعالیٰ کے مکر و فریب کے تو یہ معنی ہیں کہ وہ مکر و فریب کرنیوالوں کو بدلا دیتا ہے مجکو ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ ایک ایک لقمہ اور ایک ایک کلمہ میں تورع اور احتیاط کرتے تھے تفسیر قرآن میں اس حد تک بے تکلف کیونکر ہو گئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف میں اپنی رائے سے کچھ کہے تو گو درست ہو مگر خطا ہی ہے اور فرمایا جو کوئی قرآن شریف میں اپنی عقل سے گفتگو کرے تو دوزخ اپنا ٹھکانا سمجھے۔ مصنفؒ نے کہا کہ مکر کے متعلق بعض صوفیہ سے مجکو عجیب حکایت پہونچی ہے جس کے بیان کرنے سے میرے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں لیکن ان جاہلوں کی خیالات کی قباحت پر تنبیہ کرتا ہوں ابو عبد اللہ بن خفیف نے کہا میں نے رویم سے سنا کہتے تھے کہ ایک رات ایک مشائخ کی جماعت شام میں جمع ہوئی باہم کہنے لگے کہ آج کی مانند عمدہ رات ہم نے کبھی نہیں دیکھی

قال المصنف ومن تامل معنی هذا علم انه کفر محض لانه یشیر الی انه کالهزل واللعب ولکن الحسین
هو الحلاج وهذا یلیق بذلک وقال فی قوله لعمرک ای لعمارتک سرک بمشاهدتنا قلت وجمیع الکتاب
من هذا الجنس ولقد هممت ان اثبت منه ههنا کثیرا فرأیت الزمان یضیع فی کتابة شی بین الکفر
والخطاء والهذیان وهو من جنس ما حکینا عن الباطنیة فمن اراد ان یعرف جنس ما فی هذا الکتاب فهذا
انموذجه ومن اراد الزیادة فلینظر فی ذلک الکتاب وقال ابو حامد الطوسی فی کتاب
ذم المال فی قوله تعالی واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام قال انما عنی الذهب والفضة
اذ رتبة النبوة اجل من ان یخشی علیها عن تعبد الاصنام قال وانما عنی بعبادته
حبه والاغترار به قال المصنف وهذا شی لم یقله احد من المفسرین وقد
قال شعیب وما یکون لنا ان نعود فیها الا ان یشاء الله ربنا ومعلوم ان میل الانبیاء الی الشرک امر
ممتنع لاجل العصمة لانه مستحیل ثم قد ذکر مع نفسه من یتصور فی حقه الاشتراک
فجاز ان یدخل نفسه معهم فقال واجنبنی وبنی ومعلوم ان العرب اولاده وقد عبد اکثرهم الاصنام وقال ابو حمزة الخراسانی

مصنف نے کہا کہ اس تفسیر کے معنی جو شخص سمجھیگا جان لیگا کہ یہ کفر محض ہے کیونکہ اس سے پایا جاتا ہے کہ گویا اللہ بھی مذاق اور
کھیل کرتا ہے لیکن یہ مفسر حسین حلاج ہیں انسے ایسا حملہ کچھ بعید نہیں اور آیت لعمرک کی یوں تفسیر کی کہ تمہاری عمارت کی قسم
ہے کہ تمہارا بھید میرے مشاہدے میں ہے میں کہتا ہوں کہ ساری کتاب اسی قسم کی ہے اور میں نے چاہا کہ ان میں سے بہت سا ذکر کروں
تو میں نے دیکھا کہ زمانہ ایک ایسی شے کے لکھنے میں برباد ہوتا ہے جس میں کچھ کفر ہے اور کچھ خطا اور کچھ بیہودہ باتیں اور وہ اس قسم کی باتیں ہیں جو ہم
نے فرقہ باطنیہ سے نقل کیں جو شخص اس کتاب کی حالت دیکھنا چاہے تو یہ اسکا نمونہ دیکھ لے اور جو شخص زیادہ چاہے تو وہی کتاب
دیکھ لے ابو حامد طوسی نے کتاب ذم مال میں اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام یعنی مجھکو اور میری
اولاد کو بتوں کی عبادت سے دور رکھ مراد سیم و زر ہے کیونکہ نبوت کا رتبہ اس سے اعلی ہے کہ اسپر عبادت اصنام کا خوف ہو اور کہا
کہ عبادت سے مراد مال و دولت کی محبت اور اسپر فریفتہ ہونا ہے مصنف نے کہا کہ یہ ایسے معنی ہیں جو کسی مفسر نے نہیں بیان
کئے شعیب نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے وما یکون لنا ان نعود فیہا الا ان یشاء اللہ ربنا یعنے ہم بغیر خدا کی مرضی کے
کیوں شرک میں پڑنے لگے یہ امر معلوم ہے کہ انبیا کا شرک میں پڑنا غیر ممکن ہے کیونکہ وہ معصوم ہیں لیکن امر مستحیل نہیں علاوہ
ازیں آیت مذکورہ میں تو حضرت ابراہیم کی ساتھ ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن سے شرک سرزد ہو سکے لہذا جائز ہے کہ انکی ساتھ
اپنے آپ کو بھی شامل کر لیا اور فرمایا واجنبنی وبنی یعنی مجھے اور میری اولاد کو بچا حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ عرب حضرت
ابراہیم کی اولاد ہیں اور ان میں سے بہتوں نے بت پرستی کی ہے اور ابو حمزہ خراسانی
نے کہا

المهلبی قال سمعت طیفور وهو ابو یزید یقول العارفون فی زیارة الله فی الآخرة علی طبقتین طبقة تزوره متی شاءت و انّی شاءت وطبقة تزوره مرة واحدة ثم لا تزوره بعدها ابدا فقیل له کیف ذلک قال اذا راه العارفون اول مرة جعل لهم سوقا ما فیه شراء ولا بیع الا الصور من الرجال والنساء فمن دخل منهم السوق لم یرجع الی زیارة الله ابدا قال ابو یزید فی الدنیا یخدعك بالسوق وفی الآخرة یخدعك بالسوق فانت ابدا عبد السوق قال المصنف تسمیة ثواب الجنة خدیعة وسببا للانقطاع عن الله جهل قبیح وانما یجعل لهم السوق ثوابا لا خدیعة فاذا اذن لهم فی اخذه فی السوق ثم عوقبوا بمنع الزیارة صارت المثوبة عقوبة ومن این له ان من اختار شیئا من تلك السوق لم یعد الی زیارة الله ولا یراه ابدا نعوذ بالله من هذا التخلیط والتحکم فی العلم والاخبار عن هذه الغائبات لا یعلمها الا نبی فمن این علمها وکیف لا یکون کما قال ابو هریرة رضی الله عنه راوی الاحادیث یقول لسعید بن المسیب جمعنی الله وایاك فی سوق الجنة اتراه طلب ترك العقوبة بالبعد عن الله لکن بعد هؤلاء عن العلم واقتنعوا بواقعاتهم الفاسدة اوجبت التخلیط ولیعلم ان الخواطر والواقعات انما هی ثمرات فمن کان عالما کانت خواطره صحیحة لانها ثمرات علمه ومن کان جاهلا فثمرات الجهل کلها خطل

ترجمہ مہلبی نے کہا میں نے طیفور سے سنا جنکو ابو یزید کہتے ہیں بیان کرتے تھے کہ آخرت میں جو عارفوں کو دیدار آلہی ہوگا ان کے دو طبقے ہونگے ایک تو وہ کہ جب چاہینگے اور جسطور سے چاہینگے دیدار کرینگے دوسرے وہ کہ صرف ایکبار انکو دیدار آلہی ہوگا بعد اسکے کبھی زیارت خدا نہ کرینگے کسی نے اُنسے پوچھا کہ یہ کیونکر ہوگا جواب دیا کہ جب پہلی بار عارفین اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے تو ان کیلئے ایک بازار بنایا جائیگا جسمیں خرید و فروخت کچھ نہیں صرف مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہونگی عارفوں میں سے جو اس بازار میں داخل ہوجائیگا پھر کبھی دیدار آلہی کی طرف نہ آئیگا ابو یزید نے کہا دیکھو خدا تمکو دنیا میں بھی بازار کا فریب دیتا ہے اور آخرت میں بھی بازار کا دہوکا دیگا لہذا تم ہمیشہ بازار ہی کے بندے رہے مصنفؒ نے کہا ثواب جنت کا نام مکر و فریب رکہنا اور اللہ تعالیٰ سے دور رہنے کا سبب بتانا جہل قبیح ہے ان لوگوں کی لئے جو بازار مقرر کیا جائیگا وہ فریب نہوگا بلکہ ثواب ہوگا جب اس بازار کی چیزیں لینے کا اُن کو حکم دیا جاوے پھر دیدار سے محروم رکھنے کی سزا دیجائے تو یہ ثواب گویا عذاب ہوا۔ اس شخص کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ جو کوئی اس بازار میں سے کچھ لے گا۔ وہ زیارت آلہی کی طرف نہ آئے گا اور اسکو کبھی نہ دیکھے گا اس تخلیط اور علم میں تحکم سے خدا بچائے۔ یہ غیب کی باتیں جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا اس شخص کو کہاں سے معلوم ہوئیں اور کیونکر ایسا نہ ہوگا جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کثرت سے احادیث کے راوی ہیں سعید بن مسیب سے کہا کہ ہمکو تمکو اللہ جنت کے بازار میں یکجا کرے کیا ابو ہریرہ نے خدا سے دور رہنے کا عذاب گوارا کیا لیکن یہ لوگ علم سے دور رہے اپنے واقعات فاسدہ پر قناعت کی جن سے حق باطل خلط ملط ہوگیا اور جاننا چاہئے کہ یہ واقعات اور خطرات نتیجے ہیں لہذا جو شخص عالم ہوگا اسکے خطرات صحیح ہونگے کیونکہ اسکے علم کے نتائج ہیں اور جو جاہل ہوگا تو جہل کے نتیجے سب کے سب بیہودہ ہونگے

فتعالوا نتذاكر في مسئلة لئلا تذهب ليلتنا فقالوا نتكلم في المحبة فانها عمدة القوم فتكلم كل واحد من حيث هو
وكان في القوم عمرو بن عثمان المكي فوقع عليه البول ولم يكن من عادته فقام وخرج الى صحن الدار فاذا ليلة مقمرة فوجد قطعة رق
فاخذه وحمله اليهم وقال يا قوم اسكتوا فان هذا جوابكم انظروا ما في هذه الرسالة فاذا فيها مكتوب مكار وكلكم
تدعون محبة فافترقوا فما جمعهم الا الموسم قال المصنف هذه الحكاية بعيدة الصحة وابن خفيف لا يوثق به
وان صحت فان الشيطان القى ذلك الرق وان كانوا قد ظنوا انها رسالة من الله تعالى بظنونهم الفاسدة وقد بينا
ان معنى المكر المجازاة على المكر فاما ان يقال عنه مكار ففوق الجهل وفوق الحماقة وعن الخلدي قال سمعت رويما يقول ان
الله غيب اشياء غيب مكره في علمه وغيب خداعه في لطفه وغيب عقوباته في باب كراماته قيل خرج ابو يزيد لزيارة اخ له
فلما وصل الى نهر جيحون التقى له حافة النهر فقال سيدي ايش هذا المكر الخفي وعزتك ما عبدتك لهذا ثم رجع ولم يعبر قال
السهلكي وسمعت محمد بن احمد المذكر يذكر ان ابا يزيد قال من عرف الله صار للجنة بوابا وصارت الجنة عليه وبالا قلت وهذه
جراءة عظيمة في اضافة المكر الى الله تعالى وجعل الجنة التي هي نهاية المطالب وبالا واذا كانت وبالا للعارفين فكيف يكون
لغيرهم وكل هذا منبعه من قلة العلم وسوء الفهم وحدثنا احمد بن آل عباس

ترجمہ آؤ کسی مسئلہ کا چرچا کریں تاکہ ہماری رات فضول نہ جائے صلاح ہوئی کہ محبت کے بارے میں کلام کریں کیونکہ یہ مسئلہ
بالاتفاق عمدہ ہے ہر ایک نے حسب حیثیت گفتگو کی اوس جماعت میں عمرو بن عثمان مکی بھی تھے انکو خلاف عادت اسوقت
پیشاب لگا وہ اٹھ کر باہر صحن میں آئے چاندنی رات تھی ایک ہرن کی کھال کا ٹکڑا پڑا ملا اس کو اٹھا کر جماعت کے پاس لائے
اور کہا اے لوگو خاموش رہو یہ ٹکڑا تمہارا جواب ہے دیکھو اس میں کیا ہے اوسمیں لکھا ہوا تھا کہ تم لوگ مکار ہو حالانکہ تم سب کے
سب خدا کی محبت کا دعوی کرتے ہو یہ پڑھکر تمام متفرق ہو گئے اور پھر ایام حج ہی میں ایک جگہ ہوئے مصنفؒ نے کہا کہ یہ حکایت
صحت سے بعید ہی اور ابن خفیف غیر معتبر ہیں اور اگر صحیح ہو تو وہ کھال کا ٹکڑا شیطان نے ڈالا تھا اگر ان کا یہ خیال تھا کہ وہ
خدا کی طرف سے کوئی تحریر تھی تو یہ خیال فاسد ہی ہم بیان کر چکے کہ مکر کے معنی یہ ہیں کہ مکر کا بدلہ دیتا ہے اگر اس بنا پر اسکو مکار کہا جائے
تو سخت جہالت اور نہایت حماقت ہے خلدی نے کہا میں نے رویم سے سنا کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو کچھ چیزوں میں
پوشیدہ رکھا ہے اپنے مکر کو اپنے علم میں اور اپنے فریب کو اپنے لطف میں اور اپنے عذاب کو اپنے اکرام میں چھپایا ہے ابویزید کی نسبت کہتے
ہیں کہ اپنے ایک بھائی کی ملاقات کو چلے جب نہر جیحوں پر پہونچے تو کنارے پر ٹھہر کر بولے اے میرے آقا یہ کیسا مکر خفی ہے تیری عزت
کی قسم کہ مینے اس لئے تیری عبادت نہیں کی بعد ازاں وہیں سے لوٹ آئے اور اس پار نہیں گئے سہلکی نے کہا کہ مینے محمد
ابن احمد واعظ سے سنا ذکر کرتے تھے کہ ابویزید نے کہا کہ جو شخص خدا کو پہچانیگا وہ جنت کے لئے دربان ہو گا اور جنت اس کے لئے
وبال ہوگی میں کہتا ہوں یہ بڑی جرأت ہی کہ اللہ تعالی کی طرف مکر کی نسبت کی جاوے اور جنت جو کہ اعلی مقصد ہے اسکو وبال ٹھہرایا
جاوے بھلا جب خداشناسوں کو جنت وبال ہوئی تو دوسروں کے لئے کیا کہا جائے یہ سب باتیں کم علمی اور ناسمجھی کی ہیں احمد بن آل عباس

لما علم انه العالم باحواله قلت هذا اسد لباب السوال والدعاء وهو جهل بالعلم وعن ابی بکر الدنف الصوفی قال سمعت الشبلی وقد سأله شاب یا ابا بکر لم تقول الله ولا تقول لا اله الا الله فقال الشبلی استحیی ان اوجه اثباتا بعد نفی فقال الشاب ارید حجة اقوی من هذه فقال اخشی ان اخذ فی کلمة الجحود ولا اصل کلمة الاقرار قال المصنف انظروا الی هذا العلم الدقیق فان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یامر بقول لا اله الا الله ویحث علیها وفی الصحیحین عنه انه کان یقول فی دبر کل صلوٰة لا اله الا الله وحده لا شریک له وکان یقول اذا قام لصلوٰة اللیل لا اله الا انت وذکر الثواب العظیم لمن یقول لا اله الا الله فانظروا الی هذا النعاطی علی الشریعة واختیار ما لم یختره رسول الله صلی الله علیه وسلم ولقد بلغنی ان ابا الحسن النوری شهد علیه انه سمع اذان المؤذن فقال طعنة وسم الموت وسمع نباح الکلب فقال لبیک وسعدیک فقیل له فی ذلک فقال ان المؤذن اخاف علیه ان یذکر الله وهو غافل ویاخذ علیه الاجرة ولولاها ما اذن ولذلک قلت طعنة والکلب یذکر الله بلا ریاء فانه قد قال وان من شیٔ الا یسبح بحمده قال المصنف انظروا اخوانی عصمنا الله وایاکم من الزلل الی هذا الفقه والاستنباط الطریف وعن الثوری انه رای رجلا قابضا علی لحیة نفسه قال فقلت له نح یدک عن لحیة الله فرفع خبری الی الخلیفة

ترجمہ کیونکہ اس نے جان لیا کہ وہ اس کے حالات کو جانتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ سوال اور دعا کے دروازہ کا بند کرنا ہے اور یہ بےعلمی ہے اور ابوبکر دنف صوفی نے کہا میں شبلی سے سنا کسی نے ان سے پوچھا کہ اے ابوبکر تم فقط اللہ کیوں کہتے ہو لا الہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے جواب دیا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اثبات کو بعد نفی کے لاؤں اس شخص نے کہا کہ میں اس سے بڑھکر کوئی دلیل چاہتا ہوں شبلی نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو میں کلمۂ انکار میں مبتلا رہوں اور در حصل کلمۂ قرار ہونا چاہیے۔ مصنف نے کہا اس نکتہ دانی پر غور کرنا چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الہ الا اللہ کہنے کا حکم فرماتے تھے صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو کہا کرتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اور جب نماز کے لیے اٹھتے تو فرماتے لا الہ الا انت اور آپ نے بہت بڑا ثواب اس شخص کے لئے فرمایا ہے۔ جو کہے لا الہ الا اللہ یہ شریعت پر زیادتی کرنا اور وہ امر اختیار کرنا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں فرمایا غور کرنے کے قابل ہے ابو الحسن ثوری کی نسبت مینے سنا ہے لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے موذن کی اذان سنی تو طعن سے کہا یہ موت کا زہر ہے پھر کتے کو بھونکتے سنا تو کہا لبیک وسعدیک لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ موذن کے بارہ میں مجھکو یہ خوف ہے کہ غفلت کے ساتھ ذکر الٰہی کرتا ہے اور اس کام پر اجرت لیتا ہے ورنہ اذان نہ دیتا لہذا مینے طعن سے کہا اور کتا بلا ریا ذکر خدا کرتا ہے چنانچہ فرمایا وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ یعنی ہر ایک چیز حمد الٰہی کی تسبیح پڑھتی ہے مصنف نے کہا بھائیو خدا ہم کو تمکو لغزشوں سے محفوظ رکھے اس فقہ دقیق اور اجتہاد ظریف پر غور کرو اور منقول ہے کہ ثوری نے ایک شخص کو اپنی داڑہی پکڑے ہوے دیکھا تو اس سے کہا کہ خدا کی داڑہی سے اپنا ہاتھ دور کر تو یہ بات خلیفہ تک پہونچی

ومن كلامهم في الحديث وغيره عن عبد الله بن احمد بن حنبل قال جاء ابو تراب النخشبي الى ابي فجعل ابي يقول فلان ضعيف وفلان ثقة فقال ابو تراب يا شيخ لا تغتب العلماء فالتفت ابي اليه وقال له ويحك هذا نصيحة ليس هذا غيبة وعن ابي الحسن علي بن محمد البخاري يقول سمعت محمد بن فضل بن العباسي يقول كنا عند عبد الرحمن بن ابي حاتم وهو يقرء علينا كتاب الجرح والتعديل فدخل عليه يوسف بن الحسين الرازي فقال يا ابا محمد ما هذا الذي تقرء على الناس قال كتاب صنفته في الجرح والتعديل فقال وما الجرح والتعديل فقال اظهر احوال اهل العلم من كان منهم ثقة او غير ثقة فقال له يوسف بن الحسين استحييت لك يا ابا محمد هؤلاء القوم قد حطوا رواحلهم في الجنة منذ مائة سنة او مائتي سنة تذكرهم وتغتابهم على اديم الارض فبكى عبد الرحمن وقال يا ابا يعقوب لو سمعت هذه الكلمة قبل تصنيفي هذا الكتاب لم اصنفه قلت عفا الله عن ابي حاتم فانه لو كان فقيها لرد عليه كما رد الامام احمد بن حنبل على ابي تراب ولولا الجرح والتعديل من اين كان يعرف الصحيح من الباطل ثم كون القوم في الجنة لا يمنع ان يذكرهم بما فيهم وتسميته ذلك غيبة حديث نشوى ثم لا يدري الجرح والتعديل ما هو كيف يذكر كلامه وينبغي ليوسف ان يشتغل بالعجائب التي تحكى عنه مثل هذا وعن ابي العباس بن عطاء يقول من عرف الله امسك عن رفع حوائجه اليه

ترجمہ اور حدیث وغیرہ میں سے مفید ان کا کلام یہ ہے کہ عبد اللہ ابن احمد ابن حنبل نے کہا کہ ابو تراب نخشبی میرے والد کے پاس آئے تو میرے والد کہنے لگے کہ فلان راوی غیر معتبر ہے اور فلان معتبر تو ابو تراب نے کہا اے شیخ علما کی غیبت نکرو تو میرے والد ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تمپر افسوس یہ خیر خواہی ہے غیبت نہیں ہے اور ابو الحسن علی بن محمد بخاری کہتے ہیں کہ میں نے ابو الفضل عباسی سے سنا کہتے تھے کہ ہم عبد الرحمن ابن ابو حاتم کے پاس تھے اور وہ ہم کو کتاب الجرح والتعدیل سنا رہے تھے تو ان کے پاس یوسف ابن حسین رازی آئے اور کہا اے ابو محمد یہ کیا ہے جو لوگوں کو تم سنا رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک کتاب ہے جسکو میں نے جرح اور تعدیل میں تصنیف کی ہے تو انہوں نے کہا جرح اور تعدیل کیا چیز ہے تو انہوں نے کہا کہ اہل علم کے حالات ظاہر کرتا ہوں کہ کون ان میں سے معتبر تھا اور کون غیر معتبر تھا تو ان سے یوسف ابن حسین نے کہا کہ اے ابو محمد تمہارے بارے میں مجھے شرم آتی ہے یہ قوم ایک یا دو سو برس کی جنت میں داخل ہوئی اور تم دنیا میں انکا ذکر غیبت کے ساتھ کرتے ہو تو عبد الرحمن روئے اور کہا اے ابو یعقوب اگر اس کتاب کے تصنیف کرنے کے پہلے میں یہ بات سنتا تو اسکو تصنیف نکرتا۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ابو حاتم کے گناہ معاف کرے اگر عالم ہوتے تو انکا جواب دیتے جیسا کہ امام احمد ابن حنبل نے ابو تراب کا جواب دیا اور اگر جرح و تعدیل نہوتی تو کہاں سے صحیح اور غلط حدیثوں میں تمیز ہوتی پھر قوم کا جنت میں ہونا اس بات سے منع نہیں کرتا ہے کہ وہ ان کے نقصانات بیان کریں پھر اسکا نام غیبت رکھنا عورتوں کی بات ہے پھر جو شخص یہ نجانیگا کہ جرح اور تعدیل کیا چیز ہے اسکا کلام کیونکر قابل ذکر ہوگا اور یوسف کیلئے تو یہ لایق تھا کہ وہ ان عجیب باتوں میں مشغول رہتے جو مثل اس کے ان سے منقول ہیں اور ابو العباس ابن عطا کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچانیگا وہ اپنی حاجتوں کو اسکے پاس پیش کرنے سے رکجائے گا +

وقال سفیان الثوری لحماد بن سلمۃ عند الموت اترجان یغفر لمثلی — قال المصنف وانما صدر مثل ھذا عن ھؤلاء السادۃ لقوۃ علمھم باللہ وقوۃ العلم بہ یورث الخوف والخشیۃ قال اللہ عزوجل انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء وقال علیہ السلام انا اعرفکم باللہ واشدکم لہ خشیۃ ولما بعد عن العلم اقوام من الصوفیۃ لاحظوا اعمالھم واتفق لبعضھم من اللطف مایشبہ الکرامات انبسطوا بالدعاوی کما روی عن ابی یزید البسطامی انہ قال وددت ان قد قامت القیامۃ حتی انصب خیمتی علی جھنم فسالہ رجل ما ولم ذاک یا ابا یزید فقال انی اعلم ان جھنم اذا راتنی تخمد فاکون رحمۃ للخلق وعن ابی موسی الدیبلی قال سمعت ابا یزید یقول اذا کان یوم القیامۃ وادخل اھل الجنۃ الجنۃ واھل النار النار فسالتہ ان یدخلنی النار فقیل لہ لم ذلک قال حتی یعلم الخلائق ان برہ ولطفہ فی النار مع اولیائہ قال المصنف ھذا الکلام من اقبح الاقوال لانہ یتضمن تحقیر ما عظم اللہ امرہ فی النار فانہ تعالی بالغ فی وصفھا فقال فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ وقال اذا رأتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا الی غیر ذلک من الآیات وقد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم ان نارکم ھذہ لا مما یوقد بنو آدم جزء من سبعین ۔

ترجمہ سفیان ثوری نے موت کے وقت حماد سے کہا کہ کیا تم امید کرتے ہو کہ مجھ ایسا شخص بخشا جائے مصنف نے کہا ان بزرگواروں سے ایسے کلمات اسلئے صادر ہوئے کہ خدا تعالی کو خوب جانتے تھے اور خدا کو اچھی طرح جاننا خوف و دہشت کا باعث ہوتا ہی اللہ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اللہ تعالی سے فقط اہل علم ہی ڈرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے زیادہ اللہ کو پہچانتا ہوں اور تم سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں صوفیہ کی جماعتیں چونکہ علم سے دور ہیں لہذا انہوں نے اپنے اعمال کا لحاظ کیا اور بعض سے جو اتفاقیہ کرامات کے مشابہ کچھ لطیفہ سرزد ہو گئے تو بلا تکلف بڑے بڑے دعوے کر بیٹھے چنانچہ ابو یزید کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ کہتے تھے میں چاہتا ہوں کہ قیامت قائم ہو تا کہ اپنا خیمہ دوزخ پر نصب کروں تو ہم میں سے ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ اے ابو یزید ایسا کیوں کروگے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں کہ دوزخ جب مجھکو دیکھیگا تو سرد ہو جائیگا لہذا میں مخلوق کے لئے رحمت ہو جاؤنگا ابو موسی دیبلی کہتے ہیں میں نے ابو یزید کو سنا کہتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائینگے تو میں خدا سے درخواست کرونگا کہ مجھ کو دوزخ میں داخل کرے لوگوں نے پوچھا یہ کیوں کروگے جواب دیا کہ اس لئے تا کہ مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالی کی عنایت و لطف اپنے اولیا پر دوزخ میں ہے مصنف رحمہ نے کہا یہ کلام قبیح تر اقوال میں سے ہے کیونکہ یہ قول اس چیز کے حقیر جاننے پر شامل ہی جسکو اللہ تعالی امر عظیم قرار دیتا ہی اللہ تعالی نے دوزخ کی صفت میں مبالغہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ یعنی اس آگ سے بچو جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں نیز فرمایا اذا رأتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا جب دوزخ اہل دوزخ کو دور سے دیکھیگا تو ان کو اس کے جوش و خروش کی آواز سنائی دیگی اسیطرح اکثر آیات آئی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور فرمایا کہ یہ آگ جو بنی آدم جلاتے ہیں دوزخ کی حرارت کے ستر

فلما ادخل عليه قال بلغنی انه نبح كلب فقلت لبيك ونادى المؤذن فقلت طعنة قلت نعم قال الله تعالى وان من شئ الا يسبح بحمده فقلت لبيك لانه ذكر الله والمؤذن يذكر الله وهو متلوث بالمعاصی غافل عن الله قال وقولك للرجل نحّ يدك عن لحية الله قلت نعم اليس العبد ولحيته لله وكلما فی الدنيا والاخرة له قلت عدم العلم اوقع هولاء فی التخبيط وما الذی احوجه الی ان صفة الملك صفة الذات وحدثت انه كان للشبلی جليس فلم انه يريد التوبة فقال له بع مالك واقض دينك وطلق زوجك وايتم اولادك فانسهم من التعلق بك ليعلّ ولك فی الموتى ففعل فجاء بكسر قد جمعها فقال اطرحها بين يدی الفقراء وكل معهم وعن محمد بن ادريس الشافعی يقول سمعت ابی يقول صحبت الصوفية عشرين سنة فما استفدت منهم الا هذين الحرفين الوقت سيف وافضل العصمة ان لا تقدر ذكر تلبيس ابليس علی الصوفية فی الشطح والدعاوی قال المصنف اعلم ان العلم يورث الخوف واحتقار النفس وطول الصمت واذا اعتبرت علماء السلف رأيت الخوف غالبا عليهم والدعاوی بعيدة عنهم كما قال ابو بكر ليتنی كنت شعرة فی صدر مؤمن وقال عمر عند موته الويل لعمر ان لم يغفر له وقال ابن مسعود ليتنی اذا مت لا ابعث وقالت عائشة ليتنی كنت نسيا منسيا

ترجمہ جب ابو الحسن خلیفہ کے سامنے آئے خلیفہ نے پوچھا کہ ہمنے سُنا ہے تمنے کتے کو بھونکتے سنکر لبیک کہا اور موذن کی آواز سنکر طعن کیا جواب دیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان من شئ الا یسبح بحمدہ ہمنے لبیک اس لئے کہا کہ کتے نے خدا کا ذکر کیا اور موذن خدا کا ذکر کرتا ہے حالانکہ گناہوں میں آلودہ اور خدا سے غافل ہے کہا اور تمہارا یہ قول کہ خدا کی ڈاڑہی سے اپنے ہاتھ کو دور کر ہمنے جواب دیا ہاں کیا بندہ اور اسکی ڈاڑہی اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے اور جو چیز دنیا اور آخرت میں ہے سب اس کی ہے میں کہتا ہوں کہ بیعلمی نے ان لوگوں کو خبط میں ڈالا اور ان کو اس کی کیا حاجت پڑی کہ ملکیت کی صفت ذات کی صفت ہے شبلی کی نسبت سُنا ہی کہ ان کا کوئی ہمنشیں تھا ایک روز اس نے شبلی سے کہا میں توبہ کرنا چاہتا ہوں شبلی نے کہا کہ اپنا مال بیچ ڈال اور قرض ادا کر اور اپنی بی بی کو طلاق دے اور اپنی اولاد کو یتیم کر اور اپنے تعلق سے انکو ناامید کر تاکہ تجھکو مرے ہوؤں میں شمار کریں وہ شخص کچھ ٹکڑے لایا جو اس نے جمع کئے تھے شبلی نے کہا یہ ٹکڑے فقیروں کے سامنے ڈالدے اور ان کے ساتھ کہا اور محمد بن ادریس شافعی کہتے ہیں کہ ہمنے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے بیس برس صوفیہ کی صحبت اختیار کی تو ان سے صرف یہی دو باتیں حاصل کیں کہ الوقت سیف یعنی وقت تلوار ہے اور افضل عصمت یہ ہی کہ تجھکو قدرت حاصل نہو (شطحیات اور دعووں کے بارہ میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنفؒ نے کہا جاننا چاہیئے کہ علم خوف اور کسر نفسی اور کثرت سکوت کا باعث ہوتا ہے جب تم علماے سلف کو آزماؤگے تو انپر خوف غالب پاؤگے اور دعووں کو ان سے دور دیکھوگے چنانچہ ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ کاش میں مومن کے سینے کا ایک بال ہوتا عمرؓ نے نزع کی حالت میں کہا کہ اگر عمر بخشا نہ گیا تو اسپر افسوس ہی ابن مسعودؓ نے کہا کاش میں مرکر اوٹھایا نجاتا عائشہؓ نے کہا کاش میں بالکل بھولی بسری ہوگئی ہوتی ۔

ثم زفرت ثانية فلا يبقى ملك مقرب ولا نبي مرسل الا جثى على ركبتيه ثم تزفر الثالثة فتبلغ القلوب الحناجر وتذهل العقول فيفزع كل امرأ الى عمله حتى ابراهيم الخليل يقول بخلتي لا اسئلك الا نفسي ويقول موسى بمناجاتي لا اسئلك الا نفسي وان عيسى ليقول بما اكرمتني لا اسئلك الا نفسي ولا اسئلك مريم التي ولدتني **قال المصنف** وقد روينا ان النبي صلى الله عليه وسلم قال يا جبريل مالي ارى ميكائيل لا يضحك فقال ما ضحك ميكائيل منذ خلقت النار وما جفت عيني منذ خلقت النار مخافة ان اعصى الله فيجعلني فيها **وبكى** عبد الله بن رواحة يوما فقالت امرأته مالك تبكي فقال انبئت انى وارد ولم انبأ انى صادر **قال المصنف** فاذا كان هذه حالة الملائكة والانبياء والصحابة وهم المطهرون من الادناس فهذا انزعاجهم لاجل النار فكيف هانت عند المدعى ويقطع لنفسه بالولاية وبالنجاة وهل قطع بالنجاة الا لقوم مخصوصين من الصحابة **وقد قال** صلى الله عليه وسلم ومن قال انى في الجنة فهو في النار وهذا محمد بن واسع يقول عند موته يا اخوتاه تدرون اين يذهب بي والله الذي لا اله الا هو الى النار او غير **وحكى** رجل من اهل بسطام انه سمع ابا يزيد البسطامي يقول اللهم ان كان في سابق علمك انك تعذب احدا من خلقك بالنار فعظم خلقي حتى لا تسع معي غيري

ترجمہ پھر دوسرا سانس لیگی جس سے تمام مقرب فرشتے اور مرسل نبی گھٹنوں کے بل گر پڑینگے پھر تیسرا سانس لیگی جس سے دل مونہہ کو آئینگے اور عقلیں زائل ہو جائینگی ہر شخص گھبرا کر اپنے عمل کو دیکھیگا حتی کہ ابراہیم خلیل اللہ کہینگے اے خدا بذریعہ اپنی خلت کے آج اپنے سوا کسی کی نسبت درخواست نہیں کرتا اور موسی کہینگے بوسیلہ اپنی کلام کے آج اپنے سوا کچھ نہیں سوال کرتا عیسے کہینگے ببرکت اسکے کہ تو نے میرا اکرام فرمایا ہے آج اپنی جان کے سوا کسی کے لئے کچھ نہیں مانگتا حتی کہ مریم جس سے میں پیدا ہوا ہوں اُسکی نسبت بھی سوال نہیں کرتا **مصنف** نے کہا ہم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے جبرئیل کیا وجہ ہے کہ میں نے میکائیل کو ہنستے نہیں دیکھا عرض کیا جب سے دوزخ مخلوق ہوئی ہے میکائیل نہیں ہنسے اور جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے میرے آنسو نہیں تھمے اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو میں خدا تعالی کی نافرمانی کر بیٹھوں وہ مجھکو اس میں جھونکدے **عبد اللہ بن رواحہ** ایک روز رونے لگے ان کی بی بی نے پوچھا تم کیوں روتے ہو جواب دیا کہ مجھکو یہ تو خبر دی گئی ہے کہ دوزخ پر گذر ہوگا لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ اس سے نکل بھی جاؤنگا **مصنف** نے کہا کہ جب یہ حالت ملائکہ اور انبیا اور صحابہ کی ہو جو نجاستوں سے پاک تھے اور دوزخ کی وجہ سے ایسا گھبرائیں تو پھر یہ دعوی کرنیوالا دوزخ کو کیونکر سہل سمجھتا ہے اور اپنی ذات پر ولایت اور نجات کا قطعی حکم لگاتا ہے حالانکہ نجات کا قطعی حکم صرف صحابہ میں سے ایک جماعت کیلئے لگایا گیا ہے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص دعوی کرے کہ میں جنتی ہوں وہ دوزخی ہے اور محمد ابن واسع کو دیکھو کہ اپنی موت کیوقت کہتے تھے کہ بھائیو تم جانتے ہو کہ مجھے کہاں لیجائینگے قسم اس ذات کی جسکے سوائے کوئی معبود نہیں میں نہیں جانتا کہ دوزخ کی طرف لیجائینگے یا دوسری طرف **اہل بسطام** میں سے ایک شخص نے نقل کیا کہ اسنے ابو یزید کو یوں دعا کرتے سنا کہ یا اللہ اگر تیری علم ازلی میں مقدر ہو کہ تو اپنی مخلوق میں سے کسیکو عذاب کریگا تو میری خلقت کو بڑا دیجیو کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا

جزء امن حر جهنم قالوا له الصحابة والله ان كانت لكافية يا رسول الله قال فانها فضلت عليها بتسعة و
ستين جزءا كلهن مثل حرها اخرجاه في الصحيحين وفي افراد مسلم من حديث ابن مسعود عن النبي صلى
الله عليه وسلم انه قال يؤتى بجهنم يومئذ لها سبعون الف زمام مع كل زمام سبعون الف ملك
يجرونها وعن كعب قال قال عمر بن الخطاب يا كعب خوفنا فقلت يا امير المؤمنين اعمل عمل رجل لو وافيت القيامة
وقمت بعمل سبعين نبيا لازدريت عملك فما ترى فاطرق عمر مليا ثم افاق فقال زدنا يا كعب قلت
يا امير المؤمنين لو فتح من جهنم قدر منخر ثور بالمشرق ورجل بالمغرب لغلا دماغه حتى يسيل من حرها فاطرق عمر
مليا ثم افاق فقال زدنا يا كعب قلت يا امير المؤمنين ان جهنم لتزفر يوم القيمة زفرة لا يبقى ملك مقرب ولا نبي مرسل الا
خر جاثيا على ركبتيه ويقول رب نفسي نفسي لا اسئلك اليوم غير نفسي وحدثنا ابن السائب عن زاذان قال سمعت كعب الاحبار
يقول اذا كان يوم القيمة جمع الله الاولين والآخرين في صعيد واحد ونزلت الملائكة فصارت صفوفا فيقول يا جبريل ائتني بجهنم فياتي
بها جبريل فيقاد بسبعين الف زمام حتى اذا كانت من الخلائق على قدر مائة عام زفرت زفرة طارت لها افئدة الخلائق

ترجمہ جزؤں سے ایک جزو ہے صحابہ نے یہ سنکر عرض کیا یا رسول اللہ عذاب کو تو یہی آگ کافی ہے فرمایا کہ وہ آگ اس آگ سے انہتر
حصے زیادہ ہے ہر حصہ اس آگ کی گرمی کے برابر ہے یہ حدیث صحیحین میں ہے صحیح مسلم میں ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن دوزخ کو لائینگے اس روز اسکی ستر ہزار مہارین ہونگی ہر مہار کے ساتھ ستر ہزار
فرشتے اسکو کھینچتے ہونگے **کعب** رض کہتے ہیں کہ حضرت عمر رض نے فرمایا اے کعب ہمکو خوف کی باتیں سناؤ مینے کہا یا امیر المومنیں جسقدر
ایک آدمی سے ہو سکتا ہے اسیقدر عمل کیجیے کیونکہ جب قیامت قائم ہوگی تو اگر آپ ستر نبیوں کے اعمال لیکر بھی اٹھینگے تو آپ کے
اعمال ناقص ہونگے زیادہ کیا کہوں حضرت عمر نے دیر تک سر جھکایا پھر سر اوٹھاکر فرمایا اے کعب اور زیادہ بیان کرو کعب بولے۔ یا
امیر المومنیں اگر دوزخ میں سے بیل کے نتھنے کی برابر مشرق کی جانب کھلجائے اور ایک آدمی مغرب میں ہو تو اس کا دماغ پکنے لگے
یہانتک کہ اسکی گرمی سے بہ نکلے حضرت عمر دیر تک سر جھکائے رہے پھر افاقہ میں آکر فرمایا اے کعب اور زیادہ سناؤ کعب نے کہا یا امیر المومنین
قیامت کے دن دوزخ ایک سانس لے گی جس کی وجہ سے ہر ایک فرشتہ مقرب اور ہر ایک نبی مرسل گھٹنوں کے بل گر
پڑے گا۔ اور عرض کرے گا رب نفسی نفسی اے خدا مجھے بچا مجھے بچا۔ آج اپنے سوا کسی کے لئے تجھسے درخواست
نہیں کرتا **ابن السائب** نے زاذان سے روایت کیا اونہوں نے کعب احبار سے سنا کہتے تھے کہ جب قیامت
کا دن ہوگا۔ اللہ تعالےٰ سب اگلوں پچھلوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا اور فرشتے اوتریں گے اور صفیں
باندھ کر کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ کہ اے جبریل میرے سامنے دوزخ کو لاؤ۔ جبریل اسکو
لینے جائیں گے۔ اور ستر ہزار مہاروں سے کھینچتے ہوئے لائینگے۔ یہان تک کہ جب مخلوق سے سو برس
کی راہ پر کے فاصلہ پر ہوگی۔ تو ایک سانس لے گی جس سے مخلوقات کے دل اوڑ جائینگے

فقال كان حكمه ان يخرج له افعى وعن محمد بن ابان قال سمعت ابا سعيد الخراز يقول اكبر ذنبي اليه معرفتي
اياه قال المصنف هذا ان حمل على معنى اني لما عرفته لم اعمل بمقتضى معرفته فعظم ذنبي كما يعظم جرم من علم وعصى
والا فهو قبيح دخل قوم على الشبلي في مرضه الذي مات فيه فقالوا له كيف تجدك يا ابا بكر فانشأ يقول ان سلطان
حبه قال لا اقبل الرشا ؞ فسلوه فديته لم بقتلي تحرشا ؞ وقال ابن عقيل وقد حكى عن الشبلي انه قال ان الله
سبحانه قال ولسوف يعطيك ربك فترضى والله لا رضي محمد صلى الله عليه وسلم وفي النار من امته احد قال
ان محمدا يشفع في امته وانا اشفع بعده في النار حتى لا يبقى فيها احد قال ابن عقيل والدعوى الاولى على
النبي صلى الله عليه وسلم كاذبة فان النبي صلى الله عليه وسلم لا يرضى بعذاب الفجار دعوى باطلة واقدام على جهل
كيف وقد لعن في الخمر عشرة فدعوى انه لا يرضى بتعذيب الله عز وجل للفجار دعوى باطلة واقدام على جهل بحكم
الشرع ودعواه بانه من اهل الشفاعة في الكل وانه يزيد على محمد صلى الله عليه وسلم كفر لان الانسان متى قطع لنفسه
بانه من اهل الجنة كان من اهل النار فكيف وهو يشهد بانه على مقام يزيد على المقام المحمود وهو
الشفاعة وعن محمد بن الحسين السلمي قال وجدت في كتاب ابي بخطه سمعت ابا العباس الدينوري يقول

ترجمہ اونہوں نے کہا اسکا حکم یہ ہے کہ ایک سانپ نکلے اور اسے کاٹ کھائے **محمد بن ابان** نے کہا میں نے ابو سعید خراز کو سنا کہتے تھے خدا
کے یہاں میرا سب سے بڑا گناہ اسکی معرفت ہے مصنفؒ نے کہا میں کہتا ہوں کہ اگر یہ قول اس معنی پر محمول ہو کہ جب مجکو اسکی معرفت حاصل ہوئی تو میں نے
اس معرفت کے موافق عمل نہیں کیا لہذا مجھ سے بڑا گناہ ہوا جیسے کوئی شخص جان بوجھکر نافرمانی کرے اس کا گناہ بڑا ہوگا یہ معنی ٹھیک ہو سکتے
ہیں۔ ورنہ یہ قول قبیح ہے **شبلی** کی مرض موت میں کچھ لوگ اون کے پاس گئے پوچھنے لگے اے ابو بکر کیا کیفیت ہے شبلی نے دو شعر
پڑہے جنکا ترجمہ یہ ہے ٭ اس کا بادشاہ عشق کہتا ہے کہ میں رشوت نہیں لیتا ٭ میں اس کے قربان جاؤں اس سے کہو کہ مجھ کو
ویسے ہی قبول کرے ابن عقیل نے کہا شبلی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالے فرماتا ہے ولسوف يعطيك ربك
فترضى یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو خدا اسقدر دیگا کہ تم راضی ہو جاؤ گے خدا کی قسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم راضی نہ ہونگے جبتک
ایک بہی ان کی امت میں سے دوزخ میں ہوگا۔ پھر شبلی بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شفاعت کرینگے۔ اور ان کے بعد میں شفاعت
کرونگا یہانتک کہ کوئی دوزخ میں باقی نرہیگا ابن عقیل کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پہلا دعوی کرنا غلط ہے کیونکہ یہ بات
کہ رسول اللہ صلعم فاجروں کے عذاب پر راضی نہ ہونگے غلط دعوی اور جہالت پر پیشقدمی ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ شراب کے بارے میں دس آدمی
ملعون ہو چکے ہیں پہر یہ دعوی کرنا کہ آپ فاجروں کے عذاب ہونے پر راضی نہونگے باطل ہے اور حکم شریعت کے نجاننے پر اقدام ہے اور یہ دعوی
کرنا کہ خود بہی اہل شفاعت ہی سب کی شفاعت کرینگے رسول اللہ صلعم کی شفاعت پر زیادہ بڑہ جائینگے کفر ہے کیونکہ انسان جب قطعی طور سے اپنی نسبت
اہل جنت سمجھیگا وہ اہل دوزخ سے ہوگا پہر اس شخص کی نسبت بہلا کیا کہا جائے جو اپنے آپ کو یہ خیال کرتا ہے کہ مقام محمود سے بہی بڑہکر اسکو مقام ملیگا
اور وہ مقام شفاعت ہے محمد ابن حسین سلمی نے کہا میں نے اپنے باپ کی کتاب میں خود انہیں کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا کہ میں نے ابو العباس دینوری سے سنا کہتے تھے

قال المصنف اما ما تقدم من دعاویه فما یخفی قبحها واما هذا القول فخطأ من ثلثة اوجه **احدها** انه قال ان کان فی سابق علمك وقد علمنا قطعا انه لابد من تعذیب خلق بالنار وقد سمی الله عز وجل منهم جماعة کفرعون وابی لهب فکیف یجوز ان یقال بعد القطع والیقین ان کان **والثانی** قوله فعظم خلقی فلو قال لادفع عن المؤمنین ولکنه قال حتی لایسع غیری فاشفق علی الکفار ایضا وهذا تعاط علی رحمة الله **والثالث** لایخلو اما ان یکون جاهلا بقدر هذه النار او واثقا من نفسه بالصبر کلا الامرین معدوم عنده **ولقد بلغنی** عن سمنون انه کان یسمی نفسه الکذاب بسبب ابیاتنا التی قال فیها ؎ ولیس لی فی سواك حظ ، فکیف ما شئت فامتحنی ، **قال المصنف** انه لیقشعر الجلد من هذه اتری علی من یتقاوی وانما هذا ثمرة الجهل بالله سبحانه ولو عرفه لم یسأله الا العافیة وقد قال من عرف الله کل لسانه **واخبرنا** ابو یعقوب الخراط قال قال ابو الحسین النوری قال کان فی نفسی من هذه الکرامات شئ فاخذت من الصبیان قصبة وقمت بین زورقین وقلت وعزتك لئن لم یخرج لی سمکة فیها ثلثة ارطال لایزید ولا ینقص لاغرقن نفسی فقال فخرجت سمکة فیها ثلثة ارطال قال فبلغ ذلك الجنید

ترجمہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابویزید کے پہلے دعوے جو مذکور ہو چکے ان کی قباحت تو پوشیدہ نہیں باقی رہا یہ قول سو تین وجہ سے خطا ہے ایک یہ کہ انہوں نے یوں کہا اگر تیرے علم ازلی میں مقدر ہو حالانکہ ہم قطعی جانتے ہیں کہ ایک مخلوق کو دوزخ کا عذاب ہوگا۔ ان میں سے ایک جماعت کا نام خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے جیسے فرعون اور ابولہب پھر کیونکر جائز ہے کہ قطعی یقین کے بعد یوں کہا جائے کہ اگر تیرے علم میں مقدر ہو۔ دوسرے یوں کہنا کہ میری خلقت کو بڑھا دے اگر اس کے بعد یوں کہتے کہ تا میں مومنوں سے دوزخ کو دور رکھوں تو ایک بات تھی۔ مگر انہوں نے تو یوں کہا کہ میرے سوا اس میں دوسرا نہ سما سکے لہذا کفار پر بھی شفقت کی حالانکہ یہ خدا کی رحمت کو چھوڑ دینا ہے۔ تیسری یہ کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس آگ کی حقیقت نہیں جانتے یا اپنی نفس پر صبر کا وثوق ہوتا۔ حالانکہ دونوں میں سے ان میں ایک بھی بات نہیں **سمنون** کی نسبت ہمنے سنا ہے کہ وہ اپنا نام کذاب رکھتے تھے بوجہ چند اشعار کے جو انہوں نے کہے تھے ایک کا ترجمہ یہ ہے مجھے تیرے سوا کسی میں مزا نہیں ملتا تو جس طرح چاہے مجھکو آزمالے۔ تو اوسی وقت انکا پیشاب بند ہوگا۔ اس کے بعد وہ مکتبوں میں پھرا کرتے تھے اور ہاتھ میں ایک شیشہ ہوتا تھا جس میں ان کا پیشاب ٹپکتا تھا۔ اور لڑکوں سے کہتے تھے اپنے کذاب چچا کے لئے دعا کرو **مصنف** نے کہا اس قصے سے میرے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں دیکھو تو سہی یہ **شخص** کس کے سامنے دعوی کرتا ہے یہ سب جہالت کا نتیجہ ہے اگر اللہ کو پہچانتا تو بجز عافیت کے اس سے کسی چیز کا سوال نہ کرتا **صوفیہ** خود ہی کہتے ہیں کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اسکی زبان گونگی ہو جاتی ہے **ابو یعقوب** خراط نے بیان کیا کہ ابوالحسن نوری نے کہا کہ میرے دل میں ان کرامات کے بارے میں کچھ شبہ تھا میں نے لڑکوں سے ایک نرسل لیا اور دو کشتیوں کے درمیان میں کھڑا ہوا اور کہا تیری عزت کی قسم اگر اسوقت میرے لئے ایک ایسی مچھلی نہ نکل پڑی جو پورے تین رطل سے کم ہو نہ زیادہ تو میں اپنے آپکو ڈبو دونگا کہا کہ پھر ایک مچھلی نکلی جو تین رطل کی تھی یہ خبر جنید کو ملی

كما يريد ولعله قد بقي من معاطنه ما لم يصل الماء لكثافة هذه المرقعة وبقاؤها عليه متبلة شهرا وذلك يمنع لذة النوم وكل هذا خطأ واثم **قيل وكان** بين احمد بن الحواري وبين ابي سليمان عقد ان لا يخالفه في شيء يامره به فجاءه يوما وهو يتكلم في المجلس فقال ان التنور قد سجر فما تامرنا فما اجابه فاعاده مرة او مرتين فقال له في الثالثة اذهب اقعد فيه ففعل ذلك فقال ابو سليمان الحقوه فان بيني وبينه عقدا ان لا يخالفني في شيء آمره به فقام وقاموا معه فجاؤا الى التنور فوجدوه قاعدا في وسطه فاخذ بيده واقامه فما اصابه خدش **قال المصنف** هذه الحكاية بعيدة عن الصحة ولو صحت كان دخوله في النار معصية **وفي الصحيحين** من حديث علي كرم الله وجهه قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية واستعمل عليهم رجلا من الانصار فلما خرجوا وجد عليهم في شيء فقال لهم اليس قد امركم رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تطيعوني قالوا بلى قال اجمعوا حطبا ثم دعا بنار فاضرمها ثم قال عزمت عليكم لتدخلنها قال فهم القوم ان يدخلوها فقال لهم شاب انما فررتم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من النار فلا تعجلوا حتى تلقوا النبي صلى الله عليه وسلم فان امركم ان تدخلوها فادخلوا فرجعوا الى النبي صلى الله عليه وسلم فاخبروه فقال لهم لو دخلتموها ما خرجتم ابدا انما الطاعة في المعروف

ترجمہ اور عجب نہیں کہ اسکی کثافت کی وجہ سے نیچے کے کچھ حصے میں پانی نہ پہونچا ہو۔ پھر اسی طرح بھیگا ہوا خرقہ مہینے بھر تک جسم پر رہنا جس نے اسکو لذت خواب سے باز رکھا یہ سب حرکتیں خطا اور گناہ ہے کہتے ہیں کہ احمد بن ابی الحواری اور ابو سلیمان میں باہم معاہدہ تھا کہ جو کچھ ابو سلیمان حکم کریں وہ اس کے خلاف نہ کریں ایک روز ابو سلیمان مجلس میں بیٹھے کچھ باتیں کر رہے تھے احمد آئے اور کہنے لگے کہ تنور گرم کر چکے آپ کیا حکم کرتے ہیں ابو سلیمان نے کچھ جواب نہ دیا احمد نے پھر دوبارہ یا تین بار کہا تیسری مرتبہ ابو سلیمان بولے جاؤ اور تم تنور میں بیٹھ جاؤ۔ احمد نے ایسا ہی کیا۔ ابو سلیمان لوگوں سے بولے جاؤ اسکو جا کر دیکھو کیونکہ مجھ میں اوس میں باہم معاہدہ ہے کہ جو کچھ میں حکم کرونگا اس کے خلاف نہ کریگا یہ کہکر خود اُٹھے اور لوگ بھی ان کے ساتھ اوٹھ کھڑے ہوے۔ تنور پر آکے دیکھا تو اسکے بیچ میں احمد کو بیٹھا پایا ابو سلیمان نے ان کا ہاتھ پکڑا اور تنور سے نکالکر کھڑا کیا۔ دیکھا تو کچھ خراش بھی ان کو نہ پہنچی تھی **مصنف** نے کہا یہ حکایت صحت سے بعید ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو اس شخص کا آگ میں داخل ہونا گناہ ہی **صحیحین** میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایکبار لشکر کا ٹکڑا بھیجا اور انصار میں سے ایک شخص کو سردار بنایا جب وہ چلے تو رستے میں وہ انصاری کسی بات سے اون پر غصہ ہو گئے اور ان سے کہا کہ کیا تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں فرمایا کہ میری بات میں میری اطاعت کرو سب بولے بیشک فرمایا ہے انہوں نے کہا کہ اچھا لکڑیاں جمع کرو لوگوں نے لکڑیاں اکٹھی کیں پھر آگ منگا کر سلگائی پھر کہا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس آگ میں داخل ہو جاؤ لوگوں میں سے داخل ہونیکا قصد کیا ایک نوجوان شخص نے ان سے کہا کہ تم لوگ فقط آتش دوزخ ہی کے مارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس بھاگ آئے سو جلدی نکرو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل لو اگر آپ تمکو اُس میں داخل ہونے کا حکم دیں تو داخل ہو جاؤ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ اگر تم اُس آگ کے اندر بیٹھ جاتے تو پھر کبھی باہر نہ آتے۔ فرمانبرداری صرف حکم شرعی میں کی جاتی ہے ◆

قد نقضوا ارکان التصوف وهدموا سبیلها وغیروا معانیها باسامی احدثوها سموا الطمع زیادة وسوء الادب اخلاصا والخروج عن الحق شطحا والتلذذ بالمذموم طیبة وسوء الخلق صولة والبخل جلادة واتباع الهوی ابتلاء والرجوع الی الدنیا وصولا والسوال عملا وبذاء اللسان ملامة وما هذا طریق القوم وقال ابن عقیل عبرت الصوفیة من الحرام بعبارات غیروا لها الاسماء مع حصول المعنی فقالوا فی الاجتماع علی الطیبة والغناء والمنکرة اوقات وقالوا فی المردان شهود وفی المعشوقة اخت وفی المحبة مریدة وفی الرقص الطرب وجد وفی مناخ اللعب والبطالة رباط وبهذا تغییر الاسماء لا یباح **بیان جملة مرویة عن الصوفیة من الافعال المنکرة** قد سبق ذکر افعال کثیرة کلها منکرة وانما نذکر ههنا من امهات الافعال وعجائبها ذکر عن ابی الکرینی وکان استاذ الجنید انه اصابته جنابة وکان علیه مرقعة ثخینة فجاء الی شاطیء الدجلة والبرد شدید فحرنت نفسه عن الدخول فی الماء لشدة البرد فطرح نفسه فی الماء مع المرقعة ولم یزل یغوص ثم خرج وقال عقدت ان لا انزعها عن بدنی حتی یجف علی فلم یجف علیه شهرا وانما ذکر هذا الناقل لیبین فضله وهذا جهل محض لان هذا رجل عصی الله سبحانه فیما فعل وانما یعجب بهذا الفعل العوام الجهال لا العلماء ولا یجوز لاحد ان یعاقب نفسه [illegible] النفس بنوع من التعذیب القاؤها فی الماء البارد وکونه فی مرقعة لا یمکنه الحرکة فیها

ترجمہ ان لوگوں نے تصوف کے ارکان توڑ ڈالے اور اسکی راہ کو منہدم کر دیا اور اس کے معانی کو بدل ڈالا اور اپنی طرف سے نام نئے گھڑ لئے طمع کا نام زیادت رکھا اور بے ادبی کو اخلاص کہتے ہیں اور راہ حق سے خارج ہونا شطح ہے اور مذموم چیز سے لذت اٹھانا طیبہ ہے اور بداخلاقی صولت ہے اور بخل جلادت ہے اور اتباع ہوا ابتلا ہے اور دنیا کی طرف رجوع کرنا وصول ہے اور بھیک مانگنا عمل ہے اور بدزبانی ملامت ہے حالانکہ یہ طریقہ قوم کا نہیں اور ابن عقیل نے کہا ہے صوفیہ نے حرام کو ایسی عبارتوں سے ادا کیا کہ ان کے نام تو بدل ڈالے اور معنی باقی رہے تو ضیافت اور گانے وغیرہ پر جمع ہونیکو اوقات کہا اور ان لوگوں نے امردوں کو شہود کہا۔ اور معشوقہ کو بہن اور محبت رکھنے والی عورتوں کو مریدہ اور رقص و طرب کو وجد اور لعب اور بطالت کے ٹھکانے کو رباط۔ حالانکہ ناموں کے بدلنے سے یہ چیزیں مباح نہیں ہوسکتیں **(چند افعال منکرہ کا بیان جو صوفیہ سے نقل کئے جاتے ہیں)** بہت سے افعال کا ذکر پہلے گذر چکا کہ وہ سب کے سب برے تھے اور یہاں پر ہم ان کے صرف بڑے بڑے اور عجیب فعل ذکر کرتے ہیں ابو الکرینی کی نسبت جو جنیدؒ کے استاد تھے بیان کرتے ہیں کہ انکو احتلام ہوا وہ ایک موٹی کپڑے کا خرقہ پہنے ہوئے تھے دجلے کے کنارے آئے سردی سخت تھی انکے نفس نے بوجہ سردی کے پانی میں داخل ہونیسے انکار کیا انہوں نے خرقہ سمیت اپنی آپ کو پانی میں ڈالدیا اور برابر غوطہ لگاتے رہے پھر نکلکر بولے کہ میں عہد کرتا ہوں جبتک میرے جسم پہ یہ خرقہ خشک نہ ہو جائیگا نہ نکالونگا ایک مہینہ بھر تک وہ خرقہ خشک نہ ہوا اس شخص نے اپنا یہ قصہ لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کیا کہ اسکی بزرگی ظاہر ہو حالانکہ یہ جہل محض ہے کیونکہ اس شخص نے اپنی اس حرکت میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اس فعل سے عوام نادان خوش ہوتے ہیں علما پسند نہیں کرتے اور کسی شخص کو جائز نہیں کہ اپنے نفس کو عذاب کرے اس شخص نے اپنی ذات کے لئے کئی قسم کے عذاب جمع کئے اپنے آپکو ٹھنڈے پانی میں ڈالنا اور ایسے خرقے میں ہونا کہ حسب خواہش حرکت نہ کرسکے

قال وعالج بعضهم حب المال بان باع جميع ماله ورماه في البحر إذ خاف من تفريقه على الناس رعونة الجود ورياء البذل قال وكان بعضهم يستاجر من يشتمه على ملأ من الناس ليعود نفسه الحلم قال وكان آخر يركب البحر في الشتاء عند اضطراب الموج ليصير شجاعا قال المصنف اعجب من جميع هؤلاء عندي ابو حامد كيف حكى هذه الاشياء ولم ينكرها وكيف ينكرها وقد اتى بها في معرض التعليم للمريدين فقال قبل ان يورد هذه الحكايات ينبغي للشيخ ان ينظر الى حالة المبتدي فان رأى معه مالا فاضلا عن قدر حاجته اخذه فصرفه في الخير وفرغ قلبه منه حتى لا يلتفت اليه وان رأى الكبر غلب عليه امره ان يخرج الى السوق للكدية والسؤال ويكلفه المواظبة على ذلك فان رأى الغالب عليه البطالة استخدمه في تعهد بيت الماء وتنظيفه وكنس المواضع القذرة وملازمة المطبخ ومواضع الدخان وان رأى شره الطعام غالبا عليه الزمه الصوم فان رأى عزبا لم تنكسر شهوته بالصوم امره ان يفطر ليلة على الماء دون الخبز وليلة على الخبز دون الماء ويمنعه اللحم راسا قال المصنف لا اعجب من ابي حامد كيف يامر بهذه الاشياء التي تنافي الشريعة وكيف يحل الامر ان يقوم على راسه طول الليل فينعكس الدم الى وجهه ويورث ذلك مرضا شديدا وكيف يحل القاء المال في البحر وهل يجوز سب مسلم بلا سبب وهل يحل للمسلم ان يستاجر على ذلك وكيف يحل السؤال لمن يقدر ان يكتسب فما ارخص ما باع ابو حامد الفقه بالتصوف وعن الحسن بن علي الدامغاني قال كان رجل من اهل بسطام

ترجمہ ایک جگہ ابوحامد لکھتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے مال کی محبت کا علاج یوں کیا کہ اپنا تمام مال بیچ ڈالا اور اسکو دریا میں پھینکدیا اس واسطے کہ اگر اسکو لوگوں پر تقسیم کریں تو خوف ہے کہ کہیں جود و سخاوت کی رعونت نہ آجائے اور خیرات میں ریا نہ واقع ہو ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ بعض بزرگ اجرت پر ایسے شخص کو لیتے تھے کہ انکو بڑے آدمیوں کے سامنے گالیاں دے تاکہ ان کا نفس حلم و بردباری سیکھے۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ بعض لوگ جاڑے میں دریا کا سفر کرتے ہیں جب موج زوروں پر ہوتی ہے تاکہ بہادر ہو جاویں **مصنف** نے کہا سب سے زیادہ مجکو ابوحامد پر تعجب آتا ہے کہ ان باتوں کو کیونکر جائز رکھتے ہیں اور ان پر انکار کیوں نہیں کیا اور مقام تعلیم میں انکا ذکر کیا اور ایک جگہ کہتے ہیں کہ شیخ کو مبتدی کی حالت دیکھنا چاہئے اگر اسکے پاس مال ضرورت سے زائد دیکھے تو اسکو لیکر کار خیر میں صرف کرے تاکہ اس کی طرف وہ مبتدی کچھ توجہ نہ کرے اور اگر شیخ دیکھے کہ اسپر کبر و غرور غالب ہے تو اسکو حکم دے کہ بازار جائے اور سوال کرے انکی تکلیف اوٹھائے پھر بھی اگر فساد دیکھے تو حمام اور پاخانہ اور بہارو وغیرہ جھونکنے کی خدمت اس سے لے اور اگر کہانیکی حرص اسپر غالب پائے تو روزہ اسپر لازم کرے اور اگر دیکھے کہ وہ بن بیاہا ہے اور روزہ سے اسکی شہوت فرو نہیں ہوتی تو اسکو حکم کرے کہ ایک رات فقط پانی پر افطار کرے اور روٹی نہ کہائے اور دوسری رات صرف روٹی پر افطار کرے اور پانی نہ پئے اور گوشت سے اسکو بالکل باز رکھے **مصنف** نے کہا مجھے ابوحامد سے تعجب ہے کہ کیونکر ان باتوں کا حکم کرتے ہیں جو شرع کے خلاف ہیں اور کیونکر جائز ہے کہ آدمی تمام رات سر کے بل کھڑا رہے جس سے خون کا سیلان الٹا ہو جائے اور مرض شدید کا باعث ہو اور کیونکر جائز ہے کہ مال کو دریا میں پھینکدے اور کیونکر جائز ہے کہ بلا سبب مسلمان کو گالیاں دے اور بھلا مسلمان کے لئے کیا یہ جائز ہے کہ گالیاں دینے کیواسطے اجرت پر ایک شخص کو لے اور کیونکر جائز ہے کہ جو شخص کسب کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ وہ سوال کرے غرضکہ ابوحامد نے تصوف کے بدلے میں فقہ کو کس قدر ارزان فروخت کر دیا۔ حسن بن علی دامغانی سے منقول ہے کہ ایک شخص اہل بسطام میں سے تھا + + + + + + + + + + + +

وحدثنا ابو الخير الدنبلی قال کنت جالسا عند خیر النساج فاتته امرأة وقالت اعطنی المندیل الذی دفعته الیك قال نعم فدفعه الیها فقالت کم الاجرة فقال درهمان قالت ما معی الساعة شیئ فانا قد ترددت الیك مرارا فلم ارك وانا آتیك به غدا ان شاء الله تعالی فقال لها ان اتیتنی به ولم تجدینی فارمی بهما فی الدجلة فانی فاذا رجعت اخذته فقالت المرأة کیف تاخذ من الدجلة فقال لها خیر هذا التفتیش فضول منك افعلی ما امرتك قالت ان شاء الله فمرت المرأة قال ابو الخیر فجئت من الغد وکان خیر غائبا واذا المرأة جاءت ومعها خرقة فیها درهمان فلم تر خیرا فقعدت ساعة ثم قامت ورمت بالخرقة فی دجلة فاذا سرطان قد تعلقت بالخرقة وغاص وبعد ساعة جاء خیر وفتح باب حانوته وجلس علی الشط یتوضأ فاذا بسرطان خرجت من الماء تسعی نحوه والخرقة علی ظهرها فلما قرب من الشیخ اخذها فقلت له رأیت کذا وکذا فقال احب ان لا تبوح به فی حیاتی فاجبته الی ذلك **قال المصنف** صحة مثل هذا تبعد ولو صح لم یخرج هذا الفعل عن مخالفة الشرع لان الشرع قد امر بحفظ المال وهذا اضاعة **وفی الصحیحین** ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن اضاعة المال ولا التفات الی قول من یقول هذا کرامة لان الله تعالی لا یکرم من یخالف شرعه وقد حکی ابو حامد الغزالی فی کتاب الاحیاء قال کان بعض الشیوخ فی بدایة ارادته یکسل عن القیام فالزم نفسه القیام علی راسه طول اللیل لتسمح نفسه بالقیام عن طوع

ترجمہ ابو الخیر الدنبلی نے بیان کیا کہ میں خیر نساج کے پاس بیٹھا تھا ان کے پاس ایک عورت آئی اور بولی کہ لاؤ مجکو وہ رومال دو جو مینے کل تم کو دیا تھا خیر نساج نے کہا بہت اچھا یہ کہکر وہ رومال اُسکو دیا وہ بولی کہ اسکی اجرت کیا ہے کہا کہ دو درم عورت نے کہا اسوقت میری پاس کچھ نہیں اور میں تمہارے پاس کئی مرتبہ آئی اور تم کو نہ دیکھا کل انشاء اللہ تم کو دیدونگی خیر نساج بولے کہ اگر تم میری پاس اجرت لاؤ اور میں تم کو نہ ملوں تو دجلہ میں ڈالدینا جب میں آؤنگا لیلونگا عورت بولی کہ دجلہ سے تم کیونکر لیلوگے خیر نساج نے کہا اسکی تحقیق کرنا تم کو فضول ہے جسطرح میں کہتا ہوں وہ کرو عورت انشاء اللہ کہکر چلی گئی ابو الخیر کہتے ہیں کہ میں دوسرے روز علی الصباح پھر خیر کے پاس گیا خیر وہاں موجود نہ تھا تھے۔ وہ عورت آئی اور دو درم ایک کپڑے کے ٹکڑے میں باندھکر لائی تھی جب خیر نہ ملے تو تھوڑی دیر تک بیٹھی پھر کھڑی ہوی اور کپڑے کو دجلہ میں پھینکدیا۔ یکایک ایک کیکڑا نکلا اور اس کپڑے کو لیکر پانی میں چلا گیا کچھ دیر بعد خیر آئے اور اپنی دوکان کا دروازہ کھولا اور دجلہ کے کنارے بیٹھکر وضو کرنے لگے ناگاہ وہی کیکڑا پانی سے نکلکر ان کی طرف دوڑتا آیا اسکی پشت پر وہ کپڑے کا ٹکڑا تھا جب ان کے پاس آیا انہوں نے وہ ٹکڑا لیلیا ابو الخیر کہتے ہیں میں نے خیر نساج سے کہا کہ ایسا ایسا واقعہ میرے سامنے گذرا ہے خیر بولے میں چاہتا ہوں کہ میری زندگی میں کسی پر یہ قصہ ظاہر نہو مینے اس بات کو قبول کیا **مصنف** رح نے کہا اس حکایت کا صحیح ہونا بعید ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو یہ حرکت شرع کی مخالفت سے خارج نہیں کیونکہ شرع نے مال کی نگہداشت کا حکم کیا ہے اور یہ مال کو ضائع کرنا ہے **صحیحین** میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے تلف کرنے سے منع فرمایا اور اس شخص کے قول کی طرف توجہ نہیں کرتے جو کہتا ہی کہ یہ کرامت ہے کیونکہ اللہ تعالی ایسے شخص کا اکرام نہیں فرماتا جو اسکی شرع کے خلاف کرے ابو حامد غزالی نے کتاب احیاء العلوم میں نقل کیا ہے کہ کوئی بزرگ آغاز ارادت میں قیام کرنے میں کسل کرتے تھے انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ تمام رات سر کے بل کھڑا رہونگا تاکہ پھر نفس خوشی سے قیام کو آسان سمجھے

وهل طالب الشرع احدا بجواز النفس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتى شيئا من هذه القاذورات فليستتر بستر الله
كل هذا للاتقاء على جاه النفس ولو امر بهلول الصبيان ان يصفعوه كان قبيحا فنعوذ بالله من هذه العقول الناقصة التي تطالب المبتدي
بما لا يرضاه الشرع فيبغضه وحكى ابو حامد عن ابن الكريني قال نزلت في محلة فعرفت فيها بالصلاح فنشب في قلبي فدخلت الحمام وعينت على ثياب فاخرة
فسرقتها ولبستها ثم لبست مرقعتي فوقها وخرجت وجعلت امشي قليلا قليلا فلحقوني فنزعوا مرقعتي واخذوا الثياب وصفعوني
واوجعوني ضربا فصرت بعد ذلك اعرف بلص الحمام فسكنت نفسي **قال المصنف** واي حال اقبح من حال من خالف الشرع و
رأى المصلحة في المنهي عنه وكيف يجوز ان يطلب صلاح القلوب بفعل المعاصي وقد عدم في الشريعة ما يصلح به القلب حتى يستعمل
ما لا يحل فيها هذا من جنس ما يفعله الامراء الجهلة من قطع من لا يجب قطعه وقتل من لا يجوز قتله ويسمونه سياسة ومضمونه ان
ان الشريعة ما تفي بالسياسة وكيف يحل للمسلم ان يعرض نفسه لان يقال عنه سارق وهل يجوز ان يقصد وهن دينه ومحو جاهه عند شهداء
الله في الارض ولو ان رجلا وقف مع امرأته في طريق يكلمها ويلمسها ليقال عنه هذا فاسق كان عاصيا بذلك ثم كيف يجوز
التصرف في مال غيره بغير اذنه ثم في نص مذهب الشافعي ان من سرق من الحمام ثيابا عليها حافظ وجب قطع يده

ترجمہ بھلا کیا شریعت کسی سے یہ چاہتی ہے کہ نفس کا اثر مٹا دے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کوئی ان ناپاک امور
میں سے کسی میں مبتلا ہو تو اسکو چھپانا چاہیے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پردہ پوشی کرے گا یہ سب اسی لئے فرمایا کہ نفس کا جاہ و مرتبہ قائم
رہا جائے اگر بہلول لڑکوں کو حکم دیتے کہ وہ ان کو چانٹے لگائیں تو بری بات ہوتی۔ ایسی ناقص عقلوں سے خدا پناہ دے جو مبتدی
سے ان امور کی درخواست کریں جن سے شریعت راضی نہیں ابو حامد نے بیان کیا کہ ابن کرینی نے کہا کہ میں ایکبار ایک مقام
پر اترا اور میری خیر و صلاح کی وہاں شہرت ہوگئی میں حمام میں گیا وہاں ایک لباس فاخرہ دیکھکر اسکو چرا لیا اور نیچے وہ لباس پہنکر
اوپر سے اپنا خرقہ پہنا اور حمام سے نکلا آہستہ آہستہ چلنے لگا لوگ میرے پاس آئے اور میرا خرقہ اوتارا اور وہ لباس مجھ سے چھین کر
مجھ کو پیٹا اس کے بعد میں حمام کا چور مشہور ہوگیا۔ اس وقت میرے نفس کو قرار آیا **مصنفؒ** نے کہا اس شخص کی حالت سے کونسی
حالت قبیح تر ہوگی جو شریعت کے خلاف کرے اور ممنوع چیز میں مصلحت خیال کرے اور کیونکر جائز ہے کہ معاصی کا مرتکب ہوکر صلاح قلوب
طلب کرے کیا شرع میں وہ چیز نہیں تھی جس سے صلاح قلب ہوتا ہے کہ حرام ناجائز کو عمل میں لایا جائے یہ حرکت ایسی ہے جیسے بعض جاہل حکام کرتے ہیں
کہ جسکا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جسکو قتل کرنا جائز نہیں اسکو مار ڈالا اور اسکو سیاست کہتے ہیں اسکا تو مطلب
یہ ہوا کہ شریعت سیاست کیلئے کافی نہیں ہے مسلمان کو کیونکر جائز ہے کہ اپنے آپکو چور مشہور کردے بھلا کیا یہ جائز ہے کہ اس کے دین کو سست
کہا جائے یا ایسی حرکتیں ان لوگوں کے سامنے کرے جو زمین پر خدا کی طرف سے شہادت دینے والے ہیں اگر کوئی آدمی سر راہ کھڑا ہوکر
اپنی بی بی سے باتیں کرے تاکہ ناواقف لوگ اسکو فاسق کہیں تو اس حرکت سے گنہگار ہوگا پھر کیونکر جائز ہے کہ غیر کے مال میں بغیر
اس کی اجازت کے تصرف کرے پھر **شافعی** کے مذہب میں نص ہے۔ کہ جو شخص حمام سے
وہ کپڑے چرا لے جن پر نگہبان موجود ہو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنا واجب ہے + ...

لاینقطع من مجلس ابی یزید ولا یفارقه فقال ذات یوم انا منذ ثلاثین سنة اصوم الدهر واقوم اللیل و
قد ترکت الشهوات ولیس اجد فی قلبی من هذا الذی تذکره شیئا البتة فقال له ابو یزید لو صمت ثلث مائة سنة و قمت
ثلث مائة سنة فانت علی ما اراک لا تجد من هذا العلم ذرة قال ولم یا استاذ قال لانک محجوب بنفسک قال له فلهذا دواء حتی
ینکشف هذا الحجاب قال نعم ولکنک لا تقبل ولا تفعل قال بلی اقبل واعمل ما تقول قال ابو یزید اذهب الساعة الی الحجام و احلق
راسک ولحیتک وانزع عنک هذا اللباس واتزر بعباءة وعلق فی عنقک مخلاة واملأها جوزا واجمع حولک صبیانا
وقل باعلی صوتک یا صبیان من صفعنی صفعة اعطیته جوزة وادخل الی سوقک الذی تعظم فیه وینظر الیک من عرفک
علی هذه الحال فقال یا ابا یزید سبحان الله تقول لی مثل هذا وتحسن ان افعل مثل هذا فقال ابو یزید قولک سبحان الله شرک
قال کیف قال ابو یزید لانک عظمت نفسک فسبحتها فقال یا ابا یزید هذا لیس اقدر علیه ولیس افعله ولکن دلنی علی غیره
حتی افعله فقال له ابو یزید ابتدئ بهذا قبل کل شیء حتی یسقط جاهک وتذل نفسک ثم بعد ذلک اعرفک ما یصلح لک قال لا
اطیق هذا قال قد قلت انک لا تقبل قال المصنف لیس فی شرعنا بحمد الله شیء من هذا بل فیه تحریم ذلک والمنع منه وقد قال نبینا صلی الله
علیه وسلم لیس للمؤمن ان یذل نفسه وقد فاتت الجمعة حذیفة فلقی الناس راجعین فاستتر لئلا یرے بعین التقصیر فی قصد الصلوة

ترجمہ جو ابو یزید کی مجلس سے کبھی جدا نہیں ہوتا تھا اور نہ اسکو چھوڑتا تھا ایک روز اس نے انسے کہا کہ میں تیس برس سے دنکو ہمیشہ روزہ
رکہتا ہوں اور رات کو قیام کرتا ہوں اور نفس کی خواہشیں چھوڑ دیں لیکن آپ جو ذکر کرتے ہیں اس میں سے کوی بات اپنے دل میں نہیں
پاتا ہوں تو ابو یزید نے اس سے کہا کہ میرے خیال میں اگر تو تین سو برس روزے رکہیگا اور تین سو برس قیام کریگا جب بھی تجھکو
ایک ذرہ اس سے حاصل ہوگا کہا اے استاد کیوں کہا تو اپنے نفس کی وجہ سے حجاب میں ہے کہا اس کے واسطے کوئی دوا بھی ہے جس سے
یہ حجاب جاتا ہے جواب دیا کہ ہاں ہے لیکن تو منظور نہ کریگا وہ کہنے لگا کہ میں قبول کرونگا اور جو کچھ آپ حکم دینگے اسپر عمل کرونگا ابو یزید بولے
کہ ابھی حجام کے پاس جاکر اپنا سر اور ڈاڑہی منڈوا ڈال اور یہ لباس اپنا نکالکر ایک چادر کا تہبند باندہ اور اپنے گلے میں ایک جھولی
ڈالکر اسکو اخروٹوں سے بھرلے اور اپنے چاروں طرف لڑکوں کو جمع کرکے بلند آواز سے پکار کہ جو مجکو ایک تھپڑ ماریگا اسکو ایک اخروٹ
دونگا اور اوس بازار میں جا جہاں تیری تعظیم ہوتی ہے وہ شخص سنکر بولا کہ اے ابو یزید سبحان اللہ آپ مجھ ایسے شخص کو یوں
ہدایت کرتے ہیں ابو یزید کہنے لگے کہ تیرا سبحان اللہ کہنا شرک ہے اوسنے پوچھا کہ یہ کیونکر ہے جواب دیا اسلئے کہ تو نے اپنے نفس کی تعظیم کی اور
اس سے محبت رکہتا ہے کہا اے ابو یزید اسپر میں قادر نہیں ہوں اور نہ کرونگا لیکن اور کوئی بات بتائیے تاکہ اسکو کروں تو ابو یزید نے اُس
سے کہا کہ تمام باتوں سے پہلے یہ کر تاکہ تیری عزت جاتی رہے اور تیرا نفس ذلیل ہوجائے پھر بعد اسکے جو تیرے لئے بہتر ہوگا بتا دونگا کہا میں اس
کی قدرت نہیں رکھتا کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تو قبول نہ کریگا مصنف نے کہا الحمد للہ کہ ہماری شریعت میں ایسی خرافات باتیں نہیں بلکہ
انکی حرمت اور ممانعت ہی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے آپکو ذلیل کرے حذیفہ رضی سے ایکبار جمعہ
فوت ہوگیا اونہوں نے جب آدمیوں کو نماز سے لوٹتے ہوئے آتے دیکھا تو چھپ گئے تاکہ نماز کی حق میں نقص کی نگاہ سے نہ دیکھے جائیں

وقال یا عین لئن اطرقت لارمین بك الی الدار فما زال علی تلك الحال فلما اصبح قال یا بنی ما سمعت اللیلة ذاکرا لله
الا دیکا یسبح و دانوین **قال المصنف** هذا الرجل قد جمع بین شیئین لا یجوز احدهما المخاطرة بنفسه فلو غلبه
النوم فوقع کان معینا علی النفس ولا نشك انه لو رمی بنفسه کان قد اتی معصیة عظیمة فتعرضه بالوقوع معصیة
والثانی انه منع عینه حظها من النوم **وقد قال** علیه السلام ان لجسدك علیك حقا وقال اذا نعس احدکم
فلیرقد **ومر بحبل** قد مدته زینب فاذا فترت امسکت به فامر بحله وقال لیصل احدکم نشاطه فاذا
کسل او فتر فلیقعد **وقد** سبقت هذه الاحادیث فی کتابنا هذا **وحکی** لنا محمد بن ابی صابر الدلال قال وقفت
علی الشبلی فی قبة الشعراء فی جامع المنصور والناس مجتمعون علیه فوقف علیه فی الحلقة غلام جمیل لم یکن ببغداد فی
ذلك الوقت احسن وجها منه یعرف بابن مسلم فقال له تنح فلم یبرح فقال له الثانیة تنح یا شیطان عنا فلم یبرح
فقال له فی الثالثة تنح والا والله خرقت کلما علیك وکانت علیه ثیاب فی غایة الحسن
تساوی جملة کبیرة فانصرف الفتی **قال الشبلی** طرحوا اللحم للبزاة علی ذروتی لبنان
ثم لاموا البزاة اذ جعلوا فیهم الرسن ابرزوا وجهك الجمیل ولاموا من افتتن لو ارادوا صیانتی ستروا وجهك الحسن **قال** ابن عقیل من قال هذا فقد اخطأ طریق الشرع

ترجمہ اور بولے کہ اے آنکھ اگر تو جھپکی تو میں تجھکو صحن دار میں گرا دونگا غرض اسیطرح کھڑے رہے صبح کو یہ کہنے لگے بیٹا آجکی رات میں نے
کسیکو ذکر الہی کرتے نہ سنا بجز ایک مرغ کے جو دو دوانگ کے برابر تھا **مصنف** نے کہا اس شخص نے دو ناجائز حرکتیں ایک ساتھ کیں ایک
تو اپنے نفس کو خطرے میں ڈالا اگر اسپر نیند غالب آجاتی تو گر پڑتا اور نفس کے ہلاک کرنے میں کوشش کرتا اور اسمیں شک نہیں کہ اگر وہ
اپنے آپ کو نیچے گرا دیتا تو بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا اس کا گر پڑنے پر آمادہ ہونا معصیت ہے دوسرے یہ کہ اس شخص نے اپنی آنکھ کو
خواب کی راحت سے باز رکھا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر تمہارے بدن کا حق ہے اور فرمایا کہ جب کسی پر
غنودگی غالب آجائے تو چاہیئے کہ سو رہے اور نیز آپ نے ایک رسی دیکھی جو حضرت زینب نے تان رکھی تھی اور جب تھک جاتی تھیں تو اس
رسی کو تھام لیتی تھیں آپ نے اس رسی کے کھول ڈالنے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جبتک دل خوش رہے اسوقت تک نماز پڑھا
کرو جب کسل ہو یا تھک جاؤ تو بیٹھ جایا کرو اکثر احادیث ہم اس کتاب میں پیشتر بیان کر چکے **محمد بن ابی** صابر دلال نے ہمسے
بیان کیا کہ قبہ شعرا میں جامع منصور میں شبلی کے پاس میں کھڑا ہوا اور لوگ ان کے گرد جمع تھے اسی حلقہ میں ایک خوبصورت لڑکا آکر کھڑا
ہو گیا جس سے زیادہ خوبصورت اسوقت تمام بغداد میں نہ تھا اسکا نام ابن مسلم تھا شبلی نے اس لڑکے سے کہا کہ الگ ہو جا وہ وہیں کھڑا رہا۔
پھر دوبارہ کہا کہ او شیطان الگ ہو جا وہ لڑکا نہ ٹلا تیسری بار کہا کہ چلا جا ورنہ جو کچھ تیرے جسم پر ہے سب جلا دونگا اوس لڑکے کے بدن پر بڑے
اچھے قیمتی کپڑے تھے یہ سنکر وہ چلا گیا **شبلی** نے چند شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے کہ کوہ عدن کی چوٹی پر بازوں کیلئے گوشت ڈالدیا۔ پھر بازوں کو ملامت
کرنے لگے۔ اور انکو گرفتار کیا۔ تیری خوبصورت چہرہ کو بے پردہ کیا اور پھر جو مفتوں ہوا اسکو ملامت کرنے لگے۔ اگر میرا محفوظ رکھنا چاہتے تو تیرے پیارے
چہرے کو چھپا دیتے **ابن عقیل** نے کہا جس شخص نے یہ شعر کہے اس نے طریق شرع سے خطا کی +

ومن ارباب الاحوال حتی یعملوا بواقعاتہم کلا واللہ لنا شریعۃ لو رام ابو بکر الصدیق ان یخرج منہا الی العمل برایہ لم یقبل منہ فتعجبی من ہذا الفقیہ المستلب عن الفقہ بالتصوف اکثر من تعجبی من ہذا المستلب للثیاب، وعن الخضری یقول مکث ابو جعفر الحداد عشرین سنۃ یعمل کل یوم بدینار وینفقہ علی الفقراء ویصوم ویخرج بین العشائین فیتصدق من الابواب ما یفطر علیہ **قال المصنف** لو علم ہذا الرجل ان المسئلۃ والصدقۃ لا یجوز لمن یقدر علی الاکتساب لم یفعل ولو قدرنا جوازہا فاین انفۃ النفوس من ذل الطلب وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال المسئلۃ باحدکم حتی یلقی اللہ عز وجل ولیس علی وجہہ مزعۃ لحم وعن الزبیر بن العوام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یحمل الرجل حبلا فیحتطب ثم یجیئ فیضعہ فی السوق فیبیعہ ثم یستغنی بہ فینفقہ علی نفسہ خیر لہ من ان یسال اعطوہ او منعوہ انفرد باخراج ہذا الحدیث البخاری واتفقا علی الذی قبلہ وعن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی والمرۃ القوۃ واصلہا من فتل الحبل یقال مررت الحبل اذا فتلتہ فمعنی المرۃ فی الحدیث شدۃ اسر الخلق وصحۃ البدن التی یکون معہا احتمال الکد والتعب **وقال** الشافعی لا تحل الصدقۃ لمن یجد قوۃ یقدر بہا علی الکسب **وحکی** یونس ابن ابی بکر الشبلی عن ابیہ انہ قام علی حافۃ السطح لیلۃ کاملۃ

ترجمہ کونسے لوگ صاحب احوال ہیں کہ لوگ ان کے واقعات پر عمل کریں ہرگز نہیں خدا کی قسم ہماری شریعت وہ شریعت ہے کہ اگر ابو بکر صدیق بھی چاہیں کہ اسکو چھوڑ کر اپنی رائے پر عمل کریں تو ان کی بات نہ مانی جائیگی کہتے ہیں کہ ابو جعفر حداد نے بیس برس اس طرح گذارے کہ ہر روز ایک دینار کماتے تھے اور اسکو فقیروں پر خیرات کر دیتے تھے اور خود روزہ رکھتے تھے اور مغرب وعشا کے درمیان گھروں سے بھیک مانگ لا کر اس پر افطار کرتے تھے مصنف نے کہا اگر یہ شخص جانتا کہ جو آدمی کسب کر سکتا ہے اسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا جائز نہیں تو ایسا نہ کرتا اور اگر ہم اسکو جائز بھی مان لیں تو اس سوال کرنے میں نفسوں کی غیرت کہاں جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی ہمیشہ سوال کرتا رہیگا قیامت کے دن خدا کے سامنے جائیگا۔ اور اسکے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا بھی نہوگا اور نیز آپ نے فرمایا کہ آدمی ایک رسی لے اور اس میں لکڑیاں باندھ لائے پھر انکو بازار میں رکھکر بیچے اور اس سے تونگری حاصل کر کے اپنا خرچ چلائے تو اس کے لئے یہ بہتر ہوگا اس سے کہ لوگوں سے سوال کرے وہ اسکو کچھ دیں یا نہ دیں۔ یہ پہلی حدیث فقط بخاری میں ہے اور اس سے پہلے والی حدیث متفق علیہ ہے عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ لینا نہ تونگر کو جائز ہے اور نہ پوری قوت والے کو حدیث شریف میں ذی مرۃ کا لفظ آیا ہے مرۃ کے معنی قوت کے ہیں اور اصل میں رسی کی مضبوطی کے لئے آیا ہے بولا جاتا ہے مررت الحبل جبکہ رسی کو مضبوط بٹتے ہیں پس حدیث میں مرۃ کے معنی یہ ہیں کہ جسم مضبوط ہو اور بدن تندرست ہو جس تندرستی میں کوشش اور تعب کا برداشت کر سکے **شافعی** نے کہا جو شخص ایسی قوت رکھتا ہے جس سے کسب پر قادر ہو اسکو صدقہ لینا جائز نہیں **یونس بن ابی بکر الشبلی** نے اپنے باپ سے حکایت کی کہ وہ ایک رات تمام شب کوٹھی پر چھت کے کنارے کھڑے رہے

لا كلمتك ابدًا فاغلق الباب فى وجهه ودخل **قال المصنف** انظر الى هذا الفقيه الدقيق كيف هجر مسلمًا على فعل جائز بل مندوب لان الانسان مامور ان يستعد لنفسه ما يفطر عليه واستعداد الشئ قبل مجيئ وقته حزم لذلك **قال الله تعالى** واعدوا لهم ما استطعتم من قوة **وقد ادخر** رسول الله صلى الله عليه وسلم لازواجه قوت سنة وجاء عمر بنصف ماله فادخره اليه ولم ينكر عليه فالجهل بالعلم افسد هؤلاء الزهاد **وعن** احمد بن اسحاق العماني قال بلغنا ان رجلا منهم كان بالهند يعرف بالصابر قد اتى عليه مائة سنة قد غمض احدى عينيه فقلت له يا صابر ما ابلغ من صبرك قال انى هويت النظر الى زينة الدنيا فلم احب ان اشتفى منها فغمضت عينى منذ ثمانين سنة فلم افتحها **قال المصنف** كان قصده ان ينظر الى الدنيا بفرد عين **فصل فى الصوفية قوم يسمون الملامتية** اقتحموا الذنوب وقالوا مقصودنا ان نسقط من اعين الناس فنسلم من آفات الجاه وهؤلاء قد اسقطوا جاههم عند الله بمخالفة الشرع **قال المصنف وفى القوم طبقة يظهرون للخلق من انفسهم اقبح ما هم فيه ويكتمون احسن ما هم عليه** فهم عند الله من اهل الولاية وعند الناس من اهل الآفات **قال المصنف** هذا من اقبح الاشياء **ولقد قال** رسول الله صلى الله عليه وسلم من ابتلى من هذه القاذورات فليستتر بستر الله **وقال** فى حق ماعز هلا سترته بثوبك يا هزال

ترجمہ میں تم سے کبھی بات نکرونگا یہ کہکر دروازہ بند کر لیا اور اندر چلے گئے **مصنف** نے کہا کہ اس باریک بیں فقیہ کو دیکہنا چاہئے کہ کیونکر ایک مسلمان کو ایسے فعل پر چھوڑ دیا جو جائز بلکہ مستحب تہا کیونکہ انسان مامور ہے کہ اپنے لئے افطاری کا سامان تیار کریں اور وقت آنے سے پیشتر کسی چیز کا تیار کرنا ضروری ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واعدوا لهم ما استطعتم من قوة یعنی کفار کے لئے جس قدر ہو سکے قوت تیار کر رکہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کیلئے ایک سال کا روزینہ ذخیرہ فرمایا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نصف مال لائے اور نصف ذخیرہ رکہہ آئے آپ نے انپر کوئی انکار نہیں فرمایا جہالت نے ان زاہدوں کو فاسد کر دیا احمد بن اسحاق عمانی کہتے ہیں کہ ہم کو خبر ملی ہے کہ ہندوستان میں ایک شخص صابر کے نام سے مشہور تہا انہوں نے سو برس سے اپنی ایک آنکھ بند کر رکہی تہی انسے پوچھا گیا کہ اے صابر تمہارے صبر کی انتہا کس قدر ہے جواب دیا کہ بیٹھے زینت دنیا کی طرف دیکہنا چاہا اور اس سے راحت لینا پسند نہ کیا لہذا اسی برس ہوئے کہ اپنی آنکھ بند کر لی ... برس تک نہیں کہولی **مصنف** نے کہا اس شخص کا قصد یہ تہا کہ دنیا کو ایک آنکھ سے دیکھے **فصل** صوفیہ میں سے ایک فرقہ ہے جسکو ملامتیہ کہتے ہیں وہ گناہوں کی طرف جھک پڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی نظروں سے گر پڑیں تاکہ جاہ کی آفتوں سے سلامت رہیں حالانکہ شریعت کی مخالفت کر کے ان لوگوں نے اپنا رتبہ خدا کے نزدیک بھی ساقط کر دیا اس قوم میں ایک طبقہ ہے جو اپنی قبیح حالت مخلوق پر ظاہر کرتے ہیں اور اچھی کیفیت چھپاتے ہیں لہذا گویا وہ خدا کے نزدیک اہل ولایت ہیں ۔ اور خلقت کی نزدیک اہل آفت ہیں **مصنف** نے کہا یہ حالت تمام چیزوں سے قبیح تر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان نجاستوں میں سے اگر کوئی شخص کسی میں مبتلا ہو جائے تو چاہیئے کہ خدا کی پردہ پوشی سے چھپائے ماعز اسلمی کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لانہ یقول ما خلق اللہ ہذہ الاشیاء الا للافتتان بہا ولیس کذلک انما خلقہا للاعتبار والامتحان فان الشمس خلقت
للضئ لا لتعبد **وعن** ابی علی الدقاق یقول ان الشبلی اکتحل بکذا وکذا من الملح لیعتاد السہر ولا یاخذہ النوم **قال المصنف**
وہذا قبیح لا یحل للمسلم ان یؤذی نفسہ وہو سبب للعمی لایجوز ادامۃ السہر لان فیہا اسقاط حق النفس والظاہر ان دوام
السہر والتقلل اخرجہم الی ہذہ الاحوال والافعال **وعن** حسین بن عبد اللہ القزوینی قال حکی لنا من کان یجالس ابن نا انہ قال تعذر
علی قوتی یوما ولحقتنی ضرورۃ فرایت قطعۃ ذہب مطروحۃ فی الطریق فاردت اخذہا لقطۃ فلو ترکتہا ثم ذکرت الحدیث
الذی یروی وان الدنیا کادما عبیطا لکان قوت المسلم منہا حلالا فاخذتہا وترکتہا فی فمی ومشیت غیر بعید فاذا بحلقۃ فیہا صبیان واحدہم
یتکلم علیہم فقال لہ واحد متی یجد العبد حقیقۃ الصدق فقال اذا رمی القطعۃ من الشدق فاخرجتہا من فمی ورمیتہا
وقال المصنف لایختلف الفقہاء ان رمیہ ایاہا لایحل والعجب انہ رماہا بقول صبی لایدری ما یقول
قال وحکی ابو حامد ان شقیقا البلخی جاء الی ابی ہاشم الزاہد وفی طرف کسائہ شئ مصرور
فقال لہ ایش ہذا معک قال لوزات دفعہا الی اخ لی وقال احب ان تفطر علیہا
فقال یا شقیق وانت تحدث نفسک ان تبقی الی اللیل

ترجمہ کیونکہ یہ شخص یوں کہتا ہے کہ یہ اشیاء اللہ تعالیٰ نے فتنہ میں ڈالنے کیلئے پیدا کیں ہیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے عبرت حاصل
کرنے کو اور امتحان کے واسطے خلق فرمایا ہے آفتاب اسلئے پیدا ہوا ہے کہ روشنی پہونچائے اسواسطے نہیں کہ اسکی پرستش کی جائے ابو علی
دقاق کہتے تھے کہ شبلی کی نسبت ہم کو خبر ملی ہے کہ انہوں نے اپنی آنکھ میں فلاں فلاں قسم کا نمک لگایا تھا کہ بیداری کی عادت پڑجائے اور نیند
نہ آئے مصنف نے کہا یہ حرکت قبیح ہے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ اپنے نفس کو تکلیف دیں اور نابینائی کا یہی سبب ہے اور ہمیشہ بیدار رہنا
جائز نہیں کیونکہ اس میں نفس کی حق تلفی ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ بیدار رہنے اور کم کھانے کی وجہ سے یہ لوگ ایسے احوال و
افعال میں پڑ گئے حسین بن عبد اللہ قزوینی کہتے ہیں کہ ایک روز مجھکو میرا روزینہ نہ ملا اور مجھکو ضرورت لاحق ہوئی میں نے رستہ میں سونے کا
ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا اسکو اٹھانا چاہا پھر خیال آیا کہ یہ لقطہ ہے تو میں نے چھوڑ دیا بعد ازاں مجھکو وہ حدیث یاد آئی کہ روایت کی جاتی ہے اگر تمام دنیا خون
ہوتی تو اس سے مسلمان کی روزی حلال ہوتی میں نے اسکو اٹھا کر اپنے مونہہ میں رکھ لیا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک لڑکوں کا غول دیکھا انمیں
سے ایک لڑکا کچھ کلام کر رہا تھا۔ دوسرے نے اس سے پوچھا کہ آدمی صدق کی حقیقت کب پاتا ہے اس لڑکے نے جواب دیا جبکہ اپنے مونہہ میں
سے روپیہ پھینکدے یہ سنکر میں نے وہ ٹکڑا مونہہ سے نکالکر پھینکدیا **مصنف** نے کہا کہ فقہا کے نزدیک بلا اختلاف اس شخص کا وہ
ٹکڑا پھینکدینا جائز نہیں اور تعجب تو یہ ہے کہ اسنے ایک لڑکے کے کہنے سے پھینکدیا جس کو خبر ہی نہیں کہ میں کیا کہتا ہوں ✦
ابو حامد نے بیان کیا کہ ابو ہاشم زاہد کے پاس شفیق بلخی آئے ان کی چادر میں کچھ بندھا ہوا تھا ابو ہاشم نے ان سے پوچھا کہ یہ تمہارے
ساتھ کیا چیز ہے۔ جواب دیا کہ چند بادام ہیں میرے بھائی نے میرے پاس بھیجے ہیں۔ اور کہا ہے۔ کہ میں چاہتا
ہوں تم ان سے روزہ افطار کرو ابو ہاشم بولے۔ کہ اے شقیق تم اپنے نفس سے گفتگو کرتے ہو کہ رات تک زندہ رہوگے

فاراهم ان الشبهة تعارض الحجج وان التمييز عسير وان المقصود اجل من ان ينال بالعلم وانما الظفر به رزق يساق الى العبد لا بالطلب فسد عليهم باب النجاة الذي هو طلب العلم فصاروا يبغضون اسم العلم كما يبغض الرافضي اسم ابي بكر وعمر رضي الله عنهما ويقولون العلم حجاب والعلماء محجوبون عن المقصود بالعلم فان انكر عليهم عالم قالوا لاتباعهم هذا موافق لنا في الباطن وانما يظهر ضد ما لحق فيه للعوام الضعاف العقول فان جبه في خلافهم قالوا هذا ابله مقيد بقيود الشريعة محجوب عن المقصود ثم عملوا على شبهات وقعت لهم ولو فطنوا لعلموا ان عملهم بمقتضى شبهاتهم علم فقد بطل انكارهم للعلم وانا اذكر شبهاتهم واكشفها انشاء الله وهي ست شبهات **الشبهة الاولى** انهم قالوا اذا كانت الامور مقدرة في القدم وان اقواما خصوا بالسعادة واقواما بالشقاوة والسعيد لا يشقى والشقي لا يسعد والاعمال لا تراد لذاتها بل لاجتلاب السعادة ودفع الشقاوة وقد سبقنا وجود الاعمال فلا وجه لاتعاب النفس في عمل ولا لكفها عن ملذ وذلك المكتوب في القدر واقع لا محالة **والجواب** هذه الشبهة ان يقال لهم هذا رد لجميع الشرائع وابطال لاحكام جميع الكتب وتبكيت الانبياء

كلهم فيما جاؤا به

ترجمہ اور یہ کہلادیا۔ کہ دلائل میں پڑجانا ہی شبہہ ہی اور تمیز کرنا دشوار ہی اور مقصود اصلی اس سے اعلی و برتر ہی کہ علم سے مل جائے اُس کا حاصل ہونا صرف امر تقدیری ہے جو خود بخود بندہ کو ملتا ہے کوئی طلب سے حاصل نہیں لہذا ونپر شیطان نے نجات کا دروازہ جو کہ طلب علم ہے بند کر دیا اب انکی یہ حالت ہوگئی کہ علم کے نام سے ایسے ناراض ہوتے ہیں جسطرح رافضی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نام سے جلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علم حجاب ہے اور علما اُس سے محجوب ہیں جو علم سے مقصود ہے اگر کوئی عالم اونپر انکار کرتا ہے۔ تو اپنے پیرووں سے کہتے ہیں کہ یہ باطن میں ہمارے موافق ہے۔ صرف ظاہر میں عوام ضعیف العقول کے دکھانیکو ہماری مخالفت کرتا ہے پھر اگر خوب زور کسے ساتھہ اونکا خلاف کرے تو کہتے ہیں کہ یہ احمق ہے شریعت کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے مقصود اصلی سے محجوب ہے، پھر جو کچھہ شبہات اونکو واقع ہوتے ہیں انہیں پر عمل کرتے ہیں اگر انکو عقل ہوتی تو جان لیتے کہ شبہات کے مطابق انکا عمل کرنا بھی تو ایک علم ہے۔ لہذا علم کا انکار کرنا باطل ہوگیا ہم آگے شبہات ذکر کرتے ہیں اور ان کو کھولتے ہیں وہ شبہات یہ ہیں

پہلا شبہ یہ ہے کہ کہتے ہیں جب تمام امور ازل میں مقدر ہوچکے اور کچھ لوگ سعادت کے ساتھہ کچھ لوگ شقاوت کے ساتھہ مخصوص ہوگئے اور نیک آدمی بد اور بد آدمی نیک نہیں ہوسکتا اور اعمال بذات خود مقصود نہیں ہوتے بلکہ صرف اس لئے ہیں کہ سعادت حاصل کی جائے اور شقاوت کو دور کیا جائے حالانکہ اعمال کا وجود ہمسے پیشتر ہوچکا لہذا کوئی وجہ نہیں کہ نفس کو اعمال کے رنج میں ڈالا جائے۔ اور لذتوں سے اُسکو روکا جائے کیونکہ جو کچھ تقدیر میں لکھا جاچکا ہے وہ لا محالہ واقع ہوگا

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اس قوم سے کہا جائے کہ اس قول سے تو تمام شرائع رد ہوئی جاتی ہیں۔ اور سب احکام باطل ٹھہرتے ہیں اور جمیع انبیا علیہم السلام جو کچھ لائے ہیں۔ گویا اُن کو سرزنش کرنا ہے

مرّ علیه بعض الصحابة وهو یکلم صفیة زوجته فقال له انها صفیة فقد علم الناس التحرز مما یوجب سوء الظن فان المؤمنین شهداء الله فی الارض **وخرج** حذیفة الی الجمعة ففاتته فرای الناس یرجعون فاستتر لئلا یسوء ظن الناس به **وقال** ابوبکر الصدیق رضی الله عنه لرجل قال له انی لمست امرأة وقبلتها فقال تب الی الله ولا تخبر احدا **وقال** رجل لبعض الصحابة انی فعلت کذا وکذا من الذنوب فقال لقد ستر الله علیک لو سترت علی نفسک فهؤلاء القوم قد خالفوا الشریعة وارادوا قطع ما جبلت علیه النفوس **فصل**

وقد اندس فی الصوفیة اهل الاباحة فتشبهوا بهم حفظا لدمائهم وهم ینقسمون قسمین **الاول** کفار فمنهم قوم لا یقرون بالله سبحانه ومنهم من یقر به ولکن یجحد النبوات ویری ان ما جاءت به الانبیاء محال وهؤلاء لما ارادوا اطلاق انفسهم فی شهواتها لم یجدوا شیئا یحقنون به دماءهم ویستترون به وینالون فیه اغراض النفوس کمذهب الصوفیة فدخلوا فیه ظاهرا وهم فی الباطن کفرة ولیس لهؤلاء الا السیف **القسم الثانی** یقرون بالاسلام الا انهم ینقسمون قسمین **القسم الاول** مقلدة فی افعالهم للاشیاخ من غیر اتباع دلیل ولا شبهة فهم یفعلون ما یامرهم به ما راوهم علیه **القسم الثانی** عرضت لهم شبهة تبعوا مقتضاها والاصل الذی نشأت منه شبهاتهم انهم لما تاملوا النظر فی مذاهب الناس لبس علیهم ابلیس

ترجمہ ایک بار آپ صفیہ اپنی بی بی سے کچھ گفتگو فرماتے تھے بعض صحابہ کا ادھر گذر ہوا تو آپ نے انسے فرمایا کہ یہ عورت صفیہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تعلیم دی کہ جو چیز بدگمانی کا باعث ہو اس سے دور رہیں کیونکہ اہل ایمان زمین پر خدا کی طرف سے شاہد ہیں **حذیفہ** رضہ جمعہ کی نماز پڑھنے چلے نماز آپکو نہ ملی لوگوں کو دیکھا کہ نماز پڑھکر چلے آرہے ہیں حذیفہ چھپ رہے تاکہ لوگ آپ کے ساتھ بدگمان نہوں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک عورت کو ہاتھ لگایا اور بوسہ لیا آپ نے اس سے فرمایا کہ توبہ کر اور کسی سے یہ حال بیان نکر **بعض صحابہ** سے کسی نے آکر بیان کیا کہ میں نے فلان فلان گناہ کئے انہوں نے جواب دیا کہ اگر تو خود چھپائے رکھتا تو اللہ تعالی بھی تیری پردہ پوشی کرتا۔ اس قوم صوفیہ نے شریعت کے خلاف کیا اور یہ چاہا کہ نفوس میں جو بات فطری اور جبلی ہے اسکو دور کریں **فصل** صوفیہ میں اہل اباحت شامل ہوگئے اور اپنی جان بچانے کے لئے صوفیہ سے مشابہت کی ان لوگوں کی دو جماعتیں ہیں ایک تو کافر ہیں انہیں سے ایک فرقہ تو وہ ہے جو خدا تعالی کا اقرار نہیں کرتا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو خدا کا اقرار کرتا ہے مگر نبوت کا انکار کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ انبیا نے جو کچھ بیان کیا وہ محال ہے ان لوگوں نے جب اپنے نفسوں کو شہوات سے خوش رکھنا چاہا تو صوفیہ کی مذہب کی برابر کوئی چیز انکو نہ ملی جس سے اپنی جانیں بچائیں اور اغراض نفوس حاصل کریں لہذا بظاہر صوفیہ کے مذہب میں داخل ہوگئے اور باطن میں کافر ہیں انکا علاج بجز تلوار کے کچھ نہیں دوسری جماعت وہ ہے جو اسلام کا اقرار کرتی ہیں مگر انکی دو قسمیں ہیں **قسم اول** وہ ہیں کہ اپنے افعال میں اپنے شیوخ کی تقلید کرتے ہیں بغیر اسکے کہ دلیل کے پیچھے پڑیں اور کوئی شبہہ لائیں لہذا جو کچھ پیر انکو حکم دیتے ہیں اور جو اپنے پیروں کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ بھی وہی کرتے ہیں **قسم ثانی** وہ ہیں کہ انکو شبہات پیش آتے ہیں تو اس چیز کی مطابق عمل کرتے ہیں اور وہ بات جس سے انکو شبہات پیدا ہوتے یہ ہے جب انہوں نے لوگوں کے مذہب پر غور کرنیکا قصد کیا تو شیطان نے انکو فریب دیا۔

وكذلك من قضى له بولد ييسر له النكاح ومن لم يقض له لم يتيسر له **الشبهة الثانية** انهم قالوا ان الله سبحانه مستغن عن اعمالنا غير متأثر بها معصية كانت او طاعة فلا ينبغي لنا ان نتعب نفسنا في غير فائدة **وجواب هذه الشبهة** ان نجيب اولا بالجواب الاول ونقول هذا رد على الشرع فيما امر به فكانا قلنا للرسول او للمرسل لا فائدة فيما امرتنا به ثم نتكلم على الشبهة فنقول من توهم ان الله تعالى ينتفع بطاعة او يستضر بمعصية او ينال بذلك غرضا فما عرف الله تعالى لانه منزه عن الاغراض والاعراض من انتفاع او ضرر وانما نفع الاعمال يعود الى انفسنا كما قال الله تعالى ومن جاهد فانما يجاهد لنفسه ومن تزكى فانما يتزكى لنفسه وانما يامر الطبيب المريض بالحمية لمصلحة المريض لا لمصلحة الطبيب وكما ان للبدن مصالح من الاغذية ومضار فللنفس مصالح ومضار من العلم والجهل والاعتقاد والعمل فالشرع كالطبيب فهو اعرف لما يامر به من المصالح هذا مذهب من علل واكثر العلماء قالوا افعاله لا تعلل **وجواب آخر** اذا كان غنيا عن اعمالنا فهو غني عن معرفتنا له وقد اوجب علينا معرفته فكذلك اوجب طاعته فينبغي ان ينظر الى امره لا الى الغرض بامره **الشبهة الثالثة** قالوا قد ثبتت سعة رحمة الله سبحانه وهو لا يعجز عنا فلا وجه لحرمان نفوسنا مرادها **والجواب كالجواب الاول**

ترجمہ اسی طرح جس کے لئے اولاد مقدر ہی اسکو نکاح کی توفیق ملیگی۔ اور جس کے لئے مقدر نہیں اس کو توفیق نہوگی **دوسرا شبہ** یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال سے مستغنی ہے خواہ معصیت ہو یا طاعت اللہ تعالیٰ پر اس سے کچھ اثر نہیں پڑتا لہذا کیا ضرورت ہے کہ ہم بے فائدہ اپنی جانوں کو زحمت میں ڈالیں **جواب** اس شبہ کا اول تو وہی پہلا جواب ہے کہ ہم کہیں اس سے شریعت کے اُمور رد ہوے جاتے ہیں گویا ہمنے رسول یا اس کے بھیجنے والے یعنی خدا سے یوں کہا کہ تم جس چیز کا ہمکو حکم دیتے ہو اسمیں کچھ فائدہ نہیں یہ جواب دیکر ہم اس شبہ پر کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس شخص کو وہم ہو کہ طاعت سے اللہ تعالیٰ کو نفع پہونچتا ہی یا معصیت سے ضرر ہوتا ہی یا اسمیں اس کی کوئی غرض ہے تو اس شخص نے خدا کو نہیں پہچانا کیونکہ خدا تعالیٰ اغراض اور نفع و ضرر سے پاک ہی بات صرف یہ ہی کہ اعمال کا نفع خود ہمین کو پہونچتا ہے چنانچہ فرمایا ومن جاهد فانما يجاهد لنفسه یعنی جو جہاد کریگا وہ اپنی ذات کیلئے جہاد کریگا ومن تزكى فانما يتزكى لنفسه یعنی جو گناہوں سے پاک رہیگا وہ اپنے واسطے پاک رہیگا طبیب جو مریض کو پرہیز بتاتا ہے تو مریض کی مصلحت کے لئے ہوتا ہے طبیب کا کوئی نفع نہیں جسطرح بدن کا نفع اور نقصان غذائیں ہیں اسیطرح نفس کا نفع و نقصان بھی علم اور جہل اور عقیدہ اور عمل ہیں پس شریعت بمنزلہ طبیب کے ہے جن مصلحتوں کا حکم شریعت نے دیا ہے انکو وہی خوب جانتی ہے یہ مذہب اون علما کا ہے جو علت نکالتے ہیں اور اکثر علما یوں کہتے ہیں کہ افعال الٰہی کیلئے کوئی علت نہیں دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال سے مستغنی ہے۔ تو اس سے بھی مستغنی ہے کہ ہم اسکی معرفت حاصل کریں حالانکہ اپنی معرفت اسنے ہمپر واجب کردی ہے پس اسیطرح اسکی طاعت بھی واجب ہے لہذا اوسکے حکم پر نظر کرنا چاہیے یہ نہ دیکھنا چاہیے کہ اس حکم سے غرض کیا ہی **تیسرا شبہ** وہ کہتے کہ اللہ کی رحمت کا وسیع ہونا ثابت ہی اور خدا اسمیں عاجز نہوگا لہذا کیا ضرورت ہی کہ ہم اپنے نفسوں کو انکی مرادسے محروم رکھیں **جواب** اس کا وہی پہلا جواب ہے +

لانہ اذا قال فی القرآن اقیموا الصلاۃ قال القائل لماذا ان کنت سعید افمصیری الی السعادۃ وان کنت شقیا فما ینفعنی اقامۃ الصلوۃ وکذا اذا قال ولا تقربوا الزنا یقول القائل لماذا امنع نفسی ملذوذھا والسعادۃ والشقاوۃ قد فرغ منہما وقضی کذلک لفرعون ان یقول لموسی حین قال لہ ھل لک الی ان تزکی مثل ھذا الکلام ثم یترقی الی الخالق فیقول ما فائدۃ ارسالک الرسل وسعیہم ما قدرتہ وما یفضی الی رد الکتب وتجہیل الرسل محال باطل وھذا ھو الذی ردہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم علی اصحابہ حین قالوا افلا نتکل فقال اعملوا فکل میسر لما خلق لہ **واعلم** ان للادمی کسبا ھو اختیارہ فعلیہ یقع الثواب والعقاب فاذا خالف بان لنا ان اللہ قضی فی السابق بانہ یخالف وانما یعاقبہ علی خلافہ لا علی قضائہ ولھذا یقتل القاتل ولا یعتذر لہ بالقدر وانما ردھم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عن ملاحظۃ القدر الی العمل لان الامر والنہی حال ظاہر والمقدر من ذلک امر باطن ولیس لنا ان نترک ما عرفنا من تکلیف لما لا نعلمہ من المقتضی **وقولہ** فکل میسر لما خلق لہ اشارۃ الی اسباب القدر فانہ من قضی لہ بالعلم یسر لہ طلبہ وحبہ وفہمہ ومن حکم لہ بالجہل نزع حب العلم من قلبہ

ترجمہ کیونکہ جب کہا جائیگا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اقیموا الصلوۃ یعنی نماز قائم رکھو کہنے والا کہے گا۔ کہ کیوں ایسا کروں اگر میں سعید ہوں تو میری بازگشت سعادت کی طرف ہوگی۔ اور اگر میں شقی ہوں تو نماز قائم رکہنے سے مجھکو کچھ نفع نہ ہوگا۔ اسیطرح جب کہا جائیگا کہ لا تقربوا الزنا یعنی زنا کے قریب نہ جاؤ سننے والا جواب دیگا کہ میں اپنے نفس کو اس کی لذت سے کیوں باز رکہوں سعادت اور شقاوت سے فراغت ہو چکی اور قضا و قدر فیصلہ کر چکی ہی علی ہذا القیاس ایسا ہی جواب فرعون بھی حضرت موسی کو دے سکتا تہا جب اونہوں نے اس سے کہا تہا ھل لک الی ان تزکی یعنی کیا تو چاہتا ہے کہ پاک ہو جائے پہر اس سے بہی ترقی کرکے خالق تک پہونچے اور اس سے کہے کہ تو نے جو پیغمبر بھیجے اس سے کیا فائدہ جو کچھ تو نے حکم لگایا اور مقدر فرمایا وہ جاری ہوگا اور وہ بات جس سے کتابوں کا رد کرنا اور رسولوں کا جاہل ٹھہرانا لازم آئے وہ محال غلط ہے اور یہی وہ بات ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا جب صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ تقدیر پر بہروسا نہ کریں فرمایا کہ تم عمل کرو جو شخص جس کے لئے پیدا ہوا ہے اسکو اسی کی توفیق ملے گی + **جاننا چاہیئے** کہ آدمی کا ایک کسب ہوتا ہے جو اسکے اختیار میں ہے اسی پر ثواب اور عذاب واقع ہوتے ہیں جب وہ اُس اختیاری امر میں خلاف کرتا ہی تو ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالی نے ازل میں مقدر فرمایا تہا کہ وہ خلاف کریگا صرف اس خلاف پر اسکو عذاب کریگا اپنی تقدیر پر سزا نہ دیگا اور اسی لئے قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہی اور اسکا یہ عذر نہیں مانا جاتا کہ تقدیر میں یونہیں لکہا تہا رسول اللہ صلعم نے صحابہ کو صرف اسواسطے تقدیر پر نظر کرنیسے ہٹا کر عمل میں لگا دیا کہ امر و نہی ظاہری حالت ہی اور جو کچھ انمیں سے مقدر ہی وہ امر باطن ہے ہمارا یہ منصب نہیں کہ جسقدر تکلیف شرعی ہم کو معلوم ہوئی اسکو چھوڑ دیں کیونکہ ہم نہیں جانتے قضا کیا جاری ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ہر شخص کو اسی کی توفیق ملیگی جو اس کیلئے مقدر ہی اسباب تقدیر کیطرف اشارہ ہی کیونکہ جس شخص کیلیے علم مقدر ہو چکا اسکو علم کی تلاش اور اس کی محبت اور اسکے سمجھنے کی توفیق ہوگی اور جسکیلئے جہل کا حکم ہوا اسکے دل سی علم کی محبت دور کر دی جائیگی

فان من قطع اشرف عضو بربع دينار لا يؤمن ان يكون عقابه غدًا هكذا **الشبهة الرابعة** ان قوما منهم وقع لهم ان المراد رياضة النفوس ليتخلص من اكدارها الردية فلما راضوها مدة ثم راوا تعذر الصفا قالوا ما لنا نتعب انفسنا في امر لا يحصل لبشر فتركوا العمل **وكشف هذا التلبيس** انهم ظنوا ان المراد قلع ما في البواطن من الصفات البشرية مثل قمع الشهوة والغضب وغير ذلك وليس هذا مراد الشرع ولا يتصور ازالة ما في الطبع بالرياضة وانما خلقت الشهوات لفائدة اذ لولا شهوة الطعام هلك الانسان ولولا شهوة النكاح انقطع النسل ولولا الغضب لم يدفع الانسان عن نفسه ما يؤذيه وكذلك حب المال مركوز في الطبع لانه يوصل الى الشهوات وانما المراد من الرياضة كف النفس عما يؤذي من جميع ذلك وردها الى الاعتدال **وقد مدح** الله عز وجل من نهى النفس عن الهوى وانما يُنهى عن ما تطلبه لو كان طلبه قد زال عن طبعها ما احتاج الانسان الى نهيها **وقد قال تعالى** والكاظمين الغيظ وما قال والفاقدين الغيظ والكظم رد الغيظ يقال كظم البعير على جرته اذا ردها في حلقه فمدح من رد النفس عن العمل بمقتضى هيجان الغيظ فمن ادعى ان الرياضة تغير الطباع ادعى المحال وانما المقصود بالرياضة كسر شره النفس والغضب لا ازالة اصلها والمرتاض كالطبيب العاقل

ترجمہ جو شخص چوتھائی دینار کے بدلے اشرف عضو یعنی ہاتھ کو کاٹ ڈالے تو اس سے نڈر نہیں ہو سکتے کہ قیامت کو اسکا عذاب بھی ایسا ہی ہو **چوتھا شبہ** صوفیہ میں سے ایک قوم کا خیال ہے کہ نفسوں کو ریاضت میں ڈالنے سے یہ مراد ہے کہ ناقص کدورتوں سے نجات پائے لہذا جب اونہوں نے ایک مدت تک ریاضت کی پھر انہوں نے دیکھا کہ صفا کا حاصل ہونا دشوار ہے تو بول اوٹھے کہ ہم کو کیا حاجت ہے کہ اپنی جانوں کو ایسے امر کے لئے رنج میں ڈالیں جو بشر کو حاصل نہو یہ سمجھکر عملکو چھوڑ بیٹھے اس شیطانی فریب کا دور کرنا یوں ہے کہ ان لوگوں کا یہ گمان ہے کہ بواطن میں جو صفات بشری پائی جاتی ہیں انکا مٹا دینا مقصود اصلی ہے مثلاً شہوت اور غصہ وغیرہ کو بالکل نیست کر دے حالانکہ شریعت کی مراد یہ نہیں اور ممکن نہیں کہ یہ ریاضت سے طبعی چیز زائل ہو جائے خواہشیں کسی نکسی فائدے کے لئے پیدا کی گئیں ہیں کیونکہ اگر کھانے کی خواہش نہوتی تو انسان ہلاک ہو جاتا اور اگر خواہش نکاح نہوتی تو نسل منقطع ہو جاتی اور اگر غصہ نہوتا تو انسان آزار دینے والی چیز کو اپنے سے دفع نہ کر سکتا اسیطرح مال کی محبت طبیعت میں جما دی گئی ہے کیونکہ مال خواہشوں تک پہونچنے کا ذریعہ ہے ریاضت سے مراد فقط یہ ہے کہ ان خواہشوں میں سے نفس کو جو تکلیف دے اس سے نفس کو روکے اور اعتدال پر اسکو لے آئے خود حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس شخص کی تعریف کی ہے جو نفس کو خواہش سے باز رکھے کہ ونہی النفس عن الهوى نفس کو اسی چیز سے باز رکھا جا سکتا ہے جسکی طلب اسمیں موجود ہو اور جب اسکی طلب ہی اسکی طبیعت سے زائل ہو گئی تو انسان کو اس کے باز رکھنے کی حاجت نہیں نیز اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے والکاظمین الغیظ یعنی غصہ روکنے والے یوں نہ فرمایا والفاقدین الغیظ یعنی غصہ کھو دینے والے کظم کے معنی ہیں غصہ کو ہٹانا بولا جاتا ہے۔ کظم البعیر علی جریہ جب اونٹ اپنی جگالی نگل جاوے اللہ نے اس شخص کی مدح فرمائی جو نفس کو اس بات سے روکے کہ جوش غضب کیموافق عمل کرے اب جس شخص کو یہ دعوی ہے کہ ریاضت سے طبیعتیں بدلجاتی ہیں تو یہ ایک امر محال کا دعوی ہے ریاضت سے مراد یہی ہے کہ نفس کے شر اور غضب کو توڑ ڈالے نہ یہ کہ بالکل نفس کو زائل کر دے ریاضت کرنیوالا ایسا ہے جیسے طبیب عاقل

لان هذا القول يتضمن اطراح ماجاءت الرسل من الوعيد وتهوين ماشددت في التحذير منه وبالغت في ذكر عقابه **وهما ينكشف** التلبيس في هذا ان الله تعالى كما وصف نفسه بالرحمة وصفها بشديد العقاب ونحن نرى الانبياء و الاولياء يبتلون بالامراض والجوع ويؤاخذون بالزلل كيف وقد خافه من قطع له بالنجاة فالخليل يقول يوم القيامة نفسي نفسي والكليم يقول نفسي نفسي هذا عمر يقول الويل لعمر ان لم يغفر له **واعلم** انه من رجا الرحمة تعرض باسبابها فمن اسبابها التوبة من الزلل كما ان من رجى ان يحصد الزرع وقد قال الله تعالى ان الذين آمنوا والذين هاجروا وجاهدوا في سبيل الله اولئك يرجون رحمة الله يعني ان الرجاء بهم يليق لا يليق **واما** المصرون على الذنوب وهم يرجون الرحمة فرجاؤهم بعيد **وقد** قال النبي صلى الله عليه وسلم الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله الاماني **وقال** معروف الكرخي رجاؤك لرحمة من لا تطيعه خذلان وحمق **واعلم** انه ليس في افعال الحق سبحانه ما يوجب ان يؤمن عقابه انما في افعاله ما يمنع الياس من رحمته وكما لا يحسن الياس لما يظهر من لطفه في خلقه لا يحسن الطمع لما يبدو من اخذاته وانتقامه

غفرة

ترجمہ کیونکہ یہ قول اس بات کو شامل ہے کہ انبیا علیہم السلام جو وعید لائے ہیں اونکو پس پشت ڈالدیا جائے اور جس چیز سے ڈرانے میں اونہوں نے تشدد کیا ہے اور مبالغہ کے ساتھہ اسکا عذاب بیان کیا اسکو ہیچ سمجھا جائے یہ شیطانی فریب اسطور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی ذات کو جسطرح رحمت کے ساتھہ موصوف فرمایا ہے اسیطرح شدید العقاب بھی صفت بیان کی ہے ہم انبیا علیہم السلام کو دیکھتے ہیں کہ امراض اور فاقہ کی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں اور لغزشوں پر انکا مواخذہ ہوتا ہے بھلا کیونکر ایسا نہ ہو جب وہ بزرگ اُس سے ڈرتے ہیں جن کے لئے قطعی طور پر نجات ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ قیامت کے دن نفسی نفسی کہینگے اور حضرت موسی کلیم اللہ نفسی نفسی پکارینگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا شخص کہتا ہے الویل لعمر ان لم یغفر لہ یعنی افسوس ہی عمر کیلئے اگر بخشا نہ گیا اور جاننا چاہئے کہ جو شخص رحمت کی امید کرے اسکو چاہئے کہ اُسکے اسباب اختیار کرے ان اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ خطاؤں سے توبہ کرے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کھیتی کاٹنے کا امیدوار ہو خود اللہ تعالی فرماتا ہی ان الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا وہ رحمت آلہی کے امیدوار ہیں مطلب یہ ہے کہ یہی لوگ اس قابل ہیں کہ رحمت خدا کی امید کریں باقی رہے وہ لوگ جو گناہوں پر اڑے ہوئے ہیں اور رحمت کی امید کرتے ہیں تو انکی امید بعید ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقل وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل کرے اور آخرت کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس اور خواہش کی پیروی کرے اور اللہ سے آرزو میں رکھے اور مغفرت کی تمنا کرے **معروف کرخی** کا قول ہی کہ تو جس کی اطاعت نہیں کرتا اسکی رحمت کا امیدوار ہونا رسوائی اور حماقت ہی اور جاننا چاہئے کہ افعال آلہی میں وہ بات نہیں جس سے لازم آئے کہ اسکے عذاب سے آدمی بیخوف ہوجائے البتہ اسکے افعال میں وہ بات ہے جو اسکی رحمت سے ناامید ہونیکی مانع ہے جسطرح ناامید ہونا خوب نہیں کیونکہ اسکا لطف و احسان خلق پر ظاہر ہے اسیطرح طمع کرنا بھی اچھا نہیں کیونکہ اسکا پکڑنا اور بدلا لینا عیاں ہے

والهوى يقوم وقد رأينا اقواما منهم يصافحون النساء **وقد** كان رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو المعصوم
لا يصافح امرأة **وبلغنا** عن جماعة منهم انهم يؤاخون النساء ويخلون بهن ثم يدعون السلامة **وقد رأوا**
انهم سلموا من الفاحشة وهيهات فاين السلامة من اثم الخلوة المحرمة والنظر الممنوع منه
واين الخلاص من جولان الفكر الردى **وقد قال** عمر بن الخطاب رضي الله عنه لو خلا عظمان نخران لهم
احدهما بالآخر يشير الى الشيخ والعجوز **وعن** ابن شاهين قال من الصوفية **قوم اباحوا** الفروج بادعاء
الأخوة فيقول احدهم للمرأة تواخيني على ترك الاعتراض فيما بيننا **قال المصنف** وقد ادعوا موت الشهوة وهذا
لا يتصور مع حياة الآدمي انما يضعف والانسان قد لا يقدر على الجماع ولكنه يشتهي اللمس والنظر ثم يقدر ان جميع ذلك ارتفع عنه
اليس نهي الشرع عن النظر باق وهو عام **وعن** عبد الرحمن السلمي قيل لابي نصر النصراباذي ان بعض الناس يجالس النسوان ويقول انا
معصوم في رؤيتهن فقال مادامت الاشباح قائمة فان الامر والنهي باق والتحليل والتحريم مخاطب به
ولن يجترئ على الشبهات الا من هو يتعرض للمحرمات **وقد قال** ابو علي الروذباري **وقد**
سئل عمن يقول قد وصلت الى درجة لا يؤثر فيّ اختلاف الاحوال فقال قد وصل ولكن الى سقر

ترجمہ یہ لوگ خواہش نفسانی کے تابع ہیں اور ہمنے اکثر قوم کو دیکھا کہ عورتوں سے مصافحہ کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ معصوم تھے عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے تھے ہمنے سنا ہے کہ صوفیہ میں سے ایک جماعت ہے جو عورتوں سے دوستی کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ تخلیہ کرتے ہیں۔ پھر سلامت رہنے کے مدعی ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ یہ لوگ فوحش سے سلامت ہیں اور ہیہات اگر سلامت بھی رہے تو خلوت حرام اور ممنوع چیز کے دیکھنے سے کہاں سلامت رہے اور ناقص خیال کے دوڑانے سے اخلاص کہاں رہا **عمر بن الخطاب** رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دو بوسیدہ ہڈیاں بھی خلوت میں تنہا ہوں تو ایک دوسرے کا قصد کریگی۔ بوسیدہ ہڈی کا اشارہ بڈھے اور بڑھیا کی طرف ہے ابن شاہین کہتے ہیں کہ صوفیہ میں سے ایک وہ قوم ہے۔ جنہوں نے اخوت کا دعوی کر کے شرمگاہوں کو مباح کر لیا ہے۔ انمیں سے ایک شخص کسی عورت سے کہتا ہے کہ تم میری منہ بولی بہن بن جاؤ تاکہ جو کچھ ہمارا تمہارا معاملہ ہو اوسپر کوئی اعتراض نہ کرسکے **مصنف**ؒ نے کہا کہ یہ لوگ شہوت کے مرجانے کا دعوے کرتے ہیں حالانکہ یہ باجود آدمی کی زندگی کے ممکن نہیں۔ اتنی بات ہے کہ شہوت کمزور ہو جاتی ہے اور انسان کو جماع کی قدرت نہیں رہتی لیکن جب بھی ہاتھ لگانے اور دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے پھر اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ یہ سب خواہشیں اس سے دور ہو گئیں تو کیا نظر ڈالنے سے شریعت کی ممانعت باقی نہیں جو عام ہے اور عبد الرحمن سلمے کہتے ہیں کہ ابو نصر نصر آبادی سے کہا گیا کہ بعض صوفیہ عورتوں کے پاس بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم معصوم ہیں۔ تو کہا کہ جبتک صورتیں قائم ہیں امر اور نہی باقی ہے اور حلال و حرام کا خطاب شرعی موجود ہے اور شبہات میں پڑجانیکی جرات وہی کریگا جو محرمات کا سامنا کریگا ابو علی رودباری سے کسی نے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو یوں کہتا ہے کہ میں ایسے درجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ احوال کا اختلاف مجھ میں کچھ اثر نہیں کرتا جواب دیا کہ وہ ضرور پہونچگیا ہے مگر جہنم میں پہونچ میں گیا ہے۔

عند حضور الطعام يتناول ما يصلحه ويكف عما يؤذيه وعادم الرياضة كالصبي الجاهل يأكل ما يشتهي ولا يبالي بما جنى
الشبهة الخامسة ان قوما منهم داموا على الرياضة مدة فرأوا انهم قد تجوهروا فقالوا لا نبالي الآن ما
عملنا وانما الاوامر والنواهي رسوم العوام ولو تجوهروا سقطت عنهم قالوا وحاصل النبوة ترجع الى الحكمة
والمصلحة والمراد منها ضبط العوام ولسنا نحن من العوام فندخل في حجر التكليف لانا قد تجوهرنا و
عرفنا الحكمة وهؤلاء رأوا ان من اثر تجوهرهم ارتفاع الحمية عنهم حتى ان رتبة الكمال لا تحصل الا
لمن رأى اهله مع اجنبي فلم يقشعر جلده فان اقشعر فهو ملتفت الى حظ نفسه لم يكمل بعد
اذ لو كمل لماتت نفسه فسموا الغيرة نفسا وسموا هذا الحمية الذي هو وصف المخانيث كمال الايمان وكشف هذه **الشبهة** انه
اذا دامت الاشباح قائمة فلا سبيل الى ترك الرسوم الظاهرة من التعبد فان هذه الرسوم وضعت لمصالح الناس وقد يغلب صفاء القلب على
كدر الطبع الا ان الكدر يرسب مع المداومة على الخير ويركد فاقل شيء يحركه كالمدرة تقع في الماء التي تحته حمأة وما مثل الطبع الا كالماء يجري بسفينة النفس
والعقل ملاح دولاب الملاح من عشرين فرسخا ثم اهمل عادت السفينة تنحدر ومن ادعى تغير طبعه كذب ومن قال لا انظر الى
المستحسنة بشهوة لم يصدق كيف وهؤلاء لو فاتتهم لقمة او شتمهم شاتم لتغيروا فاين تاثير العقل

ترجمہ کہ اس کے سامنے کھانا رکھا ہے وہ اسمیں سے جو اسکے لئے نافع ہوگا کھائیگا اور جو تکلیف دیگا اس سے باز رہیگا اور ریاضت نکرنیوالا
ایسا ہی جیسے نادان بچہ کہ جو جی میں آتا ہی کھاتا ہی اور گناہ کرنیکی کچھ پرواہ نہیں کرتا **پانچواں شبہ** ان میں سے ایک قوم وہ ہے
جو ایک مدت ریاضت کرتے رہے لہذا انہوں نے اپنے آپ میں ایک جوہر پایا تو کہنے لگے کہ اب ہمکو اعمال کی پرواہ نہیں ہے اوامر و نواہی
صرف عوام کے لئے رسمیں ہیں اگر عوام میں بھی جوہر آجائے تو انسے اعمال ساقط ہو جائیں کہتے ہیں کہ نبوت کا ماحصل حکمت اور مصلحت
ہے جس سے مراد یہ ہے کہ عوام کو پابند کیا جائے اور ہم لوگ کچھ عوام میں سے نہیں کہ تکلیف شرعی کے احاطہ میں داخل ہوں کیونکہ ہمنے جوہر حاصل
کر لیا اور حکمت کو خوب پہچان گئے اور اس قوم کی رائے ہے کہ جوہر حاصل کرنیکا اثر یہ ہے کہ محبت و غیرت بالکل دور ہو جائے حتیٰ کہ کمال کا مرتبہ
فقط اس شخص کو حاصل ہوگا جو اپنی بی بی کو کسی اجنبی آدمی کے ساتھ دیکھے تو اسکے رونگٹے نہ کھڑے ہوں اگر اسکو حرارت آگئی تو حظ نفس کی
طرف متوجہ ہے ابھی کامل نہیں ہوا کیونکہ اگر کامل ہوتا تو اسکا نفس مر جاتا اس قوم نے غیرت و حمیت کا نام تو نفس رکھا ہی اور بیغیرتی
کو جو مخنثوں کا خاصہ ہی کمال ایمان کہتے ہیں اس شبہ کا زائل کرنا اسطور پر ہی کہ جبتک صورتیں قائم ہیں کسی صورت سے عبادت کی
ظاہری رسمیں چھوٹ نہیں سکتیں کیونکہ یہ رسمیں لوگوں کی مصلحتوں کے لئے رکھی گئی ہیں اور صفائی قلب کدورت طبع پر غالب آجاتی ہے
لیکن جبکہ انسان ہمیشہ اعمال خیر میں رہتا ہے تو کدورت بیٹھ جاتی ہے اور ٹھہر جاتی ہے پہر ذرا سی چیز اسکو جنبش دیدیتی ہے جیسے ڈلا
اس پانی میں پڑ جائے جسکی تہ میں مٹی بیٹھی ہو طبیعت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے پانی جسمیں نفس کی کشتی جاری ہے اور عقل مثل ملاح کی
کے ہے اگر ملاح بیس فرسخ تک کشتی کو کھیتا رہے پہر چھوڑ دے تو کشتی نشیب کی جانب ہو لیگی جو شخص طبیعت کی متغیر ہو جانیکا دعویٰ کرے
وہ جھوٹا ہے اور جو یوں کہے کہ میں اچھی صورت کو شہوت سے نہیں دیکھتا وہ سچا نہیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے جب ان لوگوں کی یہ حالت ہے
کہ اگر ان سے ایک لقمہ فوت ہو جائے یا انکو کوئی گالی دے تو بدل جاتے ہیں اب عقل کی تاثیر کہاں باقی رہی

فمنهم من عبد سواه تعظيما له عن العبادة وجعل تلك وسائل على زعمهم **ومنهم** من وحد الا انه اسقط العبادات و
قال هذه اشياء نصبت للعوام لعدم المعارف وهذا نوع شرك فان الله تعالى لما علم ان معرفة ذاته قعر بعيد وجو عال بعيد ان يتقى من
لم يعرف خوف بالنار لان الخلق تدع فوائد ولذعها **وقال** لاهل المعرفة ويحذركم الله نفسه وعلم ان التعبدات
اكثرها يقتضي الانس بالامثال ووضع الجهات والامكنة والابنية والحجارة للانسان والاستقبال فابان عن حقائق
الايمان **فقال** تعالى ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب **وقال** تعالى لن ينال الله لحومها فعلم ان المعول على
المقاصد ولا يكفي مجرد المعارف من غير امتثال كما عول عليه الملحدة الباطنية وشطاح الصوفية **وقد** ورد عن الشافعي رحمه الله
قال لو ان رجلا تصوف اول النهار لا يأتي الظهر حتى يصير احمق **وعنه ايضا** انه قال ما لزم احد الصوفية اربعين
يوما فعاد اليه عقله ابدا **وانشد الشافعي** رحمه الله ودع الذين اذا اتوك تنكسوا ٭ واذا خلوا كانوا ذئاب خفاف
وقال يحيى بن معاذ اجتنب صحبة ثلثة اصناف من الناس العلماء الغافلين والقراء والمتصوفة الجاهلين وهؤلاء
السلف كانوا ينفرون من ادنى بدعة ويهجرون عليها تمسكا بالسنة **ولقد** حدثنا ابو الفتح قال

ترجمہ ان میں اکثر ایسے ہیں۔ جو غیر خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اسی عبادت کو خدا کی تعظیم جانتے ہیں اور اپنے خیال میں وسائل گردانتے
ہیں۔ اور اکثر ان میں ایسے ہیں جو توحید کے قائل ہیں لیکن عبادات کو ساقط کر دیا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ چیزیں عوام کیلئے مقرر ہیں کیونکہ
وہ معارف سے محروم ہیں حالانکہ یہ ایک قسم کا شرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ جانا کہ اسکی معرفت ایک قعر بعید اور مقام عالی رفیع
ہے اور جو نہیں جانتا اسکی سمجھ سے باہر ہے لہذا دوزخ کی آگ سے ڈرایا کیونکہ آگ کے جلا دینے کا اندازہ لوگ پہچانتے ہیں اور اہل معرفت
سے فرمایا ویحذرکم اللہ نفسہ یعنی تم کو اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور تعالیٰ نے جانا کہ عبادتیں ایسی ہیں کہ جو اس امر کی مقتضی
ہیں کہ صورتوں کی ساتھ اور جہات اور مقامات اور مکانات اور پتھروں سے انسان کو انس ہو اور قبلہ رو ہونے سے مانوس ہو تو ایمان
کی حقیقتیں ظاہر کیں اور فرمایا لیس البر ان تولوا وجوھکم یعنی یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کیجانب مونہہ کرو اور فرمایا۔
لن ینال اللہ لحومھا یعنی قربانیوں کے گوشت کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں پس معلوم ہوگیا کہ معتمد علیہ مقاصد ہیں اور فقط معارف
بغیر امتثال امر کے کافی نہیں جس طرح ملحدین باطنیہ اور اہل شطح صوفیہ نے اعتماد کیا **شافعی** رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے
کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی آدمی چاشت کے وقت صوفی بنے ظہر سے پہلے پہلے ضرور احمق ہو جائے گا۔ اور نیز شافعی
علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ کہ جو شخص چالیس روز صوفیہ کے پاس رہیگا پھر کبھی اسکی عقل اسکے پاس نہ آئیگی شافعی علیہ الرحمہ
نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے ایسے لوگوں کو چھوڑ دو کہ جب تمہارے پاس آئیں تو سر جھکا لیں۔ اور مسکین بن
جائیں۔ اور جب تنہا ہوں۔ تو چالاک وست بھیڑیے بن جائیں **یحییٰ بن معاذ** نے کہا تین قسم کے لوگوں کی صحبت
سے پرہیز کرو ایک وہ ملا جو غافل ہیں دوسرے وہ لوگ جو چرب زبان ہیں اور تیسرے وہ صوفیہ جو جاہل ہیں سلف وہ تھے
کہ ذرا سی بدعت سے بھاگتے تھے اور اس کو چھوڑ کر سنت کو لازم پکڑتے تھے **ابو الفتح** نے ہم سے بیان کیا۔

وقد ذکر عن ابی القاسم الجنید یقول لرجل ذکر المعرفة فقال الرجل اهل المعرفة بالله یصلون الی ترک الحرکات من باب البر والتقرب الی الله فقال الجنید ان ھذا قول قوم تکلموا باسقاط الاعمال وھذا عندی عظیمة والذی یسرق ویزنی احسن حالا من الذی یقول ھذا وان العارفین بالله اخذوا الاعمال عن الله والیه رجعوا فیھا ولو بقیت الف عام لم انقص من اعمال البر ذرة الا ان یحال بی دونھا لانه اوکد فی معرفتی واقوی لحالی وقد قال ابو الحسن النوری من رأیته یدعی مع الله عزوجل حالة یخرجه عن حد علم شرعی فلا تقربه ومن رأیته یدعی حالة باطنة لا یدل علیھا ولیشھد لھا حفظ ظاھر فاتھمه علی دینه الشبھة السادسة ان اقواما بالغوا فی الریاضة فرأوا ما یشبه نوع کرامة او منامات صالحة او فتح علیھم کلمات لطیفة اثمرھا الفکر والخلوة فاعتقدوا انھم قد وصلوا الی المقصود فرفضوا الاوامر والنواھی وقالوا انما ھی اعمال الوصول الی المقصود وقد وصلنا فما یضرنا شیء ومن وصل الی الکعبة انقطع عنه السیر فترکوا الاعمال الا انھم یزینون ظواھرھم بالمرقعة والسجادة والرقص والوجد ویتکلمون بعبارات الصوفیة فی المعرفة والوجد والشوق وجوابھم ھو جواب الذین قبلھم قال ابن عقیل اعلم ان الناس قد تمردوا علی الله تعالی وبعدوا عن وضع الشرع الی اوضاعھم المخترعة

ترجمہ ابو القاسم جنید کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے ان کے سامنے معرفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا جو خدا کے عارف ہیں ایسے مقام پر پہونچ جاتے ہیں کہ نیکی اور تقرب الی اللہ وغیرہ تمام حرکات ترک کر دیتے ہیں۔ جنید نے جواب دیا کہ یہ قول اس قوم کا ہے جو اعمال کے ساقط کر دینے میں گفتگو کرتے ہیں۔ اور یہ بات میرے نزدیک بڑا گناہ ہے اس قول کے قائل سے اس شخص کا حال اچھا ہے۔ جو چوری اور زنا کرتا ہے۔ جو خدا کے عارف ہیں۔ انہوں نے خدا ہی سے اعمال لئے ہیں۔ اور ان میں اوسی کی طرف رجوع کیا ہے۔ اگر میں ہزار برس تک زندہ رہوں تو اعمال نیک سے ایک ذرہ کم نکروں جبتک مجھ میں اور اعمال خیر میں موت حائل نہو جائے نہ چھوڑوں۔ کیونکہ یہ اعمال میرے معرفت حاصل کرنے میں تاکید کرنیوالے ہیں اور ایک قوی حالت ہیں ابو الحسن نوری نے کہا جس شخص کو تم دیکھو۔ کہ اللہ تعم کے ساتھہ ایسی حالت کا دعوی کرتا ہے جو اسکو علم شرعی کی حد سے خارج کرے تو اسکے نزدیک نہ جاؤ۔ اور جس شخص کو دیکھو کہ باطنی حالت کا دعوی کرتا ہو اور اسپر اوسکی ظاہری حفاظت نہ دلالت کرتی ہے نہ شہادت دیتی ہے تو اُسکو اُسکے دین بارہ میں تہمت لگاؤ چھٹا شبہ کچھہ لوگوں نے خوب ریاضت کی اسمیں اونہوں نے کرامت کی قسم سے کچھہ دیکھا یا اچھے خواب نظر آئے یا کلمات لطیفہ جو فکر و خلوت سے پیدا ہوئی اُنپر مفتوح ہوئی اس سے وہ سمجھگئے کہ مقصود اصلی کو پہنچ گئے لہذا اوامر و نواہی کو ترک کر دیا اور کہنے لگے کہ اوامر و نواہی حصول مقصود کے ذریعے ہیں اور ہم مقصود پاچکے اب ہمکو کوئی چیز ضرر نہیں کرتی جو شخص کعبہ پہونچگیا اسکی سیر منقطع ہوگئی اس خیال سے انلوگوں نے اعمال چھوڑ دیئے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ لوگ اپنے ظاہر کو خرقہ اور ردا نماز اور رقص اور وجد سے زینت دیتے ہیں۔ اور معرفت اور وجد اور شوق کے بارہ میں صوفیہ کی طرح پر گفتگو کرتے ہیں جواب انلوگوں کا وہی ہے جو پیشتر والوں کا جواب ہے ابن عقیل نے کہا جاننا چاہیے کہ لوگ اللہ تعالی سے بھاگے اور طریق شریعت سے دور ہو کر اپنے ایجاد کردہ طریقوں میں پڑگئے

وقد قال ان اعوججت فقوموني ولم يقل فسلموا الي ثم انظر الى الرسول صلى الله عليه وسلم كيف اعترضوا عليه
فهذا عمر يقول ما بالنا نقصر وقد امنا وآخر يقول تنهانا عن الوصال وانت تواصل وآخر يقول امرتنا بالفسخ
ولم تفسخ ثم ان الله تعالى يقول له الملائكة اتجعل فيها ويقول موسى اتهلكنا بما فعل السفهاء منا وانما
هذه الكلمة جاءتها الصوفية ترفيها القلوب المتقدمين وسلطنة سلكوها على الاتباع والمريدين كما قال
تعالى فاستخف قومه فاطاعوه ولعل هذه الكلمة من القائلين منهم بان العبد اذا عرف لم يضره ما فعل
وهذه نهاية الزندقة لان الفقهاء اجمعوا على انه لا حالة ينتهي اليها العارف الا ويضيق عليه التكليف
كاحوال الانبياء يضايقون في الصغائر فالله الله في الاصغاء الى هؤلاء الفراغ الذين جمعوا بين مدارع
العمال مرقعات وصوف وبين اعمال الخلفاء الملحدة اكل ورقص وسماع ووجد واهمال لاحكام الشرع ولم يتجاسر الزنادقة
ان ترفض الشريعة حتى جاءت المتصوفة فوضعوا اسماء فقالوا حقيقة وشريعة وهذا قبيح لان الشريعة ما وضعه الحق
لمصالح الخلق فما الحقيقة بعدها سوى واقع في النفوس من القاء الشياطين فكل من رام الحقيقة في غير الشريعة فمغرور مخدوع

ترجمہ حالانکہ خود حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر میں کجی اختیار کروں تو تم لوگ مجکو سیدھی پر لاؤیوں نہیں فرمایا کہ تم اسکو تسلیم کر لو
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غور کرنا چاہیے کہ صحابہ رضی اللہ آپ پر کسطرح اعتراض کرتے تھے ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا تہا کہ ہم ہر طرح امن میں ہیں پھر نماز کیوں قصر کریں ایک اور صحابی نے آپ سے عرض کیا تہا کہ ہم کو
تو آپ دو روزے ملا کر رکھنے سے منع فرماتے ہیں حالانکہ آپ رکھتے ہیں ایک دوسرے صحابی بولے تھے کہ ہمکو تو آپ فسخ حج کا حکم دیتے ہیں۔ اور
آپ فسخ نہیں فرماتے پھر اس سے آگے بڑھکر خود اللہ تعالیٰ سے فرشتے کہتے ہیں اتجعل فیہا یعنی کیا تو زمین پر ایسی مخلوق پیدا کریگا حضرت موسیٰ
کہتے ہیں اتہلکنا بما فعل السفہاء منا یعنی اے خدا کیا تو بیوقوفوں کی حرکات پر ہمکو ہلاک کئے ڈالتا ہی صوفیہ کا یہ کلام کہ جو پیر کہے اُسے
تسلیم کر لو صرف اپنے مقلدین کا دل خوش کرنیکو ہی اور ایک حکومت ہے جو اپنے پیروں اور مریدوں پر جماتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
فاستخف قومہ فاطاعوہ یعنی لوگونکو سامری نے احمق بنالیا اونہوں نے اسکی اطاعت کرلی اور شائد یہ کلام بھی اونہیں لوگونکا ہے۔
جو کہتے ہیں کہ بندہ جب معرفت حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہ جو چاہے کرے اسکو کچھ ضرر نہیں پہونچتا حالانکہ یہ قول کمال زندیقیت
ہی کیونکہ فقہا کا قول بالاتفاق ہی کہ عارف جسقدر حالت پر ترقی کرتا ہے تکلیف شرعی میں اسپر سختی ہوتی ہے جیسے انبیا علیہم السلام کا حال ہی کہ صغائر
میں بھی اونپر گرفت ہوتی ہی اب خدا خدا کرنا چاہیے بھلا اس قوم کی طرف کیا کوئی کان لگائے جو دین سے فارغ ہیں اور جنہوں نے ظالم عاملوں
کے لباس یعنی مرقعے اور پشمینے اور ملحد خلیفوں کے اعمال یعنی کہانا اور ناچ اور گانا اور وجد اور احکام شرع کا چھوڑ دینا اختیار کر رکھے ہیں۔
زنادقہ کی تو اتنی جرأت نہوئی کہ شریعت کو چھوڑ دیا جاوے اب صوفیہ آئے ہیں انہوں نے ایک نام مقرر کیا اور کہنے لگے کہ حقیقت اور ہی شریعت
اور ہی حالانکہ یہ قول قبیح ہے کیونکہ شریعت وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی مصلحتوں کے لئے مقرر فرمایا ہے تو بعد اسکے سوا ان باتوں کی جو شیطان
دلوں میں ڈالتا ہی اور کیا حقیقت ہوگی لہذا جو شخص شریعت کو چھوڑ کر حقیقت کو طلب کرے وہ بہکا ہوا اور دہوکا کہائے ہوے ہے +

جلس الفقهاء فی بعض الاربطة للعزاء بفقیه مات فاقبل الشیخ ابو الخطاب الکلوذی الفقیه متکئاً علی یدی فوقف بباب الرباط فقال یعز علی لو رانی اصحابنا القدماء وانا ادخل هذا الرباط قال المصنف علی هذا کان اصحابنا و مشائخنا فاما فی زماننا هذا فقد اصطلح الذئب والغنم وقال ابن عقیل ونقلته من خطہ قال انا اذم الصوفیة لوجوہ یوجب الشرع ذم من فعلها منها انهم اتخذوا مناخ البطالة وهی الاربطة فانقطعوا الیها عن الجماعات فی المساجد فلا هی مساجد ولا بیوت ولا خانات وصمدوا فیها للبطالة عن اعمال المعاش وبدنوا انفسهم بدن البهائم للاکل والشرب والرقص والغناء وعولوا علی الترقیع المعتمد به والتحسین تلمیعاً وشوازک بالوان مخصوصة ثم یقبلون الطعام والنفقات من الظلمة والفجار وغاصبی الاموال کالعداد والاجناد وارباب المکوس وتصحبهم المردان فی السماعات مع ضوء الشموع ویسمون الطرب وجداً والدعوة وقتاً والغناء قولاً واقتسام ثیاب الناس حکماً ولا یخرجون عن بیت دعوا الیہ الا عن الزام دعوة اخری یقولون انها وجبت واعتقاد ذلک کفر وفعله فسوق ومن اعتقد المکروہ والحرام قربة کان بهذا الاعتقاد کافراً والناس بین تحریمه وکراهته ویسلمون انفسهم الی شیوخهم ولو کان لنا شیخ نسلم الیه حالة لکان ذلک الشیخ ابابکر الصدیق

ترجمہ کہ چند فقہا کسی رباط میں ایک فقیہ کی تعزیت کے لئے جو انتقال کر گیا تھا بیٹھے۔ اتنے میں شیخ ابو الخطاب الکلوذی فقیہ میرے ہاتھ کے سہارے وہاں آئے اور رباط کے دروازے پر کھڑے ہو کر بولے میری شان سے بعید ہے کہ میرے قدیمی اصحاب مجھکو اس رباط میں داخل ہوتے ہوئے دیکھیں **مصنف** نے کہا کہ ہمارے مشائخ واصحاب کا یہی طریقہ رہا ہے مگر اس ہمارے زمانہ میں بھیڑیا اور بکری ایک ہو گئے اور میں نے ابن عقیل کی کتاب سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں صوفیہ کو ان وجوہ سے برا کہتا ہوں جسکے کرنیوالے کو شریعت برا کہتی ہے انہیں میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے بطالت کا گھر یعنی رباطیں اختیار کر لی ہیں۔ مسجدوں اور جماعتوں کو چھوڑ کر رباطوں کے ہو رہے پس یہ رباطیں نہ مسجدیں ہیں نہ گھر ہیں نہ سرائیں ہیں بطالت سے ان میں بیٹھکر اعمال معاش سے جو آتا ہے کھاتے ہیں اور بہائم کی مانند کہانے پینے ناچ گانے پر اپنے آپکو جھکا رکھا ہے اور خرقہ پوشی اور حسن کی چمک دمک اور خاص رنگوں میں رنگے ہوئے کپڑوں پر اعتماد کیا ہے پھر ظالم اور بدکار اور مال غصب کرنیوالے مثلاً بیجز زمین پر محصول لگانے والے اور سپاہی چونگی لینے والے جو ان کو کھانا اور خیرات دیتے ہیں قبول کر لیتے ہیں اور گانے کے وقت ان کی صحبت میں امرد رہتے ہیں اور شمعیں روشن ہوتی ہیں۔ اور یہ لوگ طرب کو وجد اور دعوت کو وقت اور راگ کو قول اور لوگوں کے کپڑے بانٹ لینے کو حکم کہتے ہیں اور جس گھر میں ان کی دعوت ہوتی ہے اس میں سے بغیر دوسری دعوت لازم کئے ہوئے باہر نہیں آتے اور کہتے ہیں کہ دوسری دعوت واجب ہو گئی حالانکہ یہ عقیدہ رکھنا کفر اور ایسا کرنا فسق ہے اور جو شخص مکروہ وحرام کو قربت اعتقاد کریگا اس اعتقاد کیوجہ سے کافر ہو جائیگا اور اس دوسری دعوت کے لزوم کو بعض لوگ حرام اور بعض مکروہ بتاتی ہیں صوفیہ اپنے آپکو اپنی پیروں کے حوالے کر دیتے ہیں ہم لوگوں کا اگر کوئی ایسا شیخ ہوتا۔ کہ اپنا حال اس کے سپرد کر دیتے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوتے۔

لعلمت ان طريقتهم طريقة الفكاهة والخداع وهل يخدع الناس الا بطريقة اولسان فاذا لم يكن للقوم قدم فى العلم
ولا طريقة فبما يجتذبون قلوب ارباب الاموال واعلم ان حمل التكليف صعب ولا اسهل على اهل الخداعة من
مفارقة الجماعة ولا اصعب عليهم من حجر ومنع صدر عن اوامر الشرع ونواهيه وما على الشريعة اضر من المتكلمين
والمتصوفين فهؤلاء يفسدون العقائد بتوهيمات شبهات العقول وهؤلاء يفسدون الاعمال ويهدمون قوانين
الاديان يحبون البطالات وسماع الاصوات وما كان السلف كذلك بل كانوا فى باب العقائد عبيد تسليم وفى
باب الاعمال ارباب جد والشغل بالمعاش اولى من بطالة الصوفية والوقوف على الظواهر احسن من توغل المتحلية وقد
خبرت طريقة الفريقين فغاية هؤلاء الشك وغاية هؤلاء الشطح وقولهم عن اصحاب الحديث
اخذوا علمهم ميتا عن ميت فقد طعنوا فى النبوات ومن قال حدثنى قلبى عن ربى فقد صرح انه غنى عن الرسول صلى الله عليه
وسلم ومن صرح بذلك فقد كفر وهذه كلمة مدسوسة فى الشريعة تحتها هذه الزندقة ومن رايناه
يزرى على النقل علمنا انه قد عطل امر الشرع وما يومن هذا القائل حدثنى قلبى عن ربى ان يكون ذلك من
القاء الشيطن فقد قال الله تعالى وان الشياطين ليوحون الى اولياءهم وهذا هو الظاهر لانه ترك دليل المعصوم

ترجمہ تو سمجھ جاؤ کہ ان لوگوں کا طریقہ مسخرے پن اور دغابازی کا ہے آدمیوں کو کسی طریقہ سے دہوکا دیتے ہیں یا زبان سے اور جب
ایک قوم کو نہ علم سے بہرہ ہو اور نہ کوئی طریقہ آتا ہو تو وہ مال ددولت والوں کے دل کس چیز سے اپنی طرف کھینچیں اور جان لینا چاہیے
کہ تکلیف برداشت کرنا بہت مشکل ہی اور دہوکا دینے والوں کے لئے جماعت کی مفارقت سے زیادہ آسان اور شریعت کے
اوامر ونواہی کی پابندی سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں شریعت کو اہل کلام اور اہل تصوف سے بڑھکر کسی نے مضر نہیں پہونچایا اہل
کلام تو عقلی شبہات کے وہم میں ڈالکر عقائد کو فاسد کرتے ہیں اور اہل تصوف اعمال میں فساد لاتے ہیں اور شرعی قوانین کو منہدم کرتے ہیں۔
بطالت اور خوش آوازی کو پسند کرتے ہیں۔ حالانکہ سلف ایسے نہ تھے بلکہ عقائد کے بارے میں تسلیم کے بندے تھے اور اعمال کے حق
میں کمال جفاکش تھے صوفیہ کی بطالت سے اپنے معاش میں مشغول ہونا بہت بہتر ہے اور ظواہر پر موقوف کرنا بیہودگی میں پڑنے سے
اچھا ہے ان دونوں فریق کے طریق کو میں نے جانچا تو اہل کلام کی انتہا تو شک ہی اور اہل تصوف کا انجام شطح ہے صوفیہ نے جو اہل
حدیث کی نسبت یوں کہا کہ انہوں نے مرے ہوؤں سے اپنا علم لیا ہے تو گویا نبوت پر طعن کیا اور جس نے یہ کہا کہ حدثنی قلبی عن ربی
تو صریح ظاہر ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستغنی ہے اور جب صریحًا یہ معلوم ہوا تو وہ شخص کافر ہوگیا اور شریعت کے نزدیک اس کلمے
کے تحت میں یہ زندقہ پایا جاتا ہے اور ہم جس شخص کو دیکھیں گے کہ نقل پر حرفگیری کرتا ہی تو جان لینگے کہ اسنے امر شرع کو بیکار کر دیا۔
اور یہ شخص جو کہتا ہے حدثنی قلبی عن ربی اس بات سے کیوں بے خوف ہے کہ یہ شیطان
کے القا سے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم یعنی شیاطین اپنے
اولیا کو وحی کرتے ہیں اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس شخص نے معصوم کی دلیل چھوڑ دی۔

وان سمعوا احدا یروی حدیثا قالوا مساکین اخذوا علمہم میتا عن میت واخذنا علمنا عن الحی الذی لایموت فمن
قال حدثنی ابی عن جدی قلت حدثنی قلبی عن ربی فہلکوا بہذہ الخرافات قلوب الاغمار وانفقت علیہم لاجلہا الاموال
لان الفقہاء کالاطباء والنفقہ فی ثمن الدواء صعبۃ والنفقۃ علی ہؤلاء کالنفقۃ علی المغنیات وبغضہم للفقہاء
اکبر الزندقۃ لان الفقہاء یحصرونہم بفتاویہم عن ضلالہم وفسقہم والحق ثقیل کما یثقل الزکوٰۃ وما اخف جد
المغنیات واعطاء الشعراء علی المدائح وکذلک بغضہم لاصحاب الحدیث وقد ابدلوا ازالۃ العقل بالخمر بشیٔ
سموہ السماع والوجد والتعرض للوجد المزیل للعقل حرام کفا اللہ الشریعۃ شر ہذہ الطائفۃ الجامعۃ بین دہشۃ
فی الکیش وطیبۃ فی العیش وخداع بالفاظ مغسولۃ لیس تحتہا سوا اہمال التکلیف وہجران الشرع ولذلک
خفوا علی القلوب ولا دلالۃ علی انہم باطل اوضح من محبۃ طباع ارباب الدنیا لہم کمحبتہم ارباب اللہو
المغنیات **قال ابن عقیل** فان قال قائل نعم ارباب نظافۃ ومحاریب وحسن اخلاق **قال فقلت** لو لم
یصنعوا طریقۃ یجتذبون بہا قلوب امثالکم لم یدم لہم عیش والذی وصفتہم بہ رہبانیۃ النصارے و
لو رأیت نظافۃ اہل التطفیل علی الموائد ومخانیث بغداد ودماثۃ المغنیات

نصرانیۃ

ترجمہ صوفیہ اگر کسی کو سنتے ہیں کہ حدیث روایت کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ ان بیچاروں نے اپنا علم مرے ہوؤں سے لیا ہے اور ہمنے اپنا
علم زندہ جاوید یعنی اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے لہذا اگر یہ کہتے ہیں حدثنی ابی عن جدی تو ہم کہتے ہیں حدثنی قلبی عن ربی
غرض صوفیہ نے ایسی خرافات سے نادانوں کے دلوں کو ہلاک کر دیا اور اسی سبب سے جاہل انکو مال دیتے ہیں کیونکہ فقہا بمنزلہ اطبا
کے ہیں اور دوا کے لئے خرچ کرنا سخت ضرورت پر ہوا کرتا ہے اور ان صوفیہ کا دینا ایسے ہے جیسا گانیوالیوں کو دیا جاتا ہے اور صوفیہ کا
علما سے بغض رکھنا بڑی بددینی ہے کیونکہ علما لوگونکو اپنے فتووں کے ذریعہ سے ان کی گمراہی اور فتوے رد کرتے ہیں اور حق ہمیشہ گران
گزرتا ہے جیسے زکوۃ دینا ناگوار ہوتا ہے اور گانے والی عورتوں کو اجرت اور شاعروں کو قصیدوں کے صلے دینا کسقدر سبک معلوم
ہوتا ہے اور ایسے ہی صوفیہ کا اہلحدیث سے بغض رکھنا ہے صوفیہ نے شراب سے عقل زائل کرنیکے بدلے میں دوسری چیز اختیار
کی اور اسکا نام سماع اور وجد رکھا حالانکہ ایسے وجد میں پڑنا جو عقل کو زائل کردے حرام ہے اللہ تعالیٰ شریعت کو اس گروہ کے شر سے محفوظ
رکھے جنمیں یہ باتیں جمع ہیں کہ مذہب پر خاک ڈالتے ہیں اور خوب عیش مناتے ہیں اور ایسے بمعنی الفاظ سے لوگونکو بہکاتے ہیں جو محض مہمل اور
پر تکلف ہیں اور شرع کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور اسی وجہ سے انکی عزت لوگوں کے دلوں میں کم ہوگئی اس قوم کے باطل ہونے پر اس سے زیادہ روشن کوئی دلیل نہیں
کہ اہل دنیا کی طبیعتیں انسے ایسی محبت رکھتی ہیں جیسے کھیل تماشے والوں اور گانیوالیوں سے ابن عقیل نے کہا اگر کوئی کہے کہنے والا کو کہ اچھے
لوگ ہیں جو صاف ستھرے ہیں اور محرابوں میں پڑے رہتے ہیں اور بڑے خوش اخلاق ہیں ـ میں جواب دونگا کہ اگر یہ لوگ ایسا طریقہ نہ اختیار کرتے
جس سے تم ایسوں کے دل کھینچتے ہیں تو انکا عیش باقی نہ رہتا اور جس چیز کی تم انمیں تعریف کرتے ہو وہ نصاریٰ کی رہبانیت ہے اور اگر تم دسترخوانوں
پر طفیلیوں کی اور بغداد کے مخنثوں کی صفائی ستھرائی اور گانے والیوں کی خوش خلقی و نرم خوئی دیکھو ؀

رأيت قوما عليهم سمة الـ — خير يحمل الركاء مبتهله

صوفية للقضاء صابرة — ساكنة تحت حكمه نزله

فلم ازل خادما لهم زمنا — حتى تبينت انهم سفله

سألت شيخهم الكبير مختبرا — عن فرضه لا تخاله عقله

علمهم بينهم اذا جلسوا — علم راع الرعاع والخيله

قد لبسوا الصوف كي يروا صلحا — وهم شرار الذئاب والختله

وليس من عفة ولا ورع — لكن ليجعل راحة العطله

واستغفر الله من كلامهم

اعتزلوا الناس في جوامعهم — سالت عنهم فقيل متكله

فقلت اذ ذاك هؤلاء هم الناس ومن دون هؤلاء رذله

ان اكلوا كان اكلهم سرفا — او لبسوا كان شهرة مثله

واسئله عن وصف شادن غنج — مل الا انزاه قد جهله

الوقت والحال والحقيقة والبرهان والعكس عندهم مثله

وجانبوا الكسب والمعاش لكي — يستاصلوا الناس شرها اكله

فقل لمن مال باختين اهم — اليهم تب فانهم بطله

ولا تعاود لعشرة الجهله

قال الصوری وانشدنی بعض شیوخنا

اهل التصوف قد مضوا — صار التصوف مخرقه

كذبتك نفسك ليس ذا — تجري عليك صروفه

صار التصوف صيحة — وتواجد او مطبقه

سنن الطريق الملحقة

وهموم سرك مطرقه

ترجمہ میںنے ایک قوم کو دیکھا جو ظاہر میں اچھی لوگ ہیں شکیزہ یا لوٹا لئے پھرتے ہیں + لوگونسے برطرف ہوکر ایک جگہہ بیٹھ رہی میںنے لوگونسے انکا حال پوچھا تو جواب ملا کہ اہل توکل ہیں + صوفیہ ہیں اور قضای الٰہی پر صابر ہیں جو اسکا حکم نازل ہوا سپر ٹھہرے ہوئے ہیں + میںنے یہ سنکر جی میں کہا کہ در اصل یہی لوگ انسان ہیں اور ان کے سوا سب رذیل ہیں لہذا ایک زمانہ تک انکی خدمت کرتا رہا یہانتک کہ بعد میں ثابت ہوا کہ وہ لوگ کمینے ہیں۔ اگر کھانے پر آمادہ ہوں تو انکا کھانا اسراف ہی اور اگر پہنتے ہیں تو شہرت اور نمایش کیلئے ہوتا ہے + ان کے پیر اور ان کے بڑے سے امتحان کے طور پر اسکا فرض دریافت کرو تو ضرور غافل پاؤگے + اور کسی معشوق ناز و کرشمہ والے کی تعریف پوچھو تو ناواقف نہ دیکھوگے ۔ جب وہ باہم جمع ہوکر بیٹھتے ہیں تو انکا علم وہی ہے جو چرواہوں کمینوں اور رذیلوں کا علم ہے + وقت اور حال اور حقیقت اور برہان اور عکس ان کے نزدیک سب برابر ہیں + انہوں نے صوف کا لباس اس لئے پہنا ہے کہ نیک معلوم ہوں حالانکہ وہ شریر بھیڑئے اور حیلہ ساز ہیں + کسب و معاش سے اسواسطے الگ ہوگئے ہیں کہ لوگوں کی بیخکنی کریں انکا مال شرارت سے کہا جائیں کسب کا چھوڑ دینا کچھہ عفت اور پرہیزگاری کے لحاظ سے نہیں بلکہ بیکاری کی راحت حاصل کرنیکی غرض سے ہے + جو شخص انکی مکر کیوجہ انکی طرف مائل ہو اس سے کہدو کہ انسے دور رہو کیونکہ وہ اہل بطالت ہیں + اور انکی کلام سے استغفار کرو اور پھر دوبارہ جاہلونکی صحبت میں نجاؤ۔ صوری کہتے ہیں کہ بعض شیوخ نے مجکو چند شعر سنائے جنکا ترجمہ یہ ہی جو اہل تصوف تھی وہ گذر گئی اب تو تصوف دروغگوئی ہو بیا ہی ۔ چیخنا اور وجد کرنا اور تالیاں بجانا تصوف رہ گیا ہے تو زمانے کی گردشیں اتہار ہا ہی اور تیری دل کی خواہشیں رکی ہوئی ہیں تمہارا نفس تم سے جھوٹ بولتا ہے خبردار یہ طریق راست نہیں ہے +

وعول علی ما یلقی فی قلبه الذی لم یثبت حراسته من الوسواس وهؤلاء لیسون ما یقربهم خاطرا قال و
الخوارج علی الشریعة کثیر الا ان الله تعالیٰ یردها بالنقلة حفظ الاصلها وبالفقها حفظ المعناها وهم سلاطین
العلماء لا یترکون للکذاب رأسا یرتفع قال ابن عقیل والناس یقولون اذا احب الله بخراب بیت یاجره شر
الصوفیة قال وانا اقول وبخراب دینه لان الصوفة قد اجازوا لیس النساء الخرق من الرجال الاجانب
فاذا حضروا السماع والطرب فربما جری فی خلال ذلک مغازلات واستحل بعض الاشخاص بعضا
فصارت الدعوة عرسا للشخصین فلا یخرج القوم الا وقد تعلق قلب شخص الی شخص ومال طبع الی طبع
وتتغیر المرأة علی زوجها فان طابت نفس الزوج سمی بالدیوث وان حبسها طلبت الفرقة الی من تلبس
منه المرقعة والاختلاط بمن لا یضیق الخناق ولا یحجر علی الطباع ویقال تابت فلانة والبسها الشیخ
الخرقة وصارت من بناته ولم یقنعوا بان یقولوا هذا لعب وخطاء حتی قالوا هذا من مقامات
الرجال ومرت علی هذه السنون ورد حکم الکتاب والسنة فی القلوب هذا کله من کلام بن عقیل رضی الله
عنه ولقد کان ناقدا بحیدا فقیها عن ابی محمد عبدالرحمن بن عمر التجیبی قال انشدنا الحسن بن علی بن یسار

ترجمہ اور اسپر اعتماد کیا جو اس کے دل میں القا ہوتا ہے حالانکہ اس کے دل کا وسوسہ سے محفوظ رہنا ثابت نہیں ان لوگوں کے دل
میں جو بات آتی ہے اسکو خطرہ کہتے ہیں ابن عقیل کہتے ہیں کہ شریعت پر حملہ کرنے والے بہت ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ اہل نقل کے اس
کے اصل کی حفاظت کے لئے ان کو روکتا ہے اور بذریعہ فقہاء کے اسکے معنی کی حفاظت کیلئے انکو روکتا ہے اور فقہاء علماء دلائل شعائر
ہیں جن کے سامنے کذابوں کا سر نہیں اٹھتا ابن عقیل نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جو کوئی یہ چاہے کہ اجرت دیکر اپنا گھر خراب کرے
تو صوفیہ کی صحبت میں رہے اور میں کہتا ہوں کہ فقط گھر ہی نہیں بلکہ دین بھی خراب کرے کیونکہ صوفیہ نے عورتوں کو اجنبی مردوں کے کپڑے
پہننا جائز رکھا ہے جب یہ لوگ سماع وطرب کے جلسہ میں ہوتے ہیں تو اکثر اس درمیان میں عورتوں سے باتیں ہوتی ہیں ایک شخص کی
آنکھیں ایک عورت کی طرف گڑ کر رہجاتی ہیں لہذا وہ دعوت کا جلسہ دو شخصوں کے لئے بزم شادی ہو جاتا ہے حاضرین محفل جانے نہیں پاتے
کہ ایک شخص کا دل دوسری پر آجاتا ہے اور ایک طبیعت دوسری طبیعت پر مائل ہو جاتی ہے اور عورت اپنے خاوند سے بدلجاتی ہے اب اگر
خاوند اس امر پر رضامند ہو گا تو اسکو دیوث کہا جائیگا اور اگر عورت کو روک رکھیگا تو وہ اس سے طلاق مانگیگی اور جس نے خرقہ پہنایا ہے اس
سے جائیگی اور ایسے شخص سے اختلاط رکھیگی جس میں حرارت کی طاقت ہی اور نہ طبیعت کو باز رکھ سکتا ہے اور لوگوں میں مشہور ہو جاتا ہے کہ
فلاں عورت نے توبہ کی شیخ نے اسکو خرقہ پہنایا تھا وہ اسکی بیٹیوں میں شامل ہو گئی اور اسی پر قناعت نہیں کرتے کہ یوں کہیں یہ لعب
اور خطا ہی بلکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ مردوں کے مقامات ہیں اور ان عورتوں کے حق میں موت ہے اور کتاب وسنت کا حکم دلوں سے
اٹھ جاتا ہی۔ یہانتک ابن عقیل رحمہ اللہ کا کلام ہے حقیقت میں ابن عقیل بڑے نقاد اور اعلیٰ درجہ کے فقیہ تھے۔ ابو محمد عبدالرحمن
بن عمر تجیبی کہتے ہیں کہ حسین بن علی بن سیار نے چند شعر کہے ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے ؂

وقد امنت بك هذا الدين المستقيم فامران لا يحجب عنه فاقبل البصري يتردد اليه ويعرف مداخله ومخارجه واين يهرب حتى صار من اخص الناس به ثم قال له ائذن لي قال الى اين قال الى البصرة اكون اول داع لك بها قال فاذن له فخرج مسرعا الى عبد الملك وهو بالبصرة فلما دنى من سرادقه صاح النصيحة فقال اهل العسكر وما نصيحتك قال نصيحة لامير المؤمنين فدنى من امير المؤمنين فامر عبد الملك ان ياذنوا له فدخل وعنده اصحابه قال وصاح النصيحة قال وما نصيحتك فقال اخلني ولا يكون عندك احد فاخرج من كان عنده ثم قال ادن فدنى وعبد الملك على السرير قال ما عندك قال الحارث فلما ذكر الحارث طرح نفسه من السرير ثم قال اين هو قال يا امير المؤمنين هو ببيت المقدس قد عرفت مداخله ومخارجه فقص عليه قصته وكيف صنع به فقال وانت امير بيت المقدس وامير ما ههنا فمرني بما شئت قال ابعث لي كل شمعة ببيت المقدس وادفع كل شمعة الى رجل ورتبهم على ازقة بيت المقدس فاذا قلت اسرجوا جميعا وتقدم البصري وحده الى منزل الحارث فاتى الباب فقال للحاجب استاذن لي على نبي الله قال في هذه الساعة ما يؤذن عليه حتى يصبح قال اعلمه فدخل عليه فاعلمه فامره بفتح الباب قال ثم صاح البصري اسرجوا فاسرجت الشموع حتى كانت كالنهار ثم قال من مر بكم فاضبطوه دخل هو الى الموضع الذي يعرفه

ترجمہ اور میں تمہارا ایمان لے آیا یہ تمہارا دین راست ہے حارث نے اسکو حکم دیا کہ مجھ سے غائب نہ رہنا بصری نے منظور کیا اور اس کے پاس جانے آنے لگا اور اسکے اندر باہر کے سب ٹھکانے معلوم کرنے لگا کہ کہاں کہاں بھاگ کر ٹھکانا لیتا ہے یہانتک کہ حارث کے خاص مقربوں میں سے ہو گیا۔ بعد اسکے اس سے بولا کہ اب آپ مجھ کو اجازت دیجیے حارث نے پوچھا کہاں جانے کی اجازت مانگتے ہو جواب دیا کہ بصرے جا کر سب سے پیشتر لوگوں کو آپ کے دین کی طرف بلاؤں حارث نے اجازت دی وہ شخص فوراً بصرہ میں عبد الملک کے پاس گیا جب عبد الملک کے خیمہ سے قریب ہوا۔ تو چلا کر بولا کہ نصیحت نصیحت لشکر والوں نے پوچھا کہ کیسی نصیحت ہے۔ جواب دیا کہ امیر المؤمنین کے لئے ایک نصیحت لایا ہوں عبد الملک کو اطلاع ہوئی حکم دیا کہ اسکو آنیکی اجازت دیں وہ شخص خیمہ میں داخل ہوا عبد الملک کے پاس اسکے اصحاب بیٹھے تھے کہتے ہیں کہ وہ چلایا کہ نصیحت اس شخص نے کہا کہ خلوت کیجیے کوئی دوسرا آپ کے پاس نہ ہو عبد الملک نے سب کو باہر کر دیا اور کہا کہ قریب آکر بیان کر وہ قریب آیا۔ عبد الملک تخت پر بیٹھا تھا پوچھا کہ کیا خبر لایا ہے۔ جواب دیا کہ حارث کی خبر ہے عبد الملک نے جب حارث کا نام سنا تو اپنے آپ کو تخت سے گرا دیا اور پوچھا کہ وہ کہاں ہے جواب دیا کہ یا امیر المؤمنین وہ بیت المقدس میں ہے میں نے اس کے اندر باہر کے سب ٹھکانے معلوم کر لئے اسکا تمام قصہ جو کچھ گذرا تھا بیان کیا عبد الملک نے کہا۔ تجھکو یہاں کی اور بیت المقدس کی حکومت بخشی جو کچھ تو مجھ سے کہے وہ کروں کہنے لگا کہ آپ میرے لئے بیت المقدس کی تمام شمعیں یکجا کرائیے اور ہر ایک شمع ایک آدمی کو دیجیے اور سب کو بیت المقدس کی گلیوں پر ترتیب وار کھڑا کیجیے جب میں حکم دوں کہ روشن کرو تو سب شمعیں روشن کر لیں یہ انتظام کر کے وہ بصری اکیلا حارث کے مقام پر گیا دروازے پر کھڑا ہو کر دربان سے کہا میرے لیے نبی اللہ سے اجازت لو دربان نے کہا یہ وقت ان سے ملنے کا نہیں وہ شخص بولا کہ انکو میری خبر پہنچا دو دربان گیا اور اس شخص کا پتہ بتایا حارث نے حکم دیا کہ دروازہ کھولدو بصری نے پکار کر کہا روشن کرو تمام شمعیں روشن ہو گئیں گویا دن نکل آیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ جو کوئی تمہاری طرف سے گذرے اسکو گرفتار کر لو یہ کہکر خود حارث کی منزل میں گیا جس کو پہچانتا تھا +

الباب الحادی عشر فی ذکر تلبیس ابلیس علی المتدینین بما یشبہ الکرامات قال المصنف

قد بینا فیما تقدم ان ابلیس انما یتمکن من الانسان علی قدر قلة العلم فکلما قل علم الانسان کثر تمکن ابلیس منه وکلما کثر العلم قل تمکنه منه **ومن العباد** من یریٰ ضوءا او نورا فی السماء فان کان فی رمضان قال رأیت لیلة القدر وان کان فی غیرہ قال قد فتحت لی ابواب السماء وقد یتفق الشیء الذی یطلبه فیظن ذلک کرامة وربما کان کرامة وربما کان اتفاقا وربما کان اختبارا وربما کان من خدع ابلیس والعاقل لا یساکن شیئا من هذا ولو کان کرامة **وقد ذکرنا** فی باب الزهاد عن مالک بن دینار وحبیب العجمی انهما قالا ان الشیطان لیلعب بالقراء کما یلعب الصبیان بالجوز **قال المصنف** ولقد استغوی بعض ضعفاء الزهاد بان اراه ما یشبه الکرامات حتی ادعی النبوة کان یاتی رخامة فی المسجد فینقرها بیده فتسبح وکان یطعمهم فاکهة الصیف فی الشتاء ویقول اخرجوا حتی اریکم الملائکة واشیاء کثیرة یلعب به الشیطان **وکان رجل** من اهل البصرة قد اتی بیت المقدس فدخل علی الحارث فاخذ فی التحمید ثم اخبره بامره وانه نبی مبعوث مرسل فقال له ان کلامک لحسن ولکن فی هذا نظر قال ثم نظر فیه البصری ثم عاد الیه فرد علیه کلامه فقال ان کلامک لحسن وقد وقع فی قلبی

ترجمہ گیارھواں باب ان لوگوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں جو کرامت کے مشابہ کیفیت کو دین سمجھتے ہیں **مصنفؒ نے** کہا ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ ابلیس کم علمی کے مطابق انسان پر قابو پاتا ہے جسقدر انسان کا علم کم ہوگا اسیقدر اسپر ابلیس زیادہ قابو پائیگا اور جتنا علم زیادہ ہوگا اتنا ہی اسکا قابو کم ہوگا عبادت کرنیوالوں میں سے کسی کو روشنی یا نور آسمان پر نظر آتا ہے تو اگر یہ کیفیت ماہ رمضان میں ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ میں نے شب قدر دیکھی ورنہ کہتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھل گئے تھے بعض اوقات جس چیز کی اسکو تلاش ہوتی ہے اتفاق سے وہ ملجاتی ہے تو اسکو کرامت خیال کر بیٹھتا ہے حالانکہ کبھی تو کرامت ہوتی ہے اور کبھی اتفاقیہ ایسا ہوجاتا ہے - اور کبھی امتحان ہوتا ہے اور کبھی شیطان کے فریب سے ہوا کرتا ہے اور عاقل کی ایسی باتوں سے تسکین نہیں ہوتی خواہ کرامت کیوں نہو - ہم زاہدوں کے باب میں اسکا ذکر کر چکے ہیں **مالک** بن دینار اور حبیب عجمی کہتے ہیں کہ شیطان قاریوں کے ساتھ اسطرح کھیلتا ہے جیسے لڑکے اخروٹوں سے کھیلتے ہیں **مصنفؒ** نے کہا کہ شیطان نے ایک کم عقل زاہد کو دھوکا دیا کہ اسکو کرامت کے مشابہ کچھ شعبدہ دکھادیا جسکہ اسنے نبوت کا دعوی کیا وہ مسجد میں آکر فرش کو ہاتھ سے کریدتا تھا تو جو کنکریاں اس کے ہاتھ میں آتی تھیں تسبیح پڑھا کرتی تھیں اور وہ شخص لوگوں کو گرمی کے میوے جاڑوں میں کھلایا کرتا تھا - اور کہا کرتا تھا کہ آؤ تم کو فرشتے دکھادوں اور بہت سی چیزیں دکھاتا تھا شیطان اس شخص کے ساتھ کھیل کرتا تھا اہل بصرہ میں سے ایک آدمی بیت المقدس کو گیا وہاں حارث سے ملا حارث نے پہلے حمد الٰہی کی پھر اپنا قصہ سنایا - اور کہا کہ میں نبی مرسل خدا کی طرف سے مبعوث ہوں بصری نے کہا - کہ تمہارا کلام تو اچھا ہے - لیکن یہ معاملہ غور طلب ہے اس نے کہا غور کر یہ کہہ کر وہاں سے چلا آیا - پھر دوبارہ اس کے پاس گیا اسنے اپنا کلام دہرایا - بصری نے جواب دیا - کہ تمہاری باتیں عمدہ ہیں - اور میرے دل میں گھر کر گئیں ٭

وقال اخرمنهم احتجت يوما الى الوضوء فاذا انا بكوز من جوهر وسواك من الفضة رأسه الين من الخز فاستكت بالسواك وتوضأت بالماء وتركتهما وانصرفت قال المصنف انظر الى قلة عقل هذا الرجل اذ لو كان يفهم الفقه علم ان استعمال الفضة لا يجوز ولكن قل علمه فاستعمله فظن انها كرامة والله تعالى لا يكرم بما يمنع من استعماله شرعاً الا ان يكون اظهر له ذلك على سبيل الامتحان فصل قال المصنف ولما علم العقلاء شدة تلبيس ابليس حذروا من اشياء ظاهرها الكرامة وخافوا ان يكون من تلبيسه قال وسمعت زهرون يقول كلمني الطير وذلك انى كنت فى البادية فتهت فرايت طيرا ابيض فقال لى يا زهرون انت تايه فقلت يا شيطن غرّ غيرى فوثب فى الثالثة وصار على كتفى وقال ما انا بشيطان انت تايه أرسلت اليك ثم غاب عنى وحدثنا محمد بن عمرو قال حدثتنى زلفى قالت قلت لرابعة العدوية يا عمة لم لا تاذنين للناس يدخلون عليك قالت وما ارجو من الناس ان اتونى حكوا عنى ما لم افعل لقد يبلغنى انهم يقولون انى اجد الدراهم تحت مصلاتى ويطبخ لى القدر بغير نار قالت فقلت لها ان الناس يكثرون فيك القول يقولون ان رابعة تصيب فى منزلها الطعام والشراب فهل تجدين شيئا فقالت يا بنة اخى لو وجدت فى منزلى شيئا ما مسسته

ترجمہ ایک صوفی نے بیان کیا کہ مجھے ایک روز وضو کرنے کی ضرورت ہوئی یکایک کیا دیکھا کہ میرے سامنے ایک لوٹا جواہرات کا آیا اور ایک چاندی کی مسواک جسکا سر ریشم سے زیادہ نرم تھا مینے وہ مسواک کی اور اس لوٹے کے پانی سے وضو کیا اور وہ دونوں چیزیں وہیں چھوڑ کر چلا آیا مصنف نے کہا اس شخص کی کم عقلی پر غور کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ شخص فقہ کو سمجھتا تو جان لیتا کہ چاندی کا استعمال کرنا جائز نہیں لیکن چونکہ کم علم تھا۔ لہذا اسکا استعمال کیا اور سمجھا کہ وہ کرامت ہی حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چیز کے ساتھہ اکرام نہیں فرماتا جسکے استعمال سے شرعاً منع کیا ہے ہاں یہ ممکن ہی کہ بطور امتحان کے اسکے لئے ظاہر کیا ہو فصل مصنفؒ نے کہا کہ اہل عقل نے جب جان لیا کہ ابلیس کی فریب دہی بہت سخت ہی تو ان چیزوں سے پرہیز کیا جو بظاہر کرامت معلوم ہوتی ہیں اس خوف سے کہ کہیں یہ بھی اس کا فریب نہو زہرون سے مینے سُنا کہتے تھے کہ مجھ سے پرندہ نے گفتگو کی واقعہ یہ ہے کہ ایک بار میں جنگل میں تھا وہاں لیٹ رہا مینے ایک سفید پرندہ دیکھا مجھ سے بولا کہ ای زہرون تم راہ بھولے ہوئے ہو مینے کہا اے شیطان کسی دوسرے کو دھوکا دینا دوبارہ اسنے ایسا ہی کہا اور مینے یہی جواب دیا تیسری مرتبہ کود کر میرے شانہ پر آبیٹھا اور بولا کہ میں شیطان نہیں ہوں واقعی تم رستہ بھولے ہوئے ہو مجکو خدا نے تمہارے پاس بھیجا ہے یہ کہکر غائب ہو گیا محمد بن عمرو نے ہمسے بیان کیا کہ مجھسے زلفا نے ذکر کیا۔ کہ میں نے رابعہ عدویہ سے کہا۔ اے چچی تم لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتی ہو جواب دیا کہ مجھکو لوگوں سے امید ہی کیا ہے یہی ہے کہ میرے پاس آئینگے اور پھر مجھ پر ایسی باتیں جوڑ کر بیان کرینگے جو میں نہیں کرتی سنتی ہوں کہ لوگ بیان کرتے ہیں اپنی جانماز کے تلے درم پاتی ہوں اور میری ہنڈیا بغیر آگ کے پک جاتی ہے۔ زلفا کہتی ہیں مینے کہا لوگ تو تمہاری نسبت بہت سی باتیں بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ رابعہ کو اپنے گھر میں کھانا اور پانی مل جاتا ہے۔ کیا واقعی تم کو ملتا ہے جواب دیا کہ اے بھتیجی اگر مجھ کو میرے گھر میں کچھ ملتا بھی تو میں اسکو ہاتھ نہ لگاتی +

فطلبه فلم يجده فقالت اصحابه هيهات تريدون ان تقتلوا نبی الله قد رفع الی السماء فطلبه فوجده فی سرب قد
هيأه فادخل البصری يده فی ذلک السرب فاذا هو به فاخرجه الی خارج ثم قال للقوم اضبطوه فربطوه فبينا
هم يسيرون به علی البريد حتی اتوا به عبد الملک فلما سمع به امر بخشبة فنصبت فصلبه وامر رجلا يطعنه
فاصاب ضلعا من اضلاعه فکفت الحربة فجعل الناس يصيحون الانبياء لا يجوز فيهم السلاح فلما رأی ذلک
رجل من المسلمين تناول الحربة فطعنه بها فقتله قال الوليد بلغنی ان خالد بن يزيد بن معاوية دخل علی عبد الملک
فقال لو حضرتک ما امرتک بقتله قال ولم قال انما کان به المذهب فلو جوعته ذهب عنه **فصل** قال المصنف
وقد اغتر اقوام بما يشبه الکرامات فقال بعضهم اصبحت اليوم مهتما بدين علی وهی ستة دراهم فبينا انا امشی علی
شط الفرات اذا انا بستة دراهم فاخذتها فوزنتها فاذا هی ستة لا يزيد ولا ينقص قال له ابو عمران تصدق
بها وابو عمران هو ابراهيم النخعی فقال له ابو عمران تصدق بها فانها ليست لک فانظر الی کلام الفقهاء وبعد
الاغترار عنهم وکنت اعلمه انها لقطة ولم يلتفت الی ما يشبه الکرامة وانما امره تعريفها لان مذهب
الکوفيين انه لا يجب التعريف لما دون الدينار وکانه انما امره بالتصدق بها لئلا يظن انها کرامة اکرم بها

ترجمہ وہاں ڈھونڈا تو حارث کو نہ پایا حارث کے اصحاب بولے کہ ہیہات تم پیغمبر خدا کو قتل کرنا چاہتے ہو جو آسمان پر اوٹھایا گیا۔
بصری نے اسکو تلاش کیا تو ایک گڑھے میں پایا جو اس نے تیار کر رکھا تھا بصری اپنا ہاتھ اس تنگ گڑھے میں ڈالا اور اسکو باہر نکالا۔
اور حکم دیا کہ اسکی مشکیں باندھ لو لوگوں نے اسکو جکڑا۔ اور گرفتار کر کے پڑاؤ در پڑاؤ عبد الملک کے پاس لائے جب عبد الملک نے
اسکی خبر سنی تو ایک سولی نصب کرنے کا حکم دیا اور ایک آدمی سے کہا کہ اس کو نیزہ مارے اسنے مارا تو نیزہ اس کی ایک پسلی
میں اٹک رہگیا لوگ شور مچانے لگے کہ انبیاء پر ہتھیار چلانا روا نہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے جو یہ کیفیت دیکھی تو بڑھکر حربہ
لیا اور حارث کے بھونک کر اس کو مار ڈالا ولید نے کہا میں نے سنا ہے کہ عبد الملک کے پاس خالد بن یزید بن معاویہ
نے آکر کہا کہ اگر میں اسوقت موجود ہوتا۔ تو تم کو اس کے مار ڈالنے کی اجازت نہ دیتا۔ عبد الملک نے کہا یہ کیوں جواب دیا۔ کہ
اس کو فقط وحشت تھی اگر تم اس کو بھوکا رکھتے تو زائل ہو جاتی **فصل** مصنف رح نے کہا کہ کرامت کے مشابہ کوئی
کرشمہ دیکھکر اکثر صوفیہ بہک گئے ہیں ایک شخص بیان کرتا ہے کہ آج مجھکو چھ درم کے لئے تشویش تھی جو مجھپر قرض تھے۔
اتفاقاً فرات کے کنارے جا رہا تھا۔ کہ چھ درم پڑے پائے میں نے اُن کو اوٹھا لیا۔ تو پورے چھ تھے نہ کم نہ زیادہ اس شخص
سے ابو عمران ابراہیم نخعی نے کہا کہ یہ درم خیرات کر ڈالو کیونکہ تمہاری ملکیت نہیں فقہا کے کلام پر غور کرنا چاہئے۔ اور
دیکھنا چاہئے کہ کیسا فریب کھانے سے دور رہتے ہیں ان درموں کو لقطہ بتایا۔ اور کرامت کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ اور
تعریف کا حکم اس لئے نہیں دیا کہ کوفیوں کے مذہب میں دینار سے کم کے لئے تعریف واجب نہیں۔ اور خیرات
کرنے کا حکم شاید اس واسطے دیا۔ کہ کہیں وہ شخص اس کو کرامت نہ سمجھے۔

الباب الثانی عشرۃ فی ذکر تلبیس ابلیس علی العوام

قال المصنف وقد بینا ان تلبیس ابلیس یقوی علی قدر قوۃ الجهل وقد افتتن فیما فتن به العوام لا یمکن ذکره لکثرته وانما نذکر الامهات مما یستدل به علی جنسه والله الموفق

فمن ذلک انه یاتی الی العامی فیحمله علی التفکر فی ذات الله وصفاته فیتشکک **وقد** اخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ذلک ما اخبرنا به عنه ابو هریرۃ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یسئلون حتی یقال هذا الله خلقنا فمن خلق الله قال فقال ابو هریرۃ فوالله انی لجالس یوما اذ قال لی رجل من اهل العراق هذا الله خلقنا فمن خلق الله قال ابو هریرۃ فجعلت اصبعی فی اذنی ثم صحت صدق الله ورسوله الله الواحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد **قال** المصنف انما تم هذه المحنة لغلبة الحس وهو انه ما رای شیئا الا مفعولا فیقال لهذا العامی الست تعلم انه خلق الزمان لا فی الزمان والمکان لا فی مکان فاذا کانت هذه الارض وما فیها لا فی مکان ولا تحتها شئ وحسک ینفر من هذا لانه ما الف شیئا الا فی مکان فلا یطلب بالحس من لا یعرف بالحس شاور عقلک فانه سلیم المشاورۃ **وتارۃ** یلبس ابلیس علی مقتضی الحس فیعتقدون التشبیه **وتارۃ** یلبس علیهم من جهة العصبیة للمذاهب فتری العامی یلاعن ویقاتل فی امر ما یعرف حقیقته **فمنهم** من یتعصب لابی بکر ومنهم من یتعصب لعلی وکم قد جری فی هذا من الحروب وقد جری فی هذا بین اهل الکرخ واهل باب البصرۃ علی ممر السنین من القتال والاحراق ما یطول ذکره

ترجمہ- **بارھواں باب** عوام پر تلبیس ابلیس کے بیان میں **مصنف** نے کہا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ شیطان کا فریب بقدر قوت جہالت کے قوت پاتا ہے عوام کو ایسے ایسے فتنوں میں ڈال رکھا ہے کہ بوجہ کثرت کے انکا ذکر کرنا غیر ممکن ہے ہم فقط اصول ذکر کرتے ہیں انہیں پر انکی مثل کو قیاس کرنا چاہیے وہ یہ کہ شیطان ایک عامی کے پاس آتا ہے اور اسکو اللہ تعالی کی ذات وصفات میں غور کرنے پر برانگیختہ کرتا ہے لہذا وہ عامی اللہ تعالی کے لیے صورت قرار دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کی خبر دی ہے چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئیگا کہ لوگ عجیب عجیب سوال کیا کرینگے حتی کہ پوچھا جائیگا کہ ہمکو تو اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے مگر اللہ کو کسنے پیدا کیا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں ایک روز میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک عراقی آدمی نے مجھ سے سوال کیا کہ ہمکو تو خدا نے پیدا کیا خدا کو کسنے پیدا کیا ہے یہ سنکر میں نے اپنے کانوں میں انگلی کر لی اور بآواز بلند کہا صدق اللہ وصدق رسولہ اللہ الواحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد **مصنف**ؒ نے کہا کہ یہ خرابی اسلیے واقع ہوئی کہ حواس غالب ہیں کیونکہ حس کو جو چیز نظر آتی ہے وہ کسی کی بنائی ہوئی ہوتی ہے اس عامی کو جواب دینا چاہیے کہ اللہ تعالی نے زمان کو غیر زماں میں اور مکان کو غیر مکان میں پیدا کیا جبکہ یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے لامکاں میں ہے اور اسکے نیچے کچھ نہیں حالانکہ تمہارا حس اسکو بعید جانتا ہے کیونکہ اسنے ہر چیز کو مکان ہی میں پایا- تو وہ ذات کس طرح حس سے طلب کی جا سکتی ہے جسکو حس سے نہیں پہچان سکتے تم اس بارہ میں اپنی عقل سے مشاورت کرو کیونکہ عقل اچھی مشیر ہے شیطان کبھی تقاضائے حس کے مطابق فریب دیتا ہے لہذا عوام تشبیہ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور کبھی تعصب مذہبی کی رو سے بہکاتا ہے لہذا ایک عامی ایسے امر کے بارہ میں جسکی وہ حقیقت نہیں جانتا گالی گلوچ اور مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہے بعض تعصب سے خاص حضرت ابوبکرؓ کو برا جانتے ہیں بعض حضرت علیؓ کو خاص کرتے ہیں اور اسمیں بہت سی لڑائیاں ہوئیں اہل کرخ اور اہل باب بصرہ میں باہم اسی بنا پر برسوں جنگ وقتال اور آتش زنی رہی جسکا

ولا وضعت يدي عليه ولقد اصبحت صائمة في يوم بارد فنازعتني نفسي الى شئ من الطعام السخن افطر عليه وكان عندي شحم
فقلت لو كان لي معه بصل عالجته فاذا طائر قد جاء فسقط من منقاره بصلة فلما رأيته رجعت عما اردت وخفت ان هذا
من الشيطان **ولقد بلغني** انهم كانوا يرون وهيبا انه من اهل الجنة فاخبر بها اشتد بكاؤه وقال قد خشيت
ان يكون هذا من الشيطان **وبلغنا** ان اباحفص النيسابوري خرج ذات يوم ومعه جماعة من اصحابه في السياحة
فجلس واصحابه حوله فتكلم عليهم فطابت انفسهم ثم نظرنا فاذا ايل قد نزل من الجبل وبرك بين يدي الشيخ فبكى الشيخ
بكاءً شديدا فلما سكن سالوه الجماعة فقالوا يا استاذ تكلمت علينا وطابت قلوبنا فلما جاء هذا الوحش و
برك بين يديك ازعجك وابكاك فقال نعم رأيت اجتماعكم حولي وقد طابت قلوبكم فوقع في قلبي لو ان لنا شاة ذبحتها
ودعوتكم عليها فما تحكم هذا الخاطر حتى جاء هذا الوحش فنزل بين يدي فخيل لي اني مثل فرعون الذي سأل
ربه ان يجري له النيل فاجراه له **قلت** فما يؤمنني ان يكون الله تعالى ان يعطيني كل حظ لي في الدنيا وابقى في الاخرة
فقيرا لا شئ لي فهذا الذي ازعجني ولقد اخذ رجل في زماننا ابريقا جديدا اشترى فيه عسلا فيبست الخزف بطعم
العسل واستصحب الابريق في سفره فكان اذا اغترف به الماء من النهر وسقى اصحابه وجد واطعم العسل

ترجمہ ایک روز جاڑے میں سینے روزہ رکھا میرے نفس نے کچھ گرم کھانا مانگا جسپر افطار کروں میرے پاس چربی تھی سینے جی میں کہا۔ کہ اگر
اس کے ساتھ پیاز ہوتا تو اس میں ملا لیتی اتنے میں ایک پرندہ آیا اور اس کی چونچ میں سے ایک پیاز گرا جب سینے اس کو دیکھا تو اپنے ارادہ
سے باز آئی اور ڈری کہ کہیں یہ شیطان کی طرف سے نہ ہو **وھیب** کی نسبت سینے سُنا ہے کہ لوگ خواب میں دیکھا کرتے تھے۔
کہ وہیب بہشتی ہیں وہیب کو اس کی خبر ہوئی تو بہت روئے اور کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ شیطان کا فریب نہ ہو۔ **ابو
حفص** نیشاپوری کی نسبت سنا ہے کہ ایک روز باہر نکلے اور ان کے ساتھ ان کے سفر کے ہمراہی تھے ایک جگہ بیٹھ رہے اور ان کے
گرد ان کے اصحاب تھے ان کو کچھ باتیں سنائیں جس سے ان کے دل خوش ہوئے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بارہ سنگھا پہاڑ سے
اترا اور شیخ کے سامنے آبیٹھا شیخ بہت روئے۔ جب کچھ ٹھہرے تو لوگوں نے عرض کیا اے استاد تم نے ہم کو وعظ
سنایا ہم خوشدل ہوئے جب یہ وحشی جانور آکر تمہارے سامنے بیٹھا تو تم کو بیقرار کیا اور رلادیا۔ جواب دیا کہ ہاں سینے اپنے گرد
تمہارا مجمع دیکھا اور تمہارے دل خوش ہوئے میرے دل میں یہ بات آئی کہ اگر اسوقت کوئی بکری ہوتی تو اس کو ذبح کرتا اور
تمہاری دعوت کرتا یہ خطرہ ہنوز اچھی طرح دل نشین نہ ہوا تھا کہ یہ وحشی جانور آیا اور میرے سامنے بیٹھ گیا مجھے خیال پیدا ہوا کہ کہیں ہم
فرعون کی مانند تو نہ ہوں کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے دریائے نیل کے جاری ہوجانیکا سوال کیا تھا خدا نے اسکو جاری کردیا میں نے سوچا
کہ میں کیونکر اس بات سے بیخوف ہوسکتا ہوں کہ میرا تمام حصہ اللہ تعالیٰ مجکو دنیا میں عطا فرمائے اور آخرت میں فقیر تہیدست رہجاؤں
اسی خیال نے مجکو بیقرار کردیا ایک شخص نے ہمارے زمانے میں ایک کورا لوٹا لیا اس میں شہد چھوڑا اس لوٹے نے شہد کا مزا جذب
کرلیا وہ شخص ایک سفر میں لوٹے کو ساتھ لیگیا جب نہر آتی اسمیں پانی بھرتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو پلاتا تھا وہ اسمیں شہد کا مزا پاتے تھے۔

وتخشع لهم ويقولون اين هذا من فلان العالم ذاك طالب الدنيا وهذا زاهد لا ياكل عنبة ولا رطبة ولا يتزوج فطا جهلا منهم بفضل العلم على الزهد وايثار المتزاهدين على شريعة محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم الم يروا هؤلاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر التزويج ويصطفى السبايا ويأكل لحم الدجاج ويحب الحلوا والعسل **فصل** قال المصنف و اكثر ميلهم الى الغرباء فهم يوثرونهم على اهل بلدهم ممن قد خبروا الحال وعرفوا عفيفته وانما ينبغى تسليم النفوس الى من خبرت معرفته **قال** الله عز وجل فان انستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم ومن الله سبحانه فى ارسال محمد صلى الله عليه وسلم الى الخلق بانهم يعرفون حاله فقال عز وجل لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم وقال يعرفونه كما يعرفون ابناءهم **ومنهم** من يقول الرب كريم و العفو واسع والرجاء من الدين فيسمون تمنيهم واغترارهم رجاء وهذا الذى اهلك عامة المذنبين **قال** ابو عمرو بن العلاء ان الفرزدق جلس الى قوم يتذاكرون رحمة الله فكان اوسعهم فى الرجاء صدرا فقالوا له لم تقذف المحصنات فقال اخبرونى لو اذنبت الى والدى ما اذنبته الى ربى عز وجل اتراهما كانا يطيبان نفسا ان يقذفانى فى التنور قالوا لا انما كانا يرحمانك قال فانى اوثق برحمة ربى منهما

ترجمہ اور انکے سامنے خشوع وعجز کا اظہار کریں اور کہتے ہیں کہ بھلا کجا یہ بزرگ اور کجا فلاں عالم وہ تو دنیا کا طالب ہے اور یہ حضرت زاہد ہیں نہ انگور کہاتے ہیں نہ چھوارا چکھتے ہیں نہ کبھی نکاح کرتے ہیں جہالت کے سبب سے یہ نہیں جانتے کہ زہد سے علم افضل ہے محمد بن عبد اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو چھوڑکر زاہدونکو اختیار کر رکہا ہی کیا یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتے کہ شادی کثرت سے فرماتے تھے قید ہوکر جو عورتیں آتی تہیں ان سے اپنے لئے منتخب کرتے تھے مرغ کا گوشت کہاتے تھے شہد اور حلوا پسند فرماتے تھے **فصل** مصنف نے کہا کہ اکثر عوام کی توجہ اور رغبت مسافر اور بیرونی زاہدونکی طرف ہی انکو اختیار کرتے ہیں اپنے شہر والونکو چھوڑتے ہیں جنکی حالت آزما چکے اور عقیدہ پہچان چکے حالانکہ اپنے آپ کو اسی کے حوالے کرنا چاہیے جسکی معرفت کا امتحان ہوچکا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فان انستم منہم رشدا فادفعوا الیہم اموالہم یعنی جب تم یتیموں کو دیکھو کہ ان میں رشد ہی تو انکا مال ان کے حوالے کرو اور نیز اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خلقت کیطرف بہیجکر احسان فرمایا ہی کہ کفار آپکا حال خوب جانتے ہیں ارشاد ہوتا ہی کہ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یعنی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر احسان فرمایا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول بھیجا اور فرمایا۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم یعنی یہ لوگ آپکو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں بعض عوام کہتے ہیں کہ خدا کریم ہی اور اسکا عفو وسیع ہی اور رجا عین ایمان ہی اپنی خام خیالی اور دہوکا کہانیکا نام رجا رکہا ہی اور اسی بات نے عام گنہگارونکو ہلاک کردیا۔ **ابو عمرو بن العلا** نے کہا کہ فرزدق ایک جماعت میں بیٹھا جو رحمت آلہی کا ذکر کرتی تھی فرزدق رحمت کی امید وار ہونیمیں سب سے زیادہ فراخ سینہ تہا لوگوں نے اس سے کہا کہ تو پاکدامن عورتونکو تہمت کیوں لگایا کرتا ہی جواب دیا کہ بھلا مجکو یہ تو بتاؤ کہ جو گناہ میں اپنے پروردگار کا کرتا ہوں اگر یہی گناہ اپنے ماں باپ کا کریں تو کیا انکا دل اسبات کو گوارا کریگا کہ مجکو تنور میں جہونکدیں لوگوں نے کہا نہیں بلکہ تجہپر رحم کرینگے بولا کہ مجکو اپنے پروردگار

وتری کثیرا من یخاصم فی ھذا من یلبس الحریر و یشرب الخمر و یقتل النفس و ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما بریئان منہم **ومن العوام** من یقول لربہ کیف قضی و عاقب **ومنھم** من یقول لم ضیق رزق المتقی و اوسع علی العاصی **و منھم** من یشکر علی النعم فاذا جاء البلاء اعرض و کفر **ومنھم** من یقول ای حکمۃ فی ھدم الاجساد بعد بنائہا **ومنھم** من یستبعد البعث **ومنھم** من یحیل الیہ مقصودہ او یبتلی ببلاء فیکفر و یقول انا ما ارید اصلی و ربما غلب فاجر نصرانی مؤمنا فقتلہ او ضربہ فیقول العوام قد غلب الصلیب الصلیب و لماذا اصلی اذا کان الامر کذا و کل ھذہ الآفات تمکن بھا منہم ابلیس لبعدہم عن العلم و العلماء فلو انہم استفہموا اھل العلم لاخبروہم ان اللہ حکیم و مالک فلا یبقی مع ھذا اعتراض ✦

فصل قال **المصنف** ومن العوام من یرضی عن عقل نفسہ فلا یبالی بمخالفۃ العلماء فمتی خالفت فتواہم غرضہ اخذ یرد علیہم و یقدح فیہم **وقد کان** ابن عقیل یقول قد عشت ھذہ السنین فلو دخلت بیدی فی صنعۃ صانع لقال افسدتہا علی فلو قلت انا رجل عالم لقال بارک اللہ لک فی علمک لیس ھذا من شغلک و شغلہ امر حسی لو تعاطیتہ فہمتہ والذی انا فیہ امر عقلی فاذا افتیتہ لم یقبل **فصل** قال **المصنف** ومن تلبیسہ علیہم تقدیمہم المتزھدین علی العلماء فلو رأوا جبۃ صوف علی اجھل الناس عظموہ خصوصا اذا اطأطأ راسہ

ترجمہ اکثر لوگ جو اس بارے میں بحث کرتے ہیں وہ ہیں جو ریشم پہنتے ہیں شراب پیتے ہیں اور بیجا لوگونکو مار ڈالتے ہیں حضرت ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما ایسے شخصوں سے بیزار ہیں **عوام** میں سے بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے خدا خود ہی مقدر کرے اور پھر عذاب کرے بعض کہتے ہیں خدا نے متقی کو تنگدست اور گنہگار کو فارغ البال کیوں کیا بعض ایسے ہیں کہ خدا کی نعمتوں کا شکر کرتے ہیں جب کوئی بلا آتی ہے تو پھر جاتے ہیں اور کفر کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ جسموں کو بنا کر بگاڑ دینے میں کیا حکمت ہے بعض قیامت کے قائل نہیں بعض ایسے ہیں کہ انکا مقصد بر نہ آیا یا کسی بلا میں مبتلا ہو گئے تو کفر اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھنا نہیں چاہتے اکثر اوقات کوئی فاجر نصرانی کسی مومن پر غالب آ جائے اسکو مار ڈالے یا مارے تو عوام کہتے ہیں کہ صلیب غالب آگیا جب ایسا ہی تو ہم نماز کیوں پڑھیں اور یہ تمام آفتیں کہ جن سے عوام پر شیطان قابو پا گیا ہے اس لئے ہیں کہ یہ لوگ علم اور علماء سے دور ہیں۔ اگر اہل علم سے دریافت کرتے تو وہ ان کو بتاتے کہ اللہ تعالیٰ حکیم اور مالک ہے پھر کچھ اعتراض نہ رہتا **فصل مصنف**ؒ نے کہا عوام میں بعض وہ ہیں جو اپنی عقل پر راضی ہیں اور علما کے خلاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتے لہٰذا جب علما کا فتویٰ ان کی غرض کے خلاف ہوتا ہے تو اسکو رد کرتے ہیں اور علما میں نقص نکالتے ہیں **ابن عقیل** کہا کرتے تھے کہ میں اتنے برسوں زندہ رہا جب کبھی کسی کام والے کے کام میں ہاتھ ڈالا تو اس نے کہا تم نے میرا کام خراب کر دیا اگر میں نے کہا کہ میں عالم آدمی ہوں تو جواب دیا کہ خدا تمہارے علم میں برکت دے یہ تمہارا کام نہیں اگر تم کرتے ہوتے تو سمجھتے حالانکہ اسکا کام ایک امر حسی تھا اور میں جس شغل میں ہوں وہ امر عقلی ہے لہٰذا جب میں نے اسکو فتویٰ دیا تو قبول نہیں کیا **فصل مصنف**ؒ نے کہا عوام کو شیطان نے ایک یہ بھی دھوکا دیا ہے کہ زاہدوں کو عالموں پر شرف دیتے ہیں لہٰذا اگر صوف کا جبہ کسی جاہل سے جاہل آدمی پر بھی دیکھ لیتے ہیں تو اسکی تعظیم کرتے ہیں خاصکر جبکہ وہ شخص اپنا سر جھکا لے

ورحمتی وسعت کل شئ فسأکتبها للذین یتقون وھذا التلبیس ھو الذی یہلک عامۃ العوام **فصل** ومن العوام من یقول ھؤلاء العلماء ما یحافظون علی الحدود وفلان یفعل کذا وفلان یفعل کذا فأمری قریب **ویکشف** ھذا التلبیس ان الجاھل والعالم فی باب التکلیف سواء فغلبۃ الھوی للعالم لا یکون عذرا للجاھل **و** بعضھم یقول ما قدر ذنوبی حتی اعاقب ومن انا حتی اواخذ وذنبی لا یضرہ وطاعتی لا تنفعہ وعفوہ اعظم من جرمی کما قال قائلھم من انا عند اللہ حتی اذنبت لا یغفرلی ذنبی وھذہ حماقۃ عظیمۃ کانھم اعتقدوا انہ لا یواخذ الا الضد او الند اما علموا انھم بالمخالفۃ قد صاروا فی مقام معاند سمع ابن عقیل رضی اللہ عنہ رجلا یقول من انا حتی یعاقبنی اللہ فقال لہ انت الذی لو امات اللہ جمیع الخلائق وبقیت انت لکان قولہ تعالیٰ یا ایھا الناس خطابا لک **ومنھم** من یقول ساتوب واصلح وکم من ساکن امل من ایلہ فاختطفہ الموت قبلہ **ولیس** من الحزم تعجیل الخطأ وانتظار الصواب **وربما** لم تتھیأ التوبۃ وربما لم تصح وربما لم تقبل ثم لو قبلت بقی الحیاء من الخیانۃ ایل فلا ارادۃ خاطر المعصیۃ حتی تذھب سھل من معاناۃ التوبۃ حتی تقبل **ومنھم** من یتوب ثم ینقض فیلج ابلیس بالمکائد لعلمہ بضعف عزمہ **حدثنا** المبارک بن فضالۃ عن الحسن انہ قال

ترجمہ ورحمتی وسعت کل شئ فسأکتبھا للذین یتقون یعنی میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے پس اس کو متقیوں کے لئے لازم کرونگا یہی شیطان کا فریب عامۂ عوام کو ہلاک کرتا ہے **فصل** بعض عوام کہتے ہیں کہ یہ علما لوگ حدود آلہی کی نگہداشت نہیں کرتے فلاں ایسا کرتا ہی۔ اور فلاں ایسا کرتا ہے بس میری حالت ٹھیک ہے اس شیطانی فریب کا اظہار اسطور پر ہے کہ تکلیف شرعی کے بارے میں جاہل اور عالم برابر ہیں لہذا عالم پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہونا جاہل کے لئے عذر نہ ہوگا۔ بعض کہتے ہیں کہ ہمارے گناہ ہی کسقدر ہیں جو ہمکو عذاب ہوگا اور ہم کون ہیں جن سے مواخذہ ہوگا ہمارے گناہ سے خدا کا کچھ نقصان نہیں اور ہماری اطاعت سے اسکا کوئی نفع نہیں اور اسکا عفو ہمارے جرم سے عظیم تر ہے چنانچہ انہیں سے ایک شخص نے کہا خدا کے سامنے میری حقیقت ہی کیا ہے کہ میں گناہ کروں اور وہ میرا گناہ نہ بخشے حالانکہ یہ بہت بڑی حماقت ہے شاید ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی ضد اور مثل سے مواخذہ کرتا ہے یہ نہیں جانتے۔ کہ مخالفت کیوجہ سے یہ لوگ معاند کے مقام میں ہونگے **ابن عقیل** نے ایک آدمی کو سنا کہتا تھا میں کون ہوں کہ خدا مجھکو عذاب کریگا اس سے کہا کہ تو وہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو موت دے اور فقط تو باقی رہجائے تو یا ایھا الناس تجھکو خطاب آلہی ہوگا بعض عوام کہتے ہیں کہ ہم آئندہ توبہ کرینگے اور نیک بنجائینگے حالانکہ بہت سے امید کرنیوالے اپنی امید سی رہ گئے اور موت نے پہلے ہی خاتمہ کر دیا خطا میں جلدی کرنا اور راستی کے منتظر رہنا کوئی عقلمندی نہیں اور بسا اوقات توبہ میسر نہیں ہوتی اور اکثر توبہ ٹھیک نہیں ہوتی اور بعض دفعہ قبول نہیں ہوتی پھر اگر توبہ قبول بھی ہو گئی تو گناہ کی شرمندگی ہمیشہ رہتی ہے لہذا گناہ کی خیال کو ہٹانا حتی کہ دور رہے اس بات سی آسان ہے کہ توبہ کی محنت اٹھائے حتی کہ قبول ہو جائے اور بعض ایسے ہیں کہ توبہ کرتے ہیں پھر توڑ ڈالتے ہیں شیطان نے اسکے ارادہ کا ضعف معلوم کر کے اسکو اپنے مکر میں پھنسا لیا مبارک بن فضالہ نے بیان کیا کہ حسن

قال المصنف وهذا هو الجهل المحض لان رحمة الله سبحانه ليست برقة طبع ولو كان كذلك لما ذبح عصفور ولا
اميت طفل ولا ادخل احد الى جهنم **قال الاصمعي** كنت مع ابی نواس بمكة فاذا انا بغلام امرد يستلم الحجر الاسود فقال
لی ابو نواس والله لا ابرح حتى اقبله عند الحجر فقلت ويلك اتق الله عز وجل فانك ببلد حرام وعند بيته فقال ما لی
منه بد ثم دنا من الحجر فجاء الغلام فبادر ابو نواس فوضع خده على خد الغلام فقبله وانا ارى فقلت ويلك فی حرم
الله تعالى فقال دع ذا عنك فان ربی رحيم **ثم انشا يقول** وعاشقان التف خداهما
عند استلام الحجر الاسود فاشتفا من غير ان ياثما كانما كانا على موعد **قال المصنف**
انظروا الى هذه الجرأة اللتی نظر فيها الى الرحمة ونسی شدة العقاب بانتهاك تلك الحرمة **ولقد دخلوا**
على ابی نواس فی مرض موته فقالوا له تب الى الله تعالى فقال ايای تخوفون حدثنی حماد بن سلمة عن
يزيد الرقاشی عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبی شفاعة وانی اخبأت شفاعتی لاهل
الكبائر من امتی افتری لا اكون منهم **قال المصنف** وخطأ هذا الرجل من وجهين **احدهما** انه نظر الى
جانب الرحمة ولم ينظر الى جانب العذاب **والثانی** انه نسی ان الرحمة انما تكون للتائب كما قال عز وجل وانی لغفار لمن تاب **وقال**

ترجمہ مصنفؒ نے کہا یہ خیال محض جہالت ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت رقت طبع سے نہیں اور اگر ایسا ہوتا تو نہ کوئی چڑیا ذبح ہونے
پاتی اور نہ کوئی بچہ مرتا اور نہ کوئی دوزخ میں جاتا **اصمعی** نے کہا میں ابو نواس کے ساتھ مکہ میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک امرد لڑکا حجر اسود کو بوسہ
دیتا ہے ابو نواس مجھ سے کہنے لگا کہ واللہ میں حجر اسود کے پاس سے لڑکے کا بوسہ لئے بغیر نہ ٹلونگا میں نے کہا تجھ پر خدا کی مار خدا سے ڈر اسوقت تو حرمت
والے شہر میں ہے اور خدا کے گھر کے پاس ہے جواب دیا کہ میں اسمیں مجبور ہوں۔ یہ کہکر سنگ اسود کے پاس گیا لڑکا آیا ابو نواس نے بڑھکر
اپنا رخسارہ لڑکے کے رخسارہ پر رکھکر اس کا بوسہ لیا میں نے کہا وائے ہو تجھ پر اللہ تعالیٰ کے حرم میں ایسا کرتا ہے بولا کہ یہ باتیں رہنے دو میرا پروردگار
رحیم ہے پھر دو شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ عاشق و معشوق کے رخسار سے حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت باہم ملگئے + عاشق کی مراد
بر آئی اور دونو پر کچھ گناہ بھی نہ ہوا۔ گویا وہ دونوں وعدہ کر چکے تھے **مصنفؒ** نے کہا اس جرأت پر غور کرنا چاہیئے جس میں وہ رحمت
کی طرف دیکھتا ہے۔ اور اس حرمت کی کے اوٹھا دینے پر عذاب کی سختی بھولتا ہے **ابو نواس** کی مرض موت میں
لوگ اس کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اب توبہ کرو۔ جواب دیا کہ کیا تم مجھے ڈراتے ہو مجھ سے حماد بن سلمہ نے بیان
کیا کہ یزید رقاشی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کے لئے ایک شفاعت ہے
اور میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے اہل کبائر کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے تو کیا عجب کہ میں بھی اونہیں میں سے ہوں۔
مصنفؒ نے کہا اس شخص نے دو وجہ سے خطا کی ایک تو یہ کہ جانب رحمت کو دیکھا اور جانب عذاب پر غور نہ کیا دوسرے اسیات
کو بھول گیا کہ رحمت فقط توبہ کرنے والے کے واسطے ہے چنانچہ فرمایا وانی لغفار لمن تاب یعنی جو توبہ کرتا ہے۔ میں
اس کا بخشنے والا ہوں۔ اور فرمایا

من اهل السنة علی خیر ثم لا یتحاشی عن المعاصی وکشف ھذا التلبیس ان یقال له الاعتقاد فرض والکف
عن المعاصی فرض فلا یکفی احدھما عن صاحبه وکذلک یقول الرافضة نحن یدفع عنا موالاة اھل البیت وکذبوا
انما یدفع التقوی ومنھم من یقول انا الازم الجماعة وافعل الخیر وھذا یدفع عنی وجوابه کجواب الاول ومن
تلبیسه علی العیارین فی اخذ اموال الناس فانھم یسمون بالفتیان ویقالوا الفتی لا یزنی ولا یکذب
ویحفظ الحرم ولا یھتک ستر امرأة ومع ھذا لا یتحاشون من اخذ اموال الناس وینسبون بتعلی الاکباد علی
الاموال ویسمون طریقتھم الفتوة وربما حلف احدھم بحق الفتوة فلم یاکل ولم یشرب ویجعلون اللباس لباس
السراویل للداخل فی مذھبھم کالباس الصوفیة للمرید المرقعة وربما یسمع احد ھؤلاء عن ابنته او اخته کلمة
لا تصلح وربما کانت منحرفة فقتلھا ویسمون ان ھذه فتوة وربما افتخر احدھم بالصبر علی الضرب
عن عبد اللہ بن احمد بن حنبل انه کان یقول کنت کثیرا اسمع والدی یقول رحم اللہ یا الھیثم فقلت من ابو الھیثم قال الحداد
لما مدت یدای للعقاب واخرجت السیاط اذا انا بانسان یجذب ثوبی من ورائی ویقول لے

ترجمہ کہ میں اہل سنت میں سے ہوں اور اہل سنت خیر پر ہیں۔ اور پھر گناہ سے دور نہیں رہتا یہ فریب اس طرح سے دور
ہوسکتا ہے کہ اُنسے کہا جائے اعتقاد فرض ہی اور گناہوں سے بچنا بھی فرض ہے لہذا ان میں سے ایک دوسرے کو کفایت نہیں
کرتا۔ اسی طرح رافضی کہتے ہیں کہ ہم اہل بیت کی محبت سے عذاب سے دور ہیں حالانکہ وہ جھوٹ کہتے ہیں کیونکہ فقط تقویٰ
ہی عذاب کو دور رکھتا ہی بعض کہتے ہیں کہ ہم جماعت کو لازم پکڑے ہوئے ہیں اور خیر کرتے ہیں یہ ہم سے عذاب کو دور رکھیگا۔
اس کا جواب بھی وہی پہلا جواب ہے (عیاروں پر لوگوں کے مال لینے میں تلبیس ابلیس کا بیان)
ان لوگوں کا نام جوانمرد ہے اور کہتے ہیں کہ جوانمرد نہ زنا کرتا ہی اور نہ جھوٹ بولتا ہی اور حرمت کی حفاظت کرتا ہی اور کسی عورت
کی پردہ دری نہیں کرتا یہ لوگ باوجود ان سب باتوں کے لوگوں کا مال لوٹنے سے پرہیز نہیں کرتے اور اس بات میں مشہور ہیں
مال کے لئے اپنے کلیجے جلا دیتے ہیں اور اپنے طریقہ کا نام جوانمردی رکھا ہے بسا اوقات ان میں سے کوئی قسم کھاتا ہی کہ بحق
فتوۃ یعنی جوانمردی کی قسم پھر نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے جوان کے مذہب میں داخل ہو اس کا لباس پائجامہ مقرر کرتے ہیں
جیسے صوفیہ نے مرید کا لباس مرقعہ رکھا ہے اکثر اوقات ان میں سے کوئی اپنی بیٹی یا بہن سے ایسا کلمہ سنتا ہی جو شان کے خلاف
ہو اور بسا اوقات وہ منحرف ہو جاتی ہے۔ تو اس کو مار ڈالتا ہے۔ اور دعوے کرتے ہیں۔ کہ یہ جواں مردی ہے۔
اور اس پر فخر کرتے ہیں کہ ہم مار پیٹ پر صابر ہیں احمد بن حنبل کے بیٹے عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اکثر اپنے
والد سے سنا کرتا تھا۔ کہ کہا کرتے تھے۔ ابو الہیثم پر خدا رحم کرے میں نے پوچھا۔ ابو الہیثم کون ہے۔
فرمایا کہ ایک لوہار ہے۔ جب سزا کے لئے میرے ہاتھ باندھے گئے اور کوڑے نکالے گئے میں نے
ایک آدمی کو دیکھا کہ میرے کپڑے پیچھے سے کھینچتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے

اذا نظر الیک الشیطان فرآک مداوما علی طاعة الله فبغاک فاذا رآک مداوما فی طاعته ملّک ورفضک واذا رآک مرة هکذا ومرة هکذا طمع فیک **ومن تلبیسه علیهم** ان یکون لاحدهم نسب فیغتر بنسبه فهذا ابی بکر وهذا یقول انا من اولاد علی وهذا یقول انا قریب النسب من فلان العالم او من فلان الزاهد هؤلاء یبنون امرهم علی امرین **احدهما** ان من احب انسانا احب اولاده واهله **والثانی** ان هؤلاء لهم شفاعة والحق من شفع فی اولادهم واهلهم وکلا الامرین غلط اما المحبة فلیست محبة الله تعالیٰ کمحبة الآدمیین وانما یحب من اطاعه فان اهل الکتب من اولاد یعقوب ولم ینتفعوا بآبائهم ولو کانت محبة الاب تسری لسری البغض ایضا **واما الشفاعة** فقد قال الله تعالیٰ ولا یشفعون الا لمن ارتضی ولما اراد نوح حمل ابنه فی السفینة قیل انه لیس من اهلک ولم یشفع ابراهیم فی ابیه ولا نبینا فی امه **وقد قال** علیه السلام لفاطمة رضی الله عنها لا اغنی عنک من الله شیئا ومن ظن انه ینجو بنجاة ابیه کان کمن ظن انه یشبع باکل ابیه

فصل ومن تلبیسه علیهم ان یعتمد احدهم علی خلة خیر ولا یبالی بما فعل بعدها **فمنهم** من یقول

ترجمہ جب تجکو شیطان ہمیشہ خدا کی اطاعت میں دیکھتا ہے تو تیرا ماتم کرتا ہی اور جب اپنا محکوم پاتا ہی تو تجھکو چھوڑ کر علیحدہ ہوجاتا ہی اور جب دیکھتا ہے کہ تو کبھی ویسا ہے اور کبھی ایسا تو طمع کرتا ہے عوام کے لئے یہ بھی ایک شیطان کا دہوکا ہے کہ کسی کا کوئی نسب ہوتا ہی۔ تو اپنے نسب پر مغرور ہوجاتا ہے ایک کہتا ہے کہ میں ابوبکر کی اولاد سے ہوں دوسرا کہتا ہے میں اولاد علی ہوں۔ تیسرا کہتا ہے میرا نسب فلاں عالم یا فلاں زاہد سے ملتا ہے یہ لوگ اپنے امر کی بنا دو امروں پر رکھتے ہیں ایک تو یہ کہ جو شخص کسی آدمی سے محبت رکھے گا اس کی اولاد اور اس کے گھر والوں کو بھی چاہے گا۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے لئے شفاعت ہے اور ان کی شفاعت کی زیادہ حقدار اُن کی اولاد ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ رہی محبت سو اللہ تعالیٰ کی محبت ایسی نہیں جیسی آدمیوں کی محبت ہے۔ وہ تو اس شخص سے محبت رکھتا ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ اہل کتاب بھی تو یعقوب علیہ السّلام کی اولاد میں اُن کو اپنے باپ دادا سے کچھ نفع نہیں اور اگر باپ کی محبت اثر کرتی ہے تو بغض بھی ضرور اثر کرتا ہی باقی رہی شفاعت تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا یشفعون الا لمن ارتضے یعنی شفاعت اسیکی کرینگے جن کے لئے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا نوح علیہ السّلام نے جب اپنے بیٹے کو کشتی میں بٹھانا چاہا تو ارشاد ہوا۔ انہ لیس من اہلک یعنی اے نوح یہ تمہارا لڑکا تمہاری اہل میں سے نہیں ہے حضرت ابراہیم کی شفاعت اپنے باپ کے حق میں اور ہمارے نبی کی شفاعت اپنی ماں کے حق میں مقبول نہ ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ خدا کے یہاں میں تمہارے کچھ کام نہ آونگا جو شخص یہ خیال کرتا ہی کہ اس کے باپ کی نجات سے اسکی بھی نجات ہوجائیگی اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی یوں سمجھ بیٹھے کہ اس کے باپ کے کہانے سے اسکا پیٹ بھر جائیگا **فصل** عوام کو شیطان کا ایک فریب یہ بھی ہے کہ وہ مرد صالح کی محبت پر اعتماد کرتے ہیں پھر اس کے بعد جو کچھ کریں اسکی پرواہ نہیں کرتے ایک انمیں سے کہتا ہی

قال المصنف فانظروا الى الشيطان كيف يتلاعب بهؤلاء فيصبرون على شدة الالم ليحصل لهم الذكر
ولو صبروا على يسير التقوى ليحصل لهم الاجر والعجب انهم يظنون حالهم مرتبة وفضيلة مع ارتكاب العظائم **فصل**
ومن العوام من يعتمد على نافلة ويضيع فرائض مثل ان يحضر المسجد قبل الاذان ويتنفل فاذا صلى ماموما سابق
الامام **ومنهم** من لا يحضر في اوقات الفرائض ويزاحم ليلة الرغائب **ومنهم** من يتعبد ويبكي وهو مصر
على الفواحش لا يتركها فان قيل له قال سيئة وحسنة والله غفور رحيم وجمهورهم يتعبد برايه فيفسد اكثر
مما يصلح ورايت رجلا منهم حفظ القرآن وتزهد ثم جب نفسه وهذا من افحش الفواحش **فصل** وقد لبس ابليس على
خلق كثير من العوام يحضرون مجالس الذكر ويبكون ويكتفون بذلك ظنا منهم ان المقصود هو الحضور في مجالس الذكر
لو علموا ان المقصود انما هو العمل ولزم العمل ما كان زيادة في الحجة عليه واني لاعرف خلقا يحضرون المجلس منذ سنين ويبكون و
يخشعون ولا يتغير احدهم عما اعتاده من المعاملة بالربا والغش في البيع والجهل باركان الصلوٰة والغيبة للمسلمين والعقوق للوالدين و
هؤلاء قد لبس ابليس عليهم فاراهم ان حضور المجلس والبكاء يدفع ما يلابس من الذنوب واري بعضهم ان مجالسة العلماء والصلحاء يدفع عنهم

ترجمہ مصنفؒ نے کہا غور کرنا چاہیے شیطان ان لوگوں کے ساتھ کیا کھیلتا ہے کہ تکلیف کی سختی پر صبر کرتے ہیں تاکہ
ان کو شہرت حاصل ہو اور اگر تھوڑے سے تقوی پر صبر کریں تو اُن کو ثواب ملے تعجب تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے حال کو مرتبہ اور
فضیلت خیال کرتے ہیں حالانکہ بڑے گناہوں کے مرتکب ہیں **فصل** اکثر عوام نفل پر اعتماد کرتے ہیں اور فرض کو ضائع
کرتے ہیں مثلاً مسجد میں اذان سے پہلے آتے ہیں اور نفل پڑھتے ہیں پھر جب مقتدی ہو کر فرض ادا کرتے ہیں تو امام پر
سبقت کرتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ فرائض کے وقتوں میں نہیں آتے اور لیلۃ الرغائب یعنی ماہ رجب کی ستائیسویں
شب میں ہجوم کرتے ہیں بعض وہ ہیں کہ عبادت کرتے ہیں اور روتے ہیں حالانکہ بری باتوں پر اڑے ہوئے ہیں اُنسے باز نہیں
آتے اگر انسے کوئی کچھ کہتا ہے تو کہتے ہیں کہ آدمی سے نیکی بدی دونوں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے جمہور عوام اپنی رائے
سے عبادت کرتے ہیں لہذا جسقدر بھلائی کرتا ہے اس سے زیادہ برائی کرتا ہے میں نے ایک عامی کو دیکھا کہ قرآن حفظ کیا اور زاہد بنا
پھر اپنے آپ کو مجبوب کر دیا یعنی اپنا عضو تناسل کاٹ ڈالا حالانکہ یہ افحش الفواحش ہے **فصل** عوام میں خلق کثیر کو شیطان نے
دہوکا دیا وہ وعظ کی مجلسوں میں آتے ہیں ذکر سنتے ہیں اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں اس خیال سے کہ ان کے نزدیک مقصود اصلی
فقط مجلس وعظ میں حاضر ہونا ہے کاش یہ جانتے کہ مقصود اصلی تو عمل ہے جب آدمی سنی ہوئی بات پر عمل نہ کریگا تو حجت الٰہی
میں اور زیادتی ہوگی میں بہت سی مخلوق کو جانتا ہوں کہ برسوں سے وعظ میں آتے ہیں اور روتے ہیں اور عجز کا اظہار کرتے ہیں
حالانکہ کسی کی عادت میں تغیر نہیں آیا معاملہ میں انکی وہی حالت ہے کہ ریاکار ہیں اور خرید و فروخت میں دہوکا کرتے ہیں ارکان
نماز سے واقف نہیں مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں ماں باپ کے نافرمان ہیں ان لوگوں کو شیطان نے فریب دیا اور سمجھا دیا
کہ مجلس میں آنا اور رونا سب گناہوں کو دور کرتا ہے اور بعض کو پٹیا دیا کہ علماء اور صالحین کے پاس بیٹھنے سے گناہ دور ہوتے ہیں +

تعرفنی قلت لا قال انا ابو الهیثم العیار اللص الطرار مکتوب فی دیوان امیر المؤمنین انی
ضربت ثمانیۃ عشر الف سوط بالتفاریق وضربت ذلک علی طاعۃ الشیطن لاجل الدنیا فاصبر انت
فی طاعۃ الرحمن لاجل الدین **قال المصنف** ابو الهیثم هذا یقال له ابو خالد الحداد کان یضرب
المثل بصبرہ وقال له المتوکل ما بلغ من جلدک قال املأ لی جرابا عقارب ثم ادخل یدی فیه وانی
لیولمنی ما یولمک واجد لاخر سوط من الالم ما اجد لاول سوط ولو وضعت فی فمی خرقۃ وانا
اضرب لاحترقت من حرارۃ ما یخرج من جوفی ولکن وطنت نفسی علی الصبر فقال له الفتح ویحک مع
هذا اللسان والعقل ما یدعوک الی ما انت علیه من الباطل فقال احب الریاسۃ فقال المتوکل نحن
خلیدیۃ وقال الفتح انا خلیدی وقال رجل لخالد یا خالد ما انتم لحوم ودماء یولمکم الضرب فقال بلی یولمنا
الضرب ولکن معنا عزیمۃ صبر لیست لکم **قال داود بن علی** لما قدم بخالد اشتهیت ان اراہ
فمضیت الیه فوجدته جالسا غیر متمکن لذهاب لحم الیته من الضرب واذا حوله فتیان فجعلوا
یقولون ضرب فلان وفعل بفلان کذا فقال لهم لم تتحدثون عن غیرکم افعلوا انتم حتی یحدث عنکم

ترجمہ کہ تم مجکو پہچانتے ہو میںنے کہا میں تمکو نہیں جانتا جواب دیا کہ میں ابو الہیثم عیار طرار چور ہوں جسکا نام امیر المومنین کے دفتر
میں لکھا ہی میںنے متفرق طور پر اٹھارہ ہزار ۱۸۰۰۰ کوڑے کہائے ہیں اور یہ سب ضرب دنیا کے لئے شیطان کی اطاعت پر تھی لہذا تم
صبر کرو کہ دین کے لئے رحمان کی اطاعت پر ضرب کہاتے ہو **مصنف** نے کہا یہ ابو الہیثم وہ ہے جسکو ابو خالد حداد کہتے
ہیں یہ شخص صبر کرنے میں ضرب المثل ہے خلیفہ متوکل باللہ نے اس سے پوچھا کہ تیرا صبر کس حد تک ہے جواب دیا۔ کہ
آپ ایک تھیلی میں بچھو بھر دیجے پہر میں اس میں اپنا ہاتہ ڈالدوں حالانکہ جس چیز سے آپکو تکلیف ہوتی ہے اس سے مجھ
کو بھی ایذا پہونچتی ہے اور آخری کوڑے کی تکلیف مجکو اسیقدر ہوتی ہے جسقدر پہلے کوڑے کی جب مجھپر ضرب پڑتی
ہے اگر میں اسوقت اپنے مونہہ میں کپڑے کا ٹکڑا رکھہ لوں تو میرے اندر سے جو حرارت نکلتی ہے اسکو جلادے لیکن میںنے
اپنے نفس کو صبر پر قرار دیا ہے یہ سنکر اس سے فتح نے کہا وائے ہو تجھپر باوجود اس زبان اور عقل کے کیا چیز تمکو اس بطالت
کی حالت پر آمادہ کرتی ہی جواب دیا کہ میں ریاست کو پسند کرتا ہوں متوکل یہ سنکر بولا کہ ہم خلیدی ہیں فتح نے کہا کہ میں بھی
خلیدی ہوں کسی شخص نے خالد سے کہا اے خالد تم میں بھی تو گوشت اور خون ہے کیا ضرب سے تم کو تکلیف نہیں ہوتی
جواب دیا کیوں نہیں ہوتی ضرب سے تکلیف ضرور ہوتی ہے لیکن ہم میں وہ قوی صبر ہے جو تم میں نہیں ہے **داود بن علی**
نے کہا جب خالد پکڑا آیا تو میںنے اسکو دیکھنا چاہا اس کے پاس گیا اسکو دیکھا کہ بیٹھا ہے لیکن ایک جانب قرار نہیں پکڑتا کیونکہ ضرب
کیوجہ سے اسکے سرین کا گوشت جاتا رہا تھا اس کے گرد بہت سے جوان آدمی تھے وہ لوگ کہنے لگے کہ فلان نے آج کوڑے
کہائے اور فلان کے ساتھہ ایسا کیا گیا خالد نے اُن سے کہا کہ تم دوسرونکی باتیں کیوں کرتے ہو تم بھی ایسا کرو تاکہ لوگ تمہاری باتیں کریں

كما قال الشاعر غنى النفس لمن يعقل خير من غنى المال ۔ هو فضل الناس فى الانفس ليس الفضل فى الحال والرابع انفاقها
فمنهم من ينفقها على وجه التبذير والاسراف تارة فى البنيان الزائد على مقدار الحاجة وتزويق الحيطان وزخرفة
البيوت وعمل الصور وتارة فى اللباس الخارج بصاحبه الى الكبر والخيلاء وتارة فى المطاعم الخارجة الى السرف وهذه
لا يسلم صاحبها من فعل محرم او مكروه وهو مسئول عن جميع ذلك وعن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم يا ابن ادم لا تزول قدماك يوم القيمة بين يدى الله عز وجل حتى تسأل عن اربع عمرك فيما افنيته وجسدك فيما
ابليته ومالك من اين اكتسبته واين انفقته ومنهم من ينفق فى بناء المساجد والقناطير الا انه يقصد الرياء
والسمعة وبقاء الذكر فيكتب على ما يبنى ولو كان عمله لله تعالى لاكتفى بعلمه سبحانه فلو كلف ان يبنى حائطا من غير ان يكتب
اسمه عليه لم يفعل ومن هذا الجنس اخراجهم الشمع فى رمضان فى الانوار طلبا للسمعة ومساجدهم طول السنة مظلمة لان اخراجهم
قليلا من دهن كل ليلة لا يؤثر فى المدح ما يؤثر اخراج شمعة فى رمضان واقد كان اغناء الفقراء بثمن الشمع اولى وربما
خرجت الاضواء الكثيرة الى السرف الممنوع منه غير ان الرياء يعم عمله وقد كان احمد بن حنبل يخرج الى المسجد وفى يده سراج

ترجمہ چنانچہ کسی شاعر کا شعر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے عقلمند کے نزدیک مال کی تونگری سے نفس کی تونگری بہتر ہے کیونکہ انسان کی فضیلت ذات میں
ہوتی ہے حالت میں فضیلت نہیں ہوتی چوتھے مال کے خرچ کرنے میں بعض ایسے ہیں کہ بطور فضول خرچی کے صرف کرتے ہیں +
کبھی مکان بنواتے ہیں جو مقدار ضرورت سے زائد ہوتا ہے دیوار ونکو خوب آراستہ کرتے ہیں کمروں میں نقش ونگار کرتے ہیں
تصویریں بناتے ہیں جو سب کو نظر آئیں جس سے کبر وغرور ظاہر ہو اور کبھی کھانے ایسے کرتے ہیں جنہیں اسراف ہوتا ہے اور
ان سب حرکتوں کا کرنیوالا حرام یا مکروہ فعل سے محفوظ نہیں رہتا حالانکہ اس سے ہر چیز کا سوال ہوگا انس بن مالک نے کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای فرزند آدم اللہ تعالی کے سامنے سے تیرے قدم نہ ہٹینگے یہانتک کہ تجھ سے چار چیزوں کا سوال
ہوا ایک عمر کو کس کام میں برباد کیا دوسرے جسم کو کس چیز میں مبتلا رکھا تیسرے مال کہاں سے حاصل کیا چوتھے مال کس جگہہ صرف
کیا بعض مالدار ایسے ہیں جو مسجد اور پل بنوانے میں مال خرچ کرتے ہیں مگر نمائش اور شہرت مقصود ہوتی ہے اور چاہتے ہیں کہ نام
باقی رہے لہذا جو کچھہ اُسنے بنوایا ہے اسپر سرزنش کیجائیگی اور اگر اسکا یہ عمل خدا تعالی کیلئے ہوتا تو علم آلہی پر کفایت کرتا اگر اُس سے
کہا جائے کہ ایک باغ معہ چار دیواری تیار کرے بغیر اسکے کہ اسپر اسکا نام لکھا جائے تو کبھی ایسا نکریگا اسی قسم سے ان لوگوں کا
یہ عمل ہے کہ رمضان شریف میں شہرت طلب کرنے کے لئے مسجدوں میں روشنی کے واسطے چراغ لیجاتے ہیں حالانکہ اُنکی مسجدیں
سال بہر تک اندہیری پڑی رہتی ہیں کیونکہ ہر رات انکا تہوڑا سا تیل دینا اسقدر تعریف اور مدح میں اثر نہ کریگا جسقدر رمضان
شریف میں ایک شمع لیجاتے میں تعریف ہوگی حالانکہ اس شمع کی قیمت دیکر محتاجوں کو خوش کر دینا بہتر ہوگا ۔ اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ بہت سی روشنی کرنے سے اسراف لازم آتا ہے جو ممنوع ہے مگر کیا کیا جائے ۔ ریا اپنا عمل کر رہا
ہے احمد بن حنبل مسجد میں جایا کرتے تھے آپ کے ہاتھہ میں ایک چراغ ہوتا تھا +

فصل وقد لبس ابلیس علی اصحٰب الاموال من اربعة اوجه احدها من جهة کسبها فلا یبالون کیف حصلت و قد فشی الربا فی اکثر معاملاتهم وانسوه حتی ان جمهور معاملاتهم خارجة عن الاجماع وقد روی ابو هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لیاتین علی الناس زمان لا یبالی المرء اخذ المال بحلال او حرام والثانی من جهة البخل بها فمنهم من لا یخرج الزکوٰة اتکاء علی العفو ومنهم من یخرج بعضها ثم یغلبه البخل فیظن ان المخرج یدفع عنه ومنهم من یحتال لاسقاطها مثل ان یهب المال قبل الحول ثم یسترده ومنهم من یحتال باعطاء الفقیر ثوبا یقومه علیه بعشرة دنانیر وهو یساوی دینارین ویظن ذلک الجاهل انه قد تخلص ومنهم من یعطی الزکوٰة من یستخدمه طول السنة فهی علی الحقیقة اجرة وعن الضحاک عن ابن عباس قال اول ما ضرب الدرهم اخذه ابلیس فقبله ووضعه علی عینیه وعلی سرته وقال بک اطغی وبک اکفر رضیت من ابن ادم بحبه للدنیا من ان یعبدنی وعن الاعمش عن شقیق عن عبد الله قال ان الشیطان یریل الانسان بکل ریبة فاذا اعیاه اضطجع فی ماله فیمنعه ان ینفق منه شیئا والثالث من حیث التکثر بالاموال فان الغنی یری نفسه خیرا من الفقیر وهذا جهل لان الفضل بفضائل النفس اللازمة لها لا بجمع حجارة خارجة عنها

ترجمہ فصل مالدار لوگوں کو چار صورت سے شیطان نے فریب دیا ایک تو مال حاصل ہونے کی جہت سے وہ کچھ پرواہ نہین کرتے کہ کیونکر حاصل ہوا اُن کے اکثر معاملات میں کھلم کھلا ربا ہے وہ اسکو بالکل بھولی ہوئی ہیں حتی کہ انکے تمام معاملات اجماع سے خارج ہیں ابو ھریرۃ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپنے فرمایا لوگون پر ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ آدمی پرواہ نہین کریگا کہ اسکو حلال ذریعہ مال حاصل ہوا یا حرام دوسری بخل کی جہت سے اکثر مالدار ایسے ہیں کہ عفو آلہی پر بھروسا کرکے زکوۃ نہیں نکالتے بعض ایسے ہیں کہ کچھ زکوۃ کیلئے نکالتے ہیں پھر انپر بخل غالب آتا ہی تو خیال کرتے ہیں کہ اسیقدر نکالا ہوا کافی ہی بعض ایسے ہیں کہ زکوۃ کو ساقط کرنے کے لئے حیلہ کرتے ہیں مثلاً سال پورا ہونے سے پیشتر مال کو ہبہ کر دیتے ہیں اور پھر واپس لیلیتے ہیں اور بعض اسطور پر حیلہ کرتے ہیں کہ فقیر کو ایک کپڑا دیتے ہین اور اسکی قیمت اسکو دس دینار بتلاتے ہیں حالانکہ وہ دو دینار کی برابر ہوتا ہی اور یہ دینے والا جاہل خیال کرتا ہی کہ زکوۃ سے بری الذمہ ہوگیا اور بعض اس شخص کو زکوۃ دیتے ہیں جو سال بھر تک انکی خدمت کرتا ہی اور در حقیقت وہ اجرت ہوتی ہے ضحاک نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ٹکسال میں جب پہلے درم ڈہالا گیا تو شیطان نے اسکو لیکر بوسہ دیا اور اسکو اپنی آنکھوں اور ناف پر رکھکر کہا کہ تیرے ذریعہ سے میں سرکش بناؤنگا اور تیری بدولت کافر کرونگا میں فرزند آدم کی اس بات سے خوش ہوں کہ دینار کی محبت کی وجہ سے میری پرستش کرتا ہی اعمش نے شفیق سے روایت کیا کہ عبد اللہ نے کہا شیطان ہر عمدہ چیز کے ذریعہ سے انسانکو فریب دیتا ہی جب تنگ آجاتا ہی تو اسکے مال میں لیٹ رہتا ہی اور اسکو کچھ خیرات کرنیسے باز رکھتا ہی تیسری کثرت مال کی حیثیت سے اسطور پر کہ اپنے آپکو فقیر سے بہتر جانتا ہی حالانکہ یہ نادانی ہی کیونکہ فضیلت ان فضائل سے حاصل ہوتی ہی جو نفس کے لئے لازم ہیں پتھر جمع کرنے سے فضیلت نہیں حاصل ہوتی جو نفس سے خارج چیز ہے ✦

فان من تصدق علی ذی قرابا تہ بحبه فقد انفق علی هواه **ومنهم** من یتصدق ویضیق علی اهله فی النفقة
اخبرنا ابو الزبیر انه سمع جابر بن عبد الله یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الصدقة عن ظهر غنیً وابدأ
بمن تعول **وقال** تصدقوا فقال رجل عندی دینار فقال تصدق به علی نفسك ثم قال عندی دینار اخر فقال تصدق به
علی زوجتك قال عندی دینار اخر قال تصدق به علی ولدك قال عندی دینار اخر فقال تصدق به علی خادمك قال
عندی دینار اخر قال انت ابصر **ومنهم** من یجوز فی وصیته ویزوی الوارث ویری انه ماله یتصرف فیه کما یشاء و
ینسی انه بالمرض قد تعلقت حقوق الوارثین به **وقد قال** علیه السلام من حاف عند الوصیة قذف
فی الوبا والوبا وادی فی جهنم **وعن** الاعمش عن خیثمة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان
الشیطن یقول ما غلبنی علیه ابن ادم فان یغلبنی فی ثلث امرهٗ باخذ المال من غیر حقه وانفاقه فی غیر
حقه ومنعه من حقه **فصل وقد لبس ابلیس علی الفقراء فمنهم** من یظهر الفقر وهو غنی فان
اضاف الی هذا السوال والاخذ من الناس فانما یستکثر من نار جهنم **وعن** ابی هریرة قال قال رسول
الله صلی الله علیه وسلم من سال الناس اموالهم تکثیرا فانما یسال جمرا

ترجمہ کیونکہ جو شخص اپنے رشتہ داروں کو محبت کیوجہ سے صدقہ دیگا تو وہ اپنی خواہش پر خیرات کریگا بعض مالدار ایسے ہیں۔ کہ
خیرات کرتے ہیں اور اپنے گھر والوں کو نفقہ دینے میں تنگی کرتے ہیں **ابو زبیر** نے بیان کیا کہ ہینے جابر بن عبد اللہ سے سنا کہتے تھے۔
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے جو بعد اپنی فراغت کے ہو اور پہلے انکو دو جو تمہاری عیال ہیں اور نیز ایک
بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ دو ایک آدمی نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہی آپ نے فرمایا اسکو اپنے اوپر صرف
کرو اسنے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اسکو اپنی بی بی پر خرچ کرو وہ بولا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اُسے
اپنی اولاد کو دو وہ کہنے لگا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اسکو اپنے نوکر کو بخشو اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے
فرمایا اب تم جانو تمہارا کام جانے بعض کا قاعدہ ہی کہ وصیت کرنیمیں حد سے تجاوز کرتے ہیں اور وارث کو محروم رکھتے ہیں اور سمجھتے
ہیں کہ یہ ہمارا مال ہے جسطرح چاہیں اسمیں تصرف کریں اور یہ نہیں یاد رکھتے کہ انکے بیمار ہوتے ہی وارثوں کے حقوق اس مال کی
متعلق ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وصیت کرتے وقت خیانت کریگا وبا میں پھینکا جائیگا۔ اور وبا دوزخ میں
ایک جنگل کا نام ہے **اعمش** نے خیثمہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان کہتا ہی کہ فرزند آدم مجھپر غالب
نہیں آتا اور اگر غالب بھی آتا ہی تو میں اسکو تین باتوں کا حکم کرتا ہوں مال کا غیر حق سے لینا غیر حق میں صرف کرنا حق سے باز رکھنا
فصل فقرا کو بھی شیطان نے فریب دیا بعض فقیر ایسے ہیں کہ فقر کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ غنی ہوتے ہیں اب اگر اسکی ساتھ وہ سوال
کرتے ہیں اور لوگوں سے کچھ لیتے ہیں تو فقط آتش دوزخ جمع کرتے ہیں **ابو ہریرہ**ؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص مال بڑہانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہی تو وہ آگ کے انگارے مانگتا ہے +

فیضعه ویصلی **ومنهم** من اذا تصدق اعطی الفقیر والناس یرونه فیجمع بین قصد مدحهم وبین اذلال الفقیر و
منهم من یحمل معه الدنانیر فیکون فی الدینار قیراطین ونحو ذلک وربما کانت ردیة فیتصدق بها بین الجمع مکشوفة لیقال قد
اعطی فلان دینارا وبالعکس **من هذا** جماعة من الصالحین المتقدمین یجعلون فی القرطاس الصغیر دینارا ثقیلا یزید وزنه
علی دینار ونصف ویسلمونه الی الفقیر فی سر فاذا رای القرطاس صغیرا ظنه قطعة فاذا لمسه جدته وبره ظنه درهم نقرة فرح
فاذا راٰه ثقیلا ظنه یقارب الدینار فاذا وزنه فراٰه زائدا علی الدینار اشتد فرحه فالثواب یضاعف للمعطی عند کل مرتبة
ومنهم من یتصدق علی الاجانب ویترک اقاربه واولی قارب هو اولی **اخبرنا** هشام عن حفصة عن سلیمان بن عامر
قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الصدقة علی المسکین صدقة والصدقة علی ذی الرحم اثنتان صدقة وصلة **ومنهم** من
یعلم فضیلة التصدق علی القرابة الا ان یکون بینهما عداوة دنیویة فیمتنع من مواساته مع علمه بفقره ولو واساه
کان له اجر الصدقة والقرابة ومجاهدة الهوی **وقد روی** عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم افضل الصدقة علی ذی الرحم الکاشح **قال المصنف** وانما فضلت هذه الصدقة لمخالفة الهوی

ترجمہ اسکو سامنے رکھکر نماز پڑھتے تھے۔ بعض مالدارونکا قاعدہ ہی کہ جب خیرات کرتے ہیں تو فقیر کو دیتے ہیں اور لوگ اُنکو
دیکھتے ہیں اس میں اپنی مدح چاہتے ہیں اور فقیر کا ذلیل کرنا منظور ہوتا ہے بعض ایسے ہیں کہ دینار لیتے ہیں اور وہ دینار کم و
بیش چار دانگ ہوتا ہے اکثر اوقات کھوٹے دینار ہوتے ہیں سب کے سامنے کھولکر ان کو خیرات کرتے ہیں تاکہ لوگ
کہیں فلان امیر نے دینار فقیروں کو دیے اور اس کے برخلاف متقدمین صلحا کا قاعدہ تھا کہ ایک چھوٹے سے کاغذ میں بھاری
دینار جو ڈیڑہ دینار کے وزن سے زیادہ ہوتا تھا لپیٹ کر چپکے سے فقیر کو دیدیا کرتے تھے وہ فقیر جب کاغذ کو چھوٹا دیکھتا تھا
تو خیال کرتا تھا کہ کچھہ ذرا سا ٹکڑا اس میں ہوگا پھر جب اُسکو ٹٹولتا تھا اور اسکو گول پاتا تھا تو سمجھتا تھا کہ چاندی کا درم ہی لہذا
خوش ہوتا تھا پھر جب تولکر دیکھتا تھا کہ دینار سے زائد ہے تو اسکی خوشی بہت بڑہ جاتی تہی لہذا ہر مرتبہ پر دینے والے کا ثواب
دوچند ہوتا جاتا تھا بعض مالدار ایسا کرتے ہیں کہ غیروں کو خیرات دیتے ہیں اور اپنے اقربا کو چھوڑتے ہیں حالانکہ بہتر اقربا کو دینا ہے
ھشام نے حفصہ سے روایت کی۔ کہ سلیمان بن عامر نے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے۔ کہ
کہ مسکین کو صدقہ دینا صرف ایک صدقہ ہی ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا دو باتیں ہیں ایک صدقہ دوسرے صلۂ رحم
بعض امیر ایسے ہیں کہ اقارب کو صدقہ دینے کی فضیلت جانتے ہیں مگر ان میں باہم دنیاوی عداوت ہوتی ہے لہذا باوجود
اقربا کی محتاجی کا علم ہونے کے ان کی خبرگیری سے باز رہتے ہیں حالانکہ اگر انکی اعانت کرتے تو تین ثواب پاتے ایک
صدقہ دوسرے قرابت تیسرے خواہش نفسانی کا مارنا **ابو ایوب انصاری** سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افضل صدقہ وہ ہے۔ جو کینہ رکھنے والے رشتہ دار
کو دیا جائے **مصنف** نے کہا یہ صدقہ افضل اسلئے ہی کہ خواہش نفسانی کی مخالفت کی جاتی ہے

ولا یدری ما الواجبات ولا یسهل علیه ان یعرف ذلک اھ انا بالدین ولو ان له اراد تجارة لسأل قبل سفره عما ینفق فی ذلک البلد ثم تری احدهم یرکع قبل الامام ویسجد قبل الامام ولا یعلم انه اذا رکع قبله فقد خالفه فی رکن فاذا رفع قبله فقد خالف فی رکنین فبطلت صلاته وربما یسلم عند تسلیم الامام فقد بقی علیه من التشهد الواجب شئ وذلک امر لا یحمله الامام فتکون صلوته باطلة وربما یترک احدهم فریضة وزاد فی نافلة وربما اهمل غسل بعض العضو کالعقب وربما کان فی یده خاتم قد حصر الاصبع فلا یدیره وقت الوضوء ولا یصل الماء الی ما تحته فلا یصح الوضوء واما بیعهم وشراؤهم فاکثر عقودهم فاسدة وهم لا یعترفون حکم الشرع فیهما ولا یخف علی احدهم ان یقلد فقیها فی رخصة استنقافا لانه لم للدخول تحت حکم الشریعة وقل ان یبیعوا شیئا الا وفیه غش وتغطیة عیب والجلاء یغطی عیوب الذهب الردی حتی ان المرأة تضع الغزل فی الندا وتندیه لتقل وزنه ومن جریانهم مع العادة ان احدهم یتوانی فی صلوة المفروضة فی رمضان ویفطر علی الحرام ویغتاب الناس وربما قبل ولو ضرب بالخشب لم یفطر فی العادة لان العادة استبشاع الفطر

ترجمہ اور نہ یہ جانتا ہے کہ واجبات کیا ہیں اسقدر سیکھ لینے کی توفیق اسکو اس لئے نہیں ہوتی کہ دین کو فضول سمجھتا ہے اور اگر تجارت کا ارادہ کرے تو سفر سے پیشتر اس شہر کے اخراجات کا حال پوچھتا پھرے پھر تم دیکھتے ہو کہ ایک آدمی امام سے پہلے رکوع اور سجدہ کرتا ہے اور اتنا نہیں جانتا کہ جب امام سے پہلے رکوع کیا تو ایک رکن میں اس کی مخالفت کی اور پھر جب امام سے پہلے سر اٹھایا تو دو رکنوں میں مخالفت ہو گئی لہذا اسکی نماز باطل ہوئی بسا اوقات امام کے ساتھ سلام پھیر دیتا ہے حالانکہ اسپر تشہد واجب باقی رہگیا ہے جسکا ذمہ دار امام نہیں لہذا اس کی نماز باطل ہو گی اکثر اوقات بعض لوگ فرض چھوڑتے ہیں اور نوافل زیادہ پڑھتے ہیں اور بسا اوقات وضو میں بعض عضو مثلاً ایڑی خشک رہجاتی ہے اکثر اوقات ہاتھ میں انگوٹھی ہوتی ہے جو انگلی میں تنگ ہوا کرتی ہے وضو کے وقت اسکو پھراتے نہیں اور اسکے نیچے پانی نہیں پہنچتا لہذا وضو صحیح نہیں ہوتا۔ رہے ان کے معاملات خرید و فروخت میں ان کی یہ حالت ہے کہ اکثر فاسد ہوتی ہے اور وہ شریعت کا حکم نہیں جانتے ان لوگوں پر یہ امر دشوار گذرتا ہے کہ معاملات میں کسی فقیہ کی تقلید کریں کیونکہ حکم شرعی کے تحت میں داخل ہونا ناپسند کرتے ہیں بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی چیز فروخت کریں اور اس میں کھوٹ نہ ہو اور اس کا عیب نہ چھپایا گیا ہو۔ ردی سونے کا عیب جلا دیکر چھپاتے ہیں حتے کہ عورت سوت کات کر اسکو تر کر لیتی ہے تاکہ وزن بھاری ہو جائے عوام کا عادت کے موافق عمل ایک یہ بھی ہے۔ کہ رمضان شریف میں نماز فرض میں تاخیر کرتے ہیں اور حرام پر افطار کرتے ہیں اور لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور بسا اوقات بوسہ لیتا ہے حالانکہ اگر لکڑی سے بھی مارا جائے تو عادت کے طور پر روزہ نہیں توڑیگا کیونکہ عادتاً روزہ توڑنا برا سمجھا جاتا ہے۔

فليستقل منه او ليستكثر فان لم يقبل هذا الرجل من الناس شيئا وكان مقصوده باظهار الفقر ان
يقال رجل زاهد فقد رايا وان كتم نعمة لله عنده يظهر عليه الفقر لئلا ينفق ففى ضمن بخله الشكوى من
الله وقد ذكرنا فيما تقدم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم راى رجلا باذ الهيئة فقال هل لك من مال قال نعم
قال فلير نعمة الله عليك فان كان فقيرا محتاجا فالمستحب له كتمان الفقر واظهار التجمل فقد كان فى السلف
من يحمل مفتاحا ويوهم ان له دارا ولا يبيت الا فى المساجد **ومن تلبيس ابليس على الفقراء**
انه يرى نفسه خيرا من الغنى اذ قد زهد فيما رغب ذلك الغنى فيه وهذا غلط وان الخيرية ليست بالوجود والعدم انما هى
بامر وراء ذلك **وقد لبس ابليس على جمهور العوام** بالجريان مع العادات وذلك من اكثر اسباب هلاكهم **فمن**
ذلك انهم يقلدون الاباء والاسلاف فى اعتقادهم فترى الرجل يعيش خمسين سنة على ما كان عليه ابوه ولا ينظر
على صواب كان ام على خطاء **ومن هذا** تقليد اليهود والنصارى والجاهلية اسلافهم **وكذلك** المسلمون
يجرون فى صلاتهم وعباداتهم مع العادة فترى الرجل يعيش سنين يصلى على صورة ما يرى الناس يصلون ولا يقيم الفاتحة

ترجمہ اب چاہے کم کرے یا زیادہ کرے اور اگر یہ شخص لوگوں سے کچھ سوال نہیں کرتا اور اظہار فقر سے اس کی مراد یہ ہے۔
کہ لوگ اسکو مرد زاہد کہیں۔ تو ریاکار ہے اور اگر اللہ تعالے نے جو نعمت بخشی ہے اسکو چھپا کر فقر کا اظہار اس لئے کرتا
ہے کہ خیرات نہ کرنا پڑے تو اپنے بخل کے ساتھ خدا کا ناشکر گزار ہے اور ہم پیشتر ذکر کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک شخص کو پھٹے پرانے حال میں دیکھا دریافت فرمایا کہ تیرے پاس کچھ مال ہے۔ جواب دیا ہاں فرمایا کہ پھر خدا
کی نعمت کا اظہار کرنا چاہیے اور اگر فقیر محتاج ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ فقر کو چھپائے اور تجمل کا اظہار کرے کیونکہ
سلف میں اکثر ایسے بزرگ تھے جو اپنے ساتھ ایک کنجی رکھتے تھے اور خیال دلاتے تھے کہ انکا کوئی گھر ہے حالانکہ رات کو
فقط مسجدوں میں رہا کرتے تھے **فقرا** پر ایک شیطان کا فریب یہ ہے کہ اپنے آپ کو مالدار سے اچھا سمجھتے ہیں اس لئے
کہ جس چیز کی مالدار کو رغبت ہے یہ لوگ اس سے بے رغبت ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہی کیونکہ خیر و صلاح ایک چیز کے
عدم و وجود پر موقوف نہیں بلکہ اس کے علاوہ ایک اور امر پر منحصر ہے **اکثر عوام** کو شیطان نے فریب دیا کہ عادت
کے موافق عمل جاری رکھیں اور یہی اسباب اکثر انکی ہلاکت کے ہیں ان باتوں میں سے ایک یہ ہی کہ عوام اپنے اعتقاد میں
اپنے باپ دادا اور بزرگوں کی تقلید کرتے ہیں تم دیکھتے ہو کہ ایک آدمی پچاس برس تک اسی طریقہ پر زندگی بسر کرتا ہے
جس پر اس کا باپ تھا اور اس بات کو نہیں دیکھتا کہ خطا پر تھا یا صواب پر اسی قسم کی تقلید یہود و نصارے اور اہل جاہلیت
اپنے اسلاف کی کرتے تھے اور اسی طرح مسلمان اپنی نماز اور عبادتوں میں عادت کے موافق عمل
کرتے ہیں ایک آدمی برسوں زندہ رہتا ہے اور جس طرح لوگوں کو دیکھتا ہے اسی طرح نماز پڑھ لیا کرتا ہے۔ حالانکہ
سیدھی طرح الحمد نہیں پڑھ سکتا

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد بریٔ مما انزل علی محمد ؐ
ومن عاداتھم لبس الحریر والتختم بالذھب وربما تورع احدھم عن لبس الحریر ثم لبسہ
فی وقت کالخطیب یوم الجمعۃ ومن عاداتھم اھمال انکار المنکر حتی ان الرجل یری اخاہ او
قریبہ یشرب الخمر ویلبس الحریر فلا ینکر علیہ ولا یتغیر بل یخالطہ مخالطۃ حبیب ومن
عاداتھم ان یبنی الرجل علی باب دارہ مصبطۃ یضیق بھا طریق المسلمین المارۃ وقد
یجتمع علی باب دارہ ماء مطر یکثر فیجب علیہ ازالتہ فلا یفعل وقد یرش رشا کثیرا فلو زلق زال توفیہ
وجب علیہ الضمان واثم یکونہ سببا لاذی المسلمین ومن عاداتھم دخول الحمام بلا مئزر وفیھم من
اذا دخل بمئزر دفع مئزرہ ورمی بہ علی فخذیہ فتری جوانب الیتیہ ویسلم نفسہ الی
المدلک فیری بعض عورتہ لان العورۃ من الرکبۃ الی السرۃ ثم ینظر
ھو الی عورات الناس ولا یکاد یغض ولا ینکر ومن عاداتھم ترک القیام بحق الزوجۃ وربما
اضطروھا الی ان تسقط مھرھا ویظن الزوج انہ قد سقط عنہ وقد یمیل الرجل الی احدی زوجتیہ عن الاخری

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات سچ جانے تو وہ شخص اس سے بیزار ہے۔ جو
محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے عوام کی عادتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ریشم اور سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں اور اکثر بعض
آدمی ریشم کے پہننے سے پرہیز کرتے ہیں پھر خاص وقت میں پہنتے ہیں مثلاً خطیب جمعہ کے دن اور نیز ان کی عادات میں سے
ہے کہ بری بات پر انکار کرنا مہمل جانتے ہیں حتی کہ ایک آدمی اپنے بھائی یا رشتہ دار کو دیکھتا ہی کہ شراب پیتا ہی ریشمی کپڑے
پہنتا ہے اور اسپر انکار نہیں کرتا اور نہ اوس سے کچھ کشیدہ ہوتا ہے بلکہ بڑے دوست کی طرح اس سے میل جول رکھتا ہی
ایک انکی عادت یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے گھر کے دروازے پر چبوترا بناتا ہے جس سے مسلمانوں کا عام رستہ تنگ ہو جاتا ہے۔ کبھی
اس کے گھر کے دروازے پر بہت سا بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے جس کا دور کرنا اسپر واجب ہی اور وہ نہیں کرتا بعض دفعہ اپنے
گھر کے دروازے پر چھڑکاؤ کرتا ہے اور زیادہ پانی ڈالتا ہی ایسے میں کوئی وہاں پھسل کر گر پڑے تو اسپر ضمان واجب ہے اور اسکا
اسکو گناہ ہوا کہ مسلمانوں کی اذیت کا سبب بن گیا ہے ایک ان لوگوں کی عادت ہی کہ حمام میں بغیر تہبند کے داخل ہوتے ہیں
اور بعض ایسے ہیں کہ جب تہبند باندھے داخل ہوتے ہیں تو سمیٹ کر تہبند کو رانوں پر ڈال لیتے ہیں جس سے سرین کے دونوں
جانب نظر آتے ہیں اور بدن ملنے والے کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں وہ بعض شرمگاہ دیکھتا ہے کیونکہ شرمگاہ گھٹنے سے ناف تک
ہے پھر خود وہ شخص دوسرے لوگوں کی شرمگاہیں دیکھتا ہے اور نہ باہم آنکھیں نیچی کرتے ہیں نہ اس پر انکار کرتے ہیں ایک انکی
عادت ہے کہ بی بی کا حق پورے طور پر ادا نہیں کرتے بعض وقت بی بی کو اسبات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنا مہر معاف کر دے
اور خاوند خیال کرتا ہی کہ اُسکے ذمہ سے بی بی کا مہر ساقط ہو گیا بعض آدمی اپنی ایک بی بی کی جانب دوسری بی بی سے زیادہ متوجہ ہوتے ہیں

ومنهم من يدخل في الرباء بالاستيجار فيقول معي عشرون دينارا الا املك في غيرها فان انفقتها
ذهبت وانا استاجر بها دارا واكل اجرة الدار ظنا منه ان هذا الامر قريب منهم من يرهن الدار على شئ
ويؤدي الربا ويقول هذا موضع ضرورة وربما كانت له دار اخرى وفي بيته الات لو باعها لاستغنى عن
الرهن والاستيجار ولكنه يخاف على جاهه ان يقال قد باع داره او انه يستعمل الخزف مكان الصفر و
مما جروا فيه على العادات اعتمادهم على قول الكاهن والمنجم والعراف وقد شاع ذلك بين الناس
واستمرت به عادات الاكابر فقل ان ترى احدا منهم يسافر او يفصل ثوبا او يحتجم الا سأل
المنجم وعمل بقوله ولا يخلو دار هم من تقويم وكم دار له ليس فيها مصحف وفي الصحيح عن
النبي صلعم انه سئل عن الكاهن فقال ليس بشئ فقالوا يا رسول الله انهم يحدثونا احيانا
بشئ يكون حقا فقال رسول الله صلعم تلك الكلمة من الحق يخطفها الجني فيقرها في
اذن وليه نقر الدجاجة فيخلطون فيها اكثر من مائة كذبة وفي صحيح مسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال من اتى عرافا فسأله عن شئ لم تقبل له صلوة اربعين ليلة وروى ابو داود من حديث ابي هريرة رض

ترجمہ بعض عوام وہ ہیں کہ کوئی چیز اجرت پر لینے سے ربا میں داخل ہوجاتے ہیں کوئی کہتا ہے میرے پاس بیس
دینار ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں اگر خرچ کرڈالونگا تو چک جائینگے میں ان سے ایک مکان اجرت پر لیکر اسکی اجرت
کھاؤں یہ شخص خیال کرتا ہے کہ اسکی یہ حرکت درست ہے بعض ایسے ہیں کہ مکان کو کچھ نقد پر رہن رکھتے ہیں اور اس کا سود
ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ضرورت کی جگہہ ہے اکثر اوقات ایک شخص کے پاس دوسرا مکان ہوتا ہے اور اس کے گھر میں اسقدر اسباب
ہوتا ہے کہ اگر اسکو بیچ ڈالے تو رہن رکھنے کی ضرورت نہ پڑے اور کرایہ لینے کی حاجت نہو لیکن اس کو اپنے جاہ و مرتبہ کا خوف
ہوتا ہے کہ کہیں لوگ یوں نہ کہنے لگیں فلاں شخص نے اپنا مکان بیچ ڈالا یا وہ شخص تانبے کی جگہہ مٹی کے برتن استعمال کرتا ہے
ایک انکا عادت کیموافق عمل کرنا یہ ہے کہ کاہن اور نجومی اور رمال کے قول پر اعتماد کرتے ہیں اور یہ امر لوگوں میں شائع
ہے ہمیشہ سے بڑی بوڑھوں کی عادت رہی کمتر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص سفر کرے یا کپڑے بدلے یا حجامت کرائے ۔ا
نجومی سے پوچھکر اُسکے قول پر عمل نہ کرے ان کے گھر جنتری سے خالی نہیں رہتے اور بہت سے ایسے گھر ہیں جنمیں
کوئی قرآن شریف نہیں صحیح بخاری میں رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ کسی نے آپ سے کاہن کے بارے میں پوچھا فرمایا
کہ کوئی چیز نہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاہن لوگ کبھی کبھی ایسی بات بیان کرتے ہیں جو ٹھیک ہوتی ہے فرمایا کہ وہ
حق ہوتا ہے جسکو جن اُچک لیتا ہے اور آکر اپنے ولی کے کان میں پھونک دیتا ہے جسطرح مرغی چونچ مارکر ایک دانہ اُٹھا لیتی ہے اور
میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتا ہے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جوتشی
کے پاس آئے اور اس سے کچھ پوچھے تو چالیس روز اسکی نماز مقبول نہ ہوگی ابو داود میں ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ

بهذه الاوضاع مثل تعظيم القبور والتزامها بما نهى الشرع عنه من ايقاد النيران وتقبيلها وتخليقها وخطاب الموتى بالحوائج وكتب الرقاع فيها يا مولاي افعل بي كذا وكذا واخذ التربة تبركا وافاضة الطيب على القبور وشد الرحال اليها والقاء الخرق على الشجر اقتداء بمن عبد اللات والعزى ولا تجد في هؤلاء من يحقق في زكوة فيسأل عن حكم يلزمه والويل لمن لم يقبل مشهد الكف ولم يتمسح بحيطان مسجد المامونية يوم الاربعاء ولم يقل الحمالون على جنازة ابي بكر الصديق او محمد وعلي ولم يكن معها نياحة او لم يعقد على ابيه ازجا بالجص والآجر ولم يشق ثيابه الى الذيل ولم يرق ماء الورد على القبر ويدفن معه ثيابه **فصل واما تلبيس ابليس على النساء** فكثير جدا وقد افردت كتابا للنساء ذكرت فيه ما يتعلق بهن من جميع العادات وغيرها وانا اذكرههنا كلمات فمن ذلك ان المرأة تطهر من الحيض بعد الزوال فتغتسل بعد العصر فتصلي العصر وحدها وقد وجبت عليها الظهر وهي لا تعلم وفيهن من تؤخر الغسل يومين وتحتج بغسل ثيابها ودخول الحمام وقد تؤخر غسل الجنابة في الليل

ترجمہ جنہوں نے ایسے طریقے نکالے مثلاً قبروں کی تعظیم کرتے ہیں اور ان سے پٹتے ہیں شریعت نے انہیں باتوں سے منع کیا ہے کہ قبروں پر آگ جلائی جائے اور ان کو بوسہ دیا جائے اور انپر حلقہ باندھا جائے اور اپنی حاجتوں میں میت کو خطاب کیا جائے اور اس مضمون کے رقعے لکھے جائیں کہ اے میرے آقا میرے لئے ایسا ایسا کر دیجئے اور تبرکاً قبر کی مٹی لی جائے اور قبروں پر خوشبو چھڑکی جائے اور دور دور سے قبروں پر سفر کر کے آئیں اور خرقے درخت پر ڈالے جائیں۔ یہ سب حرکتیں انلوگوں کی پیروی ہے جو لات وعزی کو پوجتے تھے تم کو کوئی ان لوگوں میں ایسا نہ ملیگا جو زکوٰۃ کے بارے میں تحقیق کرے اور وہ حکم دریافت کرے جو اسپر لازم ہے ان کے نزدیک قابل افسوس وہ شخص ہے جو مشہد الکف کو بوسہ نہ دے اور چار شنبہ کے روز مسجد ماموینہ کی دیواریں نہ چھوئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت علی رضی اللہ عنہما کا جنازہ حمالوں نے نہیں اوٹھایا تھا اسکی ساتھ نوحہ خوانی نہوتی تھی انکی قبریں چونے اور اینٹ سے پختہ نہیں کی گئیں تھیں دامن تک ان کے کپڑے چاک نہیں کئے اور قبر پر گلاب کا عرق نہیں چھڑکا اور کپڑوں سمیت انکو دفن نہیں کیا **فصل** عورتوں کو جو شیطان نے فریب دیئے ہیں وہ بہت کثرت سے ہیں میں نے جداگانہ عورتوں کے لئے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان کے متعلق تمام عادات وغیرہ کا ذکر کیا ہے اس مقام پر چند کلمے بیان کرتا ہوں ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورت زوال کے بعد حیض سے پاک ہوتی ہے اور عصر کے وقت غسل کرتی ہے اور فقط عصر کی نماز ادا کرتی ہے حالانکہ ظہر واجب ہو چکا اور یہ اسکو نہیں جانتی بعض عورتیں ایسی ہیں کہ دو دو دن تک نہیں غسل کرتیں اور عذر پیش کرتی ہیں کہ کپڑوں کو دھونا ہے اور حمام میں جانا ہے رات کو غسل جنابت میں تاخیر کرتی ہیں +

فیجورنی القسم متها و نا بذلک ظنا ان الامر فیه قریب وقد روی ابو هریرة رض عن النبی
صلی الله علیه وسلم انه قال من کانت له امرأتان یمیل الی احدهما علی الاخری جاء یوم القیمة یجر
احدی شقیه ساقطا او مائلا ومن عاداتهم ادفان المیت فی التابوت وهذا فعل مکروه والمغالات
فی الکفن وانما ینبغی ان یکون وسطا ویدفنون معه جملة من الثیاب وهذا حرام لانه اضاعة للمال
ویقیمون النوح علی المیت وفی صحیح مسلم ان النبی صلی الله علیه وسلم قال النائحة اذا لم تتب قبل موتها
تقام یوم القیامة وعلیها سربال من قطران ودرع من جرب وفی الصحیحین عن النبی صلی الله علیه وسلم
انه قال لیس منا من شق الجیوب ولطم الخدود ودعی دعوی الجاهلیة ویلبسون بعد الموت ادون الثیاب
ویبقون علی ذلک شهرا او سنة وربما لم ینا موا هذه المدة فی سطح ومن عاداتهم زیارة القبور فی لیلة
النصف من شعبان وایقاد النار عندها واخذ تراب القبر المعظم قال ابن عقیل لما صعب التکالیف
علی الجهال والطغام عدلوا عن اوضاع الشرع الی تعظیم اوضاع وضعوها لانفسهم فسهلت علیهم اذ لم
یدخلوا بها تحت امر غیرهم قال وهم کفار عندی

ترجمہ لہذا تقسیم میں حد سے تجاوز کرتے ہیں اس بات کو سہل انکاری سمجھ کر خیال کرتے ہیں کہ اس میں کوئی قباحت
نہیں **ابو ہریرہ** رض نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جس شخص کی دو
بی بیاں ہوں اور ایک کی دوسری سے زیادہ وقعت کرے قیامت کے دن اس حالت میں آئیگا کہ اپنا ایک جانب کا
دھڑ کھینچتا ہوگا جو گرتا ہوا یا جھکتا ہوا ہوگا ایک ان لوگون کی عادت ہے کہ میت کو تابوت میں رکھکر دفن کرتے
ہیں۔ اور یہ فعل مکروہ ہے اور کفن کو گراں قیمت رکھتے ہیں حالانکہ کفن اوسط درجہ کا ہونا چاہیے اور میت کے ساتھ
اس کے سب کپڑے دفن کرتے ہیں حالانکہ یہ حرام ہے کیونکہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے اور میت پر نوحے و ماتم قائم
رکھتے ہیں **صحیح مسلم** میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے
توبہ نہ کریگی تو قیامت کے دن کھڑی کی جائیگی اور اس کے جسم پر ایک گندھک کا کرتا اور خارش کی کرتی ہوگی **صحیحین**
میں ہی کہ آپ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو گریبان پھاڑے اور مونہ پر طمانچے مارے اور جاہلیت کا کفر بکے یہ لوگ
میت کے بعد کم درجہ کا لباس پہنتے ہیں اور مہینوں اور برسوں یہ حالت رکھتے ہیں اکثر اس مدت میں کوٹھے پر نہیں سوتے
ایک انکی عادت ہی کہ شعبان کی پندرہوین رات کو قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور وہاں جاکر آگ جلاتے ہیں اور بڑی بزرگ
کی قبر سے مٹی لیتے ہیں **ابن عقیل** نے کہا جب جاہلوں اور کھانے کے بندوں پر شرعی تکلیفیں سخت پڑیں تو انہوں
نے شرعی طریقے چھوڑ کر ان طریقوں کی تعظیم شروع کی جنکو خود انہوں نے اپنے لئے مقرر کیا ہی وہ طریقے ان کو آسان
معلوم ہوئے کیونکہ اُن کی بدولت کسی غیر کے حکم کے ماتحت ہو کر نہ رہے یہ لوگ میرے نزدیک کافر ہیں +

وما بيننا هذا وتخرج بغير اذنه وتقول ما خرجت بمعصية و نفس خروجها لا يؤمن منه فتنة
وفيهن من تلازم المقابر وتحد لا على زوج وقد صح عن رسول صلعم انه قال لا تحل لامرءة تومن بالله
واليوم الآخر ان تحد على ميت الا زوج اربعة اشهر وعشرا وقد يدعوها زوجها الى فراشه وتابى
وتظن ان هذا الخلاف ليس بمعصية وقد اخبرنا ابو حازم عن ابى هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم اذا دعا الرجل امرءة الى فراشه فابت وبات وهو عليها ساخط لعنتها الملائكة حتى تصبح
اخرجاه فى الصحيحين وقد تفرط المرءة فى مال زوجها ولا تحل لها ان تخرج من بيته شيئا الا ان ياذن
لها او تعلم رضاه وقد تعطى من يلعب بها بالحصى ومن يسحر وتسمى ذلك عطفا وكل
هذا حرام وقد تستهين بثقب آذان الاطفال وهو حرام فان افلحت وحضرت مجلس
الوعظ فربما لبست خرقة من يد الشيخ الصوفى وصافحته وصارت من بناته فخرجت
الى عجائب وينبغى ان نكف عنان القلم اقتصارا على هذه النبذة فان هذا الامر يطول ولو بسطنا
النبذ المذكور فى هذا الكتاب او شيدنا ردنا على من رددنا عليه بالاحاديث والآثار

ترجمہ اور ہم دونوں میں یہ معاملہ ہی اور خاوند کے بغیر اجازت کہیں چلی جاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ کچھ کسی گناہ میں تو نہیں گئی
تھی حالانکہ فقط اس کا گھر سے نکلنا فتنہ سے خالی نہیں بعض عورتیں ایسی ہیں کہ قبروں پر جاکر بیٹھ رہتی ہیں اور شوہر کے سوا دوسرے
کے لئے ماتمی لباس پہنتی ہیں سوگ رکھتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا جو عورت
اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اسکو جائز نہیں کہ کسی میت کے سوگ میں بیٹھے بجز اپنے شوہر کے کہ اس کا
چار مہینے دس روز تک کرے بعض اوقات عورت کو اسکا شوہر اپنے بستر پر بلاتا ہے وہ انکار کر دیتی ہے اور سمجھتی ہے
کہ یہ خلاف کرنا کوئی گناہ نہیں ابو حازم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب آدمی اپنی بی بی کو اپنے بچھونے پر بلائے اور وہ انکار کرے جس سے رات بھر اسکا شوہر اسپر ناراض رہے
تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں یہ حدیث صحیحین میں ہے۔ کبھی عورت اپنے شوہر کے مال میں تصرف
کرتی ہے حالانکہ اسکو جائز نہیں کہ شوہر کے گھر سے بغیر اسکی اجازت کے کوئی چیز نکالے یا اسکی رضامندی جان لے۔
بعض اوقات اس شخص کو کچھ دیتی ہے جو اس کے لئے کنکریوں سے کھیلتا ہے یا اسکو شوہر کی محبت کے لئے تعویذ گنڈا پھونک
پڑھکر دیتا ہے حالانکہ یہ سب حرام ہے اور کبھی لڑکوں کے کان چھدانے میں کچھ مضایقہ نہیں سمجھتی حالانکہ یہ حرام ہے اور اگر
ایسی باتوں سے بچی رہی اور مجلس وعظ میں آئی تو بسا اوقات شیخ صوفی کے ہاتھ سے خرقہ پہنتی ہے اور اس سے مصافحہ
کرتی ہے اور ان بزرگ کی بیٹیوں میں داخل ہو جاتی ہے اور عجائب حرکاتیں پھنس جاتی ہے ہم کو اسی قدر بیان پر اقتصار
کر کے عنان قلم کو روکنا چاہیے کیونکہ یہ امر بہت طویل ہی اگر ہم بیانات مذکورہ ہی کو شرح وبسط سے بیان کریں۔

الی ان تطلع الشمس فاذا دخلت الحمام لم تستتر بمئزر وتقول ما تدخل علی الا الثلاثة انا واختی وجاریتی وهن نساء مثلی فممن استتر وهذا کلہ حرام فان تاخیر الغسل من غیر عذر لا یجوز ولا یحل للمرأة ان تنظر من المرأة ما بین سرتها ورکبتها ولو کانت ابنتها او امها الا ان تکون البنت صغیرة فاذا بلغت سبع سنین استترت واستتر منها وقد تصلی المرأة قاعدة وھی تقدر علی القیام فالصلوة حینئذ باطلة وقد تحتج بنجاسة ثوبها ببول طفلها وھی تقدر علی غسله ولو ارادت الخروج الی الطریق لتھیأت واستعارت وانما ھان عندھا امر الصلوة وقد لا تعرف من واجبات الصلوة شیئا ولا تسأل وقد تنکشف من ھذہ الحرة ما یبطل صلوتها وتستھین به وقد تستھین المرأة باسقاط الحبل ولا تدری انها اذا اسقطت ما قد نفخ فیه الروح فقد قتلت مسلما ثم تستھین بالکفارة الواجبة علیها عند ذلک فانه یجب علیها ان تتوب وتؤدی دیته الی ورثته وھی غرة عبد او امة قیمتها نصف عشر دیة ابیه او امه ولا یرث الام من ذلک شیئا ثم تعتق رقبة فان لم تجد صامت شھرین متتابعین وقد تسیٔ المرأة عشرتها مع الزوج وربما کلمته بالمکروہ وتقول ھذا ابو اولادی

ترجمہ یہانتک کہ دن نکل آتا ہے اور جب کوئی عورت حمام میں داخل ہوتی ہے تو تہبند نہیں باندھتی اور کہتی ہے کہ میرے پاس فقط تین ہی شخص تو آتے ہیں میں ہوں میری بہن ہے لونڈی ہے یہ سب بھی میری طرح عورتیں ہیں۔ پھر پردہ کس سے کروں حالانکہ یہ تمام باتیں حرام ہیں غسل میں بلاعذر تاخیر کرنا جائز نہیں اور نہ عورت کو یہ روا ہے کہ دوسری عورت کا جسم ناف سے گھٹنوں تک دیکھے خواہ بیٹی ہو یا ماں ہو ہاں اگر لڑکی چھوٹی ہو تو کچھ حرج نہیں لیکن جب سات برس کی ہو جائے تو اس سے پردہ کرنا چاہئے اور اسکو بھی پردہ کرنا چاہئے بعض اوقات عورت بیٹھکر نماز پڑھتی ہے حالانکہ کھڑے ہونیکی قدرت رکھتی ہے ایسی حالت میں نماز باطل ہوتی ہے کبھی عذر پیش کرتی ہے کہ آج بچے نے کپڑے نجس کر دیئے حالانکہ اس کے دھونے پر قادر ہے اور کہیں جانے آنے کا ارادہ کرے تو خوب تہیہ کرے اور مانگ کر کپڑے بدلے مگر نماز اس کے نزدیک ایک امر سہل ہے اکثر عورتیں نماز کے واجبات کچھ نہیں جانتی ہیں اور کسی سے نہیں پوچھتیں اکثر حرہ عورت کا وہ بدن نماز میں کھلجاتا ہے جو نماز کو باطل کرتا ہے اور وہ اس میں کچھ قباحت نہیں خیال کرتی بعض عورتیں حمل ساقط کر دینے کو آسان سمجھتیں ہیں۔ اور یہ نہیں جانتیں کہ روح دمیدہ کو ساقط کر دینگی تو ایک مسلمان کا خون کرینگی پھر جو کفارہ اسپر واجب ہوا اسکی کچھ پرواہ نہیں کرتیں۔ کفارہ یہ ہے کہ عورت توبہ کرے اور اس کی دیت اس کے وارثوں کو دے اور وہ دیت ایک غلام یا لونڈی ہے جسکی قیمت اس بچے کے ماں یا باپ کی دیت کا بیسواں حصہ ہو اور اس دیت کے مال سے اس ماں کو جس نے حمل ساقط کیا کچھ ورثہ نہ ملیگا اگر دیت نہ دے سکے تو ایک غلام آزاد کرے اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو دو مہینے کے روزے رکھے کبھی عورت اپنے خاوند کے ساتھ رہنے سہنے کو برا کہتی ہے اور کبھی خاوند کو برے کلموں سے یاد کرتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ یہ تو میری اولاد کا باپ ہے

ہ من امل ان یمشی سار بالنہار سیرا فاترا ومن امل ان یصبح عمل باللیل عملا ضعیفا ومن صور
وت عاجلا جد وقد قال ع صل صلوۃ مودع وقال بعض السلف انذرکم سوف فانہا اکبر جنود
لیس ومثل العامل علی الحزم والساکن لطول الامل کمثل قوم کانوا فی سفر فدخلوا قریۃ فمضی الحازم
شتری ما یصلح لتمام سفرہ وجلس متاہیا للرحیل وقال المفرط ساتاھب فربما اقمنا شہرا فضرب بوق الرحیل فی
حال فاغتبط المتحرز واعتبط الاسف المفرط فہذا امثل الناس فی الدنیا منہم المستعد
ستیقظ فاذا جاء ملک الموت لم یندم ومنہم المغرور المسوف یتجرع مریر الندم وقت
رحلۃ واذا کان فی الطبع حب التوانی وطول الامل ثم جاء ابلیس یحث علی العمل
قتضی ما فی الطبع صعبت المجاہدۃ الا انہ من انتبہ لنفسہ علم انہ فی صف حرب وان عدوہ
فر عنہ فان فر فی الظاہر ابطن لہ مکیدۃ واقام لہ کمینا ونحن نسال
ہ عزوجل السلامۃ من کید العدو وفتن الدنیا انہ قریب مجیب

رجمہ کہ جس شخص کو یہ امید ہو کہ شام تک چلیگا تو دن بھر سست رفتار رہیگا اور جسکو صبح تک زندگی کی امید ہوگی۔ تو
ت میں کم کام کریگا اور جو کوئی موت کی صورت سامنے تصور کرے گا وہ کوشش میں سرگرم ہوگا رسول اللہ صلی
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جو نماز ادا کیا کرو اسکو رخصتی اور آخری نماز سمجھا کرو کسی بزرگ نے کہا ہے کہ میں تم کو لفظ عنقریب
ے ڈراتا ہوں کیونکہ یہی لفظ شیطان کا بڑا لشکر ہی (مطلب یہ ہی کہ یوں نہ کہنا چاہیئے کہ میں عنقریب ایسا کرلونگا یا آیندہ چل کر
ما جائیگا جو شخص دور اندیشی پر عمل کرتا ہے اور جو طول امل کی وجہ سے ٹھہر جاتا ہے ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کچھ
ے سفر میں گئے اور ایک گاؤں میں داخل ہوے دور اندیش آدمی گیا اور سفر کے لئے جو ضروری چیزیں تھیں وہانسے
ید لیں اور کوچ کرنے کے لئے تیار ہو بیٹھا کوتاہی کرنیوالے نے دل میں کہا کہ عنقریب تیار ہوجاؤنگا کیونکہ اکثر ہمنے ایک ایک مہینہ
م کیا ہے اتنے میں ایک دم کوچ کا نقارہ بج گیا دور اندیش نے فوراً اپنی گٹھری سنبھالی اور کوتاہی کرنیوالا افسوس اور رشک
رہا اسیطرح جب ملک الموت آجائیگا تو پہلے شخص کو کچھ ندامت نہ ہوگی اور دوسرا جسنے آیندہ پر کام اٹھار کھا اور دہوکا کھایا
ت کے وقت نادم ہوکر شور وغل مچائیگا جب طبیعت میں کاہلی اور طول امل کی محبت ہوتی ہے پھر شیطان اگر ابھارتا
ے کہ مقتضاے طبیعت پر عمل کرے تو جفاکشی اور محنت گراں گذرتی ہے مگر جو شخص اپنے نفس کو بیدار کرے وہ جان لیگا۔
ہم لڑائی کے صف میں ہوں اور دشمن بھاگتا نہیں اور اگر بھاگ بھی جاتا ہے تو خفیہ طور پر اس کے لئے کوئی مکر و فریب
ہی لہذا وہ شخص دشمن کے لئے کمینگاہ قائم کرے گا ہم اللہ تعالے سے سوال کرتے ہیں کہ دشمن کے مکر سے ہمکو سلامت
کھے اور دنیا کے فتنوں اور نفس کی شرارتوں سے بچائے اسی کا نام قریب مجیب ہے غرض دنیا کی لوگوں کی مثال یہ ہی بعض انمیں
ہی ہیں جو مستعد اور بیدار دل ہیں اللہ تعالی ہمکو بھی انہیں میں سے کرے آمین۔

تمت

اجتمعت مجلدات وانما ذکرنا الیسیر لیدل علی الکثیر وقد اقتنعنا فی ذکر فاحش القبیح من افعال الغالطین بنفس حکایتہ دون ردہ لان الامر فیہ ظاھر واللہ یعصمنا من الزلل بمنہ و کرمہ انہ جواد کریم

الباب الثالث عشر فی ذکر تلبیس ابلیس علی جمیع الناس بطول الامل کم قد خطر علی قلب یھودی ونصرانی حب الاسلام فلا یزال ابلیس یثبطہ ویقول لا تعجل وامھل فی النظر فیسوفہ حتی یموت علی کفرہ وکذلک یسوف العاصی بالتوبۃ فیعجل لہ غرضہ من الشھوات ویمنیہ الانابۃ کما قال الشاعر تعجل الذنب کما تشتھی ❊ وتامل التوبۃ من قابل ❊ وکم من عازم علی الجد سوفہ وکم ساع الی مقام فضیلۃ ثبطہ فربما عزم الفقیہ علی اعادۃ درسہ فقال استرح ساعۃ وانتبہ العابد فی اللیل لیصلی فقال لہ علیک وقت ولا یزال یحبب الکسل ویسوف بالعمل ویسند الامر الی طول الامل وینبغی للحازم ان یعمل علی الحزم والحزم بدار الوقت وترک التسویف والاعراض عن الامل فان المخوف لا یؤمن والفوات قد یبعث وسبب کل تقصیر فی خیر او میل الی شر طول الامل فالانسان لا یزال یحدث نفسہ بالنزوع عن الشر والاقبال علی الخیر الا انہ یعد نفسہ بذلک ولا ریب

ترجمہ تو یہ کتاب کئی جلدوں میں جمع ہو ہمنے فقط تھوڑا سا بیان کیا ہے اللہ تعالی ہم کو خطاؤں اور لغزشوں سے بچائے رہے۔ اور نیک بات اور نیک کام کی توفیق دے **تیرھواں باب** طول امل کے ساتھ تمام لوگوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں **مصنف** رح نے کہا اکثر یہودی اور نصرانی کے دل میں محبت اسلام گذرتی ہے ابلیس ہمیشہ اسکو مشغول رکھتا ہی اور کہتا ہی کہ جلدی نہ کر اور اچھی طرح سمجھ بوجھ لے اسی طرح اسکو ٹالتا رہتا ہے حتی کہ اسی کفر پر مرجاتا ہے اسی طرح گنہگار کو توبہ کے لئے ٹالتا ہے اور اسکو شہوات سے غرض حاصل کرنے میں جلدی کراتا ہے اور توبہ کر لینے کی آرزو دلاتا ہے چنانچہ کسی شاعر کا شعر ہے جسکا ترجمہ یہ ہی تو خواہش کیموافق گناہ میں جلدی کر اور آیندہ سال توبہ کرنے کی امید رکھ۔ بہت سے لوگ جنہوں نے نیکی کا ارادہ کیا شیطان نے ان کو ٹال دیا اور بہت سے لوگ جنہوں نے مقام فضیلت پر پہونچنے کی کوشش کی شیطان نے اُن کو دوسری طرف لگا دیا بسا اوقات فقیہ آدمی اپنے درس کو دوبارہ دیکھنا چاہتا ہے شیطان اس سے کہتا ہے تھوڑی دیر آرام کر لو یا عبادت کرنیوالا رات کو نماز پڑھنے کے لئے اٹھتا ہے۔ اس سے کہتا ہے کہ ابھی تیرے لئے بہت وقت ہے اسیطرح ہمیشہ کسل اور سُستی کی محبت دلاتا رہتا ہی اور عمل میں ٹالا کرتا ہی اور نہایت طول امل پر حالت پہنچ جاتی ہے لہذا عقلمند کو چاہیئے کہ دور اندیشی پر عمل کرے وقت کا خیال رکھے اور آیندہ پر کام موقوف رکھنا چھوڑ دے اور امید کرنے سے روگردانی کرے کیونکہ جس شخص کو خوف دلایا گیا ہے وہ نڈر نہیں ہوا کرتا اور فوت شدہ چیز کبھی ہیکار جایا کرتی ہے اور تمام نیکی میں کوتاہی اور بدی میں رغبت کرنے کا سبب طول امل ہے اور آدمی ہمیشہ اپنے جی میں باتیں کیا کرتا ہے کہ برائیاں چھوڑ کر نیکیاں کرے لیکن اس کا نفس یہ وعدہ ہی دیتا رہتا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں

خاتمۃ الطبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔ امابعد اہلِ
پر ظاہر ہے کہ ہر کام کے لیے اُسکے درجہ کے موافق موانع ہوتے ہیں ۔ معمولی کام کے لیے معمولی مانع ہوتا ہے اور
کام کے لیے بڑا ۔ چونکہ شریعتِ اسلام ایک عظیم الشان امر ہے لہذا اس ۔ قاعدہ کے موافق ضروری ہے کہ اسپر عمل
کے موانع بھی زبردست ہوں ۔ چنانچہ یہ بات بداہتہً دکھائی بھی دے رہی ہے ۔ نفسانی خواہشیں الگ مانع ہیں
شیطانی وسوسے علیحدہ سدِّراہ ہیں ۔ معہذا شیطان اپنے خیالات اِس خوبصورتی سے ظاہر کرتا ہے کہ دشم
کرجاتا ہے اور دوست کا دوست بنا رہتا ہے ۔ لہذا اس شاہراہ پر چلنے والے کو ضرور ہے کہ وہ نفسانی ا
شیطانی ہتھکنڈوں سے واقف ہو ۔ اگرچہ شیطان اپنے کام سے کبھی غافل نہیں اور نہایت سرگرمی سے اپنا کام کر
لیکن جسقدر زمانہ نبوت سے قریب تھا اُسیقدر اُسکو اپنے کام میں ناکامی ہوتی رہی اور جسقدر زمانہ نبوت سے بعد ہ
گیا اُسکی کامیابی ترقی کرتی گئی ۔ اور اُس کے راستے پر چلنے کے لیے کثرت سے لوگ آمادہ ہوتے گئے ۔ یہاں تک کہ آج مک
شیطانی کا بازار کھلا ہُوا ہے اور ہر ہر قدم پر شیطانی جال بچھا ہُوا ہے ۔ جب حکمائے اسلام نے یہ حالت دیکھی تو مستق
طور پر خاص مکائدِ شیطانی کے بارے میں کتابیں لکھیں اور اُسکے تمام فریبوں کو نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا اُنہیں
یہ کتاب **تلبیس ابلیس** بھی ہے ۔ اِس کتاب میں یہ بات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ شیطان مختلف
خیالات کے لوگوں کو کیا کیا روپ بدلکر بہکاتا ہے چونکہ موجودہ زمانہ کے لیے ایسی کتاب کی اشد ضرورت ہے ۔ لہذا ا
کتاب کا شائع کرنا مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوا ۔ لیکن چونکہ یہ کتاب عربی تھی ۔ اردو خوان نفع نہیں اُٹھا سکتے تھے
اصل کتاب مع ترجمہ کے شائع کی گئی تاکہ علماء اور اُردو خواں تمام حضرات برابر فائدہ اُٹھائیں ۔

۱۵ ۔ ذی الحجہ ۱۳۲۳ ہجری

خادم الاسلام

عاجز سید محمد عبدالسلام عفی عنہ ابن السید محمد معظم مالک مطبع فاروقی دہلی

مختصر فہرست کتب مطبع فاروقی دھلی
اعلان
عارفان معارف رحمانی و اقفان عوارف سبحانی پر پوشیدہ
نہیں کہ توفیق الٰہی ہمیشہ انکی دستگیری کرتی رہتی ہو اور انکی ہدایت کے
لیے ہمیشہ غیب سے ایک ایسا اسباب مہیا کرتی رہتی ہو جو ان کے لیے ایک زبردست
ہادی کا کام دیتا ہو اسکی زندہ مثال یہیں موجود ہو کہ کتاب تلبیس ابلیس تصنیف علامہ
ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جو ہدایت کے باب میں ایک بے نظیر کتاب ہے چھپ کر تیار ہو گئی یہ کتاب
صرف کمیاب بلکہ ایسی نایاب تھی جسکا عموماً دستیاب ہونا تو درکنار خاص خاص کتبخانوں میں بھی
مشکل سے پائی جاتی تھی باوجود اسکے جب اسکی صحت کا منظور ہوا کہ یہ گوہر بے بہا خزانہ ظاہر ہو تو محترمی الحاج
جناب میر محمد معظم صاحب کے دل میں ڈالا کہ اسکی اشاعت کا شرف حاصل کریں چنانچہ اللہ تعالی پر بھروسہ کرکے
اس کار خیر پر کمر باندہی اور دو قلمی قدیم نسخوں سے اصل درست کرکے ترجمہ کیا اسپر بھی یہ احتیاط کی کہ
جناب حاجی عبد الغفار صاحب رئیس دہلی کے مدنی نسخے سے چھپتے وقت اصل کی درستی میں کام لیا گیا جو آپنے
مدینہ منورہ سے نقل کراکے منگایا ہے چونکہ کار خیر میں موانع کا پیش آنا تقریباً لازم ہے لہذا اس کتاب کی اشاعت
میں ایسی ایسی رکاوٹیں پیش آئیں جس کی وجہ سے نہ صرف اشاعت میں تاخیر ہوئی بلکہ پیسوں کی جگہ
روپے اور روپیوں کی جگہ اشرفیاں خرچ ہوئیں۔ غرض اسکی اشاعت میں جو جو دقتیں پیش آئیں
اور جس قدر روپیہ صرف ہوا اسکا بیان طول ہے لہذا اس کتاب کی حسب ضابطہ بموجب قانون
بستم ایکٹ ۲۵ بابت ۱۸۶۷ء رجسٹری عاجز کے نام کی گئی ہو اس لیے کوئی صاحب بدون
اجازت تحریری قصد طبع نہ فرمائیں جسقدر نسخے مطلوب ہوں راقم سے
طلب فرمائیں فرمائش کی فوراً تعمیل ہوگی + راقم
عاجز سید عبد السلام عفی عنہ مالک مطبع
فاروقی دہلی بازار بلیماران
المشتھر
سید عبد السلام مالک فاروقی پریس دہلی بازار بلیماران